ہفتہ وار پیسہ اخبار

1948

جنوری

ر

ایڈیٹر میاں [illegible] مجید صاحب

THE PAISA AKHBAR
URDU WEEKLY
LAHORE

پیسہ اخبار لاہور

یادگار حاجی مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم

بنگالی اور اردو

ہمارا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ جب ہم ہندو اخبارات میں بہت بڑے عنوانات دیکھتے ہیں۔ کہ مشرقی بنگال میں اردو کے خلاف مظاہرے کرنے والوں پر گولی چلائی گئی۔ یا ان پر لاٹھی چارج کیا گیا۔ حکومت پاکستان نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ پاکستان کی قومی زبان اردو ہوگی۔ اس پر کافی بحث ہوئی۔ لیکن بالآخر کثرت رائے سے اس قرارداد کو منظور کر لیا گیا۔ تقسیم ہندوستان سے پہلے بھی اردو ہندوستان کی قومی زبان تھی۔ کیونکہ پشاور ہو یا کلکتہ ہر جگہ اردو بولی اور سمجھی جاتی تھی۔ بین الصوبائی زبان صرف اردو ہی تھی۔ اگرچہ ہندی کے حامیوں نے اس زبان کو سیاسی وجوہ کی بناء پر ختم کرنے کی انتہائی کوشش کی۔ لیکن یہ زبان ہندوؤں میں بھی اس قدر مقبول ہو چکی تھی۔ کہ اس کو مٹانا ایک [illegible] سے زیادہ حیثیت نہ رکھتا تھا۔ اس کی مقبولیت کا عالم یہ ہے۔ کہ آج بھی جبکہ ہندوستان نے اپنی قومی زبان ہندی قرار دیدی ہے ہندوستان میں تمام اخبارات اردو زبان میں نکل رہے ہیں۔ اور ہمیں امید ہے۔ کہ انتہائی تعصب کے باوجود اردو زبان اور اس کا رسم الخط بدلنے کے لئے ہندوستان کو بیس برس کی مدت درکار ہے۔ جب اردو زبان کی مقبولیت کا یہ حال ہے تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ بنگالی زبان کے حامیوں کا ایک طبقہ اپنی ضد پر کیوں اڑا ہوا ہے۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ بنگالی ایک کافی ترقی یافتہ زبان ہے۔ اس میں لٹریچر بھی موجود ہے۔ لیکن اس زبان کو قائم رکھتے اور پاکستان بھر میں ہم آہنگی و یکجہتی کے لئے اردو زبان کی بیحد ضرورت ہے۔ بنگالی زبان کے حامی اس ہم آہنگی اور یکجہتی کے قومی جذبے کو فراموش نہ کریں۔ اور اس قسم کے بیہودہ مظاہرے کر کے دوستوں اور دشمنوں کے لئے سامان تضحیک پیدا نہ کریں۔ آخر یہ صوبائی تعصب کب تک جاری رہے گا؟

بہاولپور

اس وقت جب کہ بہاولپور پاکستان میں شامل ہو چکا ہے۔ حالات کا تقاضا یہ ہے۔ کہ ریاست بہاولپور کو ایک ترقی یافتہ اور مہذب ریاست میں تبدیل کیا جائے۔ ہم اس سے پیشتر بھی عرض کر چکے ہیں۔ کہ وہاں کے باشندوں کو شہری حقوق سے محروم رکھا جاتا ہے۔ اور رفاہ عامہ اصلاحات کی طرف مطلق دھیان نہیں دیا جاتا۔ چند خود غرض افسران نے ذاتی اغراض کی تکمیل کے لئے ایک ڈھونگ رچا رکھا ہے۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ موجودہ وزیر اعظم بھی اس معاملہ میں بے دست و پا ہیں۔ بہاولپور کی چار سو میل لمبی سرحد پر دفاع کا مطلق کوئی انتظام نہیں۔ حالانکہ اس وقت بہاولپور کو بے حد اہمیت حاصل ہے۔ اور چار سو میل لمبی ریاست میں اگر اصلاحات کا نفاذ ہو تو پاکستان کو بے حد فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ لیکن وہاں تو عوام کو ذمہ دار حکومت سونپنا ایک بہت بڑا واقعہ سمجھا جاتا ہے۔ عوام نے ذمہ دار حکومت کے لئے تحریک شروع کر دی ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ عوام اپنے مقاصد میں اس لئے کامیاب ہوں گے۔ کہ نواب بہاولپور اور ان کی ریاست کا بھلا اس میں ہے۔ ہم حکومت پاکستان سے گزارش کریں گے۔ کہ وہ جلد از جلد اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے۔ اور نواب بہاولپور کو مجبور کرے کہ وہ ریاست میں اصلاحات کے نفاذ میں روڑے اٹکانے کی کوشش نہ کریں۔ پاکستان کے قیام کے بعد بھی اگر ذہنیت وہی رہی جو انگریز کے اقتدار کے وقت تھی۔ تو پھر پاکستان کا فائدہ کیا؟ آج وقت پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ پاکستان کو ایک مضبوط ترین ملک بنانے کے لئے ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ رجعت پسندانہ ذہنیت کو ختم کر دیا جائے۔

گاندھی کا چبوترا

برلا ہاؤس میں اس جگہ جہاں مہاتما گاندھی کے مقدس خون کے قطرے گرے تھے۔ وہاں ایک سیمنٹ کا چبوترا بنایا گیا ہے۔ یہ چبوترا (۱۸) مربع انچ ہے۔ اور اس کی اونچائی (۶) انچ ہے۔ اس پر "ہے رام" لکھا ہے۔ یہ وہ آخری الفاظ ہیں۔ جو گاندھی جی کے منہ سے نکلے۔ اس کے بعد وہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئے۔ چبوترہ پر وقت۔ اور تاریخ بھی لکھی ہوئی ہے۔

جب یہ واقعہ پیش آیا۔ صبح سویرے برلا ہاؤس کا وہ مالی جس نے قاتل کو پکڑا تھا باغ سے پھول چن کر مہاتما جی کی خدمت میں نذر عقیدت پیش کرتا ہے۔ اس کے بعد اور لوگ پھول چڑھاتے اور خوشبو جلاتے ہیں۔





دریائے راوی میں طغیانی

لاہور ۱۶ مارچ ۔ شدید بارشوں کے باعث دریائے راوی میں سیلاب آگیا ہے۔ رات کے گیارہ بجے تک تھانہ مصری شاہ لاہور کے علاقہ میں دریا کا پانی منٹو پارک ۔ قلعہ لچھمن سنگھ اور بادامی باغ تک پہنچ گیا تھا۔ اور پانی شاہدرہ پولیس سٹیشن کی دیوار سے ٹکرا رہا تھا۔ ضلع لاہور کے کئی دیہات زیرآب ہیں۔ اور فصلوں کو شدید نقصان پہنچنے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ رات کے ایک بجے ڈپٹی کمشنر لاہور مسٹر ظفرالحسن نے نمائندہ نوائے وقت کو بتایا کہ ان کی اطلاع کے مطابق مادھوپور میں پانی کی سطح گر گئی ہے۔ شاہدرہ پل کے نیچے پانی کی سطح بلند نہیں ہوئی۔ اور تین چار گھنٹوں تک گھٹنا شروع ہو جائے گی۔ مسٹر ظفرالحسن نے مزید بتایا کہ تھانہ مصری شاہ کے علاقہ میں کچھ ٹرک بھیج دیئے گئے ہیں اور ضرورت پڑی تو مقامی آبادی کو وہاں سے بحفاظت تمام نکال لیا جائے گا۔ رات کے ایک بجے تھانہ بادامی باغ کے قریب پانی کا شور بہت زیادہ تھا۔ لیکن تاریکی کے باعث پانی کی رفتار کے متعلق صحیح اندازہ لگانا مشکل تھا۔ جب نوائے وقت کا نمائندہ آدھی رات کے بعد تھانہ مصری شاہ کے علاقہ میں پہنچا تو بادامی کی آبادی کے ایک حصہ میں پانی کی سطح ڈیڑھ فٹ تک جا پہنچی تھی۔ لیکن ۲۹ ستمبر ۱۹۴۷ء کی طرح پانی زیادہ تیز رفتار نہیں تھا۔ ان دنوں نہایت ہی قلیل عرصہ میں پانی چھ فٹ تک چڑھ گیا تھا۔ یوں تو دریائے راوی میں گذشتہ دو دنوں سے سیلاب آیا ہوا ہے لیکن حالات کے زیادہ خطرناک صورت اختیار کرنے کی توقع نہیں تھی۔ آج شام تک ضلع لاہور کے دو دیہات سانترہ کلاں اور محمود بوٹی میں پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ فصلیں تباہ ہو چکی تھیں۔ لیکن وہاں سے ابھی تک جانی نقصان کی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ صبح دس بجے سے ۴ بجے شام تک شاہدرہ پل کے نیچے پانی کی سطح میں کوئی فرق نہیں آیا۔ لیکن ۴ بجے کے بعد پانی چڑھنا شروع ہو گیا۔ آج حکام نے یہ خدشہ ظاہر کیا تھا کہ اگر بارش جاری رہی اور دریائے راوی میں طوفان بڑھ گیا۔ تو فصلوں کو شدید نقصان پہنچے گا۔

مغربی پنجاب اسمبلی میں بجٹ پیش ہوگیا

بجٹ ایک نظر میں

واصلات آمدنی (تخمینہ) ۱۲ کروڑ ۹ لاکھ روپیہ

اخراجات آمدنی (اندازہ) ۱۸ کروڑ ۲ لاکھ روپیہ۔

خسارہ ۶ کروڑ ۳۰ لاکھ روپیہ۔

نئے ٹیکسوں سے آمدنی

جنرل سیلز ٹیکس (پاکستان حکومت سے معاوضہ)	۲ کروڑ روپیہ
زراعتی آمدنی پر ٹیکس	۴۰ لاکھ روپیہ
بشری جائداد غیر منقولہ پر ٹیکس	۷ لاکھ روپیہ
عدالتوں اور کاغذات مال کی نقول کی فیس	۲ لاکھ روپیہ
تمباکو کے لائسنس کی فیس میں اضافہ	۲۰ لاکھ روپیہ
تفریحات کے ٹیکس میں اضافہ	۶ لاکھ روپیہ
بجلی کے ٹیکس	۱۲ لاکھ روپیہ
اشٹامپ کی قیمت میں اضافہ	۱۶ لاکھ روپیہ
کل آمدنی	۳ کروڑ ۳ لاکھ روپیہ۔
باقی خسارہ	۲ کروڑ ۹۰ لاکھ روپیہ

باشندوں کی انتہائی ابتر حالت

جہلم ۱۵ مارچ کشمیر کی حالت بد سے بدتر ہو رہی ہے۔ لوگوں کو کھانڈ نہیں ملتی تو دکاندار نمک نہیں لاتا۔ بلیک مارکیٹ میں نمک ۱۲ روپے سیر بک رہا ہے۔ منڈی میں کھانڈ بالکل نہیں ہے۔ پنڈت رام چندر کاک سابق وزیراعظم ریاست جموں و کشمیر کے علاوہ ان کے بھائی پنڈت امرناتھ کاک قائم مقام صدر پرجا سبھا (سٹیٹ اسمبلی) کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ کچھ مسلمان افسران بھی گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

آگرہ کے مسلم محلوں میں قتل کی دھمکیوں کے اشتہارات

اگرہ ۱۵ مارچ۔ آگرہ میں اس وقت ہزاروں ہندو اور سکھ پناہ گزین آئے ہوئے ہیں۔ ان کی آمد سے مقامی سیوک سنگھ کی سرگرمیاں بڑھ رہی ہیں۔ اگرچہ گذشتہ چند روز میں پولیس نے ان سرگرمیوں کو روک دیا تھا۔ مگر یہ کارروائیاں در پردہ کہیں سے کہیں پہنچ رہی ہیں۔ آگرہ کے مسلم محلوں میں ایک صبح یہ نوٹس چسپاں پائے گئے۔ کہ مسلمان دی ہوئی میعاد کے اندر یہ محلہ خالی کر دیں۔ ورنہ طاقت کے ذریعہ خالی کرایا جائے گا۔ محلہ رکاب گنج میں کئی نوٹس نظر آئے۔ اس محلہ پر سیوک سنگھ پنجابی ہندوؤں اور سکھوں کا بہت زور سے دانت ہے۔

ان نوٹسوں کو دیکھ کر مقامی مسلم آبادی میں گھبراہٹ پھیل گئی۔ مسلمان شام کے بعد گھروں سے نہیں نکلتے اور تمام مکانوں کے دروازے اندر سے مضبوطی سے بند کر لئے جاتے ہیں۔ پولیس کو ان نوٹسوں کی اطلاع پہنچا دی گئی ہے۔ مگر ابھی تک اس نے کوئی نمایاں قدم نہیں اٹھایا۔

اسمبلی ہال کے سامنے برقعے جلائے جائینگے

لاہور ۱۵ مارچ۔ ایک اخباری بیان سے ان عورتوں میں بے چینی سی پھیل گئی ہے۔ اور تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف کالج اور سکولوں کی طالبات اور غریب طبقے کی عورتیں پردہ کے حق میں نہیں۔ طالبات اس لئے نہیں کہ پردہ ان کی تعلیم میں حارج ہوتا ہے۔ اور غریب طبقہ کے واسطے کپڑا پیدا کرنا ممکن نہیں۔ ان کا خیال ہے۔ کہ وہ قوم کبھی ترقی نہیں کر سکتی جو برقعے کی چلمن سے چپٹی رہے۔ ایک بزرگ بی بی نے مجھے بتایا۔ کہ وہ ایسا بل پیش ہونے پر اسمبلی کے سامنے مظاہرے کریں گی۔ برقعے جلائیں گی۔ مگر اس طریقے سے زبردستی پردہ قبول نہیں کریں گی۔

ہائے آٹا ـــــ ہائے روٹی

جھنگ اور لائل پور کے باشندوں کو خوراک کی کمی کے باعث زہرہ گداز مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ نمائندہ اخبارات نے دونوں شہروں کا چکر کاٹا تو بھوک سے بلکتے اور کلبلاتے بچوں کی معصوم مگر جگر خراش چیخوں نے کپکپا دیا۔ وہ لوگ جو چاول اور جو کھانے کے عادی نہ تھے۔ اب چاولوں کے چند دانوں کے لئے بھی ترس گئے ہیں۔ اکثر شریف خاندان گاجریں اور گڑ کھا کر گذارہ کر رہے ہیں۔ گندم کا راشن کئی ماہ ہی انصار کو نہیں مل رہا ہے۔ اور یہ بھوکی مخلوق اب تو سچ مچ ہوا کھا کے زندہ ہے۔

دریائے راوی اتر گیا

لاہور ۱۵ مارچ۔ دریائے راوی میں طغیانی کا پانی اتر چکا ہے۔ تھوڑا سا کچا پانی ہے۔ جو اپنے وقت معینہ پر گھٹ جائے گا۔ آس پاس کی آبادیوں سے سیلاب گزر کر واپس دریا کی جانب جا رہا ہے۔ اگر دو دن تک دھوپ کھل کر پڑی تو آبادی پانی سے صاف ہو جائے گی۔

شدت باراں سے کراچی کے کوارٹروں میں سیلاب کی صورت پیدا ہے۔ ہزاروں ملازمین غم و غصہ کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

جھنگ میں پٹھان

جھنگ کے بازاروں اور گلی کوچوں میں رائفل بند پٹھانوں کا گھومنا۔ پھرنا چیزیں اڑانا۔ دھول دھپا کرنا ایک عام سی بات ہے۔ مگر حیرت اس امر کی ہے کہ آج کل ہر پٹھان راشن کارڈ اٹھائے پھرتا ہے۔ یہ راشن کارڈ چینی۔ چاول تیل کے لئے ہیں۔ ذرا انہیں ملاحظہ فرمایئے افراد خاندان آٹھ سو۔ نو سو۔ ساڑھے نو سو سے کم کسی راشن کارڈ پر نہ ہوں گے جھنگ کے مہاجرین اور انصار پر اڑھائی لاکھ پٹھانوں کے راشن کا بوجھ پڑ رہا ہے یہ مجاہد منڈی سے چینی چاول خریدتے ہیں اور شہر کی راہ لیتے ہیں۔ شہر میں بلیک مارکیٹ کھلے ہی کرتے ہیں۔ اور پیسے بٹور کر اپنے ڈیرہ پر جا بیٹھتے ہیں۔ یہ تجارت ایک مسلمان مجاہد کو کسی طرح زیب نہیں دیتی ہے

جموں و کشمیر میں راشٹریہ سیوک سنگھ پر حالیہ پابندی محض مذاق اور ڈھونگ ہے

سید نذیر حسین شاہ وزیر خزانہ حکومت آزاد کشمیر کا بیان! گاندھی جی نے ریاستی کشت و خون کا ذمہ وار راجہ ہری سنگھ کو قرار دیا تھا

راولپنڈی ۱۵ مارچ۔ حکومت آزاد کشمیر کے وزیر مالیات سید نذیر حسین شاہ نے ایک بیان میں کہا کہ کشمیر میں راشٹریہ سیوک سنگھ پر پابندی عائد کی گئی ہے وہ ایک مذاق سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی الور اور بھرت پور کے مہاراجوں کو اپنی ریاستوں سے باہر رہنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن حیرت ہے۔ کہ ہری سنگھ کو ابھی تک کھلی چھٹی دی گئی ہے۔ حالانکہ اس نے راشٹریہ سیوک سنگھ اور سرکاری غنڈوں کی مدد سے ریاست کے لاکھوں مسلمانوں کو موت کی نیند سلایا ہے مہاتما گاندھی جی نے بھی مسلمانوں کے کشت و خون کے لئے اس مہاراجہ کو ہی مورد الزام ٹھہرایا تھا۔

زندہ جامہ ناپاک گاندان برنگ تو پاک باش برادر مدار از کس باک

پیسہ اخبار لاہور

قیمت سالانہ چار روپے (للعہ) حجازی پریس بیرون موری گیٹ لاہور میں چھپوا کر میاں عبدالمجید صاحب ایڈیٹر۔ پرنٹر و پبلشر نے دفتر پیسہ اخبار لاہور سے شائع کیا

نمبر ۱۲ | ۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء | جلد ۶۲

جہاد فلسطین

فلسطین کا مسئلہ گفت و شنید مفاہمت اور مصالحت کے لئے گول میز کانفرنسوں اور کمیٹیوں کے جلسوں سے حل ہوتا نظر نہیں آتا جہاں تک تقسیم فلسطین کے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کا تعلق ہے۔ شائد یہ ذمہ واری تنہا امریکہ کو ہی قبول کرنی پڑے۔ برطانیہ نے اس منصوبہ کی تکمیل میں حصہ لینے سے قطعی طور پر انکار کر دیا ہے۔ خود امریکن رائے عامہ کا ایک کافی موثر عنصر اس پر زور دے رہا ہے۔ کہ فلسطین کے معاملہ میں امریکہ کو بھی اپنی موجودہ حکمت عملی پر نظر ثانی کرنی چاہیئے۔ اگر نومبر میں ہونے والا انتخاب صدارت امریکن سیاست دانوں کے پیش نظر نہ ہوتا۔ تو اب تک مسئلہ تقسیم کے متعلق امریکن پالیسی بدلی جا چکی ہوتی۔ اور امریکن پالیسی میں تغیر و تبدل کا مطلب تھا اس منصوبہ تقسیم کی موت۔ کیونکہ یو۔ این او۔ میں منصوبہ تقسیم کو منظور کرانے کی ساری ذمہ واری امریکہ پر ہے۔ اگر یو۔ این او۔ کے سارے ممبر اپنی مرضی سے ووٹ دیتے تو تقسیم کی تجویز ہرگز منظور نہ ہوتی۔ مگر آخری وقت پر امریکہ کے اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے ان ملکوں کے نمائندوں پر جو امریکہ کے دست نگر ہیں سیاسی و اقتداری دباؤ ڈالا اور انہوں نے اپنی رائے بدلے بغیر امریکہ کو خوش کرنے کی خاطر تقسیم کے حق میں ووٹ دے دیا۔ اب اگر امریکہ تقسیم فلسطین کے خطرناک نتائج و عواقب کا اندازہ کرتے ہوئے اپنی روش بدل لے تو تقسیم کی تجویز خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔ مگر جس طرح جھوٹے ... سیاست کے تابع ہیں اسی طرح امریکن سیاست بڑی حد تک یہودی اہل سرمایہ کے زیر اثر ہے۔ چونکہ ہنگامہ انتخاب روز بروز نزدیک تر آ رہا ہے اس لئے امریکہ کی دونوں بڑی پارٹیوں میں سے کوئی بھی یہودیوں کو ناراض نہیں کرنا چاہتی۔ اس طرح صورت حال کچھ غیر یقینی سی ہو گئی ہے۔ دو ماہ پہلے یہ یقین تھا کہ منصوبہ تقسیم فلسطین کو عملی جامہ پہنانے کے لئے قوت اور جبر سے کام لیا جاوے گا۔ مگر اب اس کے متعلق وثوق کے ساتھ کچھ کہنا مشکل ہے۔ کیونکہ اس امر کے کافی امکانات ہیں۔ کہ شائد تقسیم کی تجویز ہی ختم ہو جائے۔ لیکن چونکہ یقین کے ساتھ کوئی بات نہیں کہی جا سکتی۔ اس لئے عرب اور یہودی اپنی اپنی جنگی تیاریوں میں برابر مشغول ہیں۔ یہودیوں کو پیسے اور ہتھیاروں کی کمی نہیں۔ جہاں تک جذبہ اور جوش کا تعلق ہے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ وہ عربوں سے کم پرجوش نہیں۔ عربوں کو تعداد کا فائدہ ہے جغرافیائی صورت حال بھی ان کے حق میں ہے۔ کیونکہ انہیں جس علاقہ میں لڑنا ہے وہ ان کا اپنا علاقہ ہے۔ اور وہ اس کے ایک ایک انچ سے اچھی طرح واقف ہیں۔ مگر عربوں کو ہتھیاروں اور روپیہ کی کمی ہے۔ دنیا بھر کے یہودی محاذ فلسطین کے لئے یہودیوں کی جنگی ایجنسی کی امداد کر رہے ہیں۔ مگر عرب نہ صرف خود ایک غریب قوم ہیں باہر سے بھی ...... انہیں زیادہ امداد نہیں ملی فلسطینی عرب مجاہدین نے ساری دنیا کے مسلمانوں سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ قبلہ اول کی حفاظت کے لئے اس جہاد میں اعراب کی امداد کریں۔ مفتی اعظم نے پاکستان سے اس سلسلہ میں خاص طور سے اپیل کی ہے۔ مفتی اعظم کے نمائندہ خاص سید صالح ... اور مختلف صوبوں کا دورہ کر کے مسلمانان پاکستان کو فلسطین کی امداد پر ابھار رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان اپنی پریشانیوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہے اور مسلمانان پاکستان اپنی خواہش و آرزو کے مطابق اعراب فلسطین کی امداد پر قادر نہیں۔ مگر اپنی ساری مشکلات کے باوجود پاکستان کو اعراب فلسطین کی امداد کے لئے حتی المقدور سعی کرنی چاہیئے۔ نہ صرف حکومت پاکستان کو چاہیئے فلسطین کو ہر ممکن امداد دے پاکستان کے مسلمان بھی رضاکارانہ طور پر جہاد فلسطین میں حصہ لیں پاکستان کی طرف سے یہ اقدام مشرق وسطیٰ کے اسلامی ملکوں سے ہمارے رشتہ اخوت و مودت کو مضبوط بنانے کا موجب ثابت ہوگا۔ یو۔ این او۔ میں پاکستانی وفد نے فلسطین کی جس خوبی کے ساتھ وکالت کی اس سے عرب ملکوں میں پاکستان کا وقار بہت بڑھ گیا ہے۔ سیاسی محاذ پر اعراب کی امداد کے علاوہ پاکستان کی طرف سے فوجی اور جنگی محاذ پر ان کی امداد اعراب اور پاکستانیوں کو ایک دوسرے کے بہت قریب لے آئے گی۔

ساٹھ دن میں فلسطین میں کھلم کھلا جنگ کا امکان

لندن ۱۵ مارچ۔ "نیالڈس نیوز" کا نامہ نگار مقیم بیت المقدس رقمطراز ہے کہ آئندہ ۶۰ دنوں کے اندر فلسطین میں کھلم کھلا جنگ شروع ہو جانے کا امکان ہے۔ وہ مزید لکھتا ہے۔ کہ فلسطین کمیشن کے پیش رو دستہ نے کمیشن ہدایت کی ہے۔ کہ اگر بیت المقدس کے درجے کے متعلق گفت و شنید مزید ۸ ہفتوں تک معرض التوا میں رہی۔ تو کسی بین الاقوامی کارروائی ہونے سے قبل ہی مقدس شہر زبردست خونریزی کا مرکز بن جائے گا۔ دو زبروز فلسطین کی جنگ شہروں میں یہودیوں آبادیوں کے گرد مرکوز ہوتی جا رہی ہے۔ گذشتہ روز میں عربوں کے حملہ سے یہودیوں کے ۵۰ آدمی ضائع گئے۔ وہ مزید لکھتا ہے۔ کہ ایک نوجوان عرب افسر نے مجھے بتایا کہ توپ خانہ کام شروع کرنے کے حکم کا منتظر ہے۔ فوزی بے قاقجی کے پاس فری ۷۵ توپ خانہ ہے جس میں چیکو سلاویکیا کے بندوقچی ہیں۔

تاخیر مہلک ثابت ہوگی

سر محمد ظفراللہ نے بالکل درست کہا ہے۔ کہ کشمیر کے بارے میں سلامتی کونسل بہت کچھ سن چکی ہے۔ پاکستان اور ہندوستان کے نمائندے اپنی اپنی ... معلوم ... تھی وہ معلوم کر چکی ہے علاوہ ازیں تمام حقائق اور اصلیتوں سے بھی آگاہ ہو چکی ہے۔ پھر اب تاخیر کس بات کی ہے۔ اب کونسل کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ وہ خود کوئی فیصلہ صادر کر دے۔ سر محمد ظفراللہ کی اس بات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اب چھپانے کی کوئی بات باقی نہیں رہی۔ کشمیر میں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ اور وہاں کون سا جذبہ کام کر رہا ہے۔ ہندوستان کون سا پارٹ ادا کر رہا ہے۔ استصواب رائے کے امکانات کیا ہیں۔ پاکستان کہاں تک کشمیر کی امداد کر رہا ہے۔ ان تمام سوالات کا جواب سلامتی کونسل کو مل چکا ہے۔ اور ہر ممکن طریقہ سے وضاحت کی جا چکی ہے۔ ان تمام وضاحتوں کے باوجود ہندوستان کے نمائندے کا رویہ افسوسناک ہے اور غلط منطق کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اگر سلامتی کونسل حق و انصاف کی حمایت کے لئے معرض وجود میں آئی ہے۔ اگر یو۔ این۔ او کا مقصد یہ ہے کہ جھوٹ اور سچ میں امتیاز کیا جائے اگر ممالک عالم نے متحد ہو کر یہ جماعت اس لئے قائم کی ہے۔ کہ ظالم اور مظلوم جابر اور مجبور کے درمیان ایک حد فاصل کھڑی کی جائے۔ تو اسے اب فیصلہ کر دینا چاہیئے۔ کشمیر کے متعلق اسے خوب معلوم ہو چکا ہے۔ کہ جھوٹا کون ہے۔ کس نے کشمیریوں پر ظلم و ستم ایجاد کئے۔ اب کون آزادانہ استصواب رائے سے ہچکچا رہا ہے۔ جب جمہوری نظام کے بنیادی اصول موجود ہیں۔ پھر اب تاخیر کس بات کی ہے۔ بحث یا کمیٹی کے لئے کیا گنجائش رہ جاتی ہے۔ ہندوستان کشمیر کو آزاد دیکھنا نہیں چاہتا۔ وہ ہندوستانی فوجوں کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کرتا چلا جا رہا ہے۔ وہ اس امر سے بے نیاز ہو گیا ہے۔ کہ کشمیر کا معاملہ اس وقت یو۔ این۔ او میں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ فیصلہ کر چکا ہے کہ جو بھی ہو وہ کشمیر کو ہاتھ سے نہیں جانے دیگا۔ ان حالات میں سلامتی کونسل کا یہی فرض ہے۔ کہ وہ موجودہ واقعات و حالات کے پیش نظر مزید بحث و تمحیص کو بند کر کے اپنا فیصلہ دیدے۔ اگر کشمیر کا فیصلہ حق و انصاف پر مبنی ہو تو یقیناً پاکستان اور ہندوستان کے سارے اختلافات ختم ہو جائیں گے۔ سر محمد ظفراللہ خان نے بالکل صحیح کہا ہے۔ کہ اگر آج کشمیر کے بارے میں فیصلہ ہو جائے تو مشرقی اور مغربی پنجاب کے درمیان جو نفرت و حقارت کی دیواریں کھڑی ہیں وہ منہدم ہو جائیں۔ لیکن کس قدر افسوسناک بات ہے کہ ہندوستان ...

قلات اور پاکستان!

ریاست قلات نے پاکستان سے الحاق کے سلسلہ میں جو رویہ اختیار کیا ہے وہ تو حیرت انگیز تھا ہی حکومت پاکستان اس معاملہ میں جس نرمی کا اظہار کر رہی ہے۔ وہ اس سے بھی زیادہ حیران کن ہے۔ صاف بات یہ ہے۔ کہ دیسی ریاستوں کی آزادی و خودمختاری کا دور ختم ہو چکا۔ ۱۵ اگست سے بہت پہلے لارڈ ماونٹ بیٹن نے نمائندہ تاج کی حیثیت سے والیان ریاست سے صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا۔ کہ انہیں پاکستان یا ہندوستان دونوں ملکوں میں سے ایک ملک میں شامل ہونا پڑے گا جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے۔ لارڈ ماونٹ بیٹن کی اس پیشین گوئی کا یا انتباہ کا ایک ایک حرف درست ثابت ہوا۔ ہندوستان میں سینکڑوں دیسی ریاستیں ہیں۔ اور بعض ریاستوں نے اپنا آزادانہ اور خودمختارانہ وجود قائم رکھنے کے لئے شروع میں بڑی جدوجہد کی۔ مگر جلد ہی ٹراونکور اور بھوپال ایسی ریاستوں کو بھی جن کے تعلقات ہندوستان کی برسراقتدار پارٹی سے اچھے نہ تھے۔ ہتھیار ڈالنے پڑے اور ریاست حیدرآباد کے سوا باقی سب ریاستیں انڈین یونین میں شامل ہو گئیں۔ حیدرآباد پر بھی ہر ممکن دباؤ ڈالا جا رہا ہے اور یہ امر یقینی ہے کہ نظام زیادہ دیر تک اس دباؤ کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔

ہندوستان کے مقابلہ پر پاکستان میں جو ریاستیں آئی ہیں ان کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے۔ ان میں سب سے بڑی ریاستیں صرف تین ہیں۔ کشمیر۔ بہاولپور اور قلات۔ کشمیر کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ بہاولپور کی طرف سے پاکستان میں باقاعدہ شرکت کا رسمی اعلان ابھی تک نہیں ہوا۔ مگر بہرحال بہاولپور کی پوزیشن مخدوش نہیں۔ تیسری بڑی ریاست قلات ہے۔ اس ریاست کو پندرہ اگست کو ہی پاکستان سے الحاق کا اعلان کر دینا چاہیے تھا۔ مگر ابھی تک ٹال مٹول سے کام لیا جا رہا ہے۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا۔ کہ گذشتہ ماہ قائداعظم صرف اسی مقصد کے لئے سبی تشریف لے گئے تھے۔ خان آف قلات نے ان سے یہ وعدہ کیا کہ ۲۹ فروری تک میں آپ کو اپنی ریاست کے فیصلہ سے مطلع کر دوں گا مگر تادم تحریر کچھ پتہ نہیں کہ خان قلات نے قائداعظم کو کیا جواب دیا۔ غالباً ابھی تک انہوں نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔ اور حکومت پاکستان کو اپنی ریاست کے فیصلہ سے اطلاع نہیں دی۔ البتہ اس اثنا میں اخبارات میں اس مضمون کی رپورٹیں شائع ہوئی ہیں۔ کہ قلات کی ریاست کے ایوان عام نے یہ قرارداد منظور کی ہے۔ کہ قلات کی ریاست پاکستان میں شرکت کی بجائے اس سے معاہدہ کرنا چاہتی ہے۔ اگر یہ رپورٹیں درست ہیں تو ریاست قلات بیک وقت مضحکہ خیز اور خطرناک پوزیشن اختیار کر رہی ہے۔ ایوان عام کو آئین و دستور کی رو سے الحاق کے مسئلہ پر رائے دینے کا کوئی حق حاصل نہیں آئین میں صاف طور پر درج ہے۔ کہ ایوان عام ایسے مسائل و معاملات کے متعلق رائے زنی کا مجاز نہیں۔ یوں بھی قلات کے ایوان عام کی حیثیت کس سے مخفی ہے؟ ایک ایسی اسمبلی جس کے ارکان حکمران کی طرف سے نامزد کئے گئے ہوں۔ حکمران کے اشارہ پر ناچنے کے سوا اور کیا کر سکتی ہے۔ ہمیں افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑتا ہے۔ کہ ہز ہائی نس خان قلات آزادی و خودمختاری کے خبط میں ایک خطرناک رستہ پر ہو لئے ہیں۔ پاکستان۔ بلوچستان۔ قلات۔ اہل قلات اور خود ہز ہائی نس کے مفاد مقتضی ہیں کہ وہ اپنی اس پالیسی پر نظرثانی کرتے ہوئے بلاتوقف پاکستان میں شرکت کا اعلان کر دیں۔ بصورت دیگر حکومت پاکستان کا فرض ہے۔ کہ وہ اس معاملہ میں زیادہ مضبوط رویہ اختیار کرتے ہوئے خان قلات کو اپنا اور اپنے ملک کا نفع نقصان پہچاننے پر مجبور کرے

یک بام و دو ہوا

حفاظتی کونسل نے ہندوستان اور پاکستان کے جھگڑے پر دوبارہ بحث شروع کر دی ہے پرسوں ہندوستانی وفد کے لیڈر مسٹر گوپال سوامی آئینگر نے جوناگڑھ کے معاملے میں سر محمد ظفر اللہ خان کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے ایک بڑی دلچسپ پیشکش فرمائی۔ آپ نے یہ کہا کہ ہندوستان حفاظتی کونسل کی رائے کو ٹھکرانا پسند نہیں کرتا۔ اگر حفاظتی کونسل چاہے تو ہندوستان جوناگڑھ میں دوبارہ استصواب کرانے پر آمادہ ہے۔ جوناگڑھ میں استصواب کے سلسلہ میں ہندوستان نے جس تیزی کا ثبوت دیا۔ وہ کافی ”پُرمعنی“ تھی۔ مگر ہندوستان کی اس تازہ پیشکش نے صورت حال کو بے حد دلچسپ بنا دیا ہے۔ کشمیر اور جوناگڑھ دونوں ریاستوں کا مسئلہ حفاظتی کونسل کے سامنے ہے مگر کشمیر کا مسئلہ جوناگڑھ کے مقابلہ پر بہت زیادہ اہم ہے بلکہ ہندوستان کی رائے میں تو اصل مسئلہ ہی کشمیر کا مسئلہ تھا۔ جوناگڑھ کی شکایت تو پاکستان نے پیش کی۔ غیر جانبدار لوگوں کی رائے یہ ہے۔ کہ دونوں ریاستوں کے مسائل کا صحیح حل آزادانہ استصواب ہے۔ چونکہ کشمیر کا مسئلہ زیادہ اہم ہے۔ اور اس کے الجھ جانے سے امن عالم کو خطرہ پیدا ہو سکتا ہے اس لئے اولین توجہ کا محتاج یہی مسئلہ ہونا چاہیے تھا۔ اور ہندوستان کو سب سے پہلے کشمیر میں استصواب پر رضامندی ظاہر کرنی چاہیے تھی۔ مگر حفاظتی کونسل کے ممبروں کی غالب اکثریت کے باوجود ہندوستان کشمیر میں غیر جانبدارانہ استصواب پر رضامند نہیں ہوا اور ابھی مسٹر گوپال سوامی آئینگر نے پہلی مرتبہ لیک سکسیس سے واپسی پر یہ بیان دیا کہ ہم کشمیر کے معاملہ میں جھکنے کے لئے تیار نہیں۔ ہندوستان کی طرف سے یہ اعلان بھی کیا گیا کہ کشمیر میں کسی قسم کی بیرونی مداخلت برداشت نہیں کی جائے گی۔ خواہ یہ مداخلت یو۔ این۔ او کی طرف سے ہی کیوں نہ ہو۔ مگر جوناگڑھ کے معاملہ میں ہندوستان اس قدر ”معقولیت پسند“ اور ”روادار“ ہے کہ ایک استصواب کے بعد دوسرے استصواب کے لئے بھی تیار ہے۔ کیونکہ ”وہ حفاظتی کونسل کی رائے کو ٹھکرانا پسند نہیں کرتا“ سوال یہ ہے کہ یہ ”معقولیت پسندی“ اور ”رواداری“ صرف جوناگڑھ کے لئے ہی کیوں مخصوص ہے؟ کشمیر میں ہندوستان اس ”معقولیت پسندی“ کا کیوں ثبوت نہیں دیتا؟ اور اس ریاست میں اسے یو۔ این۔ او کی مداخلت کیوں منظور نہیں۔ حالانکہ جوناگڑھ میں وہ یو۔ این۔ او سے اس حد تک نیازمندی کے ساتھ پیش آ رہا ہے۔ کہ حفاظتی کونسل چاہے تو اسے دوبارہ استصواب سے بھی انکار نہیں؟ کیا اس لئے کہ ہندوستان کو یقین ہو چکا ہے کہ کشمیر میں استصواب کا فیصلہ اس کے خلاف ہوگا۔ ورنہ اس یک بام و دو ہوا کی اور کیا توجیہ کی جا سکتی ہے؟

پاکستان میں پہلا افغان سفیر

ہز رائل ہائی نس سردار شاہ ولی خان پاکستان میں افغانستان کے پہلے سفیر مقرر ہوئے ہیں۔ ہز ہائی نس ایک تجربہ کار سیاست دان اور جرنیل کی حیثیت سے بزم و رزم دونوں کے مرد میدان ہیں۔ آپ شاہ نادر شاہ شہید کے دست راست تھے۔ اور کابل آپ نے ہی فتح کیا تھا۔ کچھ عرصہ آپ افغانستان کے وزیراعظم بھی رہے ہیں اور اب سفارت پیرس سے ہی سفارت کراچی پر مقرر ہوئے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ ان کا یہ تقرر ان دو اسلامی ملکوں کے رشتہ اخوت کو مضبوط تر بنانے کا ذریعہ ثابت ہو۔

زرعی آمدنی پر ٹیکس

ایک اطلاع مظہر ہے کہ حکومت مغربی پنجاب زرعی آمدنی پر ٹیکس عائد کرنے والی ہے۔ بڑے بڑے زمینداروں سے مالیہ کے علاوہ ٹیکس بھی لیا جائے گا۔ اس غرض کے لئے ایک مسودہ قانون بھی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔ گویا یہ منافع ٹیکس کی قسم کا ٹیکس ہے۔ جس کی ضرورت اور عدم ضرورت پر تو اس وقت بحث ہوگی جب مسودہ ہمارے سامنے آ جائے گا۔ فی الحال ہم یہ عرض کریں گے کہ مالیہ انکم ٹیکس کے طریقے پر کیوں نہیں لیا جاتا؟ شہروں میں تو خوش حال آدمیوں سے انکم ٹیکس لیا جاتا ہے اور گاؤں میں اس کسان سے بھی مالیہ لیا جاتا ہے جو پیداوار سے شکم پری بھی نہیں کر سکتا یہ ظلم عظیم ہے جس کا تدارک ضروری ہے یونینسٹ پارٹی نے منشور انتخاب میں وعدہ کیا تھا کہ مالیہ کی تشخیص انکم ٹیکس کے اصول پر ہوگی لیکن حکومت سرمایہ داروں زمینداروں کی تھی۔ اور انکم ٹیکس کے اصول سے مفلسوں کا بوجھ ان پر پڑنے کا خطرہ تھا۔ اس لئے وعدہ فراموش کر دیا گیا۔ مسلم لیگ نے بھی یہی وعدہ کیا تھا مگر ایفا کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ زرعی ٹیکس کے مسئلہ نے یہ سوال پھر تازہ کر دیا ہے۔ اگر حکومت مالیہ کو انکم ٹیکس کے اصول پر لے آئے تو کسی نئے ٹیکس کی …

…کو شدید نقصان پہنچے گا۔

اور دھوں کا بہت دور سے دانت ہے۔

سکھ اور ہندو

سکھوں نے مشرقی پنجاب کے مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دیا اور ہندوؤں کی امداد کرتے رہے۔ کانگرسی حکومت کی فوج بھی بلوائیوں کا ساتھ دیتی رہی یہ نہیں سوچا گیا کہ بھیڑیئے کے منہ کو جب خون لگ جاتا ہے تو وہ اپنے پرائے میں تمیز نہیں کرتا۔ آخر یہی ہوا سکھوں نے مسلمانوں سے فارغ ہونے کے بعد ہندوؤں پر ہاتھ صاف کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ لاہور میں جتنے ہندو آئے ہیں ان میں سے اکثر سکھوں کے ظلم و ستم سے تنگ ہیں۔ چند ہندوؤں نے ہمیں ایسے دردناک واقعات سنائے ہیں۔ جو حوالہ قلم بھی نہیں کئے جا سکتے۔ خیر یہ تذکرہ چھوڑیئے ہندو سکھ آپس میں ”بھائی بھائی“ ہیں۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ سکھ ہندوستان کی سیاست اور حکومت سے کیا سلوک کر رہے ہیں؟ آیئے اس سوال پر غور کریں۔ اخبارات میں ماسٹر تارا سنگھ کے پمفلٹ کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ کہ پمفلٹ اتنا خطرناک تھا کہ حکومت ہند کو اسے ضبط کرنا پڑا یہ بھی انڈین یونین کی کمزوری ہے۔ اسے چاہیے تھا کہ ماسٹر تارا سنگھ کو گرفتار کر لیتی اور ان پر مقدمہ چلاتی جب پمفلٹ قابل اعتراض ہے تو پمفلٹ کا مصنف کس طرح قابل سزا نہیں؟ صرف پمفلٹ ضبط کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ماسٹر جی موجود ہیں۔ تو پمفلٹ کی تحریری باتیں تقریر سے سنا سکتے ہیں اور نہایت موثر طریقے سے سنا سکتے ہیں۔ گویا سانپ کو مار گیا ہے اور سانپ کی ماں کو آزاد چھوڑ گیا ہے۔ تاکہ وہ ایک کی جگہ ہزار سانپ جنتی پھرے۔ حکومت ہند شاید ماسٹر جی کے اس چیلنج سے مرعوب ہو چکی ہے کہ انڈین یونین مجھے گرفتار کر کے دیکھے تو سہی اگر ناک چنے نہ چبوا دوں تو گوبند کا سنگھ نہیں ورنہ ماسٹر تارا سنگھ کو گرفتار نہ کرنے کا مطلب کیا ہے؟ حکومت ہند کی پالیسی یہ ہے۔ فرقہ دار جماعتیں ختم کر دی جائیں۔ طریق انتخاب مخلوط ہو۔ اور کسی فرقے کی جداگانہ سیاسی ہستی نہ رہے اس کے برخلاف ماسٹر تارا سنگھ سکھوں کی نہ صرف جداگانہ سیاست ہی قائم رکھنا چاہتے ہیں بلکہ ایسے اقتدار کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ جو سکھستان کی طرف رہنمائی کر سکے۔ چنانچہ ماسٹر تارا سنگھ کے پمفلٹ کا مفہوم یہ ہے۔

”انگریزی حکومت کی بہ نسبت ہندو راج زیادہ خطرناک ہے۔ برطانوی حکومت میں تو یہ ہوتا تھا۔ کہ سکھ ڈاڑھی مونچھ منڈا کر اپنے عقائد بدل لیتا تھا لیکن انگریز نہیں بن سکتا تھا۔ ہندو راج میں اگر سکھوں کی جداگانہ ہستی قائم نہ رہی۔ تو ہندوؤں میں مدغم ہو جائیں گے۔ اور ان کا کوئی مذہب نہ رہے گا۔ لہذا سکھوں کو ہندوؤں کے راج کی مخالفت کے لئے تمام طاقتوں سے کام لینا چاہیئے“

ہندو راج سے مراد کیا ہے؟ ماسٹر تارا سنگھ بارہا کہہ چکے ہیں کہ ہندو اکثریت کی حکومت کا نام ہندو راج ہے۔ انہوں نے اس پمفلٹ میں بھی لکھا ہے۔ مشرقی پنجاب میں سکھوں کو مساوی نمائندگی دی جائے اور مرکز میں امتیازی رعایت حاصل ہو۔ ہمیں مطالبات سے بحث نہیں۔ اگر انڈین یونین سکھوں سے فیاضانہ برتاؤ کرے تو اس کا کیا بگڑے گا۔ مصیبت یہ ہے کہ ماسٹر جی کے مطالبات پورے نہیں ہو سکتے۔ یہ تو ممکن نہیں کہ کانگرس ہندوؤں کا گلا گھونٹ کر مار دے اور جب تک ہندوؤں کی تعداد سکھوں کے برابر نہ ہو جائے ہندو کشی کا سلسلہ جاری رکھے اگر یہ کام نہ ہوگا تو ہندوستان کے ڈیڑھ فی صدی ۸۷ فی صدی ہندوؤں کے برابر کیونکر ہوں گے پھر تو ہندو اکثریت کا ہندو راج قائم رہے گا۔ اور سکھ ہندو مذہب اور قومیت میں مدغم ہوتے جائیں گے۔ ورنہ ماسٹر تارا سنگھ کو طاقت کے استعمال پر مجبور ہو جانا پڑے گا۔ اس لٹریچر کے مطالعہ سے ظاہر ہے۔ کہ اکالیوں نے حکومت ہند سے ٹکرانے کا تہیہ کر لیا ہے۔ جو طاقت مسلمانوں کی تباہی و بربادی کے لئے بروئے کار لائی گئی تھی اب اس کا رخ ہندوؤں اور ہندو راج کی طرف ہوگا۔ کیا حکومت ہند سکھوں کے آگے ہتھیار ڈال دیگی؟ اگر نہیں تو پھر اس فتنے کا سر کیوں نہیں کچل ڈالتی جو مشرقی پنجاب سے اٹھ رہا ہے۔ اگر اس نے غفلت کی تو ہندوستان کو ایک اور خانہ جنگی کا سامنا ہوگا۔ اگر حکومت ہند ملک کی تباہی اور بربادی برداشت کر سکتی ہے۔ تو خیر ورنہ ایک بھی اکالی گرفت و گیر سے محفوظ نہ رہنا چاہیئے۔ اور سب فتنہ پردازوں کو جہاں تک ممکن ہو جلدی بے دست و پا کر دینا لازم ہے۔

چوہدری غلام عباس کا بیان

چوہدری غلام عباس نے ایک بیان میں اخبارات کی قیاس آرائیاں غلط قرار دیں۔ انہوں نے کہا یہ غلط ہے کہ مجھ سے پنڈت نہرو نے جموں جیل میں ملاقات کی تھی۔ اور میں کسی معاہدہ کی بناء پر بھی رہا نہیں ہوا۔ مجھے آزاد کشمیر حکومت پر کامل اعتماد ہے“۔

اس بیان سے ان تمام غلط فہمیوں کا ازالہ ہو گیا جو چوہدری صاحب کی غیر متوقع رہائی سے پیدا ہو گئی تھیں۔ امید ہے۔ کہ اب سوء ظن کے لئے کوئی گنجائش نہ رہے گی۔

قائداعظم کا بیان

قائداعظم نے سوئس اخباری نامہ نگار کو جو انٹرویو دیا ہے۔ وہ قارئین کی نظر سے گزر چکا ہوگا۔ ہندوستان اور پاکستان کے تعلقات کے متعلق گورنر جنرل پاکستان کی طرف سے یہ پہلا بیان ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح کی حیثیت دوہری ہے۔ وہ صرف پاکستان کے آئینی گورنر جنرل ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کے سب سے بڑے رہنما بھی ہیں۔ اس لئے ان کے بیان کی حیثیت ایک آئینی گورنر جنرل کے رسمی اعلان کی نہیں۔ بلکہ قائداعظم نے جو کچھ کہا ہے دراصل اپنی قوم کے جذبات کی ترجمانی کی ہے گذشتہ چند مہینوں میں ہندوستان اور پاکستان کے تعلقات مسلسل بگڑتے ہی چلے گئے ہیں۔ اس دوران میں مختلف حلقوں کی طرف سے مسلسل جنگ کے نعرے بلند کئے جاتے رہے ہیں۔ اور ہندوستان میں ایک گروہ نے تو ہندوستانی عوام کو پاکستان کے خلاف جنگ پر ابھارنا اپنا محبوب مشغلہ بنا رکھا ہے کشمیر کے عقدہ لاینحل نے ہندوستان کے ان تخریبی اور شرپسند عناصر کو تقویت پہنچائی ہے۔ اس پس منظر میں قائداعظم کی طرف سے ہندوستان کے لئے دوستی اور خیرسگالی کے جذبات کا اظہار سب کے لئے مسرت آفرین تعجب کا باعث ہوگا۔ قائداعظم نے ایک تجربہ کار مدبر کی طرح جذبات کی رو میں بہنے سے انکار کرتے ہوئے یہ اعلان کیا ہے۔ کہ ہندوستان اور پاکستان کے مفاد مقتضی ہیں کہ یہ دونوں ملک ایک دوسرے سے مکمل تعاون کریں۔ جنگی نعروں کے شور و شغب میں تعاون کی دعوت دینا بڑی جرات اور بڑے تدبر کا کام ہے۔ قائداعظم موجودہ تاریک فضا کے باوجود مایوس یا بددل نہیں۔ انہوں نے یہ امید ظاہر کی ہے۔ کہ ہندوستان اور پاکستان کے مابین تمام جھگڑے خوش اسلوبی سے چکائے جا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ہندوستان اپنے احساس برتری پر غالب آ جائے اور پاکستان کو اپنا ہم پایہ ہمسایہ سمجھتے ہوئے اس سے تعاون اور اشتراک پر آمادگی کا اظہار کرے۔ قائداعظم نے جس حقیقت پر زور دیا ہے۔ وہ اس قدر واضح ہے کہ اس پر مزید حاشیہ آرائی قطعاً غیر ضروری ہے۔ تقسیم کے باوجود ہندوستان اور پاکستان کے بہت سے مفاد مشترکہ ہیں۔ اور تقسیم کے باوجود ان ملکوں میں تعاون اور اشتراک کی گنجائش ہے۔ بلکہ ہندوستان اور پاکستان دونوں کے مفاد کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ ملک اپنی اپنی آزادی و خودمختاری کو خطرہ میں ڈالے بغیر ایک دوسرے سے تعاون کریں۔ تقسیم کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ مسلمان اکثریت کے علاقے مرکزی انڈین یونین کے ماتحت نہ رہیں بلکہ اپنی اکثریت کے خطوں میں مسلمان آزاد و خودمختار حکومت قائم کر سکیں۔ تقسیم کا یہ مقصد ہرگز نہیں تھا۔ کہ دو قومیں دو متحارب کیمپوں میں تقسیم ہو جائیں۔ اور ہمیشہ آپس میں لڑتی رہیں۔ متحدہ ہندوستان دو قوموں کے مابین جنگ و جدال کی آماجگاہ بنا رہتا۔ تقسیم کے بعد اصل وجہ نزاع ختم ہو گئی۔ اب دونوں ملک ایک دوسرے سے تعاون کر کے نہ صرف اپنی اپنی قوت میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ بلکہ بین الاقوامی سیاسیات میں اقوام مشرق کے لئے وجہ تقویت بن کر ایشیا کی تقدیر بدل سکتے ہیں۔

جنگ جنگ کے نعرے لگانا کچھ مشکل کام نہیں۔ ہر غیر ذمہ دار آدمی اس پر قادر ہے مگر جنگ لڑنا آسان کام نہیں۔ جنگ کی تباہ کاریاں اس قدر ہولناک ہیں۔ کہ ذمہ دار سیاست دان اور مدبر اس کے تصور سے ہی لرز اٹھتے ہیں۔ تیر کمانوں تلواروں اور بندوقوں کی جنگ کا دور مدت ہوئی ختم ہو چکا انسانی دماغ نے انسانی ہلاکت کے لئے ایسے ہتھیار ایجاد کر لئے ہیں۔ کہ اب … کا نتیجہ ہارنے والے اور جیتنے والے دونوں …

بربادی کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ بالخصوص پاکستان اور ہندوستان کے تو حالات ہی ایسے ہیں۔ کہ اگر ان دو ملکوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ تو اس جنگ کا نتیجہ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ ہندوستان اور پاکستان دونوں کی تباہی یقینی ہے۔ بلکہ اغلب یہی ہے کہ یہ جنگ تیسری عالمگیر جنگ کا پیش خیمہ بن کر ساری دنیا کی بربادی کا باعث ثابت ہو ہمیں امید ہے کہ ہندوستان کے مدبر قائداعظم کے اس بیان کا خیر مقدم کرتے ہوئے اپنی طرف سے بھی تبدیلی قلب کے اظہار میں تامل نہ کریں گے۔

دیوان چمن لال کی طرف سے قائداعظم کے اعلان کا خیر مقدم

لاہور ۱۲ مارچ۔ ہندوستانی پارلیمنٹ کے رکن دیوان چمن لال نے آج قائداعظم محمد علی جناح کے اس اعلان کا خیر مقدم کیا ہے۔ جس میں قائداعظم نے فرمایا تھا۔ کہ پاکستان اور ہندوستان تمام بین الاقوامی مسائل کے سلسلہ میں اشتراک عمل کر سکتے ہیں دیوان چمن لال نے آج ایک ملاقات میں کہا کہ پاکستان اور ہندوستان دو آزاد اور خود مختار ریاستیں ہیں۔ لیکن ان کا ماضی مشترکہ مفاد اور جغرافیائی حالات اس امر کے متقضی ہیں۔ کہ دونوں نوآبادیات پھر سے اتحاد اور اتفاق کے جذبات سے سرشار ہوں۔ پاکستان خاطر جمع رکھے کہ ہمارے لیڈر پنڈت جواہر لال نہرو بھی دل سے اس تبدیلی احوال کے متمنی ہیں۔ قائداعظم نے دونوں نوآبادیات کی اشتراک کے لئے جو شرائط پیش کی ہیں ہر شرط کے مطابق ہیں اپنے تمام داخلی اختلافات ختم کر دینے چاہئیں۔ اس سلسلہ میں ہر ہندوستانی قائداعظم کا ہم نوا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہندوستان پاکستان پر فوقیت رکھنے کا احساس ترک کر دے۔ لیکن میں قائداعظم کو یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے۔ اس کی طرف سے پاکستان پر فوقیت رکھنے کے جذبہ سے سرشار ہونے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔

کنٹرول رشوت خوری اور کنبہ پروری کا دوسرا نام ہے

آج پاکستانی پارلیمان کے اجلاس میں مختلف ضروریات زندگی کی چیزوں پہ کنٹرول برقرار رکھنے کی پالیسی پر کامرس ڈیپارٹمنٹ کو شدید تنقید و مذمت کا موضوع بنایا گیا۔ ملک فیروز خان نون نے اپنی شدید الزامی تقریر میں محکمہ کے حکام کو ضمیر فروش کہا۔ مسٹر چندریگر نے حکومت کی طرف سے کنٹرول ہٹانے کی پالیسی کے خطرناک نتائج پر روشنی ڈالی۔ رائے شماری پر کنٹرول برقرار رکھنے کی بابت مسٹر چندریگر کی پیش کردہ قرارداد منظور کر لی گئی۔ مسٹر نور احمد نے آج ۱۴ سوالات کئے۔

کراچی ۱۰ مارچ۔ آج پاکستانی پارلیمان کے اجلاس میں پہلی بار تقسیم آرا کا موقعہ پیش آیا پاکستان کے وزیر صنعت۔ تجارت اور تعمیرات مسٹر اسمٰعیل چندریگر نے ایک قرارداد پیش کی جس کا مقصد مزید ایک سال تک آٹھ ضروری چیزوں پر کنٹرول برقرار رکھنے کی اجازت حاصل کرنا تھا۔ مسٹر ڈی۔ این۔ دتہ (کانگرس) کی طرف سے تقسیم آرا کے مطالبہ پر قرارداد کے حق میں ۱۹ اور اس کے خلاف چھ ووٹ پڑے۔ اس قرارداد کی منظوری کے بعد یکم اپریل ۱۹۴۸ء سے مزید ایک سال کے عرصے تک ان چیزوں کی پیداوار سپلائی اور تقسیم پر مرکزی حکومت کا کنٹرول برقرار رہے گا (۱) کپاس۔ سوت اور کپڑا (۲) کاغذ بشمول نیوز پرنٹ (۳) اناج (۴) پٹرولیم اور پٹرولیم کا سامان (۵) مشینری کے پرزہ جات (۶) کوئلہ (۷) لوہا و فولاد اور (۸) ابرق۔

آج پارلیمان کا اجلاس تین گھنٹے جاری رہا اس میں چار سٹینڈنگ کمیٹیوں کے ارکان کے انتخاب کا اصول منظور کیا گیا۔ پہلی کمیٹی کے چار ارکان پاکستان کی وزارت مواصلات کو مشورے دیں گے۔ دوسری کمیٹی کے پانچ ارکان وزارت تجارت۔ صنعت اور تعمیرات کو مشورہ دیں گے۔ تیسری کمیٹی مہاجرین ان کے تخلیہ اور بحالی سے متعلقہ مسائل پر مشورے دے گی۔ اسی طرح محکمہ غذا۔ زراعت اور صحت کی سٹینڈنگ ایڈوائزری کمیٹی کے پانچ غیر سرکاری ارکان کا انتخاب عمل میں لایا جائے گا پارلیمنٹ نے آج وزیر مالیات کا بل منظور کرکے اسے قانونی حیثیت دے دی۔ اس بل کا مقصد انڈین انکم ٹیکس ایکٹ ۱۹۲۲ء زائد منافع ٹیکس ایکٹ ۱۹۴۰ء اور کاروباری منافع ٹیکس ایکٹ ۱۹۴۷ء میں مزید ترمیم تھی۔

ملک فیروز خاں نون

ملک فیروز خاں نون (مغربی پنجاب) نے مسٹر چندریگر کی قرارداد پر اظہار خیال کرتے ہوئے کپاس اور کپڑے پہ کنٹرول عائد کرنے کی شدید مذمت کی۔ انہوں نے رسوت ستانی کو ختم کرنے پر زور دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ حکومت پاکستان کا کامرس ڈیپارٹمنٹ بالکل رسوا ہو چکا ہے۔ لہٰذا خدا کے لئے اس محکمہ کو رسوائی سے بچایئے۔ ملک صاحب نے درآمد اور برآمد کے لائسنسوں اور پرمٹوں کے نظام کا جائزہ لینے کی اپیل کی اور کہا کہ وزیر تجارت کے ماتحت ان کے محکمہ میں بعض ایسے لوگ کام کر رہے ہیں جو بالکل ضمیر فروش ہیں غیر ملکی ایکس چینج اور کرنسی کے متعلق وزیر تجارت کی پالیسی پر کڑی نکتہ چینی کرتے ہوئے ملک صاحب نے دریافت کیا کہ وزیر تجارت نے کپاس کے متعلق جس پالیسی کا اعلان کیا ہے۔ آیا ان کا مقصد اس پالیسی سے زبانی ہمدردی ہی ہے۔ یا اس سلسلہ میں وہ کوئی عملی کارروائی بھی کرنا چاہتے ہیں۔ ملک فیروز خان نون نے کہا۔ کپاس کے نرخوں میں تخفیف سے پاکستان کو ۱۲ کروڑ روپے کا خسارہ اٹھانا پڑا ہے۔ آج ایوان میں محکمہ تجارت کی کارگزاریوں پر سب سے کڑی نکتہ چینی ملک فیروز خاں نون نے کی۔ ملک صاحب نے کہا کہ کنٹرول کو آج اس لئے نہیں ہٹایا جا رہا کیونکہ محکمہ کے اہلکار اتنے اس سے محروم ہونے کے لئے تیار نہیں۔ ملک صاحب نے وزیر اعظم پاکستان سے پر زور درخواست کی کہ وہ کامرس ڈیپارٹمنٹ کو رشوت ستانی کے چنگل سے بچائیں۔ ملک صاحب نے کہا کہ اب عوام اس محکمہ کی کارروائیوں سے پوری طرح آگاہ ہو چکے ہیں کپڑے کی تقسیم کے معاملہ میں عام بے اطمینانی کا ذکر کرتے ہوئے ملک صاحب نے کہا کہ پاکستان کی کل آبادی کا صرف دس فیصدی حصہ کنٹرول نرخوں پر کپڑا حاصل کر رہا ہے۔ آج کل کسی دوکان پر بھی کنٹرول کپڑا نہیں مل سکتا۔ ان حالات میں کپڑے پر سے کنٹرول فوراً ہٹا دینا چاہیئے۔

مسٹر چندریگر نے ہندوستان میں کپڑے پر سے کنٹرول ہٹانے کے ردعمل کا ذکر کرتے ہوئے بتایا تھا کہ اب حکومت یو۔پی کپڑے پر پھر کنٹرول عائد کر رہی ہے۔ ملک صاحب نے توقع ظاہر کی کہ پاکستان ہر معاملہ میں ہندوستان کے نقش قدم پر چلنے کی ضرورت محسوس نہیں کرے گا ملک صاحب نے کہا کہ پاکستان میں ہم ہر چیز کو پاک صاف دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور میری یہ خواہش ہے۔ کہ دنیا بھر کی حکومتوں سے ہماری حکومت ممتاز ترین حیثیت کی مالک ہو۔

کنٹرول پر کڑی نکتہ چینی

ایسوسی ایٹڈ پریس کی اطلاع کے مطابق ایوان کے تمام حلقوں نے حکومت کی طرف سے ضروری اشیاء پر کنٹرول عائد کرنے کی پالیسی پر کڑی نکتہ چینی کی۔ کانگرس۔ حزب اختلاف اور لیگی پارٹی کے ہر مقرر نے ان کنٹرولوں کے ذریعہ شدید رشوت ستانی۔ چور بازاری اور عوام کی بے پناہ مشکلات اور مصائب کا ذکر کیا۔ حزب اختلاف کے لیڈر مسٹر سرس چندر چٹو پادھیائے نے کہا کہ کنٹرولوں کے ذریعہ اب ہر کہیں رشوت ستانی کا دور دورہ ہے اور میرے صوبہ میں حکام کو ان کے روبرو یہ بتایا جاتا ہے کہ چھوٹے سے لیکر بڑے تک ہر افسر راشی اور بددیانت ہے۔ اکثر مقررین نے کہا کہ اگر لائسنسوں اور پرمٹوں کا سسٹم منسوخ کر دیا جائے تو چیزوں کے نرخ گر کر حالت اعتدال پر آ جائیں گے۔ اور بازار میں عام چیزیں باآسانی دستیاب ہو جایا کریں گی۔ مسٹر دتہ (مشرقی بنگال) نے کہا کہ جن اشیاء پر کنٹرول عائد کیا گیا ہے ان کی تقسیم اور مناسب تقسیم کے معاملہ میں حکومت بری طرح ناکام رہی ہے۔ مسٹر دتہ نے کہا کہ کنٹرول رشوت ستانی اور کنبہ پروری کا دوسرا نام ہے۔

دو وزراء کی ملاقات

پاکستان اور مسٹر نیوگی وزیر بحالیات ہندوستان کے مذاکرات ہوئے۔ اس ملاقات میں یہ فیصلہ

فن تعمیر حیات

۱۲

اس عمل سے تمہارا تصور خود بخود ترقی کر جائے گا (۴) جو کچھ ہو سکے کرو تاکہ تمہاری بصارتی اور سماعتی تصویریں صاف اور مضبوط ہوں۔ مدہم نقوش پر مطمئن ہو جانا نئے خیالات کے مواقعات کے لئے سدباب ہوتا ہے۔ کمزور تصویریں منور تصور پیدا نہیں کر سکتیں (۵) انسان بنو۔ جوش کے ساتھ عام خوشیوں میں داخل ہو نہ صرف اظہار دوستی کے لئے بلکہ اپنے جذباتی مرکزوں کو مستعد رکھنے کے لئے جدت کا دارومدار احساس کی زندگی پر ہے (۶) دماغی توقع کی عادت کو ترقی دو۔ ظاہر کرو کہ تم ایک دل سے تواضع کرنے والے میزبان ہو۔ تو نئے خیالات تمہارے مہمان ہونے کو تیار ہو جائیں گے۔

دنیائے اشخاص و اشیاء

سوال یہ ہے۔ کہ علم سے ہماری کیا مراد ہے؟ ہماری مراد علم سے وہ تمام اطلاعات ہیں۔ جو ہم کو مختلف ذرائع سے ملتی ہیں۔ بعض اطلاعات ہمیں بذریعہ حسیات سے معلوم ہوتی ہیں اور بعض بذریعہ پرتو یا سوچ بچار ہماری سمجھ میں آتی ہیں چنانچہ اس باب میں ہم آج آپ کے سامنے اسی علم کے متعلق بحث کریں گے۔ جو بذریعہ حس ہمیں حاصل ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ انسان کا سلسلہ علم شروع میں زیادہ تر معلومات پر مبنی ہے۔ جو باتیں ہماری مختلف حسوں کے ذریعہ ہماری طبیعت پر اپنا اثر چھوڑتی ہیں۔ وہی ہمارا سب سے پہلا علم ہے۔ مثلاً اگر ہماری قوت باصرہ جواب دیدے۔ تو ہم اپنی نصف زندگی کھو بیٹھتے ہیں۔ ہزاروں چیزیں جو ہماری قوت باصرہ و سامع کی توجہ اپنی طرف روزانہ کھینچتی ہیں۔ وہ ہمیں معلوم نہ ہو سکیں گی۔ اگر ہمیں یہ قوتیں حاصل نہ ہوں تو لاکھوں چیزیں ہمارے پاس سے گذر جائیں تو ہمیں ان کا علم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہر شخص کو ان قوتوں کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ سمجھ سکیں کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ اگر انسان کو یہ توفیق حاصل نہ ہوں تو انسان اپنی دماغی زندگی کھو بیٹھتا ہے۔ اور اس کا دماغ واقعات کی ایک بے معنی فہرست بن کر رہ جاتا ہے۔ اور کسی بات کا کوئی معقول جواب نہیں دے سکتا ہمارے معقول جواب ہی ہمارے ہر عمل کی بنیاد ہیں اور اسی پر ہماری عام سمجھ کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔ فن حیات کا نمونہ کمال بحوالہ حیات یہ ہے۔ کہ ہر انسان بیرونی پہلوؤں سے باخبر ہو۔ تاکہ جب وہ بازار میں یا سڑک پر چلے تو نظارے اور آوازیں جو آنکھ اور کان کی توجہ کو اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ اس کی مناسب توجہ کو مبذول کر لیں۔ اور جب وہ اپنے متعلق پیشہ یا تجارت کے کام میں مشغول ہو تو تفریحات سے باخبر ہو۔

زندگی اور اس کا جواب

فٹ بال ٹھوکر کا جواب دیتا ہے۔ موم کا بت آگ کے سامنے پگھل جاتا ہے۔ لیکن یہ بے جان چیزیں ہیں۔ اور ان کے جواب کا حصر قدرت کی طاقتوں پر ہے۔ تم ایک زندہ ہستی ہو۔ تمہارے جسم نشو و نما پا سکتے ہیں بیرونی امور جیسے غروب آفتاب کا نظارہ چاندنی میں جھیلوں کا نظارہ۔ گھاٹی میں کہر کا سلیس منظر۔ بلبل کا نغمہ۔ پھولوں کی خوشبو تمہاری روح کے منظر کو تبدیل کر سکتے ہیں۔ نہ صرف منظر کو بلکہ خود تم کو بشرطیکہ تم دیکھ سکتے اور سن سکتے ہو۔ ایک ملفوظ جو اتفاقیہ کسی دانا کے منہ سے نکلے تمہاری زندگی کو بہتر بنا سکتا ہے۔ جس کی اہمیت کو خواہ کوئی برسوں تک نہ سمجھ سکے ایک رسالہ کی تصویر آرائشی سامان کے نقشہ میں تغیر و تبدل کی رہنما ہو سکتی ہے۔ کسی مصنف کا وہم و خیال جو تم آگ کے قریب اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے کتاب میں پڑھ رہے ہو۔ تم کو کسی نئی چیز بنانے کا طریقہ بتا سکتا ہے گھر ایک کاریگر اپنی خانگی ضرورت کے لئے اپنے ہی اوزاروں سے سادہ جدید سامان تیار کر سکتا ہے تمہارے مفاد اور دلچسپی کے میدان مواقعات منتظر ہیں۔ تاکہ تمہارا اسی مقناطیس ان کو اپنی طرف کھینچ لے۔

تم حادثات کا جب وہ آتے اور جاتے ہیں کیا جواب دیتے ہو؟ کیا تم اشیاء کی سطح پر بغیر کسی کاوش کے زندگی بسر کر رہے ہو؟ اگر یہ بات ہے تو یہ سبق تمہاری حسیات کو جگانے اور تمہیں بیدار کرنے کے لئے ہے۔ اور اگر ایسا نہیں ہے۔ تو یہ سبق تمہاری حسیات کو زیادہ تیز کر دے گا کیا تم عام مفاد سے بے بہرہ اور بے نصیب ہو؟ اگر ایسا ہے تو یہ سبق تم کو یہ سب باتیں مہیا کر دے گا۔ اگر تم تکلیف میں ہو۔ تو زندگی کی عام اشیاء تمہارے لئے تسلی سے معمور ہیں۔ جس کی تم بہت قدر کرو گے۔ اور اگر تمہاری زندگی کامیاب کوشش کی ایک لمبی فہرست ہے۔ تو تم اس میں نئی نئی ہدایتیں پاؤ گے گذشتہ ابواب میں ہم نے جو بحثیں کی ہیں۔ وہ صرف تمہاری ذات تک محدود تھیں۔ یعنی ہم نے تمہاری اندرونی طاقتوں مثلاً قوت ارادی یکسوئی۔ فیصلہ اور تصور کی پرورش اور تکمیل پر روشنی ڈالی ہے۔ اور تمہیں صرف ان سے روشناس کیا ہے۔ آج ہم بیرونی معاملات کی طرف آتے ہیں۔ یعنی دوسرے لوگوں اور دوسری اشیاء پر بحث کریں گے۔ اور از سر نو تمہاری ذات کو گرد و نواح کی روشنی میں دیکھیں گے (باقی ہے)

کیا گیا کہ مسلمان کا جو روپیہ اور سامان مشرقی پنجاب کے بنکوں میں موجود ہے۔ وہ بہت جلد واپس کر دیا جائے گا۔ بہت دن ہوئے یہ معاہدہ ہو چکا ہے۔ اور مغربی پنجاب سے تو غیر مسلم اپنا مال ایک مدت سے لے جا رہے ہیں۔ بلکہ بعض ایسی مثالیں بھی ہیں۔ کہ اس معاہدہ سے بہت پہلے کئی ہندو بنکوں کے امانت خانوں سے اپنا مال لے جا چکے ہیں۔ اور اب بھی لے جا رہے ہیں لیکن پاکستان حکومت کی اس رواداری کے باوجود ابھی تک مسلمانوں کے لئے بہت سی دقتیں حائل ہیں۔ اور وہ مشرقی پنجاب کے بنکوں سے کفایتی اور امانت خانوں کا مال نہیں لا سکتے اس معاہدہ کا فائدہ اسی صورت میں ہے۔ کہ اس پر عمل ہو۔ انڈین یونین کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ معاہدہ کر تو لیتی ہے۔ لیکن اس پر عملدرآمد ہونے نہیں دیتی۔ صوبائی حکومت مانع آتی ہے تو مرکزی حکومت خاموش ہو جاتی ہے۔ ان دونوں وزراء کی کانفرنس میں اس بات کا اعتراف بھی کیا گیا کہ عورتوں کی بازیابی کے سلسلے میں بھی خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی۔ اس میں بھی وہی جذبہ کام کر رہا ہے۔ جس کا ذکر ہم نے کیا ہے انڈین یونین کی طرف سے معاہدہ پر دستخط ہوتے ہیں۔ لیکن مشرقی پنجاب کی حکومت اور حاکموں کے لئے یہ معاہدہ کاغذ کے پرزے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ وہ عورتوں کی بازیابی کے سلسلہ میں قدم قدم پر رکاوٹ ڈالتے ہیں

مغربی پنجاب کا بجٹ اور خسارہ

مغربی پنجاب کے وزیر خزانہ میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ ۱۵ مارچ کو صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں پہلے مکمل سال کے لئے بجٹ پیش کریں گے مختلف وجوہات کی بنا پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ میاں صاحب کا بجٹ خسارہ کا بجٹ ہوگا۔ مہاجرین پر تین کروڑ روپے کے اخراجات نے صوبہ کے مالی وسائل پر کافی بوجھ ڈالا ہے۔ اسمبلی کے گزشتہ اجلاس میں ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے لے کر ۳۱ مارچ ۱۹۴۸ء تک کے عرصے کے لئے جو بجٹ پیش کیا گیا اس میں ۵ کروڑ ساٹھ لاکھ روپے کا خسارہ دکھلایا گیا تھا۔ لیکن خیال ہے کہ نئے اندازہ کے مطابق متوقع خسارہ کے اندازے میں کافی کمی دکھائی جائے گی۔ اور یہ خسارہ ایسا نہیں ہوگا۔ کہ اس کا انتظام ہی نہ ہو سکے۔ کیونکہ مرکزی حکومت پاکستان مہاجرین کے سلسلے میں صوبائی حکومت کے اخراجات کا کچھ بار خود برداشت کرے گی۔

مغربی پنجاب کے باغات

میرا مقصد مغربی پنجاب کے ہندوؤں اور سکھوں کے باغات سے ہے۔ جو کہ لاکھوں روپے صرف کرنے پر بھی تیار نہ کئے جا سکیں گے تا حال محکمہ زراعت نے اس کے متعلق کوئی پالیسی نہیں بنائی جس پر عمل کریں۔ پچھلا پھل جو کہ حقیقی مالکوں کی محنت کا نتیجہ تھا۔ کو تو محکمہ زراعت والوں نے فروخت کر کے حکومت کے خزانہ میں روپیہ داخل فرما دیا۔ لیکن ان باغات پر جو کہ ایک بڑی آمدنی کا ذریعہ ہیں۔ کو ابھی تک کسی نے صرف پانی تک بھی نہیں دیا۔ چہ جائیکہ انہیں باقاعدہ کھاد اور گوڈی بھی دی جاتی۔ اسی بدانتظامی کی وجہ سے ایک تو باغات چند ہی ماہ میں تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ دوسرے پاکستان کو پھل کی انڈسٹری سے کئی سال تک کے لئے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

اکثر حالات میں تو یہ بھی دیکھا گیا ہے۔ کہ مہاجرین باغات کو بالکل کاٹ کر جلا چکے ہیں اور باقی ماندہ چند ہی دنوں میں صاف کر دیئے جائیں گے۔ کیونکہ باقاعدہ آبپاشی نہ ہونے کی وجہ سے باغات خشک نظر آنے لگیں گے اور یہ بہانہ پناہ گزینوں کے لئے ان باغات کو کاٹنے کا کافی معقول ہوگا۔ آپ شاید یقین نہ کر سکیں گے۔ لیکن میں آپ کو حلفیہ بتاتا ہوں۔ کہ اکثر بہت بڑے باغات کو تو اصل مالکوں کے چلے جانے کے بعد آج تک ایک مرتبہ بھی پانی نہیں دیا گیا۔ مثال کے طور پر میں آپ کو گوجرانوالہ کے قریب کوٹ متھرا کے باغات جو کہ سردار منگل سنگھ نے ہزاروں روپے صرف کر کے کئی مربعوں میں لگایا تھا۔ اور جو ایک دو سال تک ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ سالانہ رقم پر بھی فروخت ہو سکتا تھا۔ بالکل تباہ و برباد ہو چکا ہے۔ اور یہی تباہی یقیناً قوم کا بہت بڑا نقصان ہے۔ جس کی تلافی بہت مشکل کیا بلکہ ناممکن ہے۔ ان حالات کے ماتحت میں آپ سے درخواست کروں گا۔ کہ آپ براہ مہربانی محکمہ زراعت کو مندرجہ ذیل تجویز پیش کریں گے جو کہ اس معاملہ کا واحد حل ہے اگر محکمہ نے اس پر عمل نہ کیا تو آپ یقین رکھیں کہ یہ انڈسٹری بالکل ماہ جون تک کی مہمان ہے اور اس کی تباہی یقینی ہے۔

تمام باغات جن لوگوں کے پاس پہلے ٹھیکہ پر تھے۔ انہیں کھلے الفاظ میں یہ کہہ دیا جائے کہ باغات کی نصف آمدنی وہ لوگ پاکستان خزانہ میں جمع کرائیں اور نصف خود رکھیں۔ بہت ممکن ہے۔ افسران متعلقہ اس نصف رقم کو بہت بڑی رقم سمجھیں۔ لیکن یہی ایک طریقہ ہے۔ جس سے باغات بچ سکتے ہیں۔ اس نصف کے لالچ میں آ کر وہ باغات کی خوب آبپاشی کریں گے۔ اور یہی موثر طریقہ ہے جس پر عمل کرنے سے باغات خشک ہونے سے بچ جائیں گے۔ آج کل یہ سننے میں آیا ہے۔ کہ محکمہ زراعت کے ارباب اختیار یہ چاہتے ہیں کہ ان باغات کے لئے لوگوں کو ملازم رکھا جائے۔ لیکن ان خدا کے بندوں کو یہ کون بتائے۔ کہ ان باغات کو گرمی کے دنوں میں کون پانی دے گا۔ اور کون ان کی دیکھ بھال کرے گا۔ جب تک کسی کو اس کے اپنے لئے ہی کافی لالچ نہ دیا جائے۔ کیونکہ آنے والے دن اتنے خطرناک گرمی کے آ رہے ہیں کہ اللہ کی امان۔ بھلا یہ تنخواہ کے ملازم جوان افسران متعلقہ کی طرح تنخواہ سے ہی غرض رکھیں گے۔ کب اور کیسے ان باغات کو پانی دیں گے۔ جبکہ اصل مالکوں کے مویشی بھی اور چیزوں کی طرح بڑی شان سے لوٹے جا چکے ہیں۔ یہ ایک ایسا مضمون ہے۔ جس پر ایک ضخیم کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر آپ نے یہ چند گزارشات اپنے پرچے میں چھاپنے کی تکلیف گوارا کی۔ تو آئندہ بھی آپ کو اور بہت سے دلچسپ مضامین ارسال کرتا رہوں گا۔ (ایک دردمندی)

ایڈیٹر میاں عبدالمجید صاحب

THE PAISAAKHBAR URDU WEEKLY LAHORE

پیسہ اخبار لاہور

یادگار حاجی مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم

سیکورٹی کونسل کشمیر کے متعلق غلط راستہ اختیار کر رہی ہے

وہ اپنے حال ہی کے نظریات کو بالکل بھول چکی ہے۔ پاکستانی وفد کے ممبر کا بیان

لیک سکسس ۲۰ مارچ۔ کشمیر کے متعلق چین نے جو نئی تجویز پیش کی ہے۔ اس پر کونسل کے تمام ممبر دونوں متنازعہ پارٹیاں غور کر رہی ہیں۔ دونوں وفود نے اپنی اپنی حکومتوں کو تجویز کا مکمل متن ارسال کر دیا ہے۔ امید ہے کہ اگلے منگل تک ان کا سرکاری جواب موصول ہو جائے گا۔ ہندوستان کے وفد کا خیال ہے۔ کہ گو ہندوستان پر بعض پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔ مگر سمجھوتے کے لئے جس اصول پر عمل کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق ہندوستانی وفد کا نکتہ نظر یہ ہے۔ کہ اس طرح سمجھوتے کا امکان ہے۔ ہندوستانی وفد اس امر سے ممنون ہے کہ مسٹر آئنگر کے ہندوستان جانے کے بعد کونسل کے ممبروں نے اس فرصت میں اپنی پہلی رائے پر نظر ثانی کر لی ہے۔ دوسری طرف پاکستان کے نمائندے کھلے طور پر اپنی مایوسی کا اظہار کر رہے ہیں۔ پاکستان کے ایک ترجمان نے کہا حفاظتی کونسل کے اکثر ممبروں نے اب الٹی سمت اختیار کر لی ہے۔ ترجمان مذکور نے کہا مسٹر آئنگر کی روانگی ہندوستان سے پہلے کونسل کی اکثریت تصفیہ کے لئے تین نکات کی طرفدار تھی۔

(۱) استصواب رائے سے پہلے تمام اجنبی فوجوں کا کشمیر سے تخلیہ (۲) غیر جانبدار عارضی حکومت کا قیام۔ (۳) سیکورٹی کونسل کی نگرانی میں استصواب رائے۔

گورنمنٹ ممالک متحدہ سے ایک ضروری سوال

ہم پوچھتے ہیں کہ ممالک متحدہ کی اسمبلی کا کوئی مسلمان ممبر گورنمنٹ سے سوال کر کے یہ معلومات حاصل کرے کہ ممالک متحدہ میں (۱) کتنے مسلمان مارے گئے اور کتنے زخمی ہوئے۔ کتنے ہندو مارے گئے اور کتنے زخمی ہوئے۔ (۲) چلتی گاڑیوں میں کتنے مسلمان مارے قتل ہوئے اور ریل سے پھینکے گئے۔ علیٰ ہذا القیاس ہندو کتنے قتل ہوئے کتنے ریل سے پھینکے گئے۔ (۳) ممالک متحدہ میں کتنی ریلوں کو روک کر کس قدر مسلمانوں کو قتل کیا گیا۔ کتنے مسلمانوں کو ہندوؤں نے قتل کیا۔ اور کتنے ہندوؤں کو مسلمانوں نے قتل کیا۔ (۴) ممالک متحدہ کے مختلف شہروں اور بالخصوص مغربی اضلاع میں جو قتل و غارت گری ہوئی اس میں کتنے مسلمان مارے گئے کتنے ہندو۔ آتشزدگی اور لوٹ مار میں کتنے مسلمان مارے گئے اور کتنے ہندو۔ (۵) ناجائز اسلحہ کی تلاشی میں کتنے مسلمانوں کی تلاشی لی گئی اور کتنے ہندوؤں کے مکانوں کی۔ اور مسلمانوں کے یہاں سے کتنے ہتھیار برآمد ہوئے اور کتنے ہندوؤں کے یہاں سے۔ ناجائز اسلحہ رکھنے کے جرم میں کتنے مسلمانوں کو سزا دی گئی اور کتنے ہندوؤں کو (۶) کتنے مسلم نیشنل گارڈ والے مسلمان گرفتار ہوئے۔ اور کتنے راشٹریہ سیوک سنگھ والے کتنے نیشنل گارڈ والے معافی مانگ کر رہا ہوئے اور کتنے راشٹریہ سیوک سنگھ والے معافی مانگ کر رہا ہوئے۔ مذکورہ بالا سوالات کا جواب ملنے کے بعد ملک کو صحیح اندازہ اس بات کا ہو سکے گا۔ کہ ممالک متحدہ کی گورنمنٹ نے انصاف اور مساوات پر کہاں تک عمل کیا۔

تحقیقات کے متعلق ایک آزاد کمیشن کیوں نہیں مقرر کیا جاتا

معاصر "البشیر" لکھتا ہے۔ کہ دہلی ہندوستانی حکومت کا دارالسلطنت ہے۔ جب دہلی میں قتل عام ہو رہا تھا اس وقت سلطنت کے تمام وزراء دہلی میں موجود تھے ان کی آنکھوں کے سامنے دہلی میں مسلمانوں کا ایسا قتل عام ہوا کہ اس کی نظیر دہلی کیا دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ اب تک دہلی میں قتل عام اور غارت گری کے متعلق کوئی آزاد تحقیقاتی کمیشن مقرر نہیں کیا گیا۔ اور اس سے بھی زیادہ تعجب یہ کہ مرکزی اسمبلی کے کسی ممبر نے آزاد تحقیقاتی کمیشن کے مقرر ہونے کا مطالبہ نہیں کیا۔ حالانکہ دہلی میں قتل عام کے وقت کافی پولیس اور فوج موجود تھی۔ ایک عام افواہ کو کہ دہلی میں مسلمانوں کو قتل کرنے میں پولیس اور فوج بھی شریک تھی اگر غلط مان لیا جاوے تو بھی اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ فوج اور پولیس نے اپنے فرائض کو انجام نہیں دیا۔ اور جب تک انگریزی فوج نہیں آئی قتل عام نہیں رکا۔ مہاتما گاندھی کے دہلی پہنچنے پر دہلی میں بہت کچھ امن ہو گیا تھا۔ بہرحال اگر آزاد تحقیقاتی کمیشن مقرر ہو تو اس سے گورنمنٹ کی اصل پوزیشن بھی اصلی حالت میں آ جائے گی۔ اور بڑا نفع یہ ہوگا۔ کہ آئندہ حکومت ایسی تدابیر اختیار کرے گی تاکہ آئندہ اس قسم کے ناخوشگوار واقعات ظہور میں نہ آئیں۔ دہلی سے جو مسلمان بچ کر

چنگائی کیا ہے 315

جنہیں چینی زبان سے واقفیت نہیں ہے۔ ان کے لئے چنگائی کا مطلب کچھ بھی نہیں مگر بہت سے چینی باشندوں کے لئے اس کا مطلب موت اور خرابی ہے۔ ہزاروں بوڑھے اور جوان ہر سال اس بیماری کا شکار ہوتے ہیں۔ جتنی جانیں اس بیماری کی وجہ سے جاتی ہیں۔ اتنی اور دوسری خطرناک اڑنے والی بیماریوں سے نہیں جاتیں۔ بہت سے چین کے باشندے یہ بھی نہیں جانتے۔ کہ یہ بیماری کہاں سے آئی اور کیسی پھیلتی ہے اور اس کے پھیلنے کے طرح طرح کے سبب بتلاتے ہیں۔ کسی کسی جگہ کا یہ کہنا ہے۔ کہ یہ بیماری ایک طرح کی ایل مچھلی سے پیدا ہوئی ہے۔ جس کو چینی لوگ ایل جنگ کہتے ہیں۔ ایک ضلع میں جج صاحب نے بہت سے آدمی اس لئے ملازم رکھے کہ وہ ساری ایل چانگ مچھلیاں پکڑ کر برباد کر دیں۔ جس سے یہ بیماری پھر نہ پھیل سکے۔ دوسری جگہوں کے لوگ اس بیماری کو مینڈک اور تتلیوں سے پیدا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کچھ چینی لوگوں کا خیال ہے کہ صبح اٹھ کر پانی پینے سے صبح کو جلدی اٹھنے سے خاص خاص پھل کھانے سے اور زہریلا کوڑا سونگھنے سے یہ بیماری ہوتی ہے یہ بیماری چین میں ایک شہر سے دوسرے شہر میں پھیلتی گئی۔ لوگوں نے لاچاری کی حالت میں بہت سی دوائیاں استعمال کیں جو بیکار ثابت ہوئیں۔ اس بیماری کو دور کرنے کے لئے کچھ چینی ڈاکٹروں نے حال میں پوری طرح سے اس بیماری کی جانچ کی۔ خاص کر یونانی اور روانسی ضلعوں میں اور یہ نتیجہ نکالا کہ یہ بیماری ایک طرح کا ملیریا بخار ہے۔ ان عقلمندوں نے اس بیماری میں کونین کا استعمال کیا جس سے بہت سے مریضوں کو شفا حاصل ہوئی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں بہت سے خطرناک مریض اس دوا سے اچھے ہو گئے چند ہی دنوں میں۔ کونین کی بابت آج کل سب لوگ جانتے ہیں۔ لیگ آف نیشنس کے ملیریا کمیشن کا کہنا ہے کہ ملیریا سے بچنے کے لئے روزانہ چھ گرین کونین بخار کے موسم میں استعمال کرنا چاہیئے۔ اور بخار سے چھٹکارا پانے کے لئے پندرہ سے بیس گرین کونین پانچ سے سات روز تک کھانی چاہیئے۔ ملیریا کمیشن کی رپورٹ کے ایک سو چھبیسویں صفحہ پر یہ کہا گیا ہے کہ کونین بالکل نقصان دینے والی چیز نہیں ہے اس کو ہر ایک انسان بلا ڈاکٹری دیکھ بھال کے ہی کھا سکتا ہے۔ ملیریا کی دوسری دوائیاں بغیر ڈاکٹری صلاح کے استعمال نہیں کی جا سکتیں چونکہ یہ نقصان دیتی ہیں۔

چنگائی بیماری کا حال آپ لوگوں کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ چین کے باشندوں کو اس بیماری کا پورا پتہ لگ گیا ہے۔ کونین کے استعمال سے اب ہزاروں جانیں بچتی ہیں۔

روس میں کیا ہو رہا ہے

یورال میں تالتسا ضلع کے چھوٹے سے مرکز میں ایک لائبریری کے تین ہزار ممبر ہیں اس لائبریری کے ذخیرے میں ۱۷ ہزار سے زیادہ کتابیں سیاست۔ سائنس۔ ادب اور افسانوں کی ہیں۔ مطالعہ کرنے والوں کے لئے باقاعدہ لیکچروں کا انتظام بھی ہوتا ہے۔ تالتسا کی طرح سوویٹ یونین میں چھوٹے چھوٹے شہروں کی پچاس ہزار ایسی لائبریریاں ہیں۔

تعلیم رقص

لینن گراڈ رقص کی تعلیم کے پانچ قومی اسٹوڈیو ہیں۔ مالڈیویہ۔ کرغیزیہ لبشکیریہ۔ ادسیتیہ اور ہرات منگولیا کی جمہوریتوں کے بیلیٹ رقص کی تربیت دی جا رہی ہے۔ انقلاب سے پہلے ان قوموں کے قومی تھیٹر بھی نہیں تھے۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۳ کالم ۴ سے آگے

کہ جتنی رقم بچا کر اسے تیار کیا گیا ہے۔ وہ ہماری ضرورت سے زائد ہے۔ چنانچہ آپ نے یہ رقم اپنی تنخواہ میں سے کم کر دی۔ اور بچی رقم بیت المال میں بطور جرمانہ داخل فرما دی۔ (اشہر مشاہیر الاسلام جلد ۱ صفحہ ۹۳)

غالباً کسی تبصرے کی ضرورت نہیں

ایکٹ انتقال اراضی

حکومت صوبہ سرحد نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ صوبہ میں زراعت پیشہ اور غیر زراعت پیشہ کا امتیاز اڑا دیا جائے۔ سرحد کا صوبہ پنجاب کے مقابلہ پر سیاسی شعور کے لحاظ سے پس ماندہ ہے۔ مگر قدرت نے یہ شرف اس صوبہ کے نام لکھا ہے۔ کہ زراعت پیشہ و غیر زراعت پیشہ کا غیر اسلامی امتیاز سب سے پہلے اس صوبہ میں ختم ہو۔ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ کسی زمانہ میں یہ ایکٹ انتقال اراضی ایک نہایت اہم اور مفید قانون تھا۔ مگر وہ زمانہ گزر گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایکٹ انتقال کی افادیت بھی ختم ہو گئی۔ ایکٹ انتقال اراضی کا بنیادی مقصد یہ تھا۔ کہ غریب اور مقروض مسلمان زمینداروں اور کسانوں کی زمین کو غیر مسلم ساہوکاروں اور سودخواروں کے چنگل سے بچایا جائے۔ اس زمانے میں اس قانون کا نفاذ ضروری ہی نہیں ناگزیر تھا۔ اگر اس وقت یہ قانون پاس نہ کیا جاتا۔ تو مسلمانوں کی ساری زمین آہستہ آہستہ ہندوؤں اور سکھوں کے قبضہ میں چلی جاتی۔ مگر اب جبکہ ہندو اور سکھ پنجاب اور صوبہ سرحد دونوں صوبوں سے نکل چکے ہیں اور اس قسم کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہا۔ ایکٹ انتقال اراضی ایک غیر ضروری قانون بن کر رہ گیا ہے قومی نکتہ نگاہ سے بھی اس قانون کی اہمیت و افادیت ختم ہو چکی۔ اب اس کو باقی رکھنے میں صرف ایک محدود و مختصر گروہ کا فائدہ ہے۔ جو اپنی دولت کے بل بوتے پر غریب زمینداروں اور کسانوں کی زمین سستے داموں خریدنے کا حق اپنے لئے مخصوص رکھنا چاہتا ہے۔ ورنہ زراعت پیشہ و غیر زراعت پیشہ کے امتیاز کو باقی رکھنے میں عام مسلمانوں اور قوم کا مطلق کوئی فائدہ نہیں بلکہ قوم کا فائدہ اسی میں ہے کہ ایکٹ انتقال اراضی کو منسوخ کر کے یہ تمیز اڑا دی جائے اور ہر مسلمان کو زمین خریدنے اور کاشت کرنے کی اجازت ہو۔ اس طرح زمین کی قیمت بڑھے گی۔ ورنہ زمین کی قیمت گر جانے کا بھی کسی حد تک اندیشہ ہے کیونکہ (جیسا کہ ہم اوپر اشارہ کر چکے ہیں) ایکٹ انتقال اراضی کے برقرار رہنے کی صورت میں امیر زمینداروں کے ایک محدود طبقہ کو ہی زمین خریدنے کا حق حاصل ہوگا۔ اور یہ لوگ غریبوں سے ان کی زمین سستے داموں خرید کر اپنی زمینداری میں کرتے رہیں گے۔ اور غریب زمیندار اور کسان غریب سے غریب تر ہوتے جائیں گے۔ ہمیں امید ہے کہ حکومت پنجاب اس معاملہ میں حکومت سرحد کی تقلید کرتے ہوئے اپنے صوبہ سے زراعت پیشہ و غیر زراعت پیشہ کے امتیاز کو ختم کر دے گی۔ گزشتہ سیشن میں پنجاب اسمبلی نے جو نام نہاد شریعت بل پاس کیا ہے۔ وہ بھی ایکٹ انتقال آراضی کی موجودگی میں بے معنی اور ناکارہ ہے۔

ہماری تعلیمی پالیسی کیا ہو؟

کراچی میں مختلف وزرا تعلیم کی ایک کانفرنس شروع ہے۔ اس کانفرنس کے ایجنڈے پر غالباً سب سے اہم امر یہی ہے۔ کہ پاکستان کی تعلیمی پالیسی کا فیصلہ بدلے ہوئے حالات کے مطابق کیا جائے۔ اور پالیسی کے تعین کے بعد پورے نظام تعلیم کو بدلنے کی کوشش کی جائے۔ اب تک ہمارے نظام تعلیم کا زیادہ سے زیادہ مقصد اچھے سرکاری اہلکار پیدا کرتا ہی رہا ہے۔ اسکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کی تعلیم کا کاغذی مطمع نظر کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ عملاً ہماری درسگاہوں نے صرف کلرک اور ڈپٹی کلکٹر ہی پیدا کئے۔ اگر سو سال کی مدت میں ادب تاریخ۔ فلسفہ یا سائنس میں اقبال، جسٹس سلیمان مرحوم یا ڈاکٹر ضیاء... کے پایہ کے معدودے چند اہل علم و فضل ... ہوئے۔ تو یہ فیضان نظر کا نتیجہ تھا۔ مکتب کی کرامت نہ تھی۔ اب جبکہ پاکستان ایک ... مملکت ہے۔ اس کی تعلیمی پالیسی اور اس ... نظام تعلیم کا فیصلہ کرتے وقت یہ امر ... ارباب تعلیم کے پیش نظر رہنا چاہیئے ... ہمیں صرف کلرکوں اور ڈپٹی کلکٹروں کی ضرورت نہیں اگر ہماری درسگاہیں فارغ التحصیل ... نہیں پیدا کرتیں۔ جو زندگی کے ہر شعبے میں قوم کے شایان شان ہوں۔ اور ایک ... قوم پر عائد ذمہ داریوں کو نبھا سکیں۔ ... درسگاہوں کو بند کر دینے سے قوم کو کوئی ... نہیں پہنچے گا۔ موجودہ فرسودہ تعلیمی پا... اور نظام تعلیم میں تبدیلیاں پیدا کر کے پاکستان کی نئی قوم اور نئے ملک کی نئی ضر... کے مطابق نہیں بنایا جا سکتا ہے۔ ضرور... مکمل تعلیمی انقلاب کی ہے۔ اور اگر ہمارے ارباب تعلیم کا نکتہ نظر وسیع ہے۔ ... کے تقاضوں کو سمجھتے ہیں۔ تو انہیں یہ ... اٹھانے میں مطلق تامل نہیں کرنا چاہیئے۔ ... ناقص رائے میں اس اقدام کو کامیاب ... کے لئے تعلیمی پالیسی کے تعین اور نظام ... کی ترتیب کا کام مرکز کو اپنے ہاتھ میں لے ... چاہیئے۔ اور جہاں تک بنیادی پالیسی کا ... ہے۔ اسے سارے پاکستان کے لئے ایک ... کی خاطر اس کا فیصلہ مرکز ہی کو کرنا چاہیئے۔ ... سے چند سال پہلے کمال یار جنگ کمیٹی کے نام ... ایک کمیٹی اسی مقصد کے لئے قائم کی گئی تھی ... اور مسٹر عزیز الحق مرحوم کی صدارت میں ... کمیٹی نے کچھ کام بھی کیا۔ پاکستانی وزراء تعلیم کو اس کمیٹی کی رپورٹ اور سفارشات ... سے استفادہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ بہتر ہوگا کہ ... سلسلہ میں ایک نئی کمیٹی قائم کی جائے۔ جو ... تعلیم پر مشتمل ہو۔ اس کمیٹی میں دو یا تین علماء ... بھی شامل کئے جانے کی کوشش کی جائے۔ ... کمیٹی کے تقرر کی صورت میں اس امر کا خا... اہتمام کیا جائے کہ کمیٹی اپنی رپورٹ اور ... سفارشات زیادہ سے زیادہ تین ماہ ... پیش کر دے۔ کیونکہ عام طور پر کمیٹیوں ... کام کی رفتار بہت سست ہوتی ہے۔ اور ... اس سلسلہ میں ناواجب تعویق نقصان د... ہوگی۔ جدید تعلیم کے نظام میں کالجوں اور ... کو محدود کر دیا جائے۔ اس وقت یہ حال ... کہ میٹرک پاس کرنے کے بعد ہر وہ طالب علم ... کے والدین اس کا خرچ برداشت کر سکتے ... کالج میں داخل ہو جاتا ہے اس امر کا بالکل ... نہیں رکھا جاتا کہ وہ کالج کی تعلیم حاصل کرنے...

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامہ ناپاک گازران بر سنگ

پیسہ اخبار لاہور

قیمت سالانہ چار روپے (للعہ) حجازی پریس بیرون موری گیٹ لاہور میں چھپوا کر میاں عبدالمجید صاحب ایڈیٹر۔ پرنٹر و پبلشر نے دفتر پیسہ اخبار لاہور سے شائع کیا

نمبر ۱۳	۳ / اپریل ۱۹۴۸ء	جلد ۶۲

شراب خانے اور قحبہ خانے

میں خود اپنے رلئے ہوں ایک معمہ
نہ سمجھا ہوں نہ سمجھایا گیا ہوں

شراب خانے اور قحبہ خانے ——— کوئی شخص ان کی حمایت نہیں کرتا۔ کوئی جماعت ایسی نہیں جو ان کو قائم رکھنا چاہتی ہو۔ کسی اخبار میں بھی ان کو باقی رکھنے کی آواز بلند نہیں کی جاتی۔ کسی پلیٹ فارم سے بھی ان کی وکالت نہیں کی جاتی۔ سب ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔ سب انہیں برا کہتے ہیں۔ اس کے باوجود یہ زندہ ہیں۔ ہماری حکومت بار بار یہ وعدے کرتی ہے۔ کہ بس اب ان دونوں لعنتوں سے ملک کو پاک کر دیا جائے گا۔ مگر نتیجہ میں صفر۔ شراب کی حمایت میں تو یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ اس سے کچھ آمدنی ہوتی ہے۔ لیکن قحبہ خانوں کے حق میں تو یہ دلیل بھی نہیں لائی جا سکتی۔ مگر بغیر دلیل کے بھی وہ زندہ ہیں۔ اب حکومت نے اعلان کیا ہے کہ یکم اپریل سے کھلے طور پر پینے پلانے کی اجازت نہیں ہوگی۔ مگر چھپ کر پردے کی اوٹ میں دروازے بند کر کے اگر کوئی چاہے تو یہ شغل جاری رکھ سکتا ہے۔ یعنی شراب خانے جاری رہیں گے۔ لوگ جائیں اور کھل کر خریدیں۔ البتہ جب پینے کی باری آئے۔ تو کسی جھاڑی کی اوٹ میں چھپ جائیں ——— یعنی "قضائے حاجت" پر پابندی نہیں۔ صرف معاملہ ذرا عام نگاہوں سے ہٹ کر ہونا چاہیئے۔ قحبہ خانوں کے لئے یہ اصول پہلے سے ہی موجود ہے۔ یعنی دکان عام۔ سودا بھی کھل کر ہو سکتا ہے۔ مگر اس کے بعد پردے میں ہو جاوے۔

نیا ستم ہے یہ بلبلوں پر یہ حکم صیاد ہے انوکھا
ملیں نہ باہم وگرنہ دل گر رہیں ایک ہی قفس میں

اس پابندی کے دو ہی نتیجے ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ شراب خانوں یا ہوٹلوں میں اس مقصد کے لئے پردے کے پیچھے ایک "خفیہ خانہ" بنا دیا جائے گا چپکے سے وہاں جاؤ۔ اور مست ہو کر چلے آؤ۔ یا پھر اس غرض کے لئے نئے "کوٹھی خانے" وجود میں آجائیں گے۔ یعنی پھر قحبہ خانے اور بے خانے صحیح معنوں میں ایک ہی خانہ میں آجائیں گے جو صورت وہاں وہی یہاں۔ یعنی سودا کھل کر اور سودائی چھپ چھپ کر۔ بعض لوگ یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ اگر قحبہ خانے اور شراب خانے قانوناً بند کر دیئے گئے۔ تو یہ علت خفیہ طور سے ہونے لگے گی کیونکہ ان کی رائے میں یہ وہ نشہ نہیں۔ جسے قانون کی ترشی اتار دے۔ اس لئے قانونی پابندی سے پہلے اخلاقی اصلاح کے لئے تبلیغ کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ ایسا چکر ہے کہ جس سے زندگی بھر نجات نہیں مل سکتی۔ یعنی نقشہ ہمیشہ یہی رہے گا۔ کہ قانون اس لئے نہیں بن سکتا۔ کہ اخلاق ٹھیک نہیں۔ اور اخلاق اس لئے ٹھیک نہیں کہ قانون موجود نہیں۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ اخلاقی اصلاح کے لئے سب سے موثر حربہ قانون ہی ہے ——— ورنہ یہ وعظ و تبلیغ کرنے والے تو دو وزا اپنی تحریر و تقریر کے جوہر دکھلاتے رہتے ہیں۔ مگر ساقی کی نگاہ مست کے متوالے ان کی سنتے ہیں۔ اور یہ کہہ کر پھر بہک جاتے ہیں۔

یہ جوش گل۔ یہ موسم باراں۔ یہ رنگ گل
واعظ کی بات کون سنے اس بہار میں

لیکن واعظ کی مدد پر اگر پولیس کا ڈنڈا بھی ہو۔ تو پھر کیفیت بدل جاتی ہے۔ شراب کے قانوناً بند کرنے کی مخالفت میں دوسری بات یہ کہی جاتی ہے کہ اس سے سرکاری آمدنی میں کمی واقع ہو جائے گی۔ لیکن یہ بھی محض بہانہ ہے جنے بجٹ میں شراب اور افیم وغیرہ کی کل آمدنی کا اندازہ ایک کروڑ ۴۸ لاکھ بتایا گیا ہے۔ اس میں سے خالص شراب کی آمدنی صرف ۸۰ لاکھ ہے۔ اور اس مقصد کے لئے جو محکمہ قائم ہے۔ اس پر ساڑھے گیارہ لاکھ سالانہ کے مصارف آتے ہیں۔ اس لئے اگر ۸۰ لاکھ کی رقم میں سے ساڑھے گیارہ لاکھ کی اس رقم کو گھٹا دیا جائے تو اصل آمدنی صرف ۶۸ لاکھ رہ جاتی ہے۔ اب غور فرمایئے کہ انیس کروڑ روپے سالانہ کے بجٹ میں ۶۸ لاکھ کی کیا حیثیت ہے۔ یہ رقم ہرگز اتنی بڑی نہیں۔ جس کے نہ ہونے سے حکومت کے کاروبار میں خلل پڑ سکے۔ ہمارے بجٹ کا خسارہ اب تک بارہ تیرہ کروڑ ہے۔ پھر جو حکومت کروڑوں کا خسارہ پورا کر سکتی ہے۔ کیا وہ لاکھوں کی کمی نہیں پوری کر سکتی۔ یہ دلیل کتنی مضحکہ خیز ہے۔ کہ ہم پونے سات کروڑ کا موجودہ اور پونے چھ کروڑ کا پچھلا گھاٹا تو کسی نہ کسی طرح پورا کر لیں گے۔ لیکن شراب بندی سے جو ستر بہتر لاکھ کا نقصان ہوگا اسے برداشت نہیں کر سکتے۔ خواہ اس سے قوم کی اخلاقی حالت تباہ ہو جائے۔ صحت و تندرستی برباد ہو جائے۔ اور مذہب اور روحانیت کا بیڑہ غرق ہو جائے۔

لیکن قحبہ خانوں کے ساتھ تو یہ عذر بھی نہیں۔ ان سے تو کوئی آمدنی نہیں ہوتی ان کے بند کر دینے سے تو خزانے پر کوئی بار نہیں پڑتا پھر ان کے قائم رکھنے کی علت کیا ہو سکتی ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ شراب نوشی اور زناکاری دو ایسے ستون ہیں۔ جن کے بغیر آوارگی اور عیاشی کی عمارت کھڑی نہیں رہ سکتی۔ بلکہ یہ کہنا صحیح ہوگا۔ کہ شراب نوشی اور زناکاری کے بغیر عیاشی دہوس رانی کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے آج ان دونوں خباثت کی "خاموش حمایت" میں نفسانیت و ہوس پرستی کا یہی جذبہ کام کر رہا ہے۔ اسلام میں اسی بنا پر شراب کو حرام ہی نہیں کہا گیا۔ نجس و ناپاک بھی کہا گیا ہے۔ تاکہ اس کو دیکھنے یا چھونے سے بھی جذبات میں کوئی تحریک پیدا نہ ہو۔ اسی بنا پر عورتوں کو پردے میں رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ تاکہ ہوس رانی کو مہمیز دینے کی کوئی صورت ہی پیدا نہ ہو۔ ان حالات میں ہماری حکومت کو جو اب خدا کے فضل سے اسلامی حکومت کا دم بھرتی ہے۔ ان دو لعنتوں سے صوبے کو پاک کرنے کے لئے فوراً قدم اٹھانا چاہیئے۔ اور پوری طرح اٹھانا چاہیئے نیم دلی کے ساتھ ادھورے اقدامات کرنا غیر اسلامی ہی ہے۔ اور مضحکہ خیز بھی۔ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو پردے پر بحث ہو رہی ہے۔ اور دوسری طرف کھلم کھلا قحبہ خانے چل رہے ہیں۔

جلوہ گاہ حسن ہے اژدہام
ہٹ رہی ہیں سعت ناہنایاں

یہ حالت اخلاقی لحاظ سے ہی نہیں جاپانی لحاظ سے بھی نہایت تباہ کن ہے۔ اس بازار میں حسن فروشی نہیں ہوتی۔ حسن و عشق کے حسین تصور پر کند چھری پھیری جاتی ہے۔

اللہ اللہ حسن کی سپلائیاں
عشق بھی بینے لگا الکائیاں

پبلک مقامات پر شراب نوشی کو روک دینا یا عصمت فروشی کے لئے شہر سے دور یا نزدیک کسی گوشے کو مخصوص کر دینا مرض کا علاج نہیں گندہ ذہنیت کا مظاہرہ ہے۔ اس لئے شراب نوشی کو پبلک مقامات پر بند کر دینے کے بارے میں حکومت نے جو اعلان کیا ہے۔ اس پر کوئی مبارکباد نہیں دی جا سکتی۔ اصل مطالبہ کل کی طرح پر آج بھی جوں کا توں باقی ہے۔ اور بحالات موجودہ صرف حکومت ہی اس کی جواب دہ ہے۔

کیا ہم واقعی اسلامی حکومت چاہتے ہیں؟

ہمارے صوبے کے تازہ بجٹ کے بعض اجزا کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ اگرچہ تقسیم پنجاب کی وجہ سے صوبے کی آمدنی گھٹ کر نصف رہ گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اعلیٰ عہدے داروں کی تنخواہوں اور ان کے دفتری ٹھاٹ باٹ میں ایک پائی کی کمی بھی نہیں ہوئی۔ حالانکہ ان کے یہ معاوضے پہلے ہی بہت زیادہ تھے۔ اور انگریز کے منحوس راج میں عوام کے معیار زندگی کو نظر انداز کر کے محض اس لئے مقرر کئے گئے تھے۔ تاکہ دولت کے لالچ سے کچھ لوگوں کو قوم فروشی کے لئے خریدا جا سکے۔ پاکستان میں ایک شخص کی اوسط آمدنی کا صحیح تخمینہ ابھی تک نہیں کیا گیا ہے۔ لیکن گزشتہ اعداد و شمار کی روشنی میں چار آنے یومیہ سے زائد نہیں ہو سکتا۔ معاشی اور ملی نقطہ نظر سے اس معیار کو بلند کرنے کی صورت صرف یہی ہے۔ کہ اونچے لوگوں کے معیار کو گرا کر نچلے طبقہ کے معیار کو کچھ اوپر اٹھایا جائے۔ لیکن بجٹ کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس ضرورت کا احساس برائے نام ہی کیا گیا ہے۔ ہم اس پر کچھ زیادہ کہنا نہیں چاہتے۔ البتہ چونکہ ہماری حکومت اسلام و اسلامیات کے نام پر قرآن و حدیث کی گونج میں قائم کی گئی ہے۔ اس لئے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق کے زمانہ خلافت کا ایک واقعہ نقل کئے دیتے ہیں۔ آپ امیر المومنین تھے یعنی اسلامی حکومت کے سب سے بڑے حاکم اور سرپرست لیکن اس خدمت کے معاوضے میں آپ کو بیت المال سے جو رقم ملتی تھی۔ اس میں اتنی گنجائش بھی نہ تھی کہ ہفتے میں دو ایک بار حلوے کی قسم کی کوئی چیز کھا سکیں۔ ایک بار آپ کی حرم محترمہ نے آپ سے اجازت حاصل کر کے چند دن تک کچھ رقم بچائی اور اس سے ایک خوش ذائقہ حلوا تیار کیا۔ لیکن جب حکومت کے امیر المومنین نے اسے دسترخوان پر دیکھا تو گھبرا کر فرمایا۔ اس حلوے کو دیکھ کر مجھے یہ محسوس کرتا ہوں

(باقی دیکھو صفحہ ۲ کالم ۲ پر)

وجود باری تعالیٰ کے قائل

یورپ اور امریکہ میں ان دو سوالوں کے جواب حاصل کرنے کے لئے کہ:-
(۱) کیا آپ وجود باری کے قائل ہیں؟
(۲) کیا آپ حیات بعد الموت کے قائل ہیں؟
گیلپ پول کے نتائج حسب ذیل تھے۔

وجود باری

	قائل	منکر	تذبذب
فرانس	۶۶ فیصدی	۲۰ فیصدی	۱۴ فیصدی
ناروے	۸۴ "	۷ "	۹ "
سویڈن	۸۰ "	۸ "	۱۲ "
ڈنمارک	۸۰ "	۹ "	۱۱ "
فنلینڈ	۸۳ "	۵ "	۱۲ "
ہالینڈ	۸۰ "	۱۴ "	۶ "
کناڈا	۹۵ "	۲ "	۳ "
امریکہ	۹۴ "	۳ "	۳ "
زیکوسلوویکیا	۷۷ "	۱۵ "	۸ "
برطانیہ	....		

آخرت

فرانس	۵۸ "	۲۲ "	۳۰ "
ناروے	۷۱ "	۱۵ "	۱۴ "
سویڈن	۴۹ "	۱۷ "	۳۴ "
ڈنمارک	۵۵ "	۲۷ "	۱۸ "
فنلینڈ	۶۹ "	۱۱ "	۲۰ "
ہالینڈ	۶۸ "	۲۶ "	۶ "
کناڈا	۷۸ "	۹ "	۱۳ "
امریکہ	۶۲ "	۱۳ "	۲۵ "
زیکوسلوویکیا	۵۶ "	۲۷ "	۲۱ "
برطانیہ	۴۹ "	۲۷ "	۲۴ "

برطانیہ میں خدا پرستی کے متعلق سوال ذرا بدل کر دیا گیا تھا۔ اور اس کے جوابات حسب ذیل موصول ہوئے:- ۴۵ فی صدی نے کہا کہ ہم وجود باری کے قائل ہیں۔ ۳۹ فی صدی نے کہا کہ کائنات پر کوئی نہ کوئی قوت کارفرما ہے۔ ۱۶ فی صدی نے اپنی لاعلمی یا لاادریت کا اقبال کیا۔

مجاہدین کشمیر نے دشمن کا ایک طیارہ نیچے گرا لیا

لاہور ۱۷ مارچ۔ حکومت آزاد کشمیر کی وزارت دفاع کا ایک اعلان مظہر ہے کہ آج چاٹی کے علاقہ میں مجاہدین نے ایک ہندوستانی طیارہ کو گولیوں کا نشانہ بنا کر نیچے گرا لیا۔ کل کشہرہ کے علاقہ میں دشمن نے اپنے توپ خانہ کی مدد سے آگے بڑھنے کی کوشش کی۔ لیکن مجاہدین نے دشمن کو شدید نقصان پہنچا کر پسپا کر دیا۔ ۴۷ ہندوستانی سپاہی ہلاک ہوئے مجاہدین کا صرف ایک رفیق شہید اور آٹھ زخمی ہوئے۔

صوبہ سرحد کا بجٹ

۴۷-۱۹۴۶ نظر ثانی کردہ

موصولات:- تین کروڑ بتیس لاکھ انانوے ہزار روپیہ
اخراجات:- تین کروڑ تر لاکھ تینتالیس ہزار روپیہ
خسارہ:- چھیالیس لاکھ چوون ہزار روپیہ

۴۹-۱۹۴۸ کا تخمینہ

موصولات:- تین کروڑ ساٹھ لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ
اخراجات:- تین کروڑ اناسی لاکھ ایک ہزار روپیہ
خسارہ:- اٹھارہ لاکھ اکتالیس ہزار روپیہ

تعمیری اخراجات

برقی قوت کی توسیع - چالیس لاکھ روپیہ۔
ذرائع آبپاشی کی تعمیر - چودہ لاکھ آٹھ ہزار روپیہ
پناہ گزینوں کی نوآبادکاری - تین لاکھ پچاس ہزار روپیہ

نئے ٹیکس

کپڑا، سیمنٹ، برف کے سیلز ٹیکس اور باربرداری کی گاڑیوں کی لائسنس فیس میں اضافہ۔ چینی پر ڈھائی روپیہ فی من کا ٹیکس

پشاور ۱۷ مارچ۔ شمال مغربی سرحدی صوبہ کے وزیراعظم خان عبدالقیوم خان نے آج سرحدی قانون ساز اسمبلی میں ۴۹-۱۹۴۸ کا صوبائی میزانیہ پیش کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ نئے سال میں موصولات کا تخمینہ ۰۰۰،۶۰،۲ روپیہ اور اخراجات کا تخمینہ ۱۰۰،۷۹،۲ روپیہ ہے۔ اس حساب سے کل خسارہ ۱۰۰،۴۱،۱۸ روپیہ ہوا۔ مگر سال نو کے آغاز میں اندازاً ۰۰۰،۷۹،۱۸ روپیہ کا درتحویل بقایا بھی شامل کر لینے کے بعد بجائے خسارہ کے ۸۰۰،۴ روپیہ کی بچت ہوگی۔

وزیراعظم نے انکشاف کیا کہ مرکزی حکومت پاکستان نے حسب معمول ایک کروڑ روپیہ کی سالانہ امداد دینا قبول کر لیا ہے۔ لیکن صوبہ میں جو تعمیری اسکیمیں شروع کی جا چکی ہیں۔ ان کے لئے مرکزی حکومت پوری امداد نہیں دے سکے گی۔ ان دریں وجوہ جو حکومت نے صوبائی تعمیر کے ضمن میں وسیع منصوبے اور نقشے تیار کئے تھے۔ ان میں کچھ ترمیم و تخفیف کرنی پڑے گی۔ لیکن ترقی اور تعمیر کے لازمی عناصر کو قائم اور برقرار رکھا جائے گا۔

۴۹-۱۹۴۸ میں بھاری اخراجات میں برقی قوت کی توسیع کے لئے چالیس لاکھ۔ آبپاشی کی توسیع کے لئے چودہ لاکھ آٹھ ہزار صوبائی موٹر ٹرانسپورٹ کمپنی کے لئے دو لاکھ چوہتر ہزار۔ یعنی چھپن لاکھ بیاسی ہزار کی رقم تجویز کی گئی ہے۔ تعمیری اسکیموں پر تعلیمی اخراجات سمیت بائیس لاکھ تریسٹھ ہزار روپیہ کی رقم خرچ ہوگی۔ اس کے علاوہ تین لاکھ پچاس ہزار کی گراں قدر رقم پناہ گزینوں کی خوراک اور ان کی نوآبادکاری کے لئے مخصوص کی گئی ہے۔

محاصل

خان عبدالقیوم خان نے ایوان کو مطلع کیا کہ صوبائی برقابی اسکیم کی توسیع کی غرض سے مرکزی حکومت پاکستان سے مالی امداد حاصل کرنے کے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ بعض آبپاشی کی سکیموں اور پینے کے پانی کی بہم رسانی کے لئے ٹیوب ویل کھودنے کی اسکیموں کے لئے بھی مالی امداد حاصل کی جائیگی۔

وزیراعظم نے بتایا کہ صوبہ کو مالی طور پر حتی الامکان خود کفیل بنانے کی غرض سے بعض نئے ٹیکس پہلے عائد کئے جا چکے ہیں اور بعض اب پہلی مرتبہ عائد کئے جا رہے ہیں مثال کے طور پر کپڑے کا بکری ٹیکس تین پیسے سے بڑھا کر ایک آنہ کر دیا گیا ہے۔ گنے پر تین پیسے فی من کی لاگ لگا دی گئی ہے۔ سیمنٹ پر چار آنے فی بیگ۔ اور برف پر دو آنے فی من بکری ٹیکس لگایا گیا ہے۔ یکم اپریل، موٹر، باربرداری کے لئے لائسنس فیس میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ چینی پر بھی ڈھائی روپے فی من کا محصول عائد کر دیا گیا ہے۔ چاہے وہ درآمد کی جائے یا صوبہ میں ہی تیار کی جائے اس کے علاوہ مشرقی بنگال مغربی پنجاب اور سندھ کی مانند حکومت زرعی آمدنی پر ٹیکس اور شہری جائداد غیر منقولہ پر ٹیکس کے قوانین کے نفاذ پر بھی غور کر رہی ہے

سال رواں ۴۸-۱۹۴۷ء کا ذکر کرتے ہوئے وزیراعظم نے کہا کہ سال کی ابتداء میں موصولات کا اندازہ چار کروڑ بیس لاکھ بائیس ہزار اخراجات کا اندازہ چار کروڑ ستر لاکھ ننانوے ہزار اور بچت کا اندازہ دو لاکھ تینتیس ہزار روپیہ تھا۔ لیکن سیاسی انقلاب کی وجہ سے حقیقتاً آمدنی کم ہوئی۔ اور خرچ زیادہ ہوا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سال کے اختتام پر صوبہ کو چھیالیس لاکھ چوون ہزار کا خسارہ برداشت کرنا پڑے گا۔ پینسٹھ لاکھ تریپن ہزار کی درتحویل رقم میں سے اسے منہا کرنے کے بعد سال نو میں امانت درتحویل صرف اٹھارہ لاکھ اناسی ہزار رہ جائے گی۔

دیگر صوبائی اخراجات

وزیراعظم نے انکشاف کیا کہ اپنی گوناگوں مشکلات کے باوجود مرکزی حکومت پاکستان صوبہ کو حتی الامکان مالی امداد دینے کے لئے تیار ہے۔ ایک کروڑ کی سالانہ مالی امانت کے علاوہ حکومت پاکستان نے ہمیں مزید امداد دی ہے۔ مرکزی حکومت کی ضمانت پر ہم غذائی اناج۔ کپڑا اور چینی خریدنے کے لئے ایک بڑے بنک سے مالی امداد حاصل کر سکیں گے۔ سیاسی ہنگاموں کے باوجود اراضی لگان کی وصولی اطمینان بخش ہو رہی ہے۔ فرقہ اقلیت کے خروج کی وجہ سے آبکاری کی آمدنی میں معتدبہ کمی واقع ہو گئی ہے۔ اور امتناع شراب کے پروگرام کے نفاذ کے بعد اس میں مزید گراں قدر کمی کی توقع ہے۔ حکومت صوبہ میں زنانہ اور مردانہ ہائی اسکول قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ جہاں تک پرائمری (ابتدائی) اسکولوں کا تعلق ہے۔ حکومت انہیں صوبائی نظم و نسق کے ماتحت لانے کے پروگرام کو جاری رکھے گی۔ صوبائی موٹر ٹرانسپورٹ سروس اس سال کے آخر تک پوری چالو ہو جائے گی۔ اس سلسلہ میں تیس باربردار گاڑیاں خریدی جا چکی ہیں۔ بجٹ میں ایڈیشنل پریس پولیس کے تمام اخراجات برداشت کرنے کی گنجائش رکھ دی گئی ہے۔ قبل ازیں اس فورس کے نوے فی صدی اخراجات سابق مرکزی حکومت ہند برداشت کرتی تھی۔ مرکزی حکومت پاکستان بھی ان اخراجات کو بدستور برداشت کرنے کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے۔ اور توقع ہے کہ وہ اپنی منظوری دے دیگی۔

عام تخفیف

سول سپلائز اور راشننگ کے محکموں میں وسیع پیمانہ پر تخفیف عمل میں آ چکی ہے۔ جس کی بدولت تین لاکھ اٹھتر ہزار روپیہ سالانہ کی بچت ہو گئی ہے۔ حکومت نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے۔ کہ مہنگائی الاؤنس اس شرح سے دیا جائے جس شرح سے مرکزی حکومت کے ملازمین کو دیا جا رہا ہے۔ لیکن غذائی اناج کی بہم رسانی میں دشواریوں کے پیش نظر یہ تخفیف بتدریج بروئے کار لائی جائے گی۔

مردان میں چینی کا کارخانہ

حکومت پاکستان کی مدد سے مردان میں چینی کے بڑے کارخانے کی تعمیر کے لئے گفت و شنید پایۂ تکمیل کو پہنچائی جا چکی ہے۔ یہ کارخانہ تمام براعظم ہند میں چینی کا سب سے بڑا کارخانہ ہوگا اور پچاس ہزار ٹن چینی سالانہ تیار کرے گا۔

کوئلہ کے ذخائر

چراٹ کی پہاڑیوں میں کوئلہ کی دھاریاں دیکھی گئی ہیں۔ اور اگر یہ کوئلہ اچھی قسم کا اور وسیع مقداروں میں ثابت ہوا تو اس سے پاکستان کی بڑی مشکل حل ہو جائے گی۔ اور صوبہ کی صنعتی ترقی میں بھی اس سے بڑی مدد ملے گی۔

پاکستان کا جشن

بجٹ پیش کرنے سے قبل خان عبدالقیوم خان نے پاکستان کی مختصر تاریخ پیدائش بیان کی۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ پچھلے بجٹ کے اجلاس کے موقعہ پر صوبہ سرحد متحدہ ہندوستان کا ہی ایک حصہ تھا۔ اس وقت اس صوبہ کے ہزاروں باشندوں جیلوں میں محبوس تھے۔ اور اس امر کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک تند و خونریز جنگ برپا تھی۔ کہ یہ صوبہ ہندوستان کا ہی حصہ رہے یا پاکستان میں شامل ہو جائے جیلوں سے عام رہائی کے بعد استصواب رائے عامہ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں پٹھانوں سے ہمیشہ کے لئے اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کی ہدایت کی گئی۔ یہی ایک واحد طریقہ تھا۔ جس سے ایک قوم اپنی تقدیر کا فیصلہ کر سکتی تھی۔ ان پٹھانوں نے صحیح اسلامی شان سے اور ایک خوددار جمہوریت پرست قوم کی حیثیت سے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ اور جیسا کہ آج دنیا پر واشگاف ہو رہا ہے۔ انہوں نے پاکستان سے وابستہ رہنے کا فیصلہ کیا۔ پاکستان جو آج دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت ہے۔ اور جو اپنی گزشتہ شاندار اسلامی روایات کی روشنی میں امن عالم اور انسانی فلاح و بہبود کے لئے اپنا شایان شان حصہ ادا کرنے کا عزم کئے ہوئے ہے۔ غیر مسلموں کے خروج سے ہماری اقتصادی زندگی کو جو صدمہ پہنچا تقد اس کی نظیر ہماری تمام تاریخ میں نہیں ملتی۔ ان فسادات کے بعد مہاجرین کی وسیع ہجرت سے صوبائی ذرائع نقل و حمل کا رہا سہا شیرازہ بھی بکھر گیا۔ اور ہمیں اس قدر مشکلات کا سامنا ہوا۔ کہ ہمیں ہر آن اندیشہ تھا کہ وہ ہم پر غالب آ جائیں گی۔ لیکن صوبہ کے باشندوں نے جرأت و استقلال سے ان کا مقابلہ کیا۔ اور اب وہ اقتصادی دشواریوں پر بھی بتدریج غالب آ رہے ہیں۔ پٹھانوں کا مستقبل پاکستان کے تعمیری اور ترقی پذیر منصوبوں سے وابستہ ہے۔ ہمیں صوبہ پرستی کی تنگ ذہنیت کو ترک کرکے اپنے آپ کو پہلے پاکستانی اور بعد میں پٹھان۔ سندھی یا بلوچی سمجھنا چاہیئے۔ مملکت پاکستان میں ایک شاندار مرتبہ حاصل کرنے کی کوشش جاری رکھتے ہوئے ہمیں سچے مسلمانوں کی طرح تمام پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ اگر ہم اس میں ناکام رہے۔ تو ہم اپنے آپ کو فسادات اور اخوت کے اسلامی اوصاف سے بے بہرہ ثابت کریں خدا نے ہمیں ایک عظیم اور شاندار سرزمین کا وارث بنایا ہے۔ اور ہمیں اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کرنا چاہیئے۔ آیئے ہم سب اپنے گزشتہ اختلافات کو بھلا کر صرف مستقبل پر نظر رکھ کر ایک ہی کنبے کے افراد کی حیثیت سے باہم تعاون اور اشتراک عمل کریں۔ اس میں شک نہیں کہ مستقبل کے لئے آثار خوش آئند ہیں۔ حزب مخالف نے پاکستان سے اپنی غیر مشروط اطاعت اور تعاون کا اعلان کر دیا ہے۔ ان کے لیڈر نے پاکستان آئین ساز اسمبلی میں شرکت کرکے دانشمندی کا ثبوت دیا ہے۔ اور اس طرح ایک عظیم اور خوشحال مملکت کی تعمیر میں اعانت کا ہاتھ بڑھایا ہے۔ پاکستان کا حصول بلاشبہ ایک مشکل کام تھا۔ لیکن پاکستان کی تعمیر اور حفاظت اس سے بھی مشکل تر ہے میں جماعت مخالف کا کھلے طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے غذائی صورت حال کے متعلق ایک باوقار روش اختیار کی۔ ہم مشکلات میں گرفتار تھے۔ اور اگر وہ چاہتے تو ہماری کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہماری مملکت کے معمار اعلی قائداعظم محمد علی جناح باشندگان پاکستان کی تقدیروں کی رہنمائی کے لئے زندہ و سلامت موجود ہیں۔ ہم اپنی لوزائیدہ مملکت کے حصول کے لئے سب سے زیادہ انہی کی جرأت۔ دانشمندی۔ انہی کے عزم صمیم اور بے داغ دیانتداری کے مرہون منت ہیں۔ ہم انہیں عزت و احترام سے اپنا خراج عقیدت ادا کرتے ہیں۔ اور بارگاہ خداوندی میں دست بدعا ہیں۔ کہ خدا انہیں اس مملکت کو مضبوط اور استوار بنیادوں پر قائم رکھنے کے لئے زندہ و سلامت رکھے۔

مشرقی پاکستان کا خسارہ کا بجٹ

ڈھاکہ ۱۷ مارچ۔ آج مشرقی پاکستان کا بجٹ صوبائی اسمبلی میں پیش ہوا۔ ۴۹-۱۹۴۸ کے مالی تخمینوں کے مطابق اس سال کے دوران کل آمدنی گیارہ کروڑ پچھتر لاکھ روپے اور اخراجات سولہ کروڑ ۹ لاکھ روپے ہونگے۔ اس حساب سے ۴ کروڑ ۳۴ لاکھ روپے کا خسارہ ہوگا۔ ایک کروڑ ۳۹ لاکھ روپے کے مزید مجوزہ اخراجات کو شمار کرنے کے بعد کل خسارہ ۵ کروڑ ۷۳ لاکھ روپے ہوگا۔ ۴ کروڑ ۱۳ لاکھ روپے کا خسارہ نئے ٹیکسوں کے ذریعہ پورا کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں مرکزی اور صوبائی حکومتیں نئے قوانین منظور کریں گی۔ مرکزی سیلز ٹیکس سے صوبہ کو ایک کروڑ روپیہ ملے گا۔ خام پٹ سن پر ڈیوٹی ۲ کروڑ ۷۵ لاکھ روپے ہوگی۔ زرعی انکم ٹیکس کو عام انکم ٹیکس کی سطح پر لانے سے مزید ۴۰ لاکھ روپے وصول ہونگے۔

وزیر مالیات مسٹر حمید الحق چوہدری نے بتایا کہ ایک کروڑ ۲۴ لاکھ روپے کا بقیہ زر خسارہ پولیس فورس اور فوجی اعتبار سے اہم سڑکوں کی تعمیر پر اخراجات کی وجہ سے ہے جس کے لئے مرکز سے درخواست کی جائے گی۔ کہ وہ صوبہ کی امداد کرے۔ مسٹر حمید الحق چوہدری نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ عوام کے تحفظ، مسرت، شادمانی اور خارجی ابالی کے لئے صوبہ کے تمام وسائل کو کامل یکجہتی کے ساتھ بروئے کار لانا ہوگا۔ صرف اسی صورت میں مشرقی پاکستان اپنے پاؤں پر خود کھڑا ہو کر پاکستان کی مضبوط قومی وحدت بن سکتا ہے۔

مغربی بنگال سے مراسم

حکومت مغربی بنگال سے معمولی سرحدی تنازعات کا ذکر کرتے ہوئے وزیر مالیات نے کہا کہ دونوں صوبوں (مشرقی بنگال اور مغربی بنگال) کی اقتصادیات کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے۔ لہذا دونوں صوبوں میں دوستانہ اور خوشگوار مراسم پیدا کرنے کے لئے انتہائی اور مسلسل کوشش درکار ہیں۔

مرکز سے سترہ کروڑ

وزیر مالیات نے بتایا کہ آئندہ تین سالوں میں صنعتی ترقی کی سکیموں کو بروئے کار لانے کے لئے مرکز سے سترہ کروڑ روپے طلب کئے گئے ہیں۔ تجویز یہ ہے کہ صوبہ میں پٹ سن اور کپاس کے دو دو کارخانے قائم کئے جائیں۔ دو تین صنعتی ادارے قائم کئے جائیں۔ اور ایک تجارتی بنک کھولا جائے۔ مشرقی پاکستان کی سب سے بڑی بندرگاہ چاٹگانگ سے ۱۰ لاکھ ٹن سامان درآمد و برآمد ہوتا ہے۔ کھلنا میں ایک بندرگاہ قائم کرنے کی تجویز ہے۔

زیادہ سے زیادہ پیداوار

آئندہ سال پروگرام کے مطابق زیادہ کاشت سے زیادہ سے زیادہ اناج پیدا کیا جائے گا۔ زمین ٹھیکوں پر دینے کے نظام قومی ملکیت کی تحویل میں دینے کے لئے قانون منظور کئے جائیں گے۔ جس سے مشرقی پاکستان کی سماجی اور اقتصادی نظام میں ایک انقلاب پیدا ہو جائے گا۔ وزیر خزانہ نے اعلان کیا کہ عام کارروائیوں اور سرحدی تحفظ کے لئے پولیس فورس کو وسیع سے وسیع تر کرنے کا ارادہ ہے۔ جس پر مزید ۷۳ لاکھ روپے خرچ ہونگے۔

پاکستان کے جداگانہ نوٹ

دہلی کی ایک خبر سے معلوم ہوا ہے کہ ریزرو بنک نے حکومت پاکستان کے لئے علیحدہ نوٹ جن پر لفظ پاکستان لکھا ہوا ہوگا تیار کرنے کا حکم دیدیا ہے۔ یہ نوٹ جلد ہی پاکستان روانہ کئے جائیں گے۔ گو حکومت ہند کے موجودہ نوٹ بدستور ماہ ستمبر تک موجودہ صورت میں رہیں گے لیکن پاکستان کا نیا نوٹ ہندوستان میں سرکاری سکہ تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

ریزرو بنک کی تقسیم ستمبر میں ہوگی اور اس وقت تک پاکستان سے تمام ہندوستانی سکہ واپس لے لیا جائے گا۔ معلوم ہوا ہے کہ ان اعداد و شمار کو مد نظر رکھتے ہوئے اسٹرلنگ تماسکات کی تقسیم کی جائے گی۔

والیان ریاست کے وظیفہ کا مسئلہ

نئی دہلی کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ حکومت ہند کی وزارت ریاست پہلی اپریل سے ان والیان ریاست کے وظیفہ کے متعلق ایک یکساں پالیسی اختیار کرے گی۔ جن کی ریاستوں نے ہندوستانی یونین میں الحاق کر لیا ہے۔ ایک لاکھ کی آمدنی پر ۱۵ فی صدی۔ چار لاکھ کی آمدنی پر ۱۰ فی صدی۔ اور چار لاکھ سے اوپر کی آمدنی پر ساڑھے سات فی صدی وظیفہ دیا جائے گا۔ ۴۶-۱۹۴۵ء کی آمدنی کو وظیفہ کے لئے بنیاد بنایا جائے گا۔ دس لاکھ سے زیادہ کسی والی ریاست کو وظیفہ نہیں دیا جائے گا۔

آہ مولانا ثناء اللہ امرتسری

یہ خبر علمی حلقوں میں بالعموم اور علماء اسلام کے حلقوں میں بالخصوص انتہائی حزن و ملال سے سنی جائے گی۔ کہ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری ۱۵-۱۶ مارچ کی درمیانی شب کو بمقام سرگودھا ۸۴ سال کی عمر میں فالج کی بیماری سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا مرحوم بہت بڑے عالم اور بہت بڑے مناظر تھے۔ خصوصاً آریوں اور مرزائیوں سے ان کے فاتحانہ مناظرے بہت مشہور ہیں۔ وہ ایک معمولی حیثیت سے زندگی شروع کرکے ذاتی قابلیت کے بل پر ایک ہفتہ وار اخبار "اہل حدیث" ایک مطبع اور ایک گراں قدر کتب خانہ کے مالک بن گئے۔ بہت سی بلند پایہ کتابیں تصنیف کیں۔ عام تقریر اور مناظرے میں خشک موضوع کو برجستہ اشعار وغیرہ سے دلچسپ اور جاذب توجہ بنا دینے میں انہیں کمال حاصل تھا۔

مغربی یورپ کے پانچ ممالک کے درمیان معاہدہ

رائٹر کی اطلاع کے مطابق اس ہفتے برسلز میں برطانیہ۔ فرانس۔ بلجیم۔ ہالینڈ اور لکسمبرگ کے نمائندوں نے ایک پچاس سالہ معاہدہ پر دستخط کر دیئے۔ اس معاہدہ کے مطابق یہ پانچوں ممالک ایک دوسرے کی اقتصادی اور فوجی امداد کریں گے۔ نیز جمہوریت کے اصولوں اور سیاسی آزادی کی حفاظت کی جائے گی۔ معاہدے کی پہلی شرط یہ ہے۔ کہ اگر کسی طاقت نے اس معاہدے پر دستخط کرنے والے کسی ملک پر حملہ کیا تو تمام دستخط کنندگان اتحادی چارٹر کی دفعہ ۵۱ کے مطابق فوجی اور دیگر ہر قسم کی امداد کریں گے۔

اگر بوقت جنگ۔ اس کو ایک ردی کاغذ کو ٹھکرا نہ دیا جائے (ایڈیٹر)

صوبہ سرحد میں شراب نوشی کے مکمل خاتمہ کا فیصلہ

شراب کی لعنت ختم کرنے کے لئے مالی خسارہ منظور کر لیا گیا

لاہور ۱۷ مارچ آج آنریبل وزیر اعظم خان عبد القیوم نے بجٹ پر تقریر کے دوران میں یہ اعلان کیا۔ کہ یکم اکتوبر ۱۹۴۸ء سے صوبہ سرحد میں شراب نوشی مکمل طور پر ختم کر دی جائے گی۔ پہلے یہ خیال تھا۔ کہ یہ تجربہ صرف ایک ضلع میں کیا جائے گا۔ لیکن مسلم لیگ پارلیمنٹری پارٹی نے اپنے اجلاس پشاور میں فیصلہ کیا کہ تمام صوبہ سرحد میں شراب نوشی کا مکمل خاتمہ کر دیا جائے۔ اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جو مالی خسارہ ہوگا۔ اسے نئے ٹیکسوں سے پورا کیا جائے گا وزیر اعظم ستمبر میں منعقد ہونے والے اجلاس اسمبلی میں نئے ٹیکسوں کی تجاویز پیش کریں گے۔

امریکہ میں عارضی طور پر جبری بھرتی شروع کر دی جائے گی

واشنگٹن ۱۷ مارچ۔ امریکہ کے صدر مسٹر ہیری ٹرومین نے آج امریکی کانگرس کے مشترکہ اجلاس میں خارجہ پالیسی پر تقریر کرتے ہوئے یہ تجویز پیش کی کہ امریکہ میں عارضی طور پر جبری بھرتی کا سلسلہ شروع کر دیا جائے۔ آپ نے مزید کہا کہ یورپ کی بحالی کے پروگرام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے بہت جلد فوجی ٹریننگ شروع کر دی جائے۔ آپ نے کہا کہ مستقل امن کے قیام کے لئے ان تجاویز پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک یورپ کی آزاد اقوام اشتراکیت کے خطرہ سے مکمل نجات حاصل کر کے اپنی کھوئی ہوئی طاقت حاصل نہیں کرتیں۔ اس وقت تک امریکہ کا فوجی لحاظ سے مضبوط رہنا اشد ضروری ہے۔

ہماری کامیابی کا تمام دارومدار مشرقی پنجاب کی ریاستوں کے تعاون پر ہے

مہاجرین کے متعلق فیصلوں کے بارے میں راجہ غضنفر علی خان کا بیان

لاہور ۱۷ مارچ۔ کل پناہ گزینوں کے لئے پاکستان اور ہندوستان کے نمائندوں کی کانفرنس کے بعد جن فیصلوں کا اعلان ہوا تھا۔ آج ان کے متعلق پاکستان کے وزیر مہاجرین راجہ غضنفر علی خان نے ایک بیان میں کہا ہے کہ مقام شکر ہے۔ کہ دونوں نوآبادیات کے نمائندے بعض اہم فیصلے کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ لیکن ان فیصلوں کو بروئے کار لانے میں کامیابی حاصل کرنے کا دارومدار ان امور پر ہے:۔

(۱) پناہ گزینوں کے متعلق جو فیصلے ہوئے ہیں۔ ان کا اطلاق ہندوستان اور پاکستان میں شامل ہونے والی ریاستوں پر بھی ہونا چاہیئے۔ ماضی کا تجربہ ہے۔ کہ دونوں نوآبادیات نے جو سمجھوتے کئے ہندوستانی ریاستوں نے اپنے علاقوں میں اپنے علاقوں میں ان فیصلوں کی پابندی نہ کی۔ اگر آئندہ بھی یہی ہوا تو ہمارے فیصلے پھر اسی طرح ناکام رہیں گے۔ پاکستان میں شامل ہونے والی ریاستوں نے مجھے اس سلسلہ میں کامل تعاون و اشتراک عمل کا یقین دلا دیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہندوستان میں شامل ہونے والی ریاستیں بھی اس تعاون پر اظہار آمادگی کریں گی۔ (۲) ہم نے جو فیصلے کئے ہیں ان پر کامیاب عملدرآمد مشرقی اور مغربی پنجاب کی صوبائی حکومتوں کا رہین منت ہے مغربی پنجاب کی حکومت شروع سے ہی دونوں نوآبادیات کے نمائندوں کے فیصلوں کی تعمیل میں پیش پیش رہی ہے۔ غیر مسلم پناہ گزینوں کا فرنیچر اور دوسرا سامان لاریوں میں مشرقی پنجاب بھیجا جا رہا ہے۔ غیر مسلموں کو امانت خانوں سے بھی اپنی چیزیں لے جانے کی مراعات بھی حاصل ہیں۔ لیکن مشرقی پنجاب میں یہ نہیں ہو رہا۔ اب حکومت مشرقی پنجاب کے چیف سیکرٹری نے مجھے یقین دلایا ہے۔ کہ اس صورت حال کی وجہ حکومت مشرقی پنجاب کی طرف سے مرکزی حکومت پاکستان و ہندوستان کے مابین طے کردہ امور کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش سے خواہش انحراف نہیں۔ بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ مشرقی پنجاب کے مسلمان پناہ گزین بنکوں سے اپنے سامان اور دوسرے منقولہ سامان کی واپسی کے لئے درخواستیں نہیں دے رہے۔ انہیں چاہیئے کہ وہ پرمٹوں کے لئے پناہ گزینوں کی املاک کے کسٹوڈین مقیم جالندھر کو درخواستیں روانہ کریں۔ اس سلسلہ میں پاکستان کے ڈپٹی ہائی کمشنر مقیم جالندھر انہیں پوری سہولتیں بہم پہنچائیں گے۔ اور اگر لاہور ریذیڈنسی میں ریفیوجیز ڈیپارٹمنٹ کو درخواستیں بھیجیں تو حکومت پاکستان ان کے لئے ٹرانسپورٹ کے انتظامات کرے گی۔ پناہ گزینوں کے متعلق فیصلوں میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ایک وسیع انتظامی مشینری درکار ہے۔ میں اخبارات عوام اور تمام سیاسی جماعتوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ دونوں نوآبادیات کے خوشگوار تعلقات بحال کرنے کے لئے پورا پورا تعاون کریں

دیوان چمن لال کا بیان

ہندوستانی پارلیمنٹ کے رکن دیوان چمن لال نے دہلی روانہ ہونے سے قبل دونوں نوآبادیات کے وزرا کو پناہ گزینوں کے متعلق اہم فیصلے کرنے پر مبارکباد پیش کی ہے۔ دیوان چمن لال نے بتایا ہے۔ کہ غیر آباد کردہ بلوں۔ ریلوے کے خلاف مطالبات زمینوں اور کارخانوں کی رقوم کی ادائیگی۔ کرایوں وغیرہ کی وصولی اور ایسے دوسرے مسائل آئندہ ہفتہ دونوں نوآبادیات کے نمائندوں کی کانفرنس لاہور میں طے ہونگے۔ مجھے ان مسائل کے بطریق احسن سلجھ جانے کی توقع ہے۔

پاکستان کے ہوائی بیڑے میں توسیع کا پروگرام ہو گیا

آج لاہور میں ہوائی مظاہرہ ہوا جس میں ۱۲ ہوائی جہازوں نے حصہ لیا۔ مظاہرے میں پیراشوٹ گرانے۔ راکٹ پھینکنے مشین گنوں سے گولیاں چلانے بمباری کرنے اور ہوائی جہازوں میں بیٹھ کر دائفل کی لڑائی لڑنے کے کمالات دکھائے گئے۔ عوام کو شہر سے چھاؤنی تک لے جانے کے لئے بسوں اور لاریوں کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ اور ہزارہا آدمی اس مظاہرے کو دیکھنے کے لئے شہر سے چھاؤنی پہنچ رہے ہیں۔

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

ریاستہائے متحدہ امریکہ نے ایک سرکاری اعلان کے ذریعے تقسیم فلسطین کے فیصلے سے اپنی حمایت واپس لے لی ہے اور اس کے ٹرسٹی شپ کی نوعیت کی نئی حکومت قائم کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔ امریکہ کے اس تازہ فیصلے سے فلسطین کا مسئلہ بالکل نئے دور میں داخل ہو گیا ہے۔ مجلس اقوام متحدہ میں جب فلسطین کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کا فیصلہ ہوا تھا۔ تو اس میں سب سے زیادہ سرگرمی امریکہ ہی کی طرف سے دکھائی گئی تھی۔ یو۔ این۔ او کے اکثر ممبر اس فیصلے کی تائید کرنے کے لئے تیار نہیں تھے لیکن امریکہ کے سیاسی و اقتصادی دباؤ کے ماتحت ایسا کرنے پر مجبور ہو گئے یعنی اپنے ضمیر کے خلاف تقسیم فلسطین کی حمایت میں ووٹ دے دیئے یہ فیصلہ نافذ کرتے وقت پریذیڈنٹ ٹرومن کے سامنے یہ سوال تھا کہ نومبر میں ہونے والے صدارتی انتخاب میں تیس لاکھ کے قریب یہودی ووٹ ہاتھ سے نہ نکل جائیں۔ چنانچہ اس مقصد کو انہوں نے تقسیم فلسطین کے ہتھیار سے حل کرنا چاہا۔ لیکن بعد میں بین الاقوامی سیاست نے کچھ ایسا رنگ بدلا کہ پریذیڈنٹ ٹرومن اپنی اس پالیسی پر نظر ثانی کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ظاہر ہے کہ یہ فیصلہ عملی جامہ نہیں پہنایا جا سکتا۔ کاش امریکن نمائندے کو اس بات کا احساس کچھ عرصہ پیشتر ہو جاتا تاکہ اس ارض مقدس میں خون خرابے اور فتنہ و فساد کا وہ سرچشمہ نہ پھوٹتا جو اس ناجائز اور غلط فیصلے کے نتیجہ میں پھوٹا۔ فلسطین میں قتل و غارت اور فسادات کی اصل وجہ یہی تقسیم کے فیصلے تھا۔ اب بھی اگر مدبرین عالم اس مسئلے کو امن عالم کے لئے ایک خطرہ نہیں بنانا چاہتے۔ اور عربوں اور یہودیوں کے درمیان اس خونریز خانہ جنگی کو ہمیشہ کے لئے مٹانا چاہتے ہیں۔ تو ان کے سامنے ایک ہی راستہ کہ فلسطین میں یہود اور عرب کو اپنے حال پر چھوڑ دیں۔ اور فلسطین کی آزادی کے سوال کو عرب اور یہود کے سوال کے ساتھ خلط ملط نہ کریں۔ اور دونوں لازم و ملزوم قرار نہ دیں۔ عربوں اور یہودیوں کا جھگڑا فلسطین کی سیاست کا اندرونی سوال ہے جسے حل کرنے کی ذمہ داری مقامی نمائندوں ہی کو سونپ دینی چاہیئے۔ امریکہ کی اس نئی تجویز کی حمایت فرانس اور چین کی طرف سے بھی کی گئی ہے ہمیں امید ہے۔ کہ ... کرنے پر مجبور ہو گئے۔ عربوں کی مخالفت مول لینے سے امریکہ کو مشرق وسطی کے تیل کے چشمے ہاتھ سے نکل جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اس کے علاوہ

(باقی صفحہ ۸ پر)

فن تعمیر حیات

(۳)

حیات اور دماغی قابلیت

تاکہ یہ معاملہ تمہاری سمجھ میں اچھی طرح آجائے۔ تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لو۔ کہ تم طاقت حس سے بالکل محروم ہو یعنے تم اندھے اور بہرے ہو اور تمہاری قوت ذائقہ و لامہ نامکمل ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ تمہارے دماغ کو باہر سے قفل لگا ہوا ہے جس نے تمہاری روشن خیالی تنگ نظری میں تبدیل کر دیا۔ تم کو دوسری اشیا کا مدہم سا و قوف ہے۔ مگر ان کے ساتھ تم راہ و رسم کی مسرت سے بدنصیب ہو۔ دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ تم قیدخانہ کی سنگین کوٹھڑی میں قید ہو۔ اب فرض کرو کہ قوت لامہ تم کو پھر حاصل ہو گئی ہے اور اس کے ساتھ تم قوت ذائقہ اور شامہ کے بھی مالک ہو۔ اس صورت میں تم بیرونی دنیا کی بہت سی چیزوں کی بناوٹ۔ سردی۔ گرمی وغیرہ معلوم کر سکتے ہو اور تمہاری دماغی طاقتیں بڑی حد تک بڑھ سکتی ہیں۔ لیکن مزید ترقی کی راہ میں قوت باصرہ اور قوت سامعہ کی مکمل عدم موجودگی ایک زبردست رکاوٹ ہے۔ اگر ایک اور قوت مثلاً سامعہ بھی آجائے۔ اور وہ قوت اذائقہ شامہ اور لامہ کے ساتھ عمل پیرا ہو تو تمہاری بیرونی دنیا اور بھی دلچسپ ہو جائے گی۔ آوازیں زبان کی ہستی کا باعث ہونگی۔ اور تم اوروں سے باتیں کر سکو گے۔ پھر اگر قوت باصرہ بھی آجائے اور دوسری قوتوں کے ساتھ شامل ہو جائے۔ تو سمجھ لو کہ تم بےحسی کے زندان سے رہا ہو گئے۔ اور زندگانی کی تمام مسرتیں تم کو پھر ملیں گی۔

احساس اور تصور

اگر کوئی پوچھے کہ ہم علم کیسے حاصل کرتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ بذریعہ عقل و احساس خصوصاً قوت باصرہ اور سامعہ کی بدولت۔ اگر کوئی پوچھے کہ بیرونی حقیقتیں جو ہمارے جسم کے باہر ہیں مثلاً سورج۔ زمین۔ شہر ہمارے دوست۔ ہمارے کاروبار نفسی ہو جاتی ہیں۔ تو اس کا جواب صرف خدا کو معلوم ہے۔ گو فلاسفر اس میدان میں تخیل کے بےمطلب گھوڑے دوڑاتے رہتے ہیں

خود تا بد و بر نیاید ترا
کہ تاب خرد در نیاید ترا

ہاں بیشک یہ ہے

تواں در بلاغت بہ سحبان رسید
نہ در کنہ توحید سبحان رسید

لیکن ہمیں اس قدر معلوم ہے۔ کہ پہلا مرحلہ علم کا حس اور تصور سے طے ہوتا ہے۔ لفظ حس کا مفہوم ذرا مشکل ہے۔ کیونکہ اس کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ اگر اجباری اصطلاح کو لیا جائے۔ تو اس کے معنی سننے کے ہیں لیکن موجودہ بحث میں اس لفظ سے مراد وہ فوری اثر ہے۔ جو عمل اشیا سے کسی ایک حس پر ہوتا ہے حسیات پانچ ہیں یعنے باصرہ۔ سامعہ۔ ذائقہ شامہ۔ اور لامہ یعنی ذائقہ اور ان میں سے ہر ایک کا تعلق تصور سے ہے۔ یہ غلط ہے۔ کہ تصور کا تعلق صرف قوت باصرہ سے ہے۔ جب ہم کو تمباکو کی بو آتی ہے تو اس کے پہلے جو حس ہے وہ کیلشے ہے۔ یہ شامہ کے پٹھوں پر تمباکو کے دھوئیں کا عمل ہے۔ اس عمل کے بغیر یہ حس نہیں ہو سکتی۔ اور جب حس نہ ہو تو تصور نہیں ہو سکتا۔

خالص احساس۔ ایسے احساسات کا بھی امکان ہے۔ جو نہ تصور نہیں بن سکتے۔ یا اگر بنتے ہیں تو اس قدر کمزور کہ وہ وقوف میں نہیں آتے۔ مثلاً جب گھڑیال بج رہا ہو تو اس کی آواز سماعت کے پٹھوں پر اثر کرتی ہے۔ اور ان کی بدولت ہم کو احساس ہوتا ہے کہ گھڑیال نے کیا بجایا ہے اگر خالص توجہ نہ دیں۔ کہ کتنی دفعہ گھڑیال کھڑکا ہے۔ کہ ہم دل سے پوچھیں کہ کیا بجا ہے؟ تو ہم بعض اوقات یادداشت کی ریکارڈ سے ٹھیک تعداد ٹن ٹن کی بتا سکتے ہیں۔ یہ ریکارڈ ادھورے وقوف کی ہوتی ہے۔ جو چند لمحوں کے بعد زائل ہو جاتی ہے۔ اگرچہ آوازوں کی تعداد کا تصور فوری نہ تھا۔ لیکن جب کامل توجہ سے سنا جائے۔ تو یہ بات مسلمہ ہے۔ کہ احساس کا بڑی تیزی سے تصور پیدا ہوتا تھا۔ اس تصور کے درجہ بہ تناسب علم مختلف ہوتے ہیں۔ پس ہم سمجھنے کے بغیر بہت کچھ دیکھتے اور سنتے ہیں۔ اور یہ احساس و تصور کی زندگی کا ابہام ہمارے دماغ کی پریشانی اور خراب حافظہ کا ذمہ دار ہے۔ اس مسئلہ کی تشریح میں ہمارا مدعا احساس کی جسمانی کل کی بناوٹ سے نہیں ہے۔ ہمارا نقطہ نگاہ صرف حسیات کے استعمال تک محدود ہے۔ اور ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ حسیات کو کیسے ترتیب دی جائے تاکہ دماغ اپنی قابلیتیں بطرز احسن استعمال کر سکے

تقدم بصارت و سماعت

ہم نے کہا ہے۔ کہ ذائقہ اور لامہ باقی حسیات سے کم درجہ رکھتی ہیں۔ یعنی وہ ہمارے تجارت مفاد کے چھوٹے سلسلہ سے کراتی ہیں۔ اور وہ اپنی خصلت کی وجہ سے اس قدر یقینی نہیں ہیں۔ مثلاً جس چیز میں مٹھاس کم ہو۔ اگر ہم اس کو میٹھی چیز کھا کر استعمال کریں۔ تو وہ ہم کو میٹھی نہیں لگتی۔ اور خوشبو اور ذائقہ میں گھپلی پیدا ہو جاتی ہے۔ تمام معمولی ضروریات خصوصاً کاروبار کے لئے باصرہ۔ لامہ اور سامعہ نہایت ضروری حسیں ہیں۔ ان میں سے بصارت اور سماعت کا نمبر اول ہے اور اگر بصارت اور سماعت کو لیں۔ تو اول نمبر بصارت کا ہے۔ واقعی آنکھیں بڑی نعمت ہیں۔ اگر آنکھیں نہ ہوں تو انسان دوسری حسوں سے محروم ہو تو بھی وہ کام چلا سکتا ہے۔ ایک دانا کا قول ہے۔ کہ مادہ ہے۔ پودا ہے۔ اور جان دار ہے۔ حیوان ہے۔ جان دار ہے اور مالک تصور ہے۔ ہم اس کے ساتھ یہ ابزادی کرتے ہیں۔ کہ انسان ہے۔ جان رکھتا ہے یعنے زندہ ہے۔ مالک تصور ہے اور وہ جانتا ہے یعنے اس کو علم ہے۔ (باقی پھر)



امریکہ تقسیم فلسطین کے فیصلے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے روس سے مل کر بین الاقوامی فوج تیار کرنے پر رضامند نہ تھا۔ لیکن اصل میں اس پسپائی کی وجہ عرب لیگ کی شاندار قوت مدافعت ہے۔ جس سے تھوڑے ہی عرصے میں یہودیوں اور ان کے حامیوں کے دانت کھٹے کر دیئے۔ اور ان کو اس بات کا احساس دلا دیا۔ کہ فلسطین کے معاملے میں عربوں کو کمزور سمجھ کر ان کے جذبات سے کھیلنا بہت زبردست خطرے کو مول لینا ہے۔ امریکن نمائندہ وارن آسٹن نے اپنی تقریر میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ موجودہ صورت حال میں تقسیم فلسطین کے فیصلے کو پُر امن امریکہ کے رویے میں تبدیلی ہو جانے کی وجہ سے سلامتی کونسل کے دوسرے ارکان بھی اپنے سابقہ فیصلے پر نظر ثانی کریں گے۔ اور اس تجویز کو قبول کر لیں گے۔ اس صورت میں مسئلے کو دوبارہ مجلس اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پیش کرنا ہوگا۔ اور اس مسئلہ کا حل نئے سرے سے تلاش کرنا پڑے گا۔ اس طرح اگرچہ فلسطین کی آزادی میں مزید رکاوٹ پیدا ہو جائے گی۔ لیکن اس تجویز کا یہ خوشگوار پہلو کچھ کم نہیں۔ کہ تقسیم فلسطین کا منحوس فیصلہ ہمیشہ کے لئے موت کی آغوش میں چلا جائے۔

عراق نے یمن کی نئی حکومت

تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا

بغداد ۲۰ر مارچ۔ حکومت نے امام یحییٰ کے لڑکے امیر سیف الاسلام کو ایک برقیہ میں یمن کا بادشاہ بننے پر پیغام تہنیت بھیجا ہے۔ باوثوق حلقوں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ دوسرے عرب ممالک بھی امیر سیف الاسلام کی نئی حکومت کو تسلیم کرنے کا اعلان کر دیں گی۔ امیر سیف الاسلام نے گذشتہ اتوار صنعاء پر قبضہ کر کے ۶۰ سالہ سیالوزیر کو گرفتار کر لیا۔

ارض مقدس کی تقسیم ناممکن قرار دیدی گئی

فلسطین میں نگران حکومت قائم کرنے کے متعلق امریکہ کی تجویز

لیک سکسیس ۲۰ر مارچ۔ ادارۂ اقوام متحدہ میں امریکہ کے نمائندہ نے اعلان کیا ہے کہ وہ اب جنرل اسمبلی کے تقسیم کے فیصلہ کی حمایت نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ کونسل سے سفارش کرتا ہے۔ کہ ملک میں عام نگرانی کرنے والی ایک حکومت نامزد کی جائے امریکہ کے نمائندے نے چار بڑوں کی کانفرنس میں اس فیصلہ کا اعلان کیا۔ برطانوی وفد سر الیگزینڈر کیڈوگن اس وقت اجلاس میں موجود تھے۔

اس ریزولیوشن کی منظوری ہمیں قبر میں سلا دیگی

ترارکھل ۲۰ مارچ۔ سردار محمد ابراہیم خاں پریذیڈنٹ آزاد کشمیر حکومت نے ایک بیان شائع کر کے سیکورٹی کونسل کے صدر ڈاکٹر سیانگ کے ریزولیوشن کو منظور کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ یاد رہے کہ ڈاکٹر سیانگ نے کونسل میں سمجھوتے کی بنیاد کے طور پر ایک ریزولیوشن پیش کیا ہے۔ جس پر آج کل اجتماعات میں عام بحث ہو رہی ہے۔ سردار محمد ابراہیم کے بیان میں کہا گیا ہے۔ کہ یہ فارمولا آزاد کشمیر حکومت کے نزدیک کسی صورت بھی قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ اعلان میں کہا گیا ہے کہ پاکستان گورنمنٹ کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے۔ کہ اس سلسلے میں آزاد کشمیر گورنمنٹ کی طرف سے کوئی فیصلہ کر سکے۔ سردار محمد ابراہیم خاں نے سیکورٹی کونسل کے صدر اور اتحادی قوموں کے ادارے کے سیکرٹری جنرل کے نام تار ارسال کر کے ان پر واضح کیا ہے۔ کہ چین کی طرف سے جو ریزولیوشن پیش کیا گیا ہے وہ آزاد کشمیر گورنمنٹ کے نزدیک قابل قبول نہیں۔ ہم بارہا اعلان کر چکے ہیں۔ کہ ہم ہر ایسی تجویز قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جس کا مفہوم یہ ہو کہ ناطرفدار حکومت کی نگرانی میں آزادانہ استصواب رائے عمل میں لایا جائے گا۔ لیکن چین کے ریزولیوشن کا مقصد تو یہ ہے۔ کہ ہندوستان جو مقصد میدان جنگ میں حاصل نہیں کر سکا وہ اسے سیکورٹی کونسل کی وساطت سے حاصل ہو جائے۔ یہ تجویز کس قدر مضحکہ خیز ہے کہ کشمیر میں قیام امن کے لئے ہندوستانی فوج رکھنے کی ضرورت ہے۔ ہندوستانی فوج کشمیر میں ویسا ہی امن قائم کرنا چاہتی ہے جو قبر کا سا ہو۔ لہٰذا کشمیر ایسی ذلت آفریں تجویز کا مقابلہ کرنے کے لئے کسی اقدام سے دریغ نہیں کرے گا۔ جس ملک میں عبداللہ جیسا آدمی وزیراعظم ہو۔ اور جہاں ہندوستانی فوج موجود ہو۔ وہاں آزادانہ رائے کا عمل میں آنا بالکل ناممکن ہے۔ اگر ایسے حالات میں استصواب عمل میں لایا گیا۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ کشمیر کے عوام کو دھوکا دیا جا رہا ہے۔ اور دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکی جا رہی ہے۔ میں آزاد کشمیر گورنمنٹ کی طرف سے سیکورٹی کونسل کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اس نے اس ریزولیوشن کے مفہوم کے مطابق کوئی فیصلہ کر لیا۔ تو وہ دیدہ دانستہ اس مقصد کو فوت کر دے گی جس کے حصول کے لئے وہ اس قدر اشتیاق کا اظہار کر رہی ہے۔ یا اگر آزاد کشمیر گورنمنٹ پر کوئی ایسا فیصلہ ٹھونس دیا گیا۔ جسے وہ منظور کرنے پر آمادہ نہ ہو۔ پاکستان کو حق حاصل نہیں کہ وہ آزاد کشمیر گورنمنٹ کی طرف سے کوئی فیصلہ کر سکے یہ معاملہ ہماری زندگی اور موت کا سوال ہے اس لئے ہم کسی کے فیصلے کو ترجیح نہیں دیں گے جب تک کہ یہ فیصلہ ہمارے نزدیک قابل احترام نہ ہوگا۔ ہندوستانی فوج نے کشمیر کے بہت سے شہروں بڑے بڑے مظالم توڑے ہیں۔ جہاں تک جنگی قیدیوں کا تعلق ہے۔ ہندوستانی فوج نے بین الاقوامی قانون کی صریح خلاف ورزی کی ہے۔ کشمیر میں یہ فوج اس قدر مظالم ڈھا رہی ہے۔ کہ عوام کے نزدیک منفور ہے۔

اسلامی تاریخی ناولوں کا سلسلہ

ہمارے ناولوں کے متعلق کچھ معلومات

آج ہم اپنا پچیسواں ۲۵ اسلامی تاریخی ناول پریس میں بھیج رہے ہیں۔ جس کا نام ملیدرم ہے ہمارے تاریخی سلسلہ کے ناولوں کی اشاعت تمام طول و عرض ہند میں بخوبی ہو چکی ہے۔ ہندوستان کے ہر حصہ میں ان کے پڑھنے والے آپ کو بکثرت ملیں گے۔ ہم نے اپنے مخصوص پروگرام کے ماتحت اپنے مستقل ماہوار گاہکوں کے لئے دو ہزار کاپیاں طبع کرائی ہیں۔ باقی ۵۰۰ ناول لائبریریوں اور متفرق لینے والوں کے لئے طبع کیا ہے۔ اگر آپ بھی ہمارے مستقل خریدار بننا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی ایک خط لکھ دیں مستقل خریداروں کو محصول ڈاک کی رعایت سے ناول ارسال کیا جاتا ہے۔ ہمارے ناول عام فہم اردو زبان میں ہوتے ہیں۔ ان میں مسلمانوں کی تاریخی زندگی کا روشن پہلو پیش کیا جاتا ہے بہت بڑے بڑے واقعات کو نہایت اختصار سے پیش کرنے میں منشی صادق حسین صاحب کو ید طولیٰ حاصل ہے۔ زندگی کی گوناگوں کیفیات کو بڑے دلچسپ پیرایہ میں بیان کرنے کا جو طریقہ منشی جی کو یاد ہے وہ اور کسی مصنف کو یاد نہ ہوگا منشی جی کے ناولوں کو لاکھوں مسلمانوں نے پڑھنے کے بعد پسند کیا ہے اور اکثر پڑھنے والوں نے جب ان کا ایک ناول مطالعہ کیا۔ تو ان کے ذوق نے انہیں مجبور کیا۔ کہ وہ ان کے دیگر ناول بھی مطالعہ کریں۔ اگر آپ کی لائبریری میں

(۱) سلطان المجاہدین ۲/-/- دو روپے		(۱۲) اتاترک ۲/-/-	دو روپے
(۲) سلطان ٹیپو	" "	(۱۳) مصطفیٰ کمال	" "
(۳) شیر دکن	" "	(۱۴) حور ایران	" "
(۴) حیدر علی	" "	(۱۵) عالمگیر اورنگ زیب اول	" "
(۵) فتح قسطنطنیہ	" "	(۱۶) عالمگیر اورنگ زیب دوم	" "
(۶) فتح یرموک	" "	(۱۷) عالمگیر اورنگ زیب سوم	" "
(۷) فتح انطاکیہ اول	" "	(۱۸) جنگ صلیب و ہلال	" "
(۸) فتح انطاکیہ دوم	" "	(۱۹) جوش جہاد	" "
(۹) سعید و فلپانہ	" "	(۲۰) دکن کے چار چاند	" "
(۱۰) آرمینا کا چاند	" "	(۲۱) ملیدرم	" "
(۱۱) جانباز ترک	" "	(۲۲) شہزادہ جمشید	" "

وغیرہ نہ ہوں۔ تو آپ بڑے شوق سے ہمیں ایک کارڈ لکھ کر مکمل فہرست طلب کریں مستقل خریداروں کو خاص رعایت دی جاتی ہے۔

مشہد عشاق۔ قعر دریا۔ حق بحقدار۔ تماشہ گاہ عالم۔ ناول ۱۱۳۔ موتیوں کا جزیرہ۔ عذرا قریش۔ بخیل کی دولت۔ حسن بن صباح۔ اگر آپ کو یہ ناول پڑھنے سے پسند نہ آویں۔ تو ہم آپ کے حلفیہ بیان پر آپ کو آپ کا کل روپیہ واپس کر دیں گے۔

ہماری خواہش ہے کہ آپ بھی ان ناولوں کو پڑھیں۔ یہ ناول ہر گھر میں پڑھے جانے کے لائق ہیں۔ ان میں سچی اسلامی زندگی۔ بہادران اسلام کی سرفروشیاں اور سچی قربانیاں نہایت پر لطف طریقہ سے دکھائی گئی ہیں۔ آج آپ ایک کارڈ ہمیں ضرور لکھیں کہ آپ کو کون سا ناول پسند ہے

ملنے کا پتہ

مینجر پیسہ اخبار لاہور

THE PAISA AKHBAR URDU WEEKLY LAHORE
ایڈیٹر میاں عبدالمجید صاحب
پیسہ اخبار لاہور
۱۷ اپریل ۱۹۴۸ء
یادگار حاجی مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم

سرحد اسمبلی میں کئی دن کی بحث و تمحیص کے بعد بجٹ منظور کر لیا گیا

دو تحاریک تخفیف واپس لے لی گئیں

پشاور ۲۹ر مارچ کئی دنوں کی بحث و تمحیص کے بعد آج سرحد اسمبلی میں ۴۹-۱۹۴۸ء کا بجٹ منظور کر لیا گیا۔ آج باقی ماندہ ۲۳ مطالبات زر بھی منظور ہو گئے۔ مسٹر عبدالقیوم صواتی (اپوزیشن) اور قاضی عطا اللہ سابق کانگرسی وزیر نے دو تحاریک تخفیف پیش کیں۔ جو بحث کے بعد واپس لے لی گئیں۔ مسٹر عبدالقیوم صواتی نے تحریک پیش کرتے ہوئے یہ شکایت کی۔ کہ صوبہ میں ایک عام شخص کی جان و مال خطرہ میں ہے۔ اور صوبائی حکومت عوام کے جان و مال کی حفاظت کرنے کے فرائض ادا کرنے میں ناکام رہی ہے۔

حکومت شام فلسطین کی آزادی و خود مختاری کی طالب ہے

تقسیم فلسطین کی سکیم سے امریکہ کی دستبرداری عربوں کی فتح ہے

دمشق ۲۵ر مارچ۔ عرب لیگ کی سیاسی کمیٹی کے فیصلوں کے بعد شام کے وزیراعظم نے لیک سکسیس میں ایم فارس الخوری کو نئی ہدایات روانہ کی ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ان تجاویز کی بنیاد تولیت کی تجویز کو مسترد کرنے پر ہے۔ اور اس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے۔ کہ شام فلسطین کی مکمل آزادی یا دوسری عرب حکومتوں کے برابر درجہ کا مطالبہ کرتا ہے۔ بیروت سے "اسٹار" کے نامہ نگار نے اطلاع دی ہے۔ کہ لبنانی اخبارات میں فلسطین کے متعلق امریکی فیصلہ کو عربوں کی فتح سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لیکن وہ تولیت کی تجویز کے متعلق محتاط رویہ رکھتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ عرب تقسیم کو چھوڑنے پر امریکہ کو مبارکباد دیتے ہیں۔ لیکن وہ تولیت کی مذمت کرتے ہیں۔ اخبار "الزمان" رقمطراز ہے۔ کہ جب عرب حکومتیں سختی سے اپنے رویہ پر قائم رہیں۔ تو صدر ٹرومین نے اپنے رویہ کو فوراً تبدیل کر دیا ہے۔ اخبار "رفد" کو لکھتا ہے۔ "لیکن تولیت اور انتداب ایک ہی چیز ہیں"۔ اخبار "الحیات" رقمطراز ہے۔ کہ فلسطین کے متعلق امریکی رائے عامہ بیدار ہو گئی ہے۔ لیکن یہ بات تکلیف دہ ہے۔ کہ ابھی تک امریکہ کے ضمیر کو حرکت نہیں ہوئی ہے۔ جو مسئلہ فلسطین کو اپنے سیاسی مفاد حاصل کرنے کا ایک ذریعہ سمجھتا ہے۔

مغربی پنجاب کے وزیراعظم کے استعفیٰ کے باوجود کونسل اپنا کام جاری رکھیگی

مغربی پنجاب کے وزیراعظم نواب ممدوٹ نے صوبائی اسمبلی کے ایوان میں اعلان کیا ہے کہ وہ عنقریب حکومت پاکستان اور حکومت مغربی پنجاب کی مشترکہ مہاجر کونسل سے بے تعلقی اختیار کر لیں گے۔ اس پر لب کشائی کرتے ہوئے پاکستان وزیر مہاجرین سردار غضنفر علی خان نے ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندے سے ایک ملاقات میں آج فرمایا کہ مغربی پنجاب کے وزیراعظم کے استعفیٰ کے باوجود مہاجر کونسل اپنے کام کو جاری رکھیگی۔ راجہ غضنفر علی خان نے اس الزام کی بھی تردید کی کہ مشترکہ مہاجر کونسل مغربی پنجاب کے وزیراعظم کی خواہشات کو نظر انداز کرتی رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ "ہم ان تمام فیصلوں پر نظر ثانی کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہے ہیں جو مغربی پنجاب کے وزیراعظم کی عدم موجودگی میں کئے گئے"۔

...م۔ کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ اجلاس میں اخباری کاغذ کی قلت پر بھی غور کیا گیا۔ اور فیصلہ کیا گیا کہ اخبارات کو یکم اپریل سے دسمبر ۱۹۴۸ء تک کی کاغذ کی ماہواری ضروریات اور فوری ضروریات سے مطلع کرنے کی ہدایات کی جائے۔ یہ اطلاع مسٹر غلام حسین ہدایت اللہ، ایڈیٹر "ڈان"، صاحبزادہ بیگم سعود کراچی کو اپریل ۱۹۴۸ء تک بھیجوری جائے۔

رائل پاکستان توپ خانہ کے افسر میجر غلام فرید کا قتل

چلتی گاڑی میں قاتلانہ حملہ کی واردات۔ دو اشخاص گرفتار

اوکاڑہ ۲۶ مارچ۔ گذشتہ شب شاہی پاکستانی توپ خانہ کے ایک افسر میجر فرید پر جو سندھ ایکسپریس میں سفر کر رہے تھے۔ فسٹ کلاس کے ڈبہ میں دو اشخاص نے حملہ کیا۔ ابناله خورد سے چند میل ادھر میجر صاحب پر چھریوں سے حملہ کیا گیا۔ اور شدید زخمی کرنے کے بعد کسان اور اوکاڑہ کے درمیان انہیں چلتی ریل سے نیچے پھینک دیا۔ جب گاڑی اوکاڑہ ریلوے اسٹیشن پر پہنچی۔ تو پولیس نے ایک شخص کو گرفتار کیا۔ جس کے کپڑے خون سے تربتر تھے۔ مجروح میجر کو پولیس اوکاڑہ لائی۔ اور مقامی ہسپتال میں داخل کرا دیا۔ جہاں وہ نصف گھنٹہ کے بعد چل بسے۔ پولیس نے دوسرے شخص کو بھی ابناله خورد میں گرفتار کر لیا۔

گودھرا ضلع بمبئی میں مسلمانوں کے قتل پر پردہ پوشی کی کوشش

کراچی میں ایڈیٹرز کانفرنس کا جلسہ اور اظہار تشویش

کراچی ۳۰ر مارچ۔ آج شام یہاں مغربی پاکستان کے مدیران کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں گودھرا ضلع بمبئی کے خوفناک فسادات کو تاریکی میں رکھنے کی کوشش پر انتہائی تشویش اور پریشانی کا اظہار کیا گیا اور آل انڈیا ایڈیٹرز کانفرنس سے درخواست کی گئی کہ اخبارات کی آزادی کی خاطر خبروں پر سے اس پابندی...

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامۂ ناپاک گازران بہ سنگ

پیسہ اخبار لاہور

قیمت سالانہ چار روپے (للعہ) مجازی پریس بیرون موری گیٹ لاہور میں چھپوا کر
میاں عبد المجید صاحب ایڈیٹر۔ پرنٹر و پبلشر نے دفتر پیسہ اخبار لاہور سے شائع کیا

نمبر ۱۴	۱۰ اپریل سنہ ۱۹۴۸ء	جلد ۶۲

مشترکہ امور میں تعاون

کوئی ایک مہینہ ادھر کی بات ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح نے ایک اخباری بیان میں یہ کہا تھا کہ ہندوستان اور پاکستان میں بہت سے مفاد مشترکہ ہیں۔ آپ نے دفاع کے مسئلہ کا خاص طور پر ذکر کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ ان معاملات میں ہندوستان اور پاکستان کا اشتراک و تعاون دونوں ملکوں کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگا کچھ عرصہ کے بعد پنڈت جواہر لال نہرو نے ہندوستانی پارلیمنٹ میں اس سوال کا جواب دیتے ہوئے اس تجویز کا خیر مقدم کیا ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی تھی۔ کہ دونوں ممالک کی طرف سے مشترکہ معاملات میں تعاون کی ضرورت و اہمیت کا اعتراف کیا جائے۔ اور بہت سے مسائل جو دونوں ملکوں کو درپیش ہیں۔ اور اگر دونوں مل کر انہیں حل کرنے کی کوشش کریں تو ہندوستان اور پاکستان دونوں کی مشکلیں آسان ہو جائیں۔ کشمیر کا جھگڑا طے ہو جائے تو ہندوستان اور پاکستان کے مابین شائد ہی کوئی ایسی نزاع باقی رہ جائے جسے مستقل کہا جا سکے۔ لیکن اگر باہمی اشتباہ اور بداعتمادی کا موجودہ سلسلہ جاری رہا۔ تو اختلاف کی خلیج وسیع تر ہی ہوتی جائے گی۔ اس کی سب سے افسوسناک مثال ہندوستان کا یہ اقدام ہے۔ کہ پاکستان کو غیر ملک قرار دیکر وہ پابندیاں عائد کی گئیں جنہیں خود پنڈت نہرو بھی پسند نہیں فرماتے۔ اگر دونوں ملک اپنی آزادی و خود مختاری کو قائم رکھتے ہوئے مشترکہ امور کے متعلق کوئی باعزت سمجھوتہ کرلیں۔ تو اس میں دونوں کی بہتری ہے۔ پاکستان نے اس سلسلہ میں پہل کی ہے۔ ہندوستان کو دوستی کی یہ پیشکش مسترد نہیں کرنی چاہیئے۔

ڈسٹرکٹ بورڈوں کے غیر سرکاری صدر

حکومت مغربی پنجاب نے یہ فیصلہ کر دیا کہ ...

وہ ڈسٹرکٹ بورڈ کے نظم و نسق کی کامل بربادی کے خطرہ کو روکنے کے فوراً مناسب قدم اٹھائیں۔

نئے انتخابات

انقلابی تبدیلیاں

نئی دہلی ... نے آج ایک پریس کانفرنس میں اخبار نویسوں کو خطاب کرتے ہوئے ...

پردہ میں مقید

میاں افتخار الدین اور موجودہ وزارت

مشرقی پنجاب کے مسلمانوں کو اپنے قدیمی گھروں میں آباد کرنے کی شرط

پہلے مغربی پنجاب کی حکومت اپنے ہاں تمام غیر مسلم پناہ گزین آباد کرے

راجہ غضنفر علی خاں کے لئے سرمہ بصیرت!

شملہ ۳۰ مارچ۔ کل مشرقی پنجاب اسمبلی میں سردار ایشر سنگھ مجھیل نے مغربی پنجاب میں غیر مسلموں کو پھر سے آباد کرنے کے متعلق گورنر مغربی پنجاب کی تقریر کا ذکر کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ حکومت مشرقی پنجاب صرف اس وقت مشرقی پنجاب کے مسلمانوں کو واپس اپنے گھروں میں آباد کرنے کے لئے تیار ہوگی ...

پنجاب کے ۹۹ نئے اخبار اور رسالے

حیدرآباد کی سرحد پر غنڈوں کا حملہ

ملتان کے کیمپوں میں خوراک کی تقسیم

مختصرات

پاکستان میں کمانڈ کی کھپت

ترکیہ اور روس

ترکیہ سے جو رپورٹیں موصول ہو رہی ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے۔ کہ روس اور ترکیہ کے تعلقات برابر بگڑتے ہی جا رہے ہیں۔ ماسکو ریڈیو نے ترکیہ کے خلاف برابر مسلسل پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے روس کی یہ ایک "عام خصوصیت" ہے۔ کہ جس ...

صوبہ بمبئی میں مسلمانوں کا قتل عام

۱۳ مارچ ہفتہ کے روز گودھرہ (ضلع بمبئی) میں خوفناک فرقہ وار فسادات ہوئے۔ فساد ہولی کے موقعہ پر ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ہندوؤں اور سکھوں نے ایک مسجد میں بت نصب کرنے کی کوشش کی۔ مقامی مسلمانوں نے اس کا جنہیں پہلے سے علم ہو گیا تھا۔ مسجد میں جمع ہوئے۔ اور غیر مسلموں کے ان ناپاک منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ قصبہ میں ۷۲ گھنٹوں کا کرفیو نافذ کر دیا گیا۔ اگرچہ مرنے والوں کی صحیح تعداد تو معلوم نہ ہو سکی۔ لیکن بمبئی سے آمدہ معتبر اطلاعات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اب تک ہزاروں مسلمان جام شہادت نوش کر چکے ہیں۔ ان اطلاعات کے مطابق ہولی سے پہلے بہت سے ہندو ایک مقامی ...

میاں افتخار الدین اور لیگ کی پوزیشن

۲۷ر مارچ کو میاں افتخار الدین نے منٹگمری میں ایک تقریر کی۔ اس تقریر کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ اس کی رو سے میاں صاحب نے اپنی اس تقریر میں:—

۱:۔ اسمبلی کو غیر نمائندہ قرار دیا۔

۲:۔ وزارت کے متعلق یہ کہا کہ اسے عوام کا اعتماد حاصل نہیں۔

۳:۔ اسمبلی کے متعلق یہ فرمایا کہ جس بنیاد پر انتخاب لڑا گیا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد وہ بنیاد ختم ہو گئی۔ ۴:۔ موجودہ وزارت کو اسمبلی کے ممبروں کا اعتماد تو حاصل ہے۔ مگر عوام کا اعتماد حاصل نہیں۔ ۵:۔ یہ مطالبہ کیا کہ موجودہ اسمبلی کو توڑ کر نئے انتخابات کرائے جائیں۔ میاں افتخار الدین نے اسمبلی میں جو کچھ کہا تھا۔ وہ ناظرین پڑھ چکے ہیں۔ اب آپ نے مجلس آئین ساز اسمبلی کے باہر مسلمان عوام میں بھی اپنے خیالات و موقف کی تبلیغ شروع کر دی ہے۔ اس لئے اب بحث صرف آئینی ہی نہیں رہی سیاسی بھی ہو گئی ہے میاں صاحب جو بات منوانا چاہتے ہیں۔ وہ حق ہے یا ناحق مگر انہوں نے یہ بات منوانے کے لئے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ غلط ہے۔ وزارت مسلم لیگ کی ہے۔ اسمبلی کے ۸۵ ممبروں میں سے ۷۹ مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کے ممبر ہیں۔ یہ وزارت اور یہ پارٹی صوبہ مسلم لیگ اور اس کے پارلیمنٹری بورڈ کے تابع فرمان ہیں۔ اسمبلی کے ان لیگی ممبروں کو لیگ پارلیمنٹری بورڈ نے ٹکٹ دیا۔ اور لیگ پارلیمنٹری بورڈ ان سے استعفیٰ کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ وزیر اعظم۔ وزیر خزانہ اور وزیر مال تینوں وزیروں نے اسمبلی میں اعلان کیا ہے کہ وہ صرف اسی وقت تک وزیر رہیں گے۔ جب تک مسلم لیگ کو ان پر اعتماد ہے۔ لیگ ان سے استعفیٰ کا مطالبہ کرے تو وہ فوراً مستعفی ہو جائیں گے۔ اور اگر لیگ کا مطالبہ یہ ہو کہ موجودہ اسمبلی کو توڑ کر نئے انتخابات کرائے جائیں۔ تو وزارت اس حکم کے سامنے بھی سر تسلیم خم کر دے گی۔ یہ ہے وزارت اور مسلم لیگ کی پوزیشن۔

اب میاں صاحب اور مسلم لیگ کی پوزیشن ملاحظہ ہو۔ میاں صاحب صوبہ مسلم لیگ کے صدر ہیں۔ اور لیگ پارلیمنٹری بورڈ کے صدر بھی ہیں۔ میاں صاحب لیگ اسمبلی پارٹی کے ممبر بھی ہیں۔ اسمبلی پارٹی کے موجودہ لیڈر یعنی افتخار حسین خان اور ڈپٹی لیڈر سردار شوکت حیات کا انتخاب ۱۳۔ مارچ کو ہوا۔ یہ انتخاب متفقہ طور پر ہوا۔ کسی ممبر نے ان دو اصحاب کی مخالفت نہیں کی۔ اگر یہ دو وزیر عوام کے اعتماد کے حامل نہیں رہے تھے۔ تو لیگ اسمبلی پارٹی کے ممبر کی حیثیت سے اور مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے میاں افتخار الدین نے اس وقت ان کے انتخاب کی کیوں مخالفت نہ کی؟ ممکن ہے ایک آدمی بھی میاں صاحب کی تائید نہ کرتا۔ لیکن اگر اس وقت انہوں نے خان افتخار حسین اور سردار شوکت حیات کے دوبارہ انتخاب کی مخالفت کی ہوتی تو آج میاں صاحب کی پوزیشن کے متعلق یہ نہ کہا جا سکتا۔ کہ ان کے نقطۂ نظر میں سات دن کے اندر تبدیلی رو نما ہو گئی ہے۔ نیز میاں صاحب اسمبلی پارٹی کے جلسہ انتخاب میں سردار شوکت حیات اور ان کے رفقاء کی مذمت کرنا بھول گئے۔ کیا انہوں نے اسمبلی کے کسی دوسرے جلسہ میں وزرا کے خلاف عدم اعتماد کی قرارداد پیش کرتے ہوئے ان سے استعفیٰ کا مطالبہ کیا؟ ہم نے مانا کہ میاں صاحب سے یہاں بھی فرو گذاشت ہو گئی۔ ۲۰۔ ۲۱۔ مارچ کو لاہور میں مسلم لیگ کونسل کا جلسہ منعقد ہوا۔ میاں صاحب نے اس جلسہ میں کونسل کے سامنے یہ معاملہ کیوں نہ رکھا۔ کہ وزارت عوام کی نمائندہ نہیں رہی لہٰذا اس سے استعفیٰ کا مطالبہ کیا جائے؟ میاں صاحب نے لیگ پارلیمنٹری بورڈ کا جلسہ کیوں نہیں بلایا اور یہ مطالبہ بورڈ سے منظور کرانے کی کوشش کیوں نہیں کی؟ اگر میاں صاحب کی نیت نیک ہے اور اگر ان کا مقصد تخریب نہیں بلکہ اصلاح احوال ہے تو انہوں نے یہ طریقے کیوں استعمال نہیں کئے۔ اور وہ پہلے اسمبلی میں اور اب براہ راست پبلک جلسوں میں اپوزیشن لیڈر کا پارٹ کیوں ادا کر رہے ہیں؟

ہندوستانی حکومت کی وزارت

نئی دہلی کی ایک خبر ہے۔ کہ مرکزی حکومت ہندوستان کے بہت سے وزیر اپنے عہدوں سے استعفیٰ دے رہے ہیں۔ ان میں سے قابل ذکر مسٹر نیوگی۔ راجکماری امرت کور۔ ڈاکٹر متھائی۔ اور مسٹر گوپال سوامی آئنگر ہیں۔ ڈاکٹر امبیدکار کے متعلق بھی بمبئی کی ایک خبر رساں ایجنسی کے حوالہ سے یہ رپورٹ شائع ہوئی تھی۔ کہ وہ وزارت سے استعفیٰ دے کر اچھوتوں کی خدمت کریں گے۔ مگر ڈاکٹر صاحب نے اس خبر کی تردید کرتے ہوئے یہ بیان دیا ہے۔ کہ میں وزارت سے مستعفی ہونے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔

من نہ آں رندم کہ ترک شاہد و ساغر کنم
محتسب داند کہ من ایں کارہا کمتر کنم

ڈاکٹر صاحب کانگرس کے سخت ترین دشمن تھے اور جب شملہ کانفرنس ناکام ہوئی تو لارڈ ویول کی ایگزیکٹو کونسل میں کانگرس اور لیگ کے ممبروں کے شریک نہ ہو سکنے پر سب سے زیادہ خوشی آپ نے ہی منائی تھی۔ اور آپ نے اس کا برملا اظہار بھی کیا تھا۔ لیکن جب کانگرس برسر اقتدار آئی۔ تو ڈاکٹر امبیدکار آزاد ہندوستان کے پہلے کانگرسی کابینہ میں بھی شامل تھے۔ ان کی اصل غرض وزارت سے ہے۔ حکومت دہلی کی بہادر پٹیل کی یا ڈاکٹر صاحب کو وزارت چاہئے۔ ایسے شخص کے متعلق استعفیٰ کی رپورٹ لازمی طور پر اسپیشل سروس ہی ہوگی۔ مگر راجکماری امرت کور کے متعلق یہ رپورٹ درست بتائی جاتی ہے۔ کہ وہ وزارت سے مستعفی ہو جائیں گی۔ مگر ان کے استعفیٰ سے کابینہ ہندوستان میں خواتین کی نمائندگی ختم نہیں ہو جائے گی کیونکہ تجویز یہ ہے کہ مسز سروجنی نائیڈو کی بجائی کو مسٹر نیوگی کی جگہ ہندوستان کا ریفیوجی منسٹر بنا دیا جائے۔ یعنی مسز صاحبہ ہندوستان میں راجہ غضنفر علی خان کا جواب ہوں گی۔ اسی رپورٹ میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ بیگم اعزاز رسول کو نائب وزیر مقرر کیا جائے گا۔

مہاجر طلبہ کی امداد کیلئے چار لاکھ کا فنڈ

ضلع منٹگمری کا قابل تقلید اقدام

منٹگمری ۲۹ر مارچ منٹگمری کے ضلع نے ان مہاجر طلبہ کی امداد کے سلسلہ میں جو مشرقی پنجاب سے تباہ و برباد ہو کر مغربی پنجاب آئے ہیں ایک قابل تقلید مثال قائم کی ہے۔ اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر نے مہاجر طلبہ کی امداد کے لئے چار لاکھ روپے سے ایک فنڈ قائم کیا ہے۔ اس فنڈ میں سے دو لاکھ روپیہ اس مقصد کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ کہ اس سے ان مہاجر طلبہ کو امداد دی جائے جو منٹگمری یا منٹگمری سے باہر پاکستان میں کسی دوسری جگہ تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ دو لاکھ روپیہ اس مقصد کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ کہ طلبہ کو صنعتی اور ٹیکنیکل تعلیم حاصل کرنے کے لئے پاکستان سے باہر دوسرے ملکوں میں بھیجا جائے یہ چار لاکھ روپیہ سنٹرل کو آپریٹو بنک میں جمع کرا دیا گیا ہے۔ وظائف کمیٹی کے صدر صاحبزادہ حسن اختر ڈپٹی کمشنر اور نائب صدر پرنسپل گورنمنٹ کالج منٹگمری ہیں۔ شیخ ظفر علی سیکرٹری ڈسٹرکٹ بورڈ اس کمیٹی کے سیکرٹری ہیں۔ یہ کمیٹی اس وقت ۱۶۰ طلبہ کو وظیفے دے رہی ہے۔ کمیٹی کے صدر نے ان مہاجر طلبہ سے جو لاہور کے کالجوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اور وظیفہ حاصل کرنا چاہتے ہیں یہ کہا ہے۔ کہ وہ اس مقصد کے لئے کمیٹی کو درخواست دیں بشرطیکہ ان کے والدین اب ضلع منٹگمری میں سکونت اختیار کر چکے ہیں۔

خانِ قلات کا دماغی توازن درست ہوگیا

پاکستان میں شمولیت کا غیر مبہم اعلان

کوئٹہ ۲۹ر مارچ۔ والیٔ قلات ہز ہائی نس میر احمد یار خان نے پاکستان سے اپنی ریاست کے الحاق کا غیر مبہم اعلان کر دیا ہے۔ سرکاری اعلان میں ہندوستان کے ریاستی محکمہ کے اس بیان کی تردید کی گئی ہے۔ جس میں بتایا گیا تھا کہ قلات نے ہندوستان سے الحاق کی درخواست کی تھی۔ ریاست قلات کے اعلان میں بتایا گیا ہے۔ والیٔ قلات نے ۲۷ر مارچ کی صبح کو آل انڈیا ریڈیو سے غلط اور بے بنیاد خبر سنتے ہی ٹھیک ۹ بجے صبح پاکستان میں قطعی طور پر شامل ہونے کا فیصلہ کر دیا۔ مفصل اعلان درج ذیل ہے:۔

۲۷ر مارچ کی رات کو آل انڈیا ریڈیو دہلی نے یہ اعلان کیا کہ دو ماہ قبل والیٔ قلات نے ہندوستانی یونین سے اپنی ریاست کے الحاق کی درخواست کی لیکن ہندوستانی یونین نے یہ درخواست مسترد کر دی۔ یہ خبر میرے لئے حیران کن اور تشویشناک حیثیت رکھتی ہے۔ پاکستان کے مسلم ہمسایہ کی حیثیت سے میں نے ہندوستان سے الحاق کا کبھی ارادہ نہیں کیا۔ خود میں نے یا میری حکومت نے تحریری طور پر یا اپنے ایجنٹ کی وساطت سے ہندوستانی یونین سے آج تک یہ درخواست نہیں کی کہ وہ ریاست قلات کا الحاق قبول کرے۔ چنانچہ ریڈیو کی خبر سنتے ہی ہندوستان کے گورنر جنرل سے بذریعہ تار یہ درخواست کی گئی۔ کہ وہ ہندوستانی ریڈیو کی اس خبر کی تردید کریں۔ یا وہ عوام کی اطلاع کے لئے ایسی خط و کتابت شائع کریں۔ جو اس موضوع پر ہوئی ہو۔

بظاہر یہ خبر ہندوستان کے عرفِ منافقت کا غلط پروپیگنڈا ہے۔ جس کا مقصد اس گفت و شنید کو نقصان پہنچانا ہے۔ جو اس وقت ریاست قلات اور پاکستان کے مابین جاری ہے۔ یا یہ طبقہ دنیا کو اس غلط فہمی میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ کہ ہندوستانی یونین کشمیر، جونا گڑھ اور حیدر آباد کے بارے میں اختیار کردہ روش میں حق بجانب ہے۔ میں غیر مبہم الفاظ میں اس امر کا اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ دنیا کی کوئی طاقت ریاست قلات اور اس کے والی کو پاکستان سے علیحدہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ ہم سب مسلمان اور ایک ہی پیغمبر صلعم کے نام لیوا ہیں۔ ہمارا قرآن ایک ہے اور ہم ایک ہی خدا کی عبادت کرتے ہیں ہم ایک ساتھ جئیں گے اور مریں گے۔ ہمارے مابین اختلافات ہو سکتے ہیں۔ لیکن ان اختلافات کی نوعیت ایسی نہیں ہو سکتی کہ یہ ہماری علیحدگی کا پیش خیمہ بن سکیں۔ والیٔ قلات نے گذشتہ دس سال میں قائداعظم کی قیادت حصول پاکستان کے لئے جو کوششیں کی ہیں۔ وہ اب ڈھکی چھپی نہیں۔ پاکستان اور قلات کے درمیان بعض امور کی وضاحت ضروری ہے۔ لیکن ہندوستانی ریڈیو کی یہ خبر سننے کے بعد میرا اولین تاثر یہ تھا۔ کہ ہندوستان کے غلط پروپیگنڈا کی تردید میں کوئی تاخیر روا نہ رکھی جائے۔ اور اسی طرح پاکستان اور ریاست قلات کو اس شر انگیز پروپیگنڈا کے نتائج سے محفوظ رکھا جائے لہٰذا یہ اعلان کیا جاتا ہے:۔

لا ۲۸ر مارچ ۹ بجے صبح کے بعد میں نے ممالک پاکستان

ریڈیو کی غلط خبر سنتے ہی میں نے مملکت پاکستان سے الحاق کا فیصلہ کر لیا۔

(۲) پاکستان اور قلات کے مابین اس وقت جو اختلافات بھی ہیں۔ انہیں تحریراً قائداعظم کی خدمت میں پیش کر دیا جائیگا لیکن قائداعظم کا فیصلہ تسلیم کروں گا مجھے یقین ہے کہ بفضل ایزدی میرے سردار اور ریاست کے عوام میرے اس فیصلہ کا خیر مقدم کریں گے۔ اسلام زندہ باد۔ قائداعظم زندہ باد۔ اسلامی حکومت پاکستان زندہ باد اور اسلامی حکومت قلات زندہ باد۔

خان آف قلات کا بیان

ہز ہائی نس خان آف قلات نے اخبار "سٹیٹسمین" کے نامہ نگار کو ایک بیان دیتے ہوئے قلات اور پاکستان کے تعلقات کے متعلق پہلی مرتبہ سرکاری طور پر قلات کی پوزیشن واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ خان آف قلات کا مقدمہ یہ ہے:۔

(۱) قلات کو آزاد و خود مختار رہنا چاہئے۔ قلات پاکستان سے ملحق نہیں ہونا چاہتا تھا۔ پاکستان سے معاہدہ کرنا چاہتا ہے۔ (۲) پاکستان نے لاس بیلا خاران اور مکران کا الحاق منظور کر کے قلات سے زیادتی کی ہے۔ (۳) مجھے قلات سے زیادہ پاکستان اور عالم اسلام کے مفاد عزیز ہیں۔ (۴) قائداعظم میرے باپ ہیں۔ میں ان کا بیٹا ہوں۔ (۵) پاکستان قلات کے خلاف جارحانہ کارروائی کرے تو قلات مدافعت نہیں کرے گا۔ مگر افغانستان اور بلوچ قبائل بھڑک اٹھیں گے۔

خان آف قلات کے متعلق یہ افواہ بھی مشہور تھی۔ کہ ہندوستان ان سے ساز باز کر رہا ہے۔ تاکہ قلات کو ہندوستان سے ملحق کیا جا سکے لندنی اخبار "ڈیلی ہیرالڈ" کے نامہ نگار کی رپورٹ یہ تھی کہ ہندوستان نے اس مقصد کے لئے خان آف قلات کو تین کروڑ روپیہ رشوت بھی پیش کی ہے۔ مگر خان نے ان افواہوں کی تردید کرتے ہوئے ان کو غلط قرار دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ انہوں نے کبھی ہندوستان سے اس مسئلہ پر خط و کتابت نہیں کی۔ خان کے اس انٹرویو سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بقول خان آف قلات پاکستان اور قلات کے مابین اختلاف صرف اس امر پر ہے۔ کہ پاکستان کا مطالبہ یہ ہے کہ قلات بھی بہاولپور، اور خیرپور کی طرح پاکستان میں شامل ہو جائے مگر خان آف قلات ایک آزاد اور خود مختار فرمانروا کی حیثیت سے پاکستان سے معاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ اختلاف معمولی نہیں اگر خان آف قلات تدبر، معاملہ فہمی اور دور اندیشی سے عاری نہیں تو انہیں یہ سمجھنے میں دقت نہیں ہونی چاہئے۔ کہ قلات کی آزادی اور خود مختاری ایک ایسا خواب ہے۔ جو کبھی پورا نہیں ہو سکتا۔ خان آف قلات قائداعظم کو اپنا باپ کہتے ہیں اور انہیں یہ دعویٰ ہے۔ کہ مجھے عالم اسلام اور پاکستان کا مفاد قلات کے مفاد سے زیادہ عزیز ہے۔ تو وہ اپنے باپ کے مشورہ کا احترام کریں۔ اور پاکستان کے مفاد کو اپنے ذاتی مفاد پر ترجیح دیتے ہوئے مزید تعویق کے بغیر پاکستان سے الحاق کا اعلان کر دیں۔ خود ریاست قلات کے مفاد کا تقاضا بھی ہے کہ اس اعلان کو زیادہ دیر معرض التوا میں نہ ڈالا جائے۔

خان قلات کا فیصلہ

خان آف قلات نے شمول پاکستان کا جو ڈرامائی فیصلہ کیا ہے۔ اس سے انہوں نے اسلامیان پاکستان کی ہمدردی اور احترام حاصل کر لیا ہے۔ لیکن سیاسی مبصرین کی رائے میں خان آف قلات کی طرف سے پاکستان اور قلات کے مابین بعض اختلافات کے ذکر نے لاس بیلا۔ خاران اور مکران کا مسئلہ پھر چھیڑ دیا ہے۔ ریاستی مسلم لیگ کے صدر مسٹر منظر اسلام نے قلات کے شمول پاکستان کے فیصلہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ فیصلہ قلات کے ایوان خاص کے سرداروں اور قلات سٹیٹ مسلم لیگ کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ جن کے اتحاد و تعاون اور ڈسپلن نے یہ الحاق ممکن بنا دیا۔ مسٹر منظر اسلام نے کہا ہے۔ کہ پاکستان سے قلات کے الحاق کے بعد پاکستان کے خلاف ایک سازش کا قصر منہدم کر دیا گیا ہے۔ مسٹر منظر اسلام نے یہ توقع ظاہر کی ہے۔ کہ خان آف قلات کی طرف سے ہر غیر ملک سے لاتعلقی کا اعلان ماضی کو فراموش کرانے کے لئے کافی ہے۔ مسٹر منظر اسلام نے کہا ہے۔ مجھے امید ہے۔ کہ ریاست قلات کا فیصلہ لاس بیلا کی آزاد جداگانہ حیثیت پر اثر انداز نہیں ہوگا۔ قلات اور لاس بیلا مملکت پاکستان میں مساوی حیثیت کے حامل ہوں گے اور اب خان آف قلات کی طرف سے لاس بیلا پر حکمرانی کا بے بنیاد دعویٰ قابل توجہ نہیں گردانا جائیگا

ریاست خاران کی پوزیشن

ریاست خاران کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر منظر اسلام نے کہا۔ خاران کی لاس بیلا کی پوزیشن ایک سی ہے۔ مکران کی آئینی پوزیشن دلچسپ حد تک ناقابل فہم ہے۔ خان آف قلات اور نواب مکران کے مطالبات یکساں طور پر مضبوط ہیں۔ کراچی کے سیاسی حلقوں کی رائے میں خان آف قلات مکران پر اپنے مطالبہ پر مصر رہیں گے۔ کیونکہ خان آف قلات کا یہ دعویٰ ہے کہ مکران قلات کا ہی ایک صوبہ ہے۔

لاس بیلا اور خاران کے سلسلہ میں خان آف قلات نے قائداعظم کا ثالثی فیصلہ تسلیم کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری مسٹر محمود نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ میں خوش ہوں کہ خان آف قلات نے حقائق پسندی کا ثبوت دیا ہے۔ اور انہوں نے اس ضمن میں اپنے سرداروں اور ریاست کے عوام کی خواہشات کا احترام کیا ہے۔ میں اب خان قلات سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے عوام کو ریاستی نظم و نسق میں شریک کریں

ہماری تعلیمی پالیسی کیا ہو؟

(گذشتہ سے پیوستہ)

تعلیمی رجحان کا لحاظ کالج اور یونیورسٹی میں داخلے کے وقت نہ کیا جائے گا طالب علم کو بی۔ اے یا ایم۔ اے پاس کرنے کے بعد بھی یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس کا رجحان کس طرف ہے۔ اور اسے اب کیا کرنا چاہئے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہر سال ہزاروں گریجویٹ بیکاروں کی فوج میں اضافہ کا موجب بنتے ہیں۔ اور جب وہ کام پر لگتے ہیں تو اپنے رجحان کے مطابق انہیں کام نہیں ملتا۔ بلکہ تحصیلداری نائب تحصیلداری۔ ٹیچری۔ کلرکی جو کام بھی کوئی مل جائے۔ وہ اسی کو اختیار کر لیتا ہے۔ اور اکثریت ساری عمر اپنی قسمت کو روتی رہتی ہے کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ کہ مڈل تک تعلیم کو لازمی کر دیا جائے۔ مگر مڈل کے بعد میٹرک میں داخلہ کے وقت طلبہ کے طبعی رجحان کو دیکھا جائے۔ سائنس۔ ڈاکٹری اور انجینئرنگ کی تعلیم کے لئے طلبہ کی حوصلہ افزائی کی جائے اور جن طلبہ کا اس طرف رجحان ہو وہ میٹرک میں ہی سائنس پڑھنا شروع کر دیں۔ اور جن طلبہ کا رجحان ادب۔ تاریخ اور فلسفہ کی طرف ہو انہیں میٹرک میں ہی اس تعلیم کے لئے تیار کیا جائے۔ کالج اور یونیورسٹی کی تعلیم ہر شخص کے لئے آسان نہ رہے۔ بلکہ یونیورسٹی میں داخلہ تعلیمی قابلیت اور طبعی رجحان دیکھ کر کیا جائے۔ آرٹ کی تعلیم کی بجائے سائنس کی تعلیم کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ تاکہ زیادہ۔ ڈاکٹر۔ انجینئر اور میکینیکل آدمی پیدا ہوں۔ آرٹ کی تعلیم صرف ان ہی طلبہ کو دی جائے۔ جو ذہین ہوں اور جن میں اچھے استاد۔ ادیب۔ جرنلسٹ اور وکیل بننے کے جوہر نظر آئیں۔

پاکستان میں اردو کا مستقبل!

پاکستان میں اردو زبان کے مستقبل اور اس کی سرکاری حیثیت کے متعلق قیاس آرائیاں ڈھاکہ میں قائداعظم کے واضح ارشادات کے بعد ختم ہو جانی چاہئیں۔ قائداعظم نے اپنی ڈھاکہ میں پہلی تقریر میں کہا کہ اردو ہی پاکستان کی قومی اور سرکاری زبان ہوگی۔ کل انہوں نے ڈھاکہ یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد سے خطاب کرتے ہوئے اسی موضوع پر تفصیل کے ساتھ اظہار خیال فرماتے ہوئے یہ کہا کہ بنگالیوں کو حق حاصل ہے۔ کہ وہ اپنی صوبائی زبان کے متعلق جو فیصلہ چاہیں کریں۔ مگر جہاں تک پاکستان کی قومی اور سرکاری زبان کا تعلق ہے۔ اردو ہی کو یہ درجہ حاصل ہوگا جہاں تک پنجاب۔ صوبہ سرحد۔ بلوچستان اور سندھ کا تعلق ہے۔ اردو کی سرکاری اور قومی حیثیت پر ان صوبوں کے عوام کو کوئی اعتراض نہیں۔ البتہ بنگال کے ایک عنصر کو اس سلسلہ میں کچھ غلط فہمیاں تھیں۔ اور وہ غلط فہمیاں خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم بنگال کے اس بیان کے بعد بڑی حد تک دور ہو گئیں۔ کہ صوبہ بنگال میں سرکاری اور تعلیمی زبان بنگالی ہی ہوگی۔ اور اردو پاکستان کی سرکاری زبان ہوگی۔ مگر وہ لوگ جو زبان کے مسئلہ کی آڑ لے کر مسلمانان بنگال میں افتراق پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ بدستور اپنی شرارتوں میں مصروف ہیں۔ اس سے کسی کو انکار نہیں ہوگا۔ کہ پورے پاکستان کے لئے ایک قومی زبان کی ضرورت ہے۔ اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ صوبائی زبانوں میں سے ایک زبان بھی قومی زبان بننے کی اہلیت نہیں رکھتی۔ اب یا تو انگریزی زبان کی موجودہ پوزیشن کو ہی قائم رکھا جائے یا اس کی جگہ اردو کو دی جائے۔ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ اردو ہر لحاظ سے انگریزی کی جگہ لینے کے قابل ہے۔ اردو کا سرمایہ بہت قابل قدر ہے۔ سب علوم اس زبان میں منتقل کئے جا سکتے ہیں۔ حیدر آباد کی عثمانیہ یونیورسٹی میں اردو کو تعلیمی زبان بنانے کا تجربہ بالکل کامیاب ثابت ہوا ہے۔ اردو زبان کی ایک اور خوبی یہ ہے۔ کہ یہ نہ صرف پاکستان کے سب صوبوں میں آسانی سے سمجھی اور بولی جاتی ہے۔ ہندوستان میں بھی کروڑوں باشندوں کی عام بول چال اور تحریری زبان یہی ہے۔ اس کے علاوہ مشرق کے دوسرے اسلامی ملکوں کی زبانوں سے بھی یہی زبان قریب تر ہے۔ لیکن ہماری نظر میں اردو پاکستان کی قومی زبان بنانے کے حق میں سب سے بڑی دلیل یہ ہے۔ کہ اسلامی علوم۔ اسلامی تمدن۔ اسلامی ثقافت، تہذیب اور اسلامی ادب کے خزانے پاکستان کی باقی سب زبانوں کی نسبت اسی زبان میں ہیں۔ اس لحاظ سے بنگالی مسلمانوں کے نکتۂ نگاہ سے بھی اردو کو پاکستان کی قومی زبان ہونا چاہئے۔

فاطمہ جناح کے تاثرات

پاکستان ریڈیو کی نشرگاہ ڈھاکہ سے ایک تقریر میں مشرقی بنگال کی خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے محترمہ فاطمہ جناح نے فرمایا کہ پاکستان کو زنانہ مجلسی کارکنوں، زنانہ تیمارداروں، ڈاکٹروں اور نرسوں کی بڑی سخت ضرورت ہے۔ قوم کی [illegible]

کوششوں پر ہے۔ قوم کے ان نوجوانوں کی سرپرستی ترکیب او... کو بنانے اور سنوارنے کی بیشتر ذمہ واری خواتین پر ہی عائد ہوتی ہے۔ جن سے ریاست کی ترقی اور استواری کا کام لیا جاتا ہے۔ آپ نے مشرقی پاکستان کی عورتوں کو متنبہ کیا کہ ممکن ہے ایسے ہنگامی حالات وجود میں آجائیں۔ جن میں ہمیں اپنے گھروں اور اپنے بچوں کی حفاظت کے لئے سرگرم حصہ لینا پڑ جائے۔ آپ نے یہ بھی کہا۔ کہ مشرقی بنگال میں بالخصوص چھوٹے اضلاع اور دیہات میں بعض غیر اسلامی رسم و رواج ہماری معاشرت میں سرایت کر گئے ہیں۔ ان کی بیخ کنی کیجئے اور اسلامی تمدن۔ ادب اور فن کو زندہ کیجئے دنیا میں جس کی کہیں نظیر نہیں ملتی۔ ایک اور امر جس میں آپ حکومت کا ہاتھ بٹا سکتی ہیں۔ وہ باہمی اتحاد اور یگانگت کے رشتوں کو مضبوط کرنا ہے۔ ہمارے دشمن آپس میں جھگڑے اور تنازعے پیدا کر کے اس مملکت کو کمزور کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ آپ ان کے فریب میں مبتلا ہو کر اپنے نصب العین کو فراموش نہ کیجئے۔ بلکہ قدم بقدم آگے بڑھے جایئے۔ اور قدرتی وسائل سے مالا مال اس حیرت انگیز ملک کو ایک ایسی شاندار اور باعظمت سرزمین بنایئے جس پر آنے والی نسلیں فخر کر سکیں۔ آخر میں پاکستان کی عورتوں سے درخواست کرتی ہوں۔ کہ وہ بے حسی اور سہل انگاری کے جوئے کو اتار پھینکیں اور اس ریاست کی تعمیر میں اپنی شایان شان حصہ لیں۔ تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے۔ کہ آپ نے اپنا فرض ادا نہیں کیا۔ پاکستان زندہ باد۔

مشرقی بنگال والوں کو قائداعظم کا حکم

مشرقی پاکستان کا دورہ ختم کرنے کے بعد قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا کہ گذشتہ نو دن سے میں یہاں کے مقامی حالات اور ان مسائل کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ جو اس وقت مشرقی بنگال کو درپیش ہیں۔ آج آپ کے صوبہ سے روانگی سے قبل میں اپنے تاثرات آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ انتظامی نقطہ نگاہ سے مشرقی بنگال کو تقسیم کے بعد پاکستان کے باقی تمام صوبوں سے زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ چند روز گذشت سے قبل صوبہ کا یہ حصہ کلکتہ کی خوشحالی کے ذرائع فراہم کرتا تھا۔ لیکن اس خوشحالی میں خود اسے کوئی حصہ نہیں ملتا تھا۔ اس طرح پندرہ اگست کو ڈھاکہ محض ایک ضمنی صدر مقام تھا۔ ... مہد لیتوں سے محروم تھا جو ایک حکومت کے صدر مقام کو آج کل میسر ہوتی ہیں۔ تقسیم کی وجہ سے ... کے ذرائع نقل و حمل کا نظام منتشر اور منہدم ہو چکا تھا۔ اور نظم و نسق ایسے وقت میں درہم برہم ہوا تھا۔ جبکہ صوبہ کو شدید غذائی قلت کا خطرہ درپیش تھا۔ مختصر یہ ہے۔ کہ مشرقی بنگال کا نیا صوبہ ایسے نامساعد حالات میں عالم وجود ...

... کہ اگر صوبہ کے عوام نے جرات سے کام نہ لیا ہوتا اور استقلال کا ثبوت نہ دیا ہوتا تو ان کا آزمائش سے بچ کر نکلنا محال تھا۔ لیکن مشرقی بنگال کے عوام کے اعلےٰ اوصاف اور صوبائی حکومت کے جوش اور انہماک کا ایک نہایت قابل فخر کارنامہ ہے۔ کہ حکومت نہ صرف ان آزمائشوں میں کامیاب ثابت ہوئی۔ بلکہ پہلے سے زیادہ طاقتور اور مستحکم بن کر نکلی۔ اب صورت یہ ہے کہ ابتدائی مشکلات میں بڑی حد تک عبور حاصل کیا جا چکا ہے۔ اور اگرچہ اطمینان اور بے فکری کے لئے کوئی جواز نہیں تاہم مستقبل پر کامل اعتماد اور بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ مشرقی پاکستان ایک ترقی یافتہ صوبہ نہیں ہے۔ لیکن یہاں خام اجناس اور برقابی طاقت کے لامحدود امکانات ہیں۔ اور پرامن حالات اور صوبہ کے تمام عوام کی طرف سے مکمل ترین تعاون کے ذریعہ یہ پاکستان کا سب سے خوشحال صوبہ بن سکتا ہے۔

مشرقی بنگال کے ہندوؤں پر بیرونی دباؤ

آپ کا صوبہ مبارکباد کا مستحق ہے کہ تقسیم ملک کے فوراً بعد ہندوستان میں مسلمانوں کے قتل عام اور ظلم و تشدد کے باوجود آپ کے صوبہ کے ہر حصہ میں حالات پرامن رہے۔ اور میں نے خود اپنی آنکھوں سے فرقہ اقلیت کے افراد کو اکثریت کے دوش بدوش زندگی کے روزمرہ کاموں میں حسب معمول بلا خوف و خطر مشغول پایا۔ اس میں شبہ نہیں کہ بدقسمتی سے اس صوبہ کے کچھ ہندوؤں نے ہندوستان کا رخ کیا۔ لیکن ہندوستانی اخبار میں ان کی جتنی تعداد بتائی گئی ہے۔ وہ سراسر غلط اور مضحکہ خیز ہے۔ اور مجھے یہ معلوم کر کے بھی اطمینان ہوا کہ یہ خروج اس صوبہ میں ان پر کسی زیادتی یا بدسلوکی کی وجہ سے نہیں بلکہ محض بیرونی دباؤ اور نفسیاتی وجوہ کی بنا پر تھا۔ ان وجوہ پر مستزاد یہ کہ پاکستان کو ایک غیر ملک قرار دینے کے متعلق حکومت ہند کے اعلان نے بیوپاری طبقہ کو شدید اقتصادی مشکلات میں گرفتار کر دیا ہے۔ ان پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ کہ وہ اپنی تجارت ہندوستان میں منتقل کر لیں۔ مجھے معلوم ہے کہ صوبائی حکومت ان کی حفاظت اور بہتری کے لئے تمام ممکن ذرائع کام میں لا رہی ہے۔ اور مشرقی بنگال میں اپنے آبائی گھروں کو چھوڑ کر ہندوستان جانے سے باز رکھنے کی انتہائی کوشش کر رہی ہے۔

صوبہ کے عوام کو ایک انتباہ

اب میں اس صوبہ کے عوام کو ایک نصیحت دینا چاہتا ہوں میں عوام کے بعض طبقات میں یہ رجحان دیکھ رہا ہوں۔ کہ آزادی نے ان کے لئے ترقی کی جو نئی راہیں کھولی ہیں۔ اور جو نئی ذمہ داریاں ان کے کاندھوں پر ڈالی ہیں۔ ان کو نظر انداز کر کے وہ بے لگام ہوتے جا رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ غیر ملکی غلامی کی زنجیریں کٹ جانے کے بعد وہ اپنی تقدیر کے آپ مالک ہیں۔ وہ آئینی طریقہ سے جس قسم کی حکومت چاہیں قائم کر سکتے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ وہ خلاف قانون طریقے استعمال کر کے حکومت وقت کو اپنی خواہشات کے تابع بنانے کی کوشش کریں۔ کوئی برائے نام حکومت بھی اس قسم کی غنڈہ گردی کو برداشت نہیں کرے گی۔ بلکہ اپنی پوری طاقت سے ایسے غیر ذمہ دار عناصر کو کچلنے پر مجبور ہو گی۔

پاکستان مسلم قوم کی دولت کا مظہر ہے۔

میں بالخصوص زبان کے جھگڑے کی طرف اشارہ کر رہا ہوں۔ جس نے اس صوبہ کے بعض حصوں میں بلاوجہ اشتعال اور کشیدگی پیدا کر دی ہے۔ اور اگر غلط رجحان کو نہ روکا گیا۔ تو اس کے نتائج خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس صوبہ کی سرکاری زبان کے متعلق آپ کے اپنے نمائندے ہی فیصلہ کریں گے لیکن زبان کا یہ جھگڑا دراصل صوبہ پرستی کے اہم تر مسئلہ کا ہی ایک پہلو ہے۔ آپ یقیناً اعتراف کریں گے کہ پاکستان جیسی ایک نوزائیدہ مملکت ہو کہ دو بعید المسافت اجزا پر مشتمل ہو۔ کی نہ صرف ترقی اور نشوونما بلکہ محض بقا کے لئے بھی تمام باشندگان میں باہم اتفاق و یکجہتی کی انتہائی ضرورت ہے۔ پاکستان مسلم قوم کی وحدت کا مظہر اتم ہے اور آپ کو چاہیئے کہ سچے مسلمانوں کی طرح اس اتحاد کو برقرار رکھیں۔ اور اس کی حفاظت کریں۔ اگر ہم نے اپنے آپ کو پہلے بنگالی۔ پنجابی سندھی اور بعد میں پاکستانی تصور کیا۔ تو لازمی طور پر پاکستان کا شیرازہ منتشر ہو جائے گا۔ ابھی ہم نے بہت سے کام سرانجام دینے ہیں۔ اور بڑے خطرات کا مقابلہ کرنا ہے۔ اگر ہم نے اپنی وحدت کو برقرار رکھا۔ اور ایک متحدہ قوم کی حیثیت سے اپنے راستے پر گامزن رہے۔ تو یقیناً ہم تمام خطرات کو جلد سے جلد عبور کر لیں گے۔ یہی ایک واحد ذریعہ ہے جس سے آپ پاکستان کو دنیا کے متمدن اور ترقی یافتہ ممالک کے دوش بدوش کھڑا کر سکیں گے۔

پاکستان کی خواتین کی ذمہ داریاں

میں مشرقی پاکستان کی خواتین سے بھی چند جملے کہنا چاہتا ہوں۔ قوم کی تعمیر اور اس کی وحدت کو برقرار رکھنے کے لئے خواتین نے بیش قیمت خدمات انجام دینی ہیں۔ وہی ان نوجوانوں کی سیرت و کردار کو ڈھالتی ہیں جو قوم کی ریڑھ کی ہڈی کا کام دیتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ حصول پاکستان کی طویل جنگ میں خواتین نے اپنے مردوں سے کم حصہ نہیں لیا ہے۔ لیکن تعمیرات میں جو اہم جدوجہد ہمارے سامنے ہے۔ اس میں بھی ان کو پیچھے نہیں رہنا چاہیئے۔ اور کسی کو یہ کہنے کا موقعہ نہیں ملنا چاہیئے کہ خواتین پاکستان نے اپنا فرض ادا نہیں کیا۔

مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے ملازمین

آخیر میں مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے ملازمین کو یہی مخاطب کرنا چاہتا ہوں آپ پاکستان کے ہراول دستہ کے سپاہی ہیں اور آپ میں سے بہتیروں کو بہت نامساعد حالات میں اپنے فرائض انجام دینے پڑے ہیں۔ آپ کے کندھوں پر بڑی بھاری ذمہ داریاں ہیں۔ آپ نے بھی اس امر کی ضمانت دینی ہے۔ کہ نہ صرف آپ اپنے معمول کے فرائض سرانجام دیتے رہیں گے۔ بلکہ اپنی تمام قوت اور استطاعت اپنی مملکت کی تعمیر میں صرف کریں گے۔ مزید برآں آپ ان منتفی اور خود غرض شورش پسندوں کے آلہ کار بھی نہ بنیں۔ جو موجودہ مشکلات سے فائدہ اٹھا کر محض اپنے مفاد کی خاطر آپ کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ جس عظیم مملکت کے آپ افراد ہیں۔ اور اس مملکت کے جن باشندوں کی خدمت کا بیڑہ آپ نے اٹھایا ہے۔ وہ متقاضی ہیں کہ آپ مشکلات کو خاطر میں نہ لائیں۔ بلکہ عزم و استقلال کے ساتھ اپنی دھن میں آگے بڑھتے جائیں۔ پاکستان ایک شاندار مستقبل کا منتظر ہے۔ اب یہ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم قدرت کی فیاضیوں سے پورا فائدہ اٹھا کر ایک طاقتور اور شاندار مملکت کی تعمیر کریں۔ (پاکستان زندہ باد)

چینی وفد کی قرارداد سے عالم اسلام میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔

لاہور ۲۵ مارچ۔ کشمیر مسلم کانفرنس کے محکمہ نشر و اشاعت کی طرف سے ایک بیان میں کہا گیا ہے۔ کہ تنازعہ کشمیر کے متعلق چینی وفد کی قرارداد انصاف و جمہوریت کے مسلمہ اصولوں کی صریح خلاف ورزی ہے۔ اس قرارداد نے نہ صرف موجودہ بین الاقوامی سیاست میں دلچسپی رکھنے والے حلقوں کو حیران کر دیا ہے۔ بلکہ اس سے تمام عالم اسلام میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اس بیان میں تنازعہ کشمیر کے متعلق فارمولا پیش کرنے والے ڈاکٹر سیانگ سے استفسار کیا گیا ہے۔ کہ کیا وہ روسی سنگینوں کے سایہ میں چین میں استصواب کو منظور کر سکتے ہیں۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ تو پھر انہوں نے کشمیر کے متعلق کیوں تجویز پیش کی ہے۔ جو خود ان کے لئے قابل قبول نہیں۔

خود ملاقات کریں

واشنگٹن ۲۹ مارچ۔ امریکی سینیٹ کے رکن ... ایک نشری تقریر میں صدر امریکہ مسٹر ٹرومین سے ... کی ہے کہ وہ مارشل سٹالن سے خود ملاقات کریں تاکہ دنیا میں جنگ کے شعلے بھڑکنے نہ پائیں۔ مسٹر ... کہا ہے۔ امریکہ جنگ کے دہانے پر کھڑا ہے۔ صدر ... کا فرض ہے کہ وہ مارشل سٹالن کو دنیا میں امن ...

فن تعمیر حیات

۱۳

جان رکھتا ہے یعنے زندہ ہے۔ مالک تصور ہے۔ اور وہ جانتا ہے۔ یعنے اس کو علم ہے۔ اس کے علم کا اندازہ لگانا ہو تو اس کے تصور کی وسعت اور صلاحیت سے لگ سکتا ہے۔ یاد رکھو کہ ہمارا حافظہ اور علم اچھا ہے تو احساس بھی اچھا ہوگا۔

احساس کی قدر و قیمت

احساس کی تربیت کی تشریح اس طرح ہو سکتی ہے۔ کہ اگر تصور کمزور اور خراب ہے تو ہمارا علم بھی ناقص اور کمزور ہے۔ اور نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ حافظہ بھی پریشان ہوگا۔ پس حافظہ کا مدار اچھے علم پر ہے۔ اور علم کا مدار اچھے احساس اور تصور پر ہے۔ احساس کی تربیت زیادہ تر (۱) تعلیمی شکل تربیت ہے۔ (۲) پیشہ ور ہے (۳) مالیاتی اور تجارتی ہے۔ جو لوگ ماہرین کہلاتے ہیں۔ وہ ہی ہیں جنہوں نے اپنے انتخاب کردہ کار زندگی کو اچھی طرح دیکھا سمجھا اور پرکھا ہے۔ مہارت تامہ کسی کام کو بار بار کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اور جس کو یہ مہارت تامہ حاصل ہو جائے وہی ماہر کہلاتا ہے۔

مشاہدہ منقسمہ اور مرکوز

مشاہدہ کے بھی دو انداز ہیں۔ اول۔ جو بہت زیادہ ہوشیار ہے۔ اور لیکن اس لمحہ میں کسی چیز کو خاص طور پر نہیں دیکھ رہا۔ دوم۔ وہ جو محقق تلاش سے بحث دیکھا جاتا ہے۔ سر اسحاق نیوٹن کی دریافت کشش ثقل نمبر اول کی مثیل ہے اور جیمس واٹ کا بھاپ کا انجن بنانا نمبر دوم کی نظیر ہے۔ ہم نے کہا ہے کہ تربیت احساس مالی اور تجارتی ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ وہ لوگ جن کے احساس تربیت یافتہ ہیں ان کی قدر ہر محکمہ اور ہر کارخانہ اور ہر فرم میں زیادہ ہے۔ ان کو زیادہ اجرت اور زیادہ تنخواہیں ملتی ہیں۔ اور اگر وہ تاجر ہیں۔ تو ان کا کاروبار زیادہ اور بہت جلد چمک جاتا ہے۔ اور وہ بہت جلد امیر ہو جاتے ہیں۔ وہ غیر تربیت یافتہ احساس کے لوگ محنت اور مزدوری کر کے بمشکل پیٹ پالتے ہیں۔ بڑے بڑے کارخانوں میں ان کو کوئی منہ نہیں لگاتا۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ سب کچھ دیکھتے ہیں جو دیکھنے کے قابل ہے۔ اور سب کچھ سنتے ہیں جو سننے کے لائق ہے۔ وہ مشاہدے کی پرواہ نہیں کرتے۔ یہ بڑی غلطی ہے۔ یہ سمجھنا کہ بصارت اور سماعت کو تربیت کی ضرورت نہیں پڑتی۔ بڑی حماقت ہے صرف تربیت یافتہ دماغ ہر جگہ بازی لے جاتا ہے۔ تین سو سال تک لوگ آلو دیکھتے رہے۔ آخر مشاہدے نے ان کو بتایا کہ آلو ایک غذا ہے۔ اور یہ غذا کا کام دے سکتا ہے۔ ایک دن ایک شخص جو اپنے آپ کو بڑا ہوشیار سمجھتا تھا۔ مگر عقل کا اندھا اور گانٹھ کا پورا تھا۔ اور مشاہدے کو فضول سمجھتا تھا ایک سوداگر کی دوکان پر گیا۔ اس کو ایک عمدہ کالر خریدنا تھا۔ اتفاق سے دوکان میں کوئی بڑھیا کالر نہ تھا۔ دوکاندار نے ایک ڈبہ کالروں کا خریدار کے سامنے رکھ دیا۔ خریدار نے قیمت پوچھی تو دوکاندار نے بارہ روپے درجن بتائی۔ خریدار نے یہ کہہ کر کہ گھٹیا ہیں ناپسند کر دیئے۔ دوکاندار نے اسی قسم کے کالر جو دوسرے رنگ کے ڈبے میں تھے۔ دکھائے۔ اور کہا کہ ان کی قیمت چوبیس روپے درجن ہے۔ یہ بھی خریدار نے ناپسند کئے اور کہا کہ اور بڑھیا دکھاؤ۔ اس دفعہ چالاک دوکاندار وہی کالر ایک مخملی ڈبہ میں ڈال لایا۔ اور قیمت اڑتالیس روپے فی درجن بیان کی۔ ڈبہ دیکھ کر خریدار نے نصف درجن کالر جو چھ روپے کا مال تھا چوبیس روپے میں خرید لئے اور اکڑتا ہوا چلا گیا۔ اس مثال سے ان لوگوں کی نادانی ظاہر ہوتی ہے۔ جو مشاہدے کو بے فائدہ اور غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ بعض دفعہ دیکھا گیا ہے۔ کہ غیر تعلیم یافتہ اور ان پڑھ آدمی کاروبار میں خوب مشاق ہوتے ہیں اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ وہ اعلےٰ درجہ کے مشاہدہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ کتابوں کے کیڑے بن جائیں وہ کاروباری دنیا میں پھرتے ہیں۔ اور امور واقعہ کو براہ راست اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور مال کی کھال اتارتے ہیں ایک بڑی دوکان میں امجد ملازم تھا اور وہ بالکل ان پڑھ تھا۔ صرف اپنا نام لکھ سکتا تھا۔ مگر اس کو دو صد روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی تھی۔ اس کا کام یہ تھا۔ کہ وہ مختلف قسم کا مال دوکان کے لئے خریدتا تھا۔ جو اس دوکان پر فروخت ہوتا تھا۔ فروخت مال سے اس دوکان کی بچت خرچ نکال کر پانچسو روپے یومیہ تھا۔ اوسطاً تھی۔ کسی نے مالک دوکان سے پوچھا۔ کہ تم ایک ان پڑھ ملازم کو اتنی زیادہ تنخواہ کیوں دیتے ہو۔ تو مالک فرم نے مسکرا کر جواب دیا۔ کہ یہ ان پڑھ شخص اس سے زیادہ تنخواہ کا مستحق ہے۔ یہ ہمارے لئے سال بھر میں تین لاکھ روپے کا مال خریدتا ہے۔ وہ فن مشاہدہ میں اس قدر ماہر ہے۔ کہ اس کا خریدا ہوا مال ہاتھوں ہاتھ بک جاتا ہے۔ کبھی یکبار بھی گذشتہ دس سال میں اس نے غلطی نہیں کھائی ہیں ایسے پڑھے لکھے کو جو کتاب دیکھے بغیر کام نہ کر سکے اس کام پر کبھی مامور نہیں کر سکتا۔ مالک فرم کی رائے مشاہدے کی شان میں ایک قصیدہ سے کم نہیں۔

جواہرات

آمدنی کے لحاظ سے مشاہدے کی قدر و قیمت جواہرات کے بیوپار میں دیکھی جاتی ہے۔ جوہریوں کے مشاہدات میں یہ قابلیت ہو جاتی ہے کہ وہ جواہرات کو پرکھ کر اصلی اور نقلی میں تمیز کر سکتے ہیں۔ عام طور پر دیکھا جائے تو سو میں سے ایک آدمی بھی بمشکل ایسا ملیگا جو اصلی اور نقلی جواہرات میں تمیز کر سکے۔ مصری اور ربڑ کے بنے ہوئے ہیرے بالکل اصلی معلوم ہوتے مثلاً ارباب مشاہدہ اصلی اور نقلی لعل میں بدیں گونہ تمیز کرتے ہیں۔

اصلی لعل

شکل بے قاعدہ۔ اکثر بھونڈا۔ اور بعض دفعہ متزاد یہ لعل کا مختلف حصوں میں رنگ بہت دفعہ مختلف ہوتا ہے۔ پٹیاں یا متوازی یا بے قاعدہ۔ کھیرا بالکل سیدھا یا متزاد یہ مختلف قد و قامت کے ذرے بیقاعدگی سے مرتب تین مختص اعراف تین متوازی گیس مرتب ہو منعکس چمک روشنی میں دیتی ہیں (باقی پھر)

۲۲ اپریل ۱۹۴۸ء — رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۱

ایڈیٹر مینیجر عبدالمجید صاحب

THE PAISA AKHBAR URDU WEEKLY LAHORE

پیسہ اخبار لاہور

یادگار حاجی مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم

پناہ گزین بچے پاکستان کی قومی دولت ہیں (لیاقت علیخاں)

وزیر اعظم پاکستان گنگا رام ریفوجی ہوم میں

لاہور ۱۷ اپریل۔ لاہور میں پناہ گزینوں کے یتیم بچوں کو مخاطب کرتے ہوئے آج وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خان نے فرمایا کہ وہ پاکستان کی قومی دولت ہیں۔ اور انہیں اسی حیثیت سے نشو و نما دی جائے گی۔ وزیر اعظم گنگا رام پناہ گھر کے بچوں کو خطاب کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں ایک لمحہ کے لئے یہ تصور نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ تمہارے والدین نہیں رہے۔ اور اب دنیا میں آپ کی نگہداشت کرنے والا کوئی نہیں رہا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم آپ کی فلاح و بہبود کا ہمیشہ خیال رکھیں گے۔ وزیر اعظم پاکستان نے یتیم خانہ کی منتظمہ کو قابل تعریف غذائی اور رہائشی انتظامات پر اور بچوں کے ساتھ محبت اور سلوک الفت پر مبارکباد پیش کی اور فرمایا کہ خدمت انسانی سب سے بڑی عبادت ہے۔ اور جو اصحاب اس اعلیٰ فرض کی ادائیگی پر لگے ہوئے ہیں ان کی خدمات رائیگاں اور بے ثمر نہیں رہیں گی۔

حکومت ہند نے فوجی سامان اور دیگر لازمی اشیاء کی درآمد میں خلل اندازی کی

حکومت نظام کیطرف سے حکومت ہند پر سابق معاہدہ کی خلاف ورزی کے جوابی الزامات

حیدر آباد ۷ اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ حیدر آباد میں ہندوستان کے ایجنٹ جنرل مسٹر کے ایم منشی نے ۲۶ مارچ کو حکومت ہند کی طرف سے جو سفارتی مراسلہ پیش کیا تھا۔ آج حکومت نظام نے اس کا جواب نواب یوسف یار جنگ بہادر ڈپٹی ایجنٹ جنرل حیدر آباد کی وساطت سے ارسال کر دیا ہے۔ نواب یوسف یار جنگ آج بذریعہ طیارہ حیدر آباد سے دہلی روانہ ہو گئے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس مراسلہ کے ذریعہ مندرجہ ذیل اسلوب میں حکومت نظام کی روش کی وضاحت کی گئی ہے۔ اولاً حکومت نظام نے حکومت پاکستان سے یہ درخواست کر کے اپنی خیر اندیشی کا ثبوت دیا ہے۔ کہ حکومت نظام کی بیس کروڑ کی مالیت کی ان ضمانتوں کو نقدی میں تبدیل نہیں کیا جائے جو وہ حکومت پاکستان کے نام منتقل کر چکی ہے۔ ثانیاً حکومت نظام نے گذشتہ دسمبر کے حکمنامہ کو بھی واپس لے لیا ہے۔ جس میں ریاست کی حدود میں ریاستی سکہ کے علاوہ کسی اور سکہ کے استعمال کو مستوجب سزا قرار دیا گیا تھا۔ اب ریاست کے باہر سے آنے والے مسافروں کو اور سیاحوں کو روپے کے لین دین میں دقت پیش نہ آئے گی۔ ثالثاً ریاست سے چاول کی برآمد کی پابندیاں بھی نرم کر دی گئی ہیں۔ مجلس اتحاد المسلمین رضا کار جماعت کی موقوفی کے سوال پر حکومت نظام نے لکھا ہے۔ کہ یہ جماعت کئی برسوں سے قائم ہے۔ اور ریاست میں اشتراکیوں کی سرگرمیوں کی وجہ سے حال ہی میں اس جماعت نے اہمیت حاصل کر لی ہے۔ ہندوستان اور حیدر آباد کے مابین مستقل دوستانہ تعلقات کے قیام۔ سرحدی تنازعات کے خاتمہ اور اشتراکی خطرہ کے انسداد کے بعد اس جماعت کی اہمیت معدوم ہو جائے گی اور اس کا وجود خود بخود ختم ہو جائے گا۔ حکومت نظام نے اپنے جواب میں حکومت ہند پر بھی سابق معاہدہ کی وضاحت کی خلاف ورزی کے جوابی الزامات عائد کئے ہیں۔ حکومت ہند پر الزام لگایا گیا ہے۔ کہ اس نے حکومت نظام کو طبی سامان۔ کیمیائی مرکبات۔ لوہا۔ فولاد۔ موٹریں اور لاریاں درآمد کرنے کی سہولتیں دینے سے گریز کیا۔ ریاست کے اندرونی نظم و نسق کو برقرار رکھنے کے لئے حیدر آباد میں پولیس اور فوج کو فوجی سامان اور اسلحہ فراہم کرنے سے انکار کیا۔ حکومت نظام کے آئینی مشیر سر والٹر مانکٹن بذریعہ طیارہ دہلی روانہ ہو گئے ہیں۔ جہاں وہ

گورنر جنرل ہندوستان اور دوسرے حکام سے تبادلہ خیالات کریں گے۔ حیدر آباد میں ہندوستانی ایجنٹ جنرل مسٹر کے ایم منشی بھی کل مباحث میں شرکت کے لئے دہلی سے حیدر آباد روانہ ہو جائیں گے۔

مسئلہ کشمیر کا فیصلہ میدان جنگ میں اور صرف آپ ہی کے حق میں ہوگا

اوڑی کے محاذ پر آزاد کشمیر افواج سے سردار ابراہیم کا خطاب

لاہور ۷ اپریل۔ کشمیر مسلم کانفرنس کے دفتر نشر و اشاعت لاہور کا ایک پریس نوٹ مظہر ہے کہ آزاد کشمیر حکومت کے صدر سردار محمد ابراہیم اوڑی محاذ کے جنگی ہیڈ کوارٹر کے معائنہ پر تشریف لے گئے تھے۔ جہاں آپ نے آزاد افواج کے افسروں اور سپاہیوں سے ملاقات کی۔ آزاد افواج نے سردار محمد ابراہیم کا نہایت پر جوش خیر مقدم کیا۔ اور انہوں نے میدان جنگ کی اگلی چوکیاں۔ سپلائی کے ڈپو اور کیمپ دیکھے جہاں آپ نے بارہ اور چودہ سال کے لڑکوں کو سنتری اور گشت کے فرائض انجام دیتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے بعض مقامات پر ملیوں کے ان سپاہیوں کا بھی معائنہ فرمایا۔ جو دشمن کے شدید ہوائی حملوں کے باوجود شہری رضا کاروں کی مدد سے تیار کئے گئے تھے۔ آزاد حکومت کے صدر مجاہدین کی مستعدی اور ان کے اعلیٰ حوصلوں کو دیکھ کر از حد متاثر ہوئے۔ افواج کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ آپ اس سرزمین کی اصلی نجات دہندہ ہیں آپ کی قربانیاں آئندہ نسلوں کے لئے سرمایہ افتخار ثابت ہوں گی آپ ایک برحق نصب العین کے لئے لڑ رہے ہیں

چینی قرارداد پنڈت نہرو اور لیاقت کی پالیسی

لندن ۲۹ مارچ۔ اسٹار کا سیاسی نامہ نگار مقیم لیک سکسس رقمطراز ہے۔ کہ کشمیر میں استصواب رائے کی چینی تجویز کو پاکستان کا وفد شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھ رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جنرل چیانگ کائی شیک پنڈت نہرو کے پرانے دوست ہیں۔ اور اس کی وجہ سے پاکستانی نمائندے استصواب رائے کی تجویز کو دہلی اور چنکنگ کے درمیان طے شدہ سکیم تصور کر رہے ہیں۔ لیکن اس بات میں شبہ ہے کہ بدھ کے روز جب مجلس تحفظ کا صدر چین کی بجائے کولمبیا کا نمائندہ ہوگا۔ تو فضا کچھ بہتر ہو جائے گی۔ اس تجویز کا کہ استصواب رائے کی تکمیل تک پورے کشمیر پر ہندی فوجوں کا کنٹرول رہے۔ پاکستان خاص طور پر مخالف ہے۔ یہاں یہ محسوس کیا جا رہا ہے۔ کہ اگر پاکستانی فوجوں کو بھی اس کام میں شرکت کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ تو وہ قبائلی سپاہیوں کو خاموش کرنے کے سلسلہ میں بہت کچھ کر سکیں گے۔

پنڈت جواہر لال نہرو اور راجہ غضنفر علی خاں میں تبادلہ خیالات

مشرقی پنجاب کی ریاستوں سے مغویہ عورتوں کو بحفاظت بھیجنے کا وعدہ

لاہور ۲۹ مارچ۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ وزیر اعظم ہندوستان پنڈت جواہر لال نہرو نے پاکستان کے وزیر مہاجرین راجہ غضنفر علی خان کو یہ یقین دلایا ہے کہ وہ (نہرو) مشرقی پنجاب کی ریاستوں (الور۔ بھرت پور) سے مغویہ مسلم عورتوں کو برآمد کر کے انہیں بحفاظت پاکستان بھیجنے میں پوری امداد کریں گے۔ آج پنڈت نہرو اور راجہ غضنفر علی خان کے درمیان ٹیلیفون پر گفتگو ہوئی جس میں راجہ صاحب نے بتایا کہ پاکستانی فوج کے دستے اور رضا کار جالندھر بھیجے ریاستی حکام کے احکام کے قطعی طور پر منتظر ہیں۔ راجہ صاحب نے پنڈت نہرو پر زور دیا کہ وہ پٹیالہ کے مسلمان فوجیوں اور ان کے اہل و عیال کے معاملہ کی طرف توجہ مبذول فرمائیں اور انہیں جلد از جلد پاکستان بھجوانے کا انتظام کریں۔ اس پر پنڈت نہرو نے فوری اقدامات کا وعدہ کیا۔

مہاراجہ کشمیر پٹیالہ کی طرح کشمیر کے مسلمانوں کا وجود بھی ختم کر دینا چاہتا تھا

کشمیر کی موجودہ جنگ عوام کے انقلاب کا نتیجہ ہے (میجر شاہنواز)

لاہور ۲۵ مارچ۔ سابق آزاد ہند فوج کے میجر جنرل شاہنواز نے "اسٹار" سے ایک انٹرویو میں قضیہ کشمیر کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ الحاق کے سوال کا فیصلہ ریاست کے عوام کو کرنا چاہیئے۔ استصواب سے قبل ہندی فوج جملہ آور فوج اور اگر کوئی پاکستانی فوج ہو تو اسے کشمیر کا علاقہ خالی کر دینا چاہیئے۔ اور کشمیر میں ریاستی نمائندوں کا ایک مخلوط انتظام قائم ہونا چاہیئے۔ انہوں نے بتایا کہ چونکہ شیخ عبداللہ کی حکومت مقبول نمائندوں پر مشتمل نہیں ہے۔ اس لئے وہ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ میجر جنرل شاہنواز نے بتایا کہ گاندھی جی کے قتل سے قبل ہندی دار الحکومت کے دورہ کے دوران میں انہوں نے قضیہ کشمیر کے قضیہ کو جلد سے جلد طے کرانے کے لئے ایک میمورنڈم پیش کیا تھا۔ انہوں نے اپنے میمورنڈم میں بیان کیا تھا کہ کشمیر کی گڑبڑ حملہ آور قبائلیوں کی وجہ سے ظہور میں نہیں آئی تھی۔ بلکہ وہ ریاستی عوام کی ایک عوامی شورش کا نتیجہ ہے۔ اس میمورنڈم میں بتایا گیا تھا۔ کہ مہاراجہ نے بذات خود کشمیر کے ایک بڑے علاقہ کا دورہ کیا تھا۔ اور کپورتھلہ اور پٹیالہ کی طرح کشمیر میں بھی مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے غیر مسلموں میں اسلحہ تقسیم کئے گئے تھے۔ اس میمورنڈم کے بعد ہی گاندھی جی نے فرمانروائے کشمیر کو ریاست چھوڑ دینے کا مشورہ دیا تھا۔

جہاد کشمیر میں صرف کشمیری عوام کا جذبہ ایثار ہی ایک فیصلہ کن عنصر ثابت ہوگا

مسلمانوں کو حفاظتی کونسل سے انصاف کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے (فیروز خاں نون)

لاہور ۲۵ مارچ۔ کشمیر کی آزادی ایک نذرانہ کے طور پر پیش نہیں کی جائے گی۔ بلکہ ان کشمیری مسلمانوں کے شاندار اور مردانہ جد و جہد کے بعد حاصل ہوگی۔ جو اپنی جنگ آزادی کو جاری رکھنے کا عزم صمیم کئے ہوئے ہیں۔ چاہے اس میں دس یا بیس برس ہی کیوں نہ بیت جائیں۔ یہ الفاظ ملک فیروز خاں نون نے ایک عوامی اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے فرمائے۔ جو آج لاہور میں مسئلہ کشمیر کے متعلق چینی فارمولا کے خلاف اظہار احتجاج کے طور پر منعقد کیا گیا تھا۔ ملک فیروز خاں نون نے متنبہ کیا۔ کہ مسلمانوں کو حفاظتی کونسل سے کسی انصاف اور غیر جانبداری کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔ اور صرف اپنی قوت پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کہ کشمیر کی جنگ میں آزادی حاصل کرنے کے لئے صرف عوام کشمیر کا جذبۂ ایثار و قربانی ہی فیصلہ کن عنصر ثابت ہوگا۔ ملک صاحب نے حکومت پاکستان کو بھی متنبہ کیا کہ اُسے محض مفاہمت حاصل کرنے کی خاطر ایسی کوئی تجویز قبول نہیں کرنی چاہیئے جس کے ماتحت جموں و کشمیر کا کوئی حصہ ہندوستان کو دینا پڑتا ہو۔

...میں اپنے ہم مذہبوں کی آزادی کی خاطر لڑ رہے ہیں۔ اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کئے بغیر...
اجتماع نے ایک قرارداد منظور کی جس میں چینی قرارداد پر لعنت بھیجی گئی۔

پونچھ کی ہندوستانی فوجوں نے ہتھیار ڈال دیئے

راولپنڈی (بذریعہ ٹیلیفون) ۲۹ مارچ۔ تراڑکھیل سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ پونچھ کی ہندوستانی فوجوں نے پانچ ماہ کے محاصرہ کے بعد آخر آزاد کشمیر کی فوجوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ آزاد کشمیر ہیڈ کوارٹرز سے ابھی اس سلسلہ میں کوئی اعلان شائع نہیں ہوا۔ لیکن اس سے قبل یہ اطلاع مل چکی ہے۔ کہ پونچھ کی ہندوستانی فوج کئی روز سے قلت خوراک کی وجہ سے نا قابل کار ہو چکی تھی اور اس کی حالت پتلی ہو گئی تھی۔ تازہ اطلاع کے مطابق یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندوستانی فوج نے تنگ آ کر ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ لیکن ابھی اس اطلاع کی سرکاری طور پر تصدیق نہیں ہوئی۔

تو پاک باش برادر مدار از کس باک / زنند جامۂ ناپاک گازراں بر سنگ

پیسہ اخبار لاہور

قیمت سالانہ چار روپے (للعہ) حجازی پریس بیرون موری گیٹ لاہور میں چھپوا کر میاں عبد المجید صاحب ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے دفتر پیسہ اخبار لاہور سے شائع کیا

نمبر ۱۶ | ۲۴ اپریل سنہ ۱۹۴۸ء | جلد ۶۲

پاکستان کی مالی حالت

کسی ملک کی خوشحالی مستقبل کا اندازہ اُس کی تجارت برآمد و تجارت درآمد کے توازن سے ہی کیا جا سکتا ہے۔ پاکستان کے متعلق دشمنوں کا پروپیگنڈہ یہ تھا۔ کہ یہ مالی لحاظ سے ایک دیوالیہ ملک ہوگا۔ یہ پراپیگنڈہ جون جولائی ۱۹۴۷ء میں ہی شروع ہو گیا تھا۔ اور کئی ماہ تک بڑے زور شور سے جاری رہا۔ لیکن ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے ۳۱ دسمبر ۱۹۴۷ء تک پاکستان کی تجارت درآمد اور تجارت برآمد کے جو اعداد و شمار شائع ہوئے ہیں وہ بیحد مسرت افزا ہیں۔ ان سے ہمیں یہ امر ثابت ہو گیا۔ کہ پاکستان کی مالی حالت ہندوستان سے زیادہ اطمینان بخش ہے۔ اس عرصہ میں پاکستان سے ۲۲ کروڑ روپیہ کا مال باہر گیا۔ ۱۵ کروڑ کا مال کراچی سے اور ۷ کروڑ کا چٹاگانگ سے برآمد ہوا اس کے مقابلہ پر ۹ کروڑ کا مال پاکستان میں درآمد کیا گیا چھ کروڑ کا کراچی سے اور تین کروڑ کا چٹاگانگ سے یعنی اس عرصہ میں ۱۳ کروڑ کا توازن پاکستان کے حق میں رہا۔ معمولی عقل کا آدمی بھی اندازہ کر سکتا ہے کہ پاکستان کا مالی مستقبل کتنا شاندار ہے یہ اعداد و شمار اس مدت کے ہیں جو قطعاً نارمل نہیں تھا حالات بہتر ہوئے تو پاکستان کی کرنسی کا شمار دنیا کی مضبوط ترین کرنسیوں میں ہوگا۔

قائد اعظم کے ارشادات

ہندوستانی فوجوں کی بربریت

فلسطین کی صورت حال

پاکستان کی خبریں

مہاجرین کے واقعات کی تاریخ

قلات

عوام کی خدمت کیجئے

سیف الدین کچلو

ہندوستان اور پاکستان کے مابین مستقل فضائی معاہدہ قلم بند ہو گیا

ہندوستان اور پاکستان کے مابین مستقل فضائی معاہدے کے لئے ہندوستانی اور پاکستانی مندوبین میں گفت و شنید مکمل ہو گئی ہے۔ اور اب دونوں حکومتوں کی رسمی تصدیق باقی رہ گئی ہے۔ پاکستانی نمائندہ وفد کے لیڈر مسٹر ایم۔ زبیری آئی۔ سی۔ ایس نے ایسوسی ایٹڈ پریس کو بتایا کہ گفت و شنید خوشگوار اور دوستانہ ماحول میں ہوئی۔ اندرون ملک میں فضائی آمد و رفت کے متعلق ہندوستان اور پاکستان کی خاص ضروریات وغیرہ کے متعلق کھلے دل سے بحث ہوئی۔ اور ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو سمجھنے کی پوری کوشش کی گئی۔ اس معاہدہ کے مطابق ہندوستان کو پاکستان میں پندرہ ہوائی راہیں استعمال کرنے کی اجازت ہوگی۔ ان میں سے تین راہیں مشرق وسطیٰ کی طرف اور ایک جزائر برطانیہ کی طرف ہوگی۔ گفت و شنید جو بروز شنبہ ہوئی اس میں اورینٹ ایرویز کے لئے پاکستان کی طرف سے دہلی۔ کلکتہ۔ ڈھاکہ کی ہوائی راہ کے مطالبہ پر جو اختلاف رائے پیدا ہو گیا تھا۔ اسے بعد میں نظر انداز کر دیا گیا۔ معاہدہ کا مسودہ اس معاہدہ کی اساس پر مرتب کیا گیا ہے۔ جو ۱۴ نومبر ۱۹۴۶ء کو متحدہ حکومت ہند اور حکومت امریکہ کے مابین قلم بند کیا گیا تھا پاکستان اور ہندوستان کے مابین عارضی فضائی معاہدہ کی میعاد ۳۱۔ مارچ ۱۹۴۸ء کو ختم ہو گئی تھی۔ لیکن موجودہ مستقل معاہدہ پر دونوں حکومتوں کی تصدیق تک عارضی معاہدہ کی میعاد میں توسیع کر دی گئی ہے۔

حکومت مغربی پنجاب فصل اترنے پر پانچ لاکھ ٹن گیہوں خریدے گی

غلہ کی فراہمی کے لئے کسی ایک ایسوسی ایشن کو اجارہ نہیں دیا جائیگا

لاہور ۲۳ اپریل۔ مغربی پنجاب کی حکومت نے نئی فصل پر پانچ لاکھ ٹن گیہوں خریدنے کا فیصلہ کیا ہے۔ زیر تجویز ہے۔ کہ میانوالی اور سرگودھا کے اضلاع میں چالیس ہزار ٹن چنا خریدا جائیگا۔ آئندہ کوئی کمیشن ایجنٹ یا کانٹراکٹر کے ایجنٹ مقرر نہیں کئے جائیں گے۔ حکومت گیہوں اور چنا صوبائی ہندوستاک کے لئے براہ راست کواپریٹو دکانوں اور منڈیوں میں مختلف منظور شدہ کچے آڑھتیوں سے خریدے گی۔ کسی واحد ...

والی قلات نے پاکستان سے شرکت کے اقرار نامہ پر دستخط کر دیئے ہیں!

گجرات کی گذشتہ تاریخ اس ہولناکی کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے

پٹیالہ فوج کے مسلمان ارکان کی رہائی

شرق اردن اور برطانیہ

عراق اور برطانیہ کے مابین جو معاہدہ ہوا تھا۔ اسے خود عراقیوں ہی نے مسترد کر دیا مگر شرق اردن اور برطانیہ کا معاہدہ [illegible] دوسر [illegible] کے دباؤ کی وجہ سے مسترد ہو۔ عراقی [illegible] نے اپنی حکومت کو مجبور کر دیا تھا کہ وہ اس معاہدہ پر خطِ تنسیخ پھیر دے۔ مگر شرق اردن میں سیاسی شعور کی کمی کی وجہ سے [illegible] اتنی منظم و موثر نہیں۔ مگر دوسرے ملکوں میں اس معاہدہ پر بڑی ناراضگی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ہاشمیوں اور آلِ سعود کی رقابت تو خیر پرانی چیز ہے۔ مصر۔ شام اور لبنان میں بھی اس معاہدہ کو پسند نہیں کیا گیا اور عرب سیاسی حلقوں کی عام رائے یہ ہے۔ کہ شاہ عبد اللہ نے شرق اردن کو برطانیہ کے ہاتھ بیچ ڈالا ہے۔

انگریز نمائندے

بات بہت کڑوی ہے۔ مگر ہے سچی اس لئے کہنے پر مجبور ہیں۔ آج کل ہندوستان اور پاکستان کے درمیان جائدادوں اور املاک وغیرہ کے تبادلہ اور دوسرے متعلقہ مسائل پر غور کرنے کے لئے جو کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں۔ اُن میں پاکستان کا پہلو ہمیشہ دبتا ہوا ہی نظر آتا ہے۔ حالانکہ اسے بھاری ہاتھ اوپر ہونا چاہیے تھا۔ جب تک [illegible] آبادی کا مسئلہ درپیش تھا مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ اس کے برعکس مغربی پنجاب میں تخلیہ کے منتظر ہندو بہت کم تھے۔ اس لئے ہندوستان (یا مشرقی پنجاب کہہ لیجئے) نے اس معاملہ میں بڑی غیر معقول روش اختیار کی اور ہمیشہ اور ہر قدم پر پاکستان کو دبانے کی کوشش کی۔ پاکستان کے زیادہ آدمی مشرقی پنجاب میں گھرے ہوئے تھے۔ اس لئے پاکستان مجبور تھا۔ چنانچہ ہمارے نمائندوں نے ہر قدم پر پاکستان کے لئے مشرقی پنجاب کے ہر مطالبہ پر سرِ تسلیم خم کر دیا۔ حتیٰ کہ ہم نے ماسٹر تارا سنگھ جیسے نامعقول شخص کی بھی اس زمانہ میں ناز برداری کی۔ مگر اب پوزیشن بالکل مختلف ہے۔ اب جائداد اور املاک کا مسئلہ زیرِ غور ہے۔ مشرقی پنجاب میں مسلمان جو جائداد چھوڑ کر آئے ہیں۔ مغربی پنجاب کے ہندوؤں نے اس کے مقابلہ پر بہت زیادہ جائداد چھوڑی ہے۔ ان کانفرنسوں میں پاکستانی نمائندوں کا ہاتھ اوپر ہونا چاہیے تھا۔ مگر اب بھی ہندوستانی نمائندے فریقِ غالب نظر آتے ہیں۔ ہمارے خیال میں اس کی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جہاں ان کانفرنسوں میں ہندوستان کی نمائندگی ہندو کرتے ہیں۔ وہاں پاکستان کی طرف سے صرف تفاصیل طے کرنے کے لئے بلکہ بعض اوقات جزئیات طے کرنے کے لئے بھی انگریز افسر [illegible] جاتے ہیں۔ یہ اربوں روپے کے ہیر پھیر کا معاملہ ہے اور اس میں معمولی جزئیات سے [illegible] پاکستانیوں کو کروڑوں روپے نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ہم انگریز افسروں کی نیت پر حملہ کرنا نہیں چاہتے۔ مگر جو درد اور احساس ہندو نمائندوں کے دل میں ہے۔ پاکستان کے انگریز نمائندوں کے دل میں اس کا عشرِ عشیر بھی نہ ہوگا۔ اور اس میں ان کا کوئی قصور نہیں۔ ہندو نمائندے اس معاملہ میں نفع نقصان کو اپنا ذاتی نفع نقصان سمجھتے ہیں اور ایک ایک پیسہ کے لئے اس طرح جھگڑتے ہیں۔ [illegible] ان کا اپنا ذاتی روپیہ ہے۔ انگریز نمائندوں میں یہ بات کہاں؟

ممالک خارجہ میں پبلسٹی

سمندر پار ملکوں میں ہندوستان نے اپنے پراپیگنڈہ کے وسیع انتظامات کر رکھے ہیں۔ اور یہ انتظامات نئے نہیں اس وقت سے چلے آتے ہیں جب کانگرس ایک سیاسی ادارہ کی حیثیت سے اپوزیشن میں تھی۔ اب جب کہ کانگرس ایک حکومت بن چکی ہے۔ اُس نے ان پرانے روابط سے برابر بڑا فائدہ اٹھایا ہے۔ اور سرکاری سرپرستی اور حکومتی سرمایہ کی مدد سے دوسرے ملکوں میں ہندوستان کے سیاسی پراپیگنڈہ کو بڑی تقویت پہنچی ہے۔ یہ ہندوستانی کانگرسی پراپیگنڈہ کا ہی کمال تھا۔ کہ دُنیا کے سب ملکوں حتیٰ کہ مشرقِ وسطیٰ کے اسلامی ملکوں میں بھی مسلم لیگ کو برطانوی حکومت کی ایجنٹ اور پاکستان کو ایک برطانوی سٹیٹ سمجھا جاتا رہا۔ اس پراپیگنڈہ کا تماشا یہ ہے کہ اگست ۱۹۴۷ء میں مسلمانوں پر جو قیامت ٹوٹی گئی باہر کے ملکوں میں اس کے متعلق جو خبریں شائع ہوئیں ان میں مسلمانوں کو ہی ظالم قرار دیا گیا۔ مگر ہندوستانی حکومت اپنی اس پراپیگنڈہ مشنری سے بھی مطمئن نہیں اور فیصلہ کیا گیا ہے کہ آئندہ سال غیر ملکی پبلسٹی پر تیس لاکھ روپیہ خرچ کیا جائے۔ یعنی اس سال کے بجٹ (۱۲ لاکھ روپیہ) سے اڑھائی گنا رقم۔ اس وقت جن ملکوں میں ہندوستان کے باقاعدہ پراپیگنڈہ دفتر موجود ہیں۔ ان کے علاوہ چین۔ آسٹریلیا۔ ملایا۔ مشرقی افریقہ۔ برما۔ کینیڈا۔ ایران۔ انڈونیشیا [illegible] فرانس۔ پاکستان۔ افغانستان۔ مصر۔ جاپان لنکا اور صیام میں ہندوستان کی طرف سے باقاعدہ دفتر اطلاعات کھولے جائیں گے۔ دوسری طرف پاکستان کا اس معاملہ میں کیا حال ہے؟ دوسرے ملکوں کو تو چھوڑیئے قاہرہ۔ لندن اور نیویارک تک میں پاکستان کی طرف سے پبلسٹی کا کوئی انتظام نہیں۔ پاکستان کے علمہ اطلاعات کی طرف سے امریکہ اور کینیڈا میں بعض دفتروں اور افراد کو ہر روز ایک سرکاری بلیٹن ہوائی جہاز کے ذریعہ سے بھیجا جاتا ہے۔ مگر اس بلیٹن میں حکومتِ پاکستان کے سرکاری محکموں کے اعلانات اور پاکستان (کشمیر) کے موسم کے سوا کچھ درج نہیں ہوتا۔ یہ بلیٹن ہر روز پاکستان کے اخبارات کو بھی بھیجے جاتے ہیں۔ اور یہ اس قدر بیکار ہوتے ہیں۔ کہ اخبارات کے دفاتر میں ان کا واحد مصرف یہ ہے۔ کہ ان کی سلپیں بنا کر ان سے لکھنے کے کاغذ کا کام لیا جاتا ہے۔ مگر اس فضول بلیٹن کو ہر روز امریکہ پہنچانے کے لئے ہزاروں روپیہ صرف ڈاک کے ٹکٹوں پر برباد کیا جاتا ہے۔ امریکہ سے ہمارے نامہ نگار نے ہمیں بعض ایسے لفافے بھیجے ہیں۔ جن پر بارہ تیرہ روپے کے ٹکٹ چسپاں ہیں۔ اور جن کے اندر یہ بلیٹن ملفوف ہے۔ جس کی قیمت تیرہ پائی بھی نہیں۔ ہماری غیر ملکی پبلسٹی کی حالت قابلِ رحم کا اندازہ اس سے کیجئے کہ کشمیر کے متعلق بھی ہم امریکہ میں کا حقہ اور مناسب چھوڑ معمولی پبلسٹی بھی نہیں کر سکے۔ امریکہ اور یو۔ این۔ او کی سیاسی حلقے ابھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ جموں کے صوبہ میں ہندوؤں کی اکثریت ہے۔ یو۔ این۔ او میں ہمارے وفد نے بڑا مفید کام کیا۔ مگر اس وفد کے پبلسٹی سیکشن کا کام صفر بھی نہیں۔ پبلسٹی کی اہمیت اور ضرورت محتاجِ بیان نہیں۔ اس لئے اس موضوع پر بحث بیکار ہے۔ پاکستان اپنے متعلق جھوٹ بولنے کے لئے نہیں مگر دوسروں کے پھیلائے ہوئے جھوٹ کو رد کرنے اور دُنیا کے سامنے صحیح حالات رکھنے کے لئے تو پبلسٹی کا کام اور انتظام کرے۔

ہندوستان اور پاکستان

ہند اور پاکستان میں ظاہری طور پر اس وقت جو واقعات ہو رہے ہیں۔ انہیں دیکھ کر کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ سچ ہے کہ قدیم ہندوستان آزاد ہو گیا ہے۔ انگریز چلے گئے ہیں۔ لیکن یہ سرزمین تقسیم ہو گئی ہے۔ اس کا مستقبل تاریکی میں لپٹا ہوا ہے۔ اور کوئی آدمی اس تاریکی کو چیر نہیں سکتا۔ لیکن اگر تمام صورتِ حالات کا تجزیہ کیا جائے تو حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اگرچہ قدیم ہندوستان تقسیم ہو چکا ہے۔ مستقبل غیر یقینی ہے۔ لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ انگریز جا چکے ہیں۔ ہند اور پاکستان اب آزاد ہیں ان میں ایک نئی سپرٹ پیدا ہو گئی ہے۔ ان کے باشندوں میں ایک نیا جوش بھر گیا ہے۔ انہوں نے عظمت حاصل کرنے کا عزم کر لیا ہے۔ یہی جوش یہی عزم آج کی دونوں ڈومینیوں پر بھی برسرِ کار ہے۔ کوئی بھی حساس انسان جو تھوڑے سے عرصے کے لئے کراچی اور دہلی آئے۔ وہاں وہ لوگوں کے اس جوش عزم کو محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ظاہراً ہندوستان اور پاکستان ایک دوسرے سے جنگ آزما دکھائی دیتے ہیں اقتصادی علیحدگی یقینی ہے۔ مادی نقطہ نظر سے دیکھا جائے۔ تو ان دونوں ڈومینیوں میں بھی چین کی سی خانہ جنگی ناگزیر ہے۔ تاہم نئے ہند اور نئے پاکستان میں عظیم روحانی طاقتیں کارفرما ہیں۔ یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ یہ روحانی طاقتیں برسرِعمل تخریبی عناصر پر غالب آئیں گی یا نہیں۔ لیکن موجودہ صورتِ حالات کا صحیح جائزہ لینے کے لئے ان روحانی عناصر کو مدِنظر رکھنا ضروری ہے۔

اندرونی معاملات

سب سے پہلا سوال امن کا ہے۔ کیا انگریز کے چلے جانے کے بعد بھی ہند اور پاکستان میں عورتیں اور مرد حفاظت سے چل پھر سکتے ہیں۔ اس سوال کا جواب کافی تسلی بخش ہے۔ تقسیم کے باعث پیدا شدہ مشکلات کے باوجود دونوں ڈومینیوں میں پولیس اچھی طرح کام کر رہی ہے کم از کم کلکتہ۔ مدراس اور بمبئی کی پریذیڈنسیوں میں صورتِ حالات نارمل ہے۔ کلکتہ میں اکا دکا واقعات ہو جاتے ہیں۔ لیکن موجودہ صورتِ حالات پہلے کے سال سے کہیں بہتر ہے۔ کراچی میں بھی ایک قابلِ افسوس واقعہ کے سوا امن ہے۔ اگرچہ زیادہ تر ہندو خوف زدہ ہو کر شہر چھوڑ گئے ہیں۔ دہلی میں گاندھی کے قتل کے بعد حالات کچھ سنبھلے تھے۔ لیکن پھر خراب ہو رہے ہیں۔ جب تک سکھوں کو دہلی سے خارج نہیں کیا جائے گا۔ دہلی میں چین نہیں ہو سکتا۔ پنجاب میں صورتِ حالات قدرے مختلف ہے۔ تقریباً اسی لاکھ مسلم اور ہندو سکھ نقل مکانی کر چکے ہیں اس وقت مغربی پنجاب میں کوئی ہندو سکھ نہیں اور مشرقی پنجاب سے بھی قریباً سب مسلمان جا چکے ہیں۔ دونوں علاقوں میں امن قائم ہو رہا ہے۔ جب تک پنجاب اور ہندوستان میں ریل جاری نہیں ہوتی حالات درست نہیں ہو سکتے۔ دوسرا مسئلہ سکھوں کا ہے۔ اس وقت ۶۰ لاکھ کے قریب سکھ دہلی میں اور امرتسر کے درمیانی تنگ علاقہ میں بس گئے ہیں۔ ہند اور پاکستان دونوں ان کے متعلق فکرمند ہیں۔ سکھوں نے ہزاروں ہندوؤں اور مسلمان عورتوں کو اغوا کر لیا ہے۔

تیسرا مسئلہ اشتراکیت ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی کس کے اشارہ پر چل رہی ہے۔ کانگرس پارٹی نے کمیونسٹوں کے خاتمہ کے لئے کام شروع کر دیا ہے کہا نہیں جا سکتا۔ کہ اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔ بہرحال دونوں کو اس سے خطرہ ہے۔ اور ہندوستان بھی محسوس کرتا ہے۔ سب سے اہم داخلی مسئلہ قابل اور موثر ایڈمنسٹریشن کی قائمی ہے۔ تربیت یافتہ افسروں کی بہت کمی ہے۔ یہ کمی دور کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں۔ جب تک کہ پاکستان سول سروس اپنے آئی۔ سی۔ ایس تیار نہیں کرتی

ہند اور پاکستان کے تعلقات

دونوں ڈومینیوں میں ایک دوسرے سے بہت زیادہ نفرت پائی جاتی ہے۔ کراچی والے الزام لگاتے ہیں۔ کہ حکومت کے سامان کی تقسیم کے سلسلے میں پاکستان سے انصاف نہیں کیا گیا ہند میں فوجی سامان مہیا کرنے کے متعلق وعدہ پورا نہیں کیا۔ اور جوناگڑھ اور کشمیر میں پاور پالیٹکس کھیلتا رہا ہے۔

دہلی والے شکایت کرتے ہیں۔ کہ پاکستان کو کوئی حق نہ تھا۔ جوناگڑھ کو پاکستان میں شامل کرے۔ کیونکہ اس کی آبادی زیادہ تر ہندو ہے۔ اور اس کے چاروں طرف ہندو یونین کا علاقہ ہے۔ اگرچہ کشمیر میں خود ہند یونین نے ایسا کیا ہے پاکستان نے قبائیلیوں کو کشمیر پر حملہ کرنے کے لئے مشتعل کیا اور بین الاقوامی معاہدہ کے باوجود پاکستان نے پوربی بنگال سے کلکتہ کو پٹ سن کی برآمد پر ڈیوٹی لگا دی ہے۔

پاکستان سمجھتا ہے۔ کہ ہند کی کوشش یہی ہے۔ کہ اسے کچل دیا جائے۔ اور ہند کے ہندو اب بھی خیال کرتے ہیں۔ کہ ہند کی تقسیم نہیں ماننی چاہیے تھی۔ پنجاب والے اپنی سرحد کی بے امانی پر شور کر رہے ہیں۔

کشمیر کا مسئلہ

تاہم ایک روشن پہلو یہ ہے۔ کہ دونوں ملک یہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ شمال مغربی سرحد کی حفاظت غیر ممکن ہے۔ جب تک ہند اور پاکستان میں حقیقی سمجھوتہ نہیں ہو جاتا۔ یہ سمجھوتہ کشمیر کا مسئلہ حل ہو جانے کے بعد ہی ہو سکتا ہے انڈی پنڈنس بل میں ہندوستانی ریاستوں کو آزادی دے دی گئی تھی۔ کہ وہ چاہیں تو ہند میں شامل ہو جائیں اور یا پاکستان میں جذب ہو جائیں۔ یا اپنی علیحدہ حیثیت قائم رکھیں۔ یہ صاف ظاہر تھا۔ کہ ریاستوں کی ہند یا پاکستان میں شمولیت کے وقت تین عناصر زیرِ غور رکھے جائیں گے۔ مذہبی اور جغرافیائی پوزیشن اور حکمران کا رویہ کشمیر کے معاملہ میں پہلے دونوں امور پاکستان کے ساتھ شمولیت کے حق میں تھے۔ ریاست کی آبادی کا تین چوتھائی کے قریب مسلمان ہے۔ اگرچہ جموں شہر میں ہندوؤں کی اکثریت ہے۔ مذہبی بنا پر ایک غیر جانبدار ٹریبونل کیا کرے۔ کشمیر کو پاکستان میں شمولیت کے حق میں فیصلہ دے گا کشمیر کی سرحدیں دونوں ڈومینیوں کی سرحدوں سے ملی ہوئی ہیں۔ لیکن کشمیر جانے کا راستہ پاکستان میں سے گذرتا ہے۔ ہند کے ساتھ رسل و رسائل کے وسائل بہت خراب ہیں۔ تاہم یہ مذہبی اور جغرافیائی حقائق مہاراجہ کی مرضی پر کچھ اثر نہ ڈال سکے۔ وہ ریاست کی پاکستان میں شمولیت کے بہت خلاف تھا۔ حیدرآباد میں کانگرس والے جھگڑے پیدا کر کے کشت و خون کا ڈرامہ دیکھنا چاہتے ہیں۔

مہاراجہ کشمیر کی ہند میں شمولیت

چند ماہ پہلے اطلاعات آنی شروع ہوئیں کہ مہاراجہ ہند یونین میں شمولیت کرنا چاہتا ہے۔ اس سے مقامی مسلمانوں کے دلوں میں وسوسے پیدا ہو گئے۔ اور مہاراجہ کے خلاف نفرت بڑھنے لگی۔ چند مسلمان قبائلیوں نے اس صورتِ حالات سے فائدہ اٹھایا۔ اور مہاراجہ کے منصوبوں کو ختم کر دینے کے سلسلے میں مقامی مسلمانوں سے تعاون کیا۔ مہاراجہ نے حکومتِ ہند سے اپیل کی۔ اور ریاست کو ہند یونین میں شامل کر لینے کو کہا۔

اپنے مستقبل کے متعلق ریاستی پرجا کو خود فیصلہ کرنے کا حق دلانے کے لئے کانگرس اب تک جدوجہد کرتی آئی ہے اس کو بالائے طاق رکھ کر ہند نے کشمیر کی شمولیت کو منظور کر لیا کشمیر میں فوجیں بھیج دیں۔ اور ایک کانگرسی مسلمان شیخ عبد اللہ کو ریاست کا حقیقی حکمران بنا دیا۔ حکومتِ ہند نے اعلان کیا۔ کہ ریاست کی شمولیت عارضی طور پر منظور کی گئی ہے۔ مستقل کشمیری عوام کی رائے جاننے کے بعد کی جائے گی۔ لیکن آج کل کی دُنیا ایسے اعلانوں کی حقیقت جانتی ہے۔ پاکستان کے مسلمانوں اور آزاد کشمیری مسلمانوں نے اس اعلان پر یقین کرنے سے انکار کر دیا۔ اور نئے حملے کو جائز قرار دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حکومتِ ہند کو جس فوجی مہم کا سامنا تھا اس کے متعلق اس نے غلط اندازہ لگایا۔ قبائلی حملہ آوروں کی تعداد جلد جلد بڑھنے لگی۔ مقامی مسلمانوں نے زیادہ تعداد میں ان میں ملنا شروع کر دیا۔ اور چونکہ سردیاں سر پر آ گئی تھیں۔ اس لئے کشمیر میں لڑنے والے ہندوستانی دستوں تک رسد اور کمک پہنچانا ناممکن ہو گیا۔ حکومتِ ہند نے الزام لگایا ہے۔ کہ پاکستانی حکام نے حملہ آوروں کو اپنے علاقہ میں سے گذر جانے دیا۔ چند ایک نے تو یہاں تک الزام لگایا ہے کہ پاکستانی حکام نے حملہ آوروں کو اسلحہ اور ہتھیار مہیا کئے۔

پاکستان نے ان الزامات سے انکار کر دیا اور حکومتِ پاکستان کا انکار صحیح اور جائز ماننے کے لئے وجوہات موجود ہیں۔ ممکن ہے صوبہ سرحد کے چند مقامی افسروں نے لیڈروں کے پاکستانی علاقہ سے گذر جانے کو نظر انداز کر دیا ہو۔ لیکن صوبہ سرحد کے حالات جاننے والے تمام غیر جانبدار جانتے ہیں۔ کہ ان لوٹیروں کو روکنے کے لئے کچھ کرنا مشکل تھا۔ شروع میں پاکستان نے برملا ٹوکا امن و ملیند سے اپیل کی کہ ہندوستان اور پاکستان کے اختلافات پر غور کرنے کے لئے گول میز کانفرنس بلائی جائے۔ لیکن چند آئینی وجوہ سے ایسا کرنا مشکل تھا۔ بلکہ گذشتہ چند مہینوں سے ہند کو اپنی فوجوں کی نازک پوزیشن کے متعلق تشویش ہو رہی ہے۔ انہیں وہاں سے صحیح و سلامت نکلنا مشکل ہے۔ اب ہند نے اقوامِ متحدہ کی سکیورٹی کونسل سے مداخلت کی اپیل کی ہے۔ یہ بدقسمتی ہے کہ کامن ویلتھ پاکستان کی اپیل کا جواب نہ دے سکی یہ تو ٹھیک ہے کہ کشمیر میں جلد ہی استصوابِ رائے ہوگی۔ لیکن درمیانی عرصہ میں کشمیر میں حکومت کس کی ہوگی؟ رائے شماری میں فریقانہ کیا ہوگی۔ خواجہ مزنگی کا جاجا [illegible] رکھی گئی تو یہ ہندوستان کے حق میں ہوگا۔ اور اگر ہر بالغ کو حقِ رائے دہندگی دیا جائے تو دیر کافی لگے گی۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ حملہ آور سکیورٹی کونسل کا فیصلہ یا رائے شماری تسلیم کریں یا نہ کریں۔ وہ کشمیر سے نہیں نکلیں گے انہیں نکالنا بہت مشکل ہوگا۔ جب تک کہ ہند اور پاکستان ایک دوسرے سے پرجوش تعاون کریں جو ناممکن دکھائی دیتا ہے۔ چند شاید دوں کا یقین ہے کہ ہندو کشمیر سے ہاتھ کھینچ لینا پسند کرے گا۔ بشرطیکہ اس کے وقار کو دھکا نہ لگے۔ اتحادی سپاہیں یہی سوال پیش کرنے کا مقصد یہی ہے۔ یہیں نہیں کہہ سکتا کہ یقین صحیح یا غلط ہے۔ لیکن جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان اپنے مطالبات پر بدستور قائم رہے گا۔ کیونکہ وہ راستی پر قائم ہے۔

اس طرح دونوں ڈومینیوں میں اس وقت جنگ کی سی حالت ہے۔ اتحادی سپاہی گفت و شنید کے نتیجہ پر ہی ہندوستان اور پاکستان کے تعلقات کا مستقبل اور در حقیقت ایشیاء کے امن کا مستقبل منحصر ہے۔ پہلے ہندوستانی سیاست دان روحانی طاقت کے ذریعہ سے اپنے [illegible] کی حفاظت کرنے کا دعوےٰ کیا کرتے تھے۔ آج بھی چند ہندوستانی لیڈر دنیا کے دونوں بلاکوں سے علیحدہ رہنے کی بات سوچ رہے ہیں۔ لیکن ہندوستانی پبلک کا باخبر حصہ بڑی طاقتوں کے ایک یا دوسرے بلاک سے دوستانہ تعلقات قائم کرنے کی ضرورت محسوس کر رہا ہے۔ بہت سے ہندوستانی اور شاید حکومتِ ہند بھی محسوس کرنے لگی ہے کہ برطانیہ کے ساتھ اقتصادی اور روحانی تعلقات مضبوط کرنے چاہئیں۔ ہمارے انگریزوں کے مفاد اور اخلاقی فرض کا تقاضا ہے۔ کہ ہمیں قربانی کرنی پڑے۔ تو بھی ایسی امداد مہیا کریں۔ ممکن ہے کہ یہ قربانی اس شکل میں ہو کہ ہمیں مشینری وغیرہ ایسے ملکوں کو دینے کی بجائے ہندوستان کو قیمتیں نقد ادا کریں گے۔ ہندوستان کی ضروریات پوری کرنے کے لئے اسے مہیا کرنی پڑے۔ پاکستان کے متعلق بھی ہماری یہی پوزیشن ہونی چاہیئے۔ ہمیں اس طرح زیادہ نقصان نہیں ہوگا۔ لیکن اس اقدام کا پتہ دو برطانیہ کے آئندہ تعلقات پر فیصلہ کن اثر پڑے گا۔ بہتر ہو اگر ہند کامن ویلتھ میں ہی رہے۔ لیکن ہندوستان میں بائیں بازو کی پارٹی اور ہندوستانی لیڈروں کی پچھلی تقریروں کی بناء پر یہ ناممکن ہے۔ اس صورت میں ہمیں یہ کمی معاہدوں کے ذریعہ پوری کرنی چاہیئے۔ پاکستان اس وقت غیر ترقی یافتہ دیش ہے۔ اس کو صنعتی بنانے کی ضرورت ہے۔ اس لئے اسے ٹیکنیشن اور مشینری چاہیئے۔ اسے برطانیہ سے کافی امید ہے۔ اسے دماغ کے لئے بھی برطانوی مدد کی ضرورت ہے۔

پاکستان کی خبریں

پاکستان کی غذائی صورتحال

پاکستان کی غذائی مشکلات تقریباً حل کی جا چکی ہیں۔ اور ماہ مئی کے آخر تک کے لئے تمام غذائی ضروریات کا انتظام کیا جا چکا ہے۔ یہ اعلان حکومتِ پاکستان کے وزیر زراعت و غذا اور صحت نے ۳ اپریل کو کراچی میں ایک پریس کانفرنس میں کیا۔ آپ نے مزید کہا کہ شکر کی صورت حال بھی بالکل تسلی بخش ہے ۱۵۰۰۰ ٹن شکر ہندوستان سے اور ۱۹۰۰۰ ٹن کیوبا اور برازیل سے حاصل کی گئی ہے۔ خود پاکستان میں شکر کی پیداوار ۲۵۰۰۰ ٹن ہے ۱۰ فی صد اگر ذرا کفایت شعاری سے کام لیا جائے تو مئی ۱۹۴۸ء تک گزارہ ہو جائے گا۔ آخر میں آنریبل وزیر موصوف نے اس امر پر زور دیا کہ آئندہ چند برسوں میں مجموعی حیثیت سے دنیا میں غلہ کی قلت ہوگی لیکن پاکستان میں غلہ کی بچت ہوگی۔ آپ نے کہا کہ ہمیں اس سے پوری طرح فائدہ اٹھانا

چاہیئے۔ اور غلہ کی ناجائز برآمد کرنے والوں کا خاتمہ کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ لوگ پاکستان کے دشمن اور قوم کے غدار ہیں۔

پاکستان اسمبلی کا آئندہ اجلاس

پاکستان کی مجلس دستور ساز (اسمبلی) میں سرکاری کام کے لئے حسب ذیل تاریخیں مقرر کی گئی ہیں۔ ۱۰-۱۲-۱۷-۱۸-۲۴-۲۵ اور ۲۶ مئی ۱۹۴۸ء۔ غیر سرکاری بلوں کے لئے ۱۱ر اور ۱۹ر مئی اور غیر سرکاری قرار دادوں کے لئے ۱۳ر اور ۲۰ر مئی کی تاریخیں مقرر کی گئی ہیں۔

پاکستان اور ہندوستان کے درمیان ہوائی نقل و حمل کا معاہدہ

مستمرہ پاکستان اور ہندوستان میں ہوائی نقل و حمل کے معاہدہ کے متعلق دونوں حکومتوں کے درمیان وفدوں کے ذریعے مذاکرات مکمل ہو چکے ہیں۔ دونوں حکومتوں میں کوئی تازہ معاہدہ ہونے تک سابق انتظامات بحال رہیں گے۔

پاکستان میں ایران کے خیر سگالی وفد کی آمد

پاکستان کے قیام پر گرمجوشی اور مسرت کے اظہار میں ایران کسی ملک سے پیچھے نہیں رہا ہے۔ قائداعظم کے امدادی فنڈ میں ایران نے فیاضی سے حصہ لیا۔ اب گذشتہ ۷ر اپریل کو ایران کا ایک خیر سگالی وفد پاکستان آیا ہے۔ جو آقائے محمد علی سعودی۔ اڈیٹر "اطلاعات" آقائے عبدالرحمان فرامرزی ایڈیٹر "کیہان" اور آقائے احمد مالکی ایڈیٹر "ستارہ" پر مشتمل ہے اول الذکر دونوں حضرات ایران کی مجلس ملی کے رکن بھی ہیں۔ وفد ۹ر اپریل کو قائداعظم کی خدمت میں باریاب ہوا اور آقائے احمد مالکی نے ایک ہرن کی کھال جس پر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی تحریر کردہ آیات قرآنی تھیں پیش کی۔ اس کے علاوہ ایران کے مشہور شعر کے مجموعہ کلام بھی پیش کئے۔ یہ وفد دہلی۔ ملتان۔ پشاور راولپنڈی۔ لاہور۔ لائل پور۔ بہاولپور۔ اور سکھر کا دورہ کرے گا۔ اس دورہ میں ہمارے ان معزز ایرانی مہمانوں کو پاکستان کی قومی زندگی کے تمام پہلوؤں بالخصوص تعلیمی اداروں اور آبپاشی کی اسکیموں کو دیکھنے کا موقع ملیگا

ہندوستان سے واجب الوصول فوجی ذخیرہ

ہندوستان نے گذشتہ مہینہ پاکستان کو گولہ بارود کے ذخیروں کی ۵ ریل گاڑیاں بھیجیں۔ اور اس مہینہ چار گاڑیاں بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان سے تقریباً ۱۰۰۰۰ ٹن فوجی ذخائر واجب الوصول ہیں۔

قائداعظم کے امدادی فنڈ میں ۲ کروڑ سے زائد رقم جمع ہو گئی ہے۔

قائداعظم کے امدادی فنڈ میں اب تک کل ۹-۵-۲۰۱۵۲۴۰۱ روپیہ کی رقم جمع ہو چکی ہے۔ سب سے زیادہ رقم یعنی ۰-۵-۸۰۷۸۰۸۷ مغربی پنجاب کی صوبائی کمیٹی نے بھیجی ہے۔ اس کے بعد مشرقی بنگال کی ۳۰۹۵۸۷۴ روپیہ کی رقم ہے اور پھر صوبہ سرحد کا نمبر ہے جس نے ۲-۴-۱۱۹۴۷۱۱ روپیہ چندہ بھیجا ہے۔ بلوچستان کی صوبائی کمیٹی نے ۲-۷-۱۶۹۹۹۱ روپیہ کی رقم اور سندھ صوبائی کمیٹی نے ۹-۱۲-۱۷۹۸ کی رقم بھیجی۔ مرکزی کمیٹی میں ۸-۰-۶۰۱۱۲۲ روپیہ جمع ہوئے ہیں۔

ہز ہائی نس آغا خان نے فنڈ میں اب تک ۵ لاکھ روپیہ دیئے ہیں۔

مشرقی بنگال کے نیشنل گارڈ

مشرقی بنگال کے پاکستان نیشنل گارڈ کے متعدد افسروں نے حال ہی میں باقاعدہ فوجی یونٹوں کے ساتھ اپنی ایک مہینہ کی فوجی تربیت مکمل کر لی ہے۔ انہیں ذاتی دفاع کی اور ضرورت کے وقت سپاہیوں کی کمان کرنے کی نظری اور عملی تعلیم دی گئی ہے۔ تربیت کے دوران میں یہ لوگ صبح سویرے سے رات گئے تک تربیت جسمانی کی قواعد پریڈ اور لیکچروں وغیرہ میں مصروف رہتے تھے۔ ان لوگوں کو اس قابل بنا دیا گیا ہے کہ ناگہانی ضرورت کے وقت مشکل اور آزمائشی زندگی کی سختیاں برداشت کر سکیں۔ پاکستان ویمن نیشنل گارڈ کی تحریک میں مشرقی پاکستان کی خواتین جو حصہ لے رہی ہیں۔ وہ بہت ہمت افزا ہے۔

حکومت پاکستان کے قرضے

۳ر اپریل ۱۹۴۸ء تک حکومت پاکستان کے قرضوں میں ۳۱۸۳۹۷۸۰۰ روپیہ وصول ہوا۔

پاکستان کیلئے کناڈا کا کاغذ

حکومت پاکستان کو ۱۹۴۸ء کی پہلی ششماہی میں ۲۱۰۰ ٹن کناڈا کا بنا ہوا اخباری کاغذ بھیجنے کا وعدہ موصول ہوا ہے مزید کاغذ حاصل کرنے کے

کناڈین نیوز پرنٹ ایسوسی ایشن سے گفت و شنید جاری ہے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳ سے آگے)

کے بعض حلقوں میں اندیشہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ خان عبدالغفار خان اور اُن کے بھائی ڈاکٹر خان وزارت کے لئے زور آزمائی کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو صفائی کے ساتھ بتا دینے کی ضرورت ہے۔ کہ پاکستان کی موجودہ حالت جماعتی اور وزارتی کشمکش کی متحمل نہیں ہو سکتی اس وقت تعمیری کام کی ضرورت ہے۔ کشمکش سے تعمیری کام کی بجائے ہنگاموں کی فضا طاری ہو جائے گی۔ خان برادران کو یہ خلش معلوم ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنے صوبہ میں نمایاں حیثیت رکھنے کے باوجود حکومت کی گدی پر نہیں ہیں۔

لیکن پاکستان اور مسلمان قوم کا مرتبہ ان کے مرتبہ سے اور پاکستان کا مفاد ان کے ذاتی مفاد سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ اور بحالات موجودہ اس مفاد کا تقاضا ہے کہ انتشار اور ہنگاموں سے بچ کر تعمیر و ترقی کی طرف توجہ کی جائے۔

ہندوستان سے ایک سبق

ہندوستان کی پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف یونین کے کارکنوں نے اپنے ایک اجلاس میں یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ گو اس محکمہ میں کام کرنے والوں کی مالی حالت اطمینان بخش نہیں۔ لیکن چونکہ ملک کی حالت بھی مخدوش ہے۔ اس لئے اس نازک مرحلہ پر پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف کے کارکن حکومت کی راہ میں کوئی مشکل پیدا نہیں کریں گے۔ بلکہ وہ حکومت کو اپنے پورے تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔

ہم اس خبر پر کوئی تبصرہ کئے بغیر اپنے اُن بھائیوں کی توجہ اس کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ جو پاکستان کے کلیدی محکموں میں ہڑتال کرانے کی تدبیریں سوچ رہے ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ ہندوستان کی پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف یونین کے کارکنوں کا مذکورہ بالا فیصلہ ایک ایسے جلسہ میں ہوا۔ جس کے صدر ایک اینگلو انڈین مسٹر فرینک انتھونی تھے۔ جنہوں نے اپنی تقریر میں یہ کہا۔ کہ ملک کا مفاد ہر چیز پر مقدم ہے

3/5

چنگائی کیا ہے

جنہیں چینی زبان سے واقفیت نہیں ہے۔ اون کے لئے چنگائی کا مطلب کچھ بھی نہیں۔ مگر بہت سے چینی باشندوں کے لئے اس کا مطلب موت اور خرابی ہے۔ ہزاروں بوڑھے اور جوان ہر سال اس بیماری کے شکار ہوتے ہیں۔ جتنی جانیں اس بیماری کی وجہ سے جاتی ہیں۔ اتنی اور دوسری خطرناک اٹھنے والی بیماریوں سے نہیں جاتیں۔ بہت سے چینی باشندے یہ بھی نہیں جان سکے کہ یہ بیماری کہاں سے آئی۔ اور کیسے پھیلتی ہے۔ اور اس کو پھیلنے کے طرح طرح کے سبب بتاتے ہیں۔ کسی کسی جگہ کا یہ کہنا ہے۔ کہ یہ بیماری ایک طرح کی ایل مچھلی سے پیدا ہوئی ہے جس کو چینی لوگ ایل چنگ کہتے ہیں۔ ایک ضلع میں جج صاحب نے بہت سے آدمی اس لئے ملازم رکھے کہ وہ ساری ایل چنگ مچھلیاں پکڑ کر برباد کر دیں۔ جس سے یہ بیماری پھر نہ پھیل سکے دوسری جگہوں کے لوگ اس بیماری کو مینڈک اور تتلیوں سے پیدا ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔ کچھ چینی لوگوں کا خیال ہے۔ کہ صبح اٹھ کر پانی پینے سے صبح کو جلدی اٹھ کر خاص خاص چیزیں کھانے سے اور زہریلا کورا سونگھنے سے یہ بیماری ہوتی ہے۔ یہ بیماری چین میں ایک شہر سے دوسرے شہر میں پھیلتی گئی۔ لوگوں نے لاچاری کی حالت میں بہت سی دوائیاں استعمال کیں سب بیکار ثابت ہوئیں۔ اس بیماری کو دور کرنے کے لئے کچھ چینی سائنس نے حال میں پوری طرح سے اس بیماری کی جانچ کی۔ خاص کر یونانی اور دواسی ضلعوں میں اور یہ نتیجہ نکالا کہ یہ بیماری ایک طرح کا ملیریا بخار ہے۔ ان عقلمندوں نے اس بیماری میں کونین کا استعمال کیا جس سے بہت سے مریضوں کو شفا حاصل ہوئی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں بہت سے خطرناک مریض اس دوا سے اچھے ہو گئے چلنے پھرنے لگے۔ کونین کی بابت آجکل سب لوگ جانتے ہیں۔ لیگ آف نیشنس کے ملیریا کمیشن کا کہنا ہے۔ کہ ملیریا سے بچنے کے لئے روزانہ چھ گرین کونین بخار کے موسم میں استعمال کرنا چاہیئے۔ اور بخار سے چھٹکارا پانے کے لئے چودہ سے بیس گرین کونین پانچ سے سات روز تک کھانی چاہیئے۔ ملیریا کمیشن کی رپورٹ کے ایک سوچ میں دس صفحہ پر یہ کہا گیا ہے کہ کونین بالکل نقصان دینے والی چیز نہیں ہے۔ اس کو ہر ایک انسان بلا ڈاکٹر کی دیکھ بھال کے بھی کھا سکتا ہے ملیریا کی دوسری دوائیاں بنا ڈاکٹری صلاح کے استعمال نہیں کی جا سکتیں۔ چونکہ یں نقصان دیتی ہیں۔

چنگائی بیماری کا حال آپ لوگوں کو معلوم ہو گیا ہے۔ چین کے باشندوں کو اس بیماری کا پتہ لگ گیا ہے۔ کونین کے استعمال سے اب ہزاروں جانیں بچتی ہیں۔

فنِ تعمیرِ حیات

۱۳

نقلی لعل

بالکل گول۔ شاذ و نادر لمبوترا۔ منزاویہ کبھی نہیں۔ رنگ بالکل یکساں۔ بہت کم مختلف گھیرا خمدار۔ خم دایرہ در دائرہ۔ دروں کا سلسلہ تسلسل خم ہر تب۔ بناوٹ کے لحاظ سے اصلی لعل سے بالکل سے بالکل مختلف۔ جوہری کی خوردبین سے دیکھا جائے۔ تو فوراً معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ اصلی لعل کونسا ہے اور نقلی کونسا۔ طاقت مشاہدہ کے لوازمات دو ہیں۔ اول پوری صحت اور درستی دوم تیزی اور پھرتی۔ ارباب مشاہدہ کو بڑی احتیاط سے دیکھنا چاہیئے۔ کہ بعض اشیاء متحرک ہیں یا نہیں اور وہ رنگ بدلتی ہیں یا نہیں۔ نقائص معلوم کرنے کے لئے بڑے غور سے معائنہ کرنا چاہیئے تمام اعمال کا حصر اس بات پر ہے کہ مطابقت او ماختلاف کا بڑے غور سے دیکھا جائے یا تمسی صحت اور درستی سے دیکھا جائے۔ اور یہ درستی صریح نتیجہ توجہ کا ہے۔ سب سے مقدم اور مشکل ترین چیز ترتیب احساس میں یہ ہے کہ عمل کو دوسرے حس سے جدا کیا جائے۔ یادداشت کے مسئلہ میں ہر ایک حس حصہ لیتی اور اپنا کام کرتی ہے۔ مشق کی بدولت بعض اشخاص دیکھ کر اپنا حافظہ تیز کر لیتے ہیں۔ اور واقعات کو بعض اشخاص کانوں کی اور بعض آنکھوں کی بدولت یاد رکھتے ہیں اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے۔ کہ یادداشت پر قوت ذائقہ لامہ اور شامہ کا بڑا اثر پڑتا ہے۔ بعض لوگوں کا حافظہ کمزور ہوتا ہے۔ لیکن ایسا حافظہ موجود ہوتا ہے۔ جس کا مدار صرف دماغی قابلیتوں پر ہوتا ہے۔ اور جس کا واسطہ خیالات کے ساتھ بذریعہ عمل یا دلیل پڑتا ہے۔ جو واقعات کو باعث اور نتیجہ کے زور سے کلیم یا جزواً یاد کر لیتے ہیں۔

بعض لوگ ایسے بھی ہیں۔ لیکن بہت کم جو دیکھنے اور سننے کے لئے برابر یادداشت رکھتے ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ جو حس کمزور ہے۔ اس کو طاقتور بنایا جائے۔ قدرتی میلان یہ ہے۔ کہ تمام بوجھ اُس حس کے شانوں پر ڈالا جاوے۔ جو بظاہر کام کو آسانی سے کر سکتی ہے۔ اس سے دوسری حسیات کو نقصان پہنچتا ہے۔ جن کو یہ بوجھ اٹھانے میں حصہ لینا چاہیئے۔ طلبا کو چاہیئے کہ اگر ایک حس سے کام لیتے ہیں۔ تو لیں۔ مگر دوسری حس کو بھی علم اندوزی کے لئے مجبور کریں۔ اس طرح نہ صرف درستی اور صحت ترقی بلکہ پھرتی بھی بڑھتی ہے۔ جن کے ساتھ ان کو چاہیئے کہ اطلاع کو بھی درستی اور پھرتی سے چابک دستی کا جزو بنا کر انہیں حل کریں۔ اگر دیکھو کہ تم لکھی ہوئی یا چھپی ہوئی کوئی چیز یاد نہیں رکھ سکتے تو اس کی بلند آواز سے پڑھو اور دماغ میں

نہ صرف الفاظ کے معنے بلکہ ان کی شکل کا تذکرہ جو ان کا مقام ہے۔ اور جو ان کی آواز ہے نوٹ کرلو اس طرح تم صفحہ دماغ پر بصری اور سماعی نقوش نقش کرلو۔ ساتھ ہی زیر مطالعہ چیزوں کے معنوں کا نقش جو ہمیشہ بالانقوش سے افضل ہے دماغ پر نقش کرو گے۔ تربیت علیحدہ علیحدہ اور استعمال مجموعی طور پر ہونا چاہیئے۔ ایک طریقہ سے جملہ احساس کی حیثیت بھی مجموعی طور پر ہو سکتی ہے مثلاً جب تم سیر کرنے واپس آرہے ہو تو کوشش کرو تم کو ایک چیز یاد رہے۔ جس نے تمہاری حسیات کو اپنی طرف کھینچا ہے۔ تم نظارے۔ آوازیں۔ خوشبوئیں یا بدبوئیں اور دماغی اشکال لامہ یاد کر رہے ہو۔ لیکن عملی کام میں بہتر ہوگا۔ کہ تم ہر ایک حس کو جدا جدا تربیت دو۔ کیونکہ دماغ کی تربیت کا بہترین طریقہ یہی ہے۔ مثلاً جب تم نوٹ تڑوا کر نقد روپے لیتے ہو۔ تو انہیں آنکھوں سے پرکھتے ہو۔ اس طرح آنکھوں سے تسلی کرکے تم اُسے میز پر بجاتے ہو۔ اور سنتے ہو کہ اس کی آواز کھرے روپے کی آواز ہے جو تم ہمیشہ سنا کرتے ہو۔ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ تم حسیات کو صرف مجموعی طور پر تربیت دو۔ اسی طرح جب تم گرم کوٹ کے لئے کپڑا خریدتے ہو۔ تو تسلی کرنے کے لئے پہلے اُسے ہاتھ سے دیکھتے اور پھر اس کے کناروں کو ٹٹولتے ہو تاکہ معلوم کر سکو۔ کہ کپڑا خالص اُون کا ہے۔ اور اس میں سوت کی آمیزش نہیں ہے۔ حسیات کا مجموعی طور پر استعمال ایک قسم کی احتیاط ہے۔ تاکہ درست اور صحیح علم حاصل ہو۔ اور جس قدر زیادہ تربیت یافتہ دماغ اور حسیات ہونگی۔ اتنا ہی دماغ اور واقفہ کا اچھا ذخیرہ ہوگا۔ یہ تکمیل اس طرح حاصل ہوگی۔ کہ ہر ایک حس کو دوسری حسیات سے جدا تربیت تکمیل دی جائے چنانچہ خارہولا یعنی قاعدہ یہ ہے۔ کہ تربیت جدا جدا ہو اور استعمال بحالت مجموعی۔

خلاصہ اور ذاتی توجہ

اب تم اپنے دل سے سوال کرو کہ جو کچھ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ اس کا تم پر کیا اثر ہوا ہے۔ تم اپنی دماغی قابلیتوں کو اس سے کیسے بڑھاؤ گے۔ اور اخلاقی مفاد کیسے پیدا کرو گے وہ تمہاری بہترین حسیات کو کیسے ترقی دے گا اور تمہاری مالی حالت اور آمدنی کو کیسے بڑھائے گا۔ یہ سبق تم کو سکھاتا ہے۔ کہ عموماً تمام حسیات کو کیسے تربیت دینا چاہیئے۔ اور خصوصاً قوت باصرہ اور سامعہ کو کیسے تربیت دینے کا طریقہ ہے۔ تم نے تربیت دینے کا

کونسا طریقہ سوچا ہے؟ واضح ہو کہ بہت سا مدار دو امور واقعہ پر ہے۔ ایک تو تمہاری ذاتی کوشش چاہیئے اور دوسرا تم کو جاننا چاہیئے کہ یہ کوششیں مستحق قدر و قیمت ہیں اور تمہارے مستقبل کو منور کر دیں گی۔ پس تمہیں اپنی حسیات کو پختہ اور تیز کرنے کا پختہ ارادہ کر لینا چاہیئے۔ اور تمہارا دماغ ایک زبردست آلہ کار ہونا چاہیئے۔ جو فوراً ان حسیات کی ترجمانی کرے جو قدرت نے تمہیں عطا کی ہیں۔

تربیت حافظہ

ایک دن زاہد اپنے کارخانہ میں کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ میرا حافظہ بڑا زبردست ہے۔ دو سال ہوئے میں نے اختر کو صرف ایک منٹ کے لئے دیکھا تھا۔ کل وہ میرے دفتر میں آیا تو میں نے فی الفور اسے شناخت کر لیا۔ اور کہا آیئے آیئے مسٹر اختر تشریف لایئے۔ اختر حیران ہو گیا۔ اُس نے کہا کہ تم نے مجھے سرسری طور پر ایک منٹ کے لئے دیکھا تھا۔ میرا خیال تھا کہ مجھے تعارف کی ضرورت ہوگی مگر تم نے کمال کر دیا۔ (باقی پھر)

ایڈیٹر صاحبان
عبدالمجید صاحب

THE
PAISA AKHBAR
URDU WEEKLY
LAHORE

پیسہ اخبار لاہور

یادگار حاجی مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم

ایک اور ریزولیوشن پاس کیا۔ جس میں مشرقی بنگال کے وزیراعظم سے اپیل کی گئی ہے۔ کہ وہ پاکستان کے وزیراعظم اور قائداعظم سے گفت و شنید کر کے ان مجاہدین کے لئے پروانہ راہداری اور دیگر سہولتیں مہیا کریں۔ تاکہ یہ مجاہد اسلام اور مسلمانوں کی خدمت سر انجام دے سکیں۔

فلسطین میں ایک ماہ کے لئے موجودہ جنگ بند کردی جائے

یو۔این۔او نے فلسطین میں موجودہ جنگ کو ایک ماہ کے لئے بند کر دیئے جانے کی جو تجویز کی ہے اس کے باوجود عرب اور یہودی ابھی تک وہاں لڑ رہے ہیں۔ دراصل برطانوی تجویز میں ایک ماہ کے لئے جنگ بند کر دینے کا مطالبہ تھا۔ اس کے برعکس روسی تجویز ناکام رہی۔ روسی یہ چاہتے تھے۔ کہ فلسطین میں آئندہ اسلحہ نہ دیا جائے جو تمام فساد کی جڑ ہے۔ اب تو شرق اردن اور مصری فوجیں فلسطینی عربوں کی حمایت میں پل پڑی ہیں اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ فلسطین اپنی جدید تاریخ کے ایک نہایت نازک دور سے گذر رہا ہے۔ یہ دور بنی عربوں کے لئے ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ جنگ عظیم کے بعد ۱۹۱۶ء میں انہیں پیش آیا تھا جب کہ انہوں نے برطانیہ اور فرانس کے دام فریب میں پھنس کر ترکوں سے آزادی حاصل کی تھی۔ برطانیہ کی تجویز کے مطابق اگر اس وقت فلسطین میں جنگ بند کر دی جائے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ یہودیوں کو ہمیشہ کے لئے وہاں گاڑ دیا جائے۔ اور اس کے بعد ان کی بیخ کنی قطعاً ناممکن ہو جائے گی۔ موجودہ حالات میں عربوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی حیات کو قائم رکھنے کے لئے جنگ آزادی کا جہاد ختم نہ کریں۔ کیونکہ پھر یہ حالات اور یہ مصری اور یہ شرق اردن کی فوجیں جمع نہ ہو سکیں گی۔ لوہے کو جبکہ وہ گرم ہو۔ اچھی طرح سے کوٹ لینا چاہئیے۔ امید ہے کہ عرب موجودہ موقعہ و محل سے کما حقہ فائدہ حاصل کریں گے۔

عراقی فوج تل عفیف سے صرف ۵ میل دور رہ گئی!

محاذ فلسطین کے متعلق تازہ ترین اطلاعات یہ ہیں۔ کہ عرب فوجیں نام نہاد یہودی مملکت کے صدر مقام تل عفیف کی جانب تین اطراف سے بڑھ رہی ہیں۔ عراقی فوج تل عفیف سے ۵ میل سے بھی کم دور رہ گئی ہے شرق اردن کی عرب فوج جنوب مشرق کی جانب سے تل عفیف سے بمشکل ۱۳ میل دور رہ گئی ہے۔ مصری فوج جنوب میں اس مقام پر پہنچ گئی ہے۔ جو تل عفیف سے ۲۰ میل دور ہے۔ یہاں یہودیوں سے مصری فوج کی شدید جھڑپ ہوئی جس میں یہودیوں کو سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ لٹرون میں گھمسان کی جنگ جاری ہے یہاں گزشتہ ۵ ہفتوں سے عرب قابض ہیں۔ بیت المقدس کے جدید شہر پر عرب زبردست گولہ باری کر رہے ہیں۔ مقامی عرب کمانڈر نے کہا ہے کہ یہاں عربوں کی فتح یقینی ہے۔ ایک شامی اعلان مظہر ہے کہ شامی طیاروں نے ایکر کے شمال میں بمباری کر کے ایک یہودی جہاز کو غرقاب کر دیا۔ مالکیا کے جنوب میں جو یہودی واپس آ رہے تھے۔ ان پر بھی بم برسائے گئے۔ اور انہیں سخت جانی نقصان پہنچا۔ تبریا کے جنوب میں ایک یہودی ٹھکانے پر زبردست بمباری کی گئی۔

یہودیوں کا فیصلہ

آج کے تازہ برقی پیغامات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ فلسطین میں یہودیوں نے حفاظتی کونسل کی قرارداد کو غیر مشروط طور پر مان لیا ہے۔ اور تمام یہودی فوجوں کو جنگ بند کر دینے کا حکم دے دیا ہے۔ اور یہ حکم اس مفروضہ کی بناء پر دیا گیا ہے کہ عرب ممالک میں اسلحہ کی درآمد پر پابندی لگا دی جائے اور خاتمہ جنگ کے دوران میں فریقین کی فوجیں جہاں جہاں پڑی ہوئی ہیں وہاں سے آگے نہ بڑھیں۔ عراقی اور مصری ہوائی جہاز یہودی آبادی پر جو شدید بمباری کر رہے ہیں اس سے دشمن کی قیمتی بکتر بند گاڑیوں اور توپوں کو نقصان پہنچا ہے۔ جب بیت المقدس میں یہودیوں نے ہتھیار ڈالے تو عربوں نے ۳½ سو یہودیوں کو حراست میں لے لیا۔

بندرگاہیں

ہم اس اطلاع کو بڑی مسرت سے پڑھتے ہیں کہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان بندرگاہوں کے استعمال کے متعلق جو ایک جدید معاہدہ ہوا ہے اس کے مطابق دونوں ممالک درآمدی محصول ادا کئے بغیر اشیاء کی درآمد برآمد کے لئے ایک دوسرے کی بندرگاہیں کام میں لا سکتے ہیں۔ اس انتظام سے پاکستان کو زیادہ فائدہ پہنچنے کی امید ہے۔ اس لئے کہ پاکستان کے پاس بڑی بندرگاہ کراچی صرف ایک ہے۔

اعراب فلسطین کی امداد کے لئے ڈھاکہ میں بھرتی شروع ہے

پانچ سو رضا کار اور طبی دستہ روانہ کرنے کا فیصلہ

ڈھاکہ ۱۳ مئی ڈھاکہ کی سنٹرل کلب کی کمیٹی نے ایک ریزولیوشن پاس کیا تھا۔ جس کی رو سے فلسطین میں یہودیوں کے خلاف عرب مجاہدین کی امداد کے لئے رضا کاروں کی بھرتی کے لئے ایک دفتر کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ تین ڈاکٹروں اور کئی پونڈ روں اور مردوں نے اپنی خدمات فلسطین جانے کے لئے پیش کر دی ہیں۔ کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ ۵۰۰ رضا کار اور ایک طبی یونٹ بنائی جائے۔ کمیٹی کے سکرٹری مسٹر شمس الہدیٰ نے پاکستان کے نوجوانوں سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ اس موقع پر اپنی خدمات کثیر تعداد میں پیش کریں۔ کمیٹی نے

کارخانہ پیسہ اخبار لاہور کے اسلامی تاریخی ناولوں کا شاندار سلسلہ

سلطان بایزید یلدرم

مصنفہ صادق حسین صاحب صدیقی

چھپ کر تیار ہوگیا ہے

قیمت ڈھائی روپے ہے ۲/۸ لیکن مستقل خریداروں کو صرف دو روپے میں دیا جائیگا اور

محصول ڈاک کی بھی چھوٹ دی جائیگی

اس ناول میں سلطان موصوف کی فتوحات اور یورپ کو فتح کرنے کے حالات حسن عشق کی چاشنی کے ساتھ نہایت البیلے انداز میں پیش کئے گئے ہیں اس کی بے انتہا دلچسپی کا اندازہ اشتہار سے نہیں ہو سکتا آپ اسے منگا کر ضرور پڑھیں۔ اس پر آشوب زمانہ میں جبکہ کاغذ عنقا ہے۔ اس ناول کو ہم نے طبع کیا ہمارا آئندہ ماہ کا ناول دکن کے چار چاند حصہ دوم ہوگا۔ اس کے علاوہ منشی صادق حسین صاحب کے حسب ذیل ناول ہمارے ہاں سے مل سکتے ہیں ان کی صرف چند جلدیں باقی ہیں پھر یہ بھی نہ مل سکیں گے۔ کیونکہ منشی جی کے ناول پڑھنے والوں کا حلقہ بہت وسیع ہو چکا ہے۔

سلطان المجاہدین	دو روپے	عمر	فتح انطاکیہ اول	دو روپے	عمر	عالمگیر اورنگ زیب اول	دو روپے
سلطان ٹیپو	"	"	فتح انطاکیہ دوم	"	"	عالمگیر اورنگ زیب دوم	"
شیر دکن	"	"	آرمینا کا چاند	"	"	عالمگیر اورنگ زیب سوم	"
حیدر علی	"	"	جانباز ترک	"	"	جنگ صلیب و ہلال	"
فتح قسطنطنیہ	"	"	بہادر ترک	"	"	جوش جہاد	"
فتح یرموک	"	"	اتاترک	"	"	دکن کے چار چاند اول	"
سعید و فلپانہ	"	"	مصطفیٰ کمال	"	"	مشہد عشاق	"

منشی جی کے ناولوں کے علاوہ اور بھی کئی ناول ہمارے ہاں سے مل سکتے ہیں۔ مثلاً

محبوبہ قریش ایک روپیہ عمر۔ حسن بن صباح آٹھ آنہ ۸/۔ دلفگار ایک روپیہ عمر۔ بخیل کی دولت ایک روپیہ ... موتیوں کا جزیرہ ایک روپیہ آٹھ آنہ عمر۔ قعر دریا چار روپے للعہ رحق بحق دار۔ ناول ۱۱۳ دو روپے عار۔ سیتا ایک روپیہ آٹھ آنہ

ملنے کا پتہ:- مینجر پیسہ اخبار لاہور

کیا کشمیر پاکستان کا حصہ ہے

ہندوستان کی تقسیم کا فیصلہ ہو جانے کے بعد ہندوستان کی ریاستوں کو یہ اختیار دے دیا گیا تھا کہ وہ جس ڈومینین میں چاہیں شامل ہو سکتی ہیں۔ جس کی تشریح لارڈ ماونٹ بیٹن اور مسٹر گاندھی نے یہ کی تھی۔ کہ ریاست کی جغرافیائی پوزیشن کا لحاظ رکھنا مقدم ہے۔ اس تشریح کی موجودگی میں کشمیر کے باشندوں کو یہ یقین ہو گیا تھا۔ کہ ریاست جموں اور کشمیر اگر کسی ڈومینین میں شامل ہو سکتی ہے تو وہ پاکستان ہے اس نظریے کے ماتحت ان ریاستوں نے جن کے حکمران مسلمان تھے۔ اور جو چاروں طرف سے ہندوستان میں گھری ہوئی تھیں۔ بلا تامل ہندوستان میں شامل ہونے کا اعلان بھی کر دیا۔ بھوپال اور رام پور کی مثالیں اس سلسلہ میں نمایاں ہیں۔ لیکن جموں اور کشمیر کے ڈوگرہ حکمران نے ریاست میں پچاسی فی صدی مسلم آبادی کے باوجود دو ماہ تک شمولیت کے معاملہ کو کھٹائی میں ڈالے رکھا۔ اور یہی اعلان کرتا رہا۔ کہ وہ دونوں حکومتوں سے دوستانہ تعلقات قایم کرنا چاہتا ہے حالانکہ ریاست کی سب سے بڑی جماعت آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس نے بتیس لاکھ مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے بار بار ریاست کے حکمران پر واضح کیا کہ جلد از جلد ریاست کو پاکستان میں شامل کر دیا جائے ڈوگرہ حکمران بظاہر تو خاموش رہا۔ لیکن پس پردہ ایسی تیاریوں میں مشغول ہو گیا۔ جس سے وہ ریاست کے پاکستان میں شامل ہونے کے امکانات کو ہی ختم کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس پروگرام پر صوبہ جموں میں عمل درآمد شروع کر دیا۔ جو مشرقی پنجاب کی ریاستوں میں آزمایا گیا تھا۔ راجہ کی نیت پہلے سے ہی خراب تھی پہلے تو وہ اتنی بڑی آبادی پر ہاتھ ڈالنے سے ہچکچاتا تھا لیکن جب عبداللہ سے سمجھوتہ ہو گیا۔ تو اس نے بغیر کسی جھجک کے جموں کے مسلمانوں پر قیامت توڑنی شروع کر دی اور جب باہر کی دنیا میں اس ظلم کا چرچا ہوا۔ تو جھٹ انڈین یونین میں شرکت کا اعلان کر دیا۔ انڈین یونین بھی شاید اسی موقعہ کی منتظر تھی۔ اس نے بھی ہری سنگھ کا ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے اپنی فوج جموں اور کشمیر میں فوراً بھیج دی۔ تاکہ ظلم میں جو کسر باقی رہ گئی ہے وہ پوری ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ریاست میں ہندوستانی فوجیں داخل ہونے کے بعد شہر جموں میں جس قدر مسلمان آبادی تھی پٹیل اور بلدیو سنگھ کے ایماء سے جو ۴ نومبر ۱۹۴۷ء کو جموں گئے ۵ نومبر کو شہر سے باہر لے جا کر نہایت بے دردی سے ہلاک کر دی گئی پاکستان نے جب اس ظلم کے خلاف آواز بلند کی۔ تو پنڈت جواہر لعل نہرو نے ہندوستانی فوجوں کی پوزیشن صاف کرتے ہوئے ریڈیو پر اظہار افسوس کیا اور کہا کہ اس ظلم میں ہندوستانی فوجوں کا کوئی ہاتھ نہیں۔ اس کی تمام ذمہ داری ڈوگرہ فوجوں پر ہے۔ اس بیان سے اتنا تو واضح ہو جاتا ہے کہ صوبہ جموں کے مسلمانوں پر ریاست کے انڈین یونین میں شریک ہونے کے بعد ہی ظلم ہوا۔ اور ہندوستانی فوجوں نے مسلمانوں کو اس ظلم سے بچانے کی کوئی تدبیر نہ کی۔ تعجب ہے کہ اس کے برعکس سلامتی کونسل میں ہندوستانی وفد کے ایک رکن مسٹر سیتلواد نے تقریر کرتے ہوئے صاف انکار کیا کہ ریاست میں جو کشت و خون ہوا ہے وہ ہندوستان میں شامل ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ حالانکہ پنڈت نہرو کا دیا ہوا پہلے کا بیان اس تقریر کی خود بخود تردید کر رہا ہے۔ کہ ظلم تو ہوا۔ لیکن وہ ہندوستانی فوجوں نے نہیں کیا۔ اگرچہ یہ بھی جھوٹ ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کو قتل کرنے میں ہندوستانی اور ڈوگرہ فوجیں ایک دوسرے کی معاون تھیں۔ اس کے باوجود اتنے بڑے ذمہ دار ادارہ میں ہندوستانی نمائندوں نے جھوٹ بولنے میں شرم محسوس نہ کی۔ اور اپنے آپ کو بے قصور ثابت کرنا چاہا۔ لیکن سچ ہے

جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین کا

کشمیر کو ہندوستان سے کوئی نسبت نہیں

کشمیر کو ہندوستان میں عارضی طور پر ہی آخر کیوں شامل کیا گیا؟ اس غیر قدرتی شمولیت کے لئے ہری سنگھ کے پاس کیا جواب ہے؟ اور انڈین یونین کے پاس کونسی دلیل؟ آخر یہ کوئی وجہ نہیں کہ مسلمانوں کی بھاری اکثریت والی ریاست کے ہندو حکمران کے پکارنے پر ہندوستان کشمیر کو اپنی نوآبادی میں جذب کر لیتا۔ اور مسلمانوں کو ریاست سے خارج کرنے میں راجہ کی مدد کرتا۔ جب کہ گاندھی جی انہیں دنوں میں یہ واضح کر چکے تھے کہ ہری سنگھ اگر حکومت کر سکتا ہے۔ تو عوام کی مرضی سے اور عوام سے مراد مسلمان تھے۔ جن کا فیصلہ گاندھی جی کو معلوم تھا۔ کہ پاکستان کے حق میں ہو گا۔ ہندوستان کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا جس سے وہ فائدہ اٹھا کر اس سرسبز اور شاداب آبادی کو اپنی جوع الارض کا شکار بناتا البتہ حد بندی کمیشن کے غیر منصفانہ ایک فیصلہ سے ہندوستان نے کشمیر میں داخل ہونے کا ایک راستہ نکال لیا۔ جو صاف مصنوعی نظر آتا ہے۔ آج تک کوئی بیرونی حملہ آور پٹھان کوٹ کے راستے کشمیر میں داخل نہیں ہوا کسی سیاح نے بھی آج تک اس راستہ سے کشمیر جانے کی حماقت نہیں کی۔ اور نہ آج تک کبھی یہ تجارتی راستہ ہوا ہے۔ کشمیر اور ہندوستان میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے ان دونوں ملکوں کا الحاق ہو سکے۔ مذہب، لباس، زبان، طرز معاشرت سب الگ الگ ہیں۔ کشمیر کی اپنی تہذیب ہے اور اپنی مخصوص روایات یہ زمانہ قدیم سے اسلامی تہذیب کا ایک مرکز چلا آتا ہے۔ اور آئندہ بھی اسے مرکزیت کا درجہ حاصل رہے گا۔ ہندوستان اگر اسے زبردستی اپنے ساتھ شریک رکھنے پر مصر ہے۔ تو یہ دونوں ملکوں کی ہلاکت کا باعث ہو گا۔ اس کا قدرتی تعلق پاکستان سے ہے۔ اور یہی تعلق اس ملک کی خوشحالی اور وقار کی ضمانت بن سکتا ہے۔ مغل کشمیر پر قابض ہوئے تو اس ملک کی باگ ڈور انتظامی طور پر پنجاب کے ہاتھ رہی۔ افغانوں نے اسے زیر کیا تو اس کا انتظام پنجاب سے متعلق رہا۔ سکھوں نے گجرات اور راجوری کے راستے فوج کشی کر کے اسے ختم کیا۔ تو یہ خالصہ حکومت کا ایک صوبہ قرار پایا۔ جس کا مرکز لاہور تھا۔ افغانوں نے کشمیر کی صوبیداری ہمیشہ پنجاب کے ماتحت رکھی ہے جیسے کابل کی مرکزی حکومت سے کوئی سروکار نہ تھا۔ اور نہ یہ ممکن تھا کہ افغان اتنی دور بیٹھ کر براہ راست کشمیر پر حکومت کر سکتے آج بھی وہی صورت ہے۔ کشمیر کا ملحقہ علاقہ مغربی پنجاب اور شمال مغربی سرحدی صوبہ ہے۔ اس قدرتی الحاق کو نظر انداز کر کے حکومت ہندوستان یہ چاہے کہ اس دور دراز علاقہ پر اپنا اقتدار قایم رکھ سکے۔ ان ہونی بات ہے۔

وزرا کا استعفا

شوکت اور ممتاز دولتانہ کے استعفے نے بعض باتوں کو پردہ شہود پر نمایاں کر دیا ہے۔ جو مغربی پنجاب کی وزارت میں تین چار ماہ سے جو کشمکش تھی آخر وہ ظاہر ہوئی۔ اس جھگڑے کو یکے بعد دیگرے وزیر کراچی بھی ہو آئے ہیں۔ ہر ایک نے دل کھول کر ایک دوسرے کے خلاف قائد اعظم کے سامنے الزامات لگائے۔ کہ فلاں فلاں نے خوب دل کھول کر کنبہ پروری کی اور اپنی جیبیں بھری ہیں۔ اور اس وجہ سے صوبہ کو بڑا نقصان پہنچا ہے۔ رشوت کا بازار گرم ہو گیا ہے۔ ان وزرا نے اخبارات کو بھی رشوت دیکر ان کا گلا دبا دیا ہے۔ زمینداروں کو ایک بہت بڑا پریس اور لوٹنے وقت کوٹھی اور پریس دونوں دیئے گئے ہیں۔ اور اس رشوت سے یہ لوگ اپنے حق میں پراپیگنڈے کروا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کئی رعائتیں دیگر اخبارات کو محض اس لئے دی گئی ہیں۔ کہ وہ عوام کی آواز کو بلند نہ ہونے دیں۔ اور مرکزی حکومت تک اصل حالات نہ پہنچ سکیں عوام کی حالت بہت زبون ہے۔ لاکھوں لوگ نان شبینہ کے لئے محتاج ہیں۔ ان کے بدن پر کپڑا نہیں ہے۔ اور ان کے عزیز و اقارب تباہ ہو چکے ہیں۔ سول سپلائی والے لاکھوں کروڑوں روپوں کا غبن کر چکے ہیں۔ گرین سنڈیکیٹ کے ممبر لاکھوں روپیہ کما چکے ہیں۔ اور اپنی تجوریاں بھر چکے ہیں۔ نو روپے من کا غلہ کا پرمٹ ملا ہوا ہے۔ انہوں نے لاکھوں روپے جمع کئے ہوئے ہیں۔ قانون کی مد میں چودہ اور تیرہ روپے من فروخت کیا جا رہا ہے جن لوگوں کو چینوں کی خرید و فروخت کا پرمٹ ملا ہوا ہے۔ انہوں نے بھی لاکھوں روپیہ کما لیا ہے کیا ایسی حکومت کو ایک ایماندار حکومت کہا جا سکتا ہے؟ کیا ایسی حکومت مضبوط ہو سکتی ہے جو عوام کو موجودہ وزرا پر کوئی اعتماد نہیں رہا۔ ممدوٹ، شوکت، ممتاز اور کرامت سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ قوم نے ان لوگوں کے کندھوں پر جو ذمہ داری رکھی تھی۔ انہوں نے اس کو بھی پورا نہیں کیا۔ چنانچہ جو خیانت ہو چکی اس کی ذمہ داری کی وجہ یہ ہے قوم کے بڑے بڑے ہیں۔ لاکھوں کروڑوں روپوں کا مال چھوڑ گئے تھے۔ وہ کیوں جمع نہیں کیا گیا؟ اگر جمع کر لیا جاتا تو پاکستان کی اقتصادی حالت ایسی مضبوط ہو جاتی کہ ابتدا میں اقتصادی کمزوری محسوس ہی نہ ہوتی۔ لیکن یہاں وزراء مفاد پر ذاتی اغراض کو ترجیح دیکر کنبہ پروری سوا کچھ ہوا ہی نہیں ہے ہر بڑے کام میں کسی وزیر کا ضرور حصہ ہے۔ خواہ اس کا ثبوت ہو یا نہ ہو۔ سینما، برف خانے اور فیکٹریوں کی تقسیم بڑی خود غرضی سے کی گئی ہر معاملہ میں سفارش کو بڑا دخل رہا ہے۔ وزارت خواہ بدل جائے۔ مگر جب تک نادر کی طرح بے غرض لوگ آگے نہ آئیں گے۔ حکومت کامیاب نہ ہو سکے گی۔ موجودہ وزرا کو چاہیئے کہ وہ نئے لوگوں کو کام کرنے کا موقعہ دیں اور خود پیچھے ہٹ جائیں۔ ہمارے خیال میں وزرا میں سے دو وزیر تجربہ کار آئی۔ سی۔ ایس ہونے چاہئیں۔ جن کو دفتری کام میں پوری مہارت ہو۔ نئی چاہیئے۔ اور جو ایک مضبوط اور سایماندار حکومت کی داغ بیل ڈال سکیں کسی سفارش کو نہ سنیں۔ اور ہر بڑے سے بڑے معاملہ کا فیصلہ کی صداقت پر کیا جائے۔ کنٹرول وغیرہ اور ختم کر کے تجارت کو آزاد کیا جائے۔ پرمٹ بازی ختم ہو۔ اور ریل کا سلسلہ پہلے کی طرح ہو۔ مال کی بکنگ کی قیود کو ختم کر کے رشوت کو ختم کر دیا جائے اور عوام کو ترقی کی شاہراہ پر کھلے بند دوڑنے دیا جائے۔ رشوت کو ختم کر کے حکومت کو مضبوط بنایا جائے۔ وما علینا الا البلاغ۔

کاغذ کی نایابی

ماہ مئی میں پیسہ اخبار کی چار اشاعتیں کاغذ فراہم نہ ہونے کی وجہ سے شائع نہیں ہو سکیں اور آئندہ بھی جب تک کاغذ کا کوئی مسلسل اور پختہ انتظام نہ ہو ہم نہیں کہہ سکتے کہ اخبار متواتر شائع ہو گا یا نہیں۔ گذشتہ نصف صدی میں کبھی بھی کاغذ کی قلت میں محسوس نہ ہوئی تھی۔ تین چار روپے کا رم بلیک میں تیس اور بائیس روپے کو خرید کر ہم پرچہ شائع کیا جا رہا ہے۔ ہمارے بہت سے ناظرین ہیں ہزاروں خطوط آ چکے ہیں۔ کہ پرچہ کیوں وقت پر نہیں آتا۔ ہم فرداً فرداً جواب دینے سے معذور ہیں جب تک یہ سلسلہ کاغذ کے حالات درست نہ ہوں بعض بڑے بڑے اردو اخبارات کو حکومت نے کاغذ وغیرہ دیا ہے مگر ہم نے بعض دوسرے اخبارات کو کاغذ نہیں علاوہ حکومت کے انصاف اور معاملہ فہمی کا ...

مشرقی پنجاب کی زبان

ان دنوں مشرقی پنجاب میں یہ مسئلہ زیر بحث ہے کہ اس صوبہ کی سرکاری زبان کیا ہو؟ اگرچہ اردو غریب کی حالت اب اس صوبہ میں یتیموں سے بھی بدتر ہے۔ مگر تاہم اردو کا نام بھی سننے میں آ ہی جاتا ہے۔ لیکن اصل مقابلہ ہندی اور گورمکھی میں ہے۔ مشرقی پنجاب اور دہلی کے اخبارات میں سے دس بارہ تو ہندی کے حق میں ہیں اور دو تین گورمکھی کے حق میں۔ مگر سب سے دلچسپ امر یہ ہے کہ ان میں سے ایک اخبار بھی ہندی یا گورمکھی میں شائع نہیں ہوتا۔ سب کی زبان اردو ہے۔

جاپان کا ایک تجارتی وفد پاکستان میں

جاپان سے ایک تجارتی وفد اس ہفتے پاکستان آیا ہے۔ یہ وفد دونوں ملکوں کے مابین تجارتی تعلقات کو قائم کرنے کیلئے پاکستان گورنمنٹ سے ضروری گفتگو کرے گا۔ ہندوستان میں جاپان کی تجارت کو جو اہمیت جنگ سے پہلے حاصل تھی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ہندوستان میں چور بازار اس دن سے شروع ہوا جس دن سے جاپان نے اتحادیوں کے خلاف اعلان جنگ کیا خیال کیا جاتا ہے کہ جب جاپان سے پاکستان کی تجارت شروع ہو گی۔ تو پاکستان کو کسی ضروری چیز کی کمی نہ رہے گی۔ اس وقت جاپان میں ہر قسم کا سوتی اور ریشمی کپڑا بے انداز ہے۔ اور یہ کپڑا امریکی اور برطانوی کپڑے سے بہت سستا ہے۔ چنانچہ اس جاپانی وفد نے پاکستان کو یقین دلایا ہے کہ وہ جاپان سے بہت ارزاں اور اچھا کپڑا پاکستان کو بقدر ضرورت دے سکتا ہے۔ جاپانی وفد کے لیڈر نے یہ بھی بتایا ہے۔ کہ سوت اور دھاگوں کے علاوہ جاپان پاکستان کو ریشم اور مشینری بھی مہیا کر سکے گا۔ امید کی جاتی ہے کہ جاپان سے تجارتی معاملات طے ہونے پر پاکستان میں تجارتی سرد بازاری اور قلت اشیاء ختم ہو جائے گی۔

وزیر پنجاب کے متعلق مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کا فیصلہ

یکم جون کو لیگ اسمبلی پارٹی نے اپنے ایک اجلاس میں مغربی پنجاب کے وزارتی قضیہ کا فیصلہ کرتے ہوئے خان افتخار حسین پر کامل اعتماد کا اظہار کیا۔ اس اجلاس میں سردار شوکت حیات اور میاں ممتاز دولتانہ سابق وزرا نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ خان آف ممدوٹ نے کہا کہ میں اپنی تمام سیاسی زندگی کے دوران میں قائد اعظم کا وفادار رہا ہوں۔ میں ان کے ہر حکم اور اشارہ کی تعیین کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میں ماضی کی طرح مستقبل میں بھی قائد اعظم کی رہنمائی میں کام کروں گا۔ اگر کسی رکن کو پاکستان میں میری وفاداری پر شک ہو تو وہ میرے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ پیش کر سکتا ہے۔ اور میں اس کا جواب دوں گا۔ اس اجلاس میں کل ۹۷ ممبروں میں سے ۸۹ ممبر حاضر تھے۔ لیگ پارٹی کے اس اجلاس کے بعد خان افتخار حسین خان کو لیگ پارٹی کی طرف سے اختیار دیا گیا کہ وہ استعفے دینے والے وزرا کی جگہ نئے وزیر مقرر کریں اور توسیع بھی کریں۔ امید ہے کہ اب چند روز میں نئے وزرا کے نام شائع کر دیئے جائیں گے۔

حیدرآباد کو اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے کا خود اختیار ہے

مجلس اتحاد المسلمین حیدرآباد کے تین نمائندے بلاکسی پیشتر اطلاع کے کوئٹہ پہنچے اور انہوں نے قائد اعظم سے ملاقات کی خواہش کی۔ قائد اعظم نے افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ وہ حیدرآباد کی کسی سیاسی جماعت کے نمائندے سے ملاقات نہیں کر سکتے۔ لیکن بعد میں ایک پریس نوٹ کے ذریعہ سے قائد اعظم نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ کہ حیدرآباد کو ایک آزاد خود مختار ریاست کی حیثیت سے اپنی قسمت کا فیصلہ خود کرنے کا پورا اختیار ہے۔ اور تمام عالم اسلام کی ہمدردیاں حیدرآباد کے ساتھ ہیں۔

ہندوستان اور حیدرآباد دونوں حکومتوں کو اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ حیدرآباد ایک آزاد ریاست ہے۔ اور اسے پورا اختیار حاصل ہے۔ کہ وہ ہندوستان میں شامل ہو یا اپنی آزادی برقرار رکھے۔ اور ہندوستانی حکومت کو جبر و تشدد سے اپنے ساتھ الحاق کرنے پر مجبور نہ کرنا چاہیئے یہ کوئی باعزت راہ عمل نہیں ہے۔

حیدرآباد کے خیرسگالی مشن کو مشورہ

معلوم ہوا ہے۔ کہ مذہبی رہنماؤں کی انجمن کا حیدرآبادی خیرسگالی مشن ہندوستانی یونین کا دورہ پورا کر کے حیدرآباد واپس آ گیا ہے۔ مشن کے قائد مولانا ولی اللہ حسین نے ایک اخباری ملاقات میں کہا۔ کہ ایک گفتگو کے دوران میں پنڈت نہرو نے یہ رائے ظاہر کی۔ کہ حیدرآباد میں کوئی جماعت نہیں۔ جو ریاستی عوام میں فرقہ وار یگانگت و مودت کی تلقین کرے۔ مولانا آزاد نے اپنی ملاقات کے اثرات ظاہر کرتے ہوئے مشن کے رہنما نے کہا۔ کہ مولانا موصوف نے اس بات پر زور دیا۔ کہ حیدرآباد کی ترقی کے لئے ہر اقدام ہندو اور مسلمانوں کے مشترکہ تعاون اور تائید سے اٹھایا جانا چاہیئے۔ اجمیر شریف کے بارہ میں انہوں نے کہا۔ کہ اکثر مسلمان وہاں سے ہجرت کر گئے ہیں اور درگاہ میں ۵۰ مسلمان وہاں رہ گئے ہیں

بمبئی کے سپرد درگاہ درنگاہ کے علاقہ کا انتظام ہے

ریڈیو پاکستان کے پروگرام کی اصلاح ہونی چاہیئے

عرض یہ ہے۔ کہ پاکستان براڈ کاسٹنگ سروس والوں نے پہلے پہل جوش میں آ کر کچھ اصلاحیں پروگرام میں کی تھیں۔ لیکن پھر کچھ عرصہ بعد وہی چال بے ڈھنگی جو پہلے تھی۔ سو اب بھی شروع کر دی۔ پروگرام میں ساٹھ فی صدی بالکل ردی گانے ہوتے ہیں۔ اور نعتیں اور مناجاتیں کچھ اس طریقے اور ایسے لوگوں سے سنوائی جاتی ہیں کہ نعوذ باللہ کچھ ان سے نفرت ہونے لگتی ہے۔ اور یہ پروگرام آٹھ ساڑھے آٹھ گھنٹہ میں صرف زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ تقاریر اور بحث مباحثہ کے لئے ہوتا ہے۔ اور باقی ۸۰ فی صدی گانوں فضول گیتوں اور بعض لچر غزلوں میں ضائع کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ قیمتی وقت مہاجر و انصار کے مسئلہ کو سلجھانے افراد اور عوام کی پست ذہنیت بدلنے اور ان کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے کام میں آ سکتا ہے۔ اور ساتھ ہی اینٹی کمیونسٹ پروپیگنڈا بہترین موثر طریقے ہو سکتا ہے۔ امریکہ، فرانس اور انگلینڈ کو ہی لیجئے۔ وہاں آٹھ گھنٹوں میں سے فقط دو گھنٹے موسیقی کا پروگرام ہوتا ہے۔ اور باقی کا پروگرام اصلاحی، تعمیری اور معلوماتی ہوتا ہے روس کا اصلاحی، تعمیری اور تعلیمی پروگرام دنیا کے تمام ملکوں سے بہترین ہوتا ہے یہاں تک کہ سبق بھی طلبا کو ریڈیو پر دیئے جاتے ہیں۔ اور رہنے سہنے کے طریقے بھی ریڈیو کے ذریعہ سکھائے جاتے ہیں۔ معلوماتی پروگرام بھی ہوتا ہے۔ لیکن وہی جو روس کے مفاد کے حامی ہو۔ میں ریڈیو پاکستان والوں کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ گانے کا معیار بلند کریں۔ چاہے یہ صرف دو گھنٹے ہو۔ اور باقی سارا وقت اصلاحی و تعمیری پروگرام میں صرف کرنا چاہیئے تاریخ، صنعت و حرفت، اقتصادیات اور تجارتی معلومات کے لئے ہر روز وقت دیا جانا چاہیئے۔

واہگہ کا چور بازار فوراً بند کر دیا جائے

لاہور کے قریب ہندوستان اور پاکستان کی سرحد واہگہ پر چور بازار قایم ہو گیا ہے۔ اس کی بدولت پاکستان کو لاکھوں روپے روزانہ کا نقصان پہنچ رہا ہے۔ ہندوستان سے ناقص ردی مال آتا ہے۔ اور بلیک مارکیٹ کے داموں پاکستانیوں کے حوالہ کیا جاتا ہے۔ اس کے عوض سونا اور روپے اور قیمتی سامان ہندوستان کے پاس چلا جاتا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس چور بازاری کو پاکستان کی سرحد کے اندر قطعی طور پر ختم کر دیا جائے۔ ورنہ سلسلہ روز بروز بڑھتا چلا جائے گا۔ اور پاکستان کو کنگال بنا کے رکھ دے گا۔ اس خرابی کو دور کرنے کے لئے ٹوڈ گرین مرچنٹس ایسوسی ایشن لاہور نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہندوستان سے جو مال واہگہ سے اس ناجائز طریقے سے پاکستان آئے اس کے مکمل بائیکاٹ کا انتظام کیا جائے اور ایسے مال کو مارکیٹ میں لانے اور فروخت کرنے پر سخت پابندی عائد کر دی جائے۔

وزارت کے متعلق شیخ صادق حسن کا بیان

شیخ صادق حسن ایم۔ ایل۔ اے نے میاں ممتاز دولتانہ اور سردار شوکت حیات خان کے استعفوں پر ایک بیان جاری کرتے ہوئے شیخ صادق حسن نے میاں ممتاز دولتانہ اور سردار شوکت حیات خان کو ان کے استعفوں پر مبارکباد پیش کی ہے۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ میں اس سے پیشتر بھی اپنے خیالات رائے عامہ کی تائید میں پیش کر چکا ہوں۔ کہ مغربی پنجاب کی مشکلات اور پیچیدہ مسائل کو حل کرنے میں ممدوٹ وزارت آج تک ناکام رہی ہے۔ آپ نے کہا کہ میاں ممتاز دولتانہ جو ممدوٹ منسٹری کے سب سے بڑے دماغ تھے۔ اور سردار شوکت حیات خان نے خضر وزارت کے دوران میں بے پناہ نقصان اٹھایا اور جن کی قربانیوں کی بدولت پنجاب میں مسلم لیگ نے وقار حاصل کیا۔ ان دونو حضرات نے مستعفی ہوتے وقت درست کہا ہے۔ کہ اس ہولناک وقت میں مغربی پنجاب کی کوئی وزارت کامیابی کے ساتھ الجھے ہوئے مسائل کو سلجھا نہیں سکتی۔ جس کی لیڈرشپ خان افتخار حسین خان ممدوٹ کے ہاتھ میں ہو۔ آپ نے کہا کہ ہماری قوم زندگی اور موت کے دوراہے پر کھڑی ہے۔ ہمیں اس وقت مستقل مزاجی، جرأت اور تعمیر کی ضرورت ہے۔ ہمیں ایسی لیڈر شپ کی ضرورت ہے۔ جو ان برسر ضروریات کو سمجھتی ہو۔ ممدوٹ وزارت کی ناکامی اس صوبہ کی تاریخ پر بدنما دھبہ ہے۔ آپ نے کہا کہ خان ممدوٹ نے اپنے بیان میں تمام ذمہ داریوں سے کنارہ کش ہونے کی کوشش کی ہے۔ لیکن ہم اسے ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ لوگ بھوکے مر رہے ہیں بے روزگاری نے ناک میں دم کر رکھا ہے۔ بیواؤں اور یتیموں کا کوئی بھی پرسان حال نہیں بنتا۔ قیدیوں کا تبادلہ بھی اس وقت تک نا تسلی بخش ہے۔ جو قوم کا واپس چلے جانا اس ایڈمنسٹریشن کی مذمت کے مترادف ہے۔ مخلص لیگی کارکن آج بھی ہر جگہ پر نقصان اٹھا رہے ہیں۔ لیکن مسلم لیگ اسمبلی پارٹی نے وزارت کو ہدایات دیں۔ وزیر اعظم نے انہیں قبول کیا۔ لیکن پھر بھی ان پر کوئی عمل نہ کیا گیا۔

نتائج آج ہمارے سامنے ہیں۔ ہم اپنے مسائل کے متعلق کچھ مزید کہہ کر اپنے دشمنوں کے ہاتھ مضبوط نہیں کر سکتے۔ آپ نے بیان کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ وزیر اعظم نے اپنے آخری بیان میں اپنی تمام ذمہ داریوں کو اپنے ساتھیوں کے کندھوں پر ڈالتے ہوئے بہت بڑی بھول کی ہے۔ کیونکہ وزیر اعظم کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ جمہوری اصولوں کے مطابق کسی حکومت یا جماعت کی اچھائی اور برائی اس حکومت یا آرگنائزیشن کے وزیر اعظم یا ہیڈ پر عائد ہوتی ہے آپ نے کہا کہ قائد اعظم کے بغیر پاکستان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اور اگر وہ اپنی حکومت کو چلانے میں فیل ہو جاتے ہیں۔ تو تمام ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے۔ اسی طرح صوبائی معاملات میں صوبہ کی ہر برائی سے وزیر اعظم اپنا دامن بچا نہیں سکتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ ہمارے صوبہ کا وزیر اعظم اپنے ابتدائی خیال اور ذمہ داریوں میں بری طرح ناکام رہا ہے۔ آج جب کہ قوم زندگی اور موت کے دوراہے پر حیران اور پریشان کھڑی ہے۔ اس کے مسائل اور مصائب کو حل کرنے کے لئے ایسے لوگوں کی ضرورت ہے۔ جو ایک ٹیم کی حیثیت میں حقیقی طور پر کام کر سکیں۔ اس لئے ملت کی بقا کے نام پر وزیر اعظم کو محسوس کرنا چاہیئے۔ اور اس طرح بہادری کے ساتھ مستعفی ہو کر مسلم لیگ پارٹی کو موقع دینا چاہیئے کہ وہ اپنا لیڈر ایک بار پھر سوچ کر منتخب کرے اور پھر ایک ایسی ٹیم معرض وجود میں آئے۔ جو پورے صوبہ کی مشکلات دور کرنے کی اہل ہو۔

ہندوستانی طیاروں کی بمباری سے قبائلیوں میں غم و غصہ!

اطلاع ملی ہے۔ کہ پاکستان کے علاقہ پر ہندوستانی طیاروں کی بمباری سے تمام قبائلی علاقہ میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اس سلسلہ میں مختلف عام جلسوں میں حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ انہیں کشمیر جانے کی اجازت دی جائے۔ تاکہ وہ ان مسلمان عورتوں اور بچوں کا انتقام اپنے ہاتھ میں لے سکیں۔ جو گوجی حبیب اللہ میں ہندوستانی طیاروں کی بمباری سے شہید ہوئے ہیں۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا ہے۔ کہ اگر حکومت پاکستان فوری اقدام نہ لے سکی۔ تو وہ کشمیر جانے پر مجبور ہوں گے۔

راولپنڈی میں بیوپاریوں کو پریشانی کا سامنا

بنک چھوٹے سکے لینے سے انکار کر رہے ہیں

راولپنڈی ۱۲ مئی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ چھوٹے سکوں کو ختم نہ کر سکنے کی وجہ سے راولپنڈی کے بیوپاری فرقہ کو سخت پریشانی محسوس ہو رہی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سرکاری خزانہ اور مقامی بنک ان سکوں کو لینے سے انکار اور مقامی بنکوں کے مینیجروں کا یہ کہنا ہے۔ کہ ان کے بنکوں میں عملہ ناکافی ہونے کی وجہ سے وہ ان سکوں کے تبادلہ کا انتظام نہیں کر سکتے۔ لیکن عوام کا خیال ہے۔ کہ اس تکلیف کی اصل وجہ بنکوں کے منتظمین کا تساہل ہے۔

مال و اشیا کا تبادلہ

پاکستان کے تاجروں اور عامہ صارفین نے یہ معلوم کر کے آرام کا سانس لیا ہو گا۔ کہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ضروری اشیاء کے تبادلے اور ایک دوسرے کی بندرگاہوں کے آزادانہ استعمال کے متعلق معاہدہ ہو گیا ہے۔ زیر بحث معاہدہ کی رو سے ہندوستان جہاں کوئلہ، سوتی کپڑا، کیمیائی اشیاء، چمڑا، اور جوتا، کاغذ، رنگ اور وارنش، ریلوے اسٹور اور اسٹیل مہیا کرے گا۔ وہاں پاکستان ہندوستان کو پٹ سن، اناج، کھال اور کچا چمڑا اور نمک فراہم کرے گا۔ یہ معاہدہ پہلی جولائی تک زیر عمل رہے گا۔ اس کے بعد پھر نیا معاہدہ کیا جائے گا۔ بندرگاہوں کے آزادانہ استعمال کا معاہدہ بھی پاکستان کی برآمدی تجارت کو گذشتہ فسادات اور تبادلہ آبادی کے تباہ کن اثرات سے بچانے کے لئے ضروری تھا اب جو خام اشیاء ہم کراچی اور چٹاگانگ کی بندرگاہوں سے برآمد نہیں کر سکتے وہ کلکتہ مدراس اور بمبئی کی بندرگاہوں سے بھیجی جا سکتی ہیں۔ اس کے لئے ہم کوئی برآمدی محصول ادا کرنے پر مجبور نہیں ہوں گے۔ بہت کافی خام اشیا جیسے کاپڑی پڑی سڑ رہی تھیں ان کی نکاسی کا سامان ہو گیا ہے۔ یہ ہماری زراعت پیشہ آبادی کو عظیم نقصان سے بچانے کے لئے ضروری تھا۔ لیکن ان تمام معاہدوں اور سمجھوتے کی عملی اہمیت اس وقت تک ہے کہ ہندوستان و پاکستان کے درمیان سیاسی تعلقات خراب نہ ہوں گذشتہ معاہدوں سے عام لوگوں کو بھی اب صاف اندازہ ہو گیا ہے۔ کہ دونوں مملکتوں کے درمیان معاشی تعلقات کا جاری رہنا کس قدر ضروری اور مفید ہے اور جہاں تک ہو سکے سیاسی مسائل کو ان معاشی تعلقات کے درہم برہم کرنے کا موقع نہ دینا چاہیئے

صوبہ سرحد میں غذائی پیداوار بڑھانے کی کوشش

صوبہ سرحد کا شمار پاکستان کے ان صوبوں میں ہے۔ جو غذائی لحاظ سے خود مکتفی نہیں ہے اور اس کے لئے خوراک مہیا کرنے کی ذمہ داری مغربی پنجاب اور سندھ پر عائد ہوتی ہے۔ لیکن اس صورت حال کو جلد از جلد ختم کرنا ضروری ہے۔ صوبہ سرحد کی مٹی زرخیزی کے لحاظ سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ لیکن وہاں انسانی سعی و عمل کا حیرت انگیز فقدان رہا ہے۔ سیاسی نقطہ نظر سے بھی سرحد کے پٹھانوں کو غذائی اعتبار سے خود مکتفی بنانا ضروری ہے ورنہ ان کے معصوم اور سادہ دماغوں پر ہم آزادی کی افادیت واضح نہیں کر سکتے۔ آزادی محض کوئی جذباتی اور اخلاقی چیز نہیں ہے۔ بلکہ مادی بھی ہے۔ پچھلے چند ماہ سے سرحد سے غذائی اور زرعی فسادات کی افسوسناک اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ ان کا تدارک اگر کچھ ہے تو یہ کہ سرحد میں اگر ایک طرف غذائی پیداوار بڑھانے کی کوشش کی جائے۔ تو دوسری طرف فراہم شدہ غلے کی مناسب تقسیم کا انتظام کیا جائے۔ اس میں شک نہیں کہ غذائی پیداوار کی قلت کا ایک اہم بنیادی سبب یہ ہے۔ کہ آب پاشی کا وافر انتظام نہیں ہے۔ اور نہ جدید آلات زیر استعمال ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں صوبہ سرحد کے وزیر زراعت آنریبل خان محمد عباس خان کی زیر صدارت صوبائی مشاورتی کمیٹی کا جو جلسہ منعقد ہوا تھا۔ اس میں زرعی آلات کی فراہمی و پیدائش اور آب پاشی کے ذرائع کو وسیع کرنے کے مسائل پر غور و خوض کیا گیا۔ لیکن یہ حقیقت بھی نہ بھولنی چاہیئے۔ کہ بعض اوقات تقسیم پیداوار کا ناکارہ ہونا بھی پیدائش اشیاء کی راہ میں سنگ گراں بن کر حائل ہو جاتا ہے

پاکستان کی مختصر خبریں

پاکستان کا تعلیمی مشاورتی بورڈ

۷ جون سے پاکستان کے تعلیمی مشاورتی بورڈ کا اجلاس کراچی میں ہو رہا ہے۔ اس میں دیگر مسائل کے علاوہ حسب ذیل امور پر بھی غور ہو گا (۱) تعلیمی نظام کو اسلامی تصورات پر مبنی کرنے کے وسائل و ذرائع۔ (۲) مثالی اسکولوں اور مثالی ٹیچروں کی تربیت گاہوں کا قیام۔ (۳) تعلیمی نصابوں اور کتب نصاب کی تجدید۔ وغیرہ وغیرہ۔ مشاورتی بورڈ کے اجلاس کے بعد پاکستان یونیورسٹیوں کے بورڈ کا اجلاس ہو گا۔ اس کے ایجنڈے میں حسب ذیل امور شامل ہیں۔ سائنسی تحقیق کی سہولتوں کی تنظیم جدید اور یونیورسٹیوں کے کھیل کے بورڈ کا قیام۔ ٹیچروں اور طلبا کا تبادلہ۔ یونیورسٹیوں کے تعلیمی کیمپ کا قیام۔ مشاورتی بورڈ کے سیکرٹری ڈاکٹر اختر حسین یونیورسٹیوں کے بورڈ کے سیکرٹری کے فرائض بھی انجام دیں گے۔

پاکستانی پارلیمنٹ کا تیسرا اجلاس

پاکستان پارلیمنٹ کا اجلاس کراچی میں ۱۰ مئی سے ۲۶ مئی تک ہوتا رہا۔ اس اجلاس میں سرکاری اور غیر سرکاری قانونی مسودوں پر غور کیا گیا۔ جن میں سے بارہ سے زیادہ منظور کئے گئے۔ ان کے علاوہ ارکان نے ۵۵… اور ۲۸۹ تحریری سوالات کئے۔ جن کے جوابات حکومت پاکستان کے وزیروں نے دیئے۔ اجلاس اپنی تین تجویزوں کی وجہ سے بہت اہم تھا۔ آنریبل خواجہ شہاب الدین وزیر داخلہ کی تجویز یہ تھی۔ کہ کراچی کو پاکستان کا دار السلطنت قرار دیا جائے۔ اور شہر کا نظم و نسق حکومت سندھ سے اپنے ہاتھ میں لے لے۔ یہ تجویز بڑی گرما گرم بحث کے بعد پاس ہوئی۔ دوسری تجویز مجلس دستور ساز کے قواعد میں ایک ترمیم کے بارے میں تھی۔ جس کی رو سے ہر رکن کے لئے ضروری قرار دیا گیا تھا۔ کہ وہ پاکستان کا مستقل باشندہ اور یا شہری ہو۔ جو ارکان ان شرائط پر پورے نہ اتریں صدر کو ان سے دریافت کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ کہ ان کی نشستوں کو خالی کیوں نہ قرار دیا جائے تیسری قرارداد میں فلسطین میں یہودیوں کی جارحانہ کارروائیوں کی مذمت کی گئی۔ اور حکومت پاکستان سے کہا گیا ہے۔ کہ وہ مجلس اقوام متحدہ میں اسرائیلی ریاست کے داخلہ کی مخالفت کرے۔ کیونکہ اس میں اس کی شمولیت اقوام متحدہ کے منشور کی خلاف ورزی اور امن عالم کے لئے بلا واسطہ خطرہ کی حیثیت رکھتی ہے

غیر ممالک میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے وظیفے

پاکستان کی وزارت صحت نے ۱۹۴۸ء۔۴۹ء میں ۸ طلبا کو ممالک غیر میں طبی تعلیم حاصل کرنے کے لئے منتخب کیا ہے۔ ان میں مرکز کے…، مشرقی بنگال اور مغربی پنجاب کے چار چار اور پاکستان کی فوج کے چھ طلبا ہیں۔ ان طلبا کے ناموں سے پاکستانی ہائی کمشنر مقیم برطانیہ کو مطلع کر دیا گیا ہے۔ ہائی کمشنر موصوف برٹش پوسٹ گریجویٹ میڈیکل فیکلٹی کے مشورہ سے ان طلبا کو برطانیہ کے ممتاز طبی مرکزوں میں داخل کر دیں گے۔

ہندوستانی نوٹ پاکستانی نوٹوں میں تبدیل کرا لیجئے

پاکستانی نوٹ یکم اپریل ۱۹۴۸ء سے جاری کئے گئے ہیں لیکن ۳۰ ستمبر ۱۹۴۸ء تک پاکستان میں ہندوستان کے نوٹ بھی زر قانونی رہیں گے۔ پبلک کو چاہیئے کہ اپنے ہندوستانی نوٹ جلد از جلد پاکستانی نوٹوں میں تبدیل کرا لے۔ آخری مہینہ کا انتظار کیا گیا۔ تو پبلک کو سخت تکلیف کا سامنا ہو گا۔ کیونکہ نوٹ تبدیل کرانے والوں کی تعداد اتنی کثیر ہو گی کہ بہت ممکن ہے بعض لوگوں کو نوٹوں کے تبدیل کرانے کا موقع ہی نہ مل سکے۔

تو پاک باش برادر مدار از کس باک　　زنند جامۂ ناپاک گازران بر سنگ

پیسہ اخبار لاہور

قیمت سالانہ چار روپے (للعہ) حجازی پرنٹنگ پریس بیرون موری گیٹ لاہور میں چھپوا کر میاں عبد المجید صاحب ایڈیٹر۔ پرنٹر و پبلشر نے دفتر پیسہ اخبار لاہور سے شائع کیا۔

نمبر ۲۲ | ۱۰ جون ۱۹۴۸ء | جلد ۶۲

مجاہدین کشمیر کی خبر لو!

گذشتہ دس ماہ سے آزاد کشمیر مٹھی بھر فوجیں ہندوستان کی کئی لاکھ فوجوں کا مقابلہ کر رہی ہیں۔ اور اب تک ہندوستانیوں کے کئی ہوائی جہاز گرا چکی ہیں۔ اور ہندوستان کا کروڑہا روپیہ صرف کروا چکی ہیں اس وقت آزاد کشمیر کی فوجوں کا نصف سے زیادہ حصۂ کشمیر پر قبضہ ہے۔ لداخ کے بالائی حصہ سے لیکر سری نگر اور سری نگر سے لیکر پونچھ تک پٹھان آزاد فوج چھائی ہوئی ہے۔ سری نگر سے تین اور چار میل پر آزاد فوج کا قبضہ ہے۔ اوڑی کے علاقہ میں ہزاروں ہندوستانی سپاہی ہلاک ہو چکے ہیں۔ دشمن کی ہزاروں رائفلیں پٹھان چھین چکے ہیں۔ اور دشمن کی سیمنٹی چوکیوں پر قبضہ کر چکے ہیں۔ اس ہفتہ بھی مجاہدین کشمیر نے اوڑی کے علاقہ میں دشمن کی دو چوکیوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ آزاد کشمیر فوج کی شجاعت اور حوصلہ کو امریکن اور انگریز بھی تسلیم کر چکے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ان بہادروں کے زخمی اور بیمار مجاہدین کی مدد اور دلجوئی پاکستان والے کما حقہ اب تک نہیں کر سکے۔ جو لوگ کشمیر کے محاذ سے ہو کر آئے ہیں۔ ان کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ اس وقت مجاہدین کو اناج۔ اشیائے خوردنی اور کپڑا و نمک کی سخت ضرورت ہے۔ ہم اپنے پاکستانی بھائیوں سے اپیل کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ آزاد کشمیر کے میدان جنگ میں لڑنے والے سپاہیوں کو کھانے پینے معمولی استعمال کی چیزیں پارسل بنا کر ڈسٹرکٹ کورٹ لاہور کی معرفت پہنچائیں۔ جب یورپ میں جنگ ہو رہی تھی۔ تو پنجاب سے ہر ہفتے ہزاروں ایسے پارسل بذریعہ ہوائی جہاز لندن جایا کرتے تھے۔ ہم اپنے ناظرین کو بتانا چاہتے ہیں کہ مجاہدین کشمیر کی فتح اسلام کی فتح ہے اور ان کی بقا اسلام کی بقا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ان فاقہ مست پٹھانوں نے یہ تو ثابت کر دیا ہے۔ کہ کشمیر ایسا تر نوالہ نہیں جیسا کہ شروع شروع میں پنڈت جواہر لال نہرو اور پٹیل نے سمجھا تھا اور ان کو مسل ڈالنے کی تجویزیں کر لی تھیں۔

کپڑے کا مسئلہ

سوتی کپڑے کی فراہمی کا مسئلہ ابھی تک پاکستان کے لئے فکر اور پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے۔ تازہ ترین اطلاع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مغربی پنجاب کی چاروں سوتی ملیں ابھی تک بیکار پڑی ہوئی ہیں۔ اور ماہر کارکنوں اور کچھ ضروری مشینی پرزوں کے حصول کی کوشش ہو رہی ہے۔ لیکن اس کے فوری بار آور ہونے کی امید نظر نہیں آتی۔ دستی پارچہ بافی کی جلد از جلد بحالی میں سوت کی قلت سنگ گراں بن کر حائل ہے۔ چرخہ کاتنے کی کسی بہت بڑی قومی مہم کے بغیر سوت کا مسئلہ حل ہوتا نظر نہیں آتا۔ مشرقی بنگال کی تینوں ملیں بھی کوئلے کی عدم موجودگی کے باعث چل نہیں رہی ہیں۔ جہاں تک غیر ملکی درآمد کا تعلق ہے۔ ہندوستان میں کپڑے کے دام چڑھتے ہی جا رہے ہیں۔ جو پاکستان کی عام قوت خرید سے کوئی مناسبت نہیں رکھتے۔ کنٹرول کی منسوخی سے حکومت ہند کے ذمہ دار ارکان نے جو توقعات وابستہ کر رکھی تھیں۔ وہ غلط نکلیں اور دام گھٹنے کی بجائے چڑھ گئے ہیں۔ تازہ ترین اطلاع یہ ہے کہ قیمت میں ۵۰ فی صدی سے زیادہ کا اضافہ ہوا ہے۔ اس چیز نے پاکستان میں ہندوستان کے سوتی کپڑے کی درآمد گھٹا دی ہے۔ بین المملکتی معاہدے کی رو سے پاکستان تو حسب وعدہ اپنی کپاس ہندوستان کو بھیج رہا ہے لیکن ہندوستان اپنے وعدوں کو پورا کرتا نظر نہیں آتا۔ چنانچہ اس نے اب تک ۲۵۰۰۰ گانٹھ کپڑا اور ۴۵۰ گانٹھ ہاتھ کا بنا ہوا سوت پاکستان کے حوالے نہیں کیا ہے۔ حالانکہ تقسیم کونسل کے فیصلے کے مطابق اب تک اتنا کپڑا مغربی پنجاب میں آ جانا چاہیئے تھا ضروری اشیاء کے براہ راست تبادلے کے ضمن میں دونوں ملکوں کے مابین حال ہی میں جو معاہدہ ہوا ہے۔ ممکن ہے اس سے ہندوستانی سوتی کپڑے کی درآمد آسان ہو جائے۔ یہ اطلاع بھی موصول ہوئی ہے کہ حکومت ہندوستان کے حکام اب دوبارہ کپڑے پر کنٹرول بٹھانا چاہتے ہیں۔ اگر ایسا ہوا تو بہت اچھا ہو گا۔ اس لئے کہ پاکستان کو سستے کپڑے مل سکیں گے۔ جاپان کے تجارتی وفد سے حکومت پاکستان کی موجودہ گفت و شنید اگر کسی خاطر خواہ نتیجے پر پہنچ گئی۔ تو ممکن ہے جاپان کا زیادہ سستا کپڑا اور سوت پاکستان میں سوتی کپڑے کی قلت کو دور کر دے اور یہاں کی دستی پارچہ بافی کو بھی کسی معقول پیمانہ پر چل نکلنے کا موقع ملے۔

جاپان سے پاکستان کی تجارت

موجودہ حالات میں جاپان اور پاکستان کے درمیان تجارت کی بحالی یقیناً دونوں ملکوں کے لئے بے حد مفید ثابت ہو گی۔ خصوصاً اس حالت میں کہ جاپانی تجارتی وفد کے لیڈر نے نہ صرف ہندوستان سے زیادہ سستا سوتی کپڑا مہیا کرنے کا وعدہ کیا ہے بلکہ پارچہ بافی کی مشینوں کی بھی امید دلائی ہے۔ جس کی آج ہمیں سخت ضرورت ہے۔ جاپان کو بھی ہماری خام اشیاء کی ضرورت ہے۔ جس کے بغیر وہ اپنی مشینوں اور کارخانوں کو حرکت میں نہیں لا سکتا جنگ سے پہلے جاپان متحدہ ہندوستان سے جو خام اشیا خریدتا تھا۔ ان کے سارے علاقے پاکستان میں شامل ہو گئے ہیں۔ چنانچہ آج اگر جاپان کسی ملک سے سب سے زیادہ خام اشیاء مثلاً کھال اور کچا چمڑا۔ کپاس اور پٹ سن حاصل کر سکتا ہے۔ تو وہ پاکستان ہے۔ متحدہ ہندوستان میں تو جاپانی کپڑے کو ہندوستانی کپڑوں سے بھی مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔ لیکن پاکستان میں اس کا امکان نہیں۔ جاپانی تجارتی وفد کے لیڈر نے بتایا ہے۔ کہ جاپان کو خام اشیا فراہم کی جائیں تو وہ مندرجہ ذیل اشیاء و مصنوعات فوری طور پر پاکستان کو دے سکتا ہے۔ سوت اور دھاگہ سوتی کپڑا مشین اور پرزے۔ ریشمی سوت اور دھاگہ۔ بائیسکل۔ ہلکی مشینیں۔ جنگ سے پہلے جاپان متحدہ ہندوستان سے ۱۵ کروڑ روپے کی کپاس خریدتا تھا۔ اور ایک کروڑ روپے کا کچا چمڑا۔ جوٹ کی اشیا اور لاکھ۔ اس کے عوض میں ہمیں وہ ۱۵ کروڑ روپے کا صرف کپڑا دیتا تھا۔ اور ۷ کروڑ روپے کی دیگر اشیاء۔ پہلی عالمگیر جنگ کے بعد ہی سے متحدہ ہندوستان کی معاشی زندگی میں جاپانی اشیاء اور مال کی اہمیت بڑھتی گئی۔ اور ہندوستان کے بازاروں میں جاپانی اشیاء برطانوی اشیا کی جگہ لینے لگیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۱۴ء سے پہلے کی بہ نسبت ۱۹۲۹ء کے بعد برطانیہ سے سوتی مال کی درآمد میں ۱۱ فی صدی کی کمی ہو گئی۔ اور ریشمی مال کی درآمد میں ۲ فی صدی کی۔ جب ۱۹۴۱ء کے دسمبر میں جاپان نے اتحادیوں کے خلاف اعلان جنگ کیا۔ تو ہندوستان سے ۱۵ لاکھ گانٹھ کپاس کی سالانہ برآمد بند ہو گئی۔ اور اس ملک کی تجارت خارجہ کو ۸ کروڑ روپے سالانہ کا نقصان پہنچا۔ سستے جاپانی مال اور اشیا کی درآمد کے بند ہو جانے سے چور بازاری اور افراط زر کے رجحان کو زبردست شہ ملی۔ جاپانی صنعت کی خوبی یہ ہے کہ اخراجات پیدائش بہت کم ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایشیا کے پست معیار زندگی کے مطابق مال خوب سستے پیدا ہو سکتے ہیں۔ اگر جاپان سے پاکستان کے تجارتی تعلقات پائدار بنیادوں پر قائم ہو گئے۔ تو ہم بہت سی اشیاء صرف امریکہ اور برطانیہ سے مہنگے داموں خریدنا ترک کر دیں گے۔ اور اس طرح ہمارے بیرونی زر مبادلہ کی بچت ہو گی۔

اسٹرلنگ قرضے کی بات چیت

اسٹرلنگ قرضے کی رقم میں تخفیف کا ڈر اب اس لحاظ سے جاتا رہا ہے۔ کہ ہندوستانی اور پاکستانی وفود کے نمائندوں نے صاف طور پر یہ کہہ دیا ہے کہ وہ کسی قسم کی تخفیف گوارا نہ کریں گے چودھری نذیر احمد خان (جو پاکستانی وفد میں شامل ہیں) نے اپنے ۲۵ مئی والے بیان میں کہا ہے کہ پاکستان کو اس وقت صنعتی تعمیر و ترقی کے لئے مشینوں اور کلوں کی ضرورت ہے۔ اس لئے ہم اپنے قرضے کے زیادہ سے زیادہ حصے کی بازیابی کی کوشش کریں گے۔ پاکستان نے گذشتہ عالمگیر جنگ میں اتحادیوں کو فتح مند کرنے میں زبردست حصہ لیا ہے۔ ہندوستانی وفد بھی برطانیہ سے مشینوں اور کلوں کی شکل میں قرضے کی وصولی پر زور دے رہا ہے۔ سنا جاتا ہے۔ کہ ہندوستانی وفد کو اگر اسٹرلنگ حلقے سے مشینیں اور کلیں نہ ملیں تو وہ ڈالر کی شکل میں اپنی رقمیں طلب کرے گا۔ تاکہ امریکہ سے مشینیں اور کلیں خرید سکے۔ آج پاکستان کو فوری طور پر کم از کم پارچہ بافی کی دس سوتی ملوں شکر سازی کی ۱۵ ملوں، چرم سازی کے ۲۵ کارخانوں متعدد جوٹ ملوں اور برقی پلانٹ کے لئے مشینوں اور کلوں کی ضرورت ہے۔ پاکستان کو ہر سال عظیم مالی نقصان سے بچانے کے لئے اور اس کے غیر ملکی زر مبادلے کو شکر، کپڑا اور جوتے جیسی اشیاء کی عظیم خریداری میں صرف ہو جانے سے محفوظ رکھنے کے لئے ہمیں صنعت کاری اور اس کے لئے مشینوں کی اشد ضرورت ہے۔ اگر برطانیہ کے سرمایہ دار ہمیں مشینیں اور کلیں مہیا کرنے میں اپنا کوئی فائدہ نہیں دیکھتے تو ہمیں بھی ان کو جلد از جلد خیر باد ہی کہہ دینا پڑیگا۔ اگر کامن ویلتھ میں رہنے سے ہمیں معاشی فائدے نہیں حاصل ہوتے اور برطانیہ اپنی پرانی روش بدلنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ پاکستان برطانیہ کا سیاسی دم چھلا بنا رہے۔ اس کو اپنی صنعتی ضروریات پوری کرنے کے لئے دنیا کی دوسری مملکتوں سے تعلقات قائم کرنے پڑیں گے۔

عربی زبان کی تعلیم

جب کوئی غیر زبان سیکھی جاتی ہے۔ تو اس کا مقصد یا تو اس قوم کے حالات معلوم کرنا ہوتا ہے یا اُن سے سیاسی، تجارتی یا تمدنی تعلقات قائم کرنا یا اُن کے علوم و فنون سے واقفیت حاصل کرنا اور اپنی زبان کو اس علم سے مستفید کرنا ہوتا ہے مثلاً اس قوم کی انجینئرنگ۔ ڈاکٹری اور سائنس وغیرہ کی نئی معلومات اور ایجادات کے متعلق پڑھ کر اپنی زبان میں ترجمہ کر کے بہت سا فائدہ پہنچایا جا سکتا ہے۔ اس قوم کے خیالات سیاسی رجحانات اور اقتصادی حالات ان کے اخبار و رسائل پڑھ کر معلوم کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن جب ہم کوئی اسلامی زبان سیکھتے ہیں۔ تو اس کا ایک اعلیٰ مقصد اسلامی ممالک اور قوموں میں اتحاد و اتفاق ہے عربی سیکھنا اور بھی زیادہ ضروری ہے اور اہم ہے کیونکہ اسی میں سبھی مذہبی کتب ہیں۔ اور عربی جاننے کے بغیر صحیح واقفیت حاصل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

اس ذہنیت کے ذمہ دار ہمارے نصاب ہیں جو اتنے خشک اور مشکل ہوتے ہیں۔ کہ ان کا پڑھنا اور سمجھنا وبال جان ہو جاتا ہے۔ ابتدائی تعلیم میں چند کتابیں ہوتی ہیں جن میں کوئی دلکش یا معلومات بڑھانے والی چیز نہیں ہوتی۔ ہر فقرے میں ایک دو نئے الفاظ ہوتے ہیں ہر سبق میں آٹھ دس نئے الفاظ طالب علم کے دماغ کو پریشان کر دیتے ہیں۔ ابھی وہ پہلے سبقوں کے نئے لفظوں کے معانی اور استعمال سے بھی واقف نہیں ہوتا۔ کہ دوسرے سبق میں اس کے سر پہ ایک درجن اور نئے لفظ تھوپ دیئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ابتدائی تعلیم میں ہی طالب علم اس زبان کو مشکل اور پیچیدہ سمجھ کر اس کے نام سے بھی بدکنے لگتا ہے۔

ابتدائی تعلیم کے بعد کے نصاب محض ادبیات سے بھر دیئے جاتے ہیں۔ گویا اس زبان میں ادبیات کے سوا اور کوئی مفید یا دلکش چیز ہی نہیں۔ اور ادب بھی ایسا کہ اس قابلیت کے طلبہ کے لئے از حد مشکل۔ بھلا جن طلبا کو مقامات ہمدانی و حریری اور معلقات یا دیوان متنبی پڑھایا جاتا ہے۔ کیا وہ اس قابل ہوتے ہیں۔ کہ ان چیزوں کو سمجھ سکیں؟ ہر فقرے میں اور ہر شعر میں ان کے لئے تین چار نئے الفاظ ہوتے ہیں۔ وہ لفظوں کو سمجھیں یا خیالات کو؟ اس تعلیم کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ برسوں عربی سیکھنے کے بعد وہ عربی زبان سے نا واقف اور جاہل ہوتے ہیں۔ کہ نہ تو کسی عرب سے عربی میں گفتگو کر سکتے ہیں۔ نہ عربی میں اُن پر خیالات روانی سے بیان کر سکتے ہیں۔ (جنہوں نے اگرچہ ساری عمر عربی پڑھنے پڑھانے میں صرف کی ہو) جو سلیس عربی میں گفتگو کر سکیں یا ایک مضمون لکھ سکیں۔ یا ایک مضمون لکھ کر کسی عربی رسالے میں شائع کر سکیں؟

موجودہ نصابوں کی خامیاں

اس نا اہلیت کی ذمہ داری ہمارے نصابوں اور طرز تعلیم پر ہے۔ کسی زبان کے سیکھنے کا سب سے پہلا اور بنیادی اصول یہ ہے۔ کہ نئے الفاظ طالب علم پر جبراً نہیں ٹھونسنے چاہئیں۔ بلکہ بتدریج اور آہستہ آہستہ سکھانے چاہئیں۔ تاکہ جب تک پہلے نئے لفظوں کا ذخیرہ طالب علم کے ذہن میں نہ آجائے۔ دوسرے نئے الفاظ کا بوجھ اس کے دماغ پر نہیں ڈالنا چاہیئے۔ کتابوں کے پڑھنے میں نئے الفاظ کی مشکلات کو جہاں تک ہو سکے کم کرنا چاہیئے۔ تاکہ پڑھنے والا الفاظ کی مشکلات میں الجھا ہوا نہ رہ جائے بلکہ اصل مضمون کی طرف توجہ دے سکے۔ ہر دو ڈھائی سو الفاظ کے صفحے میں تین چار سے زیادہ نئے الفاظ نہیں ہونے چاہئیں۔ کیا ہمارے نصاب اس معیار پر اترتے ہیں؟ دوسری ضروری چیز نفس مضمون کی دلکشی اور جاذبیت ہے۔ ابتدائی نصابوں میں تو یہ چیز بالکل مفقود ہوتی ہے۔ رنگین تصویریں چھوڑیئے۔ ان میں تو سادہ تصویریں بھی نظر نہیں آتیں۔ دوسرے نصابوں میں بھی دقیق اور پیچیدہ مضامین (جن میں نئے الفاظ کی بھرمار ہوتی ہے) طلبہ کو پریشان کرتے ہیں۔ بھلا مقامات ہمدانی میں کونسی دلکش چیز ہے؟ یہ نہ تو قصے کہانیوں کی حیثیت سے کسی معیار پر پورے اترتے ہیں۔ نہ ان میں کوئی اور خوبی ہے۔ گداگری اور مکر و فریب سے روپیہ بٹورنے کے سوا یہ کیا سکھاتے ہیں؟ معلقات میں کونسی خوبی ہے؟ ان جاہلیت کے کافر شاعروں کے شعروں میں کیا دھرا ہے؟ بیشک، ادب ہر ایک زبان کا ضروری جزو ہے لیکن کل نہیں۔ کہ سارے کا سارا نصاب ادب سے ہی بھرا پڑا ہے۔ ادب کے علاوہ اور بھی مفید اور دلکش مضامین ہوتے ہیں۔ جن کا مطالعہ ادب کے مطالعہ سے بدرجہا کارآمد ہوتا ہے۔ ہمارے نصابوں میں ادب اس طرح چھا گیا ہے۔ گویا دنیا میں ادیبوں اور شاعروں کے سوا اور کوئی بستا ہی نہیں۔ یا اگر ہے بھی تو قابل توجہ نہیں! گویا زندگی کی غرض و غایت فضول قصے کہانیاں یا لاف و گزاف اشعار ہیں۔

عربی زبان سیکھنے کا نصاب کیسا ہونا چاہیئے

(۱) بول چال۔ کسی زبان کے سیکھنے میں سب سے لازمی بات یہ ہے کہ آدمی اس زبان میں گفتگو کر سکے۔ بول چال ہی اصل زبان ہے۔ کیا آپ اس شخص پر نہ ہنسیں گے۔ جو ملٹن اور شیکسپیئر کا علامہ رہے اور پڑھائے۔ لیکن ایک انگریز سے پانچ منٹ بھی انگریزی میں باتیں نہ کر سکے۔ ہمارے طلبا دیوان عوامہ و متنبی پڑھنے اور پڑھانے والوں کی یہی حالت ہے۔ اس لئے لازمی ہے کہ سلیبس بول چال کی سو سو ڈیڑھ ڈیڑھ سو صفحہ کی دو تین کتابیں (جن میں روزمرہ کی باتیں ہوں) نصاب میں ہوں۔ زبان سادہ آسان اور سکہ بند ہو۔ قبائلی یا مختلف علاقوں کی زبان نہ ہو۔ کیونکہ اس تعلیم کا مدعا شستہ اور کھری زبان سکھانا ہے۔ (۲) خط و کتابت۔ بول چال کے بعد دوسری لازمی چیز خط و کتابت ہے۔ ایک مختصر کتاب جس میں ہر قسم کی خط و کتابت کے آسان نمونے ہوں۔ نصاب میں ہونی چاہیئے کیونکہ گفتگو کے بعد دوسری ضروری بات خط و کتابت ہے۔ تاکہ انسان ان لوگوں سے خط و کتابت کر سکے۔ (۳) قومی حالات ہیں۔ تاکہ ہم ان لوگوں سے آشنا ہو سکیں کہ وہ کیسے ہیں۔ کیسے ملک میں رہتے ہیں۔ ان کے معاشرتی اور تمدنی حالات کیا ہیں۔ ان کے خیالات کیا ہیں۔ اور ان کی عادات کیسی ہیں۔ گذشتہ زمانہ میں اس قوم کے کیا حالات رہے۔ اور کن تاریخی واقعات نے ان پر اثر ڈالا۔ ان کی موجودہ سیاسی اور اقتصادی حالت کیسی ہے؟

صوبے ختم کرو

صوبائی عصبیت پاکستان کے حق میں زہر قاتل ہے۔ اس زہر کا تریاق یہ ہے۔ کہ کم از کم مغربی پاکستان میں صوبائی اختیارات اڑا دیئے جائیں۔ یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے۔ جب پاکستان کے نئے آئین میں مغربی پاکستان کے صوبوں مغربی پنجاب صوبہ سرحد۔ سندھ اور بلوچستان کا وجود ختم کر دیا جائے انتظامی حیثیت سے اس میں کوئی دقت نہیں نہ انتظام ملکی میں خلل پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ بلکہ بجا طور پر اصلاح کی امید کی جا سکتی ہے۔ تقسیم سے پہلے پنجاب کے ۲۹ اضلاع تھے۔ صوبے اڑا دیئے جائیں تو مغربی پاکستان کے سارے پرانے صوبوں کے اضلاع کو ملا کر بھی کل تعداد انتیس تیس سے زیادہ نہ ہوگی۔ اور یہ تعداد کچھ زیادہ نہیں۔ ہندوستان کے صوبہ یو۔پی میں اضلاع کی کل تعداد ۵۶ یا ۵۵ ہے۔ اس انتظام سے پاکستانی عوام کم از کم ان مصائب کا شکار نہیں ہوں گے۔ جو انہیں کسی اور سبب سے نہیں بلکہ محض اس وجہ سے بھگتنے پڑتے ہیں۔ کہ صوبائی اسمبلیوں میں ہمیشہ اقتدار کی جنگ برپا رہتی ہے بلکہ بعض اوقات کابینہ وزارت میں مختلف وزیر اپنے محکمہ کے کام پر تو کم توجہ دیتے ہیں البتہ دوسرے وزیروں کا تختہ الٹنے کی فکر انہیں ہر وقت دامنگیر رہتی ہے۔ وقتی طور پر تو یہ تجویز اکثر لوگوں کو بری معلوم ہوگی۔ اور بعض صوبوں میں اہل غرض یہ نعرہ بلند کریں گے۔ کہ پنجابی ہم پر حکومت کرنا چاہتے ہیں مگر اس تجویز میں ہر صوبہ کے عوام کا بھلا ہے اور امتیاز صوبہ کو بھلا ہے۔ اور اگر کسی قسم کا نقصان ہے تو محض ایک مختصر سے گروہ کا جس سے اختیار چھین جائیگا۔ یہ گروہ خود پنجاب میں اس تجویز کے خلاف آواز بلند کرے گا۔ لیکن اس مقراحساس کو کہ فلاں صوبے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور فلاں صوبہ والے ہمیں کھا جائیں گے۔ ختم کرنے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے۔ کہ صوبے ہی ختم کر دیئے جائیں۔ پاکستان میں صرف دو حصے رہ جائیں۔ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان۔ اور ہم سندھی۔ پنجابی۔ بلوچ۔ سرحدی کی بجائے صرف پاکستانی ہو جائیں وقتی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ پاکستان کے لئے صوبہ مغربی پاکستان کی حکومت میں سب جماعتوں کو نمائندگی دی جائے مگر رفتہ رفتہ کسی تخصیص کے بغیر ہی سب مطمئن ہو جائیں گے۔ کیونکہ اس وقت تک وہ بھول چکے ہوں گے۔ کہ وہ پنجابی یا سندھی ہیں۔ اس تجویز پر عمل کے لئے بڑے دل گردہ اور جرأت کی ضرورت ہے۔ مگر ہمیں یقین ہے کہ قائد اعظم اس کام کی افادیت کے قائل ہو جائیں تو وہ اسے کر سکتے ہیں۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر پاکستان کے اخبارات کو خاص طور پر توجہ دینی چاہیئے اور رائے عامہ کو اس تجویز کا ہمنوا بنا کر قائد اعظم کے ہاتھ مضبوط کرنے چاہئیں۔

پاکستان کی تجارت درآمد و برآمد

ماہ مارچ ۱۹۴۸ء میں کراچی کی بندرگاہ سے جتنا مال برآمد اور درآمد کیا گیا ہے اُس کے اعداد و شمار شائع ہو چکے ہیں اور وہ پاکستان کی بیرونی تجارت کے استوار اور مستحکم ہونے کا پتہ دیتے ہیں۔

کل مالیت ۹٫۶۴ کروڑ
برآمد کی مالیت ۲٫۱۸ کروڑ
درآمد کی مالیت ۶٫۸۶ کروڑ

مارچ ۱۹۴۷ء کے مقابلے میں مارچ ۱۹۴۸ء میں درآمد کی کمی اور برآمد میں اضافہ ہوا ہے۔

سال	برآمد	درآمد
مارچ ۱۹۴۷ء	تقریباً ۴ کروڑ	تقریباً ۳ کروڑ
مارچ ۱۹۴۸ء	۹ کروڑ	۲٫۶۸ کروڑ

فن تعمیر حیات

موسیقی میں دماغی یادداشت

اس قسم کی یادداشت کے لئے تم کو راستہ کھلا ہے۔ مگر صرف اس حالت میں جب تم ہم آہنگی اور سر اگ میں راگ ملانے کے منتر سے واقف ہو۔ صرف اس صورت میں تم ہر سر تال اور سلسلہ ترنم و ہم آہنگی کی ترکیب کر سکتے ہو۔

راگ میں جذباتی یادداشت

یادداشت کی یہ قسم دیگر تمام اقسام یادداشت سے زیادہ زود فہم ہے۔ اس کا اس امر واقعہ پر ہے۔ کہ تمام سرود کی ایک جذباتی دفنت ہے۔ ہر سر اور تار میں متواتر تغیر و تبدل جذبہ کی خصلت اور طاقت میں ہوتا رہتا ہے۔ ہر ترنم اور ہم آہنگی میں ایک علیحدہ جذب موجود ہے۔

ہمیں کیا نہ کرنا چاہیئے؟

(۱) یہ نہ کیا کرو کہ تمہاری حسیات قدرتاً تیز اور دقیق ہیں۔ جب تک کہ تم ہر امر کی درستی اور تیزی پر حاوی نہ ہو جاؤ۔

(۲) دماغی تربیت میں ہر ایسا میلان قریب نہ آنے دو جو تصور کی قیمت کم ڈالے۔ خداداد قابلیت اور ذہانت میں بڑی قوت مضمر ہوتی ہے۔

(۳) اپنے طریقہ پر تربیت نہ دو۔ فن حیات کے طریقہ کی پیروی کرو (۴) اگر ترقی سست ہو تو گھبراؤ مت۔ قابلیت صرف تجربہ اور عمر سے پیدا ہوتی ہے۔ پہلے دن پیدا نہیں ہو سکتی (۵) تصور کو پس انداز نہ کرو (۶) بیدلی سے کام نہ لو خوشی سے کام کرو۔

ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟

(۱) جہاں تک ہو سکے عزم بالجزم کر لو۔ کہ جو کچھ سیکھو مشاہدے سے سیکھو۔ (۲) اپنے دل سے پوچھو کہ کونسی نئی بات ہے۔ جو دریافت نہیں ہوئی اور جو تکمیل یافتہ احساس سے ظاہر کی جا سکتی ہے (۳) امکانات پر یقین کرو اور اپنے یقین پر عمل پیرا ہو (۴) ان ضروری چیزوں کو معلوم کرنے کی کوشش کرو جو لباس غیر ضروری میں پنہاں ہیں۔ یا جن کو چھپانے کے لئے اس پر کچھ ڈال کر انہیں چھپا دیا گیا ہے۔ (۵) کوشش کرو کہ تم پر مطلب اور بامعنی اشیاء کو سمجھ سکو جن کو تم دیکھتے اور سنتے ہو۔ دماغ میں صرف ان کی فہرست بنا لینا کافی نہیں ہے۔ (۶) یاد رکھو جو کچھ ہم جانتے ہیں اس کا اثر ہمارے افعال پر کافی طور سے پڑتا ہے ہمیں بغیر نوٹ لینے کے اکثر چیزیں اپنے دماغ میں رکھ لینی چاہئیں۔ جن چیزوں یا ناموں کو دیکھو۔ ان کو یاد رکھنے کی سعی کیا کرو۔ ایسا کرنے سے تمہاری قوت حافظہ بڑھ جائے گی ٹیلیفون کا نمبر اور دیگر عام روزمرہ کی باتیں یاد رکھنے سے تمہاری قوت حافظہ ترقی کرتی رہے گی۔ جو ایک جیسی چیزیں ہوں اور جن کی یاد میں تم کو مغالطہ پڑتا ہو۔ ان میں سے کسی ایک کو اچھی طرح یاد رکھ لو۔ اور دوسری تمہیں خود بخود یاد آجائے گی۔ جو کتاب یا رسالہ تم ایک دفعہ پڑھو۔ اس کو ایسے غور سے پڑھا کرو کہ وہ تمہاری یادداشت سے دور نہ ہو۔ ان سب باتوں سے تمہاری دماغی زندگی خود بخود ترقی کرے گی۔ اور تمہارا حافظہ بڑھ جائے گا۔ (باقی پھر)

صفحہ کسی خنک تصویر کی روشنی میں متصور ہونا چاہیئے۔ دوڑ کی صورت دیکھو۔ راستہ پر سیڑھی لگاؤ۔ اور سروں پر غور کرو۔ تاروں کی شکل کا مشاہدہ کرو۔ ایک گیت لو اور اُسے ایک منٹ تک غور سے دیکھو پھر آنکھیں بند کر لو اور گیت کی بصارتی تصویر بناؤ کچھ مشق کے بعد تم اس قابل ہو جاؤ گے۔ کہ کتاب بند کر کے گیت یادداشت سے گا سکو

موسیقی میں سماعی یادداشت

اس شکل کی موسیقی یادداشت کا دار طاقت دماغ پر ہے تاکہ تم مسلسل آوازوں کو تصوریں دے آؤ۔ یہ طاقت مشق سے تکمیل پا سکتی ہے۔ ایک سادہ راگ سے شروع کرو۔ دو یا تین سطروں سے ابتدا کرو۔ اپنے ساز یا باجے پر مشق کرو۔ اور پھر ساز کو استعمال کرو۔ اور دماغی طاقت سے سر نکالو۔ پھر کتاب کے استعمال کے بغیر ترنم اور ہم آہنگی کی مشق کرو۔

موسیقی میں اعصابی یادداشت

موسیقی میں سازندہ کو اعصاب سے کام لینا چاہیئے۔ مثلاً سارنگی۔ رباب اور تبلہ کے استعمال میں سازندہ کو ہاتھ اور بازوؤں کے اعصاب سے کام لینا پڑتا ہے۔ پی آنو میں پاؤں کے پٹھے استعمال کرنے پڑتے ہیں طبلہ میں ہاتھ۔ انگلیوں اور بازوؤں کے پٹھے برتے جاتے ہیں۔ یہ ایک عجیب معمہ ہے کہ جس کو ابھی تک ماہران علم جذبات انسانی اور عالمان علم اعضائے جسم حل نہیں کر سکے کہ پٹھوں اور اعصاب میں بھی ایک ایک صورت بدلی ہوئی شکل یادداشت کی موجود ہے۔ جو دماغی یادداشت سے خود مختار ہے اور اس کی تابع فرمان نہیں ہے لیکن یہ بیم و خوف کی حالت میں ہے۔ اور صرف پٹھوں کی ملکیت ہے۔ پس جب تم اس یادداشت کو کوئی راگ یاد کرنے میں استعمال کرو۔ تو اپنی توجہ کو انگلیوں پیروں اور ہونٹوں کی حرکات پر جیسا کہ محل ہو مرکوز کرو۔ کسی اعصابی حرکت کو خواہ وہ کتنی ہی ہلکی یا خفیف ہو دیکھے بغیر نہ جانے دو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم ہر سر تال ترنم اور ہم آہنگی پر حاوی ہو جاؤ گے۔

کارخانہ پیسہ اخبار لاہور کے اسلامی تاریخی ناولوں کا شاندار سلسلہ

مسلمانوں کی عظمت و جلال کا مرقع

سلطان بایزید یلدرم

مصنفہ صادق حسین صاحب صدیقی

چھپ کر تیار ہو گیا ہے

محصول ڈاک کی بھی رعایت دی جائے گی

اس ناول میں سلطان موصوف کی فتوحات اور یورپ کو فتح کرنے کے حالات حسن و عشق کی چاشنی کیساتھ نہایت البیلے انداز میں پیش کئے گئے ہیں اس کی بے انتہا دلچسپی کا اندازہ اشتہار سے نہیں ہو سکتا آپ اسے منگا کر ضرور پڑھیں۔ اس پر آشوب زمانہ میں جبکہ کاغذ عنقا ہے اس کو ہم نے طبع کیا ہے۔ ہمارا آئندہ ماہ کا ناول دکن کے چار چاند حصہ دوم ہوگا۔ اس کے علاوہ منشی صادق حسین صاحب کے حسب ذیل ناول ہمارے ہاں سے مل سکتے ہیں ان کی صرف چند جلدیں باقی ہیں پھر یہ بھی نہ مل سکیں گے کیونکہ منشی جی کے ناول پڑھنے والوں کا حلقہ بہت وسیع ہو گیا ہے

سلطان المجاہدین	دو روپے عہ	فتح انطاکیہ اول	دو روپے عہ	اورنگ زیب اول	دو روپے عہ
سلطان ٹیپو	〃	فتح انطاکیہ دوم	〃	عالمگیر اورنگ زیب دوم	〃
شیر دکن	〃	آرمینیا کا چاند	〃	عالمگیر اورنگ زیب سوم	〃
حیدر علی	〃	جانباز ترک	〃	جنگ صلیب و ہلال	〃
فتح قسطنطنیہ	〃	بہادر ترک	〃	جوشِ جہاد	〃
فتح یرموک	〃	اتاترک	〃	دکن کے چار چاند	〃
سعید و فلپانہ	〃	مصطفیٰ کمال	〃	مشہد عشاق	〃

منشی جی کے ناولوں کے علاوہ اور بھی کئی ناول ہمارے ہاں مل سکتے ہیں مثلاً

محبوبہ قریش۔ ایک روپیہ عہ۔ حسن بن صباح آٹھ آنہ ۸۔ دلفگار ایک روپیہ عہ۔ بخیل کی دولت ایک روپیہ عہ۔ موتیوں کا جزیرہ ایک روپیہ آٹھ آنہ عہ۸۔ قعر دریا چار روپے للعہ۔ رحق یحق دار۔ ناول ۱۱۲۳ دو روپے عہ۔ سیتا ایک روپیہ آٹھ آنہ عہ۸

ملنے کا پتہ۔ مینجر پیسہ اخبار لاہور

THE PAISA AKHBAR
URDU WEEKLY
LAHORE

پیسہ اخبار لاہور

ایڈیٹر عبدالمجید صاحب

یادگار حاجی مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم

کپڑے کی کمی

پاکستان میں اس کی اپنی ضرورت اور کھپت سے کپڑا بہت کم ہے۔ کچھ تو اس لئے کہ کپڑا یہاں بنتا ہی کم جاتا ہے۔ اس کی قدر اور سرپرستی نہیں ہوتی۔ باہر سے کپڑا کم آ رہا ہے۔ اول تو اس لئے کہ یورپ کی تجارت پر جنگ کا اثر پڑا اور ہندوستان سے ہم علیحدہ ہو گئے۔ دوسرے اس لئے کہ ہماری کپڑے کی تمام تر تجارت غیر مسلموں کے ہاتھ میں تھی اور ابھی تک ہم نے اسے اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش بھی کوئی نہیں کی۔ کہیں یہ کوشش ہوئی بھی۔ تو اس میں روڑے اٹکانے کے لئے بعض حضرات اور ادارے آگے آ گئے۔ لیکن سہولت پیدا کرنے کی توفیق کسی کو نہ ہوئی۔ لاہور میں ہول سیل ڈیلرز نے ایک کلاتھ مارکیٹ قائم کی تھی۔ اس کی راہ میں بڑی مشکل یہ پیش آئی۔ کہ لاہور کارپوریشن نے کپڑے کا محصول چونگی ایک روپیہ چار آنے من سے بڑھا کر پانچ روپے من کر دیا۔ پھر کلاتھ سنڈیکیٹ قائم ہوا۔ تو ضابطے کے چکر میں بڑی دیر ہا اور اس کے کارکنوں کی بعض پہلوؤں سے ایسی حوصلہ شکنی ہوئی۔ کہ اصل کام پیچھے جا پڑا۔ اب سرکاری طور پر اطلاع آئی ہے۔ کہ ہمیں آئندہ چند سال تک ساٹھ کروڑ گز کپڑے کی کمی کا مقابلہ کرنا پڑے گا جب تک پاکستان میں کپڑے کی ملیں جاری نہ ہو جائیں۔ ظاہر ہے کہ مشینری کی درآمد۔ عمارتوں کی تعمیر آج کوئی آسان کام نہیں ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم پاکستان کی صنعتی پالیسی پر بحث کرتے ہوئے عرض کر چکے ہیں۔ کہ ہمیں کھدر اور پاکستان میں بنے ہوئے کپڑے کو زیادہ سے زیادہ رواج دینا چاہیئے۔ آج پھر ہم دہراتے ہیں کہ دیسی کپڑے کی حوصلہ افزائی سے نہ صرف ہم اس ساٹھ کروڑ گز کپڑے کی کمی کا مقابلہ کر سکیں گے۔ بلکہ بے کاری کا مسئلہ بھی بڑی حد تک دور ہو جائے گا۔ اور یہی کپڑا آئندہ چل کر ایسی ارتقائی صورت اختیار کرے گا۔ جس پر ہم ہمیشہ ناز کر سکیں گے۔ ہمارے دیہاتی علاقوں میں زراعت پیشہ گھرانوں میں کپاس۔ روئی۔ سوت۔ کرگہ اور کھڈی یہ تمام چیزیں موجود ہیں۔ سوال صرف اس کی سرپرستی اور قدر کا ہے۔ یہ درست ہے کہ دستی محنت سے کپڑا مہنگا پڑے گا۔ لیکن مجموعی طور پر ہماری یہ دولت ہمارے پاس ہی رہے گی۔ اگر ہم سات سے پچیس گز تک کا غیر ملکی کپڑا خریدنے پر مجبور رہیں۔ اور دولت باہر جا رہی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنا کپڑا چند آنے گز مہنگا نہ خریدیں۔ سوال صرف موٹا جھوٹا پہن کر گزارہ کر لینے کا ہے۔ آج اگر یہ فیصلہ ہو جائے۔ تو نہ ہمیں کپڑے کے لئے غیر کی محتاجی رہے۔ نہ ہم اپنی اس صنعت کو جس میں پھلنے پھولنے کی گنجائش بہت ہے۔ دوسروں کے لئے تباہ ہونے کے امکان پیدا ہونے دیں۔ حضرت قائداعظم نے ذاتی طور پر ایک قدم اس سلسلے میں اٹھایا ہے۔ لیکن اگر کھدر اور دیسی کپڑے کی سرکاری سرپرستی شروع ہو جائے۔ تو یہ مسئلہ برسوں میں نہیں دنوں میں طے ہو جائے۔

مہاجرین

لدھیانہ اور امرتسر سے جو مہاجر آئے ہیں وہ اس کام کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور وہ بکثرت جگہ جگہ دیسی کپڑا تیار کرنے میں مشغول ہیں مگر ان کو کپڑے کی فروخت کے لئے مارکیٹ بھی ہونی چاہیئے۔ اور سوت حاصل کرنے کے لئے بھی سہولتیں بہم پہنچائی جانی چاہئیں۔ مڈل میں بعض درمیانی لوگ جو بے پناہ منافع کما رہے ہیں ان کو بند کرنے کی کوشش کی جانی چاہیئے۔ اور وہ صرف اسی طریقہ سے بند ہو سکتا ہے۔ کہ کھڈیوں والوں کو جہاں سے سوت ملے۔ وہاں ہی وہ اپنا تیار شدہ کپڑا بکم دام حاصل کر لیں۔ اور کھڈی کے تیار شدہ کپڑے کا نرخ فروخت مقرر کر دیا جائے۔ اس طریقہ سے یہ تجارت ترقی کر سکتی ہے اور بلیک ختم ہو سکتی ہے

کھادی کا کپڑا

کھادی اور کھدر جو مشینی سوت سے تیار ہوتا ہے۔ بارہ آنے گز گھر پڑتا ہے مگر بازار میں اس کی قیمت دو روپے گز ہے۔ جن لوگوں کو سوت کا کوٹہ دیا جاتا ہے۔ وہ کھلے بندوں بلیک مارکیٹ کر رہے ہیں۔ حکومت کو چاہیئے کہ جن لوگوں کو سوت کا کوٹہ بہم پہنچایا جاتا ہے ان سے سرکاری بھاؤ کا کپڑا ابھی خریدا جائے تاکہ کپڑے کی بلیک مارکیٹ ختم ہو جائے۔ فی کھڈی دس گز سے پندرہ گز کپڑا روزانہ بن سکتی ہے۔ اگر فی گز ۲ر بھی منافع دیا جائے تو پانچ کھڈیوں والا عہ روپے روزانہ کا منافع آنکھیں بند کر کے پیدا کر سکتا ہے۔

ریاست حیدر آباد کا خیر سگالی مشن

ریاست حیدر آباد کا ایک وفد اس وقت دہلی آیا ہوا ہے۔ تاکہ ہندوستان اور حیدر آباد میں ان معاملات کی نسبت فیصلہ ہو جائے۔ جو اب تک تنازعہ کی صورت اختیار کئے ہوئے تھے۔ اس وفد کے صدر وزیر اعظم میر لائق علی صاحب ہیں اور اس کے قانونی مشیر مسٹر والٹر مانکٹن ہیں۔ ہندوستانی یونین چاہتی ہے۔ کہ ریاست کے قانون ساز اداروں میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کو مساوی نیابت دی جائے۔ لیکن حیدر آباد والے اسے ماننے کو کسی صورت میں تیار نہیں ہیں ممکن ہے کہ ریاست حیدر آباد پنڈت نہرو کے سامنے استصواب کی پیش کش بھی رکھے۔ لیکن امید نہیں کہ ہندوستان گورنمنٹ اسے منظور کرے۔ ریاست حیدر آباد یہ بھی نہیں چاہتی۔ کہ ہندوستان یونین کا ہر حکم حیدر آباد میں قانون ساز اسمبلی کی بلا منظوری آنکھیں بند کر کے منظور کر لیا جائے۔

حیدر آباد اور ہندوستان

ہندوستان اور حیدر آباد کے درمیان جو گفت و شنید ہو رہی تھی وہ ٹوٹ گئی ہے۔ اس سلسلہ میں ریاستی محکمہ کے سیکرٹری مسٹر مینن نے جو بیان دیا ہے۔ وہ بے حد اشتعال انگیز ہے۔ ہندوستان کی فوجوں کو حملہ آوروں کے تعاقب کے بہانے حدود حیدر آباد میں داخل ہو جانے کی ہدایت کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہے۔ کہ ہندوستان حیدر آباد پر حملہ کرنے کے لئے بہانہ ڈھونڈ رہا ہے۔

حیدر آباد کی طرف سے اس بیان کی اشاعت کے بعد جو اعلان شائع کیا گیا ہے اس میں حیدر آباد کی آزادی کے تحفظ کی خاطر ہر قربانی دینے کے عزم کا اظہار کیا گیا ہے۔ جونا گڈھ اور کشمیر کے بعد حیدر آباد پر ہندوستان کی فوج کشی اس نیم براعظم کو جنگ میں جھونکنے کے لئے ہندوستان کی طرف سے تیسری جنگ کی کوشش ہے۔ مگر حیدر آباد جونا گڈھ کی طرح تر نوالہ نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حیدر آباد چاروں طرف سے ہندوستانی علاقہ سے گھرا ہوا ہے۔ اور اسے باہر سے ہتھیار اور آدمیوں کی مدد نہیں پہنچ سکتی۔ لیکن حیدر آباد کے مسلمانوں کا نعرہ اس وقت "تخت یا تختہ" ہے اور وہ آسانی سے ہندو سامراج کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالیں گے۔ تعجب اس امر کا ہے۔ کہ جب حکومت حیدر آباد یہ پیش کش کر چکی ہے کہ اسے استصواب منظور ہے۔ تو ہندوستان کے پاس حیدر آباد کے مسلمانوں پر فوج کشی کے لئے کیا وجہ جواز باقی رہ جاتی ہے۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی ہندوستان سے روانگی میں ہفتہ عشرہ باقی ہے۔ کیا وہ یہ پسند کریں گے کہ کلنک کا یہ آخری ٹیکہ بھی ان کے نام پر لگ کر رہے۔ سلطنت برطانیہ نے نظام کو "یار وفادار" کا خطاب دیا تھا۔ انگریزوں کا پاس وفا ملاحظہ ہو۔ کہ ان کے یار وفادار کو کچلنے کے لئے سب حربے استعمال ہو رہے ہیں۔ اور حکومت برطانیہ نے چھوٹے منہ سے حیدر آباد کی ہمدردی کا ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ حالانکہ سب سے زیادہ برطانوی حکومت کا فرض تھا۔ کہ وہ ہندوستان اور حیدر آباد میں باعزت سمجھوتہ کرانے کی کوشش کرے۔

کلکتہ میں یونین جیک جلا دیا گیا

کلکتہ ۱۰ جون۔ آج کلکتہ کی نواحی آبادی بیدا نگر میں تین اشخاص نے ایک جلوس نکالا جس کے ساتھ ایک یونین جیک اور ایک سیاہ جھنڈا تھا۔ بعد ازاں یونین جیک جلا دیا گیا۔ اس طرح کا ایک اور واقعہ کلکتہ شہر میں بھی ہوا۔ جس میں لڑکیوں نے بھی حصہ لیا۔ کوئی گرفتاری عمل میں نہیں لائی گئی۔

پیسہ اخبار لاہور کو ضرور پڑھا کریں۔ مینیجر۔

حیدر آباد کو ہڑپ کرنیکی کوشش
میں ہندوستان اپنی آزادی سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے

حیدر آباد ۱۰ جون۔ انجمن اتحاد المسلمین کے صدر سید قاسم رضوی نے ہندوستان کی فوج کو حدود ریاست میں داخل ہونے کے بارے میں ہندوستانی حکومت کے تازہ حکم پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے مسرت ہے۔ کہ ہمارا اضطراب آخر ختم ہو گیا۔ لیکن مجھے بھروسہ ہے۔ کہ ہندوستانی حکومت اپنی اس تہدید کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش نہیں کرے گی۔

اس سے قبل ایک نشری تقریر میں آپ نے فرمایا تھا کہ حیدر آباد پر اگر حملہ کیا گیا۔ تو پانی پت کی تاریخ از سر نو دہرائی جائے گی۔ آپ نے حکومت کو متنبہ کیا اگر ہندوستان نے حیدر آباد کو ہڑپ کرنے کی کوشش کی تو کہیں وہ خود اپنی آزادی سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے۔

میجر جنرل ادروس حیدر آباد آرمی کے سپہ سالار اعلیٰ نے یوم آزادی پر حیدر آبادی افواج کے نام ایک تقریر نشر کرنا منظور کیا تھا۔ لیکن اعلان ہوا ہے۔ کہ انہوں نے یہ پروگرام منسوخ کر دیا ہے۔

ریاست حیدر آباد کے رضاکاروں پر الزامات

نئی دہلی ۱۰ جون۔ ریاست حیدر آباد کی انجمن اتحاد المسلمین کے رضاکاروں اور حیدر آبادی پولیس پر یہ الزامات عائد کئے گئے ہیں۔ کہ انہوں نے ۲۱ مئی کو ریاستی گاؤں ماسوباچی میں لوٹ مار کی۔ ایک مکان جلا دیا۔ اور سوا چار ہزار روپے اڑا لئے۔ ۲۴ مئی کو ضلع عثمان آباد کے ایک گاؤں میں کئی ہندوؤں کو زد و کوب کیا بعض مکان لوٹے اور چند متمول ہندوؤں کو گرفتار کر لیا۔ ۲۶ مئی کو کئی ہندو تاجر لوٹ لئے گئے۔

حیدر آباد کے متعلق ہندوستان کی گومگو حالت

نئی دہلی ۱۰ جون نوائے وقت کا نامہ نگار خصوصی مقیم دہلی رقمطراز ہے۔ کہ کل تمام دوپہر اور گئی رات تک ہندوستانی اور حیدر آبادی نمائندگان کے مابین مفاہمت کے لئے سر توڑ کوشش ہوتی رہی۔ ایک غیر جانبدار مبصر کی حیثیت سے ان مذاکرات کے متعلق میرے تاثرات یہ ہیں۔ گفت و شنید کی ناکامی کے اعلان کے بعد حیدر آبادی وزیر اعظم میر لائق علی نے گورنر جنرل لارڈ ماؤنٹ بیٹن سے ملاقات کی دہلی کے باخبر حلقوں میں اس ملاقات سے اچھے نتائج کی توقع کی جا رہی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان نے یہ ذمہ داری حیدر آباد پر ڈال دی ہے۔ کہ اس مسئلہ کو سلجھانے کے لئے اب وہ کوئی معقول اور قابل قبول تجاویز پیش کرے اس ضمن میں ریاستی محکمہ کے ترجمان کے نقطہ نظر میں بھی خاص تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ حکومت ہند مستقل وجوہ کی بنا پر حیدر آباد سے جنگ مول لینا نہیں چاہتی۔ اولاً اس سے مہاتما گاندھی کی شہادت کا مقصد فوت ہو جائے گا اور تمام ملک میں ایسے تخریبی عناصر زور پکڑ جائیں گے۔ جن پر قابو پانا نا ممکن ہو جائے گا۔ ثانیاً ہندوستان کو ظالم و جابر گردانا جائیگا اور تمام اقوام عالم کی ہمدردیاں حیدر آباد کے ساتھ ہو جائیں گی۔ مجھے معتبر ذرائع نے بتایا ہے کہ حیدر آباد کا اصل روگ اس کی تخلیہ پسندی ہے۔ اور یہ اس اندیشہ کی بنا پر ہے کہ تقسیم ہند کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں کا سیاسی وقار ختم ہو چکا ہے۔ اگر نظام دکن نے دہلی کی دعوت کو قبول کر لیا ہوتا۔ تو نہ صرف ان پر یہ حقیقت حال روشن ہو جاتی۔ بلکہ ان کا یہ اندیشہ بھی دور ہو جاتا۔ کہ ہندوستان سے الحاق کی صورت میں حیدر آباد کے شاہی خاندان کا مستقبل محفوظ نہیں رہے گا۔ میں شام کو کھانے سے قبل میر لائق علی سے ملا۔ اور انہوں نے صرف اتنا کہا۔ کہ وہ آج حیدر آباد روانہ ہو جائیں گے۔ تاکہ نئی ہندوستانی تجاویز سے نظام کو روشناس کریں۔ اپنی مراجعت دہلی کے بارے میں انہوں نے کچھ نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی حکومت ہند کے اس حکم کو انہوں نے در خور اعتنا قرار دیا کہ ریاستی حملہ آوروں کا تعاقب کرنے میں ہندوستانی فوج اور پولیس کو ریاستی حدود میں داخل ہونے کا اختیار ہو گا۔

فیروزپور کا ایک سکھ غنڈہ لاہور میں گرفتار کر لیا گیا

لاہور ۱۰ جون فیروزپور کا ایک سکھ غنڈہ موکھی سنگھ لاہور میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ مسلمانوں کا بھیس بدل کر لاہور پہنچا۔ اور اس نے برآمد شدہ لڑکیوں سے چار مسلمان لڑکیاں کیمپ سے اپنے ساتھ لے جانی چاہیں۔ اسی سکھ نے پہلے ان لڑکیوں کو اغوا کیا تھا۔ وہ سرحد پار کر کے قصور کے ریفیوجی کیمپ میں پہنچا۔ جہاں سے وہ مہاجر کی حیثیت سے ایک شناختی کارڈ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ بعد ازاں وہ لاہور پہنچا۔ اس کے پاس قصور کے کیمپ کا نڈنٹ کا ایک خط تھا۔ جس میں یہ سفارش کی گئی تھی۔ کہ اسے لاہور کیمپ سے اس کی چار بہنیں دے دی جائیں۔ کیمپ کی انچارج نے اس سے جو سوالات کئے اس نے اس کے تسلی بخش جواب دیئے۔ اور قرآن کی آیات پڑھ کر سنائیں۔ لیکن جب لڑکیوں کو اس کے پاس لایا گیا۔ تو انہوں نے چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ اور بتایا کہ یہی وہ سکھ ہے جس نے انہیں اغوا کیا تھا۔ موکھی سنگھ نے گرفتاری پر بتایا کہ ان لڑکیوں کی برآمدگی سے پہلے ایک خفیہ معاہدہ ہوا تھا جس کے مطابق وہ [illegible]

مغربی پنجاب میں نئی نہر کی کھدائی
عوام میں بے پناہ جوش و سرگرمی

لاہور ۱۰ جون مغربی پنجاب کو آبپاشی کے معاملہ میں خود کفیل بنانے کی غرض سے آبپاشی کی جو سکیمیں بنائی گئی ہیں۔ ان کا پاکستان بھر کے باشندے عدیم النظیر جوش و خروش سے خیر مقدم کر رہے ہیں۔ ایک کاشتکار فتح محمد جس کی عمر اس وقت سو برس سے اوپر ہے اور موضع منڈیاں والا تحصیل [illegible] ضلع [illegible] کا رہنے والا ہے۔ اس مقام پر پہنچا جہاں نئی نہر کی کھدائی ہو رہی ہے۔ اس نے بڑے جوش سے کدال۔ پھاوڑہ اور ٹوکری اٹھائی اور اس وقت تک کھدائی کرتا رہا جب تک تھک کر چور نہ ہو گیا۔ لیکن کچھ دیر سستانے کے بعد ایک بار پھر کدال سنبھال کر زمین کھودنے لگا اس بزرگ کی مثال سے اس کے نوجوان ساتھیوں میں اس قدر جوش کی برقی لہر دوڑ گئی کہ انہوں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک کھدائی کا کام پورا نہ ہو جائے گا چین نہ لیں گے۔

پاکستان نے کشمیر میں حملہ آوروں کو ہر ممکن امداد دی (نہرو)

لاہور ۱۰ جون۔ ہندوستانی وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے پاکستانی وزیر اعظم مسٹر لیاقت علی خان کے حالیہ بیان کے جواب میں کہا ہے۔ کہ پاکستان کی ریاست میں کشمیر کے باغیوں (مجاہدین) کو ہر ممکن امداد دی ہے صرف ہندوستان سے ہی اعلان جنگ سے احتراز کیا گیا ہے۔ اس کے برعکس ہندوستان نے انتہائی صبر کا مظاہرہ کیا۔ تاکہ امن برقرار رہے۔ ہندوستان اب بھی پاکستان کی ہمسایہ مملکت سے دوستانہ تعلقات برقرار رکھنا چاہتا ہے۔ لیکن مسٹر لیاقت علی خان نے جس قسم کا بیان جاری کیا ہے۔ اس سے ایسی خواہش کی بجائے مخاصمت کا زیادہ خدشہ ہے۔ پنڈت نہرو نے کہا ہے کہ ہندوستان کے خلاف نسل کشی اور معاہدات توڑنے کے الزامات بے بنیاد ہیں۔ اسی لئے ہم نے ملحقہ کشمیر و جموں ریاست کو حملہ آوروں کی دست برد سے بچانے کے لئے فوجی طاقت استعمال میں لانا۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا غلط ہے کہ ہم فوجی فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے الزامات بھی بے بنیاد ہیں کہ ہندوستانی فوج کشمیر میں بے گناہ بوڑھوں اور بچوں پر ظلم کر رہی ہے ایسے الزامات کا مقصد ان مظالم پر پردہ ڈالنا ہے جو حملہ آور کشمیر میں کر رہے ہیں۔ پاکستانی علاقہ پر جارحانہ کارروائی کرنے کے الزامات کی ہر بار تحقیقات کرائی گئی۔ اور اکثر یہ غلط ثابت ہوئے حقیقت یہ ہے کہ حملہ آور اکثر پاکستان کی طرف بھاگ نکلتے ہیں ہماری فوجیں ان کا تعاقب کرتی ہیں جو کہ ہمارا [illegible]

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامۂ ناپاک گازران بہ سنگ

پیسہ اخبار لاہور

قیمت سالانہ چار روپے (للعہ) حجازی پریس بیرون موری گیٹ لاہور میں چھپوا کر میاں عبدالمجید صاحب ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے دفتر پیسہ اخبار لاہور سے شائع کیا۔

نمبر ۲۳	۱۷ جون سنہ ۱۹۴۸ء	جلد ۶۲

خود اعتمادی کی کمی

جنگ بند ہوئے عرصہ گذر گیا ہے۔ پاکستان کی نوزائیدہ حکومت کی عمر بھی قریباً ایک سال ہونے کو آئی ہے۔ ملک میں فصل بھی خدا کے فضل و برکت سے کافی ہوا ہے۔ مگر غلہ کا کنٹرول حکام وقت حال نہیں چھوڑ رہا ہے۔ جس کی ظاہری وجہ یہ ہے۔ کہ حکام میں خود اعتمادی کی بین طور پر کمی ہے۔ وزرا اپنے عہدوں اور کنبہ پروری کے لئے لڑ رہے ہیں۔ اقربا نوازی کی حد ہو چکی ہے۔ کسی نے یہ نہیں سوچا کہ روٹی کو سستا کرنا چاہیئے چند دن ہوئے کہ ہمیں واہگہ جانے کا اتفاق ہوا جو ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ایک سرحدی مقام ہے۔ اور جہاں ایک نہر کھودی جا رہی ہے۔ جس پر ۳۵ ہزار پناہ گزین مزدور کام کر رہے ہیں۔ یہ پناہ گزین شاکی تھے۔ کہ سرکاری طور پر غلہ کا بھاؤ دس روپے فی من بتایا جاتا ہے۔ مگر انہیں غلہ بیس روپے فی من ملتا ہے۔ یہ بلیک مارکیٹ کیوں بند نہیں کی جاتی یہ لوگ چاہتے تھے۔ کہ انہیں خود غلہ لانے کی اجازت دی جائے تو یہ خود جا کر مختلف منڈیوں سے اپنی ضرورت کا غلہ خرید لادیں۔ یہ غریب لوگ نہر کی کھودائی سے جو پیسہ کماتے ہیں۔ وہ مشکل سے ان کی قوت لایموت کے لئے کافی ہوتا ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ فوراً ہر قسم کے کنٹرول کو ختم کر دے۔ لوگوں کو اپنی ضرورت کے لئے خود غلہ وغیرہ لانے دے۔ ہاں غلہ باہر بھیجنے کی ممانعت کر دی جائے۔ باہر جانے والے ناکوں پر زبردست احتساب مقرر کر دیا جائے تاکہ کوئی شخص ایک دانہ بھی باہر نہ لے جا سکے۔ باہر غلہ بھیجنے والوں کے لئے سخت سزا اور جرمانہ مقرر کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے ایسا نہ کیا۔ تو لوگ اس امر کے باور کرنے میں درست سمجھے جاویں گے۔ کہ موجودہ حکومت بالکل نکمی اور ناکارہ ہے۔ ایک مضبوط اور ترقی پسند حکومت کی یہ پالیسی ہونی چاہیئے کہ وہ ملک میں روٹی سستی کر دے۔ یورپ اور خصوصاً لندن میں جب غلہ کا قحط تھا۔ حکومت نے مہنگے داموں روٹی نہ ہونے دی تھی۔ روٹی فروشوں اور ہوٹل والوں کے لئے فوراً قانون بن جاتا ہے

جب غلہ پر سے کنٹرول توڑ دیا جائے گا۔ تو حکومت کو اس قدر افسر اور اس قدر خرچ جو آج کل جگہ جگہ برداشت کرنا پڑتا ہے فوراً ختم ہو جائے گا۔ تمام دکال نگرانی ختم ہو جائیگی پولیس فوج اور دیگر افسران اس سرداری سے فارغ ہو کر ملک کے لئے کوئی مفید خدمت سر انجام دے سکیں گے۔ کنٹرول اور قیمت مقرر کرنے کی وجہ سے اکثر لوگ انڈر گراؤنڈ سکیموں میں مشغول رہتے ہیں۔ بلیک مارکیٹ بڑھ جاتی ہے۔ مختلف جرائم بلا وجہ ہی شروع ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے غلہ میں ایک ایسی کمی محسوس ہونے شروع ہو جاتی ہے۔ کہ کھانے والے پہلے سے زیادہ کھانے کی خواہش کرتے ہیں۔ اور خرچ بڑھ جاتا ہے۔ ان سب خرابیوں کو ختم کرنے کا ایک صرف یہی طریقہ ہے۔ کہ کنٹرول ختم کر دیئے جائیں اور صنعت و حرفت اور آزاد تجارت کھول دی جائے۔ حالات کو سدھارنے کی سب سے آسان اور اچھی ترکیب یہ ہے کہ جنگ سے پہلے جس طرح منڈیوں میں غلہ آتا تھا۔ پھر ویسا ہی شروع کر دیا جائے۔ پھر اسی طرح سے بیوپاری خریدیں اور ملوں والے لیکر پیسیں۔ خود بخود حالات اپنی پہلی رفتار پر آ جائیں گے۔ اور تجارتی رقابت شروع ہو جائے گی۔ یہ تجارتی رقابت ہر منڈی کی روح رواں ہے۔ یہ فروخت اور منڈیوں کی یہ درآمد و برآمد تجارت کو بڑھا دیگی۔ صوبہ کی تعمیری ترقی کے لئے اس سے اچھا اور کوئی پروگرام نہیں ہے اور اس کو سر انجام دینے کے لئے وزرا کو اس وقت سب سے بڑی جد و جہد کرنی چاہیئے

انجمن خدام المجاہدین

انجمن خدام المجاہدین کشمیر ایک غیر سرکاری جماعت ہے۔ جس نے اس ہفتے پاکستان کے ہر علاقہ سے اپیل کی ہے۔ کہ کشمیر کے مجاہدین اپنے گھروں سے دور کسی انعام یا تنخواہ کے لالچ سے مبرا محض اللہ کی خوشنودی کے لئے جہاد میں مصروف ہیں۔ ان کے مقابلہ میں ہندوستانی فوجوں کو ہوائی جہاز کے ذریعے سے دنیا کی تمام راحت و آرام کا سامان مہیا کیا جا رہا ہے۔ حتیٰ کہ ہوائی جہاز ہی کے ذریعہ وسکی کی بوتلیں بھی ہندوستانی فوج کو بھیجی جا رہی ہیں۔ مگر مجاہدین کشمیر چھوٹی سے چھوٹی چیز کو ترس رہے ہیں۔ ان حالات میں انجمن خدام المجاہدین نے اپیل کی ہے۔ کہ پاکستان کے بسنے والوں کو چاہیئے۔ کہ وہ ان مجاہد بھائیوں کے لئے تحفوں کے چھوٹے چھوٹے پارسل جن میں صابن۔ تیل۔ رومال۔ تولیہ۔ بسکٹ خشک دودھ اور خشک پھل وغیرہ ہوں۔ اور اگر ہو سکے تو چائے شکر کھانڈ اور سوتی دھاگہ وغیرہ مختلف تھیلوں میں بند کر کے انجمن کے صدر دفتر راولپنڈی پہنچا دیں انجمن مذکور کی شاخیں اس وقت تک گجرات لاہور۔ راولپنڈی اور جہلم وغیرہ میں قائم ہو چکی ہیں۔ عام لوگوں کو اپنے اثر و رسوخ سے ایسے پارسل جمع کر کے انجمن مذکور کو پہنچانے چاہئیں۔ یہ ایک مبارک کام ہے۔ اور جہاد کا عملی حصہ ہے جس کا بدلہ خداوند کریم نے سب مسلمانوں کو دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں۔ اس سودے کو کرنے کی سعی کریں۔ اور جلد سے جلد اپنے پارسل ہزاروں کی تعداد میں بنا کر ان مجاہدین کی عملی طور پر مدد کرنے کے لئے انجمن مذکور کو پہنچا دیں۔

انڈونیشیا اور اقوام متحدہ کی معاشی کمیشن

انڈونیشیا ایک آزاد اسلامی حکومت ہے جس نے اپنی آزادی اس جنگ سے بعد ڈچ حکومت سے لڑ کر حاصل کی ہے۔ اور انڈونیشیا آزادی حاصل کرنے کے بعد اقوام متحدہ کا رکن ہونے کا فخر بھی حاصل کر چکا ہے۔ انڈونیشیا کی آزاد بین الاقوامی حیثیت کو ختم کرنے کے لئے امریکہ۔ ڈچ اور برطانوی حکومت نے آج یہ چال چلی ہے کہ انڈونیشیا کو اسلحہ جات اور معاشی طور پر نہ آزاد ہونے دیا جائے۔ بلکہ ڈچوں کے ماتحت رکھا جائے۔ جو ایک بڑا ظلم ہے۔ اس وقت امریکہ سے ایشیا اور مشرق بعید کے لئے جو معاشی کمیشن بھیجا جا رہا ہے۔ اس میں انڈونیشیا کو آزاد نیابت دینے سے یہ نصاریٰ حکومتیں بالکل انکار کر رہی ہیں امریکہ اور برطانیہ چاہتے ہیں۔ کہ ڈچوں کی وساطت سے انڈونیشیا کو نیابت دی جائے۔ بحالیکہ انڈونیشیا والے آج سے ۱/۲ ۲ سال پہلے اپنے زور بازو سے ڈچوں کی ظالمانہ حکومت کا اپنے ہاں سے خاتمہ کر چکے ہیں۔ اور دنیا کی متعدد بڑی حکومتیں ان کی آزادی کو تسلیم کر چکی ہیں۔ روس اور سعودی عرب میں ان کے سفرا مقرر ہو چکے ہیں۔ اور اس وقت انڈونیشیا کو آزاد بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے۔ مگر ان تمام باتوں کے باوجود انڈونیشیا والوں کو اس معاشی کمشن میں نیابت دینے سے انکار کیا جا رہا ہے۔ اور ڈچ حکومت کے اس دعوے کی حمایت کی جا رہی ہے کہ مسلم جمہوریہ انڈونیشیا کو دنیا کی اس معاشی کمشن میں آزادی نیابت کا کوئی حق حاصل نہیں ہے مغرب کی سامراجی طاقتوں کی طرف ایشیا والوں کی عزت کو یہ ایک کھلا چیلنج ہے۔ اس معاملہ میں اس وقت جو کانفرنس امریکہ میں ہو رہی ہے اس میں بڑی گرما گرم بحث جاری ہے۔ ہندوستان اور پاکستان والوں نے انڈونیشیا کی حمایت کی ہے

گجرات میں رنگ رلیاں

گجرات میں مہاجرین کا جو کیمپ ہے۔ اس میں راشن تقسیم کرنے کا انتظام سخت خراب ہے غریب مہاجر عورتوں اور جوان لڑکیوں کو شب و روز راشن تقسیم کرنے کے بہانہ سے خراب کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ حکومت ایک غیر جانبدار افسر کو بھیج کر حالات کی اطلاع کروانے کی سعی کرے گی۔ جو حالات شائع ہوئے ہیں۔ وہ بڑے لرزہ خیز ہیں۔ تفصیل پڑھ کر کپکپی شروع ہو جاتی ہے۔ اس کے سوا ہم کیا لکھ سکتے ہیں۔ اور خدا ان لوگوں کو غیرت دے اور یہ حرام سے باز آ جائیں۔ جو کام یہ کر رہے ہیں۔ وہ کسی مسلمان کی شان نہیں ہے۔ یہ لوگ اسلام پر دھبہ لگا رہے ہیں۔ پہلے تو ہندو اور سکھ حکومت میں شامل تھے۔ حکام شکایت کا فوراً تدارک نہ کر سکتے تھے۔ مگر اب تو سو فیصدی مسلمانوں کی اپنی حکومت ہے۔ ان کو ایسی حرکات سے شرم کرنی چاہیئے۔ اور ایسی شکایات کا مکمل طور پر فوراً انتظام کرنا چاہیئے۔

لداخ پر مجاہدین کا قبضہ

آزاد کشمیر کی فوجی وزارت دفاع کے تازہ اعلان سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اوڑی کے محاذ پر دشمنوں کے ایک ہوائی جہاز نے جو ہندوستانی دستوں کے سر پر منڈلا رہا تھا۔ ہندوستانی دستوں نے اسے دیکھ کر خوشی کے نعرے لگائے تو ہوائی جہاز نے ان پر گولہ باری کی جس سے چالیس ہندوستانی سپاہی موت کی نیند سو گئے۔ لداخ کے محاذ پر آزاد مجاہد دستوں نے ان دروں پر قبضہ کر لیا۔ جہاں ہندوستانی فوج محصور ہو گئی تھی۔ آج محصورین کا صفایا کر دیا گیا ہے۔ پچھلے ہفتے ہندوستانی فوج کو جو کمک ارسال کی گئی تھی۔ اس کا راستہ ہی میں صفایا کر دیا گیا۔ اور لداخ پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا ہے۔

تارا سنگھ کو شکست

تارا سنگھ کے متعلق ارباب بصیرت کو بہت دیر سے نظر آ رہا تھا۔ کہ اس کی لیڈری کا تیا پانچہ کوئی دن جاتا ہے۔ کہ خود سکھوں کے ہاتھ سے ہو گا۔ اور آج وہ دن ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ تارا سنگھ نے گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے انتخاب میں (جس پر وہ مدت سے قابض تھے) اودھم سنگھ ناگو کے سے شکست

کھائی۔ تارا سنگھ اکالی پارٹی کا لیڈر اور ناگو کے کانگرسی سکھوں کا رہنما ہے۔ سکھ اپنی جداگانہ ہستی کو ختم کرنے کے لئے کس قدر بے تاب ہے اس کا اندازہ تارا سنگھ کی شکست سے ہو سکتا ہے۔ اب اکالیوں کا وقت ختم ہوا۔ کانگرسی سکھ آگے آئیں گے۔ اور بالآخر سکھ ہندوؤں میں مدغم ہو جائیں گے۔ اس لحاظ سے یہ بات نہایت اہم ہے۔ کہ وہ قوم جس نے ہندوستان کے پالیٹکس کو ۱۹۳۰ء سے آج تک پیچیدہ بنا رکھا تھا۔ اور جس کی بدولت ہندوستان کی تقسیم بھی ہندوؤں اور مسلمانوں کے نزدیک نقصان دہ رہی۔ آخر ایک طرف ہوئی۔ اور ہندوؤں کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچی۔ تارا سنگھ کی شکست ایک طرح سے بلدیو سنگھ کی شکست بھی ہے۔ کیونکہ وہ اکالیوں کے بل بوتے پر ہی پنجاب کے وزیر بنے تھے۔ اور انہی کے زمانہ اقتدار میں ہندوستان کے وزیر بنے تھے۔ بہت ممکن ہے ناگو کے گروپ کا اقتدار اب بلدیو سنگھ کی ضرورت مرکز کو نہ رہنے دے اور ناگو کی فتح ایک طرح مہاراجہ پٹیالہ کی فتح ہے۔ کیونکہ وہ اکالیوں سے بیزار تھے۔ اور ریاستوں کو انہوں نے ہندوؤں کے قدموں میں لا ڈالا۔ اور سکھوں کو ادھم سنگھ ان میں جذب کرا دیں۔ تارا سنگھ نے کچھ دن سکھوں کو اور ان کے ہاتھوں دوسروں کو خاک و خون میں تڑپانے کا جو تماشہ اپنی رہنمائی قائم رکھنے کے لئے دنیا کو دکھایا تھا وہ ختم ہوا۔ اور جس لیڈری کی بنیاد بے گناہوں کے خون پر رکھی گئی تھی وہ بھی ختم ہوئی۔ اب نہ سکھ ریاستیں رہیں۔ نہ سکھوں کی جداگانہ حیثیت قائم رہی۔ نہ تارا سنگھ رہا۔ نہ اس کی خونی قیادت رہی۔ سکھوں نے اپنی غلط سیاست کا خمیازہ جس قدر جلد بھگتا ہے قوموں کی تاریخ میں پاداش عمل کی یہ مثال اکیلی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ سکھوں کو غلط سیاست سے نجات ملی ہے تو اب ہندوستان اور پاکستان کے مسائل بھی بہت دیر الجھے نہ رہیں گے اور تارا سنگھ پاکستان سے لڑنے کی حسرت دل ہی میں لے جائے گا۔

ایک کروڑ روپے کا ٹرسٹ

مجلس قانون ساز ممالک محروسہ حیدر آباد کی سفارش پر نظام حیدر آباد دکن نے پست اقوام کی بہبودی کے لئے ایک ٹرسٹ قائم کیا ہے جس کو ایک کروڑ روپیہ دیا گیا ہے۔ یہ سرمایہ پست اقوام کی تعلیمی، معاشی اور سماجی فلاح پر صرف کیا جائے گا۔ حکومت سرکار عالی نے چار ریاستی ہندوؤں کو اس ٹرسٹ کا ٹرسٹی تین سال کے لئے نامزد کیا ہے۔ اور صدر المہام فنانس ٹرسٹ کے صدر مقرر کئے گئے ہیں باوجود اس داد و دہش کے ہند سرکار کی کانگرس جماعت نظام کے خلاف عداوت کا پرچار کر رہی ہے

مسافروں کی گرفتاری اور لوٹ مار
ہندوستانی علاقوں میں حیدر آبادیوں پر ظلم

ضلع عثمان آباد کے جو تاجر شولاپور، بمبئی، پونہ اور انڈین یونین کے دوسرے حصوں کا سفر کرتے ہیں انہیں کانگرسی غنڈے بارسی لائٹ ریلوے لائن کے اسٹیشنوں پانگری، یدسی اور تادلیہ پر اتار لیتے ہیں اور ان پر طرح طرح کے مظالم ڈھاتے ہیں۔ ان کی ساری رقم چھین لیتے ہیں یا ضمانتیں لیتے ہیں۔ یا اقرار نامے لکھا لیتے ہیں۔ لاتور کے ایک تاجر پٹرول کا مدار، لاتور کے ایک دوسرے تاجر دولاجی مہابیا اور اولسہ کے مارواڑی سوالا داس کو ایسے حادثات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ تاپور ضلع گلبرگہ کے ایک تاجر جمیل احمد کو شولاپور پر ریل گاڑی سے اتار لیا گیا اور جاسوسی کے الزام میں اسے قید رکھا گیا۔

معاشی ناکہ بندی

گنگاپور کی جھڑپ کے فوراً بعد ریلوں کو روک دینا معاشی ناکہ بندی کی سختی کا انتہا تک پہنچانے سے کم نہیں۔ ابھی حکومت سرکار عالی نے ۴۰۰ ٹن نمک کے ویگنوں کو منماڈ پر روکنے کے خلاف احتجاج کیا ہی تھا۔ کہ کمشنر سول سپلائز نے مدراس سے حیدر آباد مال بھیجنے پر سخت پابندیاں لگا دیں۔ اور اطلاع موصول ہوئی ہے کہ عہدہ دار مذکور کی اجازت کے بغیر مدراس کے کسی اسٹیشن سے حیدر آباد کو مال روانہ نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ لنگر اور شکر کی بنی ہوئی اشیاء۔ مونگ پھلی کا تیل۔ ناریل اور ناریل کا تیل۔ مویشی، بھیڑیں، بکریاں۔ گوشت۔ مچھلی۔ تمر ہندی۔ سونف، لہسن۔ مرچ۔ دالیں۔ برما کے بین وغیرہ سب کی درآمد مسدود ہے۔ اس سے قبل ایک بڑی مدت تک شاہ آباد سے سیمنٹ حاصل نہ ہو سکی۔ اگرچہ شاہ آباد ضلع گلبرگہ میں ہے لیکن جی۔ آئی۔ پی ریلوے کا رہین منت اور جی۔ آئی۔ پی ریلوے نے ویگن مہیا کرنے سے قطعاً انکار کر دیا تھا۔ این۔ ایس۔ آر نے چھ ویگن بھیجنے چاہے۔ لیکن جی۔ آئی۔ پی کے ارباب حل و عقد نے اس درخواست کو بھی ٹھکرا دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ گنگاپور کی جھڑپ سے قبل ریلوے کا سامان اور رجسٹرار جنکشن شاہ آباد سے شولاپور منتقل کر دیئے گئے تھے۔ اور عملہ کو حکم دیا گیا تھا۔ کہ وہ اپنے اہل و عیال کو فوراً ہندوستان کے علاقوں میں بھیج دیں۔ اور خود بھی فوری احکام کے ماتحت روانہ ہونے کے لئے تیار رہیں۔

حفاظتی دستے

ریلوں کی آمد و رفت گذشتہ ہفتے کے اواخر میں پھر جاری ہو گئی ہے۔ لیکن عارضی طور پر ٹرینوں کے ساتھ حفاظتی دستے رہا کریں گے گنٹکل (مدراس) تک ہندوستانی فوج گاڑیوں کی حفاظت کریگی۔ اور بجواڑہ سے بلہارشاہ تک سرکار عالی کی فوج۔ مال گاڑیوں کے بند ہونے اور معاشی ناکہ بندی کی شدت کی وجہ سے مملکت آصفیہ کو کافی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے پٹرول کی فروخت تقریباً بند ہے۔ روڈ ٹرانسپورٹ کے بسوں میں تخفیف کر دی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے ۷۵ فیصدی بسیں کم ہو گئی ہیں۔

جھوٹی خبریں

گنگاپور کی جھڑپ کے بعد ہندوستانی اخبارات میں سراسر غلط پروپیگنڈا کیا گیا اور بیان کیا گیا کہ پیروپالم پر ۲۳ یا ۲۰ اشخاص نے جن کو رضاکاروں سے تعبیر کیا گیا ہے ایک گاڑی لوٹ لی اور دو ہزار روپے کا سامان لیکر بھاگ گئے۔ انہی جھوٹی خبروں میں یہ بھی کہا گیا کہ جن عورتوں نے زیورات دینے سے انکار کیا انہیں زد و کوب کیا گیا اور رضاکاروں نے بھی لوگوں کو بندوق کے کندوں سے مارا پیٹا اور گالیاں دیں۔ اصل واقعہ یہ تھا۔ کہ جب دو ڈاؤن گاڑی پیروپالم سے گنگیفی کو روانہ ہوئی تو محافظین نے گاڑی کے عملے کو خبر دی کہ کچھ فاصلہ پر مسلح جتھہ تاک میں ہے۔ چنانچہ گاڑی واپس ہوئی اور ایک حفاظتی دستہ تحقیقات کے لئے روانہ کیا گیا لیکن اشرار مفرور ہو چکے تھے۔ اس کے بعد گاڑی پھر روانہ ہوئی اور بغیر کسی حادثے کے اطمینان کے ساتھ بوڑا پہنچ گئی۔

۱۵ر جون کو کیا ہو گا؟
مشرقی پنجاب میں خوف و ہراس کی لہر
ہندو اخبارات کی بدحواسی ہندوؤں کے نقطۂ نگاہ سے اخبارات کیا لکھ رہے ہیں؟

لاہور میں شرارت پسندوں اور اکثر بزدلوں کی وجہ سے یہ افواہ پھیلی ہوئی ہے۔ کہ ۱۵ر جون کو صوبہ میں گڑبڑ ہو گی۔ مگر مشرقی پنجاب میں لاہور سے سو گنا زیادہ خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے۔ مشرقی پنجاب میں بھی یہ افواہ زوروں پر ہے۔ کہ ۱۵ر جون کو صوبہ میں گڑبڑ ہو گی۔ چنانچہ امیر لوگ بالخصوص ہندو تاجر امرتسر اور دوسرے شہروں سے بھاگ رہے ہیں۔ وزیر اعظم اور دوسرے وزراء، اخبارات اور حکام بھاگنے والوں سے اپیلیں کر رہے ہیں۔ کہ ۱۵ر جون کو کچھ نہیں ہو گا مگر فرار کا سلسلہ جاری ہے۔ مشرقی پنجاب میں ایک خیال تو یہ ہے۔ کہ ۱۵ر جون کو پاکستان ہندوستان پر حملہ آور ہو گا۔ مگر اس سے بھی زیادہ عام خیال یہ ہے کہ ۱۵ر جون کو سکھ خالصتان قائم کرنے کا اعلان کر دیں گے۔ اور سکھوں کے ہاتھوں ہندوؤں کا قتل عام شروع ہو جائے گا۔ ذیل میں مشرقی پنجاب اور دہلی کے ہندو اخبارات کا اقتباس ملاحظہ فرمایئے۔

ہندو سکھوں سے گھبراتے ہیں

میں ۱۵ر جون کے متعلق آگے بھی دو تین لیکھ لکھ چکا ہوں۔ مجھے ان دنوں تین چار اضلاع کے افسروں سے ملنے کا موقعہ ملا ہے۔ اور اس پر گفتگو ہوئی ہے وہ اسی خوف و ہراس سے گھبرائے ہوئے ہیں۔ گھبرائے اس لئے ہیں کہ ۱۵ر جون کو ۱۹۴۷ء کے واقعات دہرائے جائیں گے۔ کہ پاکستان ہندوستان پر حملہ کر دے گا اس امر کا ان کو یقین ہے۔ کہ ۱۵ر جون کو گڑبڑ ہو گا۔ ان کی گھبراہٹ کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس خوف و ہراس کو پیدا کر کے بھولے بھالے لوگوں کو خواہ مخواہ تنگ کیا جا رہا ہے۔ یہ گھبراہٹ اسی نئی ریاست پر بھارتی بھائیوں میں ہے۔ دودھ کا جلا چھاچھ کو پھونک پھونک کر پیتا ہے۔ مغربی پنجاب کے زخم ابھی تازہ ہیں۔ اس کو وہ فراموش نہیں کر سکے۔ اس لئے ذرا سی افواہ سے پرشارتھیوں میں گھبراہٹ کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ لوگ اس ہراس کی وجہ سے شہر چھوڑ کر دوسرے شہروں کو جا رہے ہیں۔ کئی ایک نے اپنے بچوں کو آگے بھیج دیا ہے۔ کئی جوتشیوں اور پنڈتوں کے پاس جا رہے ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ خوف و ہراس نہیں تو وہ شخص اصلیت کی دنیا میں نہیں رہتا۔ میری اس سلسلہ میں سب سے پہلے جنتا سے اپیل ہے کہ ۱۵ر جون کو کچھ نہ ہو گا۔ نہ پاکستان ہندوستان پر حملہ کرے گا۔ اور نہ ہندوستان پاکستان پر حملہ کرے گا۔ دوسرے جو یہ ہندو سکھ کشیدگی کا ذکر ہے۔ اس کے اس جذبہ کے ماتحت ہندو اور سکھ آپس میں درندوں کی طرح الجھ پڑیں گے۔ یہ بھی نہ ہو گا ۱۹۴۷ء کا سانحہ دہرایا نہ جائے گا۔ اکا دکا جھڑپیں جو ہندوستان اور پاکستان کی ہر روز حسب معمول ہوتی رہتی ہیں اب بھی ہوتی رہیں گی۔ اور اسی طرح اکا دکا ہندو سکھ جھگڑا جو گاؤں اور شہر میں حسب معمول ہوتا رہتا ہے اس مہینہ میں ہو جائے تو اس سے بالکل گھبرانا نہ چاہیئے۔ یہ جون کا پروپیگنڈہ خوف و ہراس نفتقو کالموں کے پروپیگنڈہ کا نتیجہ ہے۔ اس کے بعد فرقہ دارانہ رنگت لوگوں کے پرچار کا نتیجہ ہے۔ اس لئے میں جنتا سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ گھبرائیں نہیں۔ ہندو سکھ بھائی بھائی ہیں۔ ان کے آپس میں ابھی تک رشتے ناطے ہیں۔ باپ اگر سکھ ہے تو بیٹے ہندو ہیں اور باپ اگر ہندو ہے تو بیٹے سکھ ہیں۔ ہزاروں خاندانوں میں ایسی مثالیں ہیں۔ پاکستان میں ہندوؤں اور سکھوں کا خون اکٹھا بہا ہے اس لئے میرا نویدن ہے۔ کہ اس خوف و ہراس کو اپنے دل میں نہ آنے دیں اور اس کے ساتھ ہی اپنے پڑوسیوں کے دلوں سے بھی اس خوف و ہراس کو دور کریں۔ (جگت نرائن۔ ملاپ ۹ر جون)

یہ شوشہ پاکستان نے چھوڑا ہے

۱۵ر جون کو گڑبڑ کی افواہوں کے متعلق دریافت کرنے پر چودھری رام سنگھ نے کہا کہ

لوگوں میں جو خوف و ہراس اور گھبراہٹ ہے وہ بالکل بے بنیاد ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس کے نتیجہ کے طور پر پچھلے دنوں امرتسر سے کچھ لوگ چلے بھی گئے ہیں۔ اور کچھ سرمایہ بھی یہاں سے باہر بھیجا گیا ہے۔ مگر میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ چرچا بالکل بے بنیاد ہے۔ اور اس میں رتی بھر بھی صداقت نہیں یہ شوشہ پاکستان کا چھوڑا ہوا ہے۔ اس کا پس منظر اسی طرح ہے کہ پاکستان کا اقتصادی ڈھانچہ ٹوٹ چکا ہے۔ ڈیڑھ ماہ ہوا کہ میں نے گورنمنٹ کے نام خفیہ ڈائری میں لکھا تھا۔ کہ پاکستان میں اقتصادی بدحالی آ رہی ہے۔ اور وہاں گڑبڑ کا اندیشہ ہے۔ اس گڑبڑ اندرونی کو روکنے کے لئے پاکستانی لیڈر پبلک کی توجہ کسی دوسری طرف لگانا چاہتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے یہ شوشہ چھوڑا ہوا ہے۔ ۱۵ر جون گویا ۲۱ر جون کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے جانے پر جنگ اور گڑبڑ شروع ہو جائے گی۔ سرحد پر ہمارے جو بیوپاری جاتے ہیں۔ ان کے ذریعے سے انہوں نے یہ شوشہ ہمارے صوبہ میں بھی پہنچا دیا ہے۔ اس شوشہ کی ایک اور وجہ بھی ہے۔ کہ پچھلے دنوں پاکستان کے وزیر مہاجرین نے اپنی تقریر یا بیان میں یہ اشارہ کیا تھا۔ کہ جو ہندو پاکستان میں واپس آ جائیں گے ان کی دوکانیں اور مکان واپس کر دیئے جائیں گے۔ اس سے پاکستانیوں کو بڑی تشویش ہوئی۔ انہوں نے سمجھا کہ جو کچھ ہاتھ آیا تھا وہ کہیں ہاتھ سے نکل نہ جائے۔ انہوں نے ہندوؤں کو پاکستان ڈ آنے سے باز رکھنے اور لاہور گئے ہوئے ہندوؤں کو ڈرانے کے لئے بھی یہ شوشہ چھوڑ دیا کہ گڑبڑ شروع ہونے والی ہے۔ چنانچہ اس امر میں ان کا مقصد کچھ کچھ پورا بھی ہو رہا ہے۔ اور جو ہندو لاہور گئے تھے۔ ان میں سے کچھ واپس بھی آ رہے ہیں۔ لیکن میں یہ اعلان کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ گڑبڑ کا کوئی بھی خطرہ نہیں ہے۔ اگر پاکستان کے ساتھ کسی وجہ سے ہماری جنگ ہوئی بھی تو یہ جنگ واگہ سے پرے پرے پاکستان میں ہو گی۔ پاکستانیوں کو ہرگز یہ اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ ہماری سرزمین میں قدم رکھنے کی جرأت کریں۔ اگر انہوں نے ہماری سرزمین میں قدم رکھنے کی جرأت کی بھی تو ان کی لاشوں کے ڈھیر یہاں نظر آئیں گے۔ اور امرتسر نواسیوں سے میں کہوں گا۔ کہ وہ اس بے بنیاد چرچا کے پیش نظر اپنے شہر کے بیوپار کو جو انہوں نے پچھلے چار ماہ میں بنایا ہے۔ تباہ نہ کریں۔ اب اگر امرتسر کا بیوپار بگڑ گیا تو پھر اس کا بنانا مشکل ہو جائے گا۔ (پربھات امرتسر ۸ر جون)

ہندو سکھ فساد کا خطرہ ہے!

نہ معلوم کیوں سارے صوبہ میں کچھ لوگوں نے دہشت سی پھیلا رکھی ہے۔ کہ ۱۵ جون کو نہ معلوم کیا کچھ ہونے والا ہے۔ جس طرح اگست ۱۹۴۷ء کے شروع میں لاہور وغیرہ کے اضلاع میں لوگوں کے اندر ایک نامعلوم دہشت پھیلائی جا رہی تھی۔ اسی طرح کی دہشت آج بھی پھیل رہی ہے۔ اور لوگ گھبرائے ہوئے ہیں۔ جہاں تک ہم کو معلوم ہوا ہے۔ اس دہشت اور گھبراہٹ کے لئے کوئی جواز نہیں ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ کون سے شرپسند اشخاص اس قسم کی دہشت پھیلانے کے ذمہ دار ہیں۔ نہ ہی یہ معلوم ہو سکا کہ کس طرح اور کیوں وہ اس قسم کی دہشت پھیلا رہے ہیں۔ لیکن جس طرح اتنے وسیع پیمانہ پر یہ دہشت پھیلائی گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اس کی تہ میں ایک منظم سازش کام کر رہی ہے۔ اور اس سازش کے ذمہ وار لوگوں کے سامنے ایک خاص مقصد ہے۔ اور ہر شخص کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اس قسم کے سازشی کے ذمہ دار لوگوں سے خبردار رہے۔ اور اس سازش کے قلع قمع کرنے میں حکومت کو تعاون دے۔ بہت سے لوگ یہ افواہ پھیلا رہے ہیں۔ کہ ۱۵ر جون کو ہندو سکھ فساد شروع ہو جائیں گے۔ بہت سے لوگ یہ افواہ پھیلا رہے ہیں کہ ۱۵ر جون کو پاکستان ہندوستان پر حملہ کر دے گا اور بہت سے لوگ یہ وچار کر رہے ہیں۔ کہ ۱۵ جون کو خالصتان بن جائیگا۔ اور پھر ایک دفعہ انہی واقعات کا اعادہ ہو گا۔ جو واقعات پاکستان بننے کے بعد ہوئے۔ اور پھر صوبہ کو ایسی تباہی و بربادی کا سامنا ہو گا۔ چونکہ ہم نہیں جانتے کہ یہ افواہیں کیوں پھیل رہی ہیں۔ اور کون سے عناصر کی سازش اس کی تہ میں کام کر رہی ہے۔ اس لئے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیوں یہ اشخاص اس قسم کی افواہیں پھیلا رہے ہیں۔ لیکن یہ بات ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ان افواہوں میں کوئی صداقت نہیں۔ نہ ہی کوئی فسادات ہوں گے۔ نہ ہی پاکستان کا حملہ ہو گا۔ اور نہ ہی اگست ۱۹۴۷ء کے واقعات کا اعادہ ہو گا۔ لیکن جون ۱۹۴۸ء میں یہ حالت نہیں۔ اعلیٰ تو مشرقی پنجاب کے لوگ چاہے وہ ہندو ہو یا سکھ۔ اس قسم کے لیڈر سے قاتل اور غنڈے نہیں۔ جن کے ہاتھ معصوموں اور بے گناہوں پر اٹھ سکیں غنڈہ گردی کی چند ایک وارداتیں ہو سکتی ہیں۔ اور ہمیشہ ہوتی رہیں گی۔ اور ہوتی رہی ہیں۔ لیکن ہندو سکھ فساد کا تصور آج پنجاب کے کسی بھی لیڈر کے ذہن میں نہیں۔ (بندے ماترم جالندھر ۵ر جون)

سب کاروبار بند ہیں

نہ جانے کس کم بخت نے یہ افواہ پھیلائی ہے۔ کہ ۱۵ر جون کو مشرقی پنجاب میں زبردست گڑبڑ شروع ہونے والی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس روز پاکستان ہندوستان پر حملہ کر دے گا۔ بعض لوگ دیگر قسم کی افواہیں پھیلا رہے ہیں۔ ان افواہوں سے صوبہ میں سخت سراسیمگی پھیلی ہوئی ہے۔ اور کاروبار میں خلفشار نے اپنے اکثر کام ۱۵ر جون تک اٹھا رکھے ہیں۔ دفتر سے واپس سوزی کے بعد نکلو تو ہر شخص یہ سوال پوچھنے کی کوشش کرتا ہے۔ کہ کیوں صاحب ۱۵ر جون کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ اگر ان کے سوال کے جواب میں کہا جائے کہ نہیں صاحب ۱۵ر جون کو کچھ نہیں ہو گا۔ اس افواہ کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ تو جواب ملتا ہے کہ تم اخبار والوں نے پہلے بھی دنیا کو خراب کیا ہے۔ اور اب پھر کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔ تم لوگ ۱۸ر اگست سے پہلے بھی یہی کہا کرتے تھے۔ اور تمہارے ان مشوروں کا یہ نتیجہ ہوا کہ دنیا تباہ ہو گئی۔ اب تم پھر اس قسم کے مشورے دے کر عوام کو تباہ و برباد کرنا چاہتے ہو۔ اگلے روز ایک دوست نے اس قسم کا طعنہ دیا تو میں نے جواب دیا۔ کہ صاحب! اگر آپ کو یہی طعنہ دینا تھا۔ تو آپ نے میرا مشورہ طلب ہی کیوں کیا۔ کیوں نہ اپنی دھرم پتنی کی رائے دریافت کر لی۔ کیونکہ آپ جیسے لوگوں کو بیویاں نہایت صائب رائے دے سکتی ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ۱۸ر اگست سے پہلے جن لوگوں نے اپنی بیویوں کے مشورہ پر عمل کیا تھا۔ وہ پاکستان سے صاف بچ کر نکل آئے تھے۔ بہر حال یہ افواہ زوروں پر ہے۔ کہ ۱۵ر جون کو ہندوستان خصوصاً مشرقی پنجاب میں زبردست گڑبڑ پیدا ہونے والی ہے اور اگر افواہ بازوں سے کسی سے اس کی وجہ دریافت کی جائے۔ تو وہ یہ دلیل پیش کرتا ہے۔ "آواز خلق کو نقارہ خدا سمجھو۔" (پربھات امرتسر ۳ر جون)

ہندوؤں کو سکھوں سے خطرہ

اس وقت لوگوں میں کافی خوف و ہراس طاری ہے۔ میں نے خود چار پانچ اضلاع کا دورہ کیا ہے مجھے افسروں سے بھی ملنے کا اتفاق ہوا ہے۔ کانگرس ورکروں سے ملنے کا بھی موقعہ ملا ہے۔ سب کی ایک زبان ہو کر یہی رائے ہے کہ اس وقت ہندو سکھ کشیدگی کی بنیاد رکھی جا رہی ہے۔ اور دیہات میں کئی جگہوں پر جہاں ہندو اقلیت میں ہیں وہاں پر سکھ بھائی زیادتی کر رہے ہیں۔ اچھوت بھائی بھی دیہات میں کافی تنگ ہیں۔ اور ان کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ اور اب یہ ۱۵ر جون کا چکر جس نے بھی چلایا ہے۔ خوب ہی چلایا ہے۔ میں دہلی میں اپنے اخبار کے کاروبار کے سلسلہ میں گیا تھا۔ وہاں پر مجھے لوگوں سے ملنے کا موقعہ ملا۔ ہر ایک نے یہی کہا کہ بھائی جون کے مہینہ میں نہ تو کوئی کاروبار کریں گے اور نہ ہی کوئی ادائیگی کریں گے۔ دیکھیں جون میں کیا ہوتا ہے۔ اس کے بعد ہی کوئی آرڈر دیں گے۔ ان کو بہتیرا کہا کہ بھائی جون میں کچھ نہ ہو گا۔ مگر ہم اپنا اعتبار آپ کھو بیٹھے ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں جن لوگوں کو کہتے رہے کہ ڈٹے رہو۔ اور اس کے اس وقت ڈٹے رہنے سے جو نقصان ہوا۔ اس کی ساری ذمہ داری ہم پر ڈالی جا رہی ہے۔ اس ڈٹے رہنے کی پالیسی کے ماتحت ہم نے بھی اپنا اتنا نقصان کیا ہے۔ جتنا کہ دوسرے بھائیوں کا ہوا ہے۔ ۱۵ر جون کا یہ خوف و ہراس بچارا طرح کے بہانے بنا کیا ہوا ہے سب سے پہلے تو یہ شوشہ پاکستان نے شروع کیا ہے۔ پاکستان کے لوگ دل سے یہ چاہتے ہیں۔ کہ پنجاب میں اور ہندوستان میں ہندو سکھ کشیدگی پیدا کی جائے۔ انہوں نے اپنے جاسوس دہلی میں بھیجے ہوئے ہیں۔ اُن کے ذریعہ یہ کرۂ ہوائی پیدا کیا گیا ہے۔ دوسری طرح کے وہ بھائی ہیں۔ جن کا پیشہ ہی یہی ہے۔ کہ جھوٹی خبر اڑا کر لطف اٹھائیں۔ انہوں نے تو صرف مزا ہی لینا ہے۔ اُن کو ان جھوٹی خبروں کی وجہ سے لوگوں کا لاکھوں کا نقصان ہوا تو اُن کی بلا سے۔ لوگ ہزاروں کی تعداد میں ایک شہر چھوڑ کر دوسری جگہ پر چلے جائیں۔ اُن کو اس امر کا بالکل پرواہ نہیں کہ نقصان ہوتا ہے۔ وہ تو صرف رونق دیکھنا چاہتے ہیں۔ یا لوگوں کی نقل و حرکت سے اُن کو لطف آ جاتا ہے۔ تیسری قسم کے وہ بھائی ایسا ماحول پیدا کرتے ہیں۔ جو کٹر فرقہ پرست ہیں جو دل سے ایسی فضا پیدا کر رہے ہیں۔ اُن میں چند ہمارے نیتا بھی ہیں۔ اور کافی تعداد افسروں کی بھی ہے۔ چوتھی قسم کے وہ ہمارے ہندو اور سکھ بیوپاری ہیں۔ جو کہ یہ چاہتے ہیں کہ اس خوف و ہراس کی وجہ سے سستا مال خرید کر مہنگے داموں پر فروخت کریں گے۔ اور ایسے لوگ بھی گپت طریقہ سے ایسا کرۂ ہوائی پیدا کرنے لگے ہیں۔ میں نے اشتہار لکھا ہے کہ اس خوف و ہراس کو کوئی حقیقت نہیں سمجھتا یہ خوف و ہراس ہے اور اس کو دور کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ میں آگے بھی لکھ چکا ہوں اور پھر دہراتا ہوں۔ کہ جون میں کچھ نہ ہو گا اگست ۱۹۴۷ء کی تاریخ بالکل نہ دہرائی جائے گی۔ مگر میں یہ بھی نہیں کہتا کہ ہندو سکھ کشیدگی بالکل نہیں ہندو سکھ کشیدگی کی بنیاد رکھی جا رہی ہے۔ یہ خود غرض لوگوں کا پراپیگنڈا ہے۔ اور پاکستان بھی یہی چاہتا ہے۔ کہ یہ کشیدگی فروغ حاصل کرے۔ (ہندو سماچار یکم جون)

تعلیم مفت

اسلام نے حصول تعلیم اور علم پر جو زور دیا ہے اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ قرآن و سنت دونوں میں ایسے احکام کی کمی نہیں ہے جن میں تحصیل علم کا ذکر آیا ہے۔ اور جو گویا یہ کمال خوبی آنحضرت صلعم کی اس ارشاد میں جمع ہو گئے ہیں "طلب العلم فریضة علی کل مسلم" (ابن ماجہ اور بیہقی عن انس) علم کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ جب کوئی ریاست اس لئے قائم کی جاتی ہے۔ کہ اس کے قیام کا تو خود اسلام متقاضی ہے اور وہ اسلام کے قانون (شریعت) کو ملک کا قانون ٹھہرائیگی۔ تو اس کا فرض ہے کہ ہر مسلم اور مسلمہ کے لئے حصول تعلیم کو آسان ہی نہیں کرے۔ لازمی قرار دے۔ پھر چونکہ اسلامی ریاست کا بنیادی اصول ہے کہ غیر مسلم شہریوں کو بھی زندگی کی سہولتیں

نائب وزیراعظم۔ مسٹر حسرے وزیر داخلہ وزیر اقتصادیات اور حسین جے لیبر منسٹر۔ مسٹر حسن نے باقیماندہ پارٹی کے چھوٹے حلقوں سے کیا ہے۔ اُن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ مسٹر سمن وزیر انصاف۔ مسٹر حسنو وزیر دفاع۔ مسٹر ننگو گلو۔ وزیر تعلیم۔ نشاط الریم وزیر امور عامہ و وزیر صحت۔ مسٹر سر گل وزیر محصولات و اجارہ داری۔ کویت اوال وزیر زراعت۔ عاصم گولے۔ وزیر مواصلات سیمل برلاس وزیر تجارت سیویت عادلان وزیر خزانہ۔

پاکستان سے سونا چاندی کی ہندوستان کو ناجائز برآمد

لاہور ۱۱ رجون ہزاروں روپے کا سونا چاندی ہر روز ناجائز طور پر پاکستان سے ہندوستان کو جا رہا ہے۔ واہگہ کی سرحد پر مشترکہ چیک پوسٹ کے پاکستانی پلاٹون کے کمانڈر کا بیان ہے۔ کہ وہ ہر روز کئی ایسے آدمیوں کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے جو پاکستان کا سونا چاندی ہندوستان لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض لوگ عجیب و غریب حرکات سے اپنے آپ کو گرفتار کرا لیتے ہیں۔ انہوں نے پچھلے دنوں ایک واقعہ بتلایا۔ کہ پنجاب رجمنٹ کی کمپنی نمبر ۱۲ کا سپاہی ڈیوٹی پر تھا۔ کہ اتنے میں دو آدمی پاکستان کی طرف سے آئے ایک آگے اور دوسرا اُس کے پیچھے تھا۔ اگلا آدمی ہندو تھا۔ جب وہ چوک کے پاس سے گذر کر سرحد کی دوسری طرف جانے والے تھے۔ تو پچھلے آدمی کے چہرہ پر خوف و ہراس کے آثار نظر آنے لگے۔ جب اُن کی تلاشی لی گئی۔ تو ۷۵ تولے وزنی سونا برآمد ہوا۔ معلوم ہوا ہے کہ اس پلاٹون کے جوانوں نے پچھلے ماہ میں تلاشی کے ذریعے ۱۴ سیر وزنی چاندی اور چاندی کے ۱۲۴۰ روپے برآمد کئے ہیں۔ جو ناجائز طور پر ہندوستان بھیجے جا رہے تھے۔ (ا۔ پ۔ پ)

صوبائی لیگ کی صدارت کیلئے
چار مختلف گروپوں کی دوڑ دھوپ
ممتاز دولتانہ مری سے واپسی پر اپنے گروپ کا منشور پیش کریں گے

لاہور ۱۱ رجون۔ پنجاب مسلم لیگ کے لئے ممبری کی بھرتی کا آخری دن ۲۳ رجون بتایا گیا ہے۔ مسلم لیگ کو عوامی جماعت بنانے کے لئے جماعت کا ہر گروپ پوری تندہی سے مصروف کار ہے۔ اس وقت نیازی صاحب کا خلافت پاکستان گروپ۔ ملک لال خاں اور چوہدری عبدالکریم کا بے باک گروپ اور میاں افتخار الدین کا عوامی گروپ۔ میاں ممتاز دولتانہ کا پروگریسو گروپ مسلم لیگ کی صدارت کے لئے اپنے اپنے امیدوار کھڑے کرنے کے لئے دوڑ دھوپ کر رہے ہیں۔ ان تمام گروپوں میں کس کس کا پانسہ بھاری ہے۔ اس پر اس وقت کسی رائے کا اظہار کرنا پیش از وقت ہوگا۔ یونائٹڈ پریس آف پاکستان کے نمائندے کا کہنا ہے۔ کہ لوگوں کو شکایت ہے کہ میاں افتخار الدین صاحب محض شکوہ کرتے ہیں لوگوں کے سامنے باضابطہ مینی فیسٹو نہیں رکھتے۔ اس لئے آپ کے گروپ کی پوزیشن کمزور نظر آتی ہے ملک لال خاں کے بے باک گروپ کی صورت بھی مضبوط نہیں۔ خلافت گروپ کے نیازی صاحب خود صدارت کے امیدوار نہیں۔ میاں ممتاز دولتانہ ان دنوں مری میں اپنا پروگرام بنا رہے ہیں۔ دس روز کے بعد وہ لاہور واپس آئیں گے تو ایک پروگرام شائع کر کے اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ممتاز دولتانہ اور مولانا نیازی کے درمیان مقابلہ ہوگا۔ ملک لال خاں کا بے باک گروپ مولانا نیازی کا ساتھی ثابت ہوگا۔ نہیں کہہ سکتے کہ الیکشن کے وقت دونوں گروپوں کی کیا طاقت ہو۔ اگر میاں افتخار الدین بھی صدارت کے امیدوار ہوئے تو اس صورت میں بھی مقابلہ کی نوعیت اختیار کرے گی۔

انگریزی حکومت سرحد میں امن قائم رکھنے اور دفاعی اخراجات کے سلسلہ میں ہر سال سات کروڑ روپیہ کی ضرورت رہتی تھی۔ اور وہ یہ خطیر رقم صرف کیا کرتی تھی۔ چنانچہ حال ہی میں لندن میں اس امر کا ذکر کرتے ہوئے سر اولف کیرو نے بتایا۔ کہ قائداعظم نے قبائلیوں کو یقین دلایا ہے۔ کہ ان کو الاؤنس دینے کا یہ پرانا سلسلہ جاری رہے گا۔ اور قبائلیوں کی آزادانہ زندگی میں کوئی فرق نہ آنے دیا جائیگا۔ سر اولف نے یہ بھی بیان کیا کہ پاکستان اور ہندوستان نے اگر امن کی زندگی بسر کرنی ہو۔ تو اس کے لئے لازمی ہے کہ دہلی اور پشاور کے درمیان پھر وہ حالت پیدا کی جائے جو انگریزوں کے عہد میں تھی۔ سرحد کو مضبوط رکھنے سے پاکستان اور ہندوستان دونوں کو یکساں فائدہ ہے۔

ہندوستان اور پاکستان دونوں کے سامنے فوری مسئلہ یہ ہے۔ کہ سرحد پر کس طرح امن قائم رکھا جائے۔ ہندوستان کا کوئی بادشاہ سرحد پر امن قائم رکھنے کے بغیر کوئی مضبوط حکومت نہیں بنا سکا۔

ترکیہ میں نئی وزارت مرتب ہو گئی
پانچ سابق وزراء اپنے عہدہ پر برقرار ہیں

انقرہ ۱۱ رجون۔ گذشتہ شب صدر جمہوریہ ترکیہ عصمت انونو نے وزیراعظم حسن کی قیادت میں ترکیہ کی از سر نو تشکیل شدہ وزارت کی منظوری دیدی۔ ریپبلکن پیپلز پارٹی کی سابقہ وزارت کے پانچ وزیر اپنے عہدوں پر برقرار رہے ہیں۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں۔ نیست ۔ سدا۔ وزیر خارجہ ۔ احمد برونکو

313

قدرت کے رحم پر

میڈیٹرینین سمندر کے قریب ۲۰۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر سہارا ریگستان کے قریب رونی نام کا ضلع واقعہ ہے۔ اس جگہ کے باشندے ایک برساتی نالے کے کنارے پر رہتے تھے۔ برساتی نالہ پہاڑ کی کھائی کے بیچ سے بہتا تھا۔ پہاڑی گھاٹی کے اندر بہت اچھے اچھے باغ تھے نگریہاں کے رہنے والے بہت تھوڑی تعداد میں ہیں۔ یہ لوگ عربی زبان بولتے ہیں۔ گرمیوں میں یہ لوگ گھاٹی میں رہتے ہیں اور جاڑے میں تھوڑے اوپر چلے جاتے ہیں۔

مفلسی کی وجہ سے اور پانی کے قریب رہنے کی وجہ سے یہ لوگ ملیریا کا شکار بنے رہتے ہیں برسات کے دنوں میں پانی کے دونوں طرف ملیریا کے مچھر کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ مگر جب برسات بند ہو جاتی ہے اور نالہ سوکھ جاتا ہے تو یہاں کے لوگوں کو کچھ تسلی ہوتی ہے۔ اگر نالہ جلدی جلدی سوکھ جایا کرے تو ملیریا کا ڈر بالکل جاتا رہے۔ رونی ضلع کے آدمی اس طرح قدرت کے رحم پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ جب یہ نالہ سوکھ جاتا ہے تو یہ لوگ چین سے رہتے ہیں۔ اور جب نالہ بھر جاتا ہے۔ تب ملیریا کی وجہ سے تڑپتے ہیں۔ الجیریا گورنمنٹ اور ریگ آف نیشن کی مدد سے فری روا تقسیم اور دیجل تھوایل گاؤں کے رہنے والے کو بہت فائدہ ہوا۔ اور اس بات کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ لیگ آف نیشنز کے ملیریا کمشن کی رائے کے بموجب ملیریا سے بچنے کے لئے چھ گرین کونین ملیریا موسم میں روز کھانی چاہیئے۔ اور بخار کو دور کرنے کے لئے پندرہ سے بیس گرین تک روزانہ پانچ سے سات دن تک استعمال کرنا ضروری ہے۔ کمیشن کی رپورٹ صفحہ ۲۴ میں لیگ کا یہ بھی کہنا ہے۔ کہ کونین اور دواؤں کی نسبت بہت اچھی ہے۔ کیونکہ اس سے اور دواؤں کی طرح کوئی نقصان نہیں ہوتا اور بلا ڈاکٹر کی موجودگی کے استعمال کی جا سکتی ہے۔

رونی ضلع کی حالت بہت بہتر ہو جائے گی۔ کیونکہ کونین کے استعمال کی وجہ سے یہاں کے لوگوں کی بہت ترقی ہوئی ہے۔ اور یہ لوگ اب مچھروں کے رحم پر نہیں رہیں گے۔

روس ایٹمی تحقیقات میں کافی ترقی کر گیا ہے

لندن کے بعض تازہ خطوط سے معلوم ہوا ہے کہ روس کے دو سائنسدان ایک پہاڑ کی چوٹی پر پُراسرار کاسمک شعاعوں کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے۔ کہ انہوں نے نئے ایٹمی ذرات کا ایک مسلسل سلسلہ دریافت کر لیا ہے جن کا مادہ الیکٹرون اور پروٹون کے درمیانی نوعیت کا ہے۔ اس دریافت سے قبل ماسکو کے دو سائنسدان بھائیوں کو جو ۹ سال سے کوہ الیچی (آرمینیا) پر شعاعوں کا مطالعہ کر رہے تھے۔ اسٹالن کا خصوصی انعام دینے کا اعلان کیا گیا تھا۔ انعام ایک لکھ ۳۰ ہزار روپے کے برابر ہے۔ ان ذرات کے مختلف بلندیوں کی وجہ سے (جو دوسرے لحاظ سے بالکل یکساں ہوتے ہیں) دونوں سائنسدانوں نے ان کا نام وری اٹرون رکھا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سب سے چھوٹے ذرہ میں ۱۰۰ الیکٹرون کے برابر مادہ ہوتا ہے۔ اور سب سے بڑے میں ۲۵۰ الیکٹرون کے برابر۔ روسیوں نے طویل عرصہ سے اپنی توجہ خاص طور سے کاسمک شعاعوں کے مطالبہ پر مرکوز کر رکھی تھی۔ خیال ہے۔ کہ کاسمک شعاعیں نہ صرف متعدد ایٹمی ترتیبوں کی کلید ہے۔ بلکہ اس مادہ کے آخری نوعیت کے بھی اظہار ہونے کی توقع ہے۔ روس کے اس دعوے سے روس کے رازوں میں سے ایک پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ تھیوری کے لحاظ سے روس ایٹمی تحقیقات میں کافی ترقی کر گیا ہے۔

راشن بندی کا بتدریج خاتمہ
حکومت مغربی پنجاب کی اسکیم

لاہور ۱۱ رجون۔ حکومت مغربی پنجاب اس سکیم پر غور کر رہی ہے۔ کہ رفتہ رفتہ اور ایک خاص سسٹم اور نظام کے ماتحت پنجاب کے شہروں سے راشن بندی ہٹا لے اطلاع ملی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایک ایک شہر سے واقعات اور حالات کا جائزہ لینے کے بعد شہروں کو راشن کی تعداد

فن تعمیر حیات

۱۲۴

خیالات ہم کو چار ذرائعہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ وہ ذرائعہ یہ ہیں :- اول۔ مشاہدہ۔ دوم گفتگو۔ سوم عکس و تصویر۔ چہارم کتابوں بھی ہے۔ کتابوں کا مطالعہ اور اس کا طریقہ استعمال خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اگر تم کو پہلے کتابوں کے مطالعہ کا شوق ہے۔ تو تم مستحق مبارکباد ہو۔ لیکن تجربہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ بڑا مشتاق طالبعلم بھی اکثر سرگرمی کو ضائع کرتا ہوا دیکھا گیا ہے۔ اگر لکچر دینے یا کسی مجلس میں تقریر کرنے کے لئے امور واقعہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ تو وہ نہیں جانتا کہ وہ ان کو ڈھونڈے وہ جلدی سے چھ کتابیں دیکھ ڈالتا ہے۔ اس کو خیال بھی نہیں آتا کہ اس مطلب کے لئے وہ فہرست مضامین جو کتاب کے آخر میں یا شروع میں ہوتی ہے۔ اس سے کام لے۔ اگر اسے اپنے دعویٰ کی تائید میں سندات کی ضرورت پڑتی ہے۔ تو چونکہ اس کو نوٹ رکھنے کی عادت نہیں ہوتی کیونکہ وہ نوٹ رکھنے کے فن سے بے بہرہ ہوتا ہے۔ تو قدرتاً وہ گھبرا جاتا ہے بہت سی کتابوں کو جمع کرنا اور سرسری طور پر پڑھ لینا مصداق اس شعر کے ہے ؎

نہ محقق بود نہ دانشمند
چارپائے برو کتابے چند

ایک ہی کتاب کو اچھی طرح خوب سمجھ کر پڑھنا اور اس کے مضمون پر حاوی ہو جانا تم کو روشن ضمیر بنا سکتا ہے۔ اگر ایک اچھا خیال تمہارے ذہن نشین ہو جائے۔ تو تمہاری کایا پلٹ سکتا ہے۔ اکثر کہا جاتا ہے۔ کہ خیالات اشیا ہیں۔ بیشک وہ ان معنوں میں اشیا ہیں۔ کہ وہ ایسی حقیقتیں بن جاتے ہیں۔ جو ہم کو نظر نہیں آتیں۔ لیکن ہم کو آگے کی طرف ہانکتی ہیں۔ اور بہتر تنقیحات کی طرح متحرک کرتی ہیں۔ یا ہماری ہستی کے چشموں میں زہر ملا دیتی ہیں۔ اگر ہم اس لائق ہیں کہ علم ادب کے خیالات کی قدر و قیمت کر سکتے ہیں۔ تو سمجھو کہ ہم میں وہ قابلیت ہے۔ جس کے رو سے ہم کو ہر زمانہ کے بہتر عکس و تصور کے نقوش میسر ہو سکتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ہم ان غلطیوں کو منظور نہیں کرتے جو ماضی اور حال میں ہوتی رہی ہیں۔ یا ہو رہی ہیں۔ خواہ وہ کیسی ہی دلکش زبان میں کی گئی ہیں۔ بہت سے طلبا کے ذہن کی رکاوٹیں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ احساس ہے۔ کہ علم وسیع ہے۔ ایک مضمون کو تحقیقات کے لئے لینا اور پھر اس کی مختلف شاخوں اور شعبوں کو کتب خانہ کی کتابوں کی فہرست میں دیکھنا انسان کو ٹھنڈا سانس لیکر یہ کہنے پر مجبور کرتا ہے۔ کہ میں اس کو جاننے کے قابل کبھی نہیں ہوں گا۔ یہ ایک قدرتی احساس ہے۔ جو بہت سے تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ عورتیں اور مرد محسوس کرتے ہیں۔

مثلاً علم حیات حیوانات و نباتات۔ یا علم جمادات یا علم افلاک یا علم طبیعات کو لو اور پھر بتاؤ ایسے کتنے اشخاص ہیں جو ان میں ماہر ہیں۔ ممکن ہے۔ کہ زمانہ مستقبل بہت سے ایسے اشخاص پیدا کردے جن کو ہم ان علوم کے مبصرین کا خطاب دے سکیں لیکن فی الحال زیادہ تر تعداد ان لوگوں کی ہے جو صرف فروعات اور شد بُد سے مطمئن ہو جاتے ہیں لیکن یہ عمل میں غلط چال ہے۔ کہ کوئی شخص جلدی سے یہ تسلیم کرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ کہ جو قسمت میں ہوتا ہے۔ وہی ہوگا۔ اس میں شک نہیں کہ علم کا میدان ہمارے تصور سے بہت زیادہ وسیع ہے۔ اور ہم اس کا صرف بہت تھوڑا حصہ اپنے لئے مخصوص کر سکتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم کل حلقہ کے اطراف و اکناف کو دیگر حلقوں کے تعلق میں جزو سمجھیں۔ خواہ وسعت تفصیل ہمارے راستہ میں مشکلات پیش کر دے۔ ایک دانا کا قول ہے۔ کہ اگر اشیاء کی تعداد کی رو سے ہی ناپا جائے تو مرا علم اشیا سطحی یا بیروفی کہلا سکتا ہے۔ لیکن اگر صفات اور حاقعہ کے لحاظ سے تولا جائے۔ تو وہ ٹھوس ہے۔ ایک اور عالم علم نباتات کا قول ہے۔ کہ اگر مجھے وہ تمام تشریحات جو ماہران نباتات کو پودوں کے متعلق معلوم ہیں۔ معلوم ہوتیں۔ تو میں نے ان کی بناوٹ کے متعلق جو بات دریافت کی ہے۔ کبھی دریافت نہ کر سکتا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ بہت سی تفصیلات کا یکدم جاننا بجائے فائدہ نقصان دہ ہوتا ہے یہ لیاقت کو دھندلا کر دیتا ہے اور تصور کی شادابی کو دھو دیتا ہے۔ کامیابی کا راز یہ ہے کہ جو کچھ ہمیں معلوم ہے۔ اس کو سطحی حالت میں نہ جانیں۔ بلکہ اس کی تہ تک جا کر اُسے اچھی طرح سے تمام و کمال جانیں تاکہ اس کا بہترین استعمال کر سکیں۔ فی زمانہ کہا جاتا ہے۔ کہ وقت دولت ہے مگر دولت وقت نہیں خرید سکتی۔ ہمارا وقت کا روزینہ یعنی الاؤنس بہت محدود ہے۔ اور جب زندگی میں زیادہ پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں۔ تو ہمیں اس قدر وقت نہیں ملتا۔ کہ ہمیں جو کچھ ضرور کرنا چاہیئے یا ہم جو کچھ کرنا چاہتے ہیں کر سکیں ایسے لوگ بہت کم ہیں جو اپنی فرصت کو اس کے بہترین استعمال کے لئے تنظیم کرتے ہیں۔ تقسیم اوقات نہایت مفید عمل ہے۔ وقت میں کفایت شعاری بیش بہا چیز ہے۔ سب کو ایک ہی وقت فرصت نہیں ہوتی۔ بعض کو شام کو دو تین گھنٹوں کی فرصت ملتی ہے۔ بعض کو علی الصبح اور بعض کو دوپہر کو اور بعض ایسے بھی ہیں۔ جو اتنا نہیں جانتے کہ کب فرصت ہوگی۔ بعض شادی شدہ مستورات نہیں جانتیں کہ ان کو کب فرصت ہوگی۔ بعض ایسے مرد ہیں کہ جن کو کوئی کام نہیں ہوتا۔ اور بعض جوان یہ کہتے سنے جاتے ہیں کہ ان کو کسی وقت فرصت نہیں ہوتی

سوال یہ ہے کہ اس قماش کے لوگوں کو زندگی کی کس طرح تنظیم کرنی چاہیئے تاکہ وہ تندرست رہیں اور ان کو فرصت حاصل ہو۔ ساتھ ہی ان کو تربیت دماغ اور مجلسی تربیت کا موقع بھی ملتا رہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان لوگوں کو وقتاً فوقتاً حسب حالات و مطابق محل تقسیم اوقات میں تغیر و تبدل کرتے رہنا چاہیئے۔ تکان یا تھکاوٹ کا سوال بھی غور طلب ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ تم محسوس کرتے ہو کہ تم شام کا پروگرام مکمل نہیں کر سکتے۔ تم بہت تھکے ہوئے ہوتے ہو۔ مگر چاہتے ہو کہ کام جاری رہے۔ ایسی حالت میں دانائی یہ ہے۔ کہ کام کرنے سے باز رہو۔ تقسیم اوقات میں بہت زیادہ سختی نہ ہونی چاہیئے۔ تکان اور عدم میلان میں فرق ہے۔ جب تم واقعی تھک جاؤ تو کام چھوڑ دو۔ کھلی ہوا میں سیر کے لئے نکل جاؤ۔ یا ایسا کھیل کھیلو جس سے فرحت حاصل ہو۔ اگر صاحب اولاد ہو تو بچوں سے دل بہلاؤ۔

شام کے وقت وہی کام کرو جو تقسیم اوقات کی فہرست میں ہو۔ آخری فہرست کا پہلا کام شام کے وقت نہ کرو۔ (باقی پھر)



ایڈیٹر میاں عبدالمجید صاحب

THE
PAISA AKHBAR
URDU WEEKLY
LAHORE

پیسہ اخبار لاہور

یادگار حاجی مولوی محبوب عالم مرحوم

افغانستان اور کشمیر

اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کے نامہ نگار پشاور نے خبر دی ہے۔ کہ افغانستان کے ایجنٹ مہمند علاقہ کے قبائلی ملکوں سے اور انہیں یہ پیش کش کی کہ اگر وہ اپنے پیراؤں جہاد کشمیر میں شرکت سے باز رکھ سکیں تو افغانستان ہر قبائلی کو پانچ گز کپڑا۔ ایک من م تین سیر کھانڈ۔ اور ایک گیلن مٹی کا تیل دے گا۔ مگر ملکوں نے یہ پیش کش مسترد کر دی۔ افغانستان کے پاس اپنی ضروریات کے لئے اور کھانڈ نہیں۔ قیاس ہے کہ قبائلیوں رشوت روس سے کپڑا اور کھانڈ قرض لے جاتی۔ ہمارے لئے یہ کہنا مشکل ہے کہ رپورٹ میں کس حد تک صداقت ہے۔ افغانستان سے اور افغانستان سے متعلق اسی قسم کی رپورٹیں آتی رہی ہیں۔ لالہ ری لال کی معرفت قبائلیوں میں پٹھانستان ق میں پروپیگنڈا کی خبر اب تصدیق طلب نہیں۔ لالہ گردھاری لال پوری کئی ماہ سے یہ ت پھیلا رہے ہیں۔ اس مقصد کے لئے وستان نے بھی انہیں لاکھوں روپیہ دیا ہے کا ہندوستانی سفارت خانہ اس سازش سرپرستی کر رہا ہے۔ اور اس روپیہ سے تان کے چند اردو اخبارات کو بھی خریدنے کوشش کی گئی۔ جو سرخ پوش لیڈر خان الغفار خان سے لالہ گردھاری لال کی ش سے ہوئی ہے۔ اور ان اخبارات میں نستان کے حق میں پروپیگنڈا کرایا گیا۔ افغانستان کے نیم سرکاری اخباروں پٹھانستان کے حق میں پروپیگنڈا جاری افغانستان کے ارباب سیاست کی یہ یاں خطرناک حد تک افسوسناک ہیں۔ م کشمیر کے سلسلہ میں اگر فی الواقع بالا رپورٹ درست ہے۔ تو افغانستان کے ارباب سیاست کی ناعاقبت اندیشی پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے افغانستان کے اہل دانش کو اپنے ارباب اقتدار کو فہمائش کرنی چاہیئے کہ وہ ایک بے حد خطرناک چال چل رہے ہیں۔ اور اس کا نتیجہ پاکستان سے کہیں زیادہ خود افغانستان کے حق ہی میں مضر ہوگا۔

افغانستان کی صفائی

پاکستانی اخبارات اور سیاسی حلقوں کی طرف سے افغانستان کے متعلق جن شکوک کا اظہار کیا گیا تھا۔ ان کے متعلق سفیر افغانستان متعینہ پاکستان نے کل کراچی میں تقریر کرتے ہوئے افغانستان کی طرف سے صفائی پیش کی ہے۔ آپ نے کہا ہے "شاہ افغانستان بھی واضح کر چکے ہیں۔ اور میں بھی افغانستان کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے پوری ذمہ داری کے ساتھ اعلان کرتا ہوں۔ کہ اب افغانستان کسی سرحدی علاقہ کا مطالبہ نہیں کرتا۔ اگر کچھ مطالبات تھے بھی تو اب افغانستان ان سے پاکستان کے حق میں دست بردار ہو چکا ہے" یہ الفاظ نہایت خوش کن اور پاکستان اور افغانستان کے تعلقات کی خوشگواری کے لئے نہایت مبارک ہیں۔ اور ہمیں ایک ذمہ دار حکومت کے ذمہ دار نمائندے کی بات کا یقین کر لینا چاہیئے۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے۔ کہ معاملہ صرف سرحدی علاقوں کے مطالبہ تک ہی محدود ہوتا۔ تو کوئی مضائقہ نہ تھا۔ اور ان کے لئے ہمیں شکوک وشبہات کو دل میں راہ دینے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ سفارتوں، حکومتوں اور سرحدی کمیشن تک ہی بات رہ جاتی۔ دونو حکومتیں جس طرح چاہتیں اپنی سرحدات اور سرحدی علاقوں کا فیصلہ کر سکتی تھیں۔ مگر معاملات کچھ اور ڈھب کے ہیں۔ اور ان تمام معاملات کے لئے سفیر افغانستان کے یہ الفاظ کم از کم ان لوگوں کی تسلی نہیں کر سکتے جو ان معاملات کے تمام پہلوؤں اور تمام جزئیات سے واقف ہیں۔ اور سفیر افغانستان نے جہاں ایک شبہ کو ختم کرنے کی مبارک سعی کی ہے۔ وہاں دوسرے امور کے متعلق وہ بالکل خاموش رہے ہے۔ مثلاً افغانستان کے قانون کے مطابق کوئی غیر ملکی وہاں کی فوج میں بھرتی نہیں ہو سکتا۔ لیکن حکومت افغانستان نے سکھوں کی ایک رجمنٹ بھرتی کی۔ پہلے تو اس خبر کی تردید ہوئی۔ پھر اس میں یہ ترمیم ہوئی کہ افغانستان میں بسنے والے سکھ اس رجمنٹ میں لئے گئے ہیں۔ لیکن اب کچھ دن ہوئے افغانستان کے اخبار "انیس" نے لکھا۔ کہ واقعی سکھ رجمنٹ بھرتی کی گئی۔ اور اس امر پر تعجب کا اظہار بھی کیا کہ غیر ملکیوں کو فوج میں بھرتی نہ کرنے کا قانون بھی موجود ہے۔ اور غیر ملکی سکھوں کو بھرتی بھی کیا گیا ہے۔

(۲) قلات اور پاکستان کا جھگڑا ساری دنیا پر ظاہر ہے۔ قلات نے اس معاملہ میں آئینی اور سیاسی شکست کھائی۔ بعض لوگوں نے جذبہ انتقام کے ماتحت قلات کو چھوڑ دیا۔ اور افغانستان کے آئین میں پناہ لی۔ خان قلات کے بھائی کے متعلق اطلاع آئی کہ وہ افغانستان میں ہیں۔ پھر ان کے بعض ہمراہیوں کے متعلق خبریں آئیں۔ کہ وہ بھی حدود افغانستان میں داخل ہو چکے ہیں۔ سفیر افغانستان نے ان معاملات کے متعلق صفائی تو پیش کر دی۔ جو سرحدی علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ (باقی صفحہ ۲ کالم ایک)

زمیندار اپنی اجناس کا باقاعدہ حساب رکھیں گے

لاہور ۱۶ رجون - ضلع ملتان کے تمام زمیندار اب ایسے رجسٹر رکھیں گے - جن میں ان کے قبضے کی گندم - جوار - چنے کا ماہوار حساب درج ہوتا رہے گا - ہر ماہ ان حسابات کی ایک نقل ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر کو بھیجی جایا کرے گی - حساب میں ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو ذخیرے کی کل مقدار مہینے کے دوران میں وصول ہونے والے - ختم ہونے والے - اور باہر بھیجے جانے والے اناج کی مقدار اور مہینے کا حساب اگلے مہینے کی تین تاریخ تک مکمل ہو جانا چاہیئے اور سات تاریخ تک پیش ہو جانا چاہیئے -

تمام زمینداروں کے ذخیرے اور حسابات کا معائنہ ہوتا رہے گا - اگر کوئی فروگذاشت پائی گئی - تو مجرموں کو سزا دی جائے گی - جو تین سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں پر مشتمل ہوگی اس کے علاوہ ان کے ذخیرے بھی ضبط کرلئے جائیں گے -

خضر حیات کے چچا اللہ بخش ٹوانہ کا انتقال

لاہور ۱۶ رجون - لاہور میں موصولہ اطلاعات کے مطابق آج سرگودھا میں نواب سر اللہ بخش ٹوانہ کی موت واقع ہوگئی - آپ کافی عرصہ سے بیمار تھے - آپ متحدہ پنجاب کے سابق یونینسٹ وزیر اعظم سر خضر حیات خاں ٹوانہ کے چچا ہیں - سر اللہ بخش ٹوانہ متعدد سال تک پنجاب اسمبلی کے رکن رہ چکے ہیں - اور ۱۹۴۶ء میں یونینسٹ مسلم لیگی کشیدگی کے بعد سر خضر حیات خاں ٹوانہ کے سیاسی مشیر اعلیٰ تھے - آپ آخر دم تک یونینسٹ رہے - لیکن بہر حال تبدیل شدہ سیاسی صورت حال کے پیش نظر چند ماہ قبل آپ مغربی پنجاب کی رکنیت سے مستعفی ہوگئے تھے

پیر مہر شاہ بلا مقابلہ منتخب ہوگئے

لاہور ۱۶ رجون - پیر مہر شاہ کو لاہور ڈویژن کے نئے قائم کردہ حلقہ زمینداران کی طرف سے آج بلا مقابلہ مغربی پنجاب کی مجلس قانون ساز کا رکن منتخب کیا گیا ہے - ۴۸ سالہ مہر شاہ ضلع جہلم میں انو علی پور شریف کے پیر صاحب کے ہمراہ اصغر ہیں - اور گذشتہ دو سال سے ہمہ بائی مرکزی قانون ساز جماعت کے رکن رہے ہیں - وہ ۱۹۲۳ء میں قانون ساز کونسل پنجاب کے رکن منتخب کئے گئے - اور دو سال بعد انہوں نے متحدہ پنجاب کے سابق یونینسٹ وزیر اعظم سر خضر حیات ٹوانہ کے والد مرحوم نواب عمر حیات خاں ٹوانہ کے مقابلہ میں کونسل آف اسٹیٹ کا انتخاب لڑا - ۱۹۳۰ء میں وہ ہندوستانی قانون ساز اسمبلی کے رکن ہو گئے - اور گذشتہ سال ایوان کے خاتمہ تک اس جگہ پر قائم رہے - نواب مہر شاہ کچھ عرصہ تک مرکزی قانون ساز اسمبلی میں مسلم لیگ پارٹی کے چیف وہپ بھی رہے - وہ ۱۹۳۱ء میں دوسری گول میز کانفرنس منعقدہ لندن میں مندوب تھے

اوری کے محاذ پر شدید جنگ
۵۰۰ ہندوستانی ہلاک بھاری ذخائر پر قبضہ

تراڑ کھل ۱۶ رجون - آزاد کشمیر حکومت کے سرکاری اعلان کے مطابق لداخ میں دشمنوں کی بلٹن کو دراس کے مغرب میں ہزیمت اٹھانی پڑی گنگاں کے علاقہ میں ایک پورے ہندوستانی بریگیڈ پر مجاہدین شدید حملے کر رہے ہیں ٹرٹ بگل میں ۱۴ ہندوستانی آزاد نوجوں کے ہاتھوں ہلاک ہوئے - پونچھ کے علاقہ میں بھی دشمن کو بھاری جانی نقصان در پیش ہے - نوشہرہ کے علاقہ میں اوری کے محاذ پر قبائلی لشکر کے پانچ چوکیاں پر شبخون کے نتیجہ میں سینکڑوں ہندوستانی سپاہی ہلاک ہوئے

قائد اعظم کو ۵ ہزار کا چیک
سرحد کی طرف سے اعراب فلسطین کی امداد

پشاور ۱۶ رجون - اطلاع موصول ہوئی ہے کہ صوبہ سرحد کے وزیر اعظم عبد القیوم خان نے گورنر جنرل قائد اعظم محمد علی جناح کو اعراب فلسطین کی امداد کے سلسلہ میں ۵ ہزار روپے کا چیک روانہ کیا ہے - صوبہ سرحد میں جلد ہی ایک صوبائی فلسطینی امدادی کمیٹی ترتیب دی جائے گی - تاکہ اعراب کے لئے مزید چندہ اکٹھا کیا جاسکے -

پیر مانکی شریف پر آزاد کشمیر سے روپیہ مانگنے کا الزام

(صاحبزادہ عبد الباقی بوٹان شریف کا تردیدی بیان)

لاہور ۱۵ رجون - صاحبزادہ عبد الباقی صاحب بوٹان شریف (ایبٹ آباد) نے حسب ذیل بیان اخبارات کے نام جاری کیا - ذرائے وقت مورخہ ۳۰ مئی میں ایک عجیب ایڈیٹوریل نظر سے گذرا - ایسا معلوم ہوتا تھا - کہ کسی انگریزی اخبار میں پیر صاحب مانکی شریف کے متعلق یہ چھپ گیا ہے - کہ وہ جہاد کشمیر سے کنارہ کش ہو گئے ہیں - کیونکہ وہ روپیہ کا مطالبہ کرتے تھے اور آزاد کشمیر گورنمنٹ روپیہ دینے سے عاجز تھی - ہم اس جھوٹے الزام کی پرزور تردید کرتے ہیں - پیر صاحب مانکی شریف وہ ہستی ہیں - جنہوں نے آج تک مسلم لیگ سے کوئی معاوضہ قبول کئے بغیر صوبہ سرحد کے چپہ چپہ میں پاکستان کا پیغام پہنچایا - ایسی پاکیزہ شخصیت کے متعلق کسی طاقت کے زیر اثر یا ذاتی اغراض کے اس سے پروپیگنڈا کرنے والوں کی ہم سخت مذمت کرتے ہیں جو قوم کے مخلص اور بزرگ کارکنوں کی اس سے کیا بھی کوئی شرم نہیں کرتے یہ غلط افواہ بھی مشہور کی گئی ہے - کہ پیر صاحب کے روپے سے کسی اور مہاجر گھر میں خورد ہوا - جس میں میں بھی موجود تھا - ایسا کوئی جرگہ نہیں ہوا - یہ خبر غلط اور سراسر بے بنیاد ہے - اور یہ افواہ بھی بے بنیاد ہے - کہ مجاہدین کے لیڈروں میں کوئی اختلاف ہے - بلکہ سب کے سب لیڈر سب بھائیوں کی طرح کام کرتے ہیں - سارو پیر صاحب مانکی شریف کا عقیدہ یہ ہے - کہ باوجود ان غلط افواہوں کے وہ اب بھی جہاد کشمیر میں لڑ رہے ہیں - اور اس سے چشم پوشی نہ ہونی چاہیئے کہ آزاد قبائل کا اکثر توجہ پاکستان کی امداد کے لئے یا صوبہ سرحد کے لئے پاکستان حاصل کرنا پیر صاحب مذکور کی مساعیات جمیلہ سے ہوا - ورنہ عبد الغفار خان اور ڈاکٹر خان صاحب کا رسوخ عوام پر سے زائل کرنا کسی دوسری شخصیت کا کام نہ تھا

پونچھ اور نوشہرہ کے علاقہ میں ہندوستانی فوجوں کی تباہی

تراڑ کھل - ۱۸ رجون آزاد کشمیر گورنمنٹ کا اعلان کشمیر کی جنگ کی تازہ صورت حال کے بارے میں مظہر ہے کہ پونچھ کے محاذ پر ایک سنگین قسم کی جنگ ہو رہی ہے - دشمن کی ایک فوج کہ جو دو بٹالین پر مشتمل تھی - آزاد دستوں نے تباہ کن شکست دی - دشمن کے جانی نقصان کا اندازہ ایک حد کے قریب ہے بہت سے قیدی گولہ بارود ہمارے ہاتھ آیا ایک موقع پر دشمن کے زغہ میں لینے کی کوشش کو ناکام کر دیا گیا - شمالی جانب دشمن سے مڈبھیڑ میں دشمن کے ۶۰ سپاہی ہلاک ہوئے اس میں ایک کیپٹن بھی شامل ہے - متعدد رائفلوں اور اسٹین گنوں پر قبضہ کر لیا گیا - نوشہرہ کے علاقہ میں ہمارے مضبوط مرکز پر دشمن نے پورے پیمانے پر حملہ کیا - شدید نقصان اٹھا کر دشمن نے راہ فرار اختیار کی -

کشمیر و حیدر آباد کے مسائل نازک ترین مرحلہ کی طرف بڑھ رہے ہیں

دنیا آباد ۱۸ رجون - آج دنیا آباد کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے میاں افتخار الدین آرگنائزر مغربی پنجاب مسلم لیگ نے پاکستان اور ہندوستان کے وزراء سے اپیل کی کہ پیشتر اس کے کہ یہ جنگ کے لئے ایک جگہ مل بیٹھنے کا وقت گذر جائے - انہیں چاہیئے کہ دہلی میں ہونے والے اجلاس میں وہ دلائل - انصاف اور جمہوریت کی بنیادوں پر دو حکومتوں کے متنازعہ مسائل کے بارے میں کسی پر امن سمجھوتہ پر پہنچنے کی کوشش کی - آپ نے پنڈت نہرو کی طرف سے پیش کئے گئے کشمیر اور حیدر آباد کے غیر مدلل اور پراگندہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ مجھے کشمیر میرا ہے اس لئے درست ہے کہ درجہ نے ہندوستان سے ریاست کے الحاق کا اعلان کر دیا ہے - اور اب تم اس لئے غلط ہو کہ حیدر آباد کی ہندو اکثریت جو کہ غالب ہے ہندوستان سے الحاق کے حق میں ہے - اس پوزیشن کا ترک کر دیا جانا ضروری ہے - سنجیدہ عوام کبھی اسے تسلیم نہ کریں گے - عوام اپنی قسمت کے لئے فیصلہ کن حیثیت رکھتے ہیں - اور اس فیصلہ کا حق انہیں کو پہنچتا ہے - کہ وہ کس جانب کو جھکیں -

"کشمیر و فلسطین کا ہفتہ"
صوبہ بھر میں ہنگامہ خیز پروگرام

لاہور ۱۸ رجون - خان ممدوٹ وزیر اعظم مغربی پنجاب نے صوبہ کے عوام سے آزاد کشمیر حکومت اور اعراب فلسطین کی موت و حیات کی موجودہ جدو جہد میں زیادہ منظم امداد کے لئے اپیل کی ہے - صوبہ بھر میں ۲۵ رجون سے ۲ جولائی تک کشمیر و فلسطین کا ہفتہ پورے زور سے منایا جا رہا ہے - وزرائے مغربی پنجاب صوبہ بھر کا طوفانی دورہ کریں گے - چوہدری غلام عباس صدر مسلم کانفرنس سردار ابراہیم صدر آزاد کشمیر نذیر حسین وزیر خزانہ کی بھی توقع ہے - کہ ان کے ہمراہ ہونگے - اسمبلی کے ممبران اپنے اپنے حلقوں کا دورہ کر کے جلسے منعقد کریں گے - پاکستان نیشنل گارڈ مسلم لیگ اہم شہروں میں مظاہرے کریں گے پہلے دن آئمہ مساجد میں لوگوں کے نام ایک خاص اپیل کریں گے -

مذہب کے خلاف روس کی نئی جدوجہد

لندن ۱۸ رجون - روس میں مذہب کے خلاف ایک مہم شروع ہوئی ہے - حالیہ برسوں میں رجحان یہ معلوم ہوتا تھا - کہ عبادت کی زیادہ سے زیادہ آزادی دی جائے - خیال ہے - کہ اب اس رجحان کی وجہ سے روسیوں کو خطرناک نتائج نظر آنے لگے ہیں - اور ریڈیو پر خاص طور سے مذہب کے خلاف نشریات کئے جانے ہیں ایک سائنسدان نے کہا کہ دنیا میں خدا کے کرنے

کامیابی کا نسخہ

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ
اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (قرآن)

صبر اور نماز کے ذریعہ سے پناہ ڈھونڈو اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنیوالوں کا ساتھ دیتا ہے یعنی جب تم پر کوئی مصیبت آئے اور تم مشکلات میں پھنس جاؤ - تو حواس کو درست رکھو اور مصائب کو جرات ہمت اور خندہ پیشانی سے برداشت کرو - اور ہاتھ پیر توڑ کر اور زندگی سے مایوس ہو کر نہ بیٹھ جاؤ - جب تم اپنا آپ سنبھال لو تو خدا کی طرف رجوع کرو کیونکہ وہی کمزوروں اور مصیبت زدوں کا آخری سہارا ہے خدا کی طرف رجوع کرنے کا بہتر طریقہ نماز ہے اگر تم اس کی حفاظت کرو گے - تو وہ تمہاری حفاظت کرے گا - اور اس کے ذریعہ تم خدا کی رحمت کو اپنی طرف کھینچ سکو گے -

صبر بے غیرتی کا نام نہیں ہے - بے غیرتی یہ ہے - کہ کچھ نہ کرو اور نہ ہی اپنی خامیوں کو دیکھو - نہ عذاب الٰہی سے عبرت حاصل کرو اور یہ کہہ کر خاموش ہو جاؤ - کہ ہم تو صبر کرتے ہیں - لیکن یہ صبر نہیں ہے یہ بے غیرتی ہے صبر یہ ہے کہ مصائب سے نجات پانے کی کوشش کے ساتھ گھبرا نہ جاؤ - دل بھی مضبوط رکھو اور کوشش بھی جاری رہے اور ساتھ ہی خدا بھی فراموش نہ ہونے پائے کیونکہ مظلوموں کی اصلی طاقت خدا کی ذات ہے - مگر یہ طاقت صبر کرنے والوں کو ملتی ہے - اور یہی لوگ خدا کی پناہ میں آتے ہیں -

پس یقین محکم - عمل پیہم - قوت - برداشت اور خدا ترسی کے ساتھ قدم اٹھاؤ اور مشکلات پر قابو حاصل کرو -

بقیہ لوٹ صفحہ اول

اور افغانستان کی حکومت جن کے متعلق ایسی کارروائیاں کر چکی تھی - جو پاکستان اور اہل پاکستان کے نزدیک پسندیدہ نہ تھیں - مثلاً پٹھانستان کی حمایت لے - این - اور میں افغانستان کا رویہ وغیرہ لیکن مندرجہ بالا امور اور ان کے علاوہ بعض چھوٹے چھوٹے معاملات کے متعلق سفیر افغانستان نے کچھ نہیں کہا - سرحدی علاقوں سے دست برداری کو خواہ افغانستان کا احسان کہہ لیجئے خواہ رواداری اور خواہ پاکستان کے حق کی معقولیت - اس میں تو افغانستان دست بردار نہ بھی ہوتا - تو یہ معاملہ چنداں اہم نہ تھا - لیکن جو پاکستان دشمن عناصر افغانستان میں سرگرم کار رہتے - اور وہ سرحد تک میں وہ افغانوں کی مدد سے جو کچھ کر رہے ہیں - اصل سوال تو ان سرگرمیوں کا ہے - سکھ رجمنٹ اور قلات والوں کے متعلق ہم پوچھنا چاہتے ہیں - کہ افغانستان والوں کا جواب کیا ہے - اور جب تک یہ جواب نہ ملے - پاکستان والے مطمئن نہ ہوں گے -

پاکستان میں گرم کپڑے کی افراط
مگر سب بلیک مارکیٹ کی نظر

لاہور ۱۵ رجون - گرم کپڑے بہت تعداد میں پاکستان پہنچ چکا ہے - قیمت اگرچہ گراں بتائی جاتی ہے - مگر درساوری مال کافی بہتر بنایا جا رہا ہے - خیال ہے کہ موسم سرما میں اس کپڑے کی قیمت دوگنا زیادہ کر دی جائے گی - اور ممکن ہے کہ بیوپاری گرم کپڑے کو بلیک مارکیٹ کی نظر بھی کر دیں - اطلاع ملی ہے کہ جاپان نے بھی وعدہ کیا ہے - کہ موسم سرما کے قریب اگر ہو سکا - تو کچھ مال پاکستان بھیجا جائے گا - (ایسٹرن پریس)

پندرہ جون

۲۰ رمارچ کی طرح پندرہ جون آئی اور گذر گئی - کسی جگہ کوئی جھگڑا نہ ہوا - اور نہ پندرہ جون کو کوئی خلاف معمول واقعہ پیش آیا - بلکہ جہاں تک پاکستان اور ہندوستان کا تعلق ہے عین پندرہ جون کو ایک دوسرے پر حملہ کی جگہ دہلی میں دونوں حکومتوں کے نمائندوں کی دوستانہ کانفرنس ہو رہی ہے - جس میں بعض ایسے معاملات طے ہوں گے - جو ابھی تک طے نہیں ہوئے تھے - کوئی شخص غیب کا علم نہیں رکھتا - اور کل کے متعلق کوئی حکم نہیں لگا سکتا - اور اگر کوئی شخص اس قسم کا دعویٰ کرے بھی تو کوئی صحیح العقیدہ مسلمان اسے تسلیم نہیں کر سکتا - اور پندرہ جون کے متعلق بھی ہم نے یہی عرض کیا تھا - کہ مسلمانوں کو اس قسم کی گپ بازی پر دھیان ہی نہ دینا چاہیئے - پھر بھی بعض پیشگوئیوں کی وجہ سے لوگ خوفزدہ رہے - اور اس پندرہ جون کے ہوتے نے بھی بہت سے لوگوں کو پریشان کیا - اور بعض کا اطمینان تو شاید آج ہو - اور وہ شکر کا سجدہ ادا کریں کہ یہ تاریخ ٹل گئی - آج ہمیں ایک بار پھر مسلمانوں سے کہنا ہے - کہ اس قسم کی افواہیں "علم غیب" کے بل پر نہیں پھیلتیں - یہ علم تو خدا نے انسانوں کو دیا ہے ہی نہیں - عام علم کے متعلق بھی اس نے کہا ہے - کہ وما اوتيتم من العلم الا قليلا - پھر ان پیشگوئیوں پر اعتبار کرنا کہاں تک مسلمانوں کی شان کے شایاں ہے - چاند ستاروں اور سورج کے متعلق جو قانون فطرت ہم دیر سے مشاہدہ کر رہے ہیں - اگر اس مانبدین قانون کو سامنے رکھ کر ہم چاند گرہن سورج گرہن وغیرہ کی پیشگوئیاں کرتے ہیں - تو اس میں علم غیب کا کوئی دخل نہیں ہے - بلکہ یہ تو ایک حساب کی بات ہے - اور ایک اٹل قانون کے مشاہدہ کا نتیجہ ہے - لیکن زمانہ کے آنے والے حالات اور حادثات کے متعلق ہم نہیں بتا سکتے کہ کل کیا ہوگا؟ یہ بتا سکیں تو زندگی کا سارا نظام درہم برہم ہو کر رہ جائے - یہ باتیں لوگ کرتے ہیں - تو علم و یقین کے بل پر نہیں کرتے - بلکہ وہ مقاصد کی تکمیل کو مد نظر رکھتے ہیں - وہ خود بھی نہیں جانتے کہ کل کیا ہوگا؟ البتہ اتنا سمجھتے ہیں - کہ اگر اس قسم کی افواہ اڑائی جائے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا - اور ہم فلاں فائدہ اٹھا سکیں گے - اس لئے اس قسم کی افواہوں اور گپ بازیوں پر کبھی کان نہیں دھرنا چاہیئے

خان عبد الغفار خاں کی گرفتاری

ضلع کوہاٹ میں بہادر خیل کے مقام پر خان عبد الغفار خان کو جب وہ پروپیگنڈا کے دورہ پر بنوں جا رہے تھے - گرفتار کر لیا گیا آپ کو تمام دن بن داؤد شاہ کے ریسٹ ہاؤس پولیس کی حفاظت میں رکھا گیا - اور بعد میں سڑک کے راستہ مغربی پنجاب روانہ کر دیا گیا سرحد کی صوبائی حکومت نے ۹ مہینہ تک ان کی سرگرمیوں کی نگرانی کے بعد آج خان عبد الغفار سابق کانگرسی رہنما کی گرفتاری کے احکام صادر کئے - گرفتاری کے وقت آپ ضلع کوہاٹ میں تھے - اور بنوں روانہ ہونے والے تھے - جہاں کہ معتبر اطلاع کے مطابق فقیر ایپی کے ایجنٹوں سے ملنے اس غرض کے لئے جا رہے تھے - کہ سرحدات پر گڑبڑ پیدا کر دی جائے لہٰذا آپ کو فوراً گرفتار کر لیا گیا - اور مغربی پنجاب کے ایک جیل میں لے جایا جا رہا ہے -

ہندوستان کی تقسیم پر کانگرس اور مسلم لیگ رضامند ہوئیں - لیکن اس بات کی پرواہ کئے بغیر خان عبد الغفار خاں نے قیام پاکستان کی شدید مخالفت کی - (باقی صفحہ ۶ کالم ۳ پر)

پشاور میں یوم آزادی کشمیر
۱۸ رجون کو منایا جائیگا

پشاور ۱۸ رجون - پشاور مسلم لیگ کارکنان کے ایک خاص جلسہ میں کل شب ۱۸ رجون کو یوم آزادی کشمیر منانے کا فیصلہ کیا گیا - یہ طے پایا کہ اس دن شہری لیگ کے دفتر سے جلوس نکال کر خاص شوارع میں سے گذارا جائے اور بعد میں ایک عام جلسہ منعقد کیا جائے - جس میں آزاد

(بقیہ خان عبد الغفار خاں کی گرفتاری)

آپ نے اپنے پیروکاروں کو ہدایت کی کہ وہ ۱۵ راگست کی آزادی کی تقریب میں حصہ نہ لیں - اور پاکستان کی نئی حکومت سے حلف وفاداری نہ اٹھائیں - آپ کے بھائی کی وزارت کو جو اس وقت تھی - گورنر جنرل کے احکام کے تحت عدم وفاداری کی بنا پر برطرف آپ کے بعض جماعتی کارکنوں کو سے پورا اتفاق نہ تھا - اور ماہ ستمبر کے مقام پر ہونے والے پارٹی اجلاس سے کہا گیا - کہ ہم دیا پاکستان کو تسلیم کریں - لیکن پاکستان کی حکومت عہد وفاداری کے بجائے آپ نے تک خاموش ہو جانے کا فیصلہ کیا یہ کہ پاکستان کا تختہ الٹنے کی غرض کوئی تحریک چلانے میں کافی امداد دوسری حمایت حاصل ہو جائے خدائی خدمتگاروں نے جو عوام آپ کے کھیل کو بھانپ کر آپ کا ساتھ دیا - اس پر خان عبد الغفار خان نے وجوہات کی بنا پر اپنی چالوں کو بدل موسم بہار میں دستور ساز اسمبلی کے میں پاکستان سے وفاداری کا حلف پر اٹھا لیا - اس کے ساتھ ہی آپ نے بھر کے کانگرسی عناصر کو اکٹھا کرنے پارٹی کے نام سے ایک جماعت قائم اپنی سرگرمیوں کے حلقہ کو وسیع کرا کراچی کے دوسرے دورہ کے صوبہ سرحد کو ایک تعلقی اور دانع تیار کی ہوئی سازش کے ساتھ اس سازش کا مقصد صوبہ سرحد ہندوستانی فوجوں کی خوب تشہیر صوبہ سرحد کی طرف پیشقدمی کے گڑبڑیں پیدا کرنا تھا -

گڑھی حبیب اللہ پر کرم باری بھی خان عبد الغفار خاں نے گاؤں دورہ کر کے لوگوں کو بتانا شروع پاکستان ایک ریت کے پل کی مانند اور ایک ہی ضرب سے ختم ہو جائے ان تقریروں میں جو آپ نے مئی کے پر کیں نہ صرف نظم و نسق کو معلوم عوام کو اس بات پر ابھارا کہ وہ آئینی طور پر قائم شدہ حکومت کے اٹھ کھڑے ہوں - اخبارات میں کے اقتباسات سے کہ تنگ ہائی کہ وقت آن پہنچا تھا کہ ایسی خطرناک کو ختم کر دیا جائے - (باقی صفحہ

تو پاک باش برادر مدار از کس باک زنند جامۂ ناپاک گازران بہ سنگ

پیسہ اخبار لاہور

قیمت سالانہ چار روپیہ (للعہ) حجازی پریس بیرون موری گیٹ لاہور میں چھپوا کر میاں عبدالمجید صاحب پرنٹر پبلشر و ایڈیٹر نے دفتر پیسہ اخبار لاہور سے شائع کیا۔

نمبر ۲۴	۲۴ر جون سنہ ۱۹۴۸ء	جلد ۶۲

عبدالغفار اور عبدالقیوم

سفیر افغانستان کا بیان شائع ہوتے ہی صوبہ سرحد میں سرحدی گاندھی خان عبدالغفار خان کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ سفیر افغانستان کے بیان نے کم از کم صوبہ سرحد کی وزارت کے لئے پٹھانستان کے فتنے کی روک تھام کے لئے ایک راہ کھول دی ہے۔ سرحدی گاندھی سیاسیات میں نہ صرف کانگرس کے پیروکار تھے۔ بلکہ مسلم لیگ کے دشمن بھی تھے۔ اور قیام پاکستان کے بعد بھی وہ مسلم لیگ سے علیحدہ رہے ہے۔ صوبہ سرحد میں ان کا اقتدار محض کانگرس کی مدد سے قائم تھا۔ اور اب انہوں نے اپنے کھوئے ہوئے اقتدار کو حاصل کرنے کے لئے کانگرس سے ساز باز کر کے پٹھانستان کے فتنے کو ہوا دینی چاہی۔ اگرچہ ہندوستانیوں کی طرف سے صوبہ سرحد اور افغانستان دونوں جگہ ایسی سرگرمیاں جاری ہیں۔ جن سے پاکستان کی مخالفت مقصود ہے۔ لیکن افغانستان کے سفیر کے بیان سے جو لا تعلقی ظاہر ہوئی ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ صوبہ سرحد کی وزارت اب اس بارے میں مقامی آدمیوں کے خلاف موثر کارروائی کر رہی ہے۔ خان عبدالغفار خان کی سرگرمیاں محض پٹھانستان کا فتنہ پھیلانے تک ہی محدود نہ تھیں۔ بلکہ اس سلسلہ میں وہ ہر عنصر سے تعاون کے لئے تیار تھے۔ فقیر ایپی اور ان کے ایجنٹوں سے ان کی ساز باز تھی۔ کچھ پنجابی مولوی بھی اس علاقے میں مشکوک سرگرمیوں کی وجہ سے گرفتار ہوئے ہیں۔ اور ہمارا خیال ہے کہ سرحدی گاندھی نے افغانستان میں بعض ہندوؤں کی سرگرمیوں اور کشمیر میں ہندوستانیوں کی فوجی کارروائیوں پر بہت زیادہ اعتماد کر کے جی میں یہ ٹھان لی تھی۔ کہ صوبہ سرحد کو پاکستان سے بالکل کاٹ دینے کے لئے ایک طرف کشمیر ہندوستانی فوج ہے۔ دوسری طرف افغانستان میں ہندوستانی عناصر ہے اور تیسری طرف فقیر ایپی اور ان کے ایجنٹوں سے ساز باز کر کے بیک وقت کوئی موثر تخریبی کارروائی کی جائے۔ لیکن نہ کشمیر میں ہندوستانی فوجوں کو ان کے خیال کے مطابق کوئی کامیابی ہوئی۔ نہ افغانستان نے سرکاری طور پر پاکستان کے خلاف کسی امر کی ذمہ داری لینے کی جرأت کی نہ وزیرستان میں ان کا جادو چلا۔ بلکہ ان کی گرفتاری نے ان کے حصول اقتدار اور پاکستان دشمنی کا خواب پریشان کر دیا۔

غیر مطمئن عوام کو اونچے اصولوں سے کوئی دلچسپی باقی نہیں رہتی۔ سب سے مقدم چیز ان کا اطمینان ہے۔ اور صوبہ سرحد کے متعلق ایک بار نہیں بارہا کہا جا چکا ہے۔ کہ وہاں عوام مطمئن نہیں ہیں۔ ایسی حالت میں وزارت کی ذمہ داری محض منفی کارروائیوں تک ہی محدود نہیں رہتی۔ بلکہ مثبت پہلو پر اسے زیادہ سے زیادہ زور دینے کی ضرورت پڑتی ہے۔ نہ خان عبدالغفار کی گرفتاری سے کوئی مفید نتیجہ اسی وقت برآمد ہو سکتا ہے جب کہ قیوم وزارت عوام کو اپنے اعتماد میں لے کر یہ ثابت کر دے کہ وہ بہرحال عوام کو آزادی کی برکات سے مالامال کرنا چاہتی ہے ورنہ جب عوام غیر مطمئن ہوں تو ایسی گرفتاریاں خاطر خواہ اثر پیدا نہیں کرتیں۔ بلکہ بعض اوقات مزید الجھنیں اور پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

آخر عبدالغفار خان کا جرم کیا ہے؟ یہی تو کہ وہ پاکستان کے بہترین مقاصد کے "دانا دشمن" ہیں۔ لیکن اگر قیوم وزارت اس بارے میں پاکستان کی "نادان دوست" ثابت ہو۔ تو دنیا یہی کہے گی کہ "نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہوتا ہے"۔ خان عبدالقیوم کو پاکستان سے اپنے اخلاص اور اپنی وفاداری کے ساتھ سیاست تدبر اور وسیع النظری سے کام لینے کی بھی ضرورت ہے۔ مخالف عناصر کو پھلنے پھولنے کا موقع اسی عالم میں ملتا ہے۔ جب کہ موافق عناصر کے اطمینان کا کافی اور معقول انتظام نہ ہو۔ لیکن موافق عناصر مطمئن ہوں تو پھر ایسے عناصر کی جڑ تک کٹ جاتی ہے۔

گجرات کیمپ کے ملازم

گجرات کیمپ کی زیادتیوں کے متعلق جو خبریں اخبارات میں شائع ہوئیں۔ اگرچہ انہیں مبالغہ آمیز کہا گیا تھا۔ تاہم گجرات کیمپ میں سرکاری طور پر تحقیقات کے بعد وزیر مہاجرین اس نتیجے پر پہنچے۔ کہ چار ملازموں نے مہاجرین کے ساتھ زیادتیاں کی ہیں۔ ان چاروں ملازموں کے متعلق عوام کو بتایا گیا تھا۔ کہ ان کو کیمپ کی ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ لیکن اب خبر آئی ہے۔ کہ چاروں ملازم اپنی تمام زیادتیوں کے باوجود ابھی تک کیمپ کے احاطہ میں دندناتے رہے ہیں۔ مہاجرین کی بدقسمتی ملاحظہ ہو۔ کہ اول تو ان کی فریاد حکومت کے حریم جلال تک پہنچتی ہی نہیں۔ لیکن بے بسی کی چیخیں اتنی ہی زوردار ہوں اور کوئی سن بھی لے تو پھر زیادتی کرنے والے کا کچھ بگڑتا نہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ گجرات کیمپ کے ملازموں کو بھی پاداش عمل سے مرکز اور صوبے کی کشمکش نے بچایا ہے۔ اگر یہی وجہ ہے۔ تو صوبہ اور مرکز دونوں کو شرم آنی چاہیئے۔ ان کی باہمی رقابت مہاجرین کو تکلیف بھی پہنچا رہی ہے۔ اور مردم آزاری کی نئی نئی راہیں بھی کھول رہی ہے۔ ہماری نئی وزارت جو مذہب و قرآن کے نام پر قسمیں کھاتی پھرتی ہے۔ ناانصافیوں کی تلافی کے عہد کرتی ہے۔ کیا گجرات کیمپ کے ان ملازموں کے متعلق ہمیں بتائے گی۔ کہ اگر ان کے خلاف زیادتیوں کا ثبوت ہے تو ان کو سزا کیوں نہیں دی گئی۔ یہ کتنے افسوس اور کتنی شرم کا مقام ہے۔ کہ بڑوں کی باہمی رقابت چھوٹوں کے لئے ہر روز نئی مصیبتیں کھڑی کرتی ہے اور بڑے بے درد تماشائی کی حیثیت سے ہی نہیں۔ بلکہ خود باہمی رقابت کی وجہ سے اچھا خاصہ تماشا بنے ہوئے ہیں۔

خلافت پاکستان

خلافت پاکستان اور اسمبلی پارٹی کے شریعت گروپ کی طرف سے پنجاب کے مختلف اضلاع میں جو جلسے ہوئے ہیں ان کی روداد پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عوام پاکستان میں اسلامی قانون کی ترویج کے لئے کس قدر بے تاب ہیں۔ اور شریعت گروپ نے عوام کی نبض پر کس طرح ہاتھ رکھ دیا ہے۔ اگرچہ ہماری نئی وزارت بھی عوام کے نزدیک ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ لیکن حق تو یہ ہے۔ آج ہمارے بڑوں کو "اسلام" اپنے لئے اتنا ہی خطرہ نظر آتا ہے۔ جتنا سال بھر پہلے انہیں مسلمانوں کے لئے "ہندو سکھ راج" خطرہ نظر آتا تھا۔ اگر ہمارے بڑے آج اس امر کا تہیہ کر لیں کہ وہ پاکستان کو اسلام کی برکات کا گہوارہ بنا دیں گے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے دکھ دور نہ ہوں۔ لیکن بڑوں کا حال یہ ہے کہ آزادی کا پہلا سال ختم ہو رہا ہے اور اس سال بھر میں ہماری آئین ساز اسمبلی نے خدا کے فضل سے کل نو دن کام کیا ہے۔ اور اس میں بھی نشستند۔ گفتند اور برخاستند کے سوا کچھ نہیں ہوا۔ وہ اپنے لئے کوئی پروگرام نہیں بنا سکے۔

پربندھک کمیٹی کا توڑ

گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے انتخاب میں اودھم سنگھ ناگوکے سے شکست کھا کر ماسٹر تارا سنگھ کا جو حال ہوا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ گوردوارہ پربندھک کمیٹی سکھوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ اور باقی کمیٹیاں اور دل اس کے ماتحت ہیں۔ اکالی دل بھی اس کے رضاکاروں کی جماعت ہے۔ اس طرح تارا سنگھ اب سکھوں میں ضمنی لیڈر بن کر رہ گئے ہیں۔ لیکن اس مقام پر قانع نہیں ہیں۔ اور وہ اس شکست کا بدلہ لینے کے خواہشمند ہیں۔ اس لئے انہوں نے ایک نئی تحریک کا سہارا لیا ہے۔ اور اس تحریک کے سلسلے میں اب انہوں نے "گورومت مہا سماگم" کا انعقاد کیا۔ اس کے معنی "مذہبی موتمر" ہیں۔ چونکہ گوردوارہ پربندھک کمیٹی کا تعلق زیادہ تر پنتھ کے تمام مسائل سے ہے اور اکالیوں کا تعلق صرف رضاکارانہ کاموں اور سیاست سے ہے۔ اس لئے پنتھ کی مرکزیت کا رخ موڑنے کے لئے مذہبی تحریک کا سہارا ضروری تھا۔ "اجیت" میں "گورومت مہا سماگم" کی جو روئداد چھپی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تارا سنگھ اب سیاست سے کم اور مذہب سے زیادہ دلچسپی لیں گے۔ یعنی اب وہ "سیاسی سکھ" نہیں رہنے "مذہبی سکھ" بن گئے ہیں۔ اور اب اگر پربندھک کمیٹی پر ان کا بس نہیں چلتا تو وہ "مہا سماگم" کی سیڑھی لگا کر پھر سکھوں کے واحد لیڈر بھی بن جائیں تب بھی ان کو کوئی پوزیشن حاصل نہ ہو گی۔ کیونکہ سکھوں کا مستقبل صاف نظر آ رہا ہے۔ بہرحال پربندھک کمیٹی اور گورومت مہا سماگم کا مقابلہ خوب رہے گا۔ اور سکھ اپنی پاداش عمل میں آپس میں ہی لڑ بھڑ کر ہندوؤں کے لئے راستہ صاف کر دیں گے۔

پیسہ اخبار لاہور کو ہر روز پڑھا کریں۔

کا کوئی کام نہیں ہے۔ ایک اور سائنسدان نے ایک نشریہ میں اس خیال کا مضحکہ اڑایا ہے۔ کہ موت کے بعد بھی کوئی زندگی ہے۔ یا جسم کے بغیر بھی روح کا کوئی وجود ہے۔ اگرچہ روسی آرتھوڈاکس کو خصوصی مراعات حاصل ہیں (غالباً یہ مشرقی یورپ کے عیسائیوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے ہیں) لیکن نوجوان اشتراکیوں کی انجمن کا موسلس کو متنبہ کر دیا گیا ہے۔ کہ مذہبی خیالات بوڑھوں میں تو قابل معافی ہیں۔ لیکن انہیں کان کا پایا جانا کسی طرح بھی اشتراکی نظریات کے مطابق نہیں ہے۔

خان عبدالغفار خاں کی گرفتاری

(بقیہ صفحہ ۲)

صوبہ سرحد کے اس سرکاری اعلان میں آگے چل کر بتایا گیا کہ صوبائی حکومت اس بات سے واقف ہے کہ صوبہ کے امن پسند اور پرامن لوگوں کی غالب اکثریت اس بات پر زور دے رہی تھی۔ کہ خان عبدالغفار خان اور ان کے کارکنوں کے خلاف کارروائی کی جائے۔ جو پاکستان میں بدنظمی پیدا کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے تھے۔ درحقیقت تو یہ ہے کہ صوبائی حکومت پر تنقید کی جاتی ہے۔ کہ اس کا رویہ ان لوگوں کے متعلق نہایت نرم رہا۔ صوبائی حکومت غیر مبہم طور پر اس بات کو صاف کر دینا چاہتی ہے۔ کہ اگر کسی گمراہ شخص نے قانون کی خلاف ورزی کی کوشش کی تو ان کے خلاف شدید کارروائی کی جائے گی۔ صوبائی حکومت کے پاس تمام ضروری قوتیں مہیا ہیں۔ اور ہر ایسی کوشش کو جس کا مقصد فساد کرنا ہو۔ سختی سے دبا دیا جائے گا۔

ایرانی اخبارات اور پاکستان

اخبار "ستارہ" ایران نے قائداعظم کی وہ تقریر شائع کی ہے۔ جو آپ نے کچھ عرصہ ہوا۔ پاکستانی ریڈکراس سوسائٹی کے سامنے کی تھی اور جس میں آپ نے ایران اور ان دوسرے ممالک کا شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے پاکستان کو امداد دی۔ مشہور جریدہ "ستارہ" نے ایرانی اخبار نویسوں کی سیادت پاکستان کا ذکر کرتے ہوئے امید ظاہر کی ہے کہ اسی طرح ہر دو ممالک کے دوستانہ تعلقات مستحکم ہو جائیں گے۔ اور وسیع اقتصادی و تجارتی تعلقات قائم ہو جائیں گے۔ ایک اور جریدہ "کیہان" نے بھی ایک اداریہ میں اسی قسم کے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ کہ ایرانی اخبار نویسوں کا جو وفد پاکستان آیا ہوا تھا۔ اس کے بیان کو ایرانی اخبارات نے نمایاں طور پر شائع کیا ہے۔ کہ یہ ہمیں پاکستان پہنچ کر ہی معلوم ہوا کہ باشندگان پاکستان قائداعظم کا کس قدر احترام کرتے ہیں اور ان سے کس درجہ محبت رکھتے ہیں۔ کیونکہ قائداعظم نے مسلمانان ہندوستان کو پاکستان لے کر دیا ہے۔ جریدہ "ایران" نے ایک مضمون میں اس امر پر زور دیا ہے۔ کہ پاکستان میں فارسی زبان کی باضابطہ تعلیم دی جائے۔

پاکستان اور ہندوستان

"صدائے وطن" نے رائے ظاہر کی ہے کہ کانگرس اور مہاسبھا کے باہمی اختلافات کی وجہ سے ان دونوں کے درمیان مستقبل قریب میں جنگ شروع ہو جائے گی اور بالآخر پاکستان کے لئے حالات سازگار ہو جائیں گے۔

مسلمانان ہند

"پرچم اسلام" (یکم اپریل و ۷ر اپریل) میں ایک ایرانی مقیم بمبئی — سید حسین گیلانی — کی طرف سے ایک سلسلہ مضامین شائع ہوا ہے جس میں اس امر پر اظہار افسوس کیا گیا ہے کہ تقسیم کے بعد مشرقی پنجاب، دہلی اور صوبہ متحدہ میں مسلمانوں پر سخت مظالم کئے گئے اور یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ آتش فساد ہندو مہاسبھا اور سکھوں کی بھڑکائی ہوئی تھی۔ جنہیں ساورکر اور تارا سنگھ جیسے اشخاص کی حمایت حاصل تھی اس نے ایک ہندو مہاسبھائی لیڈر کا بیان بھی شائع کیا ہے۔ کہ ہندوستان میں مسلمان غیر ملکیوں کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور انہیں اس طرح ختم کر دینا چاہیئے جس طرح ہٹلر نے یہودیوں کو ختم کیا تھا۔

گو وہر ایک مظالم پر ایرانی اخبارات کا تبصرہ

ایران کے جریدہ "گیہان" نے مسلمانان کراچی کی وہ اپیل بھی شائع کی ہے جو انہوں نے مسلمانان گوداوری پر ہندوؤں اور سکھوں کے مظالم کے متعلق متحدہ اقوام کی سلامتی کونسل سے کی ہے۔ "آزادی ایران" اور "مہر ایران" نے ان مظالم کے بارے میں خاص مضامین لکھے ہیں۔

سکھ

رسالہ "مہتاب" نے سکھوں کے کئی فوٹو شائع کئے ہیں۔ جن میں نیم برہنہ سکھ کرپانیں اور تلواریں لئے استادہ نظر آتے ہیں۔ ان فوٹو کا عنوان ہے "ان خون کے پیاسے فیروں کو دیکھیئے"۔ سکھوں کو یہودیوں سے بھی زیادہ عیار بتایا گیا ہے۔ ایران میں ان کی تجارت کے ذلیل طریقوں کی تشریح کی گئی ہے۔ اور وزارت امور داخلہ ایران کو توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ ایران میں سکھوں کی تعداد میں آزادانہ اضافہ کی وجہ سے ایرانی تاجروں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

کشمیر

جریدہ "اطلاعات" ایران نے کشمیر کے مسئلہ پر ایک خاص مضمون شائع کیا ہے۔ اور مسٹر غلام عباس کا ایک بیان شائع کیا گیا ہے۔ جس میں انہوں نے مسلمانان کشمیر پر ہندوؤں اور سکھوں کے مظالم کا تذکرہ کیا ہے۔

حیدر آباد

اخبار "ستارہ" ایران میں حیدرآباد کا ایک پیغام شائع ہوا ہے۔ جس میں ہندوستان کی غلط خبروں کی تردید کی گئی ہے۔ اخبار مذکور نے لوگوں سے کہا ہے۔ کہ وہ انہیں باور نہ کریں۔ ایرانی اخبارات میں ہندوستان کی خبریں بڑی دلچسپی سے شائع کی جاتی ہیں۔

مسلمانوں کیلئے راہ عمل

پاکستان کے قائم ہونے سے مسلمانوں کو جن جن مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ شاید اس مصیبت کے بہانے ہی قدرت تم کو آگے لیکر بڑھے۔ ہندوؤں کے زمانے میں ہندو سب کاموں پر چھائے ہوئے تھے۔ ہر جگہ ان کا قبضہ اور اجارہ تھا۔ اور ان لوگوں کی عملی قوت بہت زیادہ تھی۔ مسلمانوں کا اس زمانہ میں عملی قوت پیدا کرنے میں کوئی حصہ نہ تھا۔ مگر اب وہ وقت نہیں رہا۔ سب کام کاج مسلمانوں کو خود کرنا ہے۔ اب اونگھنے کا وقت نہیں رہا بلکہ کمر بستہ ہو کر دوڑنا ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے دل کو ابھارے۔ قرآن کریم کی تلاوت کرے۔ اگر معنی نہیں سمجھتا تو ترجمہ پڑھے۔ ہر تندرست مسلمان کو کچھ نہ کچھ کرنا چاہیئے۔ اگر کاروبار نہیں کر سکتا تو محنت و مشقت سے رزق پیدا کرے۔ اپنی دماغی قابلیت سے تم جو کچھ حاصل کرو گے وہ تمہارے لئے فخر کی بات ہو گی۔ اگر تمہیں تجارت کا تجربہ نہیں ہے۔ تو مزدوری کرو محنت سے تمہیں ایک نئی قوت پیدا ہو گی۔ اس وقت پاکستان کو سچے اور محنتی مسلمانوں کی ضرورت ہے۔ جو شخص رشوت لیتا ہو اس کی فوراً رپورٹ کرو تاکہ بڑے بڑے افسر رشوت لینا بند کر دیں اپنے بچوں کو تعلیم دلاؤ۔

پاکستان کے لئے کول کمشنر
خان صاحب ظفر اللہ کی تقرری

کراچی ۲۱ر جون۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکستان کی وزارت صنعت و حرفت کے ڈپٹی سیکرٹری خان صاحب ایم ظفر اللہ خان کو پاکستان کا کول کمشنر چار ماہ کے لئے بنایا جائے گا کیونکہ سابق کول کمشنر رخصت پر جا رہے ہیں۔

پاکستان میں انتشار پیدا کرنے کے لئے دشمن کی کوشش

لاہور ۲۱ر جون اس وقت پاکستان کے دشمن اور دشمن قوتوں کے ایجنٹ پاکستان میں انتشار پیدا کر رہے ہیں۔ اور عوام میں دہشت اور ہراسانی پیدا کرنے کی کوشش میں مشغول ہیں کل تک جو لوگ پاکستان کے قیام کے دشمن تھے آج دوستوں کے روپ میں آئے ہیں۔ مگر ان سب کی کوششیں رائیگاں جائیں گی۔ پاکستان کے شہریوں کا فرض ہے۔ کہ اتحاد و یکجہتی سے ایسے لوگوں کے ہتھکنڈوں کا مقابلہ کریں۔ ان الفاظ میں پروفیسر عنایت اللہ ڈسٹرکٹ پبلک ریلیشنز افسر نے راولپنڈی کی جامع مسجد میں نماز جمعہ کے بعد حاضرین کو مخاطب کیا۔ آپ نے دوران تقریر میں جموں اور کشمیر مہاجرین کی امداد کی اپیل بھی کی۔

۳۰ر ستمبر ۱۹۴۸ء تک ہندوستانی نوٹ چالو رہیں گے

لاہور ۲۱ر جون۔ حکومت مغربی پنجاب نے ایک سرکاری اعلان میں بتایا ہے۔ کہ عوام کو پھر مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ ہندوستان کے کرنسی نوٹ ۳۰ر ستمبر تک چالو رہیں گے۔ اس لئے ریزرو بنک یا خزانوں میں بے تحاشا جمع ہونے کی ضرورت نہیں۔ اب ۳۰ر جون تک ریزرو بنک کاروبار اسٹیٹ بنک آف پاکستان کے حوالے کرنے کے سلسلے میں مصروف رہے گا۔ چنانچہ عوام سے اس سلسلے میں تعاون کی درخواست کی جاتی ہے۔ لوگوں کو چاہیئے کہ نوٹوں کے تبادلے کا کام ۳۰ر جون تک ملتوی رکھیں۔ اور اس کے بعد کسی وقت تبدیل کرا لیں۔

ہندوستان کیلئے ایک ہزار ٹن گندم پاکستان سے روانہ کی گئی

کراچی ۲۱ر جون۔ ہندوستان کی تقسیم کے بعد پہلی مرتبہ کل جودھپور ریلوے کے ذریعہ حیدرآباد سندھ کے راستہ کراچی سے ایک ہزار ٹن گندم دو خاص ریل گاڑیوں کے ذریعے روانہ کی گئی۔ یہ گندم جودھپور اور ہندوستان کے دیگر علاقوں کے لئے روانہ کی گئی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ آسٹریلیا سے درآمد شدہ گندم جو پاکستان کے لئے مخصوص کی گئی تھی۔ پاکستان نے ہندوستان کو پیش کر دی۔

پیسہ اخبار لاہور کو پڑھنا ہر مسلمان کا فرض ہے

ہے۔ کہ ہم مصنف کے خیالات کا مطالعہ اپنے خیالات سے کریں اور دیکھیں۔ کہ دونوں میں کیا مطابقت اور تفاوت ہے۔ (باقی پھر)

اور ان پر بے جا نکتہ چینی کرتا ہے۔ اس کی شہرت خراب ہو جاتی ہے۔ لوگ اسے سخن چین کہنے لگتے ہیں۔ اور بعض منہ پھٹ یہ کہتے ہوئے نہیں شرماتے

سخن چین بدبخت ہیزم کش است

اور بعض منہ زور مصنف تو اس کی شان میں سعدی کے یہ آبدار اشعار سناتے ہیں ؎

شور بختاں بہ آرزو خواہند
مقبلاں را زوال دولت و جاہ
گر نہ بیند بروز شب پرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

بعض لوگ ایسے ناجائز فتاوی صادر کرنے والوں کو حاسدوں میں شمار کرتے ہیں اور کہتے ہیں ؎

الٰہی تا بر ہی اے حسود کہن رنجیت
کہ از مشقت آں جز بمرگ نتواں رست

ہمارا مطالعہ ایسا ہونا چاہیئے کہ وہ نئے خیالات پیدا کرے۔ اس کا مطلب یہ



فن تعمیر حیات

۱۴

(گذشتہ سے پیوستہ)

ہمیں لازم ہے کہ بہترین کتابوں کا مطالعہ کریں۔ یاد رکھو کہ کتابوں کا انتخاب تمہارا ذاتی معاملہ ہے۔ بعض کتابیں ایسی اچھی ہیں۔ کہ ان کو سب پڑھتے ہیں۔ پھر بھی مذاق مختلف ہوتے ہیں۔ کتابیں بیشمار ہیں۔ ہم تمام کتابیں جو ہم چاہتے ہیں، نہیں پڑھ سکتے۔ پس یہی کہا جا سکتا ہے۔ کہ ہم کو اپنے مذاق کی پیروی کرنا چاہیئے۔ علم الفاظ ضروری شے ہے۔ علم الفاظ سے یہاں ہماری مراد اشتقاق نہیں ہے۔ الفاظ کی تاریخ جاننا اور بات ہے۔ یہاں ہمارا مطلب علم الفاظ یہ ہے۔ کہ جس قدر زیادہ الفاظ

کہ جس مصنف کی کتاب تمہارے ہاتھ میں ہے اور جو مشہور ہے اس کتاب کے تصنیف کرنے میں بہت سا وقت صرف کیا ہے۔ اور بڑی محنت اور توجہ سے کام لیا ہے۔ اس لئے تم امید کرنے میں حق بجانب ہو۔ بعض لوگوں کا قاعدہ ہے کہ مخالفت اور تعصب کے جذبہ کے ساتھ کتاب کو شروع کرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ان کو کتاب کی خوبیاں دکھائی نہیں دیتیں۔ اس باغ کے پھول ان کو نظر نہیں آتے۔ پھولوں کی خوشبو ان کے دماغ میں نہیں پہنچتی اور وہ کانٹوں میں الجھ کر رہ جاتے ہیں

انڈو حیدر آباد مذاکرات عملاً آخری طور پر ختم ہو گئے

حیدر آبادی وفد کے باقی ارکان بھی دہلی سے واپس جا رہے ہیں

حیدر آباد دکن ۱۶ جون۔ انڈو حیدر آباد بات چیت قطعی طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ ایک خاص طیارہ اس غرض کے لئے روانہ کیا جا رہا ہے۔ کہ حیدر آبادی وفد کے باقی ماندہ ارکان کو جو اس وقت دہلی میں ہیں۔ واپس حیدر آباد لے آیا جائے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اگر دہلی میں لائی گئی تجاویز بات چیت کے سلسلہ میں فی الوقتی حکومت ہندوستان کے آخری الفاظ تو سمجھنا چاہیئے۔ کہ بات چیت ختم ہو گئی۔ حیدر آبادی کابینہ کا آج صبح قریباً ایک گھنٹہ اجلاس ہوا اور یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ اس کے خیال میں حکومت ہند کی آخری تجاویز ناقابل ہیں۔ ایک تار کا مسودہ تیار کیا جا رہا ہے۔ جس میں ان تجاویز پر حکومت نظام کا پیش کیا جائے گا۔ اور ہندوستانی تجاویز میں بعض تبدیلیوں کا مطالبہ کیا جائے گا۔ ہے۔ کہ آج شام تک ہندوستان کی ریاستی وزارت کی اس اطلاع کے سوا کہ ایک تار روانہ کی جا چکی ہے۔ کوئی پیغام موصول نہیں ہوا۔ کل صبح ہندوستانی کابینہ کے اجلاس کی جاتی ہے۔ جس میں کہ حیدر آباد کی تازہ صورت حال زیر بحث آئے گی۔ اور خیال ہے کل دوپہر کے بعد کسی وقت وزیر اعظم ہندوستان پنڈت جواہر لال نہرو اس بارے میں بیان جاری کریں گے۔

خان عبدالغفار خاں کو ۳ سال کی قید با مشقت

پشاور ۱۶ جون۔ خان عبدالغفار سرخپوش رہنما جن کو کل حکومت پاکستان کے خلاف تخریبی سرگرمیوں کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا تھا۔ آج ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کوہاٹ کے روبرو بن داؤد شاہ میں فرنٹیئر کرائمز ریگولیشنز کی دفعہ ۴۰ کے تحت مختصر سماعت کے بعد تین سال قید با مشقت کی سزا دے دی گئی۔

اس کے علاوہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ان کے لڑکے خان عبدالولی خان اور دو اور سرخپوش لیڈروں خان عبدالعزیز ایم ایل۔ اے صوابی اور خان یعقوب خان ایم۔ ایل۔ اے بنوں کو بھی کل ہی گرفتار کر لیا گیا تھا۔

خان عبدالغفار کی گرفتاری میں تاخیر

پاکستان سے غداری ہوئی

اپنے گورنر جنرل کے ان ارشادات کے مطابق ان بقیہ آئینی کارروائیوں کو مکمل کر دیگی جو عملاً حیدر آباد کو ایک آزاد مملکت کی حیثیت سے تسلیم کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ اور عنقریب پاکستان کا سفیر حیدر آباد بھیج دیا جائے۔ "مجھے ہندوستانی یونین کے سیاسی موقف کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ دہلی کی حکومت جن الجھنوں میں گرفتار ہے۔ اس سے تو کچھ ہمدردی سی پیدا ہو رہی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ خود دہلی کی حکومت کو اپنے موقف کا اندازہ نہیں ہے۔ دہلی کی حکومت کا بار بار حکومت حیدر آباد کو دھمکی دینا اس کی کمزوری ہی کو ظاہر کرتا ہے۔ جس سے انڈین یونین کی وہ تمام خوبیاں اجاگر ہوتی جا رہی ہیں جنہیں اخلاقی شرافت اور سیاسی مسلک سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ اسے کمیونسٹوں کا ڈر ہے وہ سوشلسٹوں سے خائف ہے۔ مہاسبھائی اس کے دشمن ہیں۔ وہ اپنے آپ کو کیا مضبوط کر سکتی ہے۔

مخالفین کو جواب

قائد اعظم کا پیام اس ملک کے لئے بڑا ہی سیاسی اعتبار سے جانفزا پیام ہے۔ گورنر جنرل پاکستان کا انڈین انڈیپنڈنس ایکٹ کے حوالہ سے حیدر آباد کے متعلق یہ کہنا کہ وہ آزاد ہے قانونی حیثیت سے حیدر آباد کے موقف کو اور مضبوط کرتا ہے۔ "خداوند نعمت کے فرمان کے بعد حیدر آباد کے لئے کسی اور فرمان کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن جو افراد ملک و مالک سے تو بہت کم تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن بین الاقوامی سیاست کے ڈھونگ میں اپنے اغراض کی تکمیل کے لئے حیدر آباد کے موقف کو کمزور کرتے رہے ہیں ان کو راہ راست پر لانے کے لئے قائد اعظم جیسے بین الاقوامی شہرت کے دستور داں کا یہ پیام کافی ہے"

حیدر آباد کا جواب حکومت ہند کو پہنچ گیا

نئی دہلی ۱۶ جون۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت

دودھنی کی خونی روئداد

ہند سرکار سے سخت احتجاج

باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ہندوستانی علاقہ میں بالخصوص اسٹیشن دودھنی اور حیدر آباد و شولاپور کے درمیان دوسرے اسٹیشنوں پر حیدر آباد آنے والے اور جانے والے مسافروں پر حال ہی میں جو حملے ہوئے ہیں۔ ان کے خلاف حکومت حیدر آباد نے حکومت ہند سے سخت احتجاج کیا ہے۔ باور کیا جاتا ہے کہ اس احتجاج میں حکومت حیدر آباد نے یہ واضح کیا ہے کہ حکومت بمبئی کے عہدہ داروں کی توجہ بار بار ان حادثات کی طرف منعطف کرائی گئی۔ لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ اس لئے حیدر آباد نے حکومت ہندوستان سے خواہش کی ہے۔ کہ وہ اس قانون شکنی کے سد باب کے لئے جس سے سرحدوں پر امن و امان متاثر ہو رہا ہے موثر کارروائی کرے۔

حیدر آباد کا مستقبل

حکومت ہندوستان کے لئے یہ بات کسی طرح جائز نہیں ہے۔ کہ وہ حیدر آباد کو شمولیت کرنے پر مجبور کرے۔ یا اس پر بیجا دباؤ ڈالے۔ کیونکہ ایسا کرنا اخلاق انصاف اور دیانتداری کے اصولوں کے خلاف ہے اور آزاد ریاستوں کے معاملہ میں ان اصولوں کا پاس رکھنا لازمی ہے۔"

مجھے یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ کہ حیدر آباد اپنی آزادی اور خود مختاری کو برقرار رکھنے کے لئے جو جدوجہد کر رہا ہے اسے پاکستان کے مسلمانوں کی ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے مسلمانوں کی ہمدردی حاصل ہے۔ حیدر آباد کو اپنی قسمت کا مناسب فیصلہ کرنے کی آزادی دی جانی چاہیئے۔ حیدر آباد اور ہندوستان کے اس تنازعہ میں بھی واحد اور باعزت راستہ رہ گیا ہے۔

پاکستان نے آزادی تسلیم کر لی

قائد اعظم محمد علی جناح کے اعلان کا خیر مقدم کرتے ہوئے مسٹر شیام سندر قائد لیست اقوام نے ایک صحافتی بیان میں فرمایا۔ جس قانون آزادی کے تحت پاکستان اور ہندوستان کی مملکتوں کا قیام عمل میں آیا۔ اسی قانون آزادی کا اطلاق فرماتے ہوئے قائد اعظم نے بجا طور پر حیدر آباد کو ایک آزاد مملکت قرار دیا ہے۔ میرے نزدیک قائد اعظم کا یہ اعلان دراصل پاکستان کی جانب سے حیدر آباد کی باضابطہ طور پر تسلیم کر لینے کے مترادف ہے مجھے یقین ہے کہ حکومت پاکستان

کارخانہ پیسہ اخبار لاہور کے اسلامی تاریخی ناولوں کا شاندار سلسلہ

دکن کے چار چاند کا دوسرا حصّہ

قیمت ۸ روپے مجلّد دو روپے مستقل خریداروں سے

اور محصول ڈاک کی بھی رعائت دی جاتی ہے

چھپ کر تیار ہو گیا ہے!

اس ناول میں ایک زرگر کی لڑکی پرتقال کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ اس ناول کی دلچسپی کا اظہار ناظرین کے ان ہزارہا خطوط سے ہو رہا ہے۔ جو گذشتہ دو ماہ میں انہوں نے ہمیں لکھے ہیں۔ لیکن کاغذ دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے اس کی طباعت میں دیر ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ منشی صادق حسین صاحب مورخ اسلام کے دیگر ناول بھی ہمارے ہاں سے مل سکتے ہیں:۔

سلطان المجاہدین	دو روپے	عار	فتح انطاکیہ اول	دو روپے	عار	اورنگ زیب عالمگیر اول	دو روپے	عار
سلطان ٹیپو	"	"	فتح انطاکیہ دوم	"	"	اورنگ زیب عالمگیر دوم	"	"
شیر دکن	"	"	آرمینیا کا چاند	"	"	اورنگ زیب عالمگیر سوم	"	"
حیدر علی	"	"	جانباز ترک	"	"	جنگ صلیب و ہلال	"	"
فتح قسطنطنیہ	"	"	بہادر ترک	"	"	جوش جہاد	"	"
فتح یرموک	"	"	اتاترک	"	"	دکن کے چار چاند اول	"	"
سعید و فلپانہ	"	"	مصطفیٰ کمال	"	"	مشہد عشاق	"	"

منشی جی کے ناولوں کے علاوہ اور بھی کئی ناول ہمارے ہاں سے مل سکتے ہیں۔ مثلاً

محبوبہ قریش ایک روپیہ عہ۔ حسن بن صباح آٹھ آنہ ۸۔ دلفگار ایک روپیہ عہ۔ بخیل کی دولت ایک روپیہ عہ۔ موتیوں کا جزیرہ ایک روپیہ آٹھ آنہ عجہ۔ قعر دریا چار روپے للعہ۔ حق بحق دار عہ۔ ناول ۱۱۳ دو روپے عار۔ سیتا ایک روپیہ آٹھ آنہ عجہ

ملنے کا پتہ:۔ **مینجر پیسہ اخبار لاہور**

3-7-48

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۱

ایڈیٹر میاں عبدالمجید صاحب

THE PAISA AKHBAR URDU WEEKLY LAHORE

پیسہ اخبار لاہور

یادگار حاجی مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم

اخلاقی باتیں
عہد کی پابندی

عہد کرنے کے بعد تم پر لازم ہو جاتا ہے کہ اسے پورا کرو۔ اور مضبوط قسم کھانے کے بعد اسے توڑنے کا خیال بھی دل میں مت لاؤ۔ ایک مسلمان جب کسی سے عہد کرے اور زبان دے بیٹھے تو اس کا فرض ہو جاتا ہے کہ اسے پورا کرے۔ انسان کے بدن میں زبان ہی کی قیمت ہے۔ یہی زبان اسے بلندی پر پہنچاتی ہے اور یہی زبان اسے غار میں دھکیل دیتی ہے۔ زبان ہی سے انسان کے کیرکٹر کا پتہ چلتا ہے۔ زبان ہی فیصلہ کرتی ہے۔ کہ انسان قابل اعتبار ہے۔ یا حافظ الاعتبار۔ تم وعدہ کو پورا کرو گے تو وعدہ بھی تمہاری پے کریگا۔ لوگ کہیں گے کہ یہ آدمی بہت سچا ہے۔ زبان کا پابند ہے۔ وعدہ کر کے مکرنے یا اسے توڑنے کا خیال نہیں کرتا۔ یہ ساکھ دوستوں میں سوسائٹی میں۔ منڈیوں میں۔۔ اپنے اور غیروں میں فائدہ پہنچاتی ہے۔ اور اس کی وجہ سے انسانی معاشرہ کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔ بد عہدی اخلاق کی دیمک ہے یہ افراد ہی کو نہیں کھاتی قوموں کے مزاج کو چٹ کر جاتی ہے۔ اسلام ایک ایسی نیک اور صالح سوسائٹی قائم کرنا چاہتا ہے۔ جس میں قوم کی پاسداری۔ زبان کی پابندی اور دل کی سچائی ہو۔ آج کل کے مسلمان اس معیار پر اپنے آپ کو جانچیں اور خود فیصلہ کریں کہ وہ کیا ہیں اور انہیں کیا ہونا چاہیئے۔

پاکستان کی مختصر خبریں
چٹگاؤں سے حاجیوں کی روانگی

مشرقی بنگال کے حاجیوں کے لئے جہاز میں سفر کی سہولتیں مہیا کرنے کی غرض سے حکومت نے چٹگاؤں میں ایک عارضی حج افیسر مقرر کیا ہے۔

حاجی ذاتی استعمال کیلئے چیزیں لیجا سکتے ہیں

حکومت پاکستان نے ہر بالغ عازم حج کو ۱۰ چھٹانک یومیہ کے حساب سے غلہ لیجانے کی اجازت دے دی ہے۔ جو رمضان سے پہلے جائیں وہ ساڑھے چار ماہ کا اور جو بعد رمضان جائیں وہ ۲ ½ ماہ کا غلہ اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح قبل رمضان جانے والے ½ ۲ سیر اور بعد رمضان جانے والے چار سیر شکر بھی لے جا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ مذہبی کتابیں۔ تمباکو۔ لوشی سگریٹ۔ بیڑی۔ عطر سرمہ۔ کھانا پکانے کے مصالحے۔ زیر استعمال گھڑیاں اور قالین وغیرہ بھی لے جا سکتے ہیں۔ جو حاجی رمضان سے پہلے جہاز روانہ ہونے والے ہوں۔ وہ اپنے ساتھ حسب

شیخوپورہ میں بددیانتی

کچھ عرصہ ہوا شیخوپورہ کے ڈپٹی کمشنر نے سات پٹواریوں کے خلاف کارروائی کی تھی۔ خیال کیا جاتا تھا کہ اس کارروائی کے بعد ضلع کے تمام پٹواریوں کو عبرت ہو جانی چاہیئے تھی۔ لیکن یہ تعزیر بے سود ثابت ہوئی۔ سزا کے بعد ذوق گناہ اور بھی بڑھنے لگا۔ ضلع شیخوپورہ کے پٹواریوں نے اندھیر گردی مچا رکھی ہے۔ اس سلسلہ میں کسی تحصیل کسی علاقہ کی تخصیص نہیں سارے ضلع میں بددیانتی ہی بددیانتی ہے۔ ہر روز درجنوں شکایتیں موصول ہوتی ہیں۔ کہ کوئی پٹواری رشوت لے رہا ہے کوئی مستحق مہاجر کو بلاوجہ زمین سے بے دخل کر رہا ہے کسی نے زمین اقربا کو دلا دی۔ کسی نے فصل بیچ کھائی۔ اور کسی نے پیسے لے کر زمین پر قبضہ کرا دیا مگر کوئی باز پرس نہیں ہوتی۔ لوگ چیختے ہیں۔ چلاتے ہیں۔ فریادیں کرتے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ ایک فرض شناس ڈپٹی کمشنر کے عہد میں یہ ستمرانی کیوں ہو رہی ہے؟ کیا اس دکھ کا کوئی علاج نہیں؟ ڈپٹی کمشنر کا فرض ہے کہ تمام پٹواریوں کے عمال کا جائزہ لیں۔ جو مجرم ثابت ہوں ان کے خلاف عبرتناک کارروائی کی جائے۔ اگر پٹواریوں کو لوٹ گھسوٹ کے لئے اسی طرح آزادی حاصل رہی تو ضلع شیخوپورہ کی زرعی حالت تباہ و برباد ہو جائے گی۔

نقصانات کا معاوضہ

گڑھی حبیب اللہ کے سانحے پر اگرچہ حکومت ہند نے اظہار افسوس کر دیا تھا۔ لیکن الفاظ سے ۲۳ مسلمانوں کا قصاص نہیں مل سکتا۔ حکومت پاکستان کو حکومت ہند سے نقصانات کا معاوضہ وصول کرنا چاہیئے۔ اگر ہماری حکومت کی مصلحتیں اس مطالبے کی اجازت نہ دیں۔ تو پھر اپنی طرف سے شہدا کے متعلقین کی مالی امداد کرے۔ اب یونائیٹڈ پریس نے اطلاع دی ہے۔ کہ حکومت پاکستان واقعی معاوضہ طلب کرنے والی ہے۔ اگر یہ اطلاع درست ہے تو حکومت کی حقیقت بھی قابل تحسین ہے۔ اگر وہ تاوان و معاوضہ کا مطالبہ نہ کرتی تو اس کی کمزوری چھپائے نہ چھپتی۔ حکومت ہند جب یہ تسلیم کر چکی ہے۔ کہ ہماری غلطی سے ہوئی۔ تو پھر یہ کہاں کا انصاف ہے۔ کہ حکومت ہند اپنی غلطی کے ازالہ کے لئے اس کی تلافی عملی طور پر کیوں نہ کرے؟ اور صرف الفاظ پر ہی کیوں اکتفا کرے؟



برطانیہ کو کھیل کے سامان کی برآمد

حکومت پاکستان نے برطانیہ کی ٹوکن امپورٹ اسکیم میں حصہ لینا منظور کر لیا ہے اس اسکیم کے تحت ۱۹۴۸ء میں برطانیہ میں پاکستان کا تیار کردہ اتنا کھیل کا سامان درآمد کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ جس کی قیمت ۳۹-۱۹۳۷ء میں درآمد شدہ کھیل کے سامان کی قیمت کی ۳۵ فی صدی تک ہو۔ جو لوگ برآمد کرنا چاہتے ہوں وہ اپنی درخواستیں درآمد و برآمد کے چیف کنٹرولر۔ کراچی کے پاس بھیج سکتے ہیں۔

اقتصادیات کے حل کیلئے اسلام کے پیش کردہ اصول و ضوابط

قوموں کا عروج ہمیشہ تحمل و برداشت کی طاقت کسب و ہنر کی فراوانی اور تجارتی کاروبار کی وضاحت کے ساتھ وابستہ رہا ہے۔ اقوام کی تاریخ اس امر کو صاف طور پر واضح کر رہی ہے۔ کہ قوم کے اقتصادی مسائل کا حل صرف اس کی جفاکشی۔ عزم بالجزم۔ صنعت و حرفت کو فروغ دینے زراعت و تجارت کی توسیع سے ہو سکتا ہے۔ ان چیزوں کا فقدان نیز دیگر ضروریات زندگی سے بے اعتنائی۔ قوم کی مجلس۔ اخلاقی۔ اقتصادی۔ ذہنی اور دماغی پستیوں کا بین ثبوت ہے۔ اسلام کا دور اول دیگر قومی۔ ذہنی سرگرمیوں کے علاوہ صنعتی۔ تجارتی خصوصیات سے معمور نظر آتا ہے۔ بلکہ ایک ہزار سال تک مسلمانوں نے جس قدر صنعت اور حرفت اور تجارت و زراعت کو ترقی دی دنیا اس کی مثال پیش نہ کر سکتی۔ آج بھی جو قومیں صنعت و تجارت پر زور صرف کر رہی ہیں۔ دنیا کی خزانوں کی کنجیاں ان کے ہاتھ میں ہیں۔ اور وہ آج وہ ساری دنیا پر چھائی ہوئی ہیں۔ اس حقیقت سے کسی عقلمند انسان کو انکار نہیں۔ کہ زندگی کی بقا کے لیے جو یونیورسل اصول بنائے جا چکے ہیں۔ ان پر چل کر ہی کوئی قوم معاشرتی اور سیاسی کمزوریاں کو دور کر سکتی ہے۔ اور ان اصولوں سے الگ رہنے والی قوم زمانہ کی چکی میں پس جاتی ہے۔ ورنہ قدرت کو نہ کسی قوم کو العنت و محبت اور ...

الذین جاہدو فینا لنہدینہم سبلنا الآیۃ۔ بیکار اور کاہل۔ سست قوم کے لئے ان خزانوں کے دروازے بند رہتے ہیں

اسلام نے زندگی کے تمام پہلوؤں سے دنیا کو روشناس کر دیا ہے۔ معاشیات کی توسیع مساوات ہمدردی کسب و ہنر کی اہمیت تجارت کی ضروریات سیاسیات غرض کہ زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو تشنۂ تکمیل چھوڑ دیا گیا ہو۔ پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والسلام کی زندگی اسلام کی شاندار تفسیر ہے۔ بقاء حیات کے عالمگیر (یونیورسل) اصول آپ کے ارشادات کا دوسرا نام ہے۔

توسیع معاشیات

اسلام نے ذرائع معاش کو وسیع تر بنانے کی مسلمانوں کو ترغیب دی تجارت کی خاطر دور دراز کا سفر کرنے۔ کسب و ہنر سیکھنے۔ مزدوری اور محنت کرنے غیر آباد بنجر زمین کو آباد کرنے کی طرف بار بار توجہ دلائی۔

تجارت کے فضائل و برکات

آپ نے تمام سیاسی ذرائع سے تجارت کو زیادہ اہمیت دی ہے۔ اور تجارت کے فضائل و برکات مسلمانوں کو بتائے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابن عمر سے ایک روایت ہے۔ التاجر الا...

...

کسب و ہنر کی فضیلت!

...

امپیریل بنک آف انڈیا

...

پاکستان کی ترقی کے قرضے

...

سینما فلموں کی درآمد پر پابندی

...

تو پاک باش برادر مدار از کس باک — زنند جامۂ ناپاک گازراں بہ سنگ

پیسہ اخبار لاہور

قیمت سالانہ چار روپے (للعہ) حجازی پرنٹنگ پریس بیرون موری گیٹ لاہور میں چھپوا کر میاں عبدالمجید صاحب۔ ایڈیٹر۔ پرنٹر و پبلشر نے دفتر پیسہ اخبار لاہور سے شائع کیا

نمبر ۲۵ | ۳ جولائی سنہ ۱۹۴۸ء | جلد ۶۲

صوبہ مسلم لیگ کو کشمیر کی مدد کرنی چاہیئے

اس وقت ہمارے سامنے تین اہم مسائل ہیں۔ اتنے اہم کہ ان کے بارے میں ذرا سی غفلت ہمارے مستقبل کو تباہ کر سکتی ہے۔ لیکن مسلم لیگ کے ان عمائدین نے جو اب تک "قومی خدمت کا معاوضہ" لیتے لیتے کسی طرح بس نہیں کرتے ان مسائل کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔ اور جنہیں قومی خدمت کا کوئی معاوضہ نہیں ملا۔ وہ مزید کوئی ذمہ داری لینے سے انکار کرتے ہیں۔ اور یہ تینوں سوال ہمارے منہ تک رہے ہیں۔ سب سے پہلے مسئلہ کشمیر کو لیجئے۔ یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ کشمیر اگر ہمارے ہاتھ سے نکل جائے۔ تو کچھ باقی نہیں رہتا۔ ہم نے پہلے ہی ہولناک حادثوں کے بعد مسلمانان پنجاب کو جھنجھوڑا۔ رہنماؤں سے درخواستیں کیں۔ کہ مشرقی پنجاب ہمارا ثانی بننے والا۔ لیکن کسی نے نہ سنی۔

سکے۔ کیا کشمیر کے تباہ حال مسلمانوں کو آپ سنبھال سکیں گے۔ اندازہ لگایئے کشمیر میں کتنی جانیں گئیں۔ کتنی بہنیں لٹیں۔ کتنے بچے یتیم ہوئے کتنی سہاگنوں کے سہاگ اجڑے۔ کتنی ماؤں کی گود اجڑی۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ یہ سلسلہ جاری رہے؟ کیا آپ نے کبھی اپنی صوبہ مسلم لیگ کی طرف دیکھا ہے کہ وہ کشمیر کے معاملے میں کیا کر رہی ہے۔ کیا کبھی اس سے پوچھا ہے کہ وہ اس اہم اور نازک مسئلے کے متعلق کیا سوچ اور کر رہی ہے۔ کیا اس سے زیادہ نازک وقت بھی آ سکتا ہے۔ اور اگر صوبہ مسلم لیگ کے رہنما ابھی تک خواب خرگوش میں ہیں۔ تو وہ اور کونسا وقت ہوگا جب آپ انہیں جھنجھوڑیں گے۔ یہ کتنے شرم اور افسوس کی بات ہے۔ کہ صوبہ مسلم لیگ کا نظام صوبہ نیشنل گارڈ کوئی بھی اس وقت آپ کے کام نہیں آ سکتا۔ کشمیر کے متعلق جو کچھ اب تک ہوا۔ وہ محض انفرادی ...

...

دس مسلمان زندہ جلا دیئے گئے

...

انڈین پولیس بھی حملہ آوروں میں شریک ہے

...

امین شریعت کا مطالبہ قبل از وقت ہے

...

فلسطین اور امریکہ

امریکہ نے فلسطین کی پیچیدگیاں بڑھا دینے کا تہیہ کر لیا ہے۔ تازہ اطلاع یہ ہے۔ کہ امریکہ اور اسرائیلی ریاست میں سفیروں کے مبادلہ کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ یہ فیصلہ احمقانہ ہے۔ اول تو اسرائیلی ریاست کا مستقبل ہی مشکوک ہے۔ کیونکہ اس کی بنیاد کمزور ہے دوم صلح کانفرنس ہو رہی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ کانفرنس ہی اسرائیلی ریاست کے خاتمہ پر ختم ہو۔ سوم جو طاقتیں عربوں اور یہودیوں میں صلح کرانی چاہتی ہیں۔ ان میں امریکہ پیش پیش ہے۔ سفیروں کے مبادلہ سے امریکہ ایک بار اور جانبداری کے لحاظ سے رسوا ہو گیا ہے۔ جانب دار بھی ثالث بن سکتا ہے؟ اسی سوال سے ظاہر ہے کہ امریکہ کا رویہ فلسطین کے متعلق سراسر احمقانہ ہے۔ اور یہی حماقت یہود کو لے ڈوبے گی اگر امریکہ اسرائیلی ریاست کا ہی حامی ہے تو ثالثوں کے پھٹے میں ٹانگ کیوں اڑاتا ہے؟ یہ منافقت نہیں تو کیا ہے؟ جب صلح کرانے والے ہی منافق ہوں۔ تو جنگ کا راستہ کون روکے گا۔ یہی منافقانہ پالیسی فلسطین کی مشکلات میں اضافہ کر رہی ہے آخر یہ عقدہ لڑائی ہی کے ناخن سے سلجھے گا۔

ہندوستان کا نیا گورنر جنرل

گزشتہ اگست میں جب ہندوستان اور پاکستان کے گورنر جنرلوں کا منصب علیحدہ علیحدہ قرار پایا اور دو لو ناموں کا اعلان ہوا۔ تو پاکستانی خوش تھے۔ کہ انہیں اپنا لیڈر ہی بطور حاکم ملا۔ لیکن ہندوؤں نے منہس اڑائی کہ بھلا گورنر جنرل کا عہدہ بھی کوئی ایسی چیز ہے جس پر مسرت کا اظہار کیا جوے۔ بلکہ بعض نے تو اسے ذلت سے تعبیر کیا۔ ہم نے اس وقت لکھا تھا۔ کہ کسی ہندو کو تو اگر گورنر جنرل مقرر ہونے دو یہی "ذلت" "عزت" سے تبدیل ہو جائے گی۔ چنانچہ اب جب کہ چکرورتی راج گوپال اچاریہ ہندوستان کے گورنر جنرل مقرر ہوئے۔ ان کے دوست کیا دشمن ان کے مداح نظر آنے لگے۔ کل جو چیز اصولی طور پر ذلت تھی آج وہ عزت بن گئی ہے۔ اور کل جو راجگوپال کے دشمن تھے۔ آج اس چڑھتے سورج کی پوجا کرنے لگے ہیں۔

ہندو لیڈروں میں راجہ جی پہلے لیڈر ہیں جنہوں نے اپنی انفرادیت کو کسی قیمت اور کسی مصلحت کی نذر نہیں ہونے دیا ہے ۱۸۷۹ء میں پیدا ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر ستر برس کے لگ بھگ ہے۔ ۱۸۹۹ء یعنی بیس برس کی عمر میں شادی ہوئی۔ ۱۹۰۰ء وکالت کا امتحان دیا۔ ۱۹۱۶ء میں بیوی کا انتقال ہوا ۱۹۲۰ء میں آپ نے عدالتوں کے بائیکاٹ میں حصہ لیا۔ ۱۹۲۲ء میں گاندھی جی کی گرفتاری کے بعد ینگ انڈیا کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۹ء میں نمک ستیہ گرہ میں پہلی مرتبہ گرفتار ہوئے۔ ۱۹۳۲ء میں دوبارہ پھر جیل گئے۔ ۱۹۳۶ء میں کانگرس سے علیحدہ ہوئے لیکن ۱۹۳۷ء میں پھر شامل ہو گئے۔ اور ۱۴ر جولائی ۱۹۳۷ء کو مدراس کے وزیر اعظم بنے۔ ۲۶ر اکتوبر ۱۹۳۹ء کو ابتدائے جنگ میں مستعفی ہوئے۔ ۱۹۴۰ء کو کانگرس کو تقسیم ہند کا مشورہ دیا اور سب طرف سے دشمنی مول لی۔ ۹ر اگست ۱۹۴۴ء کو قائد اعظم سے "سی۔ آر فارمولا" پر بحث و بات چیت کی۔ ۲۷ر اگست کو یہ گفتگو بے نتیجہ ختم ہوئی۔ ۱۹۴۵ء میں شملہ کانفرنس میں شریک ہوئے۔ ہندو سکھ اب ان کے دشمن تھے۔ وہ ان کو پاکستان کا حامی سمجھتے تھے ۲۷ جون ۱۹۴۵ء کو اسی لئے آپ پر حملہ کیا گیا۔ ۱۹۴۶ء کے صوبائی انتخاب میں گاندھی جی کی امداد و تائید کے باوجود کامیاب نہ ہو سکے۔ ستمبر ۱۹۴۶ء میں آپ انٹرم گورنمنٹ میں بطور وزیر شامل ہوئے۔ ۱۵ر اگست ۱۹۴۷ء کو آپ کو مغربی بنگال کا گورنر بنا دیا گیا۔ اور نومبر ۱۹۴۷ء میں قائمقام گورنر جنرل بنے ۲۰ر نومبر کو گورنری کے عہدے پر واپس ہو گئے۔ اور اب ۳ر مئی کو اعلان ہوا۔ کہ آپ کو ہندوستان کا گورنر جنرل مقرر کیا گیا ہے

۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۵ء تک راجہ جی کی ہندوستان بھر میں انتہائی مخالفت ہوئی۔ کرپس سکیم کی ناکامی کے بعد بٹوارہ کی تقسیم انہوں نے پیش کی تھی۔ ۱۹۴۴ء میں قائد اعظم سے گفتگو بھی انہوں نے کی۔ اور یہ سارے ہندوؤں میں مردود اور معیوب قرار دیئے گئے۔ حد یہ کہ آپ کو کانگرس کی چار آنہ والی ممبری بھی مولانا آزاد کے حکم سے چھوڑنی پڑی۔ جو اس وقت صدر کانگرس تھے۔ لیکن آج وہ گورنر جنرل ہیں۔ اور جو کل ان کے دشمن تھے۔ وہ آج ان کے پجاری ہیں۔ جس اخبار کو اٹھا کر دیکھئے۔ ان کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔ دنیا چڑھتے سورج کی پوجا کرتی ہے۔ مسلمانوں نے راجگوپال اچاریہ کو ہمیشہ ایک دور اندیش مدبر سمجھا اور ان سے ہر موقعہ پر مصالحت کے لئے اپنا تعاون پیش کیا۔ آج بھی ان کے گورنر جنرل بننے پر غالباً "قائد اعظم" پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے انہیں مبارکباد بھی دی۔ اور مستقبل کے متعلق اچھی امیدوں کا اظہار بھی کیا۔

فلسطین

عرب ممالک میں ہنوز اختلافات پائے جاتے ہیں۔ بعض کی علت شخصی عکوبتیں ہیں۔ حسین شریف مکہ کی اولاد ابن سعود کے ہاتھوں حجاز و عرب سے محروم ہو گئی ہے۔ لیکن شرق اردن عراق اس کے قبضہ میں ہے۔ وہ ابن سعود کو غاصب سمجھتی ہے۔ اور خلافت قائم کر کے خلیفۃ المسلمین بن جانے کے خواب دیکھ رہی ہے۔ ابن سعود اپنے آپ کو خلافت کا زیادہ مستحق سمجھتا ہے۔ کیونکہ اس کے قبضہ میں مکہ ہے۔ شاہ فاروق بھی اس دوڑ میں پیچھے نہیں۔ وہ خدمت کعبہ کی وجہ سے خلافت کا استحقاق ظاہر کر رہا ہے فلسطین میں نشاشیبی خاندان اور حسینی خاندان کی رقابت ۱۹۳۶ء میں ایک حد تک ختم ہوئی جبکہ جہاد حریت کی قیادت حتمی طور پر مفتی امین الحسینی کے سپرد ہو گئی۔ حسینی قیادت عبداللہ والی شرق اردن کی راہ میں اہم رکاوٹ ہے۔ بنو ہاشم کی فلسطین حجاز وغیرہ پر نگاہ ہے۔ کیونکہ قیام خلافت کے یہ اہم نقطہ ہیں۔ پہلی عالمگیر جنگ میں حسین نے انگریزوں سے میکموہن کی زبانی یہ وعدہ بھی لے لیا تھا۔ کہ برطانیہ عربوں میں ایسی خلافت قائم کرانا چاہتا ہے۔ جس کی قیادت آل ہاشم کے ہاتھ میں ہو۔ عراق اور شرق اردن کس حد تک اس آرزو سے خلافت سے پاک ہو چکے ہیں۔ اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اتنا غنیمت ہے کہ فلسطین کے مسئلہ پر متحد ہو گئے ہیں۔

یہ وقت مسئلہ خلافت پر بحث کرنے کا نہیں۔ اس پر طلوع اسلام میں "وقتاً فوقتاً" روشنی ڈالی جاتی ہے لہذا اس وقت اسی اجمال پر اکتفا کی جاتی ہے۔ کہ خلافت اسلامیہ شخصی حکومت کا نام نہیں۔ یہ نہ قوت کے بل بوتے پر مل سکتی ہے۔ نہ وراثتاً حاصل ہو سکتی ہے۔ خلافت ملل اسلامیہ کی مجموعی اور مشترک حکومت ہے۔ وہ حکومت جس کے جملہ اجزائے ترکیبی حکم بجمل نہ کہ محکوم۔ محکوم ہوں تو سب خدا کے۔

اس وقت فلسطین میں صرف عربی فوجیں لڑ رہی ہیں۔ ترکی۔ ایران افغانستان پاکستان شریک جنگ نہیں ہوئے۔ فلسطین کے لئے عرب اور غیر عرب کی تقسیم سحر نہیں فلسطین عربوں کا نہیں مسلمانوں کا ہے مسلمان کرۂ ارض پر کہیں بستے ہوں۔ وہ اس کی حرمت پر کٹ مرنے کو زندگی سمجھتے ہیں اس نقطہ پر تمام ممالک اسلامیہ کو مرکوز ہو جانا چاہیئے۔ پاکستان میں اس وقت فلسطین سے متعلق جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس

افسوسناک حقیقت کا مظہر ہے۔ کہ [...] کی حکومت سابقہ اجنبی حکومت [...] فلسطین سے وہ جذباتی وابستگی نہیں [...] کو ہے۔ جملہ عوامی مظاہرے غیر سرکاری طور پر ہو رہے ہیں۔ بغیر حکومت [...] اقدام مشکل ہے۔ حالیہ پریس کانفرنس [...] اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ حکومت پاکستان عربوں کو کیا امداد دے گی۔ [...] نشتر نے کہا کہ حکومت نے ابھی تک کچھ [...] نہیں کیا۔ یہ تاخیر اور سرد مہری ہے [...] حکومت اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرے گی۔ اور عوام حکومت سے علیحدہ ہو کر نہیں بلکہ حکومت کو ساتھ ملا کر مناسب اقدام کریں گے؟ ہندوستان کے مسلمان خاموش ہیں۔ ہمیں ان کی مجبوریوں کا علم ہے۔ یہ صحیح ہے کہ موجودہ حکومت ان کی [...] اس کی پیشتر حکومت بھی تو ان کی [...] وہ بھی کم استبدادی نہیں تھی۔ حق کی بات جب کہی جا سکتی تھی۔ تو اب بھی کہی جا سکتی ہے۔ حکومت ہندوستان کی ہمدردی کی [...] سے بھی کیوں نہ ہو۔ وہ مسلمانوں کو عربوں سے اظہار ہمدردی کرنے سے روک نہیں سکتی۔ اور اگر وہ روکنے پر ہی اتر آئی ہے۔ تو اس بستی میں کیا رہنا جس کے [...] اس قدر ظالم ہوں۔ بہ عمومی حیثیت سے عالم اسلامی میں زندگی کی نئی تڑپ محسوس ہو رہی ہے۔ پاکستان کے قیام نے ممالک اسلامیہ میں بیش بہا اضافہ کر دیا ہے۔ پاکستان اور فلسطین فیصلہ کن نقطہ اور ہماری آزمائش ہیں لننظر کیف تعملون کے مصداق مشیت ہمیں میدان عمل میں دیکھنا چاہتی ہے۔ کہ ہم کس حد تک اس کے مقاصد کو پورا کرتے ہیں۔ رب العزۃ جنہیں ملک عطا کرتا ہے۔ وہ نظام صلوٰۃ و زکوٰۃ قائم کرتے ہیں۔ معروف کا حکم دیتے ہیں اور منکر سے روکتے ہیں۔ ممالک اسلامیہ بالخصوص پاکستان کے لئے

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصۂ محشر میں ہے
پیش کر اپنا عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

ہم نام کو آزاد ہیں۔ لیکن غلامی سیاسی غلامی ہی نہیں ہوتی ذہنی سلاسل میں گرفتاری دراصل غلامی ہے جو انسانیت کا گلا گھونٹ دیتی ہے۔ حقیقی آزادی ان اطواق و سلاسل سے نجات ہے۔ اور یہ نجات بقول اقبال"

تو دی کی پرورش و لذت نمود میں ہے

ہماری ذہنی غلامی کا یہ عالم ہے۔ کہ انگریز کے پنجہ استبداد کے خلاف مسٹر گاندھی جی کی انفعالی سیاست نے احتجاج کے جو طرق و انداز وضع کئے تھے ہم آزاد ہو کر بھی اپنی حد پرواز کو ان کے آگے نہیں بڑھا سکے

چنانچہ فلسطین کے حادثۂ عظمیٰ کی خبر ملنے کے بعد ہم نے جو کچھ آج تک کیا ہے۔ وہ سیاہ جھنڈیوں، جلوسوں۔ جلسوں۔ ریزولیشنوں اور ہڑتالوں کے سوا اور کچھ نہیں۔ ہم ابھی تک سمجھے ہی نہیں۔ کہ یہ انداز احتجاج ہمارے عہد غلامی کی بیکسی و بے بسی کے ماتم گزار ہیں۔ صدیوں کی خوئے غلامی ہماری رگ و پے میں اس درجہ سرایت کر چکی ہے۔ کہ ہم تفس کی تیلیوں سے ماورا کچھ سوچ ہی نہیں سکتے۔

وہ فریب خوردہ شاہیں کہ پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسم شاہبازی

باقی رہی ہماری حکومت۔ تو ہم حیران ہیں کہ اسے کن الفاظ میں سمجھائیں۔ کہ حضور رسالت مآب نے جن کے پیام رحمت نے نوع انسان کے افراد منتشرہ کو کاروان اور تمام اقوام و ملل کے نجوم متفرقہ کو کہکشاں بنا دیا۔ جب فرمایا کہ تمام روئے زمین کے مسلمان ایک جسد واحد ہیں۔ تو اس سے مقصود اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ اگر پاؤں کے انگوٹھے میں کانٹا چبھے تو آنکھ کے آبگینے میں آنسو چھلک اٹھیں۔ اگر افریقہ کے صحراؤں میں کسی حبشی کے سر میں درد ہو تو ایران کے سبزہ زاروں میں محو گلگشت شاہنشاہ کا تاج اس کے لئے وبال دوش ہو جائے۔ اگر شام کے میدانوں میں کسی اونٹ چرانے والے کے سینہ پر کسی ناہنجار کا تیر آ لگے۔ تو اس کی افی چین کے محلات میں سونے والے خاقان کے کلیجے سے نکلے۔ اگر مراقش کے چرواہے کے خیمہ کی طناب کو کوئی دشمن ملت بیضا کاٹ ڈالے تو قسطنطنیہ کے قصر احمر کے ستونوں میں تزلزل واقع ہو جائے۔ نہیں اگر دشت حجاز میں کسی بیوہ کے بچے کی طرف کوئی نگاہ بد سے دیکھے تو تمام عالم اسلامی کی انگلیاں اس کی آنکھ نکال لینے کے لئے بیک وقت اٹھ آئیں۔ سو قسم ہے اس خدا کی کہ جس نے تمام روئے زمین کے کلمہ پڑھنے والوں کو کل مومن اخوۃ کے رشتہ محکم میں منسلک کر کے ملت حنیفیہ کی یوں شیرازہ بندی کر دی۔ آج جبکہ فلسطین کے میدانوں میں عرب مجاہدین کا خون، باندازہ قانون یا عباثی صحرا کی لوشت میں صرف ہو رہا ہے۔ اگر صفحہ ارض پر کسی ایک مسلمان کو بھی چین کی نیند آ جائے۔ تو قیامت کے دن "بیس منی" کی شدید لعنت اس کا استقبال کرے گی۔ سو اس کے بعد کیا ہے۔ مگر ہمیں اس کچھ ہوئے فیصد کے اعلان سے روشنا ہے۔ پاکستان کی آزادی کے بعد یہ پہلا موقعہ آیا ہے کہ وہ دنیا کو بتا دے کہ مسلمانوں کا

کا شعار یہ ہے۔ کہ:۔

ایک ہوں سارے حرم کی پاسبانی کیلئے
نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاک کاشغر

آج فلسطین کے ارض مقدس کا ذرہ ذرہ پکار رہا ہے کہ "من انصاری الی اللہ"

اے بندۂ مومن تو کجائی؟ تو کجائی؟

دیکھیں نحن انصار اللہ کہنے کی سعادت کس کس کے مقدر میں لکھی ہے۔

پاکستان کا دار الحکومت

کراچی ۲۴ر جون۔ خواجہ شہاب الدین وزیر داخلہ پاکستان نے بتایا ہے۔ کہ کراچی کو پاکستان کا دار الحکومت بنانے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کراچی کو پاکستان کا دار الحکومت بنانے کے فوائد پر روشنی ڈالتے ہوئے خواجہ صاحب نے فرمایا کہ دار الحکومت مرکز میں ہونا چاہیئے اس سے سندھ کے پسماندہ صوبہ کو بہت فائدہ پہنچے گا۔ خواجہ صاحب نے انکشاف کیا۔ کہ گورنمنٹ آف انڈیا کی دفعہ ۹۳ کو آئین پاکستان میں شامل کرنے کا سوال پاکستان گورنمنٹ کے زیر غور ہے۔

ہفتہ کشمیر و فلسطین

آج ۲۵ر جون سے ۲ جولائی تک صوبہ بھر میں ہفتہ کشمیر و فلسطین منایا جا رہا ہے اس وقت کشمیر کے مجاہد انتہائی بے سرو سامانی کے عالم میں اپنے وطن کی آزادی کے لئے سینہ سپر ہیں۔ ان کی امداد کرنا ہمارا قومی و ملی فرض ہے۔ روپے۔ پیسے اور ضروریات زندگی کی بہم رسانی سے آپ اس اہم فرض سے سبکدوش ہو سکتے ہیں۔ ہمت کیجئے اور مصیبت میں اپنے ان مصیبت زدہ بھائیوں کی امداد کیجئے۔ اور ان کے کام آیئے۔ جن کی ملتجی نگاہیں آپ کی امداد کی منتظر ہیں

علاقہ حیدر آباد میں گھسنے کی ناکام کوشش

حیدر آباد ۲۴ر جون کے حکومت حیدر آباد کے ایک اعلامیہ میں بتایا گیا ہے۔ کہ ۱۸ جون کو ضلع عثمان آباد میں (حیدر آبادی علاقہ) میں ہندوستانی یونین سے کچھ حملہ آوروں نے داخل ہونے کی کوشش کی جنہیں روکنے میں چار حملہ آور ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

۴۴ کے لئے ولایت کے کالجوں میں داخل ہو سکتے ہیں۔ مسلمانوں نے اس کالج سے کما حقہ فائدہ نہیں اٹھایا۔

انڈین یونین نے حیدر آباد کی ناکہ بندی کر رکھی ہے۔

لیکن ہماری حکومت ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہے۔

(ایک انگریزی اخبار کا تبصرہ)

لندن ۲۴ر جون۔ فنانشل ٹائمز کے کالم نویس "سلطنت کیسے بنائی جاتی ہے" کے عنوان کے تحت رقم طراز ہیں "امن اور جنگ ہر زمانہ میں حیدر آباد برطانیہ کا وفادار اور رفیق دوست رہا ہے۔ لیکن جونہی برطانیہ عظمیٰ کی سوشلسٹ حکومت نے ہندوستان کو خیر باد کہنے کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے ان قدیم معاہدوں کو بھی پس پشت ڈال دیا۔ جو جارحانہ خارجی حملوں کی صورت میں حیدر آباد کو امداد دینے کے سلسلہ میں برطانیہ نے کئے تھے۔

عرصہ دراز سے ہندوستانی یونین نے حیدر آباد کی ناکہ بندی کر رکھی ہے۔ مگر ہماری حکومت ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہے۔ ادھر ایک دوست مملکت کی جان پر بن رہی ہے ہم سے اتنا بھی نہ ہوا۔ کہ ہم اس معاملہ کو ادارہ اقوام متحدہ کے روبرو ہی پیش کر دیتے گزشتہ چند سال میں ہمیں آڑے وقت میں اپنے دوستوں کا ساتھ چھوڑ دینے کی وجہ سے کافی سے زیادہ بدنامی اٹھانی پڑی ہے

ہندوستان کا حیدر آباد کیساتھ رویہ غیر منصفانہ ہے

ترک شاہزادہ نامو کا اعلان حق

کراچی ۲۲ر جون۔ ترک شاہزادہ محمد نامو کے جو آج کل مختصر سے قیام کے لئے پاکستان آئے ہوئے ہیں۔ ایک بیان میں کہا۔ کہ میں نے عالم اسلام کی سب سے بڑی سلطنت پاکستان میں عملی جمہوریت کو بروئے کار دیکھا۔ انہوں نے کہا۔ کہ پاکستان میں آنے سے قبل میرا یہ خیال تھا۔ کہ پاکستان میں بدامنی اور ابتری کا دور دورہ ہوگا۔ کہ نوزائیدہ مملکت کو بہت سی دشواریوں اور مشکلات سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ مگر میں یہاں ہر چیز کو معمول پر دیکھ کر حیران رہ گیا۔ انہوں نے خواتین پاکستان کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ مجھے یہ معلوم کر کے بیحد مسرت ہوئی۔ کہ خواتین پاکستان مردوں کے دوش بدوش شاہراہ ترقی پر گامزن ہیں۔ شاہزادہ موصوف نے چوہدری خلیق الزمان سے اپنی ملاقات کے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ مجھے یقین ہے۔ کہ پاکستان چوہدری خلیق الزمان ایسے زیرک رہنماؤں کی قیادت میں ضرور ترقی کرے گا۔ حیدر آباد کے متعلق ہندوستانی یونین کے رویہ کو غیر مہذب اور غیر منصفانہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ اگر ہندوستانی یونین کو اپنی کامیابی کا یقین نہ تھا۔ تو اس نے حضور نظام کی استصواب رائے عامہ کی تجویز کو کیوں قبول نہ کیا۔ مزید فرمایا۔ کہ اٹلانٹک چارٹر کی رو سے ہر ملک کے عوام کو اپنی منشا کے مطابق حکومت قائم کرنے کا حق حاصل ہے۔ اگر ہندوستان اس زمانہ میں بربریت اور وحشیانہ راج کا منصوبہ باندھ رہا ہے۔ تو وہ سخت غلطی پر ہے۔ انہوں نے کہا۔ تمام اسلامی ممالک حیدر آباد کے ساتھ ہیں۔ عرب لیگ مصر

اور شرق اردن کے رہنما حیدر آباد کے مسائل اور معاملات سے بیحد دلچسپی رکھتے ہیں۔ وادی کشمیر کی جنگ آزادی میں مجاہدین کی جد و جہد کی تعریف کرتے ہوئے شہزادہ نامو نے کہا۔ کہ یہ نہایت افسوسناک چیز ہے۔ کہ پاکستان مجاہدین کی بالکل مدد نہیں کر رہا۔ اور مجاہدین تن تنہا ہندوستانی درندوں سے برسر پیکار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجاہدین نہایت بے جگری اور دلیری سے لڑ رہے ہیں مگر بہر حال وہ انسان ہیں۔ اور یہ توقع نہیں کی جا سکتی۔ کہ وہ ہندوستانی فوج سے جو تعداد اور اسلحہ جات کے اعتبار سے ان سے افضل ہے مستقل لڑتے رہیں گے۔

پاکستان میں دانت کے ڈاکٹروں کی کافی ضرورت ہے

پاکستان میں دانتوں کے ڈاکٹروں کا پیشہ اختیار کرنے والے بہت کامیاب ہیں گے۔ کیونکہ پاکستان میں دانتوں کے تمام سند یافتہ ڈاکٹر یا تو فوج میں ملازم ہو چکے ہیں۔ یا تعلیم دینے پر مامور ہیں۔ یا کسی اور طرف مصروف عمل ہیں۔ ان الفاظ میں لفٹنٹ کرنل ایس۔ ایم کے ملک انسپکٹر جنرل سول ہسپتال مغربی پنجاب نے ایک بیان کے ذریعے نوجوانوں پر اس معزز پیشے کی اہمیت واضح کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سند یافتہ ڈاکٹروں کی پاکستان فوج میں اب بھی کافی ضرورت ہے اور فوج میں دانتوں کے ڈاکٹروں کا وہی درجہ ہوتا ہے جو دوسرے ڈاکٹروں کا ہوتا ہے۔ اگر یہ ڈاکٹر اپنا ذاتی کام شروع کرنا چاہیں۔ تو بھی انہیں بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔ ہندوستان اور پاکستان میں لاہور کا ڈی مانٹ مورنسی کالج دانتوں کا واحد مکمل کالج ہے۔ یہی ایک ایسا کالج ہے۔ جس کا الحاق یونیورسٹی سے ہے۔ اس کالج کے گریجوایٹ اعلیٰ تعلیم

مشرقی بنگال میں چاولوں کی قیمت

میں دن بدن اضافہ

کراچی ۲۵ر جون - مشرقی بنگال میں چاولوں کی قیمتوں میں روزمرہ اضافہ کی وجہ سے قحط کی صورت حال پیدا ہو گئی ہے - جیسے وزیر خوراک پیرزادہ عبدالستار پر واضح کرنے کے لئے مشرقی بنگال سے دستور ساز اسمبلی کے تین ارکان نے آپ سے ملاقات کی -

ہنگامی حالت کیلئے گورنر جنرل

کو اختیارات خصوصی

کراچی ۲۵ر جون ایک پریس کانفرنس میں پاکستان کے وزیر داخلہ خواجہ شہاب الدین نے بتایا کہ سابقہ حکومت ہند کے ایکٹ مجریہ ۱۹۳۵ء کے سکیشن ۱۹۳ اور ترمیم میں ردوبدل کرنے کے لئے حکومت پاکستان غور کر رہی ہے - جن کی رو سے اگر ہنگامی حالت پیدا ہو جائے - تو گورنر جنرل کو صوبائی نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لے لینے کا اختیار ہو گا -

...

کرنے میں دستور ساز اسمبلی کے فیصلہ کو منظور کرتے ہوئے مرکزی حکومت سے تعاون کریں

آپ نے انکشاف کیا کہ دس پندرہ روز کے اندر کراچی کے نظم و نسق کو مرکزی حکومت اپنی تحویل میں لینا شروع کر دیگی - ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کیا گیا کہ اسے چیف کمشنر کا صوبہ بنا دیا جائے گا - یا اسے مرکزی حکومت کی تحویل میں دیا جائے گا -

یہودی بستیوں پر مصری ہوائی جہازوں کی بمباری

مصری طیاروں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے عارضی صلح کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آج اقوام متحدہ کے شاہدہ کرنیوالے ہوائی جہاز پر گولیاں چلائیں اور دو یہودی بستیوں پر بمباری کی

حکومت ہندوستان کا کشمیر

کمیشن کے ساتھ تعاون سے انکار

نئی دہلی - یونائیٹڈ پریس ۲۵ر جون اقوام متحدہ کے کشمیر کمیشن کی ہراول جماعت جو دو آدمیوں پر مشتمل ہے - آئندہ ہفتہ تک کراچی پہنچ جائے گی - اس پارٹی کی قیادت کمشن کے برطانوی رکن مسٹر رچرڈ سائمن کر رہے ہیں - باخبر حلقوں کی اطلاع ہے - کہ اگر کمشن کے توسیع شدہ فرائض میں ردوبدل نہ کیا گیا - تو حکومت ہندوستان کے لئے اس کے ساتھ تعاون کرنا ممکن نہ ہو گا - نئی دہلی کے حلقوں میں اس بات پر زور دیا جا رہا ہے - کہ ہندوستان میں کمشن کی آمد پر اس کا سب سے پہلا کام حکومت ہندوستان پر یہ واضح کرنا ہو گا - کہ وہ اپنی کارکردگی صرف حقائق معلوم کرنے والے کمشن تک محدود رکھے گا - پنڈت نہرو نے سلامتی کونسل کے صدر کے نام جو مکتوب روانہ کیا تھا - وہ حکومت ہندوستان کے قطعی رویہ کا آئینہ دار ہے - اور اپنی بنیادوں پر کمشن کو اپنی کارکردگی کا منصوبہ تیار کرنا چاہیئے - بشرطیکہ وہ مسئلہ کشمیر پر ہندوستان اور پاکستان کے تنازعہ کا تصفیہ کرانا چاہتا ہے -

اسی دوران میں شیخ عبداللہ کی حکومت نے صاف طور پر حکومت ہندوستان کو اپنے اس خیال کو ظاہر کر دیا ہے کہ کمیشن مسئلہ کشمیر کے متعلق تصفیہ کے سلسلہ میں کچھ نہیں کر سکتا اور حکومت پاکستان کی اشتعال انگیزیوں کے پیش نظر مصالحت کرانے کی ناکام کوشش کی جا رہی ہے -

کشمیر و فلسطین ہفتہ

سارے مغربی پنجاب میں ۲۵ر جون سے ۲ر جولائی تک منایا جا رہا ہے - ان دونوں محاذوں پر مجاہدین اسلام کیلئے اس ہفتے میں :-

روپیہ اور ان کی ضروریات کی دیگر اشیاء فراہم کی جائیں - ہر شہر - ہر گاؤں اور ہر قصبہ میں کشمیر اور فلسطین کی اہمیت مسلمانوں پر واضح کی جائے - اور مسلمانوں کے جوش عمل کو بیدار کیا جائے - مسلم لیگ اور سٹوڈنٹس فیڈریشن کے ارکان کا اس سلسلہ میں ہاتھ بٹایئے - اور یہ ہفتہ منانے میں ان کی ہر ممکن امداد کیجئے - کشمیر اور فلسطین کی امداد اپنا اولین فرض جانئے -

محاذ کشمیر کی تازہ اطلاعات

محاذ کشمیر کے متعلق حکومت آزاد کشمیر نے اپنے اعلان میں بتایا کہ پونچھ میں بڑے زور شور کے ساتھ لڑائی جاری ہے

...

کے علاقہ میں دشمن کے ہوائی جہازوں نے زبردست لیکن بے سود بمباری کی - بدقسمتی کے مضافاتی دیہاتوں پر بھی دشمن کے طیارے نے بمباری کی -

ہند حیدرآباد کو فتح کرنا چاہتا ہے

اور اس کے لئے بہانہ ڈھونڈ رہا ہے

ہندوستان نے حیدرآباد کے مقابلہ میں جو طرز عمل اختیار کر رکھا ہے - اس پر برطانیہ کے ایک ممتاز اور باثر جریدہ "اکنامسٹ" نے اپنی ۱۲ر جون کی اشاعت میں سخت تنقید کی ہے - اخبار اکنامسٹ نے حیدرآباد کے خلاف منصوبے کے زیر عنوان ایک اداریہ سپرد قلم کیا ہے - جو حسب ذیل ہے -

ہندوستان اور حیدرآباد کے مابین جو گفت و شنید جاری تھی وہ اب ٹوٹ چکی ہے - اور حیدرآبادی وفد صلاح و مشورہ کے لئے حیدرآباد واپس چلا گیا ہے یہ صحیح ہے - کہ حیدرآباد کے لئے اپنی آزادی کا مستقل تحفظ مشکل ہو گا کیونکہ یہ ہر طرف سے ہندوستانی علاقوں سے گھرا ہوا ہے

...

لاہور میں بچوں کو اغوا کرنے والا گروہ

...

فن تعمیر حیات

(گذشتہ سے پیوستہ)

اس سے یہ فائدہ ہو سکتا ہے - کہ ہم گذشتہ اور حال کو ملا کر کوئی نیا خیال پیدا کر سکتے ہیں - معمولی خیال بسا اوقات مقابلہ سے عظیم الشان خیال بن جاتا ہے - دنیا کی تمام اشیاء بلند اور پست ہستی کی سکیم میں باہم آویزاں ہیں - کسی پیدا امر کی مشرق میں کمی مغرب میں تکلیف کا باعث ہو سکتی ہے ایک بنک کا دیوالہ نکلنے سے دوسرے بنک پر اثر پڑ سکتا ہے - مادی اشیاء استحکام دیگر زیادہ روحانی طبعی ظہور کے تصور سے مطابقت رکھتا ہے - بکل تاریخ شائستگی میں لکھتا ہے - کہ اس کے زمانہ میں غلہ کی قیمت شادیوں کی تعداد پر حکمران تھی - جس قدر غلہ سستا تھا - اسی قدر شادیاں زیادہ ہوتی تھیں اور اتنے ہی زیادہ بچے پیدا ہوتے تھے - اسی بنا پر بعض کا خیال ہے - کہ نظام

...

ایک نورانی چیز ہے - دماغ اس سے منور ہوتا ہے - اور دوسرے علوم کی تحصیل میں پریشان ہو جاتا ہے - بڑے بڑے مصنف جو زندہ جاوید ہیں - انہوں نے کتابیں نہ علما کے لئے تصنیف کی ہیں اور نہ طفلان مکتب کے لئے لکھی ہیں - انہوں نے بنی نوع انسانی کے لئے قلمکاری کی ہے - پہلے اپنے اہل وطن کے لئے اور اس کے بعد تمام دنیا کے لئے - دماغ کو پریشان کرنے کے لئے نہیں - بلکہ دماغ کو روحانی خیالات سے منور کرنے کے لئے مثلاً سعدی شیرازی کو لو - ان کی گلستان کو پڑھو اور دیکھو انہوں نے کیسے گوہر لٹائے ہیں - نمونہ دیکھئے -

۱ - زمیں شور سنبل بر نیارد
در وتخم عمل ضائع مگرداں

۲ - نکوئی با بداں کردن چنانست
کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

...

۱۷ - نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن
کہ جاہا سپر باید انداختن !

۱۸ - نہ مرد است آں بہ نزدیک خردمند
کہ با پیل دماں پیکار جوید !

۱۹ - دلے مرد آں کسے است از روئے تحقیق
کہ چوں خشم آیدش باطل نہ گوید

ایسے گذشتہ اور زمانہ حال کے روشن دماغ مصنفین کی تصانیف کا مطالعہ کرو - ان کے جذبات میں سانس لو - ان کے ارادوں کی تہ کو پہنچو - ان کے فلسفہ کو جزو دماغ بناؤ - اس کے بعد آہستگی اور فرصت کے ساتھ ان کے پردے اٹھاؤ اور ان کی چھپی ہوئی خوبیاں دریافت کرو - آخرکار ان کی تصانیف کو بحالت مجموعی پڑھو اور اس طرح پر جو علم ان سے حاصل ہو - اس کو مستحکم کرو اور اپنے ذاتی علم سے ملا کر دونوں کو ایک کر لو - حافظہ لینے دقیق مطالعہ سے مراد ہے کئی مقامات میں تحقیقات اور تلاش -

(باقی پھر)



ایڈیٹر میاں عبدالمجید صاحب
THE PAISA AKHBAR
URDU WEEKLY
LAHORE
پیسہ اخبار لاہور
یادگار حاجی مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم

مال حرام

آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طور پر مت کھاؤ اور لوگوں کے مال کا کوئی حصہ ہڑپ کرنے کے لئے حکام تک نہ پہنچو۔ حالانکہ تم (اپنی حرکتوں سے) خود واقف ہو۔ ناجائز طریقہ سے دوسرے کے مال پر قبضہ اور دوسروں کو ان کے حق سے محروم کرنا اور اپنا بھلا کرنا نہایت ہی گھناؤنی اور کمینی حرکت ہے۔ کیا تمہیں یہ پسند ہے۔ کہ کوئی دوسرا تمہارے مال کو ہتھیالے اور تم بیٹھے تماشا دیکھو۔ اگر تم اس حق تلفی کو برداشت نہیں کر سکتے۔ تو دوسروں کا مال تمہارے لئے کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ پس جان کی طرح تمہیں دوسروں کے مال کا بھی احترام کرنا چاہیئے۔ اور تمہارے قبضہ میں صرف وہی مال آنا چاہیئے جس کا تمہیں استحقاق حاصل ہو۔

بعض چالاک لوگ دُنیا کو دھوکا دینے اور ملامت سے بچنے کے لئے عدالت کے ذریعہ سے دوسروں کا مال ہڑپ کرنا چاہتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ کہ عدالت کے فیصلہ کے بعد دوسروں کا مال اپنا ہو جائے گا۔ اور لوگوں پر ظاہر کر سکیں گے کہ چونکہ یہ مال ہمارا ہی تھا۔ کیونکہ عدالت نے بھی ہمارا حق تسلیم کر لیا ہے۔ اس کے متعلق ارشاد ہوا کہ دلوں کو ٹٹولو۔ تم خود جانتے ہو کہ تم نے حکام کو آلۂ کار بنا لیا ہے ورنہ مال تمہارا نہیں۔ تو پھر حکام کے غلط فیصلہ سے دوسروں کا مال کس طرح ہمارا ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ناحق مال پر قبضہ پانا اور پھر اس کے لئے حکام کی طرف رجوع کرنا ڈبل جرم ہے۔ ناحق مال عدالت کے فیصلہ سے جائز نہیں ہو سکتا اور نہ حکام کے غلط فیصلہ سے خدا کو دھوکا دیا جا سکتا ہے۔ اگر کسی کے پاس دوسرے کا مال ہو تو وہ اسے واپس کر دے اور صرف خدا کے دیئے پر ہی قناعت کرے۔

ایٹمی جنگ کیلئے روس کی زور و شور سے تیاریاں

ٹیکنیکل اور سرکاری اطلاعات کے علاوہ جو اطلاعات دوسرے ذرائع سے موصول ہوئی ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے۔ کہ روس اٹیمک جنگ لڑنے کے لئے اپنی افواج از سرِ نو تنظیم کر رہا ہے۔ ڈیلی میل کے سٹاک ہالم کے نمائندے کے بیان کے مطابق روس ہوائی۔ بحری اور بری افواج میں زبردست ردو بدل کر رہا ہے۔ تاکہ روس کے رسل و رسائل کا سلسلہ ٹوٹ جانے اور بڑے بڑے مشینوں کے تباہ ہو جانے پر بھی روسی فوج کا ہر یونٹ آزادانہ طور پر ردک کر سکے۔ اور ملک کی حفاظت کر سکے۔ جب سے جنگ ختم ہوئی ہے۔ جرمنی میں مقیم روسی فوجوں کے دستے یکے بعد دیگرے واپس روس بھیجے جا رہے ہیں۔ تاکہ وہ ٹریننگ حاصل کر سکیں۔ چند ایک دستوں کو ایک خاص قسم کی ٹریننگ دی جا رہی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ روسیوں کا یہ دستہ بغیر مشینری امداد کے آزادانہ طور پر دشمنوں کا مقابلہ کر سکیں۔ سویڈن کی اطلاعات کے مطابق روسی افواج دو صد ڈویژنوں پر مشتمل ہے اور ان میں تقریباً بیس لاکھ جوان ہیں۔ روس کا محکمہ فضائیہ جٹ قسم کے ہوائی جہاز اکٹھے کر رہا ہے۔ اور روس کے سائنسدان جدید ترین اسلحہ کی ایجاد میں لگے ہوئے ہیں غرضیکہ روسی اپنی افواج کو اس طرح سے منظم کر رہے ہیں۔ تاکہ وہ بغیر ایٹمی بم کے ایٹمک جنگ کا مقابلہ کر سکیں۔

اگر اعصابی جنگ ختم نہ ہوئی تو جنگ کے شعلے بھڑک اٹھینگے

یورپ میں روس کی پالیسی نے خطرناک صورت اختیار کر لی

مغربی ممالک کے دار السلطنت میں جو افواہیں پھیل رہی ہیں۔ ان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یورپ کے ممالک پھر نازک حالت میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ہر ایک کی زبان پر یہ سوال ہے کہ کیا جنگ پھر چھڑ جائے گی یا یہ اعلان جنگ کا آخری مرحلہ ہے۔ یا تو ہمیشہ کے لئے اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ورنہ جلد از جلد جنگ ہونے کے امکان ہیں۔ امریکہ برطانیہ اور فرانس عنقریب ایک مشترکہ نوٹ ماسکو بھیج رہے ہیں۔ جس میں مطالبہ کیا جائے گا۔ کہ برلن کی ناکہ بندی فوراً توڑ دی جائے اور اگر یہ ناکہ بندی چند دنوں کے اندر اندر نہ توڑی گئی۔ تو بیس لاکھ جرمن لقمۂ اجل ہو جائیں گے امید ہے کہ روس اس ناکہ بندی کو جلد ہی ختم کر دیگا۔ اور اس سلسلہ میں امریکہ برطانیہ اور روس کو کوئی اہم اقدامات نہیں اٹھانے پڑیں گے۔ مانچسٹر گارڈین نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ اس پر عنقریب نہیں تو تھوڑے عرصہ میں جنگ شروع ہو جائے گی۔ اس کے بعد یہ بھی لکھا کہ روس اس حد تک جانے کیلئے تیار نہیں آگے چل کر اس اخبار نے لکھا کہ برلن سے برطانوی باہر نکالے نہیں جا سکتے اگر جنگ چھڑ جائے ماسوا طیاروں کے یہ تب ہی ہو سکتا ہے۔ کہ جب روس پکا ارادہ کر چکا ہو کمیونسٹوں کو جن ملکوں میں کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں۔ وہ بھی ابھی تک نامکمل ہیں۔ کیونکہ ان کا ابھی تک پورا پورا تسلط ان ملکوں پر نہیں ہوا ہے۔

پٹواریوں کو سمجھایا جائے

نئی وزارت کا وہ اعلان کہ گزشتہ غلطیوں کی تلافی اور خرابیوں کی اصلاح کی جائے گی خدا جانے کب شرمندۂ معنی ہوگا۔ لیکن جو کچھ ہو رہا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ پرانی غلطیوں کی اصلاح تو دُور کی بات ہے۔ نئی غلطیاں بھی وزارت نہیں روک سکتی۔ کمشنر راولپنڈی کا تبادلہ ہوا ایک ضلع کے ڈپٹی کمشنر کا تبادلہ ہوا۔ ایک ضلع کے سول سپلائز آفیسر کا تبادلہ ہوا لیکن افسروں کی ضد کی وجہ سے تبادلہ کے احکام منسوخ کرنے پڑے یا ان میں ترمیم کرنی پڑی۔ راولپنڈی کے کمشنر صاحب کے دفتر کے سپرنٹنڈنٹ کا تبادلہ ہوا۔ وہ اپنی نئی جگہ گئے تو دوسرے سپرنٹنڈنٹ نے چارج دینے سے انکار کر دیا۔ اور وہ صاحب پھر پرانی جگہ واپس آ گئے۔ ایک انجینئر کو ایک ممبر اسمبلی نے مارا۔ پولیس نے کارروائی کرنی چاہی۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے تبادلہ کا حکم آ گیا۔ لیکن دوسرا سپرنٹنڈنٹ جو ان کی جگہ جا رہا تھا۔ اس کا تبادلہ ایک ممبر اسمبلی نے رکوا دیا۔ یہ گل تو عام نظم و نسق کے بارے میں کھلے۔ اور الاٹمنٹوں کی تو کچھ نہ پوچھیئے۔ پچھلی غلطیوں کے باوجود اس معاملے میں دھڑا دھڑ غلطیاں ہو رہی ہیں۔ شہری جائیدادوں میں مہاجرین کو ان کا حق تو کیا ملتا۔ غصب شدہ جائداد کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ زرعی جائدادوں کا حال بھی کچھ اچھا نہیں ہے۔ وزیر اعظم نے پٹواریوں کو چوکنا کر دیا ہے کہ وہ پرانی غلطیوں کی اصلاح اور قانونی گرفت سے بچنے کی ترکیب سوچ سکیں۔ اور دوسرے افسروں کو قطعاً کچھ نہیں کہا گیا۔ پریس کانفرنسوں میں کہہ دیا جاتا ہے۔ کہ اتنے افسر ماخوذ ہوئے۔ لیکن معلوم نہیں کہ وہ کونسے افسر ہیں۔ ان کا جرم کیا ہے۔ تفتیش کس مرحلے پر ہے۔ اور کسی افسر کو اب تک کوئی سزا بھی ملی ہے یا نہیں۔ اس وقت پنجاب کی نہری زمینوں میں دھان کا نصف بونے کا وقت آیا ہوا ہے۔ نہروں میں پانی جا رہا ہے۔ مگر مہاجرین کہتے ہیں کہ تا حال پٹواریوں نے انہیں زمینوں کے نشان نہیں دیئے کہ کن کھیتوں میں ان کو دھان کی کاشت کرنی ہے۔ اس کے علاوہ بکثرت غریب مہاجرین کے پاس مال مویشی نہیں ہیں اور وہ زمین کو دھان بونے کے لیے تیار نہیں کر سکے۔ اگر یہی حال رہا تو چاول کی فصل فنا ہو جائے گی۔ حکومت کو چاہیئے کہ پٹواریوں کو ڈانٹے۔ اکثر مہاجرین پٹواریوں کی چیرہ دستیوں سے تنگ آ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ مارے مارے پھر رہے ہیں۔ جب پٹواریوں سے پوچھا جاتا ہے۔ کہ بھائی تمہیں مرنا نہیں ہے۔ خدا کے سامنے کیا جواب دو گے۔ تو وہ کہتے ہیں۔ کہ جو سوال اور مشکلات وزارت اور ڈپٹی کمشنر سلجھا نہیں سکے ہم اسے کس طرح سلجھائیں۔

پٹواری یہ بھی شکایت کرتے ہیں۔ کہ ہر ہفتے انہیں نئے سے نئے احکام ملتے رہتے ہیں۔ جو ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں۔ اس لیئے ایسے حالات میں پٹواری بھی اپنے ہاتھ رنگ لیتے ہیں۔ اور وہ اسے بشریت کا تقاضا قرار دیتے ہیں۔ اگر حکومت نے پٹواریوں کے کان نہ کھینچے اور دھان والے کھیتوں کو فوراً نہ جوتوایا۔ تو یقیناً فصل فنا ہو جائے گی۔ وزرا کو خود گاؤں گاؤں پھر کر حالات کا مطالعہ کرنا چاہیئے اور اپنا آپ ظاہر کیئے بغیر حالات کی تحقیقات کرنی چاہیئے۔ غریب لوگ جن کی شنوائی نہیں ہے بہت پریشان ہیں۔ اور بھوکے مر رہے ہیں۔ گاؤں کے بااثر لوگ ہندو اور سکھوں کا مال دبائے بیٹھے ہیں۔ ایسے موٹے موٹے بااثر زمینداروں سے مال واپس کروانا چاہیئے۔ اور یہ حکومت کے ڈنڈے ہی سے ہو سکتا ہے۔

لاہور کارپوریشن میں سائیکلوں پر ٹیکس لگانے کی تجویز!!!

لاہور ۳ر جون۔ لاہور کارپوریشن نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ بائیسکلوں پر ٹیکس لگایا جائے گا۔ چنانچہ تمام کارپوریشن کے بائیسکلوں کی جانچ پڑتال شروع ہو گئی ہے۔ اور اگلے مہینہ تک بشرح تین روپے فی سائیکل سالانہ کارپوریشن ٹیکس وصول کرنا شروع کر دیگی۔ اس ٹیکس سے خیال کیا جاتا ہے۔ کہ کارپوریشن کی آمدنی میں تقریباً تین لاکھ روپے کا اضافہ ہوگا۔ لاہور چھاؤنی بورڈ پہلے ہی سے بائیسکل ٹیکس وصول کر رہا ہے اس ٹیکس کے لگانے سے مسروقہ بائیسکلوں کے برآمد کرنے میں بھی سہولت اور مدد ملے گی۔ اور آئندہ چوری کا خطرہ بھی بتدریج کم ہوتا جائے گا۔

دنیا میں پچاس لاکھ کوڑھے موجود ہیں
شاہ جارج نے ایک کوڑھی بچے کو اپنا لڑکا بنا لیا

دنیا میں اس وقت پچاس لاکھ کوڑھے موجود ہیں۔ جن میں بیس لاکھ صرف برطانوی کامن ویلتھ میں پائے جاتے ہیں۔ ہندوستان اور پاکستان میں ماہرین کا خیال ہے کہ وہاں تقریباً پندرہ لاکھ برص کے مریض مختلف حصوں میں آباد ہیں۔ نائیجیریا کا سرکاری حلقوں کا بیان ہے۔ کہ وہاں صرف ایک لاکھ مریض پائے جاتے ہیں ڈاکٹروں کا خیال ہے۔ کہ یہ مرض چھوٹے بچوں پر زیادہ حملہ کرتا ہے۔ جو کہ اس بیماری کی ایک خاص صفت بتائی جاتی ہے۔ اگر بچپن ہی میں اس کا سراغ لگا لیا جائے تو جوان ہو کر یہ بیماری نشوونما نہیں پاتی۔ اطلاع ملی ہے کہ شاہ جارج ششم نے ایک کوڑھی بچے کو اپنا لڑکا بنا لیا ہے۔ جو باقی تمام کوڑھی بچوں کی بیماری کی رپورٹ روزانہ منگوا کر دیکھتا ہے۔ اور مناسب ہدایات بھی جاری کرتا ہے۔

حیدر آباد کا حشر بھی جونا گڑھ جیسا ہوگا
ہندوستان کے وزیر ورکس کی بکواس

اندور ۵ر جولائی۔ حکومت ہند کے وزیر ورکس یا ورا ور ٹائمز مسٹر این۔ وی گاڈگل نے کل رات ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ حیدر آباد ہندوستان کی سیاست میں ایک ناسور کی طرح ہے۔ اور حکومت ہندوستان نظام حیدر آباد کی اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کی کوئی بھی کوشش تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوگی۔ سید قاسم رضوی صدر اتحاد المسلمین نے گذشتہ دن اپنی تقریر میں اعلان کیا تھا۔ کہ وہ دہلی پر آصف جاہی پرچم لہرائیں گے۔ اس کا مذاق اڑاتے ہوئے مسٹر گاڈگل نے کہا کہ اس کے برعکس اگر سید قاسم رضوی گرفتار ہو گئے۔ تو انہیں دہلی پر قبضہ کرنے کی بجائے انہیں لال قلعہ میں حکومت ہندوستان ایک بند کوٹھڑی دے گی۔ حکومت ہند نے حیدر آباد کے متعلق جو پالیسی اختیار کر رکھی ہے۔ اس کا دفاع کرتے ہوئے موصوف نے کہا کہ حیدر آباد کا بھی حشر وہی جونا گڈھ ایسا ہوگا۔ اور بہت جلد مملکت حیدر آباد پر ترنگا جھنڈا لہراتا ہوا نظر آئے گا۔ متحدہ اقوام کے فیصلہ کشمیر پر تبصرہ کرتے ہوئے مسٹر گاڈگل نے کہا کہ حکومت ہند کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا۔ کہ وہ اس فیصلہ کو تسلیم کرے۔ سوشلسٹوں کے اعتراضات پر تبصرہ کرتے ہوئے موصوف نے کہا۔ کہ ان لوگوں نے ابھی تک کوئی حل پیش نہیں کیا۔ اور ان کے اعتراضات کا اصل مقصد حکومت کی موجودہ پالیسی کو نقصان پہنچاتا ہے۔ کمیونسٹوں کی سرگرمیوں پر اظہار بیزاری کرتے ہوئے موصوف نے کہا کہ یہ اپنے وطن کی آزادی کے دشمن ہیں۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ ان کو ختم کرے۔

مہار باوڑی۔ ناگپاڑہ۔ اگری پاڑہ اور پائیدھونی میں چھرے بازی
مسلح پولیس کی بلوائیوں پر فائرنگ۔ کرفیو کا نفاذ

بمبئی ۵ر جولائی۔ کل رات بمبئی میں فرقہ وارانہ فساد کی آگ پھر بھڑک اٹھی۔ شہر کے مرکزی حصہ مہار باڑی میں چھرے بازوں نے اپنے جوہر دکھانے شروع کر دیئے تھے۔ اینٹوں اور پتھروں کا بھی آزادانہ استعمال ہونے لگا۔ حالات کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے پولیس کو ایک موقعہ پر بلوائیوں پر گولی چلانا پڑی تھی۔ فساد کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے۔ کہ دوپہر کے وقت ایک شخص کو ٹرام کار سے اٹھا کر سڑک پر پھینک دیا گیا۔ شہر کی فضا پہلے ہی مکدر تھی۔ اس حادثہ نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ اور اس کے شعلے بھڑک اٹھے جس میں تایا گیا میں ناگپاڑہ۔ اگری پاڑہ۔ پائیدھونی اور ڈونگری کے علاقوں میں بھی فساد شروع ہو گئے۔ ڈائریکٹر پبلسٹی بمبئی نے ایک کمیونک شائع کیا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ کل رات ساڑھے گیارہ بجے تک حالات پر قابو پا لیا گیا تھا۔ متاثرہ علاقوں میں کرفیو لگا دیا گیا ہے۔ پولیس گشت کر رہی ہے۔ اور بہت جلد سدھرنے کی امید کی جا رہی ہے۔

زندہ جامۂ ناپاک گاذران بہ سنگ　　تو پاک باش برادر مدار از کس باک

پیسہ اخبار لاہور

قیمت سالانہ مبلغ چار روپیہ (للعہ ر) حجازی پریس بیرون موری گیٹ لاہور میں چھپوا کر میاں عبدالمجید پرنٹر پبلشر ایڈیٹر نے دفتر پیسہ اخبار لاہور سے شائع کیا۔

جلد ۶۲	۱۷ر جولائی ۱۹۴۸ء	نمبر ۲۶، ۲۷

خدا کو کیا ضرورت ہے کہ تمہیں عذاب میں ڈالے

اللہ تعالیٰ احمد ہے یعنی سراپا محمود۔ وہ رحمٰن اور رحیم ہے۔ اس کی رحمت کا شامیانہ تمام عالم پر محیط ہے۔ اس نے ساری مخلوقات کو پیدا کیا ہے۔ اور اسے اپنی ہر مخلوق سے محبت ہے۔ پھر وہ یہ کس طرح گوارا کر سکتا ہے۔ کہ اپنی ہی مخلوق کو اپنے ہاتھوں تباہ کر دے اور ان پر عذاب نازل کر کے ان کی زندگی اجیرن بنا دے۔ وہ نہیں چاہتا کہ اس کے بندے کسی مصیبت میں مبتلا ہوں۔ وہ سلامتی چاہتا ہے۔ کہ وہ خود سلام ہے وہ امن چاہتا ہے کہ خود مومن ہے۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ انسان خود عذاب کو دعوت دیتا اور تباہی کے اسباب پیدا کرتا ہے۔ شکر گذار بندے جب ناشکرے بن جائیں۔ اور ایماندار اپنی بے ایمانیوں کا مظاہرہ کرنے لگیں تو اس کا نتیجہ یہی ہوگا۔ کہ قانون مجازات حرکت میں آئے اور ناشکروں پر عذاب نازل ہو۔ اگر مجرموں کو سزا نہیں ملتی تو پھر اخلاقی نظام کی کوئی قیمت باقی نہیں رہتی بس خدا کے عذاب سے بچنے کی شکل یہ ہے۔ کہ انسان عبودیت کی راہ سے انحراف نہ کرے۔ اور خدا کی بخشی ہوئی ہدایتوں کو اپنے لیے مشعل راہ بنائے لیکن یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ ڈاکٹر حامد علی صاحب اپنے ایک گرامی نامہ میں فرماتے ہیں۔ "ماہ رمضان میں تراویح کے وقت تو راگ و ساز ریڈیو پروگرام بند ہونا چاہیئے۔ اسلامی ریاست پاکستان میں رمضان المبارک کے احترام کی اپیل عوام سے کرتے وقت کاش ہمارے وزراء ریڈیو پروگرام پر بھی نظر رکھتے۔ رمضان شریف میں شراب کی فروخت تو کم از کم بند کر دیتے ریڈیو کا چنڈو خانہ تو مرکز کے ماتحت ہے۔ اس میں صوبائی حکومت تو کیا دخل دے گی وہ لاہور جس میں صوبائی حکومت دخل دے سکتی ہے۔ وہ ابھی تک وزراء سامنے دیکھ رہے ہیں۔ آپ دیکھتے تو ہیں کہ صوبے بھر میں شراب کھلے بندوں بکتی ہے۔ زنا سر بازار ہوتا ہے اور اس رمضان المبارک میں تو مسلمان سب کچھ بیچ رہے ہیں۔ جب ہمارے وزراء اس معاملہ میں خاموش ہیں۔

پھر آپ نے انگریزی عہد میں دیکھا ہوگا کہ حفظ امن عامہ کے نام پر کیا گیا گل کھلتے تھے۔ اس طرح کا ایک نسخہ اب ہمارے لوکل حاکموں کے ہاتھ آ گیا ہے۔ کہ جو شخص شریعت کا نام لیتا ہے وہ پاکستان کا دشمن ہے۔ اب اس کے بعد کہیئے کونسی گنجائش رہ جاتی ہے۔ کہ ہم اور آپ ریڈیو والوں سے کہہ سکیں۔ کہ بھائی ارباب نشاط کی دلداری کے لیئے گیارہ مہینے پڑے ہیں۔ ان دنوں ذرا رمضان شریف کا احترام کیجئے۔ اور ہم کہیں بھی تو سُنے گا کون؟ اس نقارخانہ میں طوطی کی آواز سناتی ہی کب دیتی ہے۔ آپ ایک ریڈیو کو روتے ہیں۔ فرمایئے تو اس اونٹ کی کون سی کل سیدھی ہے

رگ رگ میں نیش غم ہے کہئے کہاں کہاں کی

کیا ہم خود عذاب کو دعوت نہیں دیتے؟

ہم غیر فانی عظمت حاصل کریں گے

سلطان عبداللہ فرمانروائے مشرق اردن نے عمان میں اعلان کیا ہے کہ عربوں نے فلسطین میں امن کے لیئے متحدہ اقوام کے ثالث کاؤنٹ فوک برناڈوٹ کی تجویز مسترد کر دی ہے اور اب عرب جنگ شروع کرنے جا رہے ہیں۔ اور اب وہ اپنے اسلحہ پر بھروسہ کریں گے۔ ہم فلسطین میں یا تو غیر فانی عظمت حاصل کریں گے یا باعزت شہادت۔

حیدر آباد میں ریلوے کا پُل ڈائنامیٹ سے اڑا دیا گیا

بمبئی ۱۴ر جولائی۔ یہاں آمدہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ اورنگ آباد پٹھن کے راستہ میں ریلوے کے پل کو ڈائنامیٹ سے یلم رجولائی کو اڑا دیا گیا۔ ضلع عادل آباد میں دیرود کے ریلوے سٹیشن کو اسی طرح تباہ کر دیا گیا۔ ان واقعات کی بناء پر سلسلۂ آمد و رفت میں گڑبڑ پیدا ہو جانے کی وجہ سے حیدر آباد کے وزیر اعظم میر سید لایق علی نے اپنا دورہ ملتوی کر دیا۔ آپ نے ان علاقوں کا دورہ کرنے کا پروگرام بنایا ہوا تھا۔

سرحد کے لوگ بھوکے مر رہے ہیں
اناج افغانستان بھیج دیا گیا

کراچی ۱۴ر جولائی۔ اس وقت صوبہ سرحد میں اناج کی بڑی قلت ہے۔ محکمہ غذائیہ کے افسران کا بیان ہے کہ اس قلت کا سب سے بڑا سبب اناج کی ذخیرہ اندوزی اور ناجائز طور پر افغانستان کو برآمد ہوئی ہے۔

دار السلطنت کیلئے اے آر پی
اور ہر خطرے سے بچاؤ کا انتظام

حیدر آباد اور سکندر آباد کے لیئے اے آر۔ پی کی تنظیم حکومت نظام نے قائم کر لی ہے شہریوں سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ اس تنظیم میں شریک ہو کر اپنے ملک اپنے شہر اور اپنے خاندان کے افراد کی خدمت کا حق ادا کریں۔ مولوی حمید الدین احمد صاحب المعتمد صیغہ نشر و اشاعت اور اے۔ آر۔ پی تنظیم کے مشیر حکومت نے یہ اپیل حیدر آباد والوں سے کی کہ صدر اعظم بہادر نے اپنی حالیہ تقریر میں نہایت ہی واضح طور پر سیاسی صورت حال سے ہم سب کو مطلع فرما دیا ہے اور اس سلسلہ میں اس حقیقت کا بھی انکشاف فرمایا کہ آزادی ہم کو مفت نہ ملے گی۔ بلکہ ہم کو اس کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔ وہ قیمت آپ کا وہ ایثار اور قربانی ہے۔ جو معاشی ناکہ بندی کی تمام سختیوں کو برداشت کرنے میں آپ اپنی مادر وطن کو پیش کریں۔

بدل دریافت کر لیئے گئے

معاشی ناکہ بندی کے لیئے بعد ملک کو خود مکتفی کرنے کی نہایت ہی کامیاب مساعی جاری ہیں۔ اور اب بہت سی ضروریات زندگی کے لیئے بدل دریافت کیئے جا چکے ہیں۔

اس خوش آئند شعبہ کے باوجود یہ امر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کہ معاشی ناکہ بندی قانوناً جنگ کے مماثل ہے۔ اور بعض اشیاء کے امتناع میں تو صورت حال جنگ سے بدتر موقف میں ہے۔ اگرچہ ہم حالت جنگ میں نہیں ہیں۔ اور نہ یہ باور کرنے کی کوئی وجہ ہے۔ کہ ہمارے لیئے جنگ ناگزیر ہے۔ تاہم ایک بیدار اور زندہ قوم کی طرح ہر ممکنہ صورت حال سے نبٹنے کے لیئے تیار رہنا چاہیئے۔ اور بالخصوص ایسے تمام اقدامات کے خلاف جو اچانک اور غیر متوقع ہونے کی وجہ سے ہمارے لیئے بہت زیادہ موجب مضرت و تشویش ہو سکتے ہیں۔ اس سے میرا اشارہ ہوائی حملوں کی خطرہ کی طرف ہے۔ اگر جارحانہ جاریہ کی پابندی نیک نیتی سے کی جاتی ہمیں غلط پراپیگنڈہ کی اعصابی جنگ میں مبتلا نہ کیا جاتا۔ اور ہمیں معاشی ناکہ بندی کے ذریعہ سے اپنے مطالبہ آزادی سے دست بردار کرانے کی کوشش نہ کی جاتی۔ تو ہمارے لیئے کوئی وجہ نہ تھی کہ ہم کسی ایسے اقدام کا اندیشہ رکھتے لیکن صورت حال بالکل اس کے برعکس ہے۔ اس لیئے احتیاط کا اقتضا ہے۔ کہ ہم ہر قسم کے جارحانہ اقدام کے لیئے تیار رہیں۔ چنانچہ اسی اصول پر حکومت سرکار عالی نے حیدر آباد کے لیئے محکمۂ ملکی۔ اے۔ آر۔ پی کی تنظیم فرمائی ہے ہر شہری کا فرض ہوگا۔ کہ وہ اپنی شہریت کے حقوق ادا کرے۔ اور حق خدمت اور ایثار کا ہے۔ اے۔ آر۔ پی تنظیم کے لیئے اعزازی خدمات کا پیشکش ان کے اپنے ملک اپنے شہر اور اپنے خاندان کے افراد کی خدمت کے لیئے مواقع فراہم کرے گا۔

ہم حق پر ہیں

ہم حق پر ہیں اور ہماری دیرینہ روایات نے ہم سب کو بلالحاظ مذہب و ملت ایک ایسے رشتہ قومیت میں منسلک کر دیا ہے۔ جو آزمائشوں اور ابتلا میں اور مستحکم اور مضبوط ہوتا جا رہا ہے۔

ہماری باہمی محبت اور خیر سگالی ہمارا مشترکہ جذبہ حب الوطنی ایک ایسا نوشتہ ہے جو آزاد مملکتوں کی تاریخ میں ہماری نسلوں کے لیئے فخر و مباہات کا باعث ہوگا۔

ماؤنٹ بیٹن کی گردن پر ہے۔ جہاں تک اس عذر لنگ کا ہی تعلق ہے۔ کہ انتقال اختیار کا ٹائم ٹیبل ہر دو ہی مملکتوں کے رہنماؤں کے مشورہ سے مرتب کیا گیا تھا تو واضح ہونا چاہیئے۔ کہ مسلم لیگ کے رہنماؤں کو اس معاملہ میں کچھ اختیار نہ دیا گیا۔ انہوں نے بارہا اور زور دار طریقہ سے کہا تھا کہ پر امن اور تسلی بخش طور پر انتقال اختیار کے لئے یہ مدت بہت ناکافی ہے۔

ماہ رمضان میں تفریحی اداروں کے بند رکھنے کا مطالبہ

کراچی ۷ جولائی۔ مولانا بشیر احمد عثمانی کی صدارت یہاں کراچی کے ایک جلسہ عام میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ حکومت پاکستان کو اس امر کی درخواست کی جائے۔ کہ ماہ رمضان کے دوران میں۔ سینما۔ شراب کی دکانیں اور ہر قسم کی تفریحی ادارے بند رہیں۔ یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ اگر عوام کے اس مطالبے کو حکومت بروئے کار لانے پر تیار نہ ہو۔ تو ان مقاصد کے حصول کے لئے مذکورہ بالا قسم کی تمام جگہوں پر پکٹنگ لگائی جائے۔

ماہ رمضان کے احترام میں شراب کی دوکانیں بند

پر زور دیا کہ دونوں ملکوں میں دوستانہ روابط کے قیام کے لئے ضروری ہے۔ کہ عورتوں کے اغوا سے پیدا شدہ گہرے زخموں کو مندمل کیا جائے۔ آپ نے امید ظاہر کی۔ کہ دونوں اطراف کے جذبہ خیرسگالی سے ابھی تک نا دریافت شدہ عورتیں اپنے رشتہ داروں کو واپس مل جائیں۔ اس کانفرنس میں خان ممدوٹ وزیر اعظم مغربی پنجاب، مسز رامیشور کا نہرو۔ مس میری سارا بائی۔ اور میجر جنرل عبدالرحمٰن انسپکٹر جنرل پولیس قربان علیخان۔ مسٹر دھن تیاگی سیکرٹری وزارت پناہ گزینان ہندوستان مس فاری محمد یار لکھنو انڈر سیکرٹری نے بھی شمولیت کی۔ آدھ گھنٹہ کے تبادلہ خیالات کے بعد کانفرنس ختم ہوئی۔ کئی ایک فیصلے ہوئے جو غالباً کل اخبارات میں شائع ہونگے

کوئی عذر لنگ ماؤنٹ بیٹن کو ذمہ واری سے بچا نہیں سکتا

کراچی ۷ جولائی۔ پاکستان کی وزارت خارجہ اور تعلقات دولت مشترکہ کی طرف سے لندن کے دفاتر دولت مشترکہ کے بیان

کے دوران میں اس سے پانچ سو سے زیادہ اموات انبالہ ڈویژن میں پچھلے دنوں پلیگ بھی پھیل گئی تھی۔

ماہ رمضان میں روزہ رکھو
مسٹر لیاقت علیخاں کی تلقین

کراچی ۵ جولائی۔ پاکستان کے وزیر اعظم مسٹر لیاقت علی خان نے مندرجہ ذیل بیان شائع کیا ہے۔ کہ حکومت پاکستان کی خواہش ہے کہ تمام پاکستان میں ماہ رمضان صحیح اسلامی شان کے ساتھ منایا جائے اسلام کی تعلیمات کے مطابق تمام تندرست مسلمانوں کو اس ماہ میں روزہ رکھنا چاہیئے جنہیں قوانین شریعت کے تحت روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ انہیں چاہیئے کہ وہ بر سر عام کھلے طور پر کھانے پینے سے احتراز کرتے ہوئے ماہ رمضان کی تقدیس قائم رکھیں۔

ماہ رمضان میں چینی کا زائد راشن ملیگا

لاہور ۵ جولائی۔ حکومت مغربی پنجاب نے ماہ رمضان میں مسلمانوں کو کھانڈ کا زائد راشن دینا منظور کیا ہے۔ مگر بارہ سال سے کم عمر کے بچوں کو زائد راشن نہیں مل سکے گا۔ جن رقبوں میں چینی کے ساتھ اناج کا بھی راشن ہے۔ وہاں فی کس بارہ چھٹانک

چرخہ کو ہر جگہ حرکت میں لاؤ

نئی منذاورت مرتب کرتے وقت تلافی مافات کا وعدہ کرتے ہوئے خان ممدوٹ نے یقین دلایا تھا کہ نئی کابینہ نے اپنے لئے عمل کا جو پروگرام رکھا ہے۔ اس کی ایک اہم شق مغربی پنجاب کے باشندوں کا تن ڈھکنا ہے۔ وزیر اعظم نے اگرچہ اس ضمن میں اس وقت کوئی خاص منصوبہ پیش نہیں کیا۔ تاہم یہ ضرور کہا تھا۔ کہ خوراک کے بعد عوام کی بنیادی ضرورتوں میں لباس کا درجہ ہے۔ پاکستان میں جب تک کپڑے کے کارخانے کافی تعداد میں قائم نہیں ہو جاتے۔ اس ملک کے باشندوں کو اپنا تن ڈھانکنے کے باعث کاتے ہوئے سوت اور ہاتھ سے بنے ہوئے کپڑے کا استعمال کرنا پڑے گا۔ مغربی پنجاب میں چرخوں اور کرگھوں کو حرکت میں لانے کے لئے ہم مخلصانہ جدوجہد کریں گے۔ تسکین لانے کے یہ الفاظ ۳ جون کو کہے گئے تھے۔ لیکن اگر عوام کے تن برہنہ کر ڈھانکنے کے لئے صوبائی وزارت کی اس مخلصانہ جدوجہد کے نتائج کا جائزہ لینے کے آپ خواہاں ہوں تو ان بیانات پر نظر ڈالئے جو ٹھیک ایک ماہ یعنی ۳ جولائی کو لائے گئے۔ پرانے وزیر مگر نئے شعبے کا انچارج شیخ کرامت علی کے دفتر میں دس پارچہ بافوں کی انجمن کی مجلس منتظمہ کے

کچھ ڈر سے گئے۔ کیونکہ انہیں ڈر تھا کہ کہیں یو۔ این او کمیشن کے پہنچنے سے پہلے ہندوستانی فوجیں پینڈی پر قبضہ نہ کرلیں۔ اس موقعہ پر سردار ابراہیم خود محاذ جنگ پر پہنچے۔ اس سے آزاد افواج کے حوصلے بڑھ گئے۔ اور انہوں نے بہادری سے اور جم کر لڑنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ منڈھیر اور باگھ پر دوبارہ آزاد فوجوں کا قبضہ ہو گیا۔ اس واقعہ سے سردار ابراہیم کی قدر و منزلت اور بھی بڑھ گئی ہے۔

کشمیر کمیشن کراچی پہنچ گیا

کراچی ۷ جولائی۔ اقوام متحدہ کا کشمیر کمیشن ویسٹ منسٹر ایرویز کے ایک ڈکوٹا جہاز میں کراچی کی بندرگاہ پر پہنچ گیا۔ کمیشن کے صدر ڈاکٹر کارڈو سری نے کراچی پہنچنے پر اخبارات کے نام ایک بیان دیتے ہوئے کہا "ہم پاکستان اور ہندوستان اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے فیصلہ کے مطابق وارد ہوئے ہیں۔ اور ہمارے آنے کا مقصد ہر دو حکومتوں کو اپنی خدمات مہیا کرنا ہے۔ کمیشن اپنا کام بلا تعصب اور فراخدلی سے کرے گا۔ جنیوا کے اجلاس میں ہم نے صرف کمیشن کو مرتب کیا ہے۔ ہمارا کام یہیں شروع ہوگا۔ ہم ہر دو ملکوں کے حق میں خیرسگالی جذبات لے کر آئے ہیں اور یہ چیز ہمارے کام کے لئے نہایت ضروری ہے۔

ڈاکٹر موصوف نے مزید کہا کہ وہ چند یوم یہاں خرچ کریں گے۔ اور پھر دہلی جائیں گے اور بعد ازاں کشمیر جانے سے پھر دوبارہ کراچی میں وارد ہوں گے۔ کمیٹی کے ممبران اور دیگر عملہ کی کل تعداد ۱۴ ہے۔ کابینہ پاکستان کے سیکرٹری جنرل اور وزارت خارجہ کے حکام نے کمیشن کا استقبال کیا۔ ممبران کمیشن جمعرات کی شام کو روز پریس کانفرنس منعقد کریں گے۔ اور ۱۰ جولائی کو نئی دہلی روانہ ہوں گے۔ اور غالباً دو ہفتہ کے بعد کراچی واپس آئیں گے۔ کراچی میں دو روزہ قیام کے دوران میں ممبران مسٹر لیاقت علی خان لیاقت علی اور سر محمد ظفر اللہ سے ملاقاتی ہونگے

حیدر آباد کو مفلوج کرنے کی کوشش

معاہدہ جاریہ کی خلاف ورزیاں

حیدر آباد کو مفلوج کر کے اسے ہندوستانی یونین میں شرکت پر مجبور کرنے کی کوشش میں ہندوستان نے پھر معاہدہ انتظامیہ جاریہ کی دو اور خلاف ورزیاں کی ہیں۔

یکم جولائی کو ہندوستان نے ایک ہنگامی حکم (آرڈیننس) جاری کیا جس میں ان ہندوستانی تمسکات کی فروخت اور منتقلی پر پابندی عائد کی گئی ہے جو اعلیٰحضرت بندگان اقدس حکومت سرکار عالی اور حیدر آباد اسٹیٹ بنک کے قبضہ میں ہیں۔ اس حکم کا اثر یہ ہوگا کہ یہ تمام تمسکات منجمد ہو جائیں گے۔ یہ عمل ان بنیادی اصولوں کے خلاف ہے۔ جن کے مطابق تمام دنیا میں قرضہ عامہ کی اجرائی ہوتی ہے۔

ریزرو بنک آف انڈیا کی ہدایت کے مطابق حیدر آباد اور سکندر آباد میں کرنسی چیسٹ کی کارروائی مسدود ہی کے بعد ہی اس سکیم کی اجرائی سے یہ صاف واضح ہو جاتا ہے۔ کہ ہندوستان اس امر کی کوشش کر رہا ہے۔ کہ حیدر آباد میں اشیاء کی درآمدات روک دینے کے علاوہ ہندوستانی سکہ کی فراہمی کو مسدود کر کے حیدر آباد کی معاشی زندگی کو درہم برہم کر دیا جائے۔

حیدر آباد پر انڈین یونین کا حملہ

تمام دنیائے اسلام کو چیلنج ہے

لندن کی ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ لندن کے عرب حلقوں میں حیدر آباد کے بارے میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ مجاہد الیف غازی عبد الکریم اور جمعیتہ اخوان المسلمین کے صدر حسن نبیخ بنا کے ان اعلانات کے بعد جس میں انڈین یونین کے خلاف حیدر آباد کے رویہ کی حمایت کی گئی ہے۔ یہ دلچسپی اور زیادہ ہو گئی ہے۔ علاوہ اس کے تمام دنیائے اسلام کا تعلق نظام کے ساتھ اسلامی اخوت اور محبت کے رشتے کے باعث مسلمہ ہے۔ لندن کے عرب حلقوں کا یہ خیال ہے۔ کہ انڈین یونین کا حیدر آباد کے خلاف جارحانہ رویہ تمام دنیائے اسلام کو چیلنج ہے۔ کہ حیدر آباد انڈین یونین کا شکار ہو گیا۔ تو پھر پاکستان کو اپنے طاقتور دشمن کا مقابلہ تنہا کرنا پڑے گا۔ لندن کے سیاسی حلقوں کو یہ اندیشہ ہے۔ کہ اگر انڈین یونین نے حیدر آباد کے خلاف فوجی حملہ کیا۔ تو وہ مسلح کیمونسٹ جو سرحد حیدر آباد اور مدراس کے ان علاقوں میں جو حیدر آباد سے ملے ہوئے ہیں گڑبڑ کر کے ساری طاقت اپنے ہاتھ میں لے لیں گے

ملایا اور برما میں کمیونسٹوں کی شرارتوں اور انڈیا میں ان کی سرگرمیوں سے لندن کے سیاسی حلقوں میں تشویش پیدا ہو رہی ہے۔ یہ حلقے یہ سمجھنے سے قاصر ہیں۔ کہ حکومت ہند جس نے کمیونسٹوں کی مخالفانہ سرگرمیوں کو کچلنے کے لئے سخت اقدامات کا عہد کیا ہے لیکن ان کمیونسٹوں کے خلاف سخت کارروائی نہیں کرتی جو سرحد حیدر آباد پر حملے کر رہے ہیں۔ اور جو کسی دن انڈین یونین کے لئے باعث تشویش بن سکتے ہیں۔

آزاد کشمیر میں تحقیقاتی کمیشن

برطانیہ کے مسلمان روانہ کریں گے

لندن ۸ جولائی۔ ضلع برمنگھم میں آباد جموں اور کشمیر کے ۲ ہزار باشندوں نے موجودہ حالات کی اطلاع حاصل کرنے کے لئے ایک وفد پاکستان اور آزاد کشمیر کی حکومتوں کے پاس روانہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ وفد مسلم لیگ کی آزاد کشمیر سوسائٹی کے زیر اہتمام روانہ کیا جائے گا۔ اور اس میں مسٹر محمد افضل الدین اور مسٹر ظفر اقبال قریشی شامل ہوں گے۔ مسٹر اقبال حال ہی میں فلسطین سے واپس آئے ہیں۔ جہاں انہوں نے عرب ملاحوں کے ساتھ یہودیوں کے خلاف جنگ میں شرکت کی تھی۔ اب ان کا آزاد کشمیر فوجوں میں شامل ہونے کا ارادہ ہے۔ برمنگھم میں مسلم لیگ کی آزاد سوسائٹی کے ایک جلسہ میں جہاں ایک وفد روانہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ جو قراردادیں متفقہ طور پر منظور کی گئیں۔ ان میں حیدر آباد کی ناکہ بندی کی مذمت کی گئی۔ اور صوبہ سرحد کے وزیر اعظم خان عبد القیوم خان کو ان کی حالیہ کارروائی پر مبارکباد دی گئی۔

شاہ ایران لندن جا رہے ہیں

طہران ۴ جولائی۔ شاہ ایران اعلیٰ حضرت محمد رضا پہلوی ۲۰ جولائی کو عازم لندن ہو رہے ہیں۔ آپ شاہ برطانیہ کنگ جارج کے مہمان ہونگے۔ اور قصر بکنگھم میں قیام فرمائیں گے۔ شاہ ایران سرکاری طور پر نہیں بلکہ نجی طور پر لندن پہنچ رہے ہیں۔ آپ برطانیہ کے حالات کا معائنہ کرنا چاہتے ہیں۔

ضروری اطلاع

حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کے خلیفہ حضرت خواجہ امیر خسرو صاحب رح کا سالانہ عرس لیفے سترھویں ۱۶ تا ۳۰ شوال مطابق ۲۳ اگست تا ۲۷ تک ہوگا۔ اب مورخہ ۸ جولائی سے ماہ رمضان المبارک کا متبرک مہینہ شروع ہوگا۔ جس میں فقراء درویش مساکین کے لئے دونوں وقت سحر و افطار کا عام انتظام ہوتا ہے۔ اور ایام عرس کے پانچوں دنوں میں بھی برابر دونوں وقت لنگر عام تقسیم کیا جاتا ہے۔ آستانہ شریف متوکل ہے۔ کوئی گاؤں یا جاگیر یا مقررہ آمدنی برائے مصارف آستانہ نہیں ہے۔ صرف عقیدتمند اور اہل خیر حضرات کی خدمت گذاری سے ہی تمام مصارف آستانہ لنگر۔ روشنی وغیرہ پورے ہوتے چلے آئے ہیں۔ موجودہ وقت میں زائرین کی آمد نہ ہونے کی وجہ سے آمدنی بالکل نفی کے برابر ہے۔ امید ہے کہ عقیدتمند دیگر اہل خیر حضرات آستانہ شریف کے مصارف نذر و نیاز لنگر روشنی اور ماہ صیام کے سحر و افطار کے کارخیر میں معاونت فرماویں گے۔ جس سے سینکڑوں فقراء و درویش ایام صیام و عرس میں شکم سیر ہونگے۔ اس کار خیر کا اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ (نوٹ) خدمت کرنے والے حضرات کو بطور آگاہی مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ ذیل پتہ پر رقومات روانہ فرماویں تاکہ مصارف میں آسکے۔ پتہ سجادہ نشین سید حافظ حسن نظامی۔ خواجہ نظامی۔ درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا۔ دہلی۔

فن تعمیر حیات

(۱۸)

جو کسی ایسے خیالات کے بارے میں ہو جو کسی آپ کے زیر اثر مفاد معاملہ کے متعلق ہوں۔ شائد ایک شخص متمنی ہے کہ اخبار وں کو ایک خط لکھے۔ یا کسی ایسے مضمون پر آرٹیکل لکھے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک ایسا تاریخی امر واقعہ ہو۔ یا عدالتی مقدمہ ہو یا سکہ رائج الوقت کا زیر بحث امر ہو۔ یا انجینئری کا سوال ہو یا سیاسی جھگڑا ہو۔ یا تاریخی انسان کی سیاسی زندگی کا جھگڑا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ شائد اس شخص کے دماغ میں کوئی خیال کاروبار کے اصلاحی پہلو کے متعلق ہو۔ ایسا خیال جس کے متعلق وہ چاہتا ہے۔ کہ تحقیقات کرے تاکہ اپنے کاروبار میں کوئی اہم تبدیلی کر سکے اس صورت میں متلاشی کیا کرتا ہے؟ وہ انسائیکلو پیڈیا لیکر اس میں کتابوں کے بیان میں مصنفوں کا حوالہ مضمون نگار نے دیا ہے اپنی تمام کتابیں باری باری پڑھتا ہے۔ رسالے تلاش کر کے ان کو پڑھتا ہے۔ اور جن باتوں کو وہ دریافت کرنا چاہتا ہے۔ ان کو ڈھونڈتا ہے۔ اور ان کے مطابقات اور مخالفات کا مقابلہ کر کے ان کو نوٹ کرتا ہے

جو چیز ایک مصنف نے نہیں لکھی وہ دوسرے کی کتاب پڑھ کر معلوم کرتا ہے۔ دونوں کتابوں میں اپنے مضمون کے لحاظ سے یکرنگی پیدا کرتا ہے ابتدائی مدعا کے علاوہ معلومات کا فراہم کرنا اور ان کی باقاعدہ ترتیب۔ ترکیب اور آمیزش قابل تعریف ہے۔ یہ ایک جامع دماغی تنظیم کا طریقہ ہے۔ ذاتی ترجیحات کی بحث یہ ہے۔ کہ اپنے میلانوں کی پیروی کرو۔ یہ ایک ایسا حکم عدالت ہے۔ جس کا ایک شخص خیر مقدم کرتا ہے۔ اور یہ مطالعہ کا صحیح قاعدہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایسی کتاب کا مطالعہ جس سے تم کو دلچسپی نہ ہو فائدہ مند ہو۔ یہ کتاب ہو سکتا ہے کہ آخرکار دلچسپی پیدا کر دے۔ لیکن صحیح مشق تو یہ ہے۔ کہ دلیری سے اپنی ترجیحات کی پیروی کرو۔ جس کتاب کی طرف تمہارا میلان راغب ہو۔ اس کو مطالعہ کے لئے ترجیح دو۔ کئی ایسے آدمی بھی ہیں جو یہ اقبال کرنے کی پروا نہیں کرتے کہ وہ علم معرفت کی ما علم جذبات حیوانی کی یا ایسی کتابیں جو بچوں کے کھلونوں پر لکھی گئی ہیں۔ پڑھ کر بہت خوش ہوتے ہیں۔ اپنی لائن کو اختیار کر لو۔ اگر تم چاہتے ہو کہ شرارتی بھوتوں کے حالات کا مطالعہ کرو۔ تو شوق سے کرو۔ اگر تمہارا مذاق مذاہب کے تقابلہ کی طرف ہو تو بلا تامل اس طرف متوجہ ہو جاؤ

اگر تمہاری خوشی یہ ہے کہ ان گڑیوں کی تصویروں کو دیکھو۔ جن سے سو سال ہوئے لڑکیاں کھیلا کرتی تھیں۔ تو بلا روک ٹوک اپنی خوشی کو پورا کرو۔ اگر تمہارے پڑوسی کی یہ زبردست خواہش ہے۔ کہ وہ نانک کی تاریخ کا مطالعہ کرے۔ تو اس کو ہرگز حق نہیں ہے کہ وہ تم کو بھی اسی کام کے کرنے پر مجبور کرے۔ ہر شخص کو صرف اپنے مذاق کے مطابق عمل کرنے کا حق ہوتا ہے۔ پس اپنا دائرہ پسند کر لو۔ اور اسی میں خوش رہو۔ لیکن اس بات کو فراموش نہ کرو۔ کہ ایسی کتابیں بھی ہیں جن کا مطالعہ تمہارے لئے فرض ہے۔ مثلاً سوانح عمریاں اور تزک جن کا آجکل بڑا رواج ہے اور جو اب کثرت سے شائع ہو رہی ہیں۔ ہر اشاعت کے موسم میں ہزاروں ناول شائع ہوتے ہیں۔ ان میں ایک یا دو ایسے ضرور ہوتے ہیں۔ جو علم زبان و ادب میں مستقل جگہ لینے کے مستحق قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ جب کہ تم ان کتابوں کو جن پر لوگ نسلاً بعد نسلاً پسندیدگی کی مہر ثبت کرتے آئے ہیں نہ پڑھو تو تم اس درجہ سے جس کو مفید کا صحیح رتبہ کہا جاتا ہے محروم رہو گے۔ بیشک ہر ایک شخص کو لازم ہے۔ کہ وہ اپنی زندگی میں مستند کتابوں کے مطالعہ سے محروم نہ رہے۔ خصوصاً اپنی زبان کی مستند کتابوں سے تو ضرور ہی بہرہ اندوز ہونا چاہیئے۔ خوش قسمتی سے ہمارے زمانہ میں اس وقت ایسی کتابیں ہمیشہ کثرت سے شائع ہوتی ہیں۔ اور آسانی سے ارزاں دستیاب ہو سکتی ہیں۔ قرآن شریف کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے فرض ہے بائبل کا مطالعہ ہر عیسائی کا۔ وید کا علم ہر ہندو کا اور گرنتھ صاحب کا علم ہر سکھ کا فرض ہے۔ دوسری مستند کتابوں میں تم اپنے مذاق اور میلان طبع سے مدد لے سکتے ہو جب تم کوئی کتاب پڑھو تو اس میں تحریر کے دعویٰ کا ضرور خیال رکھو۔ جب تم کوئی اچھی کتاب

ختم کر لو۔ تو اپنا قلم اٹھا کر جو اثر تم پر اس کے مطالعہ سے ہوا ہے اس کا خلاصہ نوٹ کر لو یعنے تحریر میں لے آؤ۔ اگر ہو سکے تو چند تنقیدی کلمات بھی درج کر لو۔ ابتدا میں تمہیں یہ کام کسی قدر دشوار معلوم ہوگا۔ اگرچہ تم مصنف کے خیالات اور کتاب کے نفس مضمون سے کماحقہ واقف ہو پھر بھی ہو سکتا ہے۔ کہ تم اس کو اپنے الفاظ میں بیان کرنے اور ان پر تنقید کرنے میں تامل محسوس کرو۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ابھی تک تم نے ان خیالات کو لکھ کر مرتب کرنے کا ہنر نہیں سیکھا۔ جن کو تم نے اپنے مطالعہ سے حاصل کیا ہے۔ تم نے ان میں سے بہت سے خیالات کا ذخیرہ تو اپنے دماغ میں جمع کر لیا ہے۔ لیکن ان کو منطقی ترتیب میں منظم کرنے میں تکلیف گوارا نہیں کی۔

(باقی پھر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۱ — ۲۹ر جولائی سنہ ۱۹۴۸ء

ایڈیٹر میاں عبدالمجید صاحب

THE PAISA AKHBAR URDU WEEKLY LAHORE

پیسہ اخبار لاہور

یادگار حاجی مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم

ساونی کی فصل کی خبر لو

جن لوگوں کو گاؤں جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ یقیناً جانتے ہیں کہ اس وقت ساونی کی فصل کی کیا حالت ہے۔ دریا راوی اور چناب کے درمیان جو لاکھوں من دھان ہر سال کاشت کی جاتی تھی امسال وہ نہ ہو سکے گی۔ کیونکہ جو مہاجر آئے ہیں۔ انہوں نے تردد نہیں کیا۔ لابین نہیں لگائیں وہ کہتے ہیں۔ کہ اس تمام غفلت کی ذمہ واری پٹواریوں کے کندھوں پر ہے۔ جنہوں نے ان کو زمین کے نمبر اور فرد وغیرہ تا حال نہیں دیئے۔ اور مزارعین کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ کون کون سا ٹکڑہ زمین قسام ازل نے ان کو عطا کیا ہے۔ پٹواری کسی جگہ بھی لوگوں کو نمبر وغیرہ نہیں دیتے نمبروں کے عطا کئے جانے کے متعلق کوئی خاص انتظام اور بھی ہونا چاہیئے۔ اور جس پٹواری کے متعلق یہ خبر ہے کہ وہ نمبر نہیں دیتا۔ یا نمبروں کی بہم رسانی کے لئے لالچ کرتا ہے۔ تو اسے سخت سزا ملنی چاہیئے۔ ہر پٹواری کے گھر کے باہر گاؤں کا نقشہ چسپاں ہونا چاہیئے۔ جس کے اوپر تمام کلہ بندی درج ہو۔ اور تمام نمبروں کی ملکیت بھی اسی نقشہ پر درج ہونی چاہیئے۔ اس طرح سے پٹواری نمبروں کے متعلق شرارت نہ کر سکیں گے۔ نقشہ میں ہر کلہ میں اس کلہ کا نمبر اور مالک کا نام ہونا چاہیئے۔ اور جو کلے خالی ہوں وہ خالی دکھائے جانے چاہئیں۔ ایسے نقشہ کی مدد سے ہر کم و بیش پڑھا لکھا آدمی اپنے نمبروں کے متعلق کما حقہ علم حاصل کر سکے گا۔ ایسے نقشہ کی تیاری سے افسران بھی خود آہی ایک نظر ڈال کر دیکھ سکیں گے۔ کہ ہر گاؤں میں کس قدر رقبہ خالی اور بنجر پڑا ہے۔ امید ہے کہ وزیر اعظم صاحب خود اس امر کے متعلق غور فرماویں گے۔ کئی گاؤں میں زمین خالی پڑی ہے۔ اور پٹواری وہاں کسی کو آباد ہونے نہیں دیتے۔ اگر حکام نے اس وقت ساونی کی ہونے والی فصل کی خبر نہ لی۔ تو یقیناً اور چار ماہ کے بعد پھر پنجاب میں قحط پڑ جائے گا۔ لاکھوں مہاجر مختلف گاؤں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور ان کے پاس آلات کشاورزی نہیں ہیں اور مال مویشی کو ترس رہے ہیں۔ اور وہاں پر مقامی زمینداروں نے سکھوں اور ہندوؤں زمینداروں کا مال لوٹ کر اپنے اندر ڈال لیا ہے۔ موٹے موٹے زمیندار بوجہ بھائی چارہ کے پرانے آباد کاروں کی حمایت کر رہے ہیں۔ وہ یہ نہیں چاہتے کہ کسی زمیندار سے کوئی لوٹ کا مال لیکر کسی مہاجر کو دیا جائے۔ اگر ایسا ہوا تو اس امر کی زد آخر ان کی ذات پر نہ آجائے۔ بلکہ یہ موٹے موٹے زمیندار پٹواریوں سے ملے ہوئے ہیں۔ یہ پٹواریوں کی مدد کرتے ہیں۔ اور پٹواری انہیں بچاتے ہیں۔ اور ہر ہونے والے اقدام کی وقت سے پہلے ان کو خبر کر دیتے ہیں۔

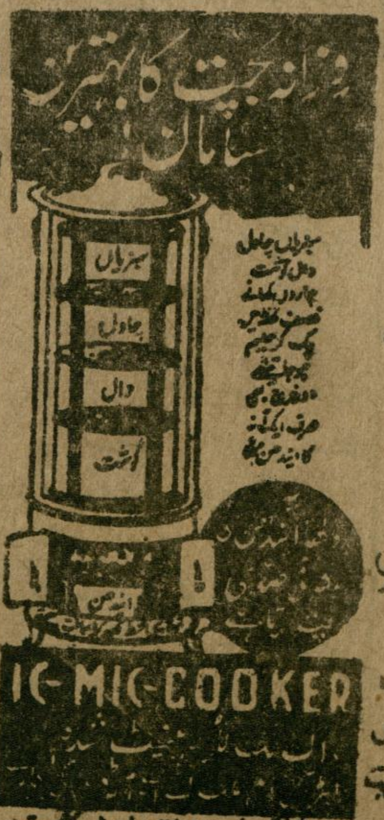
بلوچستان کے افغانوں کا ایک جرار لشکر کشمیر کو!!!

علمائے بلوچستان نے کشمیر کے رضا کاروں کے لئے ملک میں جو اپیل کی تھی۔ اس کے جواب میں بلوچستان کے پٹھانوں نے ایک جرار لشکر تیار کیا ہے۔ یہ لوگ بلوچستان سے کشمیر کو روانہ ہو چکے ہیں۔ یہ لوگ نہایت دلیر اور جنگجویانہ قابلیت کے مالک ہیں۔ اور اس سے قبل بھی یہ کشمیر میں راجوری اور نوشہرہ کے محاذوں پر اپنی داد شجاعت حاصل کر چکے ہیں۔ یہ سب لوگ جہاد کے عزم صمیم سے اپنے گھروں سے نکلے ہیں۔ خدا انہیں ان کے ارادوں میں برکت دے۔ ان لوگوں نے یہ بھی اعلان کیا ہے۔ کہ اگر ہندوانی حکومت نے کشمیر کے متعلق اپنی روش کو نہ بدلا تو بلوچستانی اور قبائلی پٹھان کشمیر کے مسلمانوں کے تحفظ کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی گریز نہ کریں گے۔

آئندہ ہندوستان کو پاسپورٹ سے سفر ہوا کرے

مغربی پاکستان کے باشندگان کے لئے اب ہندوستان میں آزادانہ داخلہ کی کوئی صورت نہیں رہی۔ پاکستان کا کوئی باشندہ آئندہ بلا پاسپورٹ کے ہندوستان میں سفر نہ کر سکے گا۔ حکومت ہندوستان نے اعلان کیا ہے۔ ۱۹ر جولائی سے مغربی پاکستان کا کوئی باشندہ باقاعدہ اجازت نامہ کے بغیر یعنی بلا پاسپورٹ حاصل کئے ہندوستان میں نہ آسکے گا۔ ہندوستان میں سفر کرنے والے لوگ اپنی حکومت سے نہیں۔ بلکہ ہندوستان کی حکومت سے اجازت لیکر ہندوستان جا سکیں گے۔ تاکہ حکومت پاکستان نے حکومت ہندوستان کی اس درخواست کا کوئی جواب نہیں دیا۔ پاکستان کو بھی چاہیئے کہ وہ ہندو اور سکھوں کا داخلہ پاسپورٹ سے کر لے۔ اور کوئی ہندو یا سکھ پاکستان کی اجازت کے بغیر ادھر نہ آسکے۔





ایک بڑی آزمائش

جب تم کچھ کہو تو انصاف کو ملحوظ رکھ کر کہو اگرچہ اس کی زد تمہارے قریبی رشتہ دار ہی پر کیوں نہ پڑے (قرآن)۔ انصاف اور رشتہ داری کا معاملہ بڑا ہی نازک ہے۔ انسان غیر کے معاملہ میں انصاف کر سکتا ہے۔ مگر جب اپنے رشتہ دار سے پالا پڑے تو انصاف دھرا کا دھرا رہ جاتا ہے۔ لیکن مسلمان کا کام یہ ہے۔ کہ انصاف کی خاطر کسی تعلق کو کام میں نہ لائے۔ اور انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ اگرچہ اس کے انصاف کی زد ماں باپ اور قریب سے قریب رشتہ دار پر ہی کیوں نہ پڑے۔ ایسے وقت میں اسے فیصلہ کرنا ہوگا کہ وہ رشتہ دار کا ساتھ دیتا ہے۔ یا سچائی اور انصاف کا۔ ایمان کی طاقت اسے انصاف پر مجبور کرے گی۔ نفس کی خواہش اسے رشتہ داری کا خیال دلائے گی۔ اس کشمکش میں بڑے بڑے لوگ فیل ہو جاتے ہیں۔ مگر جو لوگ خدا ترس ہیں۔ جن کی اخلاقی سیرت بلند ہے۔ اور جرات اور حوصلہ کی روح لے کر پیدا ہوئے ہیں۔ وہ انصاف پر اپنی ہر قیمتی متاع قربان کر سکتے ہیں۔ اپنے ظلم اور ناانصافی پر مہر نہیں لگا سکتے۔

ہمارے عوامی وزراء

ممدوٹ وزارت کی نئی تشکیل میں ایک خصوصیت یہ بتائی گئی تھی۔ کہ نئے وزیر عوام میں سے ہیں۔ اور اب خاندانی ارباب اقتدار دور ہٹ گئے ہیں۔ اس لئے یہ لوگ عوام کی زیادہ سے زیادہ خدمت کریں گے ہمارا ماتھا اسی وقت ٹھنکا تھا اور ہم نے کہا تھا کہ یہ بھی ایک سیاسی طفل تسلی ہے۔ بہرحال دو مہینے کی مہلت مانگی گئی تھی جو ختم ہو رہی ہے۔ اس دوران میں حالات کچھ بگڑے ہی ہیں سنورے نہیں۔ وہ عوام جو مقامی ہیں اور پاکستان کی خاطر کچھ قربانیاں دے چکے ہیں۔ وہ ابھی تک خود کی کے چکر میں ہیں۔ اور مہاجر بے چاروں کا تو کہنا ہی کیا۔ عوامی وزراء کیا کر رہے ہیں؟ کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ یہ کون جانے؟ کون بتائے؟ ان سے پوچھنے والا کون ہے جو یہ ہے وہ ابھی کے رشتہ دار ہیں۔ اور ان کے ساتھ ہیں۔ اور جو باز پرس والے ان کے ساتھ نہیں ہیں۔ وہ ابھی ان سے پوچھ نہیں سکتے۔ کیونکہ اسمبلی کا اجلاس ابھی دور ہے۔ اور یہ وزیر باز پرس سے بے نیاز ہیں۔ کیا آپ نے اس دوران میں سنا کہ فلاں الاٹمنٹ کی اصلاح ہوئی۔ کیا آپ نے سنا کہ مقامی انصار سے کچھ چھین کر مہاجروں کو دیا گیا۔ کیا آپ نے دیکھا کہ جو زخم ہرے تھے وہ خشک ہوئے ہیں شاید ناسور تو بن گئے ہوں تو ہمیں ان سے شکوہ نہیں۔ اس لئے کہ وہ جس مشین کے پرزے ہیں اصل خرابی اسی میں ہے۔ وہ جس نظام حیات کے ماتحت اصلاح حال کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اس نظام میں سرے سے اصلاح حال کی گنجائش ہی موجود نہیں ہے۔ وہ عوام کی پیاس جس چشمے سے بجھانے کی فکر میں ہیں وہ سراب ہے۔ وہ جس درخت کی آبیاری میں مصروف ہیں۔ وہ آم نہیں کیکر ہے پھر دو ماہ گزار جائیں یا دو سال کیا فرق پڑ سکتا ہے۔ سرمایہ دار وزیر ہوں اور مزدور صورت حال میں کیا تبدیلی آ سکتی ہے؟

دفعہ ۹۳ نئی شکل میں

حکومت پاکستان نے جب گذشتہ اگست میں گورنمنٹ آف انڈیا کے ایکٹ ۱۹۳۵ء کو اپنایا تو اس میں سے دفعہ ۹۳ اس خیال سے خارج کر دی گئی تھی۔ کہ اپنی حکومت میں اس جمہوریت کش پابندی کی ضرورت نہ رہے گی۔ لیکن اس دفعہ کے اخراج نے ارکان حکومت کو اس طرح باز پرس سے بے نیاز کر دیا جس طرح ہمارے بعض رہنما (؟) قیامت کی باز پرس سے بے نیاز ہیں اور کچھ عرصہ بعد معلوم ہوا۔ کہ یکایک آزادی سے ہاتھ ارکا بوجھ پڑنے سے بعض وزراء کے دماغ اس حد تک خراب ہو گئے ہیں کہ دفعہ ۹۳ کا استعمال ضروری ہے۔ چنانچہ اب اس دفعہ کو دفعہ ۹۳ - الف کا نام دیکر۔ دستور حکومت میں شامل کر لیا گیا ہے۔ وہ لوگ جو اختیار و اقتدار کے رنگ سے ہولی کھیل رہے تھے۔ اس خبر سے پریشان ہیں۔ کہ اب کیا ہونے والا ہے؟ یہ دفعہ کہاں استعمال ہوگی؟ کس وزارت پر اس کا نزلہ گرے گا؟ لیکن محض پریشانی سے کیا ہو سکتا ہے اگر وزارتیں آج بھی سنبھل جائیں۔ تو خدا کا خوف نہ سہی۔ یہ ڈنڈے کا خوف ان کے اختیار و اقتدار کو بحال رکھ سکتا ہے۔ خدا اور یوم الحساب تو ان کے دماغوں سے نکل چکا ہے۔ لیکن دفعہ ۹۲- الف کا بھوت شاید انہیں درست کر دے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سب کچھ ہمارے صوبہ کے لئے ہوا ہے۔ نہیں کہہ سکتے کہ یہ خیال کہاں تک درست ہے۔ لیکن اگر پنجاب میں اس دفعہ کو آزمانا ضرور ہو تو ہم نہایت ادب سے قائداعظم کی خدمت میں دو گذارشات کیا چاہتے ہیں۔ (۱) دفعہ ۹۲- الف کے نفاذ سے پہلے اس اسمبلی پارٹی کو ایک مرتبہ اور موقع دے دیا جائے اور وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ برسراقتدار آئیں تو بہت کچھ کر گزریں۔ انہیں خدمت کرنے کا موقع دیا جائے۔ تاکہ ایک مرتبہ یہاں پھر نمائندہ وزارت بنے۔ اگر دس مہینے تک ہم ایک تجربہ کر سکتے ہیں تو ایک ماہ اور سہی۔ اور ماؤنٹ بیٹن کے نامہ اعمال کے ساتھ گذشتہ دنوں ہمارے صوبے کے موجودہ گورنر کا ذکر جس انداز میں آیا ہے۔ اور جس کی تردید کسی گوشہ سے نہیں ہوئی۔ اس کے پیش نظر بھی ضروری ہے کہ عوام کے نمائندوں کو موقع دیا جائے۔ اور سارے اختیارات سونپنے سے پہلے صوبے کے لئے کسی ایسے شخص کو گورنر مقرر کرنا چاہیئے۔ جو دفعہ ۹۲-الف کے اختیارات کو صحیح طور پر استعمال کر سکے۔

سول سپلائی والے

گذشتہ بجٹ سیشن میں وزارت کی طرف سے اعلان ہوا تھا۔ کہ سول سپلائی کا محکمہ عنقریب توڑ دیا جائے گا۔ لیکن سول سپلائی والے بھی کچی گولیاں نہیں کھیلے۔ انہوں نے ایسے جتن کئے کہ محکمہ کی ضرورت آئے دن شدید سے شدید معلوم ہوتی گئی۔ اور اس اعلان کے باوجود اور اپنی بعض ٹکسال باہر کارروائیوں کے صدقے میں محکمہ ابھی تک قائم ہے اور یہی لیل و نہار رہے تو خدا جانے کب تک قائم رہے گا۔ آپ حکومت کی طرف سے بھی سن چکے ہیں۔ اور آثار بھی بتا رہے ہیں۔ کہ صوبے میں گزشتہ فصل ربیع کا [illegible] کی ضرورت سے زیادہ پیدا ہوا۔ [illegible] بار لوگ غلہ دبائے بیٹھے ہیں۔ تا کہ [illegible] کی کمی محسوس ہوتی رہے۔ اور سول [illegible] کا محکمہ قائم رہ سکے۔ ورنہ [illegible] ضرورت سے زیادہ ہو۔ کمی والے [illegible] ہندوستان میں چلے گئے ہوں۔ [illegible] وجہ نہیں کہ اناج کی خرید و فروخت [illegible] پاکستان کی حدود میں کوئی پابندی [illegible] رہے۔ جس کی وجہ سے سول سپلائی محکمے کا ہاتھی ضرورت کے دروازے سے بندھا رہے۔ محض نرخوں کا [illegible] اس محکمہ کی ضرورت کا متقاضی نہیں۔ وہی لوگ ذخیروں والے ہیں اور اپنی عزیز و اقارب سرکار دربار کے ملازم [illegible] اس [illegible] کے کرتا دھرتا ہیں۔ آج بھی [illegible] میں آپ سوجی اور میدہ حاصل نہیں [illegible] آخر یہ گندم کس کام آئے گی [illegible] معاملہ لیجئے۔ راشن ختم ہوا۔ [illegible] چاول کھانا بند کر دیا گیا کیونکہ [illegible] ریٹ ہے پچیس روپے من اور چاول [illegible] رہا ہے پچاس اور ساٹھ روپے [illegible] تاجر یا سوداگر یہ سودا کر سکتا ہے [illegible] ذخیرے پری کیورمنٹ سکیم کے [illegible] میں تاجروں اور سوداگروں کے گو[illegible] میں پڑے سول سپلائی والوں کا [illegible] رہے ہیں۔ آپ مریض ہوں۔ [illegible] ہوں۔ حکومت کی بلا سے۔ آپ کو [illegible] نہیں مل سکے گا۔ ورنہ جیسے [illegible] راشن ختم ہوا تھا۔ اگر پری کیورمنٹ سکیم بھی ختم ہو جاتی۔ تو چاول تمام [illegible] میں آ جاتا۔ اور کھپت کے مطابق [illegible] کا نرخ بھی اعتدال پر آ جاتا۔ [illegible] کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ [illegible] اپنی جگہ موجود ہیں۔ انہیں تاجر [illegible] حکومت کی اجازت کے بغیر [illegible] اور نئی فصل ابھی دور ہے۔ ان حالات [illegible] نہ سول سپلائی کے محکمے کے ختم ہونے [illegible] ہے۔ نہ احساس [illegible] کا عام ہونا [illegible] ہے۔ فصل ضرورت سے زائد بھی ہو [illegible] حکام اور حکام کی دھاندلی کا آپ کے [illegible] کیا علاج ہے جو غلہ آپ کی ضرورت [illegible] زیادہ ہے۔ لیکن چونکہ ایک محکمہ کو قائم رکھنا ہے۔ اس لئے ایسے انتظامات [illegible] ضروری ہیں۔ کہ فالتو ہونے کے باوجود [illegible] آپ تک آسانی سے نہ پہنچ سکے۔ [illegible] وجہ تھی کہ آج بازار میں سوجی [illegible] چاول کی یہی کیفیت ہوتی۔ جو اس وقت [illegible]

تو پاک باش برادر مدار از کس باک — زنند جامۂ ناپاک گازران بر سنگ

پیسہ اخبار لاہور

قیمت سالانہ مبلغ چار روپے (للعہ) حجازی پریس بیرون موری گیٹ لاہور میں چھپوا کر میاں عبدالمجید صاحب ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے دفتر پیسہ اخبار لاہور سے شائع کیا

نمبر ۲۸ | ۲۹ جولائی سنہ ۱۹۴۸ء | جلد ۶۲

ہمیں تجارت کی راہیں کھول دینی چاہئیں

ہمیں اپنی پیداوار بہر کیف بڑھانی چاہئیے جنگ سے قبل گندم کا بھاؤ تین چار روپے من تھا۔ چاول سستے تھے۔ فی روپے کی چار سیر آیا کرتی تھی۔ جب جنگ شروع ہوئی تو حکومت نے ہر چیز راشن کر دی۔ اور راشن کا بھاؤ بڑھا دیا۔ جس سے گرین سنڈیکیٹ کے ممبروں نے لاکھوں روپیہ کما لیا۔ اب لوگ چیختے ہیں کہ ان کو ہٹایا جائے۔ مگر حکومت غور نہیں کرتی۔ اسی لئے ان میں کسی اور کو بھی حصہ ملنا چاہیئے۔ جب جنگ بند ہوئی تو ہندوستان کی تقسیم کا سوال اور آزادی حاصل کرنے کے سوال نے لوگوں کو متوجہ کر لیا۔ حکومت بھی اسی ادھیڑ بن میں عملی طور پر ضروریات زندگی کو سستا کرنے کے لئے سعی نہ کر سکی۔ اب جنگ ختم ہو چکا ہے۔ لوگوں نے انگریزوں سے آزادی حاصل کر کے اپنا اپنا ملک سنبھال لیا ہے۔ مگر ضروریات زندگی سستی ہونے پر نہیں آتیں۔ کبھی سننے میں آتا ہے۔ کہ بعض لوگوں نے بلیک مارکیٹ کر کے ۲۵ لاکھ من غلہ ہندوستان والوں کے ہاتھ بیچ لیا ہے۔ حالانکہ ان کا اپنا ملک غلہ کے لئے ترس رہا ہے۔ مایحتاج زندگی کی موجودہ کمی اب قابل برداشت نہیں رہی۔ حکومت نئے سے نیا ٹیکس لگا کر لوگوں کی قوت خرید کو مفلوج کر رہی ہے زمانہ جنگ کا کوئی ٹیکس کم نہیں ہوا بلکہ ان پر اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔ انکم ٹیکس ہاؤس ٹیکس۔ پراپرٹی ٹیکس۔ نمک ٹیکس بجلی ٹیکس۔ سیل ٹیکس وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جو ہماری آمدنی کا پچاس فی صدی ہماری جیبوں سے لے جاتی ہیں۔ جنگ کے زمانہ میں جنگی ضروریات کے ماتحت یہ ٹیکس انگریز نے تجویز کئے تھے۔ اب جنگ ختم ہو چکی ہے۔ مگر یہ ٹیکس جاری پشت سے نہیں اترتے۔ بیوپار کی منڈیوں میں ہماری حالت سخت زبون ہے۔ ہم غیر ممالک سے کچھ منگا نہیں سکتے۔ کیونکہ ہمیں پاؤنڈ اور ڈالر کا تبادلہ دستیاب نہیں ہو سکتا۔ امریکہ اور یورپ سے ہم مال نہیں منگا سکتے۔ تاجروں کے راستے میں حکومت نے سینکڑوں قسم کی مختلف اڑچنیں پیدا کر رکھی ہیں۔ حکومت کے دفتروں سے درآمد برآمد کا پرمٹ حاصل کرنا بڑا مشکل ہو رہا ہے۔ رشوت اور چور بازار کا چاروں طرف زور ہے۔ اگر حکومت نے قبل از جنگ کی طرح تجارت کو آزاد نہ کیا تو حکومت کامیاب نہ ہو سکے گی۔ ملک کو فلاح نصیب نہ ہو سکے گی۔ وہ محکمے جو جنگ کے زمانہ میں انگریز نے اپنی فلاح کے لئے بنائے تھے۔ ان کو آج توڑ دینا چاہیئے۔ ہر جگہ اخراجات کو کم کرنا اور پیداوار کو بڑھانا چاہیئے۔ جب تک ہماری پیداوار نہ بڑھے گی۔ ہم زندگی کی دوڑ میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ آج ہمیں تمام دنیا میں اپنی خام پیداوار کو بھیجنا چاہیئے۔ پاکستان کی پٹ سن کو اچھے داموں پر فروخت کرنا چاہیئے۔ ہمیں پاکستان کی پٹ سن فروخت کرنے کے لئے ایسا اچھا ایڈورٹائزمنٹ کرنا چاہیئے۔ کہ تمام دنیا کی قومیں ہمارے ہاں اس کی خریداری کے لئے آ جمع ہوں۔ اس کام کے لئے ہمارے وزیر تجارت کو نئے سے نئی راہیں نکالنی چاہئیں۔ اب وقت آگیا ہے۔ کہ ہم اپنی تجارت اور خام اشیا کی فروخت کے متعلق نہایت غور اور سنجیدگی سے فکر کریں۔ ہمارے چوٹی کے لیڈروں نے چونکہ کبھی بیوپار نہیں کیا اور تجارت کے تجربات نہیں سیکھے اس لئے وہ بیوپار سے بالکل کورے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ تجارت کو تا حال ایک سال ہونے کو آیا ہے۔ اپنی سابقہ حالت پر نہیں لا سکے چور بازار اور بلیک مارکیٹ کو بند نہیں کر سکے۔ حکومت کو چاہیئے۔ کہ بڑے سکیل پر لوگوں کو بیرون جات سے تجارت کرنے دے۔ تمام رکاوٹوں کو راستے میں سے رفع کر دے۔ غیر ممالک سے بکثرت مال آنے دے اور پاکستان کی پیداوار کو غیر ممالک میں جانے دے۔ تاکہ مسلمانوں کو تجارت کا چسکا پڑ جائے اور تجارت میں ہاتھ پیر مارنے شروع کر دیں۔ ریل میں مال بک کرانے کی سہولتیں پیدا ہونی چاہئیں۔ مال گاڑی کا کرایہ مایحتاج زندگی کے لئے کم از کم ہونا چاہیئے۔ اور تجارت کے تمام معاملات کو دوستانہ گفت و شنید سے حل کر لینا چاہیئے۔ ڈاک خانہ والوں نے ڈاک کے ذریعہ سے ہونے والی تجارت کو ایک بڑی حد تک مفلوج کر دیا ہے۔ آٹھ آنہ سیر والا محصول یکلخت بڑھا کر ایک روپیہ سیر کر دیا ہے۔ کیا ایسی ایسی الٹی چالوں سے کبھی تجارت ترقی کر سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ اگر تجارت اور صنعت و حرفت پر عملی آدمیوں کو نہ لگایا گیا تو پاکستان کی کشتی کبھی منجدھار سے نہ نکل سکے گی۔ ہم تمام عیب حکومت کے کندھوں پر تھوپنا نہیں چاہتے۔ ہم اس امر کے تسلیم کرنے میں بھی ویسے ہی بیباک ہیں کہ ابھی ہم میں بھی ایسے لوگ پیدا نہیں ہوئے جو حکومت کے کل پرزوں کو ان تمام مصائب سے خبردار کر دیں جن کی وجہ سے رکاوٹیں پیدا ہو رہی ہیں ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ سچے حالات اور سچے واقعات سے قائداعظم کو خبردار کرتا رہے۔ تاکہ مشکلات کا ازالہ ہو سکے۔ اور آنے والی مصیبتوں کا سدباب ہو سکے۔ عرصے سے ہم سن رہے ہیں۔ حکومت پاکستان نے جاپان اور روس سے کپڑا خریدنے اور خام روئی دینے کا اگریمنٹ کر لیا ہے۔ مگر تا حال جاپانی یا روسی کپڑا مارکیٹ میں نہیں آیا۔ حالانکہ ملک میں کپڑا کی سخت ضرورت ہے۔ قائداعظم کو چاہیئے کہ وہ تجارت کی گتھیاں سلجھانے کے لئے اپنے نہایت قیمتی وقت میں سے دو گھنٹے روزانہ ضرور دیا کریں۔ قانون و انصاف کے بعد سب سے زیادہ ضروری پورٹ فولیو تجارت اور صنعت و حرفت کا ہے۔ اگر ملک میں صنعت و حرفت اور تجارت کو کوئی نمایاں ترقی نہ دی گئی۔ تو پاکستان دیگر اقوام کے ہمراہ دوش بدوش ترقی نہ کر سکے گا خرچ بڑھانے والے اور فضول محکموں کو فوراً ختم کر دینا چاہیئے۔ اس کی وجہ سے ملک کو بڑا نقصان پہنچ رہا ہے۔ صرف چند ہزار نفر جو اس محکمہ میں ملازم ہیں ان کی خواہش ہے۔ کہ یہ محکمہ تاقیامت قائم رہے۔ مگر عام پبلک کو اب اس محکمہ کی چنداں ضرورت نہیں رہی۔ اس محکمہ کو توڑ کر تجارت اور صنعت و حرفت کو ترقی دینے کا محکمہ قائم کر دینا چاہیئے۔ تاکہ ملک میں بہت سے کارخانے قائم ہو جائیں۔ اور لوگ بکثرت تجارت اور صنعت میں منہمک ہو جائیں۔ ہماری ضروریات میں سے سینکڑوں چیزیں ایسی ہیں۔ جو غیر ممالک سے آ رہی ہیں۔ لیکن وہ ذرا سی توجہ سے یہاں بھی بن سکتی ہیں۔ جنگ کے زمانہ میں جس طرح سے حکومت نے مختلف کارخانوں سے اعلیٰ درجہ کا مال تیار کروایا تھا۔ اب بھی کروائے اور پھر اسے تمام ملک میں فروخت کرے دیکھیں پھر تجارت کیونکر ترقی نہیں کرتی جب تک عملی کام نہ ہوگا۔ تجارت باتوں سے ترقی نہ کر سکے گی۔

سندھ حکومت بھی ایک عرصہ تک کراچی میں رہے گی

کراچی کی ایک خبر میں بتایا گیا ہے۔ کہ سندھ کے وزیراعظم پیر الٰہی بخش نے کل نمائندہ پریس کو ایک ملاقات کے دوران میں بتایا کہ سندھ نے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ کہ سندھ کا دارالحکومت کس وقت منتقل کیا جائے۔ سردست حکومت پاکستان نے ہمیں کراچی میں رہنے کی اجازت دے دی ہے۔ اور ہم ایک غیر معین عرصہ تک یہاں رہیں گے۔ جب حکومت پاکستان اپنے دارالحکومت کی حدبندی کر دے گی۔ اس کے بعد حکومت سندھ کسی جگہ اپنا دارالحکومت بنانے کی تجویز پر غور کرے گی۔ کراچی کے معاوضہ کے متعلق وزیراعظم نے کہا کہ گیارہ ممبروں پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جائے گی۔ جو حکومت پاکستان سے معاوضہ کی رقم کا فیصلہ کرے گی۔ اس کمیٹی میں پانچ ممبر سندھ کے اور پانچ ممبر حکومت پاکستان کے ہوں گے۔ گیارھواں ممبر جو چیئرمین ہوگا قائداعظم نامزد کریں گے۔ (اے۔پی)

ہندوستان جانے کے پرمٹ

آجکل ڈپٹی کمشنر لاہور کے دفتر میں خوب رونق ہے۔ قریباً نو سو اشخاص کو ہندوستان جانے کے پرمٹ جاری کئے گئے ہیں۔ ابھی اور کئی لوگ یہ فارم طلب کر رہے ہیں۔ مگر یہ فارم ختم ہو چکے ہیں ہندوستان سے آئے ہوئے مسلمانوں کا خیال ہے۔ کہ اس پرمٹ سسٹم کے ذریعہ سے انڈیا گورنمنٹ مسلمانوں کی جائداد کو لاوارث جائداد ثابت کرنا چاہتی ہے۔ تاکہ ان کی جائداد کو لاوارث ثابت کر کے سکھوں اور ہندوؤں میں تقسیم کر دیا جائے یا فروخت کر دے اور مسئلہ آبادکاری بھی سلجھ جائے۔ اور مسلمانوں کی بلا بھی سر سے ٹل جائے اگر حکومت ہند نے یہ کیا تو اس کے جواب میں ہماری حکومت کو بھی یہی حربہ اختیار کرنا پڑے گا۔

مانچسٹر گارڈین کی رائے

انگلستان کے مشہور اخبار مانچسٹر گارڈین نے لکھا ہے۔ کہ یوروپین مبصروں کی رائے ہے کہ حکومت حیدرآباد نے اپنے علاقہ میں استصواب رائے عامہ کی تجویز پیش کر کے ثابت کر دیا ہے کہ وہ جمہوریت کے اصولوں کی پیروی کرنے کو پابرکاب ہے۔ اسی اخبار نے یہ بھی نہایت روشن طریقہ سے لکھا ہے۔ کہ پنڈت نہرو بڑے ضدی ہیں اگر حیدرآباد سے بھی کسی اہم معاملہ میں حکومت برطانیہ اور ہند میں نزاع پیدا ہوا تو یقیناً پنڈت نہرو برطانیہ کو بھی آنکھیں دکھائیں گے۔

بمبئی میں لاتعداد مسلمانوں کی تلاشیاں

آج کل بمبئی میں پولیس کئی معزز مسلمانوں کو گرفتار کر رہی ہے۔ اور لوگوں کی خانہ تلاشیاں جاری ہیں۔ اس وجہ سے عوام میں سخت بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ مالکان حبیب بنک کی تلاشی میں کچھ نتیجہ نہیں نکلا۔ سوائے اس کے کہ باعزت لوگوں کو شرمندگی اٹھانی پڑی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ تلاشیوں کے دوران میں پولیس نے بھی خوب لوٹ کھسوٹ کی ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس میں کیا جمہوریت کی شان ہے۔ ہمارے خیال میں انڈین یونین صرف ہندوستانیوں کے ذہن نشین کرنا چاہتی

ہے۔ کہ ابھی ہندوستان میں حیدر آباد کے ۲ کروڑ ایجنٹ بستے ہیں۔ جو حیدر آباد سے جنگ ہونے کی صورت میں اتحاد المسلمین کے رضاکاروں سے جا ملیں گے۔ اگر انڈین یونین کو ان ۲ کروڑ حیدری مسلمانوں کا خوف ہے۔ تو وہ جنگ کا خیال ہی دل میں کیوں لاتی ہے

بمبئی میں گرفتاریاں

بمبئی میں پولیس کو بڑے وسیع اختیارات دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ پولیس کمشنر بمبئی نے اعلان کیا ہے۔ کہ بمبئی میں حیدر آباد کے متعلق خطرناک افواہیں پھیلانے والے لوگوں کو فوراً گرفتار کر لیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں اکثر ہندوؤں نے کئی لوگوں کو پولیس میں رپورٹ کر کے گرفتار کروا دیا ہے۔ جس وجہ سے تمام بمبئی میں بے اطمینانی کا دور دورہ شروع ہو چکا ہے۔ پولیس نے خود امن کو توڑنے کے لئے یہ حربہ ایجاد کیا ہے۔

فوڈ کانفرنس

اس ہفتے کراچی میں جو فوڈ کانفرنس پاکستان کی ہو رہی ہے۔ اس میں پیرزادہ عبدالستار صاحب نے کہا کہ اگر حکومت نے گندم کے تمام ذخائر پر قابو حاصل نہ کیا۔ تو ملک میں قحط پڑ جانے کا سخت خطرہ ہے۔ پیرزادہ صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں یہ بھی کہا کہ امسال مغربی پنجاب اور سندھ میں گندم کی فصل بڑی اچھی رہی۔ مگر سب سے زیادہ نقصان ہمیں چور بازاری سے پہنچ رہا ہے۔ کیونکہ معلوم ہوا ہے کہ لوگ اس جرم میں گرفتار ہو چکے ہیں۔ کہ وہ اپنے ملک کا غلہ چوری سے ہندوستانیوں کے ہاتھ گراں نرخ پر فروخت کر رہے ہیں۔ ان ناعاقبت اندیشوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ ان کی اس حرکت سے ان کا اپنا ملک کچھ عرصہ کے بعد گندم کی کمی کی وجہ سے بھوکوں مرنے لگے گا۔ صرف سندھ سے اس وقت تک بیس ہزار ٹن گندم ہندوستان کے ہاں پہنچ چکا ہے اگر حکومت نے اس چور بازاری کو بند نہ کیا تو بڑا سخت نقصان پہنچے گا۔ پیرزادہ صاحب نے یہ بھی بتایا کہ جہاں جہاں کنٹرول اور راشن سسٹم ختم کیا گیا ہے۔ وہاں گندم کا بھاؤ بڑا مہنگا ہو گیا ہے اور گندم بڑی مشکل

سے دستیاب ہوتی ہے۔ پیرزادہ صاحب نے دیگر وزراء سے سوال کیا کہ میں نے تمام حالات بیان کر دیئے ہیں۔ اب آپ کو فیصلہ کرنا ہے کہ کنٹرول جاری رکھا جائے یا بند کر دیا جائے۔ مسٹر ناظم الدین نے کہا کہ بین الاقوامی صورت حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں کنٹرول نہیں ہٹانا چاہیئے لیکن سرحدی وزیر عبدالقیوم صاحب نے کہا کہ ہمیں امداد باہمی کی سوسائٹی کو یہ کام سپرد کر دینا چاہیئے تاکہ وہ سرکاری ذخائر خرید کر جمع کریں۔ زمیندار سے غلہ خریدیں اور ملک میں مقررہ نرخ سے غلہ فروخت کریں۔ نرخ کو کنٹرول کریں۔ شرارت نہ ہونے دیں۔ جو غلہ بچے وہ سال گزرنے کے بعد مرکز کو دیں۔ گرین سنڈیکیٹ کو توڑ دیا جائے اس کے ممبروں نے کروڑوں روپیہ کما لیا ہے۔ اگر توڑا نہ جائے تو بدل ضرور دینا چاہیئے۔

ایک نئے ہیبت ناک ایٹم بم کی تیاری شروع ہو گئی
دنیا کو ایک قلیل عرصہ میں نیست و نابود کیا جا سکے گا

نیو یارک کی ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ سائنس دانوں نے ایک اور ہیبت ناک بم ایجاد کر لیا ہے۔ اب وہ ایک زیادہ طاقتور ایٹم بم کے متعلق غور و خوض کر رہے ہیں۔ یہ بم موجودہ ایٹم بموں سے ایک ہزار گنا زیادہ خوفناک ہوں گے۔ سائنسدانوں کا یقین ہے کہ وہ اس بم کو بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس بم کا بنانا ناممکن نہیں ہے۔ امریکہ کا ایٹم بم کا کمیشن اس بم کے متعلق کیا رائے رکھتا ہے۔ اور اس سلسلہ میں کیا کام کر رہا ہے۔ اس کا ابھی تک کچھ علم نہیں ہو سکا۔ یہ طاقتور بم سب سے ہلکے کیمیاوی جزو ہائیڈروجن سے بنایا جائیگا۔ اور اس کیمیاوی جزو کو بھاری ہائیڈروجن یا ڈیوٹرنیم کہتے ہیں امریکہ میں اس کی دریافت ۱۹۳۱ء میں کی گئی تھی۔ اس بم کے اثرات مندرجہ ذیل ہوں گے۔ جب ہائیڈروجن کے دونوں ذروں کو باہم ملا دیا جائیگا۔ تو وہ ایک عام قسم کے ہائیڈروجن کا ایٹم بم بن جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ اس کے ردعمل سے ۳۳۰۰۰۰۰ والٹ کے الیکٹرون پیدا ہو جائیں گے۔ شروع میں جو ایٹم کی طاقت اس سے نکلے گی۔ وہ پہلے ایٹم کے یورینیم سے بہت کم معلوم ہوگی۔ موجودہ بم سے ۱۰۰۰۰۰۰ والٹ کے الیکٹرون پیدا ہوں گے۔ لیکن چونکہ ہائیڈروجن کے بنے ہوئے دو بم ذرے ۲۳۵ کے برابر ہوں گے۔ اس لئے ان کی یکسانیت کی وجہ سے طاقت بھی قریباً برابر ہوگی۔ اس تاثیر کو مسلسل رکھنے کا مسئلہ بہت مشکل ہے۔ ایٹم کو معیار پر گرمانے کے لئے نئے بم کی تیاری میں پوری توجہ دینی پڑے گی۔ یہ کام سیکنڈ کے ایک بہت معمولی سے حصہ میں ہونا چاہیئے۔

کشمیر کمیشن کو خریدنے کی کوشش
برلا ڈالمیا اور بلدیو سنگھ کو ...

دہلی ۱۶ر جولائی۔ موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت ہندوستان نے کشمیر کمیشن کے چند اراکین کو خریدنے کی کوشش کی ہے۔ تاکہ کشمیر کا فیصلہ حسب منشا کرایا جائے۔ ہندوستانی ہائی کمشنر کو مناسب احکام بھیج دیئے گئے ہیں کہ وہ ہر ممکن طریقہ سے انہیں خوش کرنے کی کوشش کریں۔ خوش کرنے کا کام سیٹھ برلا اور سردار بلدیو سنگھ کے سپرد کیا جا چکا ہے۔ ہمیں اطلاع ملی ہے۔ کہ سوائے ضروری متعلقہ امور کے اراکین کمیشن نے حکم دے رکھا ہے۔ کہ وہ کسی فرد سے ملاقات کرنے کے لئے تیار نہیں۔ (البشیر پریس)

برف بلیک کرنے کا ...

پشاور ۱۶ر جولائی۔ خبر آئیس بلیک ... پشاور رحچاؤنی کے خلاف برف کی بلیک کرنے پر مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ اس کو ... ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی ہے۔

تارا سنگھ کے بعد پٹیل

مسٹر پٹیل کی حالت قابل رحم ہے۔ کہ اتنی دیر تک زیر علاج رہنے کے باوجود ... انتقام نکرد تنظر کو شفا میسر نہ آسکی ... جیکبان کی یونین کا افتتاح کرتے ہوئے آپ نے حیدرآباد کے متعلق پھر پہلے جیسی لن ترانیوں سے کام لیا ہے۔ حالانکہ اس دوران میں حکومت ہندوستان پر اچھی طرح واضح ہو چکا ہے۔ کہ حیدرآباد کے جھکانے میں ہندوستان کی دھمکیاں ناکام رہی ہیں۔ اور معاشی ناکہ بندی بھی ... ایک صورت یہی رہ جاتی تھی۔ کہ اس بڑے بول کی صداقت کا فیصلہ میدان جنگ میں کیا جائے۔ لیکن یہ سمجھنا دشوار ہے۔ کہ جب وہ جارحانہ اقدام کے نام پر بھی کانوں پر ہاتھ دھرنے لگے ہیں۔ تو حیدرآباد کی آزادی کو ختم کرنے کا کون سا ...

باقی رہ جاتی ہے۔ ان کی تقریر سے ظاہر ہے کہ حیدرآباد کے باب میں ان کی بہت سی امیدیں مسلمانان مشرقی پنجاب کے قتل کرانے والے آخری وائسرائے مونٹ بیٹن سے وابستہ تھیں سو وہ بھی نہ رہا۔ اب کیا وہ اسی ہندوستانی فوج کے بل بوتے پر حیدرآباد کی طاقتور ریاست کے منہ آنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جیسے کشمیر کے بے سروسامان مجاہدوں کے مقابلے میں بھی منہ کی کھانی پڑی ہے۔

بمبئی میں مسلمانوں کی حالت قابل رحم ہو گئی!!!

حیدرآباد سے آمدہ ایک اطلاع مظہر ہے کہ بمبئی سے جو اطلاعات یہاں موصول ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بمبئی میں مسلمانوں کو طرح طرح سے پریشان کیا جا رہا ہے۔ پولیس خصوصاً شک کی بنا پر بڑے ذلت آمیز طریقہ پر ان کے گھروں کی تلاشیاں لے رہی ہے۔ صاحب حیثیت مسلمانوں کو خاص طور پر تنگ کیا جا رہا ہے۔ اگلے دن سردار خلیل احمد خان وزیر تعلیم ریاست پٹیالہ اور سر سلیمان قاسم سیٹھ کے گھروں کی بڑی سختی سے تلاشی لی گئی۔

پاکستان سے ترکی تک ایک اسلامی بلاک

کراچی کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ کلکتہ کے سابق میئر مسٹر عبدالرحمن صدیقی نے جو مشرق وسطیٰ کے ممالک کا دورہ کر کے حال ہی واپس آئے ہیں۔ ایک تقریر میں یہ تجویز پیش کی کہ پاکستان سے لے کر ترکی تک اسلامی ممالک کا ایک گروہ قائم کیا جائے۔ مسٹر صدیقی نے یہ تقریر اس جلسہ میں کی جو پاکستانی ترکی تعلقات کے زیر اہتمام منعقد ہوا تھا۔ انہوں نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ مشرق وسطیٰ کے ممالک کو ایک طرف تو لالچ ہے اور اس کے ماتحت ملکوں سے اور دوسری طرف روس سے خطرہ پیدا ہے۔ اس صورت حال میں مشرق وسطیٰ کے ممالک کا تحفظ اسی وقت ممکن ہے۔ جبکہ تمام اسلامی ممالک کا ایک مضبوط بلاک قائم کر دیا جائے۔

پاکستان کی مختصر خبریں
لندن کی ایک پریس کانفرنس میں
(مسٹر غلام محمد کا بیان)

"جب سے ہندوستان کے ہر صیغہ کی تقسیم کا فیصلہ ہوا۔ پاکستان کے خلاف ایک قسم کی اقتصادی جنگ جاری کر دی گئی۔ جس کا سوچا سمجھا مقصد پاکستان کا گلا گھونٹنا اور اس کی اقتصادی عمارت پر ایسے وقت میں ضرب لگانا تھا۔ جب اس کی بنیادیں رکھی جا رہی تھیں" یہ الفاظ آنریبل مسٹر غلام محمد وزیر مالیات پاکستان نے لندن کی ایک پریس کانفرنس میں ان واقعات کا پس منظر بیان کرتے ہوئے کہے جن کا تعلق پاکستان کے اقتصادی اور مالیاتی امور سے ہے۔ سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے آپ نے کہا۔ راشٹریہ سیوک سنگھ اور سکھوں نے بڑے منظم پیمانہ پر ایک سوچی ہوئی اسکیم کے مطابق مسلمانوں کو بتدریج بالکل ختم کرنے کی کارروائیاں کیں۔ حکومت ہند اور اس کے دستوری افسر اعلیٰ لارڈ مونٹ بیٹن ان کارروائیوں سے پوری طرح باخبر تھے۔ لیکن انہوں نے اس جنگ پسند عنصر کی سرگرمیوں سے چشم پوشی کرنے کو ترجیح دی۔ آپ نے لارڈ مونٹ بیٹن کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ مجھے یقین ہے کہ جب بے لاگ تاریخ لکھی جائے گی۔ تو پیش آئندہ حوادث کا سارا نہیں تو کچھ الزام ضرور لارڈ مونٹ بیٹن پر عائد کیا جائے گا۔ تبادلہ آبادی کے سلسلہ میں مسٹر غلام محمد نے کہا۔ کہ جتنے لوگ ہندوستان گئے۔ ان سے ۱۵ لاکھ زیادہ پاکستان آئے۔ پاکستان آنے والے مسلمان ہندوستان کے مظالم سے تنگ آ کر بھاگے اور انتہائی سقیم حالت میں پاکستان پہنچے۔ اس کے برخلاف پاکستان سے ہندوستان جانے والے ہندوؤں کو پاکستان میں اجازت تھی۔ کہ وہ اپنے ساتھ جس قدر املاک اور روپیہ لے جا سکتے ہیں لے جائیں۔ اور پاکستان میں کوئی ایسی منظم جماعت نہیں تھی۔ جس کا مقصد کسی سوچی سمجھی اسکیم کے مطابق ہندوؤں کا قتل کرنا ہو۔ ملک کے بعض اقتصادی وسائل گنواتے ہوئے آپ نے کہا کہ پاکستان میں دنیا کی جوٹ کی پیداوار کا ۸۰ فیصدی حصہ پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح برصغیر ہند کی روئی کی پیداوار کا ۵۰ فیصدی حصہ پیدا ہوتا ہے۔ لیکن پاکستان میں ایسے صنعتی کارخانے نہیں ہیں۔ جن میں اس خام پیداوار کی کھپت ہو سکے۔ موصوف نے آبپاشی کی ترقی کی اسکیموں کا بھی ذکر کیا۔ جو حکومت کے زیر غور ہیں۔ اور جن کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان کے زرعی حالات کو اور بہتر بنایا جائے۔ اس موقعہ پر اخبارات کے جو نمائندے کانفرنس میں موجود تھے۔ انہیں پاکستان کی صنعتی ترقی کے متعلق ایک رسالہ تقسیم کیا گیا۔ آخر میں مسٹر غلام محمد نے کہا۔ میری حکومت ہندوستان سے امن کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی آرزو رکھتی ہے۔ کیونکہ ہندوستان اور پاکستان کا چولی دامن کا ساتھ ہے لیکن جب تک ہندوستان کی آبادی کے ایک حصہ میں پاکستان کا گلا گھونٹنے یا اسے دنیا سے مٹا دینے کی خواہش ہے دونوں ملکوں میں امن اور مفاہمت نہیں ہو سکتی۔

مسٹر منڈل نے چارج لے لیا

آنریبل مسٹر جوگندر ناتھ منڈل صحت پا کر کراچی آ چکے ہیں۔ اور وزارت قانون و بحال کا چارج لے چکے ہیں۔ یہ محکمہ موصوف کی علالت کے دوران میں آنریبل سردار عبدالرب نشتر کے سپرد کر دیا گیا تھا۔

شمال مغربی سرحدی صوبہ میں غذا کا مستقبل

شمال مغربی سرحدی صوبہ میں موجودہ سال ربیع میں گیہوں۔ جو اور چنے کی فصل بالکل تسلی بخش اور گذشتہ سال سے کہیں بہتر ہوئی ہیں۔ ربیع کی یہ فصلیں صوبہ کی سالانہ غذائی ضروریات کا ۵۰ فیصدی حصہ اور خریف کی فصلوں کے ساتھ مل کر ۹۴ فیصدی حصہ پورا کرتی ہیں۔ اس طرح کل سالانہ غذائی ضروریات کا صرف ۶ فیصدی حصہ جو قریباً ۵ ہزار ٹن ہوتا ہے۔ باہر سے منگانا ہوگا۔ پاکستان کو یہ کمی تمام و کمال اپنے ہی بچت والے علاقوں سے پورا کرنے میں ذرا بھی دقت نہ ہوگی۔

پٹرولیم اور اس کی مصنوعات کی رسد

فلسطین کا تیل صاف ہونے کا کارخانہ بند ہونے کی اطلاع ملی ہے۔ جس کے بند ہونے سے اس وقت تقریباً چالیس لاکھ ٹن سالانہ کی شرح سے صاف شدہ مصنوعات کا نقصان ہو رہا ہے۔ پاکستان مشرق وسطیٰ سے پٹرولیم اور پٹرولیم کی مصنوعات منگایا کرتا تھا۔ اس لئے اب اس کارخانے کے بند ہونے سے پاکستان میں ان چیزوں کی رسد کی حالت نازک ہو گئی ہے۔

پاکستان کے کارخانہ داروں کو اس نازک صورت حال کا خیال رکھنا چاہیئے۔ جو کارخانہ دار اپنا کارخانہ کوئلہ کی بجائے تیل سے چلانے کے منصوبے بنا رہے تھے انہیں منصوبہ بنانے اور تیل سے چلنے والی مشین نصب کرنے سے قبل وزارت صنعت و معاون، برق سے دریافت کر لینا چاہیئے۔ کہ بھٹی کے لئے تیل مل سکتا ہے یا نہیں۔

فرانس کو پاکستان کا پیغام تہنیت

قائد اعظم محمد علی جناح نے جمہوریہ فرانس کے قومی دن کی تقریب پر صدر جمہوریہ فرانس کو ایک پیغام تہنیت بھیجا ہے جس میں باشندگان فرانس اور صدر جمہوریہ فرانس کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ پاکستان ایک جمہوری ملک ہے اور جمہوری اصول پر کامل یقین رکھتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ پاکستان اور فرانس موجودہ افتراق زدہ دنیا میں امن و خوشحالی کا کام متحدہ طور پر انجام دیں گے۔

۱۹۴۸ء ۱/۲ ۳ فیصدی سود قرضہ کی ادائیگی

حکومت ہند نے مندرجہ بالا قرضہ ۱۵ جولائی سے بے باقی کر دینے کا اعلان کیا ہے جن پاکستانیوں کے پاس ۱/۲ ۳ فیصدی قرضہ کی وہ کچی رسیدیں (اسکوپ) ہوں۔ جن پر پاکستان کے کسی خزانہ میں سود کی ادائیگی کے لئے مہر لگائی گئی ہو۔ انہیں چاہیئے کہ کچی رسیدوں کو اصل اور سود حاصل کرنے کے لئے اس خزانہ میں پیش کر دیں حکومت پاکستان حکومت ہند کے تمسکات کے اصل زر اور سود کی ادائیگی کے معاملہ میں حکومت ہند کے گماشتہ کی حیثیت سے کام کرے گی۔ اور اس طرح جو رقم ادا کی جائے گی۔ اسے حکومت ہند سے وصول کر لیا جائے گا۔

ڈاک کی اشیا کے متعلق تحقیقات کی فیس

پاکستان یا ہندوستان میں جہاں کہیں بھی شکایت کرنے والا رہتا ہو۔ ڈاک کی اشیا کے متعلق تحقیقات کی فیس اسی مستعرہ کے ٹکٹوں میں ادا کرنے کے انتظامات ۳۱ مارچ کو ختم ہونے والے تھے۔ مگر اب ۳۱ دسمبر ۱۹۴۸ء تک قائم رہیں گے۔

حکومت پاکستان کی پہلی پبلسٹی کانفرنس

وزارت داخلہ حکومت پاکستان کی پہلی پبلسٹی کانفرنس ۱۹ جولائی کو کراچی میں شروع ہو رہی ہے اس کانفرنس میں پاکستان کے تمام صوبوں کے وزرائے اعظم اور بلوچستان کے ایجنٹ گورنر جنرل شریک ہو رہے ہیں۔ ان کے علاوہ ہر صوبہ کے ڈائرکٹر پبلسٹی اور انسپکٹر جنرل پولیس شریک ہوں گے۔ اور کانفرنس کا افتتاح وزیر اعظم پاکستان اور صدارت وزیر امور داخلہ۔ اطلاعات و نشریات کریں گے۔ کانفرنس میں مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے درمیان پبلسٹی کے کام میں ارتباط پیدا کرنے اور پبلسٹی کے اداروں کی تنظیم جدید اور ان کو مستحکم بنانے کے طریقوں پر غور کیا جائے گا۔ امور داخلہ اور امن و امان کے امور پر بھی بحث ہوگی۔

اسٹرلنگ فاضلات کے متعلق مراسلت

پاکستان کے اسٹرلنگ فاضلات کے متعلق جو گفت و شنید ہندوستانی اسٹرلنگ فاضلات کی گفت و شنید کے ساتھ ہو رہی تھی وہ چانسلر آف اکسچیکر اور وزیر مالیات پاکستان کے درمیان متعدد خطوط کے تبادلہ کے بعد ۱۴ جولائی کو ختم ہو گئی۔ یہ خط و کتابت آئندہ ہفتہ بیک وقت لندن اور کراچی میں شائع کر دی جائے گی۔

پاکستانی دفتر روابط بسلسلہ کشمیر کمیشن

حکومت پاکستان نے ایک دفتر روابط قائم کیا ہے۔ جو متحدہ قوموں کے کشمیر کمیشن کو قیام پاکستان کے دوران میں دفتری رہائش اور نقل و حمل وغیرہ کے انتظامات نیز اسی طرح کے دیگر کاموں میں امداد دیگا۔ اس دفتر کے انچارج محمد ایوب (پی۔ اے۔ ایس) مقرر کئے گئے ہیں۔ کرنل مجید ملک ڈائرکٹر تعلقات عامہ کی حیثیت سے اس دفتر سے وابستہ کئے گئے ہیں۔

پاکستان سے ہندوستان جانے والے غیر ملکی اندراج کی تصدیق کرائیں

جو غیر ملکیوں کے نام غیر ملکیوں کے اندراج کے قواعد کے تحت درج ہو چکے ہیں۔ مطلع کیا گیا ہے کہ اب چونکہ ہندوستان غیر ملکیوں کے اندراج کے قانون ۱۹۳۹ء کی غرض سے ایک غیر ملک ہے لہذا ہندوستان سے آئے ہوئے یا ہندوستان کو جانے والے ان کے لئے اطلاع کرائیں اور پاکستان میں آمد اور یہاں سے روانگی سے متعلق ان قواعد کے تحت دیگر رسمی تفصیلات مہیا کرنا ضروری ہے پاکستان سے ہندوستان جانے والے غیر ملکی کو جا کی اجازت لیتے وقت اپنے اندراج کی تصدیق اس ضلع کے افسر اندراج سے کرانا چاہیئے۔ جہاں اس کا نام درج ہو چکا ہے۔ عام طور پر ڈسٹرکٹ پولیس افسر بحیثیت عہدہ افسر اندراج ہوتا ہے۔

مستقبل ترقی پانے والوں کی تنخواہیں

تقسیم اور نتیجتاً ملازمتوں کی ہیئت میں پیدا ہونے والی تبدیلیوں کی وجہ سے متعدد سرکاری ملازموں کو مستقبل ترقیاں ملی ہیں۔ ان کی تنخواہوں کے متعلق طے کیا گیا ہے۔ کہ ۱۸ جولائی ۱۹۴۷ء کے بعد یا آئندہ ترقی پانے والے افسروں کی تنخواہ پر یہ پابندی لگائی جائے۔ کہ حسب ذیل دو صورتوں میں سے جس میں تنخواہ کی رقم کم ہوتی ہو۔ اس کا اطلاق ان کی تنخواہ پر کیا جائے۔

(۱) ان کی اصل تنخواہ پر ۳۰ فی صدی اضافہ یا نئی اسامی کی تنخواہ۔ یہاں اصل تنخواہ سے وہ بنیادی تنخواہ مراد ہے۔ جو اس افسر کو ۱۸ جولائی ۱۹۴۷ء کو ملتی تھی یا قائم مقامی کی وہ تنخواہ جو اس تاریخ کو اسے مل رہی ہو۔ بشرطیکہ وہ ایک سال تک بطور قائم مقام اس عہدہ پر کام کر چکا ہو یا پھر وزارت مالیات کو اطمینان دلایا جائے کہ تقسیم عمل میں نہ آتی تو بھی وہ افسر کم از کم ایک سال اس جگہ پر قائم مقامی کرتا۔ جس ملازمت کے سینئر اور جونیئر ٹائم اسکیل نہیں ہیں اس میں جونیئر اسکیل سے سینئر اسکیل میں ترقی کو مستقبل ترقی نہیں سمجھا جائے گا۔ یہ احکام ۵۰۰ روپیہ یا اس سے کم تنخواہ پانے والوں اور غیر ایشیائی باشندوں پر عائد نہ ہونگے اور ۳۱ مارچ ۱۹۴۹ء تک نافذ رہیں گے۔

اسٹیٹ بنک کے حصے!

اب ویسٹ پنجاب پراونشل کواپریٹو بنک لمیٹڈ (لاہور) ایسٹ بنگال پراونشل کواپریٹو بنک لمیٹڈ ڈھاکہ اور سندھ پراونشل کواپریٹو بنک لمیٹڈ کراچی کے ساتھ دولت پاکستان بنک کے حصے خریدنے کی درخواستیں وصول کرنے کے انتظامات کر لئے گئے ہیں۔ اب ایسی درخواستیں لاہور۔ ڈھاکہ اور کراچی میں واقع ان بنکوں میں دی جا سکتی ہیں۔ ان دفتروں سے درخواست کے فارم بھی مل سکتے ہیں۔ درخواست کے ساتھ حصوں کی خریداری کے لئے رقم بھی بھیجنی چاہیئے۔

ضروری اطلاع

حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کے خلیفہ حضرت خواجہ امیر خسرو صاحب کا سالانہ عرس یعنے سترہویں ۱۶ تا ۲۰ شوال مطابق ۲۳ اگست تا ۲۷ تک ہوگا۔ اب مورخہ ۸ جولائی سے ماہ رمضان المبارک کا متبرک مہینہ شروع ہے۔ جس میں درویش۔ فقراء مساکین کے لئے دونوں وقت سحر و افطار کا عام انتظام ہوتا ہے اور ایام عرس کے پانچوں دنوں میں بھی برابر دونوں وقت لنگر عام تقسیم کیا جاتا ہے۔ آستانہ شریف متوکل ہے۔ کوئی گاؤں یا جاگیر یا مقرر آمدنی برائے مصارف آستانہ نہیں ہے۔ صرف عقیدت مند اہل خیر حضرات کی خدمت گزاری سے تمام مصارف آستانہ لنگر و روشنی وغیرہ پورے ہوتے چلے آئے ہیں۔ موجودہ وقت میں زائرین کی آمد نہ ہونے کی وجہ سے آمدنی بالکل نفی کے برابر ہے۔

امید ہے کہ عقیدتمند دیگر اہل خیر حضرات آستانہ شریف کے مصارف نذر و نیاز و لنگر روشنی و ماہ صیام کے سحر و افطار کے کار خیر میں معاونت فرماویں گے جس سے سینکڑوں فقراء درویش ایام صیام و عرس میں شکم سیر ہونگے۔ اللہ تعالے اس کار خیر کا اجر عظیم عطا فرمائیگا (نوٹ) خدمت کرنے والے حضرات کو بطور آگاہی مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ مندرجہ ذیل پتہ پر خیرات روانہ فرماویں۔ تاکہ صحیح مصرف میں آئے۔

سجادہ نشین سید حافظ حسن نظامی
لنگر خانہ خواجہ نظامی درگاہ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء دہلی

حج

بیت اللہ کا مبارک ارادہ رکھنے والوں کو خوشخبری کہ حج گائیڈ نام ضخیم قیمتی کتاب معہ دوسرے رسالوں کے ایک اہل خیر کی طرف سے ہدیتہً مفت تقسیم ہو رہی ہے ان کے مطالعہ سے دشوار فریضہ حج کا ادا کرنا نہایت آسان اور قابل اطمینان ہو جاتا ہے۔ کئی اور کتابیں بھی مفت ملتی ہیں۔ فہرست مفت روانہ ہوتی ہے۔ ان سب کے مفت ملنے کا پتہ
محمد مقتدیٰ خاں شروانی علیگڑھ

فن تعمیر حیات

۱۴

مزید برآں بعض خیالات تمہارے گمان سے بہت زیادہ پوشیدہ ہیں۔ تمہارا خیال تھا۔ کہ وہ صاف محقق اور پر زور تھے۔ تجربہ کے تم کو معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ بہت دھندلے تھے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کو سخت تنقید کیا جائے۔ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ تمہارے تاثرات احساس پر مبنی ہیں۔ نہ کہ مدلل نتائج پر۔ بیشک جب تک کتاب کا مطالعہ بالارادہ نہ کیا جائے۔ تصورات کی تنظیم ناممکن ہے ہمارا مشورہ تو یہ ہے کہ اس کتاب کا نام یاد کرو جو تم نے بڑی توجہ سے پڑھی ہے۔ اور پھر اس کا خلاصہ بیان کرنے کی کوشش کرو۔ تم کسی حد تک کامیاب ہوگے اتفاقات یہ ہیں۔ کہ تمہاری یادداشت غیر مسلسل یعنی نامکمل ہوگی۔ ہاں اگر تم نے منطقی مطابق یہ یادداشت کو مبنی کیا ہوتا تو ایسا نہ ہوتا۔ جب تم کوئی کتاب پڑھو تو اپنی نوٹ بک اپنے پاس رکھو۔ عموماً ہر اچھی کتاب میں کوئی نہ کوئی بات ایسی ہوتی ہے جس کو انسان نوٹ کرنا چاہتا ہے۔ عام طور پر فقرے لفظ بلفظ نقل کر لئے جاتے ہیں۔ اصل کتاب کے پیرے یا صفحے نوٹ بک میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ اگر بحث میں ان کو استعمال کرنا ہو تو ایسا کرنا لازمی طور پر ضروری ہے۔ تقریر یا تحریر میں مصنف کا حوالہ دینا پڑے تو اس کے الفاظ بیان کرنے پڑتے ہیں۔ لیکن اس کو ایک مستقل قاعدہ نہیں بنا لینا چاہیئے۔ کہ ہمیشہ اسی پر عمل ہوا کرے۔ ایسا کرنے سے مادہ اختراع اور شروع کرنے کا اختیار برباد ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں لفظی نقل کرتے ہیں اس قدر وقت خرچ ہو جاتا ہے۔ کہ جس کا ضائع کرنا جائز نہیں ہے۔ معمولی اغراض کے لئے یہی بہتر ہے۔ کہ پیرے یا باب کا خلاصہ بنا لیا جائے اور درست حوالہ کے ساتھ اس کو نوٹ بک میں درج کر لیا جائے۔ آپ خیالات کو قائم رکھ کر صرف الفاظ کو منجمد کر لیتے ہیں۔ نوٹ کرنے کا وہ طریقہ جسے نمونہ کمال کہا جا سکتا ہے۔ یہ ہے۔ کہ جب نوٹ کرو تو خواہ وہ خلاصہ ہو۔ یا اصل کی نقل ہو ساتھ ہی تمہاری تنقیدی رائے بھی درج ہو۔ دوسری بات جو نوٹ کرنے میں مد نظر رکھنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ نوٹ حروف ابجد کے طریقے سے کیا جائے۔ اور نوٹ بک کے آخر میں فہرست مضامین ہو۔ مثلاً انڈکس میں مندرجہ ذیل

چیزیں ہوں۔ (الف) کتابیں۔ (ب) رسالے اور اخباروں سے کاٹے ہوئے پیرے۔ (ج) تحریری اقتباسات۔

پبلک لائبریری کا استعمال

فرض کرو کہ تم نے کوئی آرٹیکل لکھنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ جو مسالہ تم نے جمع کیا ہے۔ اس کی صورت بندی کر لی ہے۔ پھر تم پبلک لائبریری میں جاتے ہو۔ تاکہ مزید معلومات حاصل کرو۔ بتاؤ کہ تم لائبریری میں جا کر کیا کام کرتے ہو؟

اس کا انحصار اس بات پر ہے۔ کہ آیا تم کو اس کا صاف اور صریح خیال ہے۔ جو تم چاہتے ہو۔ اگر تم نے ایسی سکیم بنا لی ہے تو پھر معاملہ صاف ہے۔ جب گھر سے چلو تو ایک پرچہ بنا لو۔ کہ وہاں جا کر تم نے کیا دیکھنا ہے اس طرح تمہارا بہت سا وقت بچ جائے گا۔ اور تم کو کتابوں کی تلاش میں سرگرداں نہ ہونا پڑے گا۔ فرض کرو کہ جو پرچہ تم ساتھ لے گئے اس پر مندرجہ ذیل چیزیں درج ہیں۔ (۱) ۱۹۱۰ء کے گزیٹر جائل ایشیاٹک سوسائٹی کے رسالہ مارچ ۱۹۱۰ء (۲) تاریخ گکھڑاں ... (۴) سر لیپل گریفن کی کتاب آسان پنجاب۔ یہ کتابیں تم کو جاتے ہی دستیاب ہو جائیں گی۔ اور تمہارا وقت ضائع نہ ہوگا۔ یاد رکھو کہ فن حیات کا تعلق خیالات اور حقیقت حال دونوں سے ہے۔ ہم کو چاہیئے کہ خیالات کی اتنی ہی قدر کریں۔ جتنی ہم اپنے گھر کے سامان یا تجارتی مال و اسباب کی کرتے ہیں۔ کیونکہ زندگی اس گوشت سے زیادہ ہے جو اسے کھانے ہوتے ہیں۔ اور جسم ان کپڑوں سے زیادہ ہے جن میں وہ ملبوس ہے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ سطحی علم جہالت کے ہم معنی نہیں ہے۔ علم کا میدان اس قدر وسیع ہے۔ کہ ہم اس کے چھوٹے سے حصہ سے زیادہ فتح نہیں کر سکتے

لیکن جب ہم اس کا چھوٹا سا حصہ فتح کریں۔ تو کم از کم ہم کو اس کی سطحی وسعت کی پیمائش کر لینی چاہیئے۔ ایسا نہ کرنے سے ہم کل مسلسل انسانی علم کی توحید کو گرفت میں نہ لا سکیں کے اسی کام کے کرنے کے لئے ہم کو تقسیم اوقات کا انتظام لازمی طور پر کرنا چاہیئے اور یہ تقسیم اوقات یعنے ٹائم ٹیبل وقت فرصت کا منظم ہونا چاہیئے۔ اور پھر اپنے مزاج کی پیروی دانائی سے کرنی چاہیئے۔ اپنی مادری زبان کا مطالعہ پروگرام میں سب سے اول نمبر پر ہو ہمارے بہت سے اختلافات اور تنازعات اہم معاملات میں الفاظ کے معنوں پر مبنی ہیں۔ اور اکثر ان معنوں کی [illegible]

غلط فہمی دور ہو سکتی ہے۔ اور ہم دیکھ لیتے ہیں کہ ہم یکرنگی اور ہم آہنگی کے اپنی توقع کے ... وہ قریب ہیں۔ (باقی پھر)

1-8-48
رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۱

ایڈیٹر میاں عبدالمجید صاحب

THE PAISA AKHBAR
URDU WEEKLY
LAHORE

پیسہ اخبار لاہور

یادگار حاجی مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم

حیدر آباد کے انتظامی کاروبار پر حکومت ہند عنقریب قبضہ کر لیگی

سڈنی کاٹن کو انگلستان کے بعض اہم لوگوں کی حمایت حاصل ہے

مدراس کے سب سے بڑے انگریزی روزنامہ اخبار "ہندو" کا نامہ نگار خصوصی اطلاع دیتا ہے۔ کہ نظام کے مشیر ریاست حیدر آباد کو ہندوستان میں ختم کر دینے کے مطالبہ کی سخت مخالفت کی ہے۔ اس لئے ہندوستان کی یہ خواہش اور زیادہ مضبوط ہو گئی ہے کہ اس صورت حال میں جنوبی ہندوستان میں امن و امان محفوظ رکھنے کے پیش نظر یہی ایک طریقہ رہ گیا ہے۔ کہ حیدر آباد اسٹیٹ کے تمام ملکی کاروبار اور انتظام حکومت پر قبضہ کر لینے کے فیصلہ کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ مگر اس سلسلہ میں امید کی جاتی ہے۔ کہ آئندہ چند روز میں کوئی فیصلہ کن اقدام کئے جانے والا ہے۔ کیونکہ نظام حیدر آباد سمجھوتہ کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اور انہوں نے مسٹر والٹر مانکٹن کے نام جو خط بھیجا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی مجلس اقوام متحدہ میں پیش کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہیں (باقی صفحہ ۲ پر)

بجلی سے چلنے والی حیرت انگیز کار

پانچ آنے میں ۵۰ میل

لندن۔ ہوائی ڈاک سے برطانیہ میں بجلی سے چلنے والی موٹر کار (آٹھ ہارس پاور) تیار کی جا رہی ہے۔ اس کار کے بارے میں یہ کہا جا رہا ہے۔ کہ پچاس میل کے سفر میں صرف ۵ آنے صرف ہوں گے۔

سالگرہ پاکستان

قائد اعظم پیغام نشر کریں گے

کراچی ۳۱ جولائی مملکت پاکستان کی پہلی سالگرہ کے روز قائد اعظم قوم کے نام ایک پیغام نشر کریں گے۔

غضنفر علی ایران روانہ ہو گئے

کوئٹہ ۳۱ جولائی۔ ایران میں متعین ہونے والے پاکستانی سفیر راجہ غضنفر علی خان آج طہران جانے کے لئے کوئٹہ زاہدان روانہ ہو گئے۔

نائب تحصیلدار کی گرفتاری

مہاجر سے رشوت لی

لاہور ۳۱ جولائی۔ پاکستان سپیشل پولیس نے گوجرانوالہ کے نائب تحصیلدار (آبادکاری) مسٹر ایوب اختر کو بر موقعہ پر گرفتار کر لیا ہے کہ وہ ایک مہاجر امام دین سے اسے زمین دلانے کا لالچ دیکر رشوت لے رہا تھا۔

مشرقی پاکستان کی صنعتی ترقی کا پروگرام

بڑے بڑے کارخانوں اور تجارت گھروں کی تعمیر شروع ہو گئی

ڈھاکہ کی ایک خبر سے پایا جاتا ہے کہ مشرقی پاکستان کی صنعتی ترقی کے پروگرام پر بڑی تندہی اور کامیابی کے ساتھ عمل ہو رہا ہے۔ ڈھاکہ میں بڑے بڑے کارخانے قائم کرنے کا وسیع پلان مرتب ہو چکا ہے۔ نرائن گنج میں ان کی تعمیر شروع ہو چکی ہے چٹا گانگ میں ایک منصوبہ بندی کمیٹی مختلف کارخانوں کا انتخاب کر رہی ہے۔ حکومت اب ڈھاکہ اور چٹاگانگ میں تجارتی کوٹھیاں اور کارخانے قائم کرنے والوں کی درخواستیں وصول کر رہی ہے۔ اور اس تعمیر میں حکومت ان کو ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچائے گی

ہندوستانی مل مالکوں کی روش سے تنگ آ کر پاکستان نے دوسرے ملکوں سے کپڑا منگوانے کا بندوبست کر لیا۔

معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت پاکستان نے جاپان سے ایک کروڑ گز کپڑا حاصل کرنے کا بندوبست کیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کو سلاویکیہ سے ایک کروڑ بیس لاکھ اور روس سے پچاس لاکھ گز کپڑا حاصل کرنے کا بندوبست کیا ہندوستان نے یکم جنوری سے پاکستان کو جو کپڑا بھیجا ہے یہ سپلائی کا دس فیصدی حصہ بھی نہیں اور حساب کرنے سے جو صاحب نے بولا ہے اس کا یہ صرف پانچ فیصدی حصہ ہے۔

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامۂ ناپاک گازران بسنگ

پیسہ اخبار لاہور

قیمت سالانہ چار روپے (للعہ) حجازی پریس بیرون موری گیٹ لاہور میں چھپوا کر
میاں عبدالمجید صاحب ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے دفتر پیسہ اخبار لاہور سے شائع کیا

نمبر ۲۹	۷؍ اگست ۱۹۴۸ء	جلد ۶۲

قانون جج اور پاکستان

ضلع منٹگمری کے ایک زمیندار محمد اقبال نے ایک طوائف کو گناہ کی زندگی سے نکال کر صاف ستھری زندگی کی حدود میں داخل کیا اس طوائف کا نام نواب بیگم تھا۔ اس کی والدہ نے نواب بیگم کی بازگشت اور بازیافت کے لئے قانون کا دروازہ کھٹکھٹایا اور قانون نے اس قدیم طوائف اور جدید گرہستن کو پھر سے چکلے کے حوالہ کر دیا۔

قانون نے اپنا فیصلہ دینے سے پہلے محمد اقبال کے وکیل کے مندرجہ ذیل الفاظ سُنے۔ "وہ عورت کے وارث پھر اُسے بدکاری کی طرف لے جانا چاہتے ہیں اس کی موجودہ زندگی عزت کی زندگی ہے۔ اخلاقاً اور شرعاً اس عورت کو شوہر کے حوالے کرنا چاہیئے۔ شرعاً خاوند اپنی زوجہ کا جائز گارڈین ہے۔" لیکن اس قانون میں اخلاق اور شرع کی گنجائش کہاں ہے؟ اس لئے یہ دلائل بے کار گئے۔ اور جب محمد اقبال کے وکیل نے کہا۔ "جناب والا! یہ مسئلہ ایک مسلم جج کے سامنے پیش ہو رہا ہے"۔ تو فاضل جج نے موجودہ قانون کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا۔ "وہ مسئلہ ایک جج کے سامنے پیش ہو رہا ہے" اور وہی فیصلہ دیا جو موجودہ قانون کی رو سے دیا جا سکتا تھا۔ مسلمان فریقین مقدمہ، مسلمان وکیل، مسلمان جج۔ لیکن فیصلہ وہ ہوا جسے کوئی مسلمان بقائمی ہوش و حواس پسند نہیں کر سکتا۔ پھر کیا خرابی فیصلے میں ہے؟ کیا خرابی جج کی قوت فیصلہ میں ہے؟ ان دونوں سوالوں کا جواب نفی میں ہے۔ اصل خرابی قانون میں ہے۔ یہ وہ قانون ہے جس کی تنسیخ کے لئے ہر مسلمان بیتاب ہے۔ اور اس کی جگہ قانون الٰہی کا نفاذ چاہتا ہے۔

یہ ایک عصمت کا معاملہ تھا۔ وکیل نے بھی اخلاق اور شرع کا واسطہ دیا۔ لیکن آہ یہی قانون دان جب نفاذ شریعت کے امکان پر بحث کرتے ہیں۔ تو ان کا سر ایک ملحدانہ جنبش کے ساتھ ہلتا ہے۔ اور ان کی اکثریت کی رائے یہ ہوتی ہے کہ نفاذ شریعت کا امکان نہیں ہے۔ کیونکہ حکومت رجعت پسندوں کے ہاتھ میں نہیں دی جا سکتی۔ اگر اس ایک عصمت کے معاملے کو اور مدعا علیہ کے وکیل کی بات کو جانچا جائے تو دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت میں یہ بہت اچنبھے کی بات ہے۔ لیکن جب دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کا قانون غیر اسلامی ہو۔ تو ایسے واقعات پر کوئی اچنبھا نہیں ہوتا۔ موجودہ قانون کی سب سے بڑی خرابی اس کے خیر و شر کا معیار ہے۔ جو ہمارے معیار سے قطعاً مختلف ہے اور جب تک خیر و شر کا یہ معیار ہم نہ بدلیں گے۔ اس وقت تک اس قانون میں جوہری رد و بدل بھی بیکار ہو گا۔

فسادیوں اور غداروں کا قلع قمع کر دیا جائے گا
حیدرآباد کے وزیر مسٹر زبیری کی گرج

حیدرآباد کی ایک خبر سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت نظام کے وزیر مسٹر زبیری نے کہا ہے کہ ہم ان لوگوں کے وجود کو ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔ جو ہماری آزادی پر ڈاکہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ ریاست حیدرآباد کے ہی رہنے والے ہوں۔ وزیر موصوف نے حیدرآبادی پولیس کو ہدایت کی ہے کہ جب بھی انہیں کسی غدار یا گڑبڑ کرنے والے کا پتہ چلے وہ فوراً ہی اسے گولی کا نشانہ بنا دیں۔

فرعون مزاج حکومت ہندوستان کی حیدرآباد سے بے اعتنائی
جھگڑا چکانے کیلئے نظام دکن خود دہلی پہنچیں۔ نہرو حکومت کی خود فریبی

نئی دہلی ۳۱؍ جولائی۔ حضور نظام نے سر مرزا اسمٰعیل کو حکومت ہندوستان سے گفتگو کرنے کے لئے بھیجا ہوا ہے۔ لیکن حکومت ہندوستان کے ارباب بست و کشاد اسے کچھ اہمیت نہیں دے رہے ہیں۔ حکومت ہند کے ریاستی محکمہ کا کہنا ہے۔ کہ حیدرآباد اور ہند کے جھگڑے کا فیصلہ اب کوئی ثالث نہیں کر سکتا ہے۔ اس معاملہ کے فیصلہ کے لئے اب حضور نظام خود دہلی پہنچیں۔ پٹیل سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی رائے ہے کہ اس وقت تک ہندوستان حیدرآباد کے کسی بھی نمائندے سے گفتگو کے لئے تیار نہیں جب تک کہ:۔ (۱) حیدرآباد کی موجودہ حکومت بدل نہ جائے۔ (۲) ریاست میں امن بحال نہ ہو جائے۔ اور (۳) رضاکار جماعت ختم نہ کی جائے۔ بعض باخبر لوگوں کا خیال ہے کہ سر مرزا اسمٰعیل کو دہلی بھیج کر نظام دکن نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ اس کی طرف سے ہند اور حیدرآباد کا جھگڑا طے کرنے کے لئے گفتگو کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے اور وہ اس معاملہ کو پر امن طریقے سے حل کرنے کا متمنی ہے۔

کیا یہ سچ ہے؟

"پاکستان ٹائمز" کے نامہ نگار نے اطلاع دی ہے۔ کہ پنجاب نیشنل بنک نے سردار شوکت حیات خان کو تین ہزار روپیہ ماہوار پر مغربی پنجاب میں اپنی تمام برانچوں پر جنرل مینجر مقرر کیا ہے۔ اور اس طرح ان خدمات کا صلہ دیا ہے۔ جو سردار شوکت حیات نے نیشنل بنک کا کروڑوں روپے کا مال ہندوستان بھجوانے میں سرانجام دیں۔

اگر یہ خبر صحیح ہے۔ تو ہر مسلمان کو سوچنا چاہیئے کہ ہندو سرمایہ کن کن بزرگوں کے ہاتھوں پاکستان سے ہندوستان کو منتقل ہوا۔ ہم نے سنا بھی اور لکھا بھی کہ بعض بڑے بڑے اس سلسلے میں ہندو نوازی اور پاکستان دشمنی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ لیکن کون سنتا تھا؟ اور اب معلوم ہوا کہ ہمارے بعض وزیروں نے اس وقت غیر مسلموں کی ایسی گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ کہ وہ وزارت سے علیحدہ بھی ہوئے۔ تو ہندوؤں نے ان کو وزارت کے برابر کی تنخواہ کا عہدہ پیش کر دیا۔ یہ خبر اگر مخالفانہ تشہیر سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو ہر پاکستانی مسلمان کے لئے دکھ دینے والی ہے۔ کیا شوکت حیات جیسا ایثار پیشہ نوجوان جس نے لیگ کی محبت میں بزرگوں کا ترکہ۔ اپنا ورثہ تک ٹھکرا دیا تھا۔ اس حد تک جا سکتا ہے؟ سردار صاحب کو چاہیئے۔ کہ وہ اس معاملے میں اپنی پوزیشن واضح کریں۔ ورنہ لوگ یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے ؎

مرا از دست گرگے در ربودی
چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

پیسہ اخبار کو ضرور پڑھا کریں۔

(صفحہ ۱ سے آگے)

یہ خط مر والٹر مانکٹن کے سیکرٹری مسٹر رچرڈ ہیوماؤنٹ کے ہاتھوں بھیجا گیا ہے۔ مسٹر ہیوماؤنٹ نظام حیدرآباد سے ملاقات کر کے لندن واپس جانے کے لئے نئی دہلی آئے ہوئے ہیں۔ بعض خفیہ کاغذات سے یہ ثابت ہو گیا ہے۔ کہ حیدرآباد میں کراچی سے خفیہ طریقہ پر خط لانے والے مسٹر فریڈرک سڈنی نامی سے مسٹر ہیوماؤنٹ کو خفیہ مدد مل سکتی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ سڈنی کاٹن اور اس کے مددگاروں کو اس کام میں انگلستان کے اور لوگوں کی حمایت حاصل ہے۔

اقوام متحدہ کے لئے حیدرآبادی وفد کی تیاریاں

حیدرآباد کے باخبر حلقوں کا خیال ہے۔ کہ اگر حیدرآباد کو کوئی موقع مل گیا تو ممکن ہے کہ وہ اپنا مقدمہ ستمبر کے مہینے میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے پیرس میں ہونے والے اجلاس کے سامنے رکھے۔ اس خبر کی سرکاری تصدیق ابھی تک نہیں ہو سکی ہے۔ لیکن کہا جاتا ہے۔ کہ اقوام متحدہ کے سامنے حیدرآباد کے مسئلہ کو پیش کرنے کے تمام امکانات پر کچھ دن ہوئے۔ نظام کونسل نے اپنے جلسے میں غور کیا تھا۔ باخبر حلقوں کا کہنا ہے کہ تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں۔ اور برطانوی اور دیگر تائیدوں کو حاصل کرنے کے لئے خفیہ کوشش کی جا رہی ہیں چنانچہ نظام نے مشیر قانونی سر والٹر مانکٹن کے پرائیویٹ سیکرٹری مسٹر رچرڈ ہیوماؤنٹ کی حالیہ ایکا ایکی آمد کو اس سلسلہ میں کافی اہمیت دی ہے۔ باخبر حلقے حکومت نظام کی وزارت خارجہ کے سیکرٹری مسٹر ظہیر احمد کے پراسرار مشن کو مسٹر رچرڈ کی آمد سے بھی زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ جو ۲۰؍ جولائی کو حیدرآباد سے کراچی گئے تھے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ مسٹر ظہیر احمد مسٹر ہیوماؤنٹ حیدرآباد سے کچھ گھنٹے پہلے کے فرق سے روانہ ہوئے تھے۔ آج سرکاری حلقے مسٹر ظہیر احمد کے پراسرار مشن کے بارے میں خاموش ہیں۔ ان حلقوں نے اس سے زیادہ بتلانے سے انکار کر دیا۔ نئی ممکنات میں سے ایک یہ بھی ہے۔ بہرحال بیان کے سیاسی حلقوں کا خیال ہے۔ کہ مسٹر ظہیر احمد لندن گئے تھے اور ان کے حیدرآباد اور ہندوستان کے جھگڑے کے متعلق اور رائل ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ نظام کے معاملات کی نقلیں اور مختلف سابق وائسراؤں سے خط و کتابت اور دوسری دستاویزات ہیں۔

خیال کیا جاتا ہے کہ حیدرآباد کے مقدمہ کا مسودہ نظام کے مشیر قانونی سر والٹر لندن میں تیار کر رہے ہیں۔ اور آج مقامی پریس نے اطلاع دی ہے۔ کہ حکومت نظام اقوام متحدہ کے لئے حیدرآبادی وفد کی ترتیب پر غور کر رہی ہے۔

تیسری عالمگیر جنگ ہوئی تو روس تباہ ہو جائے گا!

لندن کے اخبار ڈیلی میل نے ایک مضمون میں لکھا ہے۔ کہ روس کے لئے ایک اور جنگ شروع کرنا آسان کام نہیں ہے۔ جنگ شروع کرنے سے پہلے روسیوں کو کئی بار سوچنا پڑے گا۔ مارشل ٹیٹو کے ساتھ جھگڑے سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے۔ کہ کمیونسٹوں میں پھوٹ پڑ گئی ہے۔ یوکرین کے لوگوں کو وہ وقت کبھی نہیں بھولا۔ جب کہ بالشویکوں نے جان بوجھ کر لاکھوں آدمیوں کو مارا تھا۔ لٹویا، لتھونیا اور استھونیا کے لوگوں میں روس کے خلاف زبردست نفرت پائی جاتی ہے۔ اگر اب پھر جنگ شروع ہو گئی۔ تو اندرونی بغاوت روس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیگی۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایسا ضرور ہو گا۔ لیکن یہ ایک ایسا پہلو ہے۔ جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اخبار مذکور نے مزید لکھا ہے۔ کہ اگرچہ روس کی صنعتی طاقت کافی ہے۔ لیکن روس کو جنگ کے دوران میں اس قدر نقصان ہوا تھا اس کی تلافی تین سال میں کر لینا ممکن ہے۔ برطانیہ غالباً دنیا میں دوسرے درجہ کی صنعتی طاقت ہے۔ امریکہ صنعتی لحاظ سے برطانیہ اور روس دونوں سے بہت زیادہ آگے ہے۔ برطانیہ اور امریکہ کی متحدہ قوت کو چیلنج کرنے سے پہلے روسیوں کو کئی بار سوچنا پڑے گا۔ بلغیریا ہنگری اور زیکوسلواکیہ میں بھی ایسے عناصر موجود ہیں۔ جو روس کی پالیسی سے اتفاق نہیں رکھتے۔ مقبوضہ جرمنی اور آسٹریلیا میں روس کو اعتماد حاصل نہیں۔ اور فن لینڈ ابھی تک کمیونسٹ دائرہ میں شامل نہیں ہوا۔ جنگ کی صورت میں روس کو ان ملکوں میں مخالف عناصر کو دبائے رکھنے کے لئے کافی فوج استعمال کرنی پڑے گی۔ اس کے علاوہ سوویٹ یونین کے اندر بھی زبردست کشمکش پائی جاتی ہے۔ جنگ کے دوران میں بار بار ہمیں یہ یقین دلایا گیا تھا۔ کہ روس میں غدار کوئی نہیں ہے۔ لیکن جنگ کے خاتمہ کے بعد ہمیں یہ معلوم ہوا کہ روس کے بہت سے بھگوڑے سپاہی روس کی باقاعدہ فوج کے خلاف لڑتے رہے ہیں۔ اور وہ خود مختار حکومتوں کریمیا اور زنجیں انگشن نے روسی فوجوں کے خلاف لڑائی کی تھی۔

حیدرآباد کی تحریک امن
سر مرزا محمد اسمٰعیل پھر میدان میں

نئی دہلی کی ایک خبر سے معلوم ہوا ہے کہ میسور اور حیدرآباد کے سابق وزیر اعظم سر مرزا اسمٰعیل نظام کی جانب سے امن کے مشن پر یہاں آئے ہیں۔ وہ کل بنگلور سے یہاں پہنچے۔ اور گورنمنٹ ہاؤس میں مقیم ہیں اسٹار سے ایک انٹرویو میں سر مرزا نے کہا۔ کہ وہ نظام کی جانب سے پنڈت نہرو اور سردار پٹیل سے ملاقات کرنے آئے ہیں۔ انہوں نے اس ملاقات کی نوعیت پر تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اور یہ بھی بتانے سے انکار کر دیا کہ آیا اب ہند اور حیدرآباد کا معاملہ پھر شروع ہو گا۔ سر مرزا آئندہ تین چار روز دارالحکومت میں قیام کریں گے۔

سوت کاتنے اور کپڑا بننے والوں ...
حکومت پاکستان کا اہم اعلان

کراچی سے حکومت پاکستان کی وزارت اقتصادیات کے ایک پریس نوٹ میں بتایا گیا ہے۔ اب ان لوگوں کو جو سوت کاتنے اور ہاتھ سے کپڑا بننے کا کام سیکھنا یا کرنا چاہتے ہوں ان کے لئے دفتر ... چرخے پاکستان سپنرز اینڈ ویورز ایسوسی ایشن کے دفتر سے مہیا کئے جائیں گے ... اس موقعہ سے استفادہ حاصل کرنا ... وہ اس ایسوسی ایشن کے سیکرٹری ... یا ملیں۔

لاہور کارپوریشن میں مہاجر ممبر

لاہور کی ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ حکومت مغربی پنجاب نے سات مسلمانوں کو لاہور کارپوریشن کا ممبر نامزد کیا ہے۔ یہ نامزدگی ان خالی جگہوں کو پر کرنے کے لئے کی گئی ہیں۔ جو غیر مسلموں کے جانے سے ہوئیں۔ حکومت نے آج گزٹ میں ان کا اعلان کر دیا ہے۔

(۱) شیخ محمد یامین سیکرٹری سنٹرل ریلیف فنڈ۔ (۲) خان عبدالحمید خان (بستی بابا خیل جالندھر) (۳) غلام ... (امرتسر) (۴) صاحبزادہ محمود ... (نابھ) (۵) رسالدار محمد حسین (فرید...) (۶) محبوب احمد قریشی (لدھیانہ) (۷) ... وقار لدھیانوی۔ ایڈیٹر روزنامہ ...

شاہ جارج کے نام حضور نظام ...

لندن کی ایک خبر سے پتہ چلا ہے کہ حضور نظام کے قانونی مشیر سر والٹر مانکٹن کا ... جو ذاتی خط شاہ جارج انگلستان کے نام ... گیا تھا۔ اس میں شاہ موصوف کو اطلاع دی گئی تھی۔ کہ حکومت حیدرآباد۔ ہند اور حیدرآباد کے جھگڑے کو سلامتی کونسل میں پیش کر ... حضور نظام نے شاہ جارج سے اپیل کی ... سلامتی کونسل میں اس مسئلہ کے پیش ہونے کے موقعہ پر وہ اپنا ذاتی اثر و رسوخ استعمال کریں ...

کارخانہ پیسہ اخبار لاہور کے اسلامی تاریخی ناولوں کا شاندار سلسلہ

شہزادہ جمشید

قیمت جاری فی ناول مستقل خریداروں کو صرف دو روپے ہیں

اور محصول ڈاک کی بھی رعایت دی جاتی ہے

چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

اس ناول کا پلاٹ قسطنطنیہ کے مشہور تاریخی شہر اور تاریخ عثمانی سے لیا گیا ہے قسطنطنیہ کو عیسائیوں سے سلطان بایزید نے فتح کیا تھا۔ قسطنطنیہ کا پہلا نام ... اس پر عرصہ سے عیسائیوں کی حکومت تھی۔ جن دنوں قسطنطنیہ کی حکومت سلطان بایزید کو ملی۔ ان کے چھوٹے بھائی شہزادہ جمشید بگڑ گئے۔ اور ملک کی ہوس گیری میں ... بھائی سے لڑ پڑے۔ شکست کھا کر جزیرہ روڈس کو جہاں عیسائیوں کی حکومت تھی بھاگ گئے۔ جہاں کے عیسائی بادشاہ ڈالین نے بڑی مکاری سے آپ کو نظر بند کر ... اور دن رات آپ کا دل بہلانے کے لئے سینکڑوں عیسائی نوجوان لڑکیاں آپ کی خدمت کے لئے محل میں مقرر کر دیں۔ اور آپ کے اخراجات اور معاش کے بہانے ... کروڑوں روپے سلطنت عثمانی سے سالانہ مانگنا شروع کر دیا۔ سلطان نے بھائی کی پریشان حالی اور درماندگی کو مدنظر رکھ کر دس لاکھ روپیہ ڈالین کو دینا ... دیا۔ پھر اٹلی اور فرانس کے بادشاہ کے منہ میں یہ حالات دیکھ کر پانی بھر آیا۔ شہزادہ جمشید کو شاہ فرانس نے پیرس میں دعوت دی۔ اور یہاں سے آپ کو عیسائی ... لے گئے۔ شہزادہ کے ہمراہ جس قدر جانباز ترک ملازم تھے۔ سب کو ان دغا باز عیسائیوں نے دغا فریب سے علیحدہ کر دیا۔ اور آخر شہزادہ کو زہر دے کر مار ڈالا ... اس ناول میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح شہزادہ نے سلطان سے شکست کھائی۔ اور کس طرح عیسائی بادشاہ ڈالین نے سلطان بایزید سے ڈرا دھمکا کر شہزادہ ... اخراجات کے بہانے سے لاکھوں کروڑوں روپے لوٹے۔ اس ناول میں دکھایا گیا ہے۔ کہ شہزادہ جمشید نے تاج و تخت کی ہوس میں بڑے بھائی کا کہا نہ مان مقابلہ کیا اور ... کے پاس چلے گئے۔ جہاں انہوں نے بے شمار تکلیفیں برداشت کیں۔ ذلت اٹھائی اور آخر بڑی سفاکی سے ان کو زہر پلوا کر مار دیا گیا۔ لیکن اتفاق اور منہ کا جواب ... ہوا ہو کر رہا۔ شہزادہ اٹلی میں بطور امانت دفن ہوئے جہاں سے آپ کی لاش قسطنطنیہ لائی گئی۔ سلطنت عثمانی کے لاکھوں کروڑوں روپے آپ کی ضد کی وجہ سے برباد ... تمام یورپ کی ... لڑکیاں آپ کی طبیعت بہلانے اور آپ کو قبضے میں رکھنے کے لئے مصروف کار رہیں۔ اور تمام بڑے بڑے بادشاہوں اور پوپ کی لڑکی تک اس کھیل میں ... لیت و لعب رکھنے میں عجیب عجیب حرکتیں کرتی رہیں۔ ان تمام واقعات پر ہر قسم کی سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے۔ تاریخی پس منظر میں رومانٹک واقعات کو بڑی خوبی سے دکھایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ منشی صادق حسین صاحب صدیقی مورخ اسلام کے دیگر ناول بھی ہمارے ہاں سے مل سکتے ہیں

سلطان المجاہدین دو روپے عہ	فتح انطاکیہ اول دو روپے عہ	اورنگ زیب عالمگیر اول دو روپے عہ
سلطان ٹیپو " "	فتح انطاکیہ دوم " "	اورنگ زیب عالمگیر دوم "
شیر دکن " "	آرمینیا کا چاند " "	اورنگ زیب عالمگیر سوم "
حیدر علی " "	جانباز ترک " "	جنگ صلیب و ہلال "
فتح قسطنطنیہ " "	بہادر ترک " "	جوش جہاد "
فتح یرموک " "	اتاترک " "	دکن کے چار چاند اول "
مشہد عشاق " "	سلطان بایزید یلدرم " "	دکن کے چار چاند دوم "

منشی ... ناولوں کے علاوہ اور بھی کئی ناول ہمارے ہاں سے مل سکتے ہیں۔ مثلاً محبوبہ قریش ایک روپیہ عہ۔ حسن بن صباح آٹھ آنہ ۸ر۔ دلفگار ایک ... بخیل کی دولت ایک روپیہ عہ۔ موتیوں کا جزیرہ ایک روپیہ آٹھ آنہ عہ۔ فقر دریا چار روپے للعہ۔ حق بہ حق دار دو روپے عہ۔ ناول ۱۲ دو روپے ... سیتا ایک روپیہ آٹھ آنہ عہ

ملنے کا پتہ: مینجر پیسہ اخبار لاہور

21-8-48

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۱

ایڈیٹر میاں عبدالمجید صاحب

THE PAISA AKHBAR URDU WEEKLY LAHORE

پیسہ اخبار لاہور

یادگار حاجی مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم

لاہور کی خونی عید

گذشتہ ہفتہ کے روز لاہور میں عید تھی۔ مسلمانوں نے دوگانہ عید ادا کرنے کے لئے مختلف مقامات پر بندوبست کر رکھا تھا۔ مگر جو رونق اور ہجوم شاہی جامعہ عالمگیری میں تھا وہ آپ اپنی نظیر تھا۔ جب سے جامعہ عالمگیری تعمیر ہوئی ہے۔ اس وقت سے لے کر اب تک اتنا ہجوم چشم فلک نے جامعہ عالمگیری میں نہیں دیکھا۔ لاکھوں کی تعداد میں مسلمان نماز عید الفطر میں شریک ہوئے۔ اور جب وہ نماز سے فارغ ہو کر واپس لوٹنے لگے تو بدنظمی کی وجہ سے بہت سے آدمی لقمۂ اجل ہو گئے زخمیوں اور بے ہوش ہو جانے والوں کی تعداد ایک سو سے زیادہ تھی۔ یہ حادثہ بے حد جانگسل اور اندوہناک ہے۔ ہمیں حادثہ کا شکار ہو جانے والوں کے ورثاء سے دلی ہمدردی ہے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کے حضور میں دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ فوت ہو جانے کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے زخمیوں کو صحت عطا کرے۔ ہمارے ایک عزیز منشی طالب علی پابند ایڈیٹر و مالک اخبار تعلیم بھی مسجد میں لقمۂ اجل ہو گئے۔

اس حادثہ کا سبب یہ تھا۔ کہ بادشاہی مسجد میں نمازیوں میں انتظام رکھنے کے لئے کوئی بندوبست نہ تھا جس کی ذمہ داری انجمن اسلامیہ کے ارکان پر عائد ہوتی ہے انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ لاہور کی آبادی بڑھ چکی ہے۔ اور اب یہ سب کی سب مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ اور امسال عید کے موقع پر بے پناہ اور غیر معمولی ہجوم ہو گا۔ اس لئے اس کا انتظام ہونا لازمی ہے۔ کہ نمازیوں میں نظم و نسق قائم رکھا جائے۔ وہ اس مقصد کے لئے مقامی جاسوسوں کا تعاون حاصل کر سکتی تھی۔ نیشنل گارڈز اور دوسرے رضاکار اس سلسلے میں اس کا ساتھ دیتے مگر اس کے ارکان نے غفلت سے کام لیا۔

جس کا خمیازہ قوم و ملت کو اس حادثہ کی صورت میں برداشت کرنا پڑا۔ ہم ایک مرتبہ پھر اس اندوہناک حادثہ پر اظہار افسوس کرتے ہوئے انجمن اسلامیہ کے ارکان کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ وہ کوشش کرے کہ آئندہ ایسا نہ ہوا کرے۔ اور حالات کے بموجب اپنے رضاکار حاصل کر لیا کرے۔ اس سے ان کی انفرادیت قطعاً متاثر نہ ہو گی۔ اگر اس نے رضاکاروں کا بندوبست کیا ہوتا اور حالات کے بموجب دیگر انتظامات بھی کئے ہوتے۔ تو ملت اسلامیہ کو اس حادثہ جانکاہ سے ہرگز دوچار نہ ہونا پڑتا۔ لوگوں نے دھوپ میں نماز پڑھی اور انجمن کے کارکنوں کو گالیاں دیتے ہوئے گھر لوٹے۔

قائد اعظم کو اطلاع

عید کے حادثہ لاہور کی جو اطلاع حضرت قائد اعظم کو دی گئی ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ یہ حادثہ غنڈوں کی مہربانی سے ہوا جو ایک منظم گروہ کی صورت میں جیب تراشی کے لئے موجود تھا۔ اور جس نے بھری مسجد میں اپنی کارفرمائی کے لئے اتنے انسانوں کے خون سے ہاتھ رنگے۔ منشی طالب علی پابند اور دوسرے مرنے والوں کی جیبوں میں سے رقم کا نکل جانا اور بعض مجروحین اور ہلاک ہونے والوں کی جیبوں کا کٹا ہوا پایا جانا اس امر کی کھلی دلیل ہے۔ اگر جرائم اور جرائم پیشہ لوگ اس حد تک جا سکتے ہیں کہ ایک مقدس دن — ایک مقدس اجتماع — اور مسجد عالمگیر کا احترام بھی انہیں اپنے بھائیوں پر دست درازی سے نہیں روک سکتے۔ اور حکومت کی مشینری آج کے سامنے اتنی بے بس یا غافل ہے۔ کہ چالیس کے قریب مسلمان اس حادثہ کا شکار ہو سکتے ہیں۔ تو مزید مسائل اور امور کا کیا حال؟ سہل انگاری ایسے عالم

میں کہ ہمارے پاؤں ابھی نہیں جمے۔ ہماری حکومت اور وزارت کا اتنا بڑا جرم ہے۔ جس کی سزا حد و دو تعین میں نہیں آسکتی اس نکتہ کو حکومت سمجھے تو صوبے کے عام مسائل اور مہاجرین کا مسئلہ حل کرنے میں اسے دقت پیش نہیں آئے گی۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ حادثہ غنڈوں کی نہیں بلکہ انجمن اسلامیہ کے نالائق سیکرٹری اور صدر کی وجہ سے ہوا ہے۔ جنہوں نے اس موقع پر کوئی انتظام نہ کیا تھا۔

وزیر رسد کی خدمت میں التماس

آج تک لاہور کے ڈپو ہولڈروں کی زیادتیوں کا رونا اخبارات اور پریس کانفرنسوں میں رویا جا رہا ہے۔ اور ان پر بے شمار الزام لگائے جا رہے ہیں۔ ان کی نگرانی بھی ہوتی۔ ان پر چھاپے بھی مارے گئے۔ ان میں سے اکثر قانون کی گرفت میں بھی آئے۔ اجازت نامے منسوخ ہوئے۔ بعض کو سزائیں بھی دی گئیں۔ لیکن خرابیاں جوں کی توں رہیں۔ ایک کی سزا دوسروں کے لئے عبرت ہوتی ہے۔ لیکن یہاں تو یہ عالم رہا کہ مرض بڑھتا ہے اور رفتہ رفتہ یہاں سزا کے بعد سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا معاملہ ہے؟ آخر ایک ڈپو ہولڈر نے جرأت کر کے ان اسباب کو بے نقاب کیا جو جرائم کے ذمہ دار تھے۔ اس ڈپو ہولڈر کا کہنا ہے۔ کہ ڈپو ہولڈروں کو متعلقہ افسر بے ایمانی پر مجبور کرتے ہیں دستی صاحب ایک پریس کانفرنس میں اعتراف بھی کر چکے ہیں۔ کہ سول سپلائی والوں میں پچاس فی صدی آدمی قانونی گرفت میں آ...





چکے ہیں۔ لیکن محکمہ والوں کی چابک دستی نے دستی صاحب کو ایسے چکر میں پھنسا دیا ہے کہ وہ سوائے گرین سنڈیکیٹ والوں پر عتاب نازل کرنے کے اور اصلاح حال کی کوئی صورت نہیں سوچ سکے۔ حالانکہ گرین سنڈیکیٹ والے نہ رشوت لے سکتے ہیں اور نہ وہ اور ان کے کارکن اتنے بھولے ہیں۔ کہ جائز اور ناجائز میں تمیز نہ کر سکیں۔ البتہ ان کی خطا محض یہ ہے کہ وہ بے ایمانی کرنے میں محکمے کے شریک نہیں ہوئے۔ لہٰذا انہیں ایمانداری کی سزا ضرور ملنی چاہیئے۔ اور بے ایمانی کرنے والے دندناتے رہیں۔ ہم آنریبل وزیر رسد کی خدمت میں التماس کریں گے کہ وہ ساری صورت حال پر ایک مرتبہ پھر خالی الذہن ہو کر غور کریں۔ اور وہ کڑی جو محکمہ اور پبلک کے درمیان توازن قائم رکھ سکتی ہے۔ یعنی سنڈیکیٹ! اُسے قائم رکھ کر ان عناصر کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔ جو صورت حال کی خرابی کے اصل ذمہ دار ہیں۔

صحافی غیر ذمہ داری

اخباروں اور خبر رسان ایجنسیوں کا فرض یہ ہونا چاہیئے کہ وہ عوام کو حقائق ...

واقعات نے جو سخت ناگوار معاملے کے حامل ہو سکتے تھے۔ پاکستان کے لئے یہ اہم سوال پیدا کر دیا ہے کہ اس صحافتی غیر ذمہ داری کو جو بددیانتی کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ روکنے کا فرض کسی پر عائد ہوتا ہے یا نہیں۔ ہم سبھی اس خرابی کو شدت سے محسوس کرتے ہیں اور اس کا ازالہ بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ لیکن اس سلسلہ میں ہم نے عملی قدم کیا اٹھایا؟ کیا پاکستان میں کوئی ایسی خبر رسان ایجنسی قائم ہو گئی۔ جو غیر ملکی اثرات سے آزاد ہو؟ اگر ہم میں اتنی استعداد، اتنی ہمت نہ تھی۔ کہ غیر ملکی پراپیگنڈا کے مسموم اثرات سے بچنے کے لئے ایک علیحدہ خبر رسان ایجنسی قائم کرتے تو ہم سے اتنا بھی کیوں نہ ہو سکا۔ کہ ہم اس اخبار کے خلاف مناسب کارروائی کرتے جس نے پاکستان کے متعلق اس قدر غلط بیانی کی؟ مرکز نے اس سلسلہ میں ایک چھوٹا سا بیان جاری کر کے خاموشی اختیار کر لی۔ اور ہماری صوبائی حکومت نے جس پر مناسب کارروائی کرنے کا فرض مرکز سے بھی زیادہ عائد ہوتا ہے۔ اتنا کچھ بھی نہ کیا۔ حالانکہ چند ہی روز قبل اس کی جانب سے اعلان ہوا تھا۔ کہ ان غیر ذمہ داریوں کے خاتمہ کے لئے مناسب اقدام کیا جائے گا ...

ہے۔ وہ محض ان کے خوش آئند الفاظ تک محدود ہے۔ لیکن جہاں تک عملی اقدام کا تعلق ہے۔ ہمیں افسوس ہے۔ کہ ان کے الفاظ اس میدان سے بہت دور گونج رہے ہیں۔ محکمہ تعلیم میں صرف نصاب تعلیم کو لیجئے۔ یہ آج تک ایسے اجارہ داروں کے ہاتھ میں رہا ہے جو نصاب تعلیم کو نصاب تعلیم نہیں کسب زر کا ذریعہ سمجھتے تھے پرانے ایجوکیشنل پبلشرز جن کے پاس پچاس پچاس برس سے یہ اجارہ داری تھی۔ ایک فقرہ اردو کا نہ صحیح بول سکتے تھے۔ نہ لکھ سکتے۔ صرف ان کے تجارتی امور و رموز کسی نہ کسی طرح ان کے پاس یہ اجارہ رہنے دیتے تھے۔ اور آج بھی وہی کیفیت ہے۔ نصاب تعلیم کی اجارہ داری ان لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ جن کے متعلق ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ نہ صحیح اردو بول سکتے ہیں اور نہ لکھ سکتے ہیں۔ اور اس گروہ میں ایک آدھ استثناء ہے بھی تو اس کے پیش نظر بھی تعلیمی سے کہیں زیادہ تجارتی مقاصد ہیں۔ ایڈوائزری بورڈ کی یہ صورت ہے۔ کہ کتابیں پاس بھی بورڈ کرتا ہے۔ لیکن آج تک اس کی مروجہ کتابیں اٹھا کر دیکھئے۔ صرف زبان و بیان کی اس قدر غلطیاں نظر آئیں گی کہ الامان۔ کبھی وزارت تعلیم نے اس طرف توجہ نہیں دی تھی۔ اس لئے کہ ادھر ...

ان طاقتوں کے احتجاج اور مخالفت کے باوجود ۱۹۲۱ء کے اس فیصلہ کو منسوخ کرا دیا جس کے مطابق مشرقی یورپ کی مشہور آبی شاہراہ ڈینوب میں جہاز رانی کے انتظامات برطانیہ، فرانس، اطالیہ، جرمنی اور رومانیہ کی بین الاقوامی نگرانی میں چلے آ رہے تھے۔ برطانیہ اور فرانس نے لاکھ سر پٹکا کہ دریا اور کنارہ دریا کی نگرانی میں ان کا بھی تھوڑا بہت دخل رہنے دیا جائے تاکہ چھ چھ کروڑ پونڈ کی ان خطیر رقوم حفاظت کا وہ کچھ تو بندوبست کر سکیں۔ جو انہوں نے محولہ بالا انتظامات کے ماتحت یہاں لگا رکھی ہیں۔ لیکن روس اور اس کے حلیفوں نے ان کی ایک نہ سنی۔ سٹالن اور ٹیٹو کی باہمی رقابت سے ان کی کچھ امیدیں وابستہ تھیں۔ لیکن یہ بھی بر نہ آئیں۔ مایوس ہو کر ان دونوں نے اس معاملہ کو بین الاقوامی عدالت میں لے جانے کی تجویز کی۔ مگر اکثریت نے اسے مسترد کر دیا امریکہ کی پشت پناہی بھی ان کے لئے بے اثر ثابت ہوئی۔ اور ستر کانے کانفرنس نے پرانے انتظامات کو کالعدم قرار دیتے ہوئے روسی قرارداد پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ نظر انصاف سے دیکھا جائے تو یہ فیصلہ ظالمانہ نہیں۔ بلکہ ایک ناانصافی کا ازالہ کرنے والا ہے۔ ڈینوب ...

دولت آصفیہ کا یوم آزادی تزک و احتشام سے منایا جائیگا

مغربی جمہوریتوں کی شکست

ہماری درسی کتابیں اور وزیر تعلیم

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامۂ ناپاک گازران بہ سنگ

پیسہ اخبار لاہور

قیمت سالانہ چار روپے (للعہ) حجازی پرنٹنگ پریس بیرون موری دروازہ لاہور میں چھپوا کر میاں عبد المجید صاحب پرنٹر۔ پبلشر نے دفتر پیسہ اخبار لاہور سے شائع کیا۔

نمبر ۳	۲۱ اگست ۱۹۴۸ء	جلد ۶۲

ہمارا دوسرا جشنِ استقلال

آج جشنِ استقلال ہے۔ یعنی ہمیں سیاسی حقوق ملے۔ ایک سال کا عرصہ گذر گیا ہے۔ ان حقوق کی خوشی میں آج ہم جشن منا رہے ہیں۔ آج سے ایک سال قبل کراچی میں ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو ایسا ہی ایک جشن آزادی منایا گیا تھا۔ جبکہ پنجاب میں خونی کھیل کھیلے جا رہے تھے۔ لاہور اور امرتسر میں ایک قیامت بپا تھی۔ تباہیوں اور بربادیوں کے طوفان آئے ہوئے تھے۔ لاکھوں متمول مسلمان محتاج ہو کر وطن سے کس مپرسی کی حالت میں ہجرت کرنے پر مجبور ہو رہے تھے۔ آج تمام پاکستان میں اس حصول آزادی کی تقریب کو عسکری قوت کے پرجوش مظاہروں سے منایا جا رہا ہے۔ لاہور میں ۱۴ اگست کو ۱۱ بجے صبح ایک زبردست مارچ پاسٹ کا مظاہرہ ہوا جس میں سینکڑوں ٹینکوں۔ فولادی گاڑیوں اور بکتر بند موٹروں اور مختلف فوجی دستوں نے گورنر پنجاب کو سلامی دی۔ لوگوں نے پاکستان زندہ باد کے نعرے لگائے۔ فلم لینے والوں نے اس پرجوش خوشی کے مظاہروں کے فلم لئے۔

ہمارا حقیقی یوم استقلال تو اُس دن ہوگا۔ جب ہم اپنے ایک ایک بچے اور ایک ایک عورت کو ان کے پنجے سے چھڑا کر لے آویں گے۔ اور ایک آزاد ملک اور ایک آزاد باشندوں کی طرح اپنی حکومت کا ساتھ دیں گے۔ آج تمام ملا ہیں، تمام دکانداروں نے اپنی دکانوں کو پاکستان کے جھنڈوں سے سجایا ہوا ہے۔ بچوں کو مٹھائی بھی تقسیم کی گئی ہے۔ غریبوں کو کچھ کپڑے بھی دیئے گئے ہیں۔ مگر سچی خوشی لوگوں کو اس دن ہوگی۔ جبکہ تمام مہاجرین اپنے اپنے کاموں میں لگ جائیں گے۔ تجارت کھل جائے گی اور ہمارے جو بچے اور عورتیں مشرقی پنجاب میں رہ گئی ہیں۔ وہ سب یہاں آ جائیں گی۔

مسئلہ حیدرآباد میں سلطان حجاز کی ذاتی دلچسپی

مکہ ۱۳ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ حیدرآباد کی آزادی کے تحفظ و بقاء کے لئے پچھلے ۲ ماہ سے حرم شریف میں ہر روز پانچوں نمازوں میں ...

آزادی کے قرار کیلئے بلند قومی اخلاق

وزیراعظم برما کا پیغام یوم استقلال

لاکھوں بچوں۔ مردوں اور عورتوں کو بھولنا نہ چاہیئے۔ جنہوں نے قیام پاکستان کے بلند مقصد کی خاطر جانیں قربان کیں۔ جہاں تک ان لاکھوں مہاجرین کا تعلق ہے۔ جو اپنے گھروں سے بے گھر کر دیئے گئے۔ مجھے یہی کہنا ہے۔ کہ ہم ان کے لئے وہ کچھ نہ کر سکے جو کر سکتے تھے بدترین صورت حال گزر چکی ہے۔ اور اس عظیم قوم کے مستقبل کو ڈھالنے کے لئے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ آپ نے کہا ہے۔ کہ یہ سال ہمارے لئے مشکل ترین سال تھا۔ اندرون اور بیرون سے خطرات کا سامنا ہوا لیکن ہم نے ہمت اور حوصلہ سے مقابلہ کیا اور جنہوں نے پاکستان کے معرض وجود میں آنے ہی ہماری نشوونما کو مسدود کرنا چاہا۔ انہیں بھی یقین ہو گیا۔ کہ پاکستان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو چکا ہے۔ اور انشاء اللہ دنیا کی کوئی طاقت اسے تباہ نہیں کر سکی۔ ہم امن کے خواہشمند ہیں۔ لیکن اپنے وطن کی ہر انچ زمین کی حفاظت کے لئے ہم انتہائی اقدام کا تہیہ کئے ہوئے ہیں۔ وزیراعظم موصوف نے ان لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے کہ جو اپنے پہلے روابط کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ اور ان کی سرگرمیاں بیرون پاکستان کے اشاروں پر ...

سالگرہ پاکستان پر بیری سفیر کی مبارکباد

پاکستان کی پہلی سالگرہ پر خان ممدوٹ

پاکستان نے ایک آزاد خود مختار ریاست کی حیثیت سے اپنی زندگی کا ایک سال پورا کیا ہے اس نو مملکت کے لئے یہ سال انتہائی آزمائشوں اور تکلیفوں کا زمانہ تھا۔ برطانوی حکومت کے تقسیمی پروگرام کے ناشائستہ فیصلہ کو قبول کرنے کے سوا ہمارے لئے کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ ابتدائے کار ہی میں ہم پر ساٹھ لاکھ مہاجرین کا بوجھ ڈال دیا گیا۔ یہ سب حملے پاکستان کی زندگی پر تھے۔ اور ان کا زیادہ تر نشانہ مغربی پنجاب ہی بنا تھا۔ ابھی مصائب کا دور پورے طور پر ختم نہیں ہوا۔ مگر شدت کا زمانہ گزر چکا ہے۔ آج خطرات کے مقابلہ کے لئے پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط ہیں۔ ابھی ہمارے صوبے میں سارھے چار لاکھ مہاجرین کی بحالی کا کام باقی ہے۔ اپنی آزادی کی اس پہلی سالگرہ پر ہمیں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرنا چاہیئے صرف اسی کے فضل و کرم سے اپنی مشکلات کا کامیابی سے مقابلہ کر سکا ہے۔ آج ہمیں پاکستان کے معمار حضرت قائد اعظم کی درازی عمر کی دل سے دعا مانگی چاہیئے۔

پندرہ ہزار باقاعدہ اور چالیس ہزار رضاکاروں کی نقل و حرکت!

کئی بڑے بڑے والیان ریاست

ذمہ داری کے متعلق ایک سوال

عید کے دن لاہور میں دو درجن سے زیادہ مسلمان ہمارے قومی کیریکٹر کی کمزوری کا شکار ہوئے۔ اس ہولناک نتیجہ کے اسباب کی تلاش جاری ہے۔ اکثر اخبارات نے (۱) انجمن اسلامیہ کو خود غرض۔ بیدرد اور نالائقوں کا گروہ قرار دیا ہے (۲) بعض گمنڈے ہتھ پھیری کے لئے اس حادثہ کے ذمہ دار ہیں (۳) ہماری قومی جماعتوں کی غفلت نے مسلمانوں کی جان لی (۴) گڈو ل پیٹی کے اشتہار پھینکنے والے اس حادثہ کے ذمہ دار ہیں۔

ایک حد تک یہ بالکل بجا اور درست ہے کہ مساجد کا انتظام انجمن اسلامیہ کے ہاتھ میں ہے اور اسے اجتماع عیدین میں اپنی ذمہ داری اور احساس فرائض کا خیال رکھنا چاہیئے۔ لیکن خدا کے لئے یہ نہ بھول جائیے کہ حکومت ہماری اپنی ہے۔ حاکم ہمارے اپنے ہیں۔ پولیس ہماری اپنی ہے۔ اور اجتماع ہمارا اپنا تھا۔ اور ذرا یہ لطیفہ دیکھئے کہ ایک دوسرے پر الزامات کا سلسلہ تو جاری ہے۔ لیکن کسی بڑے آدمی یا کسی سرکاری آدمی کو اب تک خدا نے یہ توفیق بھی نہ بخشی کہ اس حادثہ پر اظہار افسوس ہی کر دیتا۔ مرنے والوں کے آہ عید کے دن اپنے گھر کو ماتم کدہ بنا دینے والوں کے غمزدہ پسماندگان کی اشک شوئی کے لئے دو حرف تعزیت ہی کہہ دیتا! آپ انجمن اسلامیہ کو مُردود ملعون کہتے جائیں۔ آپ دوسری قومی جماعتوں کو جی بھر کے برا بھلا کہیں۔ آپ گنڈہ گردی اور گڈو ل پیٹی والوں کی غیر اسلامی حرکات پر جلی کٹی سنائیں۔ انہیں ان لوگوں کے قتل کا ذمہ دار بھی گردانیں تو مرنے کی ذمہ داری مرنے والوں پر بھی ڈال دیں۔ لیکن اپنی نمائندہ حکومت اپنی نمائندہ وزارت اور اپنی واحد سیاسی نمائندہ جماعت کے کارکنوں کی ذمہ داریوں کو نہ بھولئے ان لوگوں نے اس حادثہ پر کوئی افسوس نہیں کیا لیکن آپ دیکھ لیں گے کہ جشن استقلال پر سرکاری نمائندے کیا کچھ نہیں کرتے۔

شراب کی بندش

حکومت کی جانب سے براہ راست نہیں،

ایک خبر رساں ایجنسی کی وساطت سے معلوم ہوا ہے کہ مغربی پنجاب میں اکتوبر کی پہلی تاریخ سے بندش شراب کے احکام نافذ ہو رہے ہیں۔ بشرطیکہ ---- اور یہ شرط ایسی ہے۔ جو یقین کو ظن و تخمین کی پست سطح پر لے آتی ہے۔ حکومت نے اس کے خلاف فیصلہ نہ کیا یا اس فیصلہ میں ترمیم نہ کی۔ شراب کی کشید بند کرنے کے لئے محکمہ آبکاری سخت اقدامات کی تیاری کر رہا ہے۔ حکم امتناع شراب کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے قید و جرمانہ کی سزائیں بھی تجویز ہو چکی ہیں۔ لیکن خود حکومت نے فیصلے کے متعلق شک اور ارتیاب کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ چار ہی ماہ قبل وہ اکتوبر میں امتناع شراب کے احکام نافذ کرنے کا وعدہ بڑی بلند آہنگی سے ایوان اسمبلی میں کر چکی تھی۔ پھر اس کے لئے یہ امتناعی احکام جاری کرنا نقصان مایہ کا موجب بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ شراب

کے آغوش میں پلی ہوئی سکھ قوم کے چلے جانے سے صیغہ آبکاری کی دو تہائی آمدنی پہلے ہی کم ہو چکی تھی۔ لیکن حکومت کے فیصلہ میں شبہات کی گنجائش پھر بھی موجود ہے اور اس لئے موجود ہے۔ کہ گزرگاہ عام پر شراب نوشی کی ممانعت کے احکام کی تعمیل جو حکومت نہ کرا سکی وہ اکتوبر میں شراب کی قطعی بندش کے احکام نافذ کرنے کا کیا اہتمام کرے گی۔ پھر حصول کامیابی کے لئے اس نے جو طریق اختیار کیا ہے وہ بھی ایسا ہے جس کا اثر یقینی نہیں۔ حیرانی ہے کہ حکومت امتناع شراب کے لئے قرآنی احکام کے بجائے پراپیگنڈہ کے مغربی طرز کا سہارا لے رہی ہے۔ پھر جس حکومت طریق کار اس قدر غلط جس کی قوت نافذہ اس قدر کمزور ہو اس کی وعدہ وفائی کے بارے میں شک و ارتیاب کیوں نہ ہو؟

جودھپور ریلوے

جودھپور ریلوے کا معاملہ حکومت ہندوستان نے دربار جودھپور کی وساطت سے فیصل کرنے کے بجائے براہ راست اپنے ہاتھوں میں لینے کا اعلان کر دیا ہے۔ لیکن اس سے آخر فرق کیا پڑے گا۔ پہلے بھی حکومت ہندوستان ہی تو تھی۔ جس نے پاکستان کے خلاف اسی قدر غلط بیانی سے کام لیا۔ کہ وعدے کے باوجود اس نے سامان کی قیمت ادا نہیں کی۔ حالانکہ پاکستان یہ روپیہ امپیریل بنک میں جمع کرا چکا ہے۔ لیکن شرط یہ تھی کہ حکومت جودھپور کو روپیہ وصول کرنے کی اجازت اسی صورت میں ہو۔ جب پاکستان روپیہ کی رسید بھیج دے۔ اب حالت یہ ہے کہ حکومت جودھپور نے کل سامان کا چوتھائی حصہ بھی پاکستان کے پاس نہیں چھوڑا۔ مگر پوری رقم پر قابض ہونے کے لئے اس کی الزام تراشی جاری ہے۔ اور حکومت ہند کی پوری تائید اس الزام تراشی میں اسے حاصل ہے۔ پھر یہ گفت و شنید حکومت ہندوستان سے براہ راست ہو، کیوں نہ ہونے لگے۔ کامیابی کی کیا امید ہو سکتی ہے؟

حیدرآباد کا کیس

ہمیں خوشی ہے کہ حیدرآباد نے آخر ہندوستان کی چیرہ دستی اور عہد شکنی کے واقعات ادارۂ اقوام میں پیش کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ سرکار نظام کے آئینی مشیر سر والٹر مانکٹن حیدرآباد کا کیس مکمل کر چکے ہیں۔ اور وہ اپنے ریاست میں سے ایک انہیں ساتھ لے کر لیک سکس جانے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ ادھر خوش قسمتی سے "اکانومسٹ" کے ماہر معاشی نے بھی حیدرآباد کے خلاف برطانیہ اور ہندوستان کی باہمی سازش کا بھی بروقت انکشاف کیا ہے۔ پھر اس ہنگامہ اور ممالک اسلامیہ کی حمایت کی موجودگی میں کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ادارہ اقوام اس شکایت کو سننے سے انکار کر دے۔ ضرورت صرف یہ ہے۔ کہ اب اس معاملے کو ادارہ اقوام میں پیش کرنے میں مزید تاخیر و تعویق سے کام نہ لیا جائے۔ اور جہاں تک ہو سکے جلد ہی اس معاملہ کو ادارہ اقوام کے سامنے پیش کر دیا جائے۔

جنگ نہیں کرنا چاہتے

ادھر تو بمبئی کے وزیر اعظم مسٹر بی جی کھیر سرحد حیدرآباد کے قریب پہنچ کر یہ اعلان کرتے پھرتے ہیں۔ کہ ان کا ملک سرکار نظام سے جنگ نہیں کرنا چاہتا۔ اور ادھر یہ حالت ہے کہ حکومت ہندوستان گزرگاہوں کو محفوظ بنانے کا بہانہ کر کے قلمرو نظام کے جنگی اہمیت والے علاقوں پر قبضہ کئے جا رہی ہے۔ ۲۷ر جولائی کو ضلع عثمان آباد کا ایک قصبہ تناج اس کے جارحانہ اقدامات کا نشانہ بنا۔ اور ابھی اس معاملہ کا فیصلہ بھی نہ ہونے پایا تھا کہ اس نے منولا پور کے قریب حیدرآباد کے ایک گاؤں بنگی پر پوری قوت کے ساتھ آتش باری کرنے کے بعد قبضہ کر لیا۔ کوئی دوسرا ملک ہوتا تو یہ دونو واقعات باقاعدہ جنگ کا آغاز کرنے کے لئے کافی ہوتے۔ مگر حیدرآباد نے تحمل اور بردباری سے کام لیا۔ اس نے ان واقعات کو قانونی اور آئینی طور پر سلجھانے کی کوشش کی۔ تناج کا معاملہ اس نے تحقیقاتی عدالت کے سپرد کرنے کی تجویز کی تھی۔ جس میں دونوں ملکوں کو نمائندگی حاصل ہو۔ مگر جس کی صدارت کوئی غیر جانبدار شخص کرے۔ مگر ہندوستانی حکومت اس پر راضی نہیں ہوئی۔ اسے نہ صرف تناج میں اپنی فوجیں رکھنے میں اصرار ہے۔ بلکہ اس کے عسکری اقدامات کا رخ دوسرے مقامات کی طرف بھی اور بڑھ رہا ہے۔ ان حالات میں حکومت حیدرآباد کے لئے چارہ کار صرف رہتا ہے کہ وہ اپنی مصالحانہ روش کو خیرباد کہہ کر شمشیر و سنان سے شمشیر و سنان کا جواب دے مگر سوال یہ ہے کہ کیا امن عالم کے علمبردار ان حالات کو دیکھتے ہوئے بھی اس خونگار امن کو شعلہ بننے سے نہیں بچائیں گے؟ کیا ادارہ اقوام کے منشور میں کوئی دفعہ ایسی بھی شامل ہے۔ جو اسے حق و انصاف کی مدد پر اس وقت تک آمادہ نہیں ہونے دیتی، جب تک کوئی سرزمین انسانی خون سے شفق گوں نہ ہو جائے

پاکستان کی مالی استطاعت

مالی ذرائع۔ مالی مشکلات اور دوسرے ملکوں میں مالی ساکھ۔ زرپرستوں اور زرگشتوں نے دس سال میں جو اندیشے پاکستان کے مالی نظام کے متعلق ظاہر کئے تھے۔ مسلمانوں کے عزم و ارادے نے ان سب کو باطل کر دیا۔ اپنی نئی حکومت سے مالی تعاون اور سرکاری قرضوں میں مسلمانوں نے اندازے سے زیادہ رقمیں دیں بنکنگ اور بیمہ میں مسلمانوں کی تہی دامانی کے باوجود امید افزا حالات۔ مہاجرین کے بوجھ سے مالی نظام پر ایک نہایت خوشگوار نتیجہ۔ مسٹر غلام محمد وزیر مالیات نے مجلس دستور ساز (آئین ساز) میں حکومت پاکستان کا پہلا بجٹ پیش کرتے ہوئے حکومت کو مالی حیثیت کی جو وضاحت کی تھی۔ اس کے خاص پہلو یہ تھے۔ صنعتی ترقی کا نہ ہونا (یہ ماضی

کا ورثہ ہے) پاکستان چھوڑ کر جانے والے آدمی کی ان سے ۳۰ لاکھ زیادہ مہاجرین آ گئے۔ بنکنگ اور بیمہ (نظام نیز نقل و حمل اور مواصلات کے نظام کا درہم برہم ہو جانا۔ اہم ریلوں کے انتظام کے سلسلہ میں شدید نقصان اور ایک طویل سرحد پر مناسب دفاعی انتظامات برقرار رکھنے کی زبردست ذمہ داری ہے۔ جب وزارت مالیات نے ۱۵ر اگست ۱۹۴۷ء کو ملک کی اقتصادی حیثیت کی تنظیم جدید کا کام شروع کیا تو وہ ان دشواریوں سے گھری ہوئی تھی۔ ترقی کی اسکیموں کے لئے روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے حکومت پاکستان نے ۱۴ر اپریل ۱۹۴۸ء سے حسب ذیل چار قرضے جاری کئے۔

۱۔ ۱۹۵۳ء کا ۲½ فیصدی سود والا قرضہ
۲۔ ۱۹۶۰ء کا ۳ " " "
۳۔ ۱۹۶۸ء کا ۳ " " "
۴۔ ۱۹۵۶ء کا ۱½ فیصدی والے بغیر انکم ٹیکس بانڈ

یہ قرضے تا اطلاع ثانی جاری رہنے تھے ان میں سے دو یعنی ۲¾ فیصدی والے قرضے اور ۱½ فیصدی بغیر انکم ٹیکس والے بانڈز یکم جون کو عام روپیہ لگانے والوں کے لئے بند کر دیئے گئے۔ اور ۱۹۶۰ء کا ۳ فیصدی سود والا قرضہ صوبائی کواپریٹو بنکوں اور بیمہ کمپنیوں کو چھوڑ کر تمام روپیہ لگانے والوں کے لئے بند کر دیا گیا۔ جب ان قرضوں سے آمدنی کا تخمینہ ۳۰ کروڑ روپیہ لگایا گیا تھا۔ لیکن حقیقتاً ان سے ۷۴۷۶۹۳۱۰۰ روپیہ وصول ہوا۔ نقد کے علاوہ حکومت نظام نے ان قرضوں میں حکومت ہند کے تمسکات کی شکل میں ۲۰ کروڑ روپیہ لگایا

سرکاری ہنڈیاں

حکومت پاکستان نے ۸ر جون ۱۹۴۸ء سے ماہی سرکاری ہنڈیوں کا اجراء بھی شروع کیا یہ سرکاری ہنڈیاں پندرہ پندرہ روز کے بعد جاری کی جاتی ہیں۔ پہلی مرتبہ ۲۵ لاکھ کی جو سرکاری ہنڈیاں جاری کی گئیں۔ ان کے لئے ۱۱ لاکھ روپیہ کے ٹنڈر موصول ہوئے۔ اور ۲۵ لاکھ روپیہ کی جو سرکاری ہنڈیوں کی دوسری پانزدہ روزہ اجرائی کے لئے ۱۶۸ لاکھ روپیہ کے ٹنڈر وصول ہوئے۔ بعد میں روپیہ لگانے والوں نے زیادہ رقمیں پیش کیں۔ چنانچہ تیسری اجرائی سے ہنڈیوں کی رقم ۵۰ لاکھ روپیہ کر دی گئی۔ اور اس کے لئے ۳۰۵ لاکھ روپیہ کے ٹنڈر موصول ہوئے

صوبوں کو عطیات

مہاجرین کو بسانے کی وجہ سے صوبوں کی مالیات پر بہت برا اثر پڑا۔ چنانچہ حکومت پاکستان نے مغربی پاکستان کی مختلف صوبائی حکومتوں کے لئے ۲۴۰ لاکھ روپیہ کی منظوری دی ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ مغربی پنجاب ۔۔۔ ۱۲۵ لاکھ۔ سندھ ۔۔۔ ۱۰۰ لاکھ۔ صوبہ سرحد ۔۔۔ ۵ لاکھ۔

مہاجرین کو بسانے کی کارپوریشن

نادار مہاجرین کو بسانے کے لئے جو زیادہ تر کاشتکار، دکاندار، کاریگر اور اہل حرف ہیں۔ حکومت پاکستان نے "مہاجروں کو بسانے کی

مالیاتی کارپوریشن کا آرڈیننس" جاری کیا۔ اس کا منظور شدہ سرمایہ ۳ کروڑ روپیہ تھا۔ جس میں سے ایک کروڑ روپیہ مرکزی حکومت نے دیا۔ بورڈ آف ڈائرکٹرز ۱۰ ڈائرکٹروں پر مشتمل ہے۔ اس کا صدر غیر سرکاری آدمی ہے اور جن تین صوبوں کو مہاجرین کا مسئلہ حل کرنا ہے۔ انہیں اس میں خاص نمائندگی دی گئی ہے

اقتصادی ترقی

اچھوتوں کی تعلیمی اور اقتصادی ترقی کی اسکیموں کے لئے ۵ لاکھ روپیہ منظور کیا گیا ہے اور قبائلی علاقوں میں گھریلو صنعتوں کو ترقی دینے کے لئے بندوبست ۵ لاکھ روپیہ دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں بلوچستان کی ترقی کے لئے بعض نفع بخش کاموں کے لئے روپیہ مہیا کیا جا رہا ہے۔

تنخواہ کمیشن

چونکہ پاکستان کے حالات ہندوستان سے بہت زیادہ مختلف ہیں اور اجتماعی تبادلہ آبادی کی وجہ سے پاکستان کی اقتصادی حالت پر شدید بار پڑا ہے۔ لہذا حکومت پاکستان نے ایک تنخواہ کمیشن مقرر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جو مرکزی اور صوبائی حکومت کے ملازموں کی تنخواہ کے اسکیموں اور الاؤنسوں وغیرہ کے متعلق تحقیقات کرے گا۔ کمیشن ۱۳ر فروری کو قائم ہوا اور اس کا صدر ہائی کورٹ کا ایک جج ہے۔ چونکہ کمیشن اپنی آخری سفارشات ایک عرصہ میں مرتب کر سکے گا۔ اس لئے حکومت نے اس سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ کم تنخواہ والے سرکاری ملازمین کے متعلق اپنی عارضی رپورٹ پیش کرے۔ حکومت نے کمیشن کی یہ رپورٹ منظور کر کے یکم اپریل ۱۹۴۸ء سے عارضی امداد عطا کی ہے۔

سیکورٹی پرنٹنگ پریس

پاکستان میں سیکورٹی پرنٹنگ کارپوریشن قائم کرنے کے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔ حکومت اور دولت پاکستان بنک کے لئے کرنسی نوٹ اور اسٹیشنری وغیرہ چھاپے گی۔ یہ کارپوریشن ایک لمیٹڈ کمپنی ہو گی۔ اس کا منظور شدہ سرمایہ ۷۵ لاکھ روپیہ ہے۔ اور اس وقت ادا شدہ سرمایہ ۴۰ لاکھ ہے ۶۰ فی صدی حصے ملکیت پاکستان خریدے گی اور مشہور برطانوی فرم ٹامس ڈی لارو اینڈ کمپنی لمیٹڈ ۴۰ فیصدی خریدے گی۔ جن کی قیمت نقدی اور مشینری اور ساز و سامان کی شکل میں ادا کرے گی۔ یہ کمپنی اپنے انگلستان والے کارخانے میں مسلم نوجوانوں کو تربیت دے گی۔ اور ناسک پریس سے الگ کئے جانے والے مسلمانوں میں سے موزوں آدمی کو ملازمت دے گی۔ بورڈ آف ڈائرکٹرز میں چار ڈائرکٹر حکومت کی طرف سے تین ٹامس ڈی لارو اینڈ کمپنی لمیٹڈ کی طرف سے ہوں گے۔ توقع ہے کہ یہ کارپوریشن نومبر ۱۹۴۹ء میں کام شروع کر دے گی۔

نقدی کی فاضلات

تقسیم کے وقت ریزرو بنک آف انڈیا میں کام چلانے کے لئے نقدی کی مجموعی فاضلات میں پاکستان کا حصہ ۷۵ کروڑ روپیہ مقرر کیا گیا۔

لیکن ہندوستان نے کشمیر کے معاملہ کا فیصلہ نہ ہونے کا بہانہ کر کے باقی ۵۵ کروڑ روپیہ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن پاکستان کے احتجاج پر مشترکہ دفاعی سروسوں کے مصارف کے سلسلہ میں ۵ کروڑ روپیہ وضع کر کے باقی ۵۰ کروڑ روپیہ پاکستان کے حساب میں جنوری ۱۹۴۸ء کو منتقل کر دیا۔

ٹکسال، کرنسی اور سکے

چونکہ پاکستان اپنی کرنسی اور سکے فی الفور جاری نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے ۱۵ر اگست سے ہندوستانی نوٹ اور سکے "زر قانونی" کے طور پر قبول کر لئے گئے۔ یکم اپریل ۱۹۴۸ء سے ۱۰۰ روپیہ۔ ۱۰ روپیہ۔ ۵ روپیہ۔ ۲ روپیہ اور ایک روپیہ کے ریزرو بنک آف انڈیا کے ایسے نوٹ جاری کئے گئے جن پر پاکستان لکھا ہوا تھا۔ اسی تاریخ سے پاکستان نے اپنے روپیہ۔ اٹھنی۔ اور چونی کے خالص نکل کے اور دوسرے چھوٹے سکے بھی جاری کئے ہندوستانی سکے ۳۰ر ستمبر ۱۹۴۸ء تک بدستور زر قانون رہیں گے۔ اور اگر حکومت پاکستان چاہے۔ تو اس مدت میں ایک سال کی توسیع کر سکتی ہے۔ تقسیم کے وقت خیال تھا کہ پاکستان اپنی ”کرنسی اتھارٹی“ یکم اکتوبر ۱۹۴۸ء تک قائم کر سکے گا۔ چنانچہ ریزرو بنک آف انڈیا سے کہا گیا ہے۔ کہ وہ پاکستان کی کرنسی کا بدستور انتظام کرتا رہے۔ لیکن مارچ ۱۹۴۸ء میں حکومت ہندوستان اور حکومت پاکستان کے درمیان ایک معاہدہ ہو گیا۔ جس میں دوسرے اہم فیصلوں کے علاوہ طے پایا۔ کہ ریزرو بنک آف انڈیا یکم جولائی ۱۹۴۸ء سے پاکستان کے مرکزی بنک کے فرائض انجام نہ دے۔ یہ فیصلہ پاکستان مانیٹری سسٹم اینڈ ریزرو بنک (ترمیم) آرڈر ۱۹۴۸ء میں شامل کر لیا گیا۔ اسٹیٹ بنک آف پاکستان نے یکم جولائی ۱۹۴۸ء سے کام شروع کر دیا۔ اور وہ تمام فرائض اپنے ذمے لے لئے جو پہلے ریزرو بنک آف انڈیا انجام دیتا تھا۔

ہماری اقتصادی منصوبہ بندیاں

اور اقتصادی امور میں سرکاری محکموں کا ارتباط

بنکنگ

متحدہ ہند میں پاکستانی علاقوں میں غیر مسلم بنکوں کی اکثریت تھی۔ تقسیم کے بعد زیادہ تر پنجاب کے فسادات کی وجہ سے غیر مسلم بنکوں نے اپنی شاخیں پاکستان سے ہندوستان میں منتقل کرنی شروع کر دیں جس کی وجہ سے حکومت پاکستان کو حسب ذیل مسائل کا سامنا کرنا پڑا (۱) بنکوں کے بند ہو جانے کی وجہ سے مغربی پنجاب، صوبہ سرحد اور بلوچستان میں تجارت و صنعت کا انتظام درہم برہم ہو گیا۔ (۲) بنکوں سے تعلق رکھنے والوں نے مطالبات پورے نہ ہونے کی شکایت کی۔ (۳) پاکستان میں بنکنگ کی سہولتیں بحال کرنے کی غرض سے غیر مسلم عملہ کے لئے حفاظت اور مکانوں کے انتظامات کا وعدہ کیا گیا۔

بنکوں کو حسب ذیل امداد دی گئیں:-

(۱) بنک کی جائیدادیں۔ دفتر گودام اور بنکوں کے کلرکوں اور افسروں کے سکونتی مکانات اور کوارٹر یہ معلوم کئے بغیر سرکاری طور پر حاصل نہ کئے جائیں کہ متعلقہ بنک مناسب مدت میں اس مقام پر اپنی شاخ کھولنا چاہتا ہے یا نہیں۔

(۲) بنک پولیس وغیرہ کی حفاظت حاصل کر سکتے ہیں۔ مطالبات کے تصفیہ کے لئے حسب ذیل انتظامات کئے گئے۔

(۱) ہر بنک پاکستان میں کم از کم ایک مرکزی دفتر کھولے۔ جہاں اس کی تمام شاخوں کا کام متحدہ طور پر کیا جائے۔ اور تین ہفتہ کے اندر امانت داروں کو رقمیں ادا کرنی ادا کرنی شروع کر دے۔ پنجاب نیشنل بنک سنٹرل بنک آف انڈیا اور بھارت بنک لاہور نے چکوئے کے دفتر کھولے۔ اور دوسرے بنکوں نے بھی ادائیوں کے انتظامات کئے ہیں امانت داروں کی امداد کے لئے حکومت ہند اور ریزرو بنک کے ذریعے امداد کی کوشش کی گئی۔ غیر مسلموں کو پاکستان میں پھر بنکنگ شروع کرنے کی ترغیب دی گئی۔ اور مسلم بنکوں نے اپنا کاروبار بڑھایا ہے۔

دولت پاکستان بنک

قائد اعظم نے یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو دولت پاکستان بنک کا افتتاح کیا۔ جس کے بعد پاکستان بنک اور کرنسی کے معاملات میں کامل آزادی حاصل ہو گئی۔ پاکستان کا یہ مرکزی بنک حسب ذیل فرائض انجام دیتا ہے مرکزی حکومت اور صوبائی حکومت کا بنکوں کا بنک ہے۔ پاکستان میں کرنسی کے اجراء اور انتظام کا ذمہ دار ہے۔ اور مرکزی اور صوبائی حکومتوں کی طرف سے سرکاری قرضے جاری کئے ہیں۔ حکومت پاکستان کو کرنسی۔ قرضوں کا اجراء۔ تبادلۂ زر کے کنٹرول اور دوسرے مالی معاملات کے متعلق مشورے دیتا ہے۔ اس کا سرکاری حصص ۳ کروڑ روپیہ اور ہر حصہ کی قیمت ۱۰۰ روپیہ ہے۔ ۵۱ فیصدی ہے۔ حکومت کے اور باقی عوام کے ہونا طے پایا ہے۔ کوئی شخص ۵۰۰ سے زیادہ حصے نہیں خرید سکتا۔ منافع ۴ فیصدی سالانہ کی شرح سے تقسیم کیا جائے گا۔ دولت پاکستان بنک کے پہلے گورنر مسٹر زاہد حسین ہیں۔ مرکزی بورڈ آف ڈائرکٹرز کے ۸ ممبروں میں سے ۵ کو حکومت اور ۳ کو حصہ دار منتخب کرتے ہیں۔

غیر ملکی تبادلہ زر

تقسیم کے وقت سابقہ یا جدید اسٹرلنگ فاضلات کی تقسیم عمل میں نہیں آئی۔ کام چلانے کے لئے پاکستان کے لئے مجموعی رقم میں سے ۳/۴ ۶ کروڑ روپیہ مخصوص کر دیا گیا تھا۔ تاکہ وہ اس کے بالمقابل درآمدی لائسنس جاری کر سکے۔ اور ریزرو بنک پاکستان کی طرف سے غیر ملکی تبادلہ زر کا انتظام کرتا رہا۔ یکم جنوری ۱۹۴۸ء کے بعد کی مدت کے

لئے جمع شدہ اسٹرلنگ فاضلات کے متعلق ہندوستان اور پاکستان نے الگ الگ گفت و شنید کی۔ اور پاکستان اور ملک معظم کی حکومت کے درمیان ایک معاہدہ ہو گیا اس معاہدہ کے تحت برطانیہ نے ایک کروڑ ۶۰ لاکھ پونڈ کے علاوہ سابقہ مدت کے غیر صرف شدہ فاضلات کی مد میں ۴ لاکھ پونڈ دینا منظور کیا برطانیہ نے اس کی منظوری بھی دے دی کہ پاکستان کو اسٹرلنگ علاقہ کے مرکزی محفوظ فنڈ میں سے ۳۴ لاکھ پونڈ ڈالر اور دوسر مشکل حصول کرنسیوں کی شکل میں دیا جائے یہ رقمیں جون ۱۹۴۸ء کو ختم ہونے والی مدت کے لئے ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان اور نکلا ہر کرنسیاں بھی استعمال کرنے کا حق رکھتا ہے جو اس نے خود حاصل کی ہیں۔ یکم جنوری ۱۹۴۸ء سے ریزرو بنک نے پاکستان کی غیر ملکی تبادلہ کا جو جداگانہ حساب کھولا تھا۔ اس میں وہ رقمیں جمع کی گئیں جنہیں برطانیہ نے اسٹرلنگ فاضلات میں دینا منظور کیا ہے۔ ۳۰ر جون ۱۹۴۸ء تک ریزرو بنک پاکستان کے تبادلہ کا کنٹرول کرتا رہا۔ اور یکم جولائی سے یہ کام دولت پاکستان نے سنبھال لیا۔

اسٹرلنگ کے متعلق معاہدہ

۱۴ر جولائی کو برطانیہ اور پاکستان کے درمیان آئندہ بارہ ماہ میں اسٹرلنگ کی رقمیں دیئے جانے کے متعلق ایک معاہدہ ہوا۔ یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو پاکستان کے چالو حساب (اکاونٹ نمبر ۱) میں جو اسٹرلنگ پہلے سے موجود تھے۔ ان کے علاوہ حکومت نے عام مقاصد کے لئے ۵۰ لاکھ پونڈ اور مہاجروں کی بحالی کے سلسلے میں مزید ۵۰ لاکھ پونڈ دینا منظور کیا ہے۔ مجموعی رقم میں سے ۵۰ لاکھ پونڈ مشکل الحصول کرنسیوں میں منتقل کئے جا سکتے ہیں۔ اب سویڈن۔ سوئٹزرلینڈ برازیل۔ چلی اور ارد گوئے مشکل الحصول کرنسی والے ممالک نہیں رہے۔ پاکستان نے برآمد کے ذریعے جو مشکل الحصول کرنسی حاصل کی ہے۔ وہ اس کے علاوہ ہے۔ ترقی کی اسکیموں کے پیش نظر برطانیہ آئندہ دو سال میں پاکستان کو کم از کم پچاس پچاس لاکھ پونڈ دے گا اگر ضرورت پڑے تو پاکستان مزید رقم بھی طلب کر سکتا ہے اور مہاجرین کی بحالی کا سوال پھر اٹھا سکتا ہے۔ پاکستان نے ممالک غیر کو مال برآمد کر کے جو رقمیں کمائی ہیں۔ وہ اس کے علاوہ ہیں۔ برطانیہ پاکستان کے مخصوص حالات کے پیش نظر امکانی امداد دینے کا وعدہ کیا ہے۔

بین الاقوامی بنک کی نوعیت

پاکستان نے زر کے بین الاقوامی فنڈ اور بین الاقوامی بنک کی رکنیت کے لئے درخواست پیش کر دی ہے۔ فنڈ کا مقصد زر کے اشتراک عمل کو ترقی دینا تبادلہ زر کو مستحکم بنانا اور بین الاقوامی تجارت میں سہولت بہم پہنچانا ہے۔ بنک اپنے ممبروں کی تنظیم جدید اور بحالی وغیرہ کی اسکیموں کے متعلق طویل مدت کی مالی امداد دیتا ہے۔

چھوٹی بچتوں کی اسکیم!!

متحدہ ہندوستان میں تھوڑی آمدنی والے اشخاص میں بچت کی ایسی ہی اسکیم ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے پاکستان میں بھی جاری ہے۔ تقسیم کے فوراً بعد سیونگ سرٹیفکیٹوں کی فروخت صرف تقریباً دو لاکھ روپیہ ماہانہ تھی۔ لیکن اب وہ ۱۰۰ لاکھ ماہانہ ہو گئی ہے۔ اور مزید اضافہ ہو رہا ہے اسکیم کی حد یہ مقرر کی گئی ہے۔ کہ پاکستان کا ہر فرد ہر مہینے سیونگ سرٹیفکیٹوں میں کم از کم ۲½ آنہ لگائے۔ یہ سرٹیفکیٹ ڈاک خانوں یا سرکاری ایجنٹوں سے مل سکتے ہیں۔ ایک روپیہ آٹھ آنہ اور چار آنہ کے "سیونگ اسٹیمپ" بھی خریدے جا سکتے ہیں۔ پاکستان میں چھوٹی بچتیں کرنے والوں کے گروپ بھی بنائے جا رہے ہیں۔

وزارت امور اقتصادی

پاکستان کا قیام ہوتے ہی حکومت نے پاکستان کی ہر جہتی ترقی کا منصوبہ بنانے کا بندوبست کیا اور ترقی بورڈ منصوبہ بندی کا مشاورتی بورڈ نیز کابینہ کی اقتصادی کمیٹی بنائی۔ ترقی بورڈ کو پہلے معتمدی کابینہ کی انتظامی نگرانی میں رکھا گیا۔ اس کے بعد جب یکم مارچ ۱۹۴۸ء کو وزارت امور اقتصادی کا قیام عمل میں آیا۔ تو اسے اس وزارت کی نگرانی میں دے دیا گیا۔ وزارت امور اقتصادی، اقتصادی منصوبہ بندی اور مختلف وزارتوں کے درمیان اقتصادی امور میں ارتباط پیدا کرنے کی ذمہ دار ہے۔ اپنے ارتباطی فرائض کی وجہ سے یہ دیگر وزارتوں کی طرح ٹھوس نتائج نہیں پیش کر سکتی۔ اس کا کوئی انتظامی عملہ بھی نہیں ہے۔ اس لئے اس کی تجویزوں پر عملدرآمد کا انحصار دیگر وزارتوں پر ہے۔ بہر حال اس چھ مہینے کی مختصر عرصہ میں ملک کی اقتصادی ترقی کے سلسلے میں اس نے جو اہم کام کئے ان کا مختصر بیان ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

ترقی کی اسکیمیں

ترقی بورڈ نے ہدایات جاری کیں۔ کہ ترقی کے منصوبے اور اسکیمیں کن اصول پر بنائی جائیں اور ملک کے موجودہ حالات میں کس طرح کی اسکیمیں قابل غور اور اہم ہیں۔ اس نے کراچی ٹریڈنگ اسٹیٹ کے کام میں بہت دلچسپی لی۔ تاکہ کارخانہ داری کے لئے پانی۔ بجلی اور ریلوے سائڈنگ کی سہولتوں میں جلد از جلد ترقی ہو۔ چٹاگانگ کی بندرگاہ کی توسیع اور مشرقی بنگال میں ایک اور بندرگاہ کو ترقی دینے نیز کراچی کے بندرگاہ کا عمدہ اور مناسب بندوبست کرنے کے مسائل پر بھی پوری طرح غور کیا گیا۔ چٹاگانگ کے بندرگاہ کو ترقی دینے کے پہلے مرحلہ کا کام شروع کیا جا چکا ہے۔ اور کراچی کی بندرگاہ کا عمدہ بندوبست کرنے اور جمع شدہ مال و اسباب کو منتقل کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ وزارت تعمیرات اور حکومت سندھ سے کراچی اور مضافات کراچی میں "قوت باد" سے فائدہ اٹھانے کے لئے بورڈ کے تجویز کردہ اصول کے مطابق تجربے کرنے کو کہا گیا ہے۔ ترقی بورڈ نے ایک مرکزی روئی کمیٹی برائے

پاکستان۔ ایک مرکزی سائنسی اور صنعتی ترقی تحقیقاتی ادارہ اور ایک مرکزی ادارہ اعداد و شمار قائم کرنے کی سفارش کی۔ ان سفارشات پر متعلقہ وزارتیں عمل کر رہی ہیں۔ بورڈ نے متعلقہ وزارت کو پاکستان میں جلد از جلد تفصیل کے ساتھ طبقات الارضی کا جائزہ لینے کو کہا۔ اور وزارت تعمیرات کو پاکستان میں جلد از جلد سستے مکان تعمیر کرنے کے مسئلہ پر غور کرنے کو کہا۔ صوبائی حکومتوں کے محدود وسائل زر کے پیش نظر ترقی بورڈ نے ان سے ۱۹۴۸ء-۴۹ء اور ۱۹۴۹ء-۵۰ء کے ترقی کے منصوبوں کے مصارف دریافت کئے۔ اور وزارت مالیات سے کہا کہ مرکزی حکومت نے حال میں جو قرضے جاری کئے ہیں۔ وہ کہاں خرچ ہوں گے۔

لارڈ مونٹ بیٹن کا حضور نظام کے نام مکتوب

ہندیونین سے الحاق یا انگریز افسروں کی نگرانی میں رائے شماری منظور کیجئے۔

نئی دہلی ۱۰ اگست آج حکومت ہند نے جو وائٹ پیپر شائع کیا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ پچھلے اگست میں لارڈ مونٹ بیٹن نے حضور نظام کو ایک خط میں لکھا تھا۔ کہ حیدرآباد کو بھی دوسری ریاستوں کی طرح ہندیونین میں شامل ہو جانا چاہیئے۔ لارڈ موصوف نے یہ بھی لکھا تھا۔ کہ حکومت ہند برطانوی افسروں کی نگرانی میں حیدرآباد میں صوبہ سرحد کی طرح رائے شماری بھی کرانے کو تیار ہے۔ حضور نظام نے جواب دیا کہ وہ رائے شماری کرانے کو تیار نہیں ہیں۔ حکومت نے اس کے بعد بھی کئی مرتبہ حیدرآباد کے اکابر کے سامنے یہ تجویز پیش کی لیکن ہر دفعہ ٹھکرا دی گئی۔ وائٹ پیپر میں مزید کہا گیا ہے کہ بہت سے معاملات کے متعلق حکومت حیدرآباد کی ٹال مٹول کی پالیسی کا مطلب یہ ہے کہ حضور نظام اس مطلب کے لئے وقفہ حاصل کرنا چاہتے تھے کہ رضاکاروں کو اتنا مضبوط کر دیں کہ وہ ریاست کے اکثریت کے طبقے کی آواز کو کلی طور پر دبا دیں۔

سیلاب شکارپور۔ دادو اور سکھر کے اضلاع کی طرف بڑھ رہا ہے

سکھر بند میں ۵۰ فٹ چوڑے شگاف کی وجہ سے ہولناک سیلاب

کراچی کی ایک خبر میں بتایا گیا ہے۔ سندھ کے وزیر اعظم جنہوں نے سیلاب زدہ علاقہ کا دورہ کیا اور اب پھر سیلاب پر قابو پانے کی سرگرمیوں اور امدادی انتظامات کی ذاتی دیکھ بھال کے لئے واپس سکھر پہنچ رہے ہیں۔ بیان کیا کہ سیلاب کا پانی پہلے ہی تین بڑی نہروں میں ڈالا جا رہا ہے۔ اور اب یہ چاول کی کاشت کے علاقوں کو محفوظ کرنے کے لئے ایسے علاقوں میں بھی چھوڑا جائے گا۔ جہاں کاشت کم کی ہے۔ آپ نے کہا کہ ان کی امیدیں اس بات سے وابستہ ہیں۔ کہ شگاف کے گرداگرد ایک میل لمبا نصف دائرہ کی صورت میں حفاظتی بند تعمیر کر دیا جائے۔ صرف یہی صورت سکھر۔ لاڑکانہ اور دادو کے اضلاع کو غرقاب ہونے سے بچا سکتی ہے۔ پیر الٰہی بخش نے بتایا کہ اس وقت تک تقریباً ۴۰۰ مربع میل رقبہ زیر آب ہو چکا ہے۔ متعدد چھوٹے دیہات کے علاوہ پانچ بڑے گاؤں تباہ ہو گئے ہیں۔ اور اب پانی شکارپور اور گڑھی یاسین جیسے بڑے قصبوں کا رخ کر رہا ہے۔ ان شہروں کو بچانے کے لئے حفاظتی اقدامات اختیار کئے جا چکے ہیں۔ انسانی جانوں اور مویشیوں کا نقصان نہیں ہوا۔ لیکن فصلوں کا نقصان کا اندازہ ۲۰ لاکھ روپے کا ہے۔ لیکن اگر سیلاب کے اس بہاؤ کو مناسب طور پر نہ روکا جا سکا تو نصف صوبہ سندھ کے برباد ہو جانے کا اور فصلوں کے بے انتہا نقصان کا اندیشہ ہے خطرناک علاقہ سے سیلاب زدہ آبادی کے انخلا اور مذکورہ بالا بند کی تعمیر کے لئے سامان بہم پہنچانے کی خاطر فوجی حکام نے ۱۲ چھوٹے جہازوں کا بیڑا روانہ کیا ہے۔

غیر جانبدارانہ استصواب پر کشمیر کا پاکستان میں شامل ہونا یقینی ہے

پاکستان کے امریکن سفیر مسٹر اصفہانی کا نیویارک میں بیان

نیویارک کی ایک خبر مظہر ہے کہ آج امریکہ کے پاکستانی سفیر مسٹر اصفہانی اپنی بیوی اور تین بچوں سمیت بذریعہ ہوائی جہاز یہاں پہنچ گئے۔ امریکہ میں ہندوستانی سفیر بھی اسی جہاز سے نیویارک پہنچ گئی ہیں۔ کشمیر کے متعلق ایک بیان دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ ریاست پاکستان کا ہی ایک جزو بنے گی۔ لیکن بہرحال ہند یا پاکستان سے الحاق کا فیصلہ کشمیری عوام استصواب رائے سے ہی کریں گے۔ انہوں نے کہا چونکہ کشمیر میں ۸۰ فیصدی مسلمان بستے ہیں۔ اس لئے غیر جانبدارانہ رائے شماری کی صورت میں کشمیر یقیناً پاکستان میں شامل ہو جائے گا۔

پانچ پاکستانی اکابر پر مشتمل ثقافتی مشن اسلامی ممالک کا دورہ کریگا

کراچی سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکستان پانچ ممبروں کا ایک ثقافتی وفد اکتوبر ۱۹۴۸ء میں مشرق وسطی اسلامی ممالک میں بھیج رہی ہے۔ اس وفد میں ایک عورت بھی شامل ہے۔ اس مشن کے ارکان ۲ ماہ تک مصر۔ شام۔ فلسطین۔ مشرق اردن۔ ایران۔ ٹرکی۔ افغانستان اور سعودی عرب کا دورہ کریں گے۔ حکومت پاکستان نے اس وفد کے اخراجات کے لئے ۶۰ ہزار روپے کی رقم منظور کی ہے۔

فن تعمیر حیات

۱۵ ع

تاکہ اندرونی کامیابی حاصل ہو۔ اس کا تخیل نامکمل ہوتا ہے۔ یاد رکھو کہ تخیل ایک چیز ہے۔ اور اس کا عمل پذیر ہونا بالکل اس سے علیحدہ دوسری چیز۔ کامیابی کے لئے عملی قابلیت کی ازبس ضرورت ہے۔ جب مناسب تطابق تخیل اور تخیل کی صورت حقیقت دینے والی قابلیت نہ ہو۔ تو ناکامی کا ہونا لازمی ہے۔ جو لوگ اندرونی دنیا اور بیرونی دنیا میں تطابق اور مطابقت پیدا کر لیتے ہیں وہ ضرور کامیاب ہوتے ہیں۔ بعض لوگ بہتر تخیل کے مالک اس لئے ہوتے ہیں۔ کہ ان کی قابلیت تربیت یافتہ ہوتی ہے۔ اور وہ ایسے راستے اور سامان پیدا اور مہیا کر سکتے ہیں۔ جن سے تخیل منزل مقصود تک جا پہنچتا ہے۔

تمام جذبات انسانی و شائستگی

شائستگی کے تمام موثر اور واقعہ۔ اس کی بڑی بڑی عمارتیں۔ اس کے عظیم الشان تصور و مفاد۔ اس کا علم۔ اس کا ہنر۔ اس کا ادب۔ اس کی ایجادیں انسان کے دماغ میں موجود ہیں۔ بس شائستگی کی قدر و قیمت بڑھانے کے لئے ہمیں اپنی طاقتوں کی قابلیت بڑھانی چاہیئے کسی قوم کی ترقی کے لئے اس قوم کے افراد کی ترقیات کی مجموعی میزان نہایت اہم جزو ہے۔ جو ترقی کرنا اور بڑھنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے لازمی ہے کہ ترقی کی ابتدا اندرونی دنیا میں کرے۔ باوثوق تخیل کی سب سے بڑی قیمت دی جاتی ہے۔ سب سے مقدم قاعدہ یہ ہے اور اس کے سوا اور کوئی قاعدہ نہیں۔ کہ پہلے انہی چیزوں کی تلاش کی جائے جو قدرتاً موجود ہیں۔ باقی چیزیں بعد ازاں ان میں شامل کی جا سکتی ہیں۔ پس اب ہم ان زیادہ ترقی کی قرابتوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جن میں ہماری اندرونی جدوجہد اور کشمکش پیدا ہوتی ہے۔

اندرونی کشمکش

یہ کشمکش کئی اقسام کی ہوتی ہے لیکن اس میں کئی قسمیں ایسی ہیں جن میں اندرونی اور بیرونی امور واقعہ میں تطابق معدوم ہوتا ہے۔ اکثر اوقات کشمکش کی وجہ کم درجہ کا احساس ہوتا ہے۔ کبھی کبھی سختی کا احساس یا حالات زندگی سے مایوسی کی علامات پیدا کر دیتے ہیں۔ زیادہ تر عدم مساوات کا احساس جو وحشیانہ طور پر حاوی ہے۔ نتیجہ آدمی پر دباؤ ڈال دیتا ہے۔ اور ان لوگوں پر غالب آ جاتا ہے۔ جو آسانی سے اداس ہو جاتے ہیں۔ چاہے اصلیت کچھ ہی ہو۔ احساس میں شک نہیں ہوتا۔ اور کشمکش جاری ہو جاتی ہے

مکمل آزادی کے مقاصد

فن حیات میں سے ایک مقصد یہ ہے۔ کہ اس اندرونی کشمکش کو تباہ کر دیا جائے اور آزادی عمل کا راستہ کھول دیا جائے۔ یہ طالب علم کے دماغ کو دوبارہ تعمیر کرتا ہے۔ اور یہ اس کو دکھاتا ہے کہ کس طرح دماغ عمل پیرا ہوتا ہے۔ اور یہ ایسے مقصد کی ضرورت آشکار کرتا ہے جس سے مفاد پیدا ہوتا ہے۔ اور ترقی کرتا ہے۔ اور اس امر کی تشریح کرتا ہے۔ کہ تحصیل پہلے دماغی اور بعد عملی ہوتی ہے۔ ان چیزوں سے بڑھ کر یہ مقصد تجویزین کو مکمل زندگی بسر کرنے کا راستہ بتاتا ہے۔ مثل مشہور ہے۔ کہ وہ چیز جو واقعہ ہو مقدم نہیں ہے۔ بلکہ مقدم اس کا تخیل ہے۔ درست تخیل ہمیشہ سے ہمارا مقصد چلا آیا ہے اس اثنا میں طالب علم کو محسوس کر لینا چاہیئے۔ کہ اس نے زندگی سے مطابقت پیدا کر لی ہے وہ اس قابل ہو گیا ہے کہ مطالبات کو خوش خوش پورا کرے اور یقین کے ساتھ پورا کرے۔ اور ان اندرونی بکھیڑوں کو قریب نہ آنے دے۔ جو اس کی کامیابی کو معدوم کر دیں۔ اس کے متعلق جن باتوں کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ وہ خود فہمی۔ اظہار خودی۔ اور شخصیت ہیں۔ نیز مطالعہ کا نیک اور برا استعمال ہے۔ خواہ کیسی ہی کامیابی شہرت اور دولت حاصل کرنے میں ہو اور یہ وہ اعزاز ہیں جن کے لئے بڑی قربانی کرنی پڑتی ہے خود فہمی کی کامیابی وہ ہے جو زیادہ آسانی اور اکثر قدرتاً حاصل ہوتی ہے۔ دولت جس قدر اندر ہے اس قدر باہر نہیں ہے۔ زندگی یا بقا کسی چیز کے ہونے کا نام ہے نہ ہونے کا نام نہیں ہے۔ ایک نیا پیمانہ قیمتوں کا ظاہر ہوتا ہے اور ہم ترقیوں کا اندازہ صرف سامان یا مجلسی معیار سے نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ ذاتی شخصیت سے کرتے ہیں۔

طاقت مدعا

فن حیات کی ایک بڑی خصوصیت جذباتی زندگی کا مقام ہے۔ خاص کر وہ مقام جو مقصد اور مفاد سے وابستہ ہے دماغی گہرائی کی جگہ سے ایک مختص مطلب نمودار ہوتا ہے۔ اور زائل شدہ جوش کی جگہ دماغی قوتوں میں ترقی پیدا ہو جاتی ہے بہ عمل مل کر ترقی کا راستہ اور کامیابی کا راز دکھاتی ہے۔ زندگی کا روکھا پن غائب ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ جوش یا سرگرمی لے لیتی ہے اور مستقبل امید افزا بن جاتا ہے۔ یہ نتائج جن کی نہایت خواہش ہوتی ہے۔ اس لئے حاصل ہو جاتے ہیں۔ کہ طالب

دنیا میں اپنی درست حیثیت ڈھونڈ لیتا ہے۔ وہ اپنا کام معلوم کر کے اس میں سرگرمی سے مشغول ہو جاتا ہے وہ ایسے مسائل میں بھی جو نہایت مشکل تھے۔ اور جن میں وہ ہر پہلو سے کوشش کر کے ناکام رہا تھا۔ اس طرح کاربند ہو کر کامیاب ہو جاتا ہے۔ اور ان کو حل کر لیتا ہے بیرونی دنیا اور اندرونی دنیا میں ہم آہنگی قائم ہو جاتی ہے۔ زندگی جدید معنے حاصل کر لیتی ہے۔ دماغی قابلیتیں ترقی کر جاتی ہیں۔ اور طاقت کا میدان وسیع ہو جاتا ہے۔ اور اس دوران میں طالب علم اپنی طاقت کا اندازہ کر لیتا ہے۔ کہ وہ کچھ ہے۔ اور صفر نہیں ہے۔ اب دن اس کے کام کے لئے کافی لمبا نہیں رہتا تاکہ اسے وہ خوشی حاصل ہو جس کی اس کو تمنا ہے۔ یعنے وہ چاہتا ہے کہ دن اور بھی بڑا ہو جائے اور وہ زیادہ کام کر کے زیادہ خوشی حاصل کرے۔ وہ جان لیتا ہے۔ کہ اسے کس چیز کی حاجت ہے اور وہ اسے کیسے مل سکتی ہے۔

چند موزوں سوالات۔ اگر تم درست طریقے پر پڑھتے رہے ہو۔ تو یہ تمہارے لئے کوئی نئی بات نہیں ہے۔ (باقی پھر)

کارخانہ پیسہ اخبار لاہور کے اسلامی تاریخی ناولوں کا شاندار سلسلہ

شہزادہ جمشید

چھپ کر تیار ہوگیا ہے۔

قیمت فی ناول ۱۲ؔ مستقل خریداروں کو صرف دو روپے میں

اور محصول ڈاک کی بھی رعایت دی جاتی ہے۔

اس ناول کا پلاٹ قسطنطنیہ کے مشہور تاریخی شہر اور تاریخ عثمانی سے لیا گیا ہے۔ قسطنطنیہ کو عیسائیوں سے سلطان بایزید نے فتح کیا تھا۔ قسطنطنیہ کا پہلا نام بازنطین تھا اس پر عرصہ سے عیسائیوں کی حکومت تھی۔ جن دونوں قسطنطنیہ کی حکومت سلطان بایزید کو ملی۔ ان کے چھوٹے بھائی شہزادہ جمشید بگڑ گئے۔ اور ملک کی ہوس گیری میں سلطان سے لڑ پڑے۔ شکست کھا کر جزیرہ روڈس کو جہاں عیسائیوں کی حکومت تھی۔ بھاگ گئے۔ جہاں کے عیسائی بادشاہ ڈالیسن نے بڑی مکاری سے آپ کو نظر بند کر لیا۔

دن رات آپ کا دل بہلانے کے لئے سینکڑوں عیسائی نوجوان لڑکیاں آپ کے محل میں مقرر کر دیں۔ اور آپ کے اخراجات اور معاش کے بہانے سے لاکھوں کروڑوں روپیہ سلطنت عثمانی سے مانگنا شروع کر دیا۔ سلطان نے بھائی کی پریشان حالی اور درماندگی کو مدنظر رکھ کر دس لاکھ روپیہ سالانہ ڈالیسن کو دینا شروع کر دیا۔ پھر اٹلی اور فرانس کا منہ ہیں یہ حالات دیکھ کر پانی بھر آیا۔ شہزادہ جمشید کو شاہ فرانس نے پیرس میں دعوت دی۔ اور یہاں سے آپ کو عیسائی اٹلی لے گئے۔ شہزادہ کے ہمراہ جس قدر جانباز ترک ملازم تھے۔ سب کو ان دغاباز عیسائیوں نے دغا فریب سے علیحدہ کروا دیا۔ اور آخر شہزادہ کو زہر دے کر مار ڈالا۔

اس ناول میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح شہزادہ نے سلطان سے شکست کھائی۔ اور کس طرح عیسائی بادشاہ ڈالیسن نے سلطان بایزید سے ڈرا دھمکا کر شہزادہ کے اخراجات کے بہانہ سے لاکھوں کروڑوں روپے لوٹے۔ اس ناول میں دکھایا گیا ہے۔ کہ شہزادہ جمشید نے تاج و تخت کی ہوس میں بڑے بھائی کا کہا نہ مانا مقابلہ کیا۔ اور عیسائیوں کے پاس چلے گئے۔ جہاں انہوں نے بے شمار تکلیفیں برداشت کیں۔ ذلت اٹھائی اور آخر بڑی سفاکی سے ان کو زہر پلوا کر مار دیا گیا۔ نااتفاقی اور ضد کا جو انجام ہوتا تھا وہ ہو کر رہا۔ شہزادہ اٹلی میں بطور امانت دفن ہوئے۔ جہاں سے آپ کی لاش قسطنطنیہ لائی گئی۔ سلطنت عثمانی کے لاکھوں کروڑوں روپے آپ کی ضد کی وجہ سے برباد ہوگئے۔ تمام یورپ کی ماہ وش لڑکیاں آپ کی طبیعت بہلانے اور آپ کو قبضے میں رکھنے کے لئے مصروف کار رہیں۔ تمام بڑے بڑے بادشاہوں اور یورپ کی لڑکی تک اس کھیل میں شہزادہ کو مصروف لہو ولعب رکھنے میں عجیب عجیب حرکتیں کرتی رہیں۔ ان تمام حالات پر ہر قسم کی سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے۔ تاریخی پس منظر میں رومانٹک واقعات کو بڑی خوبی سے دکھایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ منشی صادق حسین صاحب صدیقی مورخ اسلام کے دیگر ناول بھی ہمارے ہاں سے مل سکتے ہیں۔

سلطان المجاہدین دو روپے ۱۲ؔ	فتح انطاکیہ اول دو روپے ۱۲ؔ	اورنگ زیب عالمگیر اول دو روپے ۱۲ؔ
سلطان ٹیپو 〃 〃	فتح انطاکیہ دوم 〃 〃	اورنگ زیب عالمگیر دوم 〃
شیر دکن 〃 〃	آرمینیا کا چاند 〃 〃	اورنگ زیب عالمگیر سوم 〃
حیدر علی 〃 〃	جانباز ترک 〃 〃	جنگ صلیب و ہلال 〃
فتح قسطنطنیہ 〃 〃	بہادر ترک 〃 〃	جوش جہاد 〃
فتح یرموک 〃 〃	آتا ترک 〃 〃	دکن کے چار چاند اول 〃
مشہد عشاق 〃 〃	سلطان بایزید یلدرم 〃 〃	دکن کے چار چاند دوم 〃

منشی جی کے ناولوں کے علاوہ اور بھی کئی ناول ہمارے ہاں سے مل سکتے ہیں۔ مثلاً محبوبہ قریش ایک روپیہ ۸ؔ۔ حسن بن صباح آٹھ آنہ۔ دلفگار ایک روپیہ ۸ؔ بخیل کی دولت ایک روپیہ ۸ؔ۔ موتیوں کا جزیرہ ایک روپیہ آٹھ آنہ ۸ؔ۔ قعر دریا چار روپے ۱۲ؔ۔ حق بر حق دار دو روپے ۱۲ؔ ناول ۱۱۳ دو روپے ستیا ایک روپیہ آٹھ آنہ ۸ؔ۔

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر پیسہ اخبار لاہور

THE PAISA AKHBAR URDU WEEKLY LAHORE

پیسہ اخبار لاہور

یادگار حاجی مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم

ہندوستانی سرمایہ دار جنگ کشمیر کے نتائج و عواقب دیکھ کر چیخ اٹھے!

قضیہ کشمیر کا فیصلہ میدان جنگ کی بجائے دونوں ملکوں کے گورنر جنرلوں پر چھوڑنے کا مشورہ "جو علاقے پاکستان سے ملحق ہونا چاہیں انہیں ایسا کرنے دیا جائے" (ایسٹرن اکانومسٹ)

مشورہ نہ مانا گیا تو نتیجہ ہندوستان کی معاشی تباہی اور خانہ جنگی ہوگا۔

ہندوستان کشمیر کی جنگ سے تنگ آچکا ہے۔ کیونکہ اس نے جان سے زیادہ مال کا نقصان اسے پہنچایا ہے۔ وہ اس وقت دو ارب روپیہ ضائع کر چکا ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اس کا مالیاتی نظام تباہی کے کنارے پر آپہنچا ہے۔ اس کے سرمایہ دار اس صورت حال کو دیکھ کر چیخ اٹھے ہیں۔ اور ہندوستان کا مقتدر معاشی ہفت روزہ رسالہ ایسٹرن اکانومسٹ جو برلا کی ملکیت اور ان کے نقطہ نگاہ کا ترجمان ہے۔ اپنی تازہ اشاعت کے مقالہ افتتاحیہ میں یہ تجویز پیش کر رہا ہے کہ مسئلہ کشمیر کو کسی طرح مصالحت سے سلجھا لیا جائے۔ جنگ کے بجائے اس کا تصفیہ ہندوستان اور پاکستان کے گورنر جنرلوں پر چھوڑ دیا جائے اور کشمیر کے ان تمام علاقوں کو جو پاکستان سے الحاق کے متمنی ہیں۔ اپنی خواہش کو جامہ عمل پہنانے دیا جا دے۔ ہندوستانی سرمایہ دار اس سے چند روز قبل بھی شیخ عبداللہ کی وساطت سے صلح کی پیشکش کر چکے ہیں۔ کشمیر کمیشن کی تجاویز التوائے جنگ پر بھی انہوں نے صاد کیا ہے۔ اور اب وہ اپنے سب سے با اثر رسالہ ایسٹرن اکانومسٹ کے ذریعہ خاتمہ جنگ کشمیر کی تجویز ہندوستان کے برسر اقتدار ارباب سیاست کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ لیکن تجویز ایسی نہیں جسے مسترد کرنے کی جرأت ان ارباب سیاست میں ہو سکے۔ کیونکہ مسترد کرنے کا مطلب ہندوستان کی معاشی تباہی اور شاید خانہ جنگی ہوگا۔ بہرحال برلا کے اس رسالہ ایسٹرن اکانومسٹ کے تازہ اداریہ مقالہ کے اہم اقتباسات ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔ در اصل یہ مسئلہ فرقہ وارانہ ہے۔ حیدرآباد اور کشمیر انڈین ڈومینین میں غالب مسلمان اثر کے دو آخری قلعے ہیں۔ اس مسائل کو آسانی سے دوسرا رنگ دیا جا سکتا ہے۔ مگر اس سے نہ مسئلہ کے حل میں مدد ملے گی نہ ان پیچیدہ تاریخی قوتوں کو صحیح طور پر سمجھنے میں جو پس پردہ کار فرما ہیں۔ مختصر بات یہ ہے کہ حیدرآباد اور کشمیر کے جھگڑوں کی بنیاد ایک ہی ہے۔ تقسیم ملک کے بعد ہندوستان میں اسلامی اثر رو بہ زوال ہے۔ مگر اس ملک میں اب بھی دو مقامات ہیں۔ جہاں کچھ مسلمانوں نے تن بہ تقدیر یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ لڑائی کو ہتھیار ڈالنے پر ترجیح دیں گے۔ ممکن ہے کہ اس بات کو پرزور طریقہ پر جھٹلایا جائے۔ شیخ عبداللہ کو اہم ترین دلیل کے طور پر پیش کیا جائے گا۔ مگر یہ امر مشتبہ ہے کہ شیخ عبداللہ کس حد تک کشمیر کے سب مسلمانوں کی ترجمانی کرتے ہیں۔ وہ ایک بڑے گروپ کے لیڈر رہیں۔ اور ہماری رائے میں ایک عقلمند لیڈر ہیں جو ہندوستان سے وابستگی چاہتا ہے۔ مگر اس لحاظ سے وہ ہندوستان والے زیادہ ہیں اور مسلمان کم ہیں۔ کشمیر کا مسئلہ حیدرآباد سے زیادہ پیچیدہ ہے۔ کافی بڑے پیمانے پر جنگی سرگرمیاں جاری ہیں۔ اور جہاں تک ہم دیکھتے ہیں۔ ہندوستان اور پاکستان کے باہمی سمجھوتہ کے امکان بہت کم ہیں۔ ہم یو۔ این۔ او کے کمیشن کی [illegible] سے کوئی امید وابستہ نہیں کرتے۔ وہ بھی رہتے ہمارے سامنے پر سخت جنگ جاری رکھیں گی مہینوں تک اور اگر بد قسمتی سے کشمیر ایک نئی شمالی مغربی سرحد بن جائے تو شاید کئی سالوں تک۔ استصواب بھی ممکن نظر نہیں آتا۔ یہ سوال پریشان کن ہے کہ ایسا کب ممکن ہوگا۔ اور اگر استصواب ہوا تو کیا کشمیر کا ایک علاقہ پاکستان کے حق میں رائے نہیں دیگا۔ اگر بالآخر یہی ہونا ہے تو اب ہٹ دھرمی کے ساتھ اس کو روکنے سے کیا فائدہ۔ کیا یہ عقلمندی نہ ہوگی کہ ہم صلح صفائی کے ساتھ پاکستان کے ساتھ سمجھوتہ کر لیں۔ کہ جو علاقے پاکستان کے ساتھ الحاق چاہتے ہیں وہ پر امن طریق سے پاکستان کے ساتھ جا ملیں اور جو علاقے ہندوستان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ وہ ہندوستان سے ملحق رہیں۔ اور مستقبل میں حملہ آوروں کو ہندوستانی علاقہ سے باہر رکھنے کے لئے ایک مشترکہ سرحدی پالیسی بنائی جائے۔ شاید عام لوگوں کو یہ تجویز پسند نہ ہو۔ مگر ضروری نہیں کہ ہر معاملہ میں عوام کا فتویٰ ہی لیا جائے۔ ہندوستان اور پاکستان کی بھلائی سمجھوتہ میں ہے۔

انتہا پسند سیاسی لیڈروں اور اخبارات کو ڈانٹ بتاتے ہوئے اس اخبار نے آخر میں یہ اہم الفاظ لکھے ہیں۔ "لیڈروں اور جنرلوں کے لئے یہ باتیں کہنا اور کرنا بہت آسان ہے جن سے حالات اور زیادہ خراب ہو جائیں۔ اور ہندوستان و پاکستان کے تعلقات کے متعلق جو روش گذشتہ ایک سال سے اختیار کیا گیا ہے۔ وہ ہماری بدترین ناکامی پر منتج ہوا ہے۔ حتی کہ باہمی کانفرنسیں بند ہوگئیں۔ صورت حال بڑی نازک ہے۔ مگر جو کام عقل سے نہیں ہو سکا شاید وہ اقتصادی مشکلات ہی کام کر سکے۔ ہندوستان اور پاکستان دونوں کو اقتصادی محاذ پر بڑی مشکلات کا سامنا ہے اور یہی بات ہمیں ملا دینی چاہیئے۔ کہ اس پیمانہ پر مسلسل جنگ کسی کے بس کا بھی روگ نہیں۔ اگر ایک مرتبہ دونوں طرف سے اس حقیقت کا اعتراف کر لیا جائے تو سمجھوتہ کے لئے زمین تیار [illegible]"

ریاست بھوپال کے بارے میں بھی حکومت ہند کی نیت میں فتور

بھوپال معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند اور ہندوستان کے اخبارات نے ریاست بھوپال کے خلاف بھی بالکل ویسا ہی جھوٹا اور غلط پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے۔ جو ریاست حیدرآباد کے خلاف ایک عرصے سے جاری ہے۔ چنانچہ ریاست بھوپال کے وزیر زراعت مسٹر کاملتا پرشاد نے ایک بیان میں ہندوستانی اخباروں کی گمراہ کن خبروں کی تردید کی ہے۔ جن میں کہا گیا ہے کہ ریاست بھوپال میں رضاکاروں کو تربیت دی جا رہی ہے۔ اور بھوپال سے ہتھیار گولہ بارود حیدرآباد بھیجا جا رہا ہے۔ مسٹر کاملتا پرشاد نے ہندوستانی اخباروں کی اس خبر پر بھی تعجب کا اظہار کیا ہے۔ کہ بریلی اور الہ آباد کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں نے حکم دیا ہے۔ کہ حیدرآباد پاکستان اور بھوپال سے آنے والے لوگ اپنی آمد کی اطلاع

...

گئے سرمایہ دار تاجروں نے کشمیر میں روپیہ اور وقت ضائع کرنے کی مخالفت شروع کر دی ہے۔ ایسٹرن اکانومسٹ جو ہندوستان کے تاجروں اور سرمایہ داروں کا اخبار ہے لکھتا ہے۔ کہ جنگ جاری نہ رکھی جائے۔ اور کشمیر کے جو علاقے پاکستان میں شامل ہونا چاہیں۔ انہیں شامل کر دیا جائے۔ دراصل ہندوستان میں غیر سرکاری طور پر بھی اور سرکاری طور پر بھی اعتراف ندامت تو دیر سے ہو رہا تھا لیکن اس کا کھلم کھلا اظہار ابھی تک نہ ہوا تھا۔ کہ کچھ امید باقی تھی۔ اس کھلم کھلا اعتراف ندامت نے بتا دیا ہے کہ ہوا کا رخ کدھر ہے!

دیکھئے اب گورنمنٹ آف انڈیا ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ کیا اچھلتا ہے؟ اور آزاد کشمیر کے متعلق پالیسی کا اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ جنگ کشمیر کے بے سروسامان مجاہدین قابل صد مبارکباد ہیں۔ جنہوں نے مغرور ہندو کی اس اکڑی ہوئی گردن اور طاقت کے سرمایہ کی اس زعم باطل کو سرنگوں کر دیا۔

...

ہو جائے گی۔ ہمیں یو۔ این۔ او کے برطانوی کامن ویلتھ کی ثالثی کی ضرورت نہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر حکومت ہند اپنے گورنر جنرل کو یہ اختیار دیدے کہ وہ گورنر جنرل پاکستان سے مل کر اس مسئلہ کا کوئی حل سوچیں تو باعزت سمجھوتہ کے لئے کوئی نہ کوئی راہ نکل آئے گی؟"

۱۴ اگست کو آگرہ میں کم از کم تین صد مسلمان شہید کر دیئے گئے

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ فسادوں میں کم سے کم دو تین صد مسلمان شہید اور سینکڑوں کی تعداد میں زخمی ہوئے۔ پولیس نے تقریباً پانچ سو آدمیوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ آگرہ میں کرفیو لگا دیا گیا ہے۔ اور آل انڈیا ریڈیو کے اعلان کے مطابق پولیس نے حالات پر قابو پا لیا ہے۔ آگرہ کے علاوہ دہلی سے جو لوگ آج بذریعہ ہوائی جہاز کراچی پہنچے ہیں۔ ان میں سے بعض ذمہ دار اشخاص نے دفتر "جنگ" کو اطلاع دی ہے

...

پاکستان کشمیر کمیشن کی تجاویز کو منظور نہیں کرے گا

مجاہدین کشمیر زندہ باد!!

پھولوں کے ۲۴ ہزار بنڈے ضائع کر دیئے گئے

...

قوبا کباشد ہر اوہ دارا رکسن ناک — زندہ جائے تا پاک گا ذران برنگ

پیسہ اخبار لاہور

قیمت سالانہ چار روپیہ (للعہ) حجازی پرنٹنگ پریس بیرون موری دروازہ لاہور میں چھپوا کر میاں عبدالمجید صاحب پرنٹر و پبلشر نے دفتر پیسہ اخبار لاہور سے شائع کیا۔

نمبر ۳۲ | ۲۹ اگست سنہ ۱۹۴۸ء | جلد ۶۲

التوائے جنگ کی تجویز نو

شیخ عبداللہ نے بڑے زور سے اس رپورٹ کی تردید کی تھی۔ کہ تقسیم کشمیر کی تجویز یو۔ این۔ او کے کشمیر کمیشن کے سامنے زیر غور ہے مگر ان کی اس تردید کو ہندوستان کے سکوت معنی آمیز نے مضحکہ خیز بنا دیا ہے۔ ہند کی طرف سے نہ صرف اس رپورٹ کی تردید نہیں کی گئی۔ بلکہ دہلی سے جو اطلاعات آئی ہیں وہ ابتدائی خبر کی تصدیق کرتی ہیں کہ تقسیم کی تجویز دراصل ہندوستان نے ہی پیش کی ہے۔ اور اب ہندوستان اس پر زور دے رہا ہے کہ جموں اور کشمیر میں جنگ ختم ہو جائے اور ریاست کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ کراچی میں پاکستان کے وزیر اعظم اور وزیر خارجہ کشمیر کمیشن کی تجویز التوائے جنگ پر غور کر رہے ہیں چوہدری غلام عباس اور سردار ابراہیم بھی ان دنوں کراچی میں ہیں۔ اور ان سے بھی مشورہ کیا جا رہا ہے۔ ہندوستان کا موجودہ

...

ناقابل قبول اور خطرناک ہے کہ تقسیم ریاست کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ ساڑھے آٹھ لاکھ مہاجر جموں اور کشمیر سے نکل کر پاکستان میں پناہ لینے پر مجبور ہوں گے اس سے مہاجرین کا مسئلہ جو اس وقت بھی بے حد پیچیدہ ہے اور زیادہ پیچیدہ اور مشکل ہو جائے گا۔ تقسیم سے پاکستان کی سرحد کو جو مستقل خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ یہ نقصان اس کے علاوہ ہے۔

ہندوستان کی نیت یہ معلوم ہوتی ہے کہ کشمیر میں جنگ ملتوی کر کے اپنی فوجی پوزیشن کو مضبوط بنایا جائے اور تقسیم کے ذریعہ سے کشمیر کے مسئلہ سے نپٹنے کے بعد حیدرآباد پر حملہ کر دیا جائے ہمیں اعتراف ہے کہ کشمیر کی جنگ لامتناہی عرصہ تک جاری نہیں رہ سکتی۔ اور سب کی کوشش یہی ہونی چاہیے کہ یہ جنگ جلد از جلد ختم ہو جائے۔ لیکن خاتمہ جنگ کی شرائط

...

اخبار نویسوں کے حقوق

ہمارے اخبارات میں بحث چل نکلی ہے کہ ہمیں حکومت پر نکتہ چینی کا حق ہے یا نہیں؟ ایک معاصر کا خیال ہے۔ کہ اس تعمیری نکتہ چینی کا ہمیں ہر وقت حق حاصل ہے۔ جو نیک نیتی سے کی جائے۔ لیکن بدنیتی سے تخریبی نکتہ چینی کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔ دو اور معاصر کہتے ہیں حکومت کیسی ہی ہو نکتہ چینی سے بالا نہیں ہو سکتی۔ اور کوئی شخص سینہ تیر کر نہیں دکھا سکتا کہ نکتہ چینی کرتے وقت وہ نیک نیت تھا یا بد نیت۔ اور جب حکومت کو خود اپنی پے در پے غلطیوں کا اعتراف ہو اور جب اس کی بد انتظامی کی وجہ سے عوام ہجوم در ہجوم مشکلات میں گھرے ہوئے ہوں تو نکتہ چینی نہ کی جائے؟ اس بحث میں دو اخبار نویس ایسے بھی ہیں۔ جو ہمارے صوبے کے بہت پرانے اور تجربہ کار اخبار نویس ہیں یہ بھی ایک لطیفہ ہے کہ وہ لوگ جو تمام دنیا کے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہر حق کے لئے لڑتے ہیں۔ اور کسی وقت یہ محسوس کرتے ہیں کہ سچ

سارے جہان کا درد ہمارے جگر میں ہے

اب تک اپنے حقوق کی وضاحت اور اس کا تعین نہیں کر سکے۔ اور اس کی بڑی وجہ ہمارے صوبے میں یہ ہے کہ پہلے تو اخبار نویسوں میں اپنے حقوق کے متعلق کوئی سمجھوتہ اس لئے نہ ہو سکا کہ یہاں مختلف قوموں اور فرقوں اور نظریوں کے اخبار نویس تھے۔ پرانی پریس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ فرق اتنا نمایاں ہوا کہ آخر مسلمان اخبار نویس واک آؤٹ کر گئے۔ اور آج بھی جبکہ ہمارے صوبے میں اللہ کے فضل و کرم سے ایک ہی قوم اور ایک ہی طرح کے سوچنے والے اخبار نویس ہیں۔ یہ فرق موجود ہے پہلے یہ فرق جماعتی تھا۔ آج یہ فرق ذاتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج تک نہ صوبے میں پوری نمائندہ ایڈوائزری کمیٹی بن سکی ہے۔ نہ اخبار نویسوں کی کوئی انجمن جو ان کے حقوق پر غور کر سکے اور پھر یہ بد قسمتی ملاحظہ ہو کہ وجہ اختلاف بھی ہے تو وزارت کی مخالفت یا موافقت حالانکہ اخبار نویسوں کے حقوق اور ان کا مقام اس سے بلند و بالا ہے۔ ہم اس بات پر تو آپس میں لڑ لیتے ہیں کہ فلاں مسئلہ میں ہمیں وزارت کی مخالفت کرنی چاہیئے یا موافقت۔ لیکن ان مسائل پر ہم نے کبھی نہیں سوچا جو بنیادی طور پر ہمارے حقوق کے متعلق رکھتے ہیں۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے۔ اخبار نویس اپنے صحیح مقام و منصب سے کھسکتا آ رہا ہے۔ ہمیں احساس ہو یا نہ ہو لیکن ہماری آپس کی تو تو میں میں جاری کوئی اور بڑا اثر پیدا کرے یا نہ کرے۔ مخالفت کے اثر کو ضرور کم کرتی

فتح نہیں بلکہ شکست کا خوف ہے

۱۹۴۸ء کے آخر میں اور ۱۹۴۸ء کے شروع میں یعنی پہلی سہ ماہی میں آپ کشمیر کے متعلق ہندوستان کے ڈیفنس منسٹر مسٹر بلدیو سنگھ کے دعوے سن چکے ہیں۔ اب اگست ۱۹۴۸ء میں اسی بلدیو سنگھ کی یوم آزادی پر تقریر کا ایک اقتباس سنئے۔ جو کشمیر کو چند دنوں میں فتح کر لینے کا دعوے کرتا تھا۔ "ہمیں لوگوں کو انتباہ کرتا ہوں جو ملک کے دوسرے حصوں میں بے چینی پھیلا رہے ہیں۔ ہر روز اشتعال انگیز تقریریں کر رہے ہیں۔ کہ اگر ہندوستان کی آزادی خطرے میں پڑ گئی تو وہ بھی پاداش عمل سے نہ بچ سکیں گے۔"

یہ وہ تقریر ہے جو پندرہ اگست کو یوم آزادی کے دن آل انڈیا ریڈیو سے انہوں نے براڈ کاسٹ کی۔ فتح کے دعوے اس میں نہ تھے بلکہ شکست کا خوف تھا۔ زندہ باد مجاہدین کشمیر!!

ہندوستان والوں کی بمباری

سرحد پاکستان پر ہیں اس سے چار گز ہیں اور سرحد دو پاکستان میں پاکستان کے سب سے اہم صوبے کے بننے والے گرمائی صدر مقام پر ایک ہی رات میں ایک بار نہیں دو مرتبہ ہندوستان کے فوجی طیاروں نے بمباری کی۔ مشین گنوں سے گولیاں چلائیں۔ اور غیر مصافی آبادی پر حملہ ایسے وقت میں کیا۔ جب کہ ادارہ اقوام کا کشمیر کمیشن اس بر اعظم میں موجود ہے اور ہندوستانی حملہ آور اسے یقین دلا چکے ہیں۔ کہ اپنی ہمسایہ مملکت کے خلاف وہ کوئی ایسا اقدام نہیں کریں گے۔ جو تعلقات میں مزید خرابی کا موجب ہو۔ پاکستان ہندوستان سے مصروف پیکار ہوتا جب بھی اس کی غیر مصافی آبادی کو بموں اور گولیوں کا نشانہ بنانے کا حق بین الاقوامی قانون کے مطابق ہندوستان کو نہیں پہنچتا تھا۔ لیکن یہاں تو یہ حالت ہے کہ ہم سرگرم رزم نہیں۔ ہمارا ہر عمل جنگجوئی کے بجائے صلح کوشی کا ثبوت دے رہا ہے۔ اشتعال کا جواب ہماری طرف سے عفو درگزر سے دیا جا رہا ہے۔ پھر بھی ہندوستان بین الاقوامی قوانین کو پس پشت ڈال کر اخلاق و انسانیت کا منہ چڑا کر ہمارے ایک علاقہ پر حملہ کرتا ہے۔ اور ایسا کرنے کی جرأت اسے اس لئے ہوتی ہے کہ پونے دو ماہ قبل جب سرحد پاکستان کے قصبات کے اہم علاقے گڑھی حبیب اللہ پر اس نے بمباری کی تو ہماری حکومت نے نقلی احتجاج پر اکتفا کی اور ہندوستان کے رسمی جواب کو جو معذرت سے زیادہ واقعات کو غلط رنگ میں پیش کر رہا تھا۔ تلافی مافات کے طور پر قبول کر لیا۔ چونکہ کاروائی حکومت پاکستان کی سیاست خارجہ کی نظر میں صحیح نہ تھی نہ سہی لیکن ہم سے اس وقت وثنا بھی تو نہ ہو سکا۔ کہ ہم ہندوستانی حملہ آوروں کی حکومت کو کھلم کھلا اعتراف کرنے اور غیر مبہم لفظوں میں معافی مانگنے پر مجبور کرتے۔ پھر آج اس واقعہ آتشبازی کے اعادہ نے ہماری موجودہ پالیسی کی غلطی واضح کر کے ہمارے سامنے یہ سوال پوری اہمیت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ کہ ان حالات میں ملکی سیاست کے داخلی اور خارجی دونوں دائرے میں تبدیلی اور تغیر کی ہمیں کس قدر شدید ضرورت ہے باشندگان مری کا اس واقعہ پر آتش زیر پا ہونا قدرتی امر تھا۔ اور صوبائی وزیر اعظم نے تسکین و تسلیت کے الفاظ سے ان کی آتش غضب کو فرو کیا۔ تو یہ بھی غلط نہ تھا۔ کیونکہ جس جوابی کاروائی کا انہوں نے مطالبہ کیا۔ اس کا فیصلہ صوبائی وزیر اعظم سے نہیں، مرکزی وزارت دفاع سے متعلق ہے۔ مگر ہمیں اندیشہ ہے کہ وزارت دفاع آج بھی اسی غلطی کا ارتکاب کر رہی ہے۔ جو گڑھی حبیب اللہ کی بمباری کے متعلق اس نے کی۔ زبانی احتجاج کا بے سود طریقہ اب کے پھر اختیار کیا گیا ہے۔ اور ہم نے یہ سوچنے کی زحمت نہیں کی کہ ہندوستان کو بار بار ہمارے علاقوں پر حملہ کرنے کی جرأت اس لئے پیدا ہوئی کہ ہم اس کے باعث بمباری کی قوت سے محروم نہ کر سکے۔ کشمیر کے متعلق ہم نے اپنی پالیسی پر نظر ثانی کر کے اسے کوئی سبق نہ سکھایا اور داخلی تحفظ کے مسئلہ سے ہم نے اس قدر غفلت کی کہ ٹھیک اس وقت جب موہن سنگھ ہماری سرحدوں پر فوجوں کو تربیت دینے کی اجازت حاصل کر رہا ہے ہم نے لاہور کے سرحدی علاقہ میں بھی عوام کو اسلحہ لیکر نکلنے کی ممانعت کر دی۔ پھر کیا خارجی سیاست کی اسی کمزوری، داخلی سیاست کی اسی غفلت کا نام استحکام پاکستان ہے؟ خدارا بتایئے کہ پاکستان کے ہمدرد اور بہی خواہ حقیقی خادم وہ ہیں جو ملک و ملت کو اس بڑھتے ہوئے طوفان کا مقابلہ کرنے کے لئے چیخ چیخ کر اور پکار پکار کر تیار اور مستعد ہونے کو کہہ رہے ہیں یا وہ جو ذی اقتدار ہونے کے باوجود محض استہزام کے درد سر سے بچنے کے لئے زبانی تسلیم یا خوشامدانہ معاہدوں کے ذریعے اسے غفلت اور خوش فہمی میں مبتلا رکھنا چاہتے ہیں؟ کیا صحافی ذمہ داریوں کے حق سکھانے والے ارباب اقتدار کو ان کی ذمہ داریوں سے بھی آشنا کرنے کے لئے کوئی اقدام اٹھائیں گے؟

سکھوں اور ہندوؤں کی حقیقت

یہ بات تو اب روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ ہندوؤں اور سکھوں میں ٹھن گئی ہے سکھ کہتے ہیں کہ ہم اپنی قومی ترقی کے لئے تباہ ہوئے اس لئے ہمیں خاص حقوق ملنے چاہئیں اور ہندو سکھ تو ایک ہی ہیں۔ خاص حقوق کا کیا مطلب؟ سکھ تعداد میں کم اور کمزور ہیں ہندو زیادہ اور طاقتور ہیں۔ جس طرح انہوں نے متحدہ پنجاب میں سکھوں کو مسلمانوں سے لڑانے کے لئے اپنے دماغ اور روپے کو ہمیشہ بے دریغ استعمال کیا۔ اسی طرح اب وہ سکھوں کو سکھوں کے خلاف لڑانے کے لئے دماغ اور روپیہ بے دریغ صرف کر رہے ہیں اور سکھوں میں اس وقت چار پارٹیاں ایک دوسرے کی حریف بن چکی ہیں۔ (۱) جتھیدار اودھم سنگھ کی پارٹی۔ جس کا شرومنی پربندھک کمیٹی پر قبضہ ہے اور جس پر کانگرس کا پورا قبضہ ہے (۲) ماسٹر تارا سنگھ کی پارٹی جس کا اکالی دل پر قبضہ اور جس پر انگریز کا پورا قبضہ ہے (۳) دلیش سیوک سینا جنرل موہن سنگھ کی پارٹی ہے اور جو مشرقی پنجاب پر قبضہ کرنا چاہتی ہے (۴) لوک سیوک سبھا۔ جو مہاراجہ پٹیالہ کی پارٹی ہے اور تارا سنگھ کی سیاسی حریف ہے۔ یہ پارٹیاں مشرقی پنجاب میں ہیں۔ جہاں مسلمانوں کا کوئی وجود نہیں۔ لیکن عجیب لطیفہ ہے کہ جب سکھ علیحدہ حقوق مانگتے ہیں تو ہندو پریس دوسرے پلیٹ فارم سے یہ غل مچاتا ہے۔ کہ سکھ مسلم لیگ کی راہ پر چل رہے ہیں۔ اور جب ہندو کسی جگہ سکھوں کی خبر لیتے ہیں۔ تو سکھ پریس اور پلیٹ فارم سے شور مچایا جاتا ہے کہ ہندو مسلم لیگ کی طرح ایسا کر رہے ہیں۔

دفاع کی تیاری

پاکستان کے وزیر اعظم خان لیاقت علی خان نے جشن آزادی کے موقعہ پر پاکستان کے دار الحکومت میں دو لاکھ انسانوں کے جم غفیر کے سامنے تقریر کرتے ہوئے ملک کی دفاعی پالیسی کے باب میں یہ اہم الفاظ کہے:- "ہم امن کے علمبردار ہیں۔ کسی پر حملہ کرنا کسی کا حق غصب کرنا ہمارا شیوہ نہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ملک کے دفاع و تحفظ سے بھی ہم غافل ہو جائیں مدافعت کے لئے۔ اپنے ملک کی حفاظت کے لئے ہم پوری طرح تیار ہیں۔ مرکزی وزیر اعظم کی جانب سے جو شعبۂ دفاع کے بھی حاکم اعلیٰ ہیں۔ یہ بیان یقیناً اعتماد آفریں ہے۔ پھر جہاں تک دفاعی پالیسی کا تعلق ہے اسلامی تعلیمات اور مسلمانوں کے جذبات کی طرف سے اس بات کی پوری پوری تائید ہوتی ہے مسلمان کی عسکری پالیسی جارحانہ نہیں۔ مدافعانہ ہے۔ واقعی ہم امن کے علمبردار ہیں۔ اور دوسروں کے حق چھیننا ہماری فطرت سے بعید ہے۔ لیکن اپنے مذہب و ملت کی اپنی عرض و آبرو کی مدافعت ہم پر واجب ہے اور اس مدافعت کے لئے تیار رہنا تقاضائے زمانہ ہی نہیں۔ مذہبی فریضہ ہے۔ پھر سوال یہ ہے۔ کہ ضرورت پڑنے پر فریضہ دفاع سے سبکدوش ہونے کے لئے آخر ہم نے تیاری کیا کی۔ پالیسی کے متعلق وزیر اعظم کا بیان شک و ارتیاب سے ماورا اور ان کا ہمیں ہمارے دل کی آواز ضرور ہے۔ ہمارے جذبات و معتقدات کی ترجمانی۔ لیکن... موصوف کے ارشادات کی اعتماد آفرینی حقیقت پر کیونکر مبنی ہو گئی۔ جب کہ تقسیم کے وقت سے اب تک پاکستان کے پاس اپنے حصے کے فوجی سامان کا بلکہ بھی نہ پہنچ سکا۔ سو لاکھ ٹن سامان جانا حق تھا۔ لیکن ہم اس میں سے بیس ہزار سے زیادہ وصول نہ کر سکے کیا اپنا حق وصول کرنے کی مساعی پر جارحانہ کار روائی کا اطلاق ہوتا ہے۔ کہ ہم نے اس کی وصولی پر اصرار خلاف اصول جانا؟ کیا یہ سامان ہمارے دفاع کے لئے ضروری تھا کہ ہم ایک عجیب انداز استغنا کے ساتھ اسے حاصل کرنے کی مساعی میں ناکامی کا اعتراف کر کے برطانیہ سے فوجی سامان خریدنے لگے پھر جنگی سامان ایسی چیز تو ہیں کہ اس کے حصول کے لئے دوسرے ممالک پر انحصار رکھا جائے آخر یہ سامان یہاں تیار کرنے کے لئے کیا اہتمام کیا۔ اسلحہ سازی کے کتنے کارخانے ہم نے اس برس بھر کی مدت میں بنائے؟ اس سے انکار نہیں کہ ہمارے مجاہد بہترین نبرد آزما ہیں۔ یہ بھی تسلیم کہ جدید طریق جنگ اور جدید اسلحہ جات کے استعمال میں ان کی تربیت پر آپ کی پوری توجہ صرف ہو رہی ہے۔ لیکن اس تربیت سے کیا حاصل جب ملک و ملت کے ان سرباز محافظوں کو میدان جنگ و جہاد میں جنگی سامان ہی میسر نہ آ سکا! پاکستانی فوج کے طاقتور نہ ہونے کی ضرورت کا احساس آپ کو شاید ہے۔ مگر طاقتور بنانے کی ذمہ داری آخر آپ کے سوا جو شعبۂ دفاع کے حاکم اعلیٰ ہیں۔ اور کس کے کندھوں پر ہے؟ کیا آپ صرف اتنی سی بات کہہ کر فرائض سے سبکدوش ہو جائیں گے۔ کہ آزادی کی اس قلیل سی مدت میں باہر سے فوجی سامان منگوا نا بہت مشکل تھا؟ آپ یہ اعتراف کیوں نہیں کرتے کہ برطانیہ اور امریکہ سے فوجی سٹور خرید کر آپ نے اگر وقتی طور پر ایک ضرورت کو پورا کر دیا ہے تو سامان جنگ تیار کرنے والے کارخانوں کے قیام سے غافل رہ کر آپ نے اپنی فوج کو دوسروں کا دست نگر بنا دیا ہے۔ مالی لحاظ سے بھی پوزیشن نسبتاً کمزور کر لی ہے۔ اور ایک کروڑ ڈالر کی رقم جس سے جنگی سامان بنانے کی اہم صنعت خود آپ کے یہاں قائم ہو سکتی تھی۔ وہ آپ نے امریکہ سے قرض لے کر بھی امریکہ کو لوٹا دی کہ اس کی معاشی حالت اور جنگی صنعت جو پہلے ہی بہت مضبوط ہے۔ مضبوط تر ہو جائے؟ آخر ذمہ داری کا مطلب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ برس بھر کی مدت میں آپ ہندوستان سے فوجی سامان وصول نہ کر سکنے کے اعتراف اور دوسرے ممالک سے قرض لیکر اپنی کے یہاں خرچ کر دینے کے اقدام کے سوا کچھ نہ کر سکیں۔ تقریر کی اعتماد آفرینی عوام کو ان کے فرائض کی یاد دہانی بہت ضروری بھی مگر یہ تو بتایئے کہ قوم نے انتظامات کی ذمہ داری جن پر ڈال رکھی تھی انہوں نے سال بھر کی کارگزاری کیا دکھائی؟

مصر سے صنعتی روابط

مستقبل قریب میں مصر و پاکستان کے درمیان تجارتی روابط کے قیام کے متعلق اطلاعات موصول ہو چکی ہیں۔ اور ان سے بھی زیادہ خوشخبری کی بات یہ شائع ہوئی ہے کہ تجارت کے علاوہ یہ دونوں ملک صنعت کے دائرہ میں بھی رشتہ اشتراک و ارتباط کو وجود میں لا رہے ہیں۔ مشرقی پاکستان میں جس کی معاشی خوشحالی تمام تر پٹ سن کی پیداوار اور اس کی صنعت سے وابستہ ہے۔ بد قسمتی سے پٹ سن کے کارخانے عنقا۔ صنعت مفقود ہیں۔ اس خطہ کا بد نصیب کسان غیر معمولی محنت آب و ہوا میں شبانہ روز کی محنت و مشقت سے پٹ سن کے زریں ریشوں کی صورت میں جو دولت سینۂ زمین سے نکالتا ہے۔ وہ اس کا حق نہیں ہوتی کلکتہ اور ڈنڈی کے ملوں اور گوسے کارخانہ دار اسے اس کے ہاتھ سے چھین کر اپنے یہاں لے جاتے ہیں۔ مگر یہ دولت اسی کسان کو نہیں اسی کے ملک کو مل سکتی ہے۔ اگر اس کے یہاں پٹ سن کے کارخانے قائم ہو جائیں۔ پھر معاشی معاملات میں مصر و پاکستان کے ربط باہمی کا اس سے بہتر طریق اور کیا ہو سکتا تھا؟ کہ اسلامی دنیا کے ان سب سے اہم ملکوں کا سرمایہ اشتراک باہمی سے ایک وسیع سر زمین پر بسنے والے مسلمان کو غیروں کی معاشی دست برد سے بچا کر خوشحال بنا دے۔ خدا اس اقدام کو کامیابی ارزانی کرے۔ تاکہ ارتباط کا یہ سلسلہ مضبوط تر ہو جائے!

حکومت کی سست رفتاری

مسٹر ظفر الاحسن پی۔ اے۔ ایس ڈپٹی کمشنر لاہور نے کل پاک پنجاب کے گورنر سے شاہ عالمی دروازہ کے اندر معائنہ کے دوران میں کہا کہ آج سے چھ ماہ پہلے انہوں نے حکومت کو مکانات کی حالت سدھارنے کے لئے تجویز پیش کی تھی۔ لیکن حکومت نے اس پر کوئی توجہ نہ دی۔ یہ صرف ایک نہایت ذمہ دار افسر کا بیان ہے۔ اس سے اندازہ لگایئے کہ حکومت اپنے ضروری فرائض اور فوری مسائل سے کس قدر غافل ہے۔ مکانوں کا مسئلہ انسانی جانوں کی نگہداشت اور آبادی کا مسئلہ تھا۔ لیکن حکومت کے ذمہ داروں نے ادھر بھی توجہ نہ دی۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سی جانیں مکانوں کے گرنے کے بعد افراتفری کے عالم میں لوگوں کو مخدوش مکانوں سے نکالنے کی مہم شروع کی گئی۔ اور اس مہم میں بھی جو لطائف سرزد ہوئے وہ ایک علیحدہ تفصیل کے محتاج ہیں۔ اگر ہزاروں آدمیوں کو آباد کیا گیا تو سو آدمیوں کو گھروں کی بساط سے زیادہ تکلیف دی گئی۔ لیکن اگر یہی حکومت پہلے سوچتی اور یہی افسر پہلے سوچتے۔ تو نہ اتنی جانیں ضائع ہوتیں اور نہ یہ افراتفری مچتی۔

سول سپلائی کا ٹوٹنے والا محکمہ

پاک پنجاب والوں کو مبارک ہو کہ سول سپلائی کا وہ محکمہ جس کے خلاف عوام کو بے شمار شکایات تھیں۔ جس کی کار فرمائیوں پر حکومت کا ہر چھوٹا بڑا افسر نادم تھا۔ اور جس کے متعلق بجٹ سیشن میں وزارت نے اعتراف ندامت کے بعد یہ اعلان کیا تھا کہ اس محکمے کو توڑ دیا جائے گا۔ سنئے اختتام کے ساتھ مسلح ہو گیا ہے۔ وزیر متعلقہ کو اس محکمہ کے افسروں نے کچھ اس طرح گھیرے پر لگایا ہے۔ کہ جو افسر کہیں وہ صحیح اور بجا۔ جو عوام کہیں وہ بے کار۔ اور اب یہ محکمہ گویا سرتاپا فرشتوں کا محکمہ بن چکا ہے۔ اور دستی صاحب کے ایک ہی حکم نے اس محکمے کے تمام چیرہ دستیوں کو گویا ختم کر دیا ہے اس کے افسروں کو اختیار مل گیا ہے کہ جس گھر میں چاہیں داخل ہو جائیں۔ جس موٹر کو چاہیں تلاشی لے لیں۔ ہم حکومت کی ان تدابیر کی بہرحال تائید کرتے ہیں کہ موجودہ حالت میں غلے کا ایک دانہ بھی باہر نہ جانے اور اس شخص کو اپنی قوم اور مملکت کا غدار سمجھتے ہیں جو غلہ کا ایک دانہ بھی باہر بھیجے کا نہ اور ادھر ہو۔ لیکن یہ ہم کس طرح گوارا کریں۔ کہ حکومت ایک محکمے کو عوام پر اس بارے میں مسلط کر دے جس کی زیادتیوں کا اسے شرمندگی کے ساتھ احساس کیا ہو سول سپلائی والوں نے نہایت ہی استادی کے ساتھ محکمے اور عوام کی درمیانی کڑی کو گم کر دیا ہے۔ یعنی پرچیز نگ سنڈیکیٹ اور ڈسٹری بیوٹنگ سنڈیکیٹ ختم کر دیئے گئے۔

غیر ذمہ دار ارباب اقتدار

سندھ میں سیلاب کی تباہ کاری نے وہ قیامت ڈھائی کہ خدا پناہ! فصلیں تباہ ہوئیں۔ فصلوں کی کاشت کرنے والے منزل عقبیٰ کے رہگیر ہوئے۔ بستیاں اجڑ گئیں۔ امن و سکون برباد ہوا۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ اس تمام خرابی کا باعث اس مصیبت کا حقیقی سبب کیا تھا۔ خدا کا قہر بلائے ناگہانی کا نزول۔ حوصلہ شکن مصائب؟ نہیں ان میں سے ایک چیز بھی نہیں۔ پاکستان کے دریاؤں کا پانی پیام موت کی سرنگ نگ برفیوش چوٹیوں سے خدا کا قہر بن کر نہیں آتا۔ بے آب و گیاہ زمینوں کی تشنگی بجھانے آتا ہے۔ اور یہ کوئی انوکھی بات نہیں کہ برسات کے موسم میں اس کا جوش خدمت کنار دریا میں سمانہ سکے۔ سندھ باندھے بھی اسی غرض سے جاتے ہیں۔ کہ سیلاب کی مفرتوں کا انسداد ہو سکے۔ اور یہ پانی جو خدا کی رحمتوں کا مظہر بن کر آتا ہے انسان کی کم کوشی پر طیش میں آ کر اس کے لئے تباہی کا موجب نہ بن جائے۔ قدرت ہمیں ضرورت کی چیزیں مہیا کرتی ہے۔ تو یہ اس کا قہر نہیں۔ کرم ہے۔ مگر وہ اس بات کا تقاضا ضرور ہم سے کرتی ہے کہ ان سے فائدہ اٹھانے سے قبل ہم بھی ہاتھ پاؤں ہلائیں۔ اور عقل و دانش کو کام میں لائیں۔ پھر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا ہے کہ سندھ میں اور مغربی پنجاب میں دونوں جگہ ہم نے قدرت کے اس کرم محض کو اپنی بد تدبیری غیر ذمہ داری اور فرض نا شناسی سے خدا کا قہر بن جانے دیا۔ مجھتی کے راجباہ سے صوبہ بھر کے لئے تباہی کا پیام لانے والا سیلاب آیا سو وقت کی دیوار توڑ کر محض اس لئے بڑھا۔ کہ دیوار مرمت طلب تھی۔ مگر دنوں پر دن گذرتے گئے اور مرمت کی توفیق کسی کو نہ ہوئی حکومت کا تنخواہ دار عملہ موجودہ افسروں کی کی نا اہلیتوں اور مہارت میں کلام نہیں۔ لیکن غیر ذمہ داری کی یہ کیفیت کہ انہیں تفریح جمع کے لئے اس وقت شکار کی سوجھی۔ جب بڑھتا ہوا خطرہ ان سے ادائے فرض کا تقاضا کر رہا تھا۔ اور سندھ کے محکمہ آبپاشی کے چیف انجینئر اور سپرنٹنڈنگ انجینئر کی اس مجرمانہ غفلت کی داستان تو سندھ لیگ کے معتمد عمومی کی زبان نے سنا بھی دی۔ نہیں معلوم کہ مغربی پنجاب میں سیلاب کی تباہ کاری کس کس کی فرض نا شناسی کا باعث ہے۔ کہ ان سے بروقت انتباہ بھی ممکن نہ ہوا وزیروں نے بھی جنہیں عوام کے ہمدرد اور انہیں میں کے افراد ہونے کا دعوے ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہ کیا کہ وہ اپنے اپنے اضلاع میں ایک آدھ دورہ کر آئیں۔ اور یہ دورہ بھی کون کہہ سکتا ہے۔ کہ عوام کے بجائے ذاتی جائدادوں کے تحفظ کے لئے نہ تھا۔ ذمہ داری اگر اسی کا نام ہے۔ کہ سرکاری خزانہ سے گراں قدر تنخواہیں لے کر اپنے اور اپنے حلقہ انتخاب کے سوا باقی تمام کی بربادی کا تماشا بڑی خاموشی سے دیکھا جائے۔ یا فرائض سے آنکھیں بند کر کے اپنے لئے تفریح طبع کے سامان بہم پہنچائے جائیں تو سردار دستی، میجر مبارک علی اور شیخ کرامت علی جیسے وزیروں اور محکمہ آبپاشی سندھ کے انجینئروں کی ذمہ داری یقیناً لائق ستائش ہے کہ وہ بربادی کو دیکھا کئے۔ اور اثر پذیر نہ ہوئے۔ مگر قوم پوچھنا چاہتی ہے کہ کیا اسی کے یہ اندرونی دشمن تخریبی سرگرمیاں کرنے والے ان غیر ملکی جاسوسوں سے بدتر مختلف ہیں جن کے متعلق سندھ کا بند توڑنے کا شبہ ہے؟

منٹگمری میں مہاجرین اور مقامی پولیس میں افسوسناک تصادم

پولیس کو فائرنگ کرنا پڑی۔ گیارہ مہاجرین جاں بحق ہو گئے

منٹگمری میں ۲۴ اگست کو تڑکے پچاس ہزار وانگھڑ پناہ گزین کے مشتعل ہجوم نے پولیس پر حملہ بول دیا۔ وہ سب مرنے اور مارنے کے نعرے بلند کر رہے تھے۔ کچھ دیر بندوقوں سے مقابلے کے بعد مشتعل ہجوم کو قابو میں لانے کے لئے پولیس نے گولی چلائی۔ اس ہنگامے میں پانچ اشخاص مارے گئے اور کئی زخمی ہوئے۔ زخمیوں میں پولیس کے سپاہی بھی تھے۔ راؤ خورشید علی خان کو پبلک سیفٹی ایکٹ کے ماتحت ۲۳ اگست کو رات کے ساڑھے دس بجے گرفتار کیا گیا۔ اس واقعے کی بعد پچاس ہزار وانگھڑ پناہ گزینوں نے ریس کورس کیمپ سے آدھی رات کے وقت ایک جلوس نکالا اور پنجاب سیفٹی ایکٹ کی دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کی۔ جلوس میں شامل ہونے والے لاٹھیوں برچھوں اور بندوقوں سے مسلح تھے اور شدید اشتعال کی حالت میں تھے۔ انہوں نے صدر پولیس سٹیشن پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ مگر مغربی پنجاب کی کنسٹیبلری نے ہو کانی جمعیت میں تھی انہیں روکا۔ اس پر ہجوم نے پولیس پر حملہ بول دیا۔ اور ایک سپاہی کو زخمی کر کے اس کی ۳۰۳ بور کی رائفل دس گولیوں سمیت چھین لی ارشاد حسین شاہ مجسٹریٹ سیکشن ۳۰ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے ساتھ موقع پر موجود تھے چنانچہ ان کے کہنے پر لاٹھی چارج کیا گیا۔ اور بڑی مشکل سے جلوس والوں کو تھوڑی سے دور تک پیچھے ہٹا دیا گیا۔ ہجوم کو منتشر کرنے کے لئے اشک آور گیس چھوڑی گئی۔ لیکن ہوا مخالف ہونے کے باعث اس کا کم اثر ہوا۔ جلوس کے کچھ لوگ نے نشانہ لے کر ایک گولی چلائی اس پر مجسٹریٹ کے حکم سے تھوڑی دیر کے بعد چار فائر کئے گئے مگر اس سے بھی ہجوم تتر بتر نہ ہوا۔ جلوس والوں نے اور گولیاں چلائیں اور ایک گولی سے ایک سپاہی کی بندوق کی نالی پھٹ گئی۔ ایک اور سپاہی کو دائیں کنپٹی میں گولی لگی۔ اور ایک سپاہی کو منہ پر گولی لگنے سے زخم آیا۔ جلوس نکالنے والے سخت غصے میں تھے اور مرنے مارنے کی دھمکیاں دے رہے تھے۔ چونکہ حالت قابو سے باہر ہوتی جا رہی تھی اور پولیس کی جمعیت کے دب جانے کا خطرہ لاحق تھا۔ اس لئے مجسٹریٹ نے ہجوم کو خبردار کر دیا۔ کہ وہ منتشر نہ ہوئے اور آگے بڑھنے کی کوشش کی تو ان پر گولی چلا دی جائے گی۔ اس پر بھی ہجوم آگے بڑھتا رہا۔ اور پولیس نے ڈیوٹی مجسٹریٹ کے حکم سے گولی چلائی اور ہجوم کو بڑھنے سے روکا۔ اس کے بعد جلوس والے پیچھے ہٹنے لگے اور بکھرنے لگے بعض وقت لوگ پیچھے ہٹنے لگے۔ اسی وقت فائر بند کر دینے کا حکم دے دیا گیا۔ جب میدان صاف ہو گیا تو پانچ لاشیں اور سات زخمی اٹھائے گئے۔ زخمیوں کو علاج کے لئے سول ہسپتال میں لے جایا گیا۔ زخمیوں میں دو کی حالت نازک بتائی جاتی ہے۔ اسی سلسلے میں ہجوم کے دس آدمیوں کو پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ کی دفعہ ۱۹ کے ماتحت گرفتار کر لیا گیا ہے۔

سرکاری ترجمان کا بیان!

پولیس اور منٹگمری کیمپ کے مہاجرین کے درمیان اس ناخوشگوار تصادم پر اظہار خیال کرتے ہوئے ایک سرکاری ترجمان نے اخباری نمائندہ کو بتایا کہ اس حادثہ سے ان لوگوں کی آنکھیں کھل جانا چاہئیں جو قبول عام حاصل کرنے کے لئے سہل اور خطرناک طریقوں کو استعمال کر کے جاہل عوام کو برانگیختہ کرتے ہیں آپ نے بتایا کہ راؤ خورشید علی ایم۔ ایل اے پچھلے کچھ عرصہ سے نہ صرف حکومت کی آباد کاری کے متعلق تجاویز کی مزاحمت کرتے رہے ہیں۔ بلکہ وہ مختلف کیمپوں میں رانگھڑ مہاجروں کو اس بات پر اکساتے رہے ہیں کہ وہ حکومت کے خلاف طاقت کا مظاہرہ کریں۔ آپ کی ان حرکتوں کی بنا پر پچھلے دنوں ملتان میں رانگھڑ مہاجروں کے ایک غیر قانونی اجتماع کو منتشر کرنے کے لئے پولیس کو لاٹھی چارج کرنا پڑا۔ مگر راؤ خورشید علی ایک کیمپ سے دوسرے کیمپ میں مہاجروں کو یہ بتاتے پھرے کہ پولیس کی گولیوں نے ۱۳، ۱۴ مہاجرین شہید کر دیئے منٹگمری میں رانگھڑ مہاجرین کے خلاف یہ شکایت تھی۔ کہ وہ صحیح مقدار سے زیادہ راشن لے رہے ہیں۔ حکومت نے مہاجرین کی مردم شماری کرنا چاہی مگر راؤ خورشید علی خان نے ان کو یہ مشورہ دیا کہ وہ مردم شماری نہ ہونے دیں۔ راؤ خورشید علی خاں کو مزید شرارت پھیلانے سے باز رکھنے کے لئے ان کی گرفتاری اشد ضروری ہو گئی تھی۔ منٹگمری کا حادثہ ان کی ترغیبات کا راست نتیجہ ہے اور اس کے نتائج کی ذمہ داری زیادہ تر ان پر عائد ہوتی ہے

باران رحمت

گذشتہ دو تین ہفتوں سے لاہور میں خوب بارش ہو رہی ہے اب تک ۲۱ انچ بارش ہو چکی ہے جس کی وجہ سے لاہور میں کئی مکان گر گئے ہیں۔ شہر کے اندر بارش کا پانی رک جانے سے کئی مکان پھٹ گئے ہیں۔ اور ان مکانات کے گر جانے سے کئی لوگ دب کر مر چکے ہیں۔

راولپنڈی کی اطلاعات سے بھی معلوم ہوا ہے کہ وہاں بھی سینکڑوں مکانات گر گئے ہیں۔ اور بھاری جانی اور مالی نقصان ہوا ہے۔ مغربی پنجاب۔ گجرات وغیرہ میں کئی جگہ سے ریلوے لائنیں اور سڑکیں ٹوٹ گئی ہیں۔ مری راولپنڈی روڈ کی آمد و رفت بند پڑی ہے۔ تمام پنجاب میں شہری اور دیہاتی حلقوں میں سینکڑوں مکانات گر گئے ہیں۔ اور ان کے نیچے متعدد اشخاص دب کر ہلاک ہو گئے ہیں۔ اور ایک بڑی تعداد زخمی ہو گئی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سوہاوا بکوال ریلوے لائن ڈومن کے مقام سے ٹوٹ گئی ہے۔ اتوار کے دو تین بجے کے بعد لاہور میں ایک گھنٹہ بھر سخت بارش ہوئی

مسٹر لیاقت علی خاں سے آزاد کشمیر کے زعماء کی ملاقات

کراچی کی ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ آزاد کشمیر کے زعماء چودھری غلام عباس اور سردار محمد ابراہیم نے وزیر اعظم پاکستان سے ملاقات کی۔ اس ملاقات کے وقت سر ظفر اللہ خان بھی موجود تھے۔ یاد رہے کہ کشمیر کمیشن حکومت پاکستان کے سامنے یہ تجویز پیش کر چکا ہے۔ کہ وہ کشمیر میں جنگ بند کرانے میں مدد دے۔ کشمیر کمیشن کے ارکان دہلی میں آج بھی کشمیر کی صورت حال کے متعلق باہم تبادلہ خیالات میں مصروف رہے۔

لاہور اور منٹگمری کے کیمپ خالی کرا لئے جائیں گے

حکومت پاکستان نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ لاہور اور منٹگمری کے مہاجر کیمپ جلد از جلد خالی کرا لئے جائیں۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ فیصلہ اعلیٰ فوجی حکام کے مشورہ پر کیا گیا ہے۔ ان حکام کی رائے یہ ہے کہ سرحد پر ان کیمپوں کا وجود ناپسندیدہ ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکستان اس فیصلہ کے مطابق بہت جلد کیمپ خالی کرا لے گی۔

لندن میں قائد اعظم کیلئے دعائے درازی عمر

لندن ۱۷ اگست۔ برگانوی مسلم لیگ کے زیر اہتمام انگلستان کے بہت سے شہروں میں جلسے ہوئے ہیں۔ جن میں قائد اعظم کی صحت اور درازی عمر کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔

پیسہ اخبار لاہور میں اشتہار دیکر فائدہ اٹھائیں۔

حیدر آباد کے مشہور وکیل قاسم رضوی کا بیان

یوم آزادی کے روز قاسم رضوی نے ہندوستان پاکستان اور حیدر آباد کو انگریز کے چنگل سے چھٹکارا پانے پر مبارکباد دی۔ اور پھر کہا کہ ہندوستان آزادی کی نعمت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش میں ہے۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ حکومت ہند حیدر آباد کے متعلق غلط خبریں شائع کرنے کی ذمہ وار ہے لوگوں کو ہندوستان والوں کے غلط پراپیگنڈہ سے محتاط رہنا چاہیئے۔ یہ امر بھی قابل افسوس ہے کہ حیدر آباد کے بعض آدمی حکومت ہند کی شہ پر حیدر آباد کے عوام کو غلط راہ پر چلانے کی سعی کر رہے ہیں۔ لیکن ہندوستانی حکومت کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ اس کی ان چالوں ۔۔۔ حیدر آباد ۔۔۔

فن تعمیر حیات

۱۵ع

اگر تم نئے راستے پر نہیں رہتے رہے تو یہ تمہارے لئے نئی بات ہو سکتی ہے۔ درستی کا راز مشق میں ہے۔ کیا تم نے وہ خاموش خوشی محسوس کی ہے۔ جب تم دیکھتے ہو کہ تمہاری سرگرمیاں ترقی کر رہی ہیں۔ اور تمہاری قابلیتیں دن بدن زور آور ہو رہی ہیں۔ کیونکہ تم جانتے ہو کہ تم زندگی میں سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہو اور تم اس کے حصول کے لئے کام اور محنت کر رہے ہو؟ کیا تم ہر وقت صبح بستر سے اس احساس کے ساتھ اٹھتے ہو کہ زندگی اچھی شے ہے۔ اور تم کسی بھی دنیاوی چیز کے لئے اسے نہ گنواؤ گے؟ کیا تم کو گرفت کا بڑھتا ہوا احساس محسوس ہوتا ہے۔

کیا دقتوں پر غالب آنے کی بڑھتی ہوئی قابلیت تم میں ہے؟ اور تم دوامی یقین رکھتے ہو کہ کوئی کام کر سکتے ہو؟ اگر نہیں تو فن حیات کی کتاب کو غور سے پڑھو اور اس پر عمل کرو اور اس کی ہدایتوں کی مشق کرو۔ اس میں جو زندگی کی تشریح ہے۔ وہ زندگی تمہارے لئے ہے۔ اگر تم چاہتے ہو۔ کہ وہ تمہیں نصیب ہو اب ہم اس مسئلہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ ہم کس طرح پوری ترقی کو پا سکتے ہیں اور اپنے اوپر ضبط رکھ سکتے ہیں۔ ہماری دنیائے تخیل اور ہماری بیرونی دنیا میں کثرت دشمنی ہوتی ہے۔ ہم خواہش کرتے ہیں کہ ایسے الفاظ بولیں اور ایسے افعال کریں۔ جو ہمارے عقائد کے برخلاف ہیں۔ پس لازم ہے کہ اس خواہش کو معدوم کر دیا جائے اس امر واقعہ کی تفتیش ہم کو ان لوگوں کے حالات سے ملتی ہے۔ جن کو حکم دیا جاتا ہے کہ تم غصہ کو نہ پیدا کرو۔ اور شراب نوشی ترک کر دو۔ ان لوگوں سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ قوت ارادی سے اپنی خواہش کو مغلوب کرو۔ ہم نے دیکھا ہے کہ لوگ اپنے دل سے ہدایتیں لیکر یہ کام کر سکتے ہیں۔ وہ ایک نئی عادت ڈال لیتے ہیں۔ اور اس عادت ڈالنے کے لئے بیرونی مدد کی ضرورت نہیں ہوتی کشمکش اور جد و جہد سے قوت ارادی مشق کا تقاضا کرتی ہے۔ اور اس کوشش میں معراج کمال حاصل ہو جاتا ہے۔ جو کام ہم نے شروع کیا ہے۔ اس کو ادھورا چھوڑنے کے لالچ پر ہم کو غالب آ جانا چاہیئے۔ بس کرنے کی خواہش کو ایسے وقت میں جبکہ ہم کو کام جاری رکھنا چاہیئے دور کر دینا چاہیئے۔ اس احساس کو جو یہ چاہتا ہے کہ مشق کا جام گھونٹ گھونٹ کر کے پیا جائے پاس نہ آنے دینا چاہیئے مشق کا جام آخر تک نوش کرنا چاہیئے۔ بہترین طریقہ قوت ارادی کو پر زور بنانے کا یہ ہے کہ دل کی ہدایت پر قدم اٹھایا جائے اس خیال کو کہ ہم نہیں کر سکتے کبھی پاس بھی نہ آنے دو اپنے آپ کو ہمیشہ یہی کہو کہ ہم کر سکتے ہیں۔ اپنے آپ کو مختلف عادات کی قواعد کا عادی بناؤ۔ جبر کے بغیر ہر روز تھوڑا تھوڑا وہ کام کرو جو تم کرنا نہیں چاہتے۔ اس طرح تمہاری قوت ارادی کو مضبوط ہونے میں مدد ملیگی۔ اور فتح کی فضا پیدا ہو جائے گی۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ کہاں تک تم نے اپنی زندگی میں روزمرہ اس پر عمل کیا ہے۔ یہ جاننا کہ کیا کرنا ہے ایک بات ہے۔ اور اس کام کو کرنا دوسری بات ہے۔ اگر کام کرنا تمہارے لئے مشکل ہے۔ تو مشق تھوڑے پیمانے پر شروع کرو۔ اپنی مشق ان تفصیلات میں کرو جو اہم نہیں ہیں محض تنظیم کے لئے اور عادت کو ترقی دینے کے لئے ایسا کرو۔ اپنے تصور میں اس شخص کی تصویر بناؤ جو تم ہونا چاہتے ہو۔ اور اس خیالی بت کی طرح بن جاؤ۔ اپنی زندگی کی جھلک دیکھو۔ جس میں نامناسب عناصر منفی ہوں اس کے بعد اس زندگی کی تحصیل مشق سے کرو۔ اگر تم آرام طلب ہو تو یہ کام تمہارے لئے مشکل ہوگا اگر تم جفاکش اور محنتی ہو تو یہ تمہارے لئے آسان کام ہوگا۔ پس جفاکش بنو۔ تم کو چاہیئے کہ اپنے لئے اپنا تخیل اور عمل میں درست تناسب قائم کرو یہ تناسب ہونے اور کرنے میں ہو۔ وقتاً فوقتاً کبھی ہونے پر زیادہ زور دو اور کبھی کرنے پر۔ فی الحقیقت ہم کو دونوں کے پیمانہ کی ضرورت ہے۔ جب کرنے پر زیادہ زور دیا گیا تو عذر یقیناً یہ کیا جاوے گا۔ کہ جتنا زیادہ اہم ہے۔ یہ بات ہمارے وقت جیسے زمانہ میں ہوگی جس میں کہا جاتا ہے۔ کہ بہت زیادہ دباؤ پریشان و شوکت کرتا مہلک طور پر آسان ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے جو بلند جوش اور قابل زندگی کے مالک ہیں۔ پھر بھی زندگی عمل تخیل اور تجنب کے لئے ہے۔

یکسوئی باہم مرکزی کا راز

ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ اور کب کرنا چاہیئے اور کب تک کرنا چاہیئے کی توجہ بھی ہم مرکز رہیں۔ ناکامی اس زمانہ کی دماغی کمزوری ہے۔ تمام دنیا یہ شکایت کرتی ہے۔ کہ ہمیں یکسوئی حاصل نہیں ہو سکتی۔ توجہ ارادہ ہو کو زمین سے چاند تک پہنچ جاتی ہے۔ اور چاند سے پلاؤ اور قورمہ میں آ جاتی ہے اور پلاؤ اور قورمہ سے زندگی کی اصلیت کی طرف رخ کر لیتی ہے۔ ان چیزوں میں چاہے کچھ تعلق یا علاوہ نظاہر نہ ہو۔ لیکن آوارہ دماغ عموماً تم کو تباہ کر سکتا ہے۔ کہ وہ ایک چیز سے دوسری چیز تک کیسے پہنچا ہے اس کے لئے مصیبت یہ ہے کہ وہ اسی توجہ کو کسی معین خط پر یکسوئی سے مرکوز نہیں کر سکتا وہ وحشی تار شعاع ہی اتفاقیہ خیال کے رحم پر ہوتا ہے۔ یکسوئی وہ فن ہے۔ جس سے ہم کسی مضمون یا امر واقعہ کا بے تکلف خیال کر سکتے ہیں۔ جس میں سوائے اس خاص مضمون یا امر واقعہ کے کسی اور چیز کو دخل نہیں ہوتا۔ یہ آزاد حرکت واقعہ متعلقہ کے حلقہ کے اندر ہے۔ دماغی آوارگی اس حلقہ سے باہر سرگردانی کا نام ہے۔ اس قابلیت کی تکمیل کے لئے ہم کو قوت ارادی کو ترقی دینے کی ضرورت ہے۔ یعنی وہ قوت ارادی جو خیالات کو ترقی دے۔ پس ذرائع ایسے سادہ ہیں جیسا کہ یہ اصل ہے۔ معمولی قابلیت کا آدمی بھی اگر وہ دیر تک مسلسل طور پر کسی چیز کو دیکھتا رہے اور پھر غور سے اس پر توجہ جمائے تو وہ بھی بعض اوقات ایسی چیز معلوم کر لیتا ہے۔ کہ اس کی معلومات کو دیکھ کر مبصر حیران رہ جاتا ہے۔

گاہ باشد کہ کودک نادان
بہ غلط بر ہدف زند تیرے
گاہ باشد زپیر روشن را
بر نیاید درست تدبیرے

توجہ! توجہ!!

اور پانچوں کے علاوہ جو بات تمہیں فن حیات میں ضرور سیکھنی چاہیئے۔ وہ توجہ کا راز ہے۔ مگر کافی توجہ نہیں۔ عملی توجہ مقصود ہے۔ یعنے وہ توجہ جو تم نے اپنے طور پر تکمیل سے حاصل کی ہے۔ توجہ وہ چیز ہے۔ جس کی اشد ضرورت ہے۔ جب تک تم اپنی توجہ کی بنیاد یکسوئی پر قائم نہ کرو تم اپنی بہترین قابلیتوں کو کام میں نہیں لا سکتے۔ یاد رکھو کہ یکسوئی کے معنے بہتر تخیل۔ بہتر حافظہ اور ترکیب کے لئے بہتر قابلیت ہیں۔

(باقی پھر)

کارخانہ پیسہ اخبار لاہور کے اسلامی تاریخی ناولوں کا شاندار سلسلہ

شہزادہ جمشید

چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

قیمت ۱۲/ فی ناول مستقل خریداروں کو صرف دو روپے میں

اور محصول ڈاک کی بھی رعایت دی جاتی ہے

اس ناول کا پلاٹ قسطنطنیہ کے مشہور تاریخی شہر اور تاریخ عثمانی سے لیا گیا ہے۔ قسطنطنیہ کو عیسائیوں سے سلطان بایزید نے فتح کیا تھا۔ قسطنطنیہ کا پہلا نام بازنطین تھا۔ اس پر عرصے سے عیسائیوں کی حکومت تھی۔ جن دنوں قسطنطنیہ کی حکومت سلطان بایزید کو ملی۔ ان کے چھوٹے بھائی شہزادہ جمشید بگڑ گئے۔ اور ملک کی ہوس گیری میں اپنے بڑے بھائی سے لڑ پڑے۔ شکست کھا کر جزیرہ روڈس کو جہاں عیسائیوں کی حکومت تھی بھاگ گئے۔ جہاں کے عیسائی بادشاہ ڈالیسن نے بڑی مکاری سے آپ کو نظربند کر لیا اور دن رات آپ کا دل بہلانے کے لئے سینکڑوں عیسائی نوجوان لڑکیاں آپ کی خدمت کے لئے محل میں مقرر کر دیں۔ اور آپ کے اخراجات اور معاشی کے بہانے سے لاکھوں کروڑوں روپے سلطنت عثمانی سے سالانہ مانگنا شروع کر دیا۔ سلطان نے بھائی کی پریشانی حال اور درماندگی کو مدنظر رکھ کر دس لاکھ روپیہ ڈالیسن کو دینا شروع کر دیا۔ پھر اٹلی اور فرانس کے بادشاہ کے منہ میں یہ حالات دیکھ کر پانی بھر آیا۔ شہزادہ جمشید کو شاہ فرانس نے پیرس میں دعوت دی۔ اور یہاں سے آپ کو عیسائی اٹلی لے گئے۔ شہزادہ کے ہمراہ جس قدر جانباز ترک ملازم تھے۔ سب کو ان دغابازوں عیسائیوں نے دغا فریب سے علیحدہ کروا دیا۔ اور آخر شہزادہ کو زہر دے کر مار ڈالا۔

اس ناول میں بتایا گیا ہے۔ کہ کس طرح شہزادہ نے سلطان سے شکست کھائی۔ اور کس طرح عیسائی بادشاہ ڈالیسن نے سلطان بایزید کو ڈرا دھمکا کر شہزادہ کے اخراجات کے بہانے سے لاکھوں کروڑوں روپے لوٹے۔ اس ناول میں بتایا گیا ہے کہ شہزادہ جمشید نے تاج و تخت کی ہوس میں بڑے بھائی کا کہنا نہ مانا مقابلہ کیا۔ اور عیسائیوں کے پاس چلے گئے۔ جہاں انہوں نے بے شمار تکلیفیں برداشت کیں۔ ذلت اٹھائی اور بڑی سفاکی سے ان کو زہر ملوا کر مار دیا گیا۔ نااتفاقی اور ضد کا جو انجام ہونا تھا ہو کر رہا۔ شہزادہ اٹلی میں بطور امانت دفن ہوئے۔ جہاں سے آپ کی لاش قسطنطنیہ میں لائی گئی۔ سلطنت عثمانی کے لاکھوں کروڑوں روپے آپ کی ضد کی وجہ سے برباد ہو گئے۔ تمام یورپ کی ماہ وش لڑکیاں آپ کی طبیعت بہلانے اور آپ کو قبضے میں رکھنے کے لئے مصروف کار رہیں۔ اور تمام بڑے بڑے بادشاہوں اور یورپ کی ترکی تک اس کھیل میں شہزادہ کو مصروف لیت و لعل رکھنے میں عجیب و غریب حرکتیں کرتی رہیں۔ اور تمام واقعات پر ہر قسم کی تیز حاشیہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ تاریخی پس منظر میں رومانک واقعات کو بڑی خوبی سے دکھایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ منشی صادق حسین صاحب صدیقی کے مورخ اسلام کے تخیل ناول دیگر بھی ہمارے ہاں سے مل سکتے ہیں۔

سلطان المجاہدین	دو روپے عہ	فتح انطاکیہ اول	دو روپے عہ	اورنگ زیب عالمگیر اول	دو روپے عہ
سلطان ٹیپو	〃 〃	فتح انطاکیہ دوم	〃 〃	اورنگ زیب عالمگیر دوم	〃 〃
شیر دکن	〃 〃	آرمینیا کا چاند	〃 〃	اورنگ زیب عالمگیر سوم	〃 〃
حیدر علی	〃 〃	جانباز ترک	〃 〃	جنگ صلیب و ہلال	〃 〃
فتح قسطنطنیہ	〃 〃	بہادر ترک	〃 〃	جوش جہاد	〃 〃
فتح یرموک	〃 〃	آتا ترک	〃 〃	دکن کے چار چاند	〃 〃
مشہد عشاق	〃 〃	سلطان بایزید یلدرم	〃 〃	دکن کے چار چاند	〃 〃

منشی جی کے ناولوں کے علاوہ اور بھی کئی ناول ہمارے ہاں سے مل سکتے ہیں۔ مثلاً محبوبہ قریش ایک روپیہ عہ۔ حسن بن صباح آٹھ آنہ ۸/۔ دلفگار ایک روپیہ عہ۔ تخیل کی دولت ایک روپیہ عہ۔ موتیوں کا جزیرہ ایک روپیہ آٹھ آنہ عہ۔ فقر دریا چار روپے۔ حق بحقدار دو روپے عہ۔ ناول ۱۱۳ دو روپے عہ۔ ستیا ایک روپیہ آٹھ آنہ عہ۔

ملنے کا پتہ:-

منیجر پیسہ اخبار لاہور۔

15-10-48 رجسٹرڈ ایل نمبر 31

THE PAISA AKHBAR URDU WEEKLY LAHORE

پیسہ اخبار لاہور

یادگار حاجی مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم

آزاد کشمیر کے حالات

محاذ کشمیر پر ہندوستانی فوجوں کو ہر روز نئے سے نئی شکست ہو رہی ہے۔ ان شکستوں سے ہندوستانی فوجوں کا حوصلہ بہت بگڑ چکا ہے۔ آزاد کشمیر فوج کے جنرل ہیڈ کوارٹر سے اعلان ہوا ہے۔ کہ مقام آدم پر آزاد فوجوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔ لیہ کے علاقہ میں دشمن کے بہت سے سپاہی تباہ و برباد ہوئے ہیں۔ اوڑی کے جنوب میں سوکار کے علاقہ میں آزاد فوجوں نے ہندوستانی دستوں کو بھگا دیا ہے۔ حکومت آزاد کشمیر نے [illegible] کہ مجاہدین نے گذشتہ سال ۲۴ اکتوبر کے روز اپنے مظلوم کشمیری بھائیوں کی حمایت کے لئے ڈوگرہ راج کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا۔ اور ۲۴ اکتوبر کو باقاعدہ طور پر آزاد کشمیر حکومت کی تشکیل کی۔ اور جس روز ہم نے آزاد کشمیر کی تشکیل کی تھی راجہ ہری سنگھ سری نگر چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔ چنانچہ آزاد کشمیر گورنمنٹ ۲۴ اکتوبر کو اپنی آزادی کی پہلی سالگرہ منائے گی۔

یو۔ این۔ او کمیشن جو امریکہ سے کشمیر کا معاملہ سلجھانے کے لئے ہندوستان آئی تھی اب واپس چلی گئی ہے۔ اس کمیشن نے وہاں پہنچ کر آزاد کشمیر کی اپنی پوزیشن تسلیم کر لی ہے۔ آزاد کشمیر گورنمنٹ نے یہ بھی اعلان کیا ہے۔ کہ اس وقت کشمیر کے ۷/۱۰ حصہ پر آزاد کشمیر گورنمنٹ کا قبضہ ہے۔ صرف ۳/۱۰ ہندوستان والوں کے پاس ہے۔ دشمن کی کمر ٹوٹ چکی ہے۔ اور قوت مقابلہ ختم ہو چکی ہے۔ دفاعی جنگ میں آزاد کشمیر کی کارروائیاں اور کامیابیاں محض ان کی حق و صداقت کی وجہ سے ہیں۔ لاکھوں پٹھان لشکر سے آکر مفت خدمت اور جہاد کے خیال سے آزاد کشمیر والوں کی مدد کر رہے ہیں۔

حکومت اور کوئلہ کی ایک کان

گورنمنٹ نے ابھی تک مکڑوال کالری پر خود قبضہ کر کے اس کو قومی ملکیت قرار نہیں دیا۔ اور اس وقت تک صرف سرمایہ دار لاکھوں روپیہ کما رہے ہیں۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ اب یہ "ماہرانہ" مشورہ دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ اس میں حکومت کو نقصان ہوگا اس لئے وہ اسے اپنے قبضہ میں نہ لے۔ بلکہ ٹھیکیداروں کے حوالے کر دے ٹھیکیدار ایشور داس اس کالری سے لاکھوں روپیہ کی بچت سالانہ حاصل کرتا تھا۔ کیا گورنمنٹ کے افسر اس قدر بھی اہل ثابت نہ ہوں گے۔ کہ لاکھوں روپیہ کی بچت سالانہ گورنمنٹ کو نہ دے سکیں۔ پاکستان کا جو حقیقی خیرخواہ ہو گا وہ تو یہی چاہے گا۔ کہ ہندو انگریز ٹھیکیدار کی میعاد ٹھیکہ اب ختم ہے۔ گورنمنٹ کو چاہیئے کہ مکڑوال کالری اپنے قبضہ میں فوراً لے۔ اگر دیر کرے گی۔ تو اس کا سامان بھی خرد برد ہوتا رہے گا۔ وہاں منیجری بہت بری ہوئی ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ مکڑوال کالری سے لاکھوں روپیہ کی بچت پاک پنجاب کو ہو سکتی ہے اگر اپنے قبضے میں لے لیوے تو پاکستان کی مالی حالت مضبوط ہو جائے گی۔

ہر قابل کاشت علاقہ میں اناج اگایا جائے

پاک پنجاب کے وزیر سپلائز سردار دستی کی تقریر

دستی صاحب نے بلیک مارکیٹ اور اناج کے ذخائر چھپانے والوں کے متعلق کہا۔ کہ یہ لوگ پاکستان کے دشمن ہیں۔ انہوں نے حاضرین سے اپیل کی کہ وہ ان دشمنان پاکستان کے قلع قمع کے لئے حکومت سے تعاون کریں۔ سردار صاحب نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ آزادی حاصل ہونے بعد ہم پر بہت سی ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ لائل پور کے ایک جلسہ میں وزیر سول سپلائز نے فرمایا۔ کہ عوام کو فوجی تربیت حاصل کرنے کی طرف پوری توجہ دینی چاہیئے۔ کیونکہ کسی ملک کی حفاظت کی ذمہ داری فوج کے علاوہ عوام پر بھی عائد ہوتی ہے۔

وزیر خزانہ پاکستان کی نشری تقریر

کراچی کی ایک خبر میں بتایا گیا ہے۔ کہ ریڈیو پاکستان سے تقریر نشر کرتے ہوئے وزیر خزانہ پاکستان مسٹر غلام محمد نے کہا کہ پاکستان کو صنعتی طور پر مضبوط بنانے کی انتہائی ضرورت ہے انہوں نے کارخانہ داروں سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ فیکٹریوں میں وہ چیزیں تیار کریں جن کی ملک میں سخت ضرورت ہے۔ کارخانہ داروں کو ہر وقت منافع بازی اور بہت سا روپیہ اکٹھا کرنے کا مقصد اپنے سامنے رکھنے کے بجائے ملک کی عام صنعتی ترقی سے پیدا شدہ فوائد ذہن میں رکھنے چاہئیں۔

قومی خدمت

وزیر خزانہ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اس نازک دور میں ہر مسلمان کو پاکستان کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے کا عزم کر لینا چاہیئے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی روزمرہ کی مصروفیات میں سے ہر روز قومی خدمت کے لئے وقت وقف کر دے۔ قومی خدمت کے زمرہ میں نیشنل گارڈز میں شامل ہونا۔ سوت کاتنا۔ ان پڑھوں کو پڑھانا اور خدمت خلق شامل ہے۔ جب پاکستان کو کسی افتاد کا سامنا ہو۔ تو ہر مسلمان مہنسی خوشی اپنی جان پیش کر دے۔ سرمایہ داروں کو چاہیئے کہ وہ ملکی دفاع کے لئے بڑھ چڑھ کر چندہ دیں۔ ضروری ہے کہ انہیں بار بار اس طرف توجہ دلائی جائے۔ قومی خدمت کے اصول کی مزید وضاحت کرتے ہوئے وزیر خزانہ نے قائد اعظم کے الفاظ دہرائے۔ کہ ہم سب کا اصول "یقین۔ محکم تنظیم اور اتحاد" ہونا چاہیئے اور ہمیں عمر بھر ان اصولوں پر کاربند رہنا چاہیئے۔

معیار زندگی بلند کرنا ہے۔

مسٹر غلام محمد نے کہا۔ کہ ہندوستان اور پاکستان میں لاکھوں اشخاص اتنی کس مپرسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کہ انسانیت ان کو دیکھ کر شرما جاتی ہے۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ان مفلوک الحال لوگوں کے سود و بہبود کے لئے بھی کوشاں اور مستعد ہو جائیں۔

ملازمین عوام کے خادم ہیں۔

وزیر خزانہ نے سرکاری ملازموں کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔ کہ وہ اپنے آپ کو عوام کا آقا سمجھنے کی بجائے خادم سمجھیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ شاہنشاہیت کے دور میں ہمارے دماغوں پر جو گرد و غبار چڑھ گیا ہے۔ اُسے ہمیں اتارنا ہے۔ وہ ملازمین جو رشوت خوری بد دیانتی اور کنبہ پروری کے جرائم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ وہ ملک کو تباہ کر دینے والی ان برائیوں سے قطعی طور پر اور ہمیشہ کے لئے توبہ کریں۔

بلیک مارکیٹ اور ناجائز منافع بازی

مسٹر غلام محمد نے تاجروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اُنہیں بلیک مارکیٹ اور ناجائز منافع بازی سے اب قطعاً پرہیز کرنا چاہیئے۔ بلکہ انہیں اس سے ایک قدم آگے بڑھنا چاہیئے۔ اور اپنے گروہ میں سے وہ جن اشخاص خواہ وہ ان قومی سنگین جرائم کا مرتکب ہوتے پائیں۔ ان کا کاروبار اور تجارت قطعاً ختم کر دیں۔ اور انہیں اپنے حلقہ سے نکال دیں۔

قائد اعظم کی وفات

قائد اعظم کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے وزیر خزانہ نے کہا کہ بابائے ملت کی وفات کے بعد پاکستان کے بدخواہوں نے سمجھا تھا کہ پاکستان کے لیڈروں میں جنگ زرگری شروع ہو جائے گی۔ اور پاکستان کمزور پڑ جائے گا۔ لیکن انہیں سخت مایوسی ہوئی ہے اور ان کی تمام امیدیں خاک میں مل گئی ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیئے تھا۔ کہ پاکستان کے معمار اور بانی نے اس کی بنیاد نہایت مضبوط بنا پر رکھی تھی۔

مسئلہ کشمیر اور پاکستان کی صلح جوئی

مسٹر غلام محمد نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ کہ پاکستان امن کا خواہاں ہے۔ ان دنوں بعض جارحانہ عزائم رکھنے والے ممالک کمزور ممالک کو ہڑپ کر رہے ہیں۔ یا ہڑپ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ پاکستان ان قابل نفرین اقدامات پر یقین نہیں رکھتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان اور ہندوستان کے درمیان دوستانہ تعلقات اسی صورت میں رہ سکتے ہیں۔ کہ مسئلہ کشمیر کا حل عدل و انصاف سے ہو۔ اور اقلیتوں سے بہتر سلوک کیا جائے۔

افواہیں پھیلانے والوں کا خاتمہ

وزیر خزانہ نے ان لوگوں کو جو قوم میں مایوسی اور افواہیں پھیلاتے ہیں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ان لوگوں کو سختی سے دبا دینا چاہیئے۔ یہ فرض پبلک اور حکومت دونوں پر عائد ہوتا ہے۔ ہر پاکستانی کو اپنی عقل و دانش اور فہم و فراست سے کام لے کر غلط افواہیں اور مایوس کن خبریں پھیلانے والوں کے خلاف محاذ قائم کر دینا چاہیئے۔ تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے۔ کہ پاکستانی اپنے دوست و دشمن میں تمیز کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

پاکستان جمہوریت کا علمبردار ہے

مسٹر غلام محمد نے کہا کہ بیدار مغز اور سلجھے ہوئے افراد ہی اپنے ملک کی باگ ڈور دشمن کے ہاتھ میں نہیں جانے دیتے ہیں۔ اور یہی لوگ کسی ملک کی حکومت پر چند خود غرض پرستوں کا قبضہ نہیں ہونے دیتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہمیں پاکستان کو ایک عظیم الشان جمہوری ملک بنانے کے لئے تن دہی سے کام کرنا چاہیئے۔ پاکستانی حکومت کا اختیار و اقتدار عوامی جماعتوں کے ہاتھ میں ہونا چاہیئے۔ اور صرف انہیں اختیارات کے استعمال کی اجازت ہونی چاہیئے۔

طاقت اور عزم پر بھروسہ رکھو

مسٹر غلام محمد نے تقریر جاری رکھتے ہوئے اسلامیان پاکستان کو ہدایت کی وہ اپنے باہمی اختلافات کو بھول جائیں۔ اتحاد ہی ہماری قومی زندگی کی سربلندی کا ضامن ہے۔ ہمیں اپنی طاقت پر بھروسہ کرنا سیکھنا چاہیئے۔ ہمیں دنیا کے سامنے متحدہ محاذ پیش کرنا چاہیئے ہماری طاقت کا انحصار ہمارے کردار و اخلاق کی بلندی پر ہے۔

دفاع پاکستان کیلئے چوکنے رہئے

وزیر خزانہ مسٹر غلام محمد نے آخر میں کہا کہ پاکستان کے دفاع کے لئے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی گئی ہے۔ لیکن ہمیں یہ بات سن کر غافل نہیں ہو جانا چاہیئے۔ تمام انتظامات کے باوجود بیگری اور دماغی قابلیتوں کو مدھم کر دینے کی کوئی گنجائش قطعاً نہیں ہے دفاع پاکستان کے لئے ہمیں ہر وقت چوکنا رہنا چاہیئے۔

آہ! شیخ غلام حسین ہدایت اللہ!

قائد اعظم کے صدمہ کو ابھی تین ہفتے بھی نہیں گذرے کہ شیخ غلام حسین ہدایت اللہ کی متاع صبر و سکون موت کے بے درد ہاتھوں نے چھین لیا۔ آہ کہ قائد اعظم کی رحلت کے بعد اس قدر جلد وہ شخصیت بھی ہمیں داغ مفارقت دے گئی۔ جس نے بڑھاپے کے باوجود اپنی ہمت و قابلیت کی تمام قوتیں قائد اعظم کی آواز پر لبیک کہنے اور ان کے احکام کی تعمیل کرنے کے لئے وقف کر دیں۔ شیخ غلام حسین ہدایت اللہ پاکستان کے واحد مسلمان گورنر تھے۔ لیکن ان کا امتیاز صرف یہی نہیں بلکہ یہ ہے۔ کہ باشندگان پاکستان میں تنہا وہی تھے جنہیں پاکستان کے بانی تھے جنہیں پاکستان کے بانی نے گورنری کے اہم عہدے کے قابل جانا۔ اور یہ امتیاز انہیں حاصل محض ان انتھک اور پرخلوص خدمات کے باعث ہوا جو انہوں نے اس سرزمین پر بسنے والے مسلمان کو منزل استقلال و حریت کے قریب تر لے جانے کے لئے سرانجام دیں سندھ کو بمبئی کی ہندو اکثریت کی غلامی سے نجات دلانے اور لیگ کا پرچم بلند کرنے کے لئے غلام حسین ہدایت اللہ نے جو کچھ کیا۔ ملت نے نم آلود آنکھوں میں اس کے لئے جذبہ امتنان کی جھلک موجود ہے۔

پاکستان کا پہلا مسلمان گورنر
شیخ غلام حسین ہدایت اللہ مرحوم

درغم ہجر قائد اعظم
شیخ شد از جہاں کنارہ جو
بہر تاریخ بالغم گفتا
والئے ہدیہ فوت گشت بگو
شیخ غلام حسین ہدایت اللہ علام قصور پر

سندھ مردِ پیر کے نام سے مشہور تھے۔ جنوری ۱۸۷۹ء میں شکارپور کے مقام پر پیدا ہوئے انہوں نے شکارپور ہائی سکول ڈی جے سندھ کالج کراچی اور بمبئی گورنمنٹ کالج سے تعلیم حاصل کی پچیس برس کی عمر میں انہوں نے وکالت کا پیشہ اختیار کیا اور ۱۹۲۰ء تک ایک کامیاب وکیل کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ شیخ غلام حسین ہدایت نے اوائل ہی میں پبلک سرگرمیوں میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ ۱۹۰۴ء میں وہ سندھ حیدرآباد کی میونسپلٹی کے نائب صدر بن گئے۔ بعد ازاں حیدرآباد سندھ ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ کے لئے غیر سرکاری چیئرمین منتخب کئے گئے ۱۹۱۲ء میں وہ بمبئی لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبر چنے گئے۔ اور ۱۹۲۰ء تک اس عہدے پر کام کرتے رہے ۱۹۲۸ء میں وہ گورنر کی ایگزیکٹو کونسل میں ۶ سال کے لئے وزیر داخلہ بن گئے۔ وہاں ہاوس کے لیڈر اور گورنر بمبئی کی ایگزیکٹو کونسل کے وائس پریذیڈنٹ تھے۔ گول میز کانفرنس لندن کے اجلاسوں میں بحیثیت ایک ڈیلیگیٹ کے شریک ہوئے۔ چھ ماہ کے لئے وہ انڈین کونسل آف سٹیٹ کے ممبر رہے۔ اور اس کے بعد انڈین لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبر منتخب ہو گئے۔ سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کرنے میں انہوں نے نمایاں حصہ لیا۔ اور ۱۹۳۶ء میں صوبے کی علیحدگی کے لئے سندھ اوڈوائزری کونسل کے پریذیڈنٹ تھے ۱۹۳۷ء میں وہ سندھ لیجسلیٹو اسمبلی کے ابتدا ہی سے ممبر منتخب ہوئے۔ اور ۱۹۴۷ء میں سندھ کے گورنر مقرر ہونے پر اپنی نشست سے مستعفی ہو گئے۔ لارڈ ویول کی بلائی ہوئی شملہ کانفرنس میں بھی انہوں نے شرکت کی اور مئی ۱۹۴۶ء کی دہلی گفت و شنید میں بھی انہوں نے نمایاں حصہ لیا۔ ۱۹۳۷ء میں وہ سندھ کے پہلے وزیر اعظم مقرر ہوئے اللہ بخش کی وزارت میں لا اینڈ آرڈر کے وزیر تھے۔ اللہ بخش کی قتل کے بعد وہ دوبارہ وزیر اعظم بنائے گئے۔ اور اگست ۱۹۴۷ء تک اسی عہدے پر فائز رہے۔

جب آل انڈیا مسلم لیگ نے بمبئی میں جولائی ۱۹۴۶ء میں ترک خطابات کا ریزولیوشن پاس کیا۔ تو شیخ غلام حسین ہدایت اللہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اپنی خان بہادری اور کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کے خطابات ترک کرنے کا اعلان کیا۔ شیخ غلام حسین ہدایت اللہ ایک گوناگوں شخصیت کے مالک تھے۔ اور ایسے صوبہ میں جہاں مسلم لیگ کے دخل دینے سے پہلے کے وزراء اپنی نااہلیت اور غیر مستقل مزاجی کی بناء پر غیر معمولی شہرت حاصل کر چکے تھے۔ بہت ہر دلعزیز تھے۔ شیخ غلام حسین ہدایت اللہ اپنے سیاسی اصولوں سے ذرہ بھر بھی پیچھے نہیں ہٹے اور سندھ میں ایک مضبوط وزارت کے قیام کے لئے بار بار تقاضا کرتے رہے یہاں تک کہ وہ کام کرتے ہی داعی اجل ہو گئے۔ گورنری کی حیثیت سے انہوں نے صوبے کو ناقابل تردید خدمات پیش کیں۔ اور اپنے نیک عزائم اور اونچے ارادوں

زندہ جائے نا پاک گا دراں بہ ننگ
تو پاک باش برادر مدار از کس باک

پیسہ اخبار لاہور

قیمت سالانہ چار روپے (للعہ) حجازی پرنٹنگ پریس بیرون موری گیٹ لاہور میں چھپوا کر میاں عبدالمجید صاحب ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے دفتر پیسہ اخبار لاہور سے شائع کیا۔

نمبر ۳۸	۱۵ / اکتوبر ۱۹۴۸ء	جلد ۶۲

کشمیر سے ہندوستانی افواج کا انخلاء

پاکستان چاہتا تو آج سے برس بھر پہلے کشمیر پر اپنا تسلط اس زمانے میں قائم کر سکتا تھا۔ جب کسی کو مزاحمت کی جرات نہ ہوئی تھی وہ اس اقدام کو مناسب سمجھتا تو ہندوستان کے تال کو وجہ جواز کے طور پر بھی پیش کر سکتا تھا مگر تحمل اور بردباری کے انتظار کو اس نے جوش اور حماقت کی چیرہ دستی پر ترجیح دے کر ہندوستان کی منتخب کردہ راہ پر چلنے سے انکار کر دیا۔ مگر انتظار کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ اپنے جائز حق سے بھی دستبردار ہونے کو تیار رہے کشمیر جغرافیائی روابط ہی کے ذریعے نہیں معاشی اور ثقافتی روابط کے ذریعہ بھی پاکستان اور صرف پاکستان سے ملا ہوا ہے اور اسے پاکستان سے جدا کرنے کی کوشش حق و انصاف کے قرین نہیں ہو سکتی۔ پھر بھی ہندوستان مہینوں سے اس کوشش میں مصروف ہے۔ کہ کسی طرح اسے پاکستان کی بجائے اپنے ساتھ ملحق کر لے اور اس کوشش میں اس نے انسانوں کا ہی نہیں۔ انسانیت کا بھی خون کیا ہے۔ پاکستان نے اس کی ان مساعی کو دیکھتے ہوئے بھی خاموشی اختیار کی۔ تو اس کی وجہ صرف یہ تھی۔ کہ پاکستان صلح جو اور امن کیش ہے مگر برداشت اور رواداری کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ پانی سر سے گذرنے لگے۔ تو اس وقت خاموش بیٹھنا تقاضائے زلیست نہیں شیوہ مرگ ہی ہو سکتا ہے۔ اور پاکستان نے اگر اپنا حق منوانے اور ظالم کے دست تطاول کو روکنے کے لئے عزم کر لیا ہے۔ تو اس نے ٹھیک وہی طریق اختیار کیا ہے۔ جو ایک زندہ قوم کو ایسے وقت میں کرنا چاہیئے۔ کشمیر کے متعلق پاکستان کا موقف پشاور کے اجتماع میں وزیر اعظم نے غیر مبہم الفاظ میں پرسوں بیان کر دیا تھا۔ راولپنڈی میں مکمل پھر انہوں نے اسی چیز کو دہرایا۔ مگر یہ نقش ثانی اس وجہ سے خصوصی توجہ کا طالب ہے۔ کہ اس میں انہوں نے نہ صرف یہ کہا کہ ہندوستان اور پاکستان میں اساس دوستی صرف مسئلہ کشمیر کا منصفانہ حل ہی ہو سکتی ہے۔ بلکہ اسی منصفانہ حل کی وضاحت میں یہ بھی اعلان کر دیا۔ کہ منصفانہ حل کی شرط اول کشمیریوں سے آزادانہ استصواب ہے۔ اور آزادانہ استصواب کی شرط اول ہندوستانی افواج کا کشمیر سے انخلا۔ جب تک یہ انخلا عمل میں نہیں آتا۔ نہ یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے نہ ہی دونوں ملکوں میں کوئی اساس دوستی وجود میں آ سکتی ہے۔ پنڈت نہرو شائد یہ کہیں کہ دوستی کا ہاتھ انہوں نے بڑھایا تھا۔ مگر پاکستان نے اسے تھامنے سے انکار کر دیا۔ لیکن وہ واقعات کی اس شہادت کو تاریخ کے صفحات سے محو نہیں کر سکتے کہ پاکستان اس سے کہیں پہلے دسمبر میں ان کی طرف دوستی کا بڑھا چکا تھا اور یہ ہاتھ یقیناً مسلمانوں کے اس خون بے کس سے رنگین نہیں تھا۔ جو مشرقی پنجاب سے جوناگڑھ اور حیدرآباد تک بہایا گیا مگر نشہ اقتدار میں بد مست ہندوستان نے تعاون کی نہیں کمزوری کی پیشکش جانا۔ اور اپنی غلط راہ کو چھوڑنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ شائد اس لئے کہ اپنی فتح کی خواب کی الٹی تعبیر اس کی جانب کو ابھی نظر نہیں آئی تھی۔ مگر اب کہ حقیقت نے اس کی امید کو بیم و یاس سے بدل دیا ہے۔ وہ اگر واقعی دست دوستی بڑھانا چاہتا ہے۔ تو اسے وزیر اعظم پاکستان کی پیش کردہ دو شرائط کی طرف متوجہ ہونا پڑے گا۔ دوستی نزاع کشمیر کے تصفیہ کے ساتھ مشروط ہے۔ اور یہ تصفیہ ہندوستانی افواج کے انخلاء کے بغیر ناممکن۔ وزرائے مشترکہ کی کانفرنس میں اٹلی کے زیر اثر امید مصالحت ہو۔ یا ہندوستانی اشتراکیوں کی تجویز کے مطابق دونوں ملکوں کے گورنر جنرلوں اور وزرائے اعظم کی گول میز کانفرنس دونوں بے فائدہ اور بے اثر ہیں۔ اگر یہ انخلائے افواج عمل میں نہیں آتا۔ پھر ہندوستان بھر کی برس بھر کی تاریخ کو بھلا کر بھی پاکستان یہ دوستی کا ہاتھ تھامنے کو تیار ہے۔ اگر انخلاء عمل میں آ جائے۔ مگر کیا پنڈت نہرو اس شرط کو قبول کرنے کو تیار ہیں؟

پاکستان کی دولت۔ اون
خام اون سے پورا فائدہ اٹھانے کیلئے کارخانوں کی ضرورت ہے

پاکستان میں جو اشیاء افراط اور بہتات سے ہوتی ہیں ان میں پٹ سن۔ چاول۔ گیہوں روئی۔ گنا اور اون ہے۔ اون کے متعلق اہم معلومات پیش کرتے ہوئے وزیر صنعت پاکستان مسٹر فضل الرحمان نے کل ہی ایک پریس کانفرنس میں بتایا۔ کہ پاکستان میں دو کروڑ ہینسٹھ لاکھ پونڈ اون ہوتی ہے۔ اور مزید اسی لاکھ پونڈ میاں باہر سے درآمد کی جاتی ہے۔ درآمد شدہ اون کمبلوں۔ قالینوں۔ نمدوں اور کپڑوں کے بنانے میں کام آتی ہے۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ اون کا دھاگہ کاتنے کے لئے مرکزی حکومت ۵ مرکز قائم کر رہی ہے۔ جن میں مجموعی طور پر ۵ لاکھ پونڈ دھاگہ تیار ہوا کرے گا۔ ان مرکزوں میں کل پچیس ہزار تکلے ہوں گے۔ دو مرکز پاک پنجاب میں اور ایک ایک سندھ۔ بلوچستان اور صوبہ سرحد میں قائم ہوں گے۔ اس کے علاوہ حکومت اونی دھاگہ کاتنے اور اونی کپڑا بننے کا انتظام کر رہی ہے۔ ان دونوں کارخانوں میں مجموعی طور پر بیس ہزار تکلے ہوں گے۔ اور یہ ہر سال دس لاکھ پونڈ اونی دھاگہ تیار کیا کریں گے۔ دنیا میں اون کی کل تحصیل چار ارب پونڈ ہے۔ دنیا کے اون حاصل کرنے والے ممالک کی انفرادی تعداد تحصیل شمار کی جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ آسٹریلیا دنیا کی کل اون کا ۲۵ فی صدی۔ امریکہ ۱۲ فیصدی۔ ارجنٹائن ۱۰ فیصدی۔ نیوزی لینڈ ۷½ فیصدی۔ جنوبی افریقہ ۱۰½ فیصدی۔ روس ۵½ فیصدی اور ہندوستان ۱½ فیصدی جس نصف فی صدی پاکستان کا حصہ بھی شامل ہے۔ اون دستیاب کرتے ہیں اس وقت پاکستان کی کل اون ڈھائی کروڑ پونڈ کی ہوتی ہے۔ جس میں آپ سوا کروڑ پونڈ وہ اون بھی شمار کر لیجئے جو افغانستان ایران۔ وسطی ایشیا۔ ترکستان کے علاقہ سے قبائلی پٹھان لا کر فروخت کرتے ہیں ہندوستان کی کل اون ساڑھے پانچ کروڑ پونڈ ہے جس میں تقریباً دو کروڑ پونڈ تبت۔ نیپال۔ بھوٹان۔ سکیم کے بیرونی علاقہ جات سے درآمد کیا جاتا ہے۔ ہندوستان کے سوا ساڑھے کروڑ پونڈ ہے۔ چار کروڑ پونڈ اون سے زیادہ برآمد کیا جاتا ہے اور باقی ۲½ کروڑ پونڈ سے زیادہ بھی ضرورت کے لئے رکھ لیا جاتا ہے۔ پاکستان اور ہندوستان اپنے بھی ضرورت کے اون کا استعمال مندرجہ ذیل طریقہ تناسب سے کرتے ہیں۔ کمبل ۹۴½ فیصدی۔ کارخانے ۲۸½ فیصدی۔ قالین ۱۱½ فیصدی۔ اونی کپڑا ۶¾ فیصدی اور دوسری ضروریات ۳½ فیصدی۔ پاکستان اپنے ۴½ کروڑ پونڈ میں سے ۳ کروڑ پونڈ اون امریکہ۔ برطانیہ کو برآمد کرتا ہے۔ اس طرح پاکستان تقریباً تین کروڑ روپیہ اون فروخت کر کے کماتا ہے۔ اور ہندوستان نے ساڑھے چار کروڑ روپیہ سے سات کروڑ روپیہ مختلف سالوں میں کمایا ہے۔ صاف ستھری اور بنا ملاوٹ اون حاصل کرنے کے لئے بھی اون کے خریداروں کو اتنی ہی زحمت اٹھانی پڑتی ہے۔ جتنا آج کل خالص اور اچھے دودھ کی تلاش اور دودھ کی فروخت کرنے والوں گھوسیوں کی طرح اون فروخت کرنے والے ہمیشہ موقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اور اون کو گیلا کر کے خاک۔ ریت۔ بھیڑ کی مینگنیاں اور کچھ دوسری ملاوٹ سے اون کو وزنی کر دیتے ہیں۔ پاکستان اور ہندوستان میں بھیڑوں سے اون کاٹنے کا موسم فروری مارچ۔ اگست ستمبر ہے اور بعض اوقات جولائی میں بھی اون کاٹ لیتے ہیں۔ اون کے صحیح استعمال کے لئے کارخانوں اور ملوں کی ضرورت ہے جو اس اون کو کمبل۔ قالین اور دوسری اونی اشیاء میں تبدیل کر دیں۔ ایسے کارخانوں کی کمی کی وجہ سے پاکستان اور ہندوستان کی کثیر اون انگلستان اور امریکہ خرید لیتے ہیں اور پھر یہی اون دوبارہ اونی کپڑوں کی صورت میں ہندوستان اور پاکستان کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں

قائد اعظم کی جائداد قومی اداروں کو ملیگی

مرحوم کا اثاثہ تقریباً چالیس لاکھ روپے تھا

لندن ٹائمز نے اپنے نامہ نگار کراچی کے حوالے سے خبر شائع کی ہے۔ کہ قائد اعظم کی وصیت کے مطابق ہندوستان اور پاکستان کے قومی اداروں کو ان کی جائداد سے مستفید کیا جائے گا۔ ان کی جائداد کا اندازہ چالیس لاکھ لگایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے پاس چوراسی لاکھ روپے کے قومی فنڈ تھے جن کا وہ انتظام اپنی زندگی میں کرتے تھے لیکن اب یہ فنڈ مسلم لیگ اور دوسری جماعتوں کو مل جائیں گے۔ بمبئی یونیورسٹی جہاں قائد اعظم نے تعلیم حاصل کی تھی۔ کو پچاس ہزار روپے۔ انجمن اسلام بمبئی اور اینگلو عریبک کالج دہلی کو پچیس پچیس ہزار روپے ملیں گے لواحقین کو حصہ ملنے کے بعد باقی جائداد کا اندازہ بیس لاکھ روپے لگایا گیا ہے جو تینوں مسلم تعلیمی اداروں۔ مسلم یونیورسٹی۔ اسلامیہ کالج پشاور۔ اور مسلم کالج کراچی میں مساوی مساوی تقسیم ہوں گے۔ اینگلو عریبک کالج دہلی (اب دہلی کالج) کو قائد اعظم کے پچیس ہزار روپے کے عطیہ پر نہایت حیرت کا اظہار کیا گیا ہے سٹیٹسمین کے نامہ نگار نے یہ خبر کالج کے پرنسپل ایم۔ ایم۔ بیگ کو دی۔ مسٹر ایم بیگ نے کہا کہ اینگلو عریبک کالج دہلی درسگاہ ہے۔ جس نے مسٹر جناح کی آواز پر لبیک کہا یہ عطیہ مفید مصرف میں لایا جائے گا۔ تاہم سرکاری طور پر ابھی کوئی اطلاع نہیں آئی۔ جولائی میں کالج کا نام تبدیل کر کے اسے غیر فرقہ وارانہ اور مخلوط تعلیم کا مرکز بنا دیا گیا۔ دہلی کی تمام درسگاہوں میں اس کی تاریخ نہایت شاندار اور قدیم ہے۔ ۱۷۲۰ء میں نواب غازی الدین خان فیروز شاہ بہادر نے اس کالج کی بنیاد رکھا تھا۔ اس وقت یہ مدرسہ کہلاتا تھا۔

بہاولپور

رقبہ کے لحاظ سے دوسرے ہی درجہ کی سہی۔ پاکستان کی سب سے اہم سرحد کے ساتھ تین سو میل کے فاصلے تک پھیلی ہوئی ہونے کے باعث بہاولپور کی ریاست حکومت کی پوری توجہ کی محتاج ہے۔ کیونکہ اس کے دفاع کا انتظام دفاع پاکستان کے انتظامات کا اہم جزو ہے۔ اور اس کے دفاع سے بے توجہی یقیناً پاکستان بھر کے دفاع سے ایسی مجرمانہ بے پروائی ہے جسے کسی صورت بھی معاف نہیں کیا جا سکتا۔ بہاولپور کی اسی دفاعی حیثیت کی طرف انہی کالموں میں چند روز پہلے اشارہ کرتے ہوئے اس ریاست کے سیاسی بحران کو دور کرنے کی ضرورت واضح کی گئی تھی۔ اور کہا گیا تھا کہ یہ کام پاکستان کی ریاستی مسلم لیگ کے صدر مولوی منظر عالم کے بس کا نہیں۔ اس کی اہمیت حکومت سے براہ راست مداخلت کا تقاضا کر رہی ہے۔ اور ہمیں مسرت ہے۔ کہ دیر ہی سے کیوں نہ ہو۔ آخر حکومت کی نگاہ اس معاملے کی اہمیت سے آشنا ہوئی۔ مولوی منظر عالم نے یہاں کی دونوں لیگوں کو جو کسی قومی خدمت کے بجائے اپنی رقابتوں کو بروئے کار لا کر افتراق و تشتت کی تخم ریزی اس سرزمین پر کر رہی تھیں۔ توڑ کر اگر براہ راست پاکستان کی ریاستی مسلم لیگ کی سیکرٹری کے ماتحت یہاں کی لیگ کی سرگرمیاں کر دیں۔ تو بہت اچھا کیا۔ لیکن حقائق و سابقہ روایات کو نظر انداز کر کے مولوی منظر عالم سے تنظیم عوام میں کامیابی کی توقعات وابستہ بھی کر لی جائیں جب بھی یہ خیال خوش فہمی سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ کہ گوالیار اور بھرت پور میں جن قوتوں کو شکست دے دیا گیا تھا۔ ان کے قدموں کو بہاولپور کی طرف بڑھانے سے پہلے ہی کاٹ ڈالنے کے لئے فوج کے بجائے صرف کسی عوامی جماعت کا وجود ہی کافی ہے۔ پھر حکومت پاکستان نے مسائل بہاولپور کے حل کی سعی محض مولوی منظر عالم پر چھوڑ دینے کے بجائے خود اپنے ہاتھوں میں لی تو اس نے ٹھیک وہی کام کیا جس کا تقاضا صداقت اور ماحول کی زبان سے ہو رہا تھا۔ وزیر اعظم پاکستان جن کے کندھوں پر دفاع ملک کی ذمہ داریاں بھی ہیں۔ والئی بہاولپور کو ملاقات کا موقع بھی دے چکے ہیں۔ اور سابقہ بھی اس ریاست کا جائزہ لینے کے لئے خاص افسر بھی مقرر کر چکے ہیں۔ اور آج ہمیں پاکستان کے ایک انگریزی اخبار کی یہ اطلاع سن کر کوئی تعجب نہیں ہوا۔ کہ کابینہ ریاست کو توڑ کر امور سلطنت ایک تجربہ کار ناظم کے ہاتھ میں دے دئے جانے ہیں۔ یہ اطلاع بھی اگرچہ ناقابل تصدیق ہے۔ اور اس لئے جہاں تک تفصیلات کا تقاضا ہے خارج از بحث مگر کسی شخص کو بھی اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ سرحد پار کے لوگوں کی غیر ذمہ دارانہ باتیں اس اقدام کی اشد ضرورت تیار ہی ہیں حکومت استحکام ملک کے دواعی سے آشنا ہے تو اس قسم کا کوئی قدم اسی کو نہیں اٹھا رکھنا چاہئے۔

جسٹس دین محمد

شیخ غلام حسین ہدایت اللہ کی رحلت کی وجہ سے سندھ کی گورنری کی جو جگہ خالی ہوئی جسٹس دین محمد کو اس پر فائز کرنے کا فیصلہ کر کے پاکستان کے ارباب اقتدار نے اپنے حسن انتخاب کا ہی نہیں۔ اس بات کا بھی ثبوت دیا ہے۔ کہ یہ سرزمین ایسی شخصیتوں سے محروم نہیں جو ایک پورے صوبے کے نظم و نسق کی گرانبہا ذمہ داریوں سے احسن طریق پر عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ جسٹس دین محمد کی فراست اور ان کا کردار انہیں اس عہدے کے لئے پوری طرح موزوں بناتے ہیں۔ پھر جس زمانے میں قیام پاکستان عمل میں آ رہا تھا۔ حد بندی کمیشن کے رکن کی حیثیت سے انہوں نے جو قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ وہ قوم کی نظر میں ان کی عظمت کو اور بھی زیادہ اور ان کی منزلت کو اور بھی بلند کرتی ہیں۔ ہم حکومت پاکستان کو اس احسن انتخاب پر مبارکباد دیتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتے۔ کہ پاکستان میں قحط الرجال اس حد کو نہیں پہنچ گیا۔ کہ سندھ کے سوا کسی اور صوبے کے لئے مسلمان گورنر کوئی نظر ہی نہ آ سکے۔

نستعلیق کے بجائے نسخ

تعلیم کو عام کرنے اور خواندگی کا معیار بلند سطح پر لانے کے مقصد سے تعلیمات ساو کے صوبائی ڈائرکٹروں نے جو سفارشات کی ہیں۔ ان میں خصوصی اہمیت نہ ابتدائی تعلیم کے واسطے درسگاہیں عوام کے خرچ پر مہیا کرنے کی تجویز کو حاصل ہے۔ نہ تعلیم بالغاں کے کسی منصوبہ کو۔ سب سے ضروری سفارش ان ڈائرکٹروں نے پاکستان کی قومی زبان اردو کے رسم الخط کے بارے میں پیش کی ہے جسے آسان بنانے کے بہت سے طریقوں پر انہوں نے غور کیا ہے۔ مگر اس غور و خوض کو قطعی نتیجہ اس سے زیادہ کچھ نہ پیش کر سکے۔ کہ اردو تحریروں کی طباعت کے لئے خط نستعلیق کی بجائے خط نسخ استعمال کیا جائے۔ تعلیمات عامہ کے ڈائرکٹروں کی یہ سفارش اتنی اہم ہے۔ کہ اسے رخت عمل پہنانے میں کسی تاخیر کو راہ نہ دینی چاہئے۔ اس سفارش پر عمل اردو طباعت و کتابت کو ایک تھوڑے سے خرچ پر جس قدر سہولیات دیدہ زیب بنا سکتا ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ اردو مطبوعات اگر کم سواد لوگوں کو اپنی طرف ملتفت نہیں کر سکتیں۔ تو اس کا باعث متن کا پھیکا پن ہونا چاہئے ان کی کتابت کا جاذب نظر نہ ہونا ہے۔ اور پھر اس چیز کو بھی جو جذب نظر کی صلاحیت سے محروم ہی نہیں۔ حقیقتاً نظر سوزی ہے۔ برداشت کر لیا جائے۔ جب بھی خط نسخ کی ترجیح کو موجودہ نظر انداز نہیں کیا جا سکتا طباعت کے لئے ٹائپ اور عام تحریر کے لئے ٹائپ رائٹر کی سہولت مسلسل عبارت کی نظر کو تھکا دینے والی بے لطفی کو تصویروں اور نقشوں کے ذریعے سے دلچسپی میں بدلنے کی آسانی اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ کتابت کو ٹائپ میں بدل کر اردو کی طباعت کو دوسری زبانوں کی طباعت کے ہمدوش بنانے کا موقعہ یہ تمام باتیں ہماری قومی زبان کو میسر آ سکتی ہیں۔ اگر ہم نستعلیق کی بجائے نسخ کو اختیار کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ اور پھر ایسا کرنے میں نہیں مانع بھی آ سکتا ہے۔ مذہبی روابط اور ثقافتی میراث دونو خط نسخ کے رواج کے حق میں ہیں۔ ہاں اردو کی ادبی روایات کو ضرور مخالفانہ دلیل پر پیش کیا جا سکتا ہے مگر بتائیے کہ متبادل بجز جب انگریزی رسم الخط کو اپنانے کے سوا کچھ نہ ٹھہری تو اپنی ادبی روایات کو زندہ رکھنے کی دلیل میں وزن کہاں رہا؟ نسخ کی مخالفت ادبی روایات کے باعث نہیں کم کوشی اور بے عملی کی اس جھجک کے باعث ہے۔ جو تبدیلی کا شور مچانے کے باوجود نظام موجودہ کے کسی شعبہ کو بدلنے سے ہمیں ہر قدم پر روکا کرتی ہے۔ اور ان فوائد سے بھی ہماری آنکھیں بند کر دیتی ہے۔ جو خط نسخ کے اختیار کرنے سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ فرض کر بھی لیجئے۔ کہ ان تمام فوائد کا حصول بے کار ہے۔ جب بھی آپ کو وہ موقعہ چھوڑنے میں تامل نہیں ہونا چاہیئے۔ جو آپ کو اپنا رسم الخط دوسرے اسلامی ممالک کے رسم الخط کے مطابق بنانے کا مل رہا ہے۔ افریقہ کے مراقش اور انڈونیشیا تک میدان میں پھیلے ہوئے اسلامی ممالک کا جائزہ لیجئے پاکستان کے ایک خطے کے سوا کوئی بھی نسخ کا دشمن اور نستعلیق کا ابتدائی نظر نہ آئے گا۔ خود عجم بھی اپنی کاوش ذہن کے اس نتیجہ کی سرپرستی چھوڑ چکا ہے۔ پھر صرف پاک پنجاب میں قومی زبان اردو اور صوبائی بولیوں کو جو پنجابی کے مختلف لہجوں وغیرہ کے ساتھ رائج ہیں۔ ضبط تحریر میں لانے کے لئے نستعلیق رسم الخط کیوں اختیار کرنا کیوں پسند کیا جا رہا ہے۔ اور یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کی جا رہی کہ نسخ کو اختیار کرنے سے نہ صرف مغربی پاکستان کی بلکہ بلاد اسلامیہ کی تمام زبانیں ایک ہی رسم الخط میں لکھی جایا کریں گی۔ اور اسلامی دنیا کے خط کی یک رنگی ہی نہیں۔ خط نسخ کے حق میں یہ دلیل بھی موجود ہے۔ کہ جب آپ کا ہر بچہ قرآن کریم پڑھنے کے لئے تعلیمی زندگی کے اولین مرحلہ میں اسی رسم الخط سے آشنا ہوتا ہے۔ تو پھر آپ اس کے ذہن و دماغ پر خط نستعلیق کا بار ڈالنا اپنے پر کیوں فرض کئے ہوئے ہیں۔ لیکن رسم الخط کی ترویج کے سلسلے میں پہل عوام کی طرف نہیں حکومت کی ہی طرف سے ہو سکتی ہے۔ کہ وہ تعلیم کے لئے روز اول ہی سے بچوں کو خط نسخ کا عادی بنائے۔ پھر کیا حکومت پاکستان تعلیمات عامہ کے ان ماہرین کی اس اہم سفارش پر عمل پیرا ہو گی؟

آزاد پاکستان میں بلوچستان کا پہلا سال

پاکستان کا وہ صوبہ جہاں قائد اعظم علیہ الرحمتہ نے اپنی زندگی کے آخری ایام بسر کئے رقبہ کے لحاظ سے سب سے بڑا مگر آبادی کے لحاظ سے سب سے چھوٹا صوبہ بلوچستان اہمیت میں اس وجہ سے بہت بڑا درجہ رکھتا ہے۔ کہ اس کی سرحدیں ایک طرف افغانستان دوسری طرف ایران اور تیسری طرف خلیج فارس سے ہمسائگی کا دعوی رکھتی ہیں۔ اسلامی تہذیب و تمدن ہندوستان اور ایران میں ارتقائے تاریخ کی گزشتہ تیرہ صدیوں میں جو رنگ اختیار کئے۔ ان کے حسین امتزاج کا منظر اس صوبہ میں نظر آتا ہے۔ اور اس لحاظ سے اس کے حالات کا مطالعہ ہمارے لئے ضروری اور دلچسپ ہو جاتا ہے۔ پاکستان کے نقشہ پر نظر کیجئے۔ یہاں کا سب سے بڑا علاقہ پاک پنجاب کے رقبہ سے قریباً دوگنا اور مشرقی پاکستان سے تو دگنے سے بھی زیادہ علاقے اس جنوب مغربی خطہ کا نام بلوچستان ہے جس میں قلات، خاران، لس بیلا، اور مکران کی ریاستیں بھی شامل ہیں۔ لیکن یہاں کی آبادی دیکھئے تو پاک پنجاب کا پانچواں حصہ اور مشرقی پاکستان کا جو رقبہ میں اس سے نصف ہے بھی کم ہے۔ ڈیڑھ فی صدی بھی مشکل ہی سے ہوگی۔ لیکن قلت تعداد پر نہ جائیے۔ کیونکہ یہی وہ جوان مجاہد پیدا کرنے والا علاقہ ہے۔ جس کی بلوچ رجمنٹ تقسیم ملک اور تبادلہ آبادی کے زمانہ میں مہاجرین کے قافلوں کی حفاظت کر کے اوراق تاریخ پر اپنے نام کو شہرت جاوید کی روشنائی سے لکھا چکے ہیں۔ قلات اور اس کے ساتھ کی ریاستوں کو ملا کر اس علاقہ کا رقبہ چونتیس ہزار چھ سو اڑتیس مربع میل بنتا ہے۔ مگر ہر مربع میل رقبہ میں بسنے والوں کی اوسط تعداد صرف سات ہے۔ یعنی پاک پنجاب کے ہر مربع میل میں بسنے والے انسانوں کی اوسط تعداد سے تقریباً ڈھائی سو آدمی کم۔ اس طرح رقبہ کی زیادتی کے باوجود یہاں کی کل آبادی [illegible] ۱۹۴۱ء [illegible] نہیں۔ آبادی کے یہ اعداد و شمار کے ہیں۔ اور اس لئے اب بڑی حد تک نظر ثانی کی محتاج ہے۔ لیکن اضافہ آبادی کے ساتھ سالانہ اوسط پیش نظر رکھ کر حساب کیا جائے تو بھی یہاں کے باشندوں کی موجودہ تعداد ساڑھے نو لاکھ سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ گویا کہ یہ صوبہ جو رقبے کے اعتبار سے کل پاکستان کا ایک تہائی سے بھی زیادہ ہے۔ آبادی کے صرف سوواں حصہ بنتا ہے۔ آبادی کی اس قلت کا باعث اس صوبے کے جغرافیائی حالات ہیں۔ انگور، سردے اور بہت خوش ذائقہ اور غذائیت رکھنے والے پھل یہاں کافی مقدار میں ہوتے ہیں۔ لیکن اتنے نہیں کہ ساڑھے نو لاکھ کی آبادی کا پیٹ بھر سکیں۔ اور یوں بھی تو آخر صرف پھل کھا کر کون زندہ رہ سکتا ہے۔ پاکستان کے دوسرے علاقوں کی طرح بلوچستان کی آبادی کا ذریعہ معاش بھی

(باقی صفحہ ۵ پر)

بقیہ صفحہ ۴ کالم ۳ سے آگے۔

اکثر و بیشتر زراعت ہے۔ مگر نہ زمین کاشتکاری کے لئے کچھ زیادہ موزوں ہے اور نہ ہی آسمان اتنی فیاضی سے کام لیتا ہے کہ یہاں بارش کافی مقدار میں برسا کر کاشت کے لئے اس کے سینہ کو نرم کر دے۔ سفید کوہ کو ایران کے پہاڑی سلسلہ سے ملانے والے پہاڑوں کی بلند چوٹیاں اور نسبتاً پست وادیاں اپنی بارش کو دیکھ کر حیران رہ جاتی ہیں۔ لاہور میں اب بارش ہوئی۔ تو یہاں کوئی علاقہ بھی ایسا نہیں۔ جہاں برس بھر میں ایک فٹ سے زیادہ پانی پڑے۔ اور اتنا پانی بھی تو اونچی اونچی چوٹیوں کی قسمت میں ہوتا ہے وادیوں میں بارش تو تین انچ بھی برس بھر میں شاید ہی ہو۔ پھر جہاں زراعت کے لئے ماحول اس قدر ناسازگار ہے آپ وہاں ان لوگوں کی مالی حالت کے متعلق کیا کہیں گے جن کی آمدنی کا ذریعہ زراعت کے سوا اور کچھ کم ہی ہو۔ میرا یہ کہنے کا مطلب نہیں کہ زراعت کے سوا ذریعہ معاش بالکل ہی کوئی نہیں۔ بیشتر سے دوسرے ذرائع بھی موجود ہیں۔ لیکن وہ اتنے وسیع نہیں کہ اسی صوبہ کی آبادی کے معتدبہ حصہ کے وزن کی کفایت کر سکیں۔ براہوئی آبادی کاشتکاری پر بوجھ زندگی کو ترجیح دیتی ہے۔ ساحل مکران پر ماہی گیری اچھا منفعت بخش پیشہ ہے۔ ہندو باغ کے قریب کے ژوب کے علاقہ سے کرومائٹ درہ بولان کے قریب شارگ سے کوئلہ اور بعض دوسرے مقامات سے چونہ — یہ تینوں کان کنی کے بھی اچھے نتائج ہیں۔ مگر ان سب کی آمدنی ملا جلا کر بھی اتنی نہیں ہوتی کہ صوبہ بلوچستان کی آبادی کے لئے کافی ہو سکے۔ اس لئے زراعت — اناج اور پھلوں کی پیداوار — پر ہی یہاں کے اکثر لوگوں کی زندگی کا انحصار ہے۔ معاشی پس ماندگی کا ایک باعث یہاں کا سیاسی نظام بھی ہے۔ نقشے پر نظر ڈالئے تو دیکھئے گا کہ تربت قریب دو تہائی علاقہ ریاستی نظام کے باعث ہے۔ ایک لاکھ چونتیس ہزار چھ سو اڑتیس مربع میل کے اس علاقہ میں سے اٹھتر ہزار چار سو اکتالیس مربع میل کے رقبہ میں تو ریاست ہائے قلات، خاران، مکران۔ اور لس بیلہ ہی پھیلی ہوئی ہیں۔ باقی کوئی پچاس ہزار میل کا جو رقبہ ہے۔ اس میں بھی پچیس ہزار تین سو ستائیس میل متاجرہ اور قبائلی علاقوں پر مشتمل ہے۔ اور یا تو دولت یہاں کافی مقدار میں پیدا ہی نہیں ہوتی یا پھر اصل سرداروں کو متاجری کے طور پر اس کا بہت بڑا حصہ مل جاتا ہے۔ بلوچستان کے اس وسیع و عریض خطہ کا صرف چار ہزار ایک سو چھہتر میل کا رقبہ ایسا رہ جاتا ہے جو براہ راست حکومت کے ماتحت ہو پھر وہ علاقہ جس کے اکثر و بیشتر حصہ کا نظام ایک رجعت پسند ریاستی نظام کے تحت ہو۔ اس کی معاشی حالت کے بہتر ہونے کے متعلق آپ کیا امید قائم کر سکتے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد بلوچستان کی حالت بہتر ہو جانی چاہیئے تھی۔ اور کوئی شک نہیں کہ یہ بہتر نہ ہوئی ہو۔ لیکن ریاستی نظام کی مصیبت نے اسے اتنے وسیع پیمانہ پر ترقی نہیں کرنے دی جس قدر کہ یہ کر سکتا تھا۔ گویا اس برس میں بلوچستان نے سیاسی ارتقاء کے جو مراحل طے کئے وہ بہت شاندار سہی اس لحاظ سے اہم ہیں۔ کہ اس پسماندہ علاقہ کی سیاسی بہبود کی طرف یہ پہلا قدم ہیں۔ اور کا مطالعہ اس وجہ سے ضروری ہے کہ اس مدت کے تجربے سے ہمیں جو سبق حاصل ہوئے انہیں مشعل راہ بنا کر ہم آئندہ دشواریوں کا ازالہ کر سکیں۔

قیام پاکستان کے بعد بلوچستان کو ٹھیک انہی مسائل سے دو چار ہونا پڑا جو مغربی پاکستان کے دوسرے حصوں کو پیش آئے۔ یہ مسائل یہ تھے (۱) مہاجرین کی آبادکاری (۲) ہندو اور سکھ جائدادوں کی نگہداشت اور (۳) تارک وطن غیر مسلموں کی وجہ سے پیدا ہونے والے اختلال کو پر کرنا۔ مگر بلوچستان کے جغرافیائی ماحول اور بعض دوسرے اسباب کی بنا پر ان کے اثر کی وسعت اس قدر زیادہ نہ تھی۔ پھر بھی یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ بلوچستان نے مہاجرین کی اس قدر تعداد کو اپنے ہاں جگہ دینے میں کوئی سہولت بہم نہ پہنچائی۔ جس قدر ہندو تارکین وطن کی تعداد کے تناسب سے وہ پہنچا سکتا تھا۔ بلوچستان سے کل آبادی کا ۶۶۔۰ فیصدی حصہ ترک وطن کر گیا اور اس کے مقابلے میں یہاں صرف ۰۰۹ء۰ فیصدی مہاجرین کی حیثیت سے یہاں آیا۔ گویا کہ ہر سات جانے والوں کے بدلے میں بلوچستان صرف ایک آنے والے کو بھی خیر مقدم نہیں کہہ سکا۔ بلوچستان کہتا ہے کہ غیر مسلموں کے ترک وطن کرنے سے اس کا دفتری نظام بالکل درہم برہم ہو چکا تھا۔ اور اس لئے مہاجرین کی آبادکاری کے لئے اس سے زیادہ اور کچھ بن بھی نہ پڑا۔ لیکن اس بات کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں کہ پاک پنجاب کی بھی تو اتنی ہی زیادہ مشکلات تھیں۔ پھر اس نے ساٹھ لاکھ مہاجرین کو خیر مقدم کس طرح کہا۔ حقیقت یہ ہے۔ سندھ، سرحد اور بلوچستان نے مسئلہ مہاجرین کے متعلق مرکز کے فیصلے سے قبل غایت درجہ کی سنگدلی سے کام لیا ہے۔ اور یہ داغ وہ کسی معذرت سے اپنی پیشانی سے دور نہیں کر سکتے۔ پھر جہاں تک اس اختلال کو دور کرنے میں اور اس خلا کو پر کرنے کا سوال ہے۔ بلوچستان کی حکومت کو خود اعتراف ہے۔ کہ یہ مسئلہ پوری طرح حل نہیں ہوا۔ اور ابھی اس سلسلہ میں بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ مختلف شعبوں کے ماہرین کی قلت کی اس کو بڑی شکایت ہے۔ لیکن شکایت ایسی ہے جو کسی خاص صوبے سے خاص نہیں۔ اور اس کا حل بھی صرف ایک صوبے کے لئے ممکن نہیں۔ ضرورت مرکز کی طرف سے ضروری انتظامات عمل میں آنے کی ہے۔ قومی تعمیر کے لئے اس مدت میں بلوچستان نے جو کچھ کام کئے ہیں وہ بڑے نہیں مگر اس صوبہ کی موجودہ معیشت کے لئے ضروری تھے۔ صوبہ کی تجارت برآمد میں پھلوں، مچھلیوں اور اون کو بہت بڑا درجہ حاصل ہے۔ دھالوں وغیرہ کے علاوہ اور بھی چیزیں ایسی ہیں۔ جنہیں برآمد کر کے وہ اپنی معاشی حالت کو قدرے بہتر بنا سکتا ہے اور گزشتہ برس میں حکومت بلوچستان نے ان میں سے دو چیزوں کی طرف یعنی اون اور پھلوں پر اپنی توجہ مبذول کی ہے۔ پھلوں کو ڈبوں میں بند کرنے کے متعلق یہاں کچھ عرصہ سے تجربات ہو رہے ہیں۔ اور اس غرض سے ایک بہت بڑا کارخانہ بھی قائم ہونے والا تھا مگر اس کے اکثر حصہ دار غیر مسلم تھے۔ جو اس قیام پاکستان کے بعد یہاں سے چلے گئے اور یہ منصوبہ تشنۂ تکمیل ہی رہ جاتا اگر حکومت خود اس طرف توجہ نہ کرتی۔ مگر اس نے اپنا فرض پہچانا اور مرکز سے بھی اس کارخانے کے قیام کے لئے مدد کو کہا۔ یہ کارخانہ قائم کرنے کے انتظامات اب ہو رہے ہیں۔ ان کی تکمیل میں بھی شاید اب زیادہ دیر نہیں لگے گی اور بلوچستان کا یہ کارخانہ پاکستان بھر میں اپنی نوعیت کا سب سے بڑا کارخانہ ہوگا پھل خشک کرنے کی صنعت اور تازہ پھلوں کو بھیجنے کے انتظامات میں امداد باہمی کا مرکزی بنک مالی امداد اور بنکنگ کی سہولتیں مہیا کرے گا۔ آپ دیکھ چکے ہیں کہ اس صوبے کا ایک بہت بڑے رقبہ میں لوگوں کا ذریعہ معاش بھیڑ بکریاں پالنا ہے۔ ان گلوں سے بلوچستان کے مرد ہی قبائل خوراک اور لباس دونوں ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔ لیکن اگر ان بھیڑوں سے حاصل ہونے والی اون کو بہتر بنایا جا سکے اور اس کا دھاگہ کاتنے اور اس دھاگے سے اونی کپڑے اور قالین تیار کرنے کے کارخانے قائم کئے جائیں۔ تو بلوچستان کی معاشی حالت بہت بہتر ہو سکتی ہے حکومت اس ضرورت سے غافل نہیں رہی اور اس نے پچاس ہزار من سالانہ برآمد ہونے والی اون کو خام مال کی بجائے تیار شدہ سامان کی صورت میں باہر بھیجنے کے انتظامات شروع کر دیئے ہیں۔ ایک کمیٹی اون کی صنعت بڑے پیمانہ پر چلانے کے لئے قائم کر دی گئی ہے۔ اور یہ حکومت کے تعاون سے اس سلسلہ میں تمام امکانات کا جائزہ لے رہی ہے۔ کارخانوں کے قیام کے علاوہ یہ کمیٹی اون کی نوعیت کو بہتر بنانے کی طرف بھی توجہ مبذول کرے گی۔ زراعت میں پھلوں کی کاشت بہت اہم ہے۔ اسی سلسلہ میں حکومت بلوچستان نے نہ صرف پھلوں کے دس ہزار پودے باغ لگانے والوں کو دیئے ہیں۔ بلکہ درختوں کو ختم کر دینے والے کیڑوں اور پتنگوں سے انہیں نجات دلانے کے لئے بہت کچھ کام کیا ہے۔ باقی پھلوں کے متعلق تو اعداد و شمار نہیں مل سکے۔ مگر اس پوری کارگزاری کا اندازہ کرنے کے لئے یہ جاننا کافی ہوگا کہ حکومت کے متعلقہ شعبہ نے صرف بیس ہزار درختوں کو اس مصیبت سے بچایا۔ نباتی بیماریوں کو دور کرنے۔ مختلف جنسوں کی بہتر قسمیں اگانے اور گندم وغیرہ کے لئے بیج فراہم کرنے کے کام میں بھی محکمہ زراعت پیچھے نہیں رہا۔ اور اس طرح حکومت نے اس صوبہ کی زرعی معیشت گزشتہ حالت پر برقرار رکھنے اور بعض صورتوں میں ترقی دینے کے لئے بے سروسامانی کے عالم میں جو کچھ کیا جا سکتا تھا کیا۔

جنگلات اور مویشیوں کی نسل کشی غیر صنعتی معیشت کے دو اور اہم حصے ہیں۔ جن کی طرف حکومت نے اس عرصہ میں بہت کچھ توجہ کی ہے اور نہ صرف جنگلات اور مویشیوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کی منصوبہ بندی کی ہے بلکہ اس سلسلہ میں عوام کی تربیت کا بھی اہتمام کیا۔ اور ایک طرف تو محافظین جنگلات کی تربیت کے لئے ایک سکول جاری کرنے کا فیصلہ کیا اور دوسری طرف عوام کی بہبودی کی بنیادی تعلیم بہت وسیع پیمانے پر دینے کے لئے ایک منصوبہ بھی بنایا جس کی تکمیل کوئی نو برس میں ہو جائے گی۔ لیکن تعمیر کے ان کاموں کا ذکر کرنے کے اور اس امر کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔ کہ حکومت بلوچستان کی توجہ کا بیشتر حصہ زرعی معیشت کو ترقی دینے پر ہی صرف ہوا ہے۔ صنعتی ضرورت ابھی اس کی نگاہوں سے اوجھل رہی ہے۔ کارخانہ قائم کرنے کا ارادہ یا انتظام وہ بے شک کر رہی ہے۔ مگر یہ کارخانے بھی اسی سامان کو تیار کریں گے۔ جس میں زراعت سے حاصل ہونے والے خام مال کی ضرورت ہوگی۔ حالانکہ بلوچستان کی قدرتی دولت کچھ کم نہیں۔ مگر ایک بالکل نئے کام میں ہاتھ ڈالنے کی توقع اس حکومت سے کیا ہو جو موجودہ ضرورتوں کے لئے معاشی ماہرین کی تعداد کے ناکافی ہونے کا شکوہ کر رہی ہے۔ اور پھر اس حکومت کے پاس یہ عذر بھی تو موجود ہے کہ غیر معمولی حالات نے اسے کسی بہت بڑے تعمیری کام کی فرصت ہی کب دی ہے اور یہ غیر معمولی حالات کیا تھے۔ غیر مسلموں کے ترک وطن سے معاشی اختلال؟ مہاجرین کی آمد؟ سرکاری محکموں میں کارکنوں کی کمی؟ نہیں یہ حالات غیر معمولی ہی سہی مگر ایسے نہ تھے جو حکومت کی تمام تر توجہ جذب کر لیتے۔ اور پھر بلوچستان کے معاملہ میں انہیں زیادہ اہمیت کیوں دی جائے جبکہ باقی صوبے بھی انہی سے دو چار تھے۔ ان غیر معمولی حالات کے پیدا کرنے کی ذمہ داری تبادلہ آبادی پر نہیں۔ ریاستوں پر عائد ہوتی ہے۔ قلات نے وقت کی نزاکت کو دیکھنے اور حالات کے تقاضا کو سننے سے ایک عرصہ تک انکار کئے رکھا۔ اور قلات کی وجہ سے بلوچستان کی باقی تین ریاستیں بھی جن پر قلات کی بالادستی کا دعوی تھا۔ الحاق سے باز رہیں۔ اور عزیمت میں صورت حال نے تعمیر و ترقی کے لئے کوئی اہم قدم اٹھنے نہ دیا۔ یہ مشکل کسی حد تک مارچ کے تیسرے ہفتے میں جا کر آسان ہوئی۔ جب قلات کے تذبذب سے تنگ آ کر اور اس کے فیصلہ کی غلطی سے بچنے کے لئے خاران۔ مکران اور لس بیلہ کی تینوں ریاستوں نے پاکستان سے ملحق ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ اور قلات کی وہ تسلی جاتی رہی جو اسے مکران میں ہندوستانی فضائی مستقر بننے کے شر انگیز منصوبہ سے ہو رہی تھی۔ حالات کو دیکھتے ہوئے قلات نے بھی چند ہی روز بعد ۲۷ مارچ کو شہزادہ عبد الکریم نے جو غیر ملکی جاسوسوں کے ہاتھ میں کھیل رہا تھا۔ سرحد پار جا کر مزاحمت

کی قوت فراہم کرنے کا انتظام کیا۔ مگر اس کی تمنائے فساد یا نو حلیفوں سے زیادہ اپنے ساتھ جمع نہ کر سکی۔ اور اس چھوٹی سی جمعیت کو آخر پاکستان کی افواج قاہرہ نے ملک و ملت کے خلاف غدارانہ عزائم کے ناقابل بنا دیا۔ اور اس طرح بلوچستان کا دو تہائی کے قریب علاقہ اعدائے پاکستان کی سازشوں کا مرکز بنے رہنے سے بچ گیا۔ ان ریاستوں میں اب حکومت پاکستان نے مسٹر شیر زمان خان کو حالات کی نگرانی کے لئے آج پولیٹیکل ایجنٹ مقرر کر دیا ہے۔ لیکن ان مصائب و مشکلات کے باوجود بلوچستان سیاسی اصلاحات سے محروم نہیں رہا۔ قیام پاکستان کے بعد پہلی مرتبہ قائد اعظم رح جب ۱۱ فروری ۱۹۴۸ء کو بلوچستان تشریف لے گئے تو انہوں نے اس صوبہ کو خود اپنی فیض اثر نگاہ میں رکھنے کا اعلان کیا۔ اور اصلاحات کی پہلی قسط کے طور پر ایک ایسی مجلس شوریٰ مرتب کرنے کا فیصلہ کیا جس میں ہر جماعت اور ہر مفاد کو نمائندگی دی جائے۔ یہ ہے آزاد پاکستان میں بلوچستان کے پہلے سال کی معاشی اور سیاسی ترقی کی داستان۔

حیدر آباد میں کیا ہو رہا ہے

جب سے نظام نے ہندوستانی فوجوں کے سامنے ہتھیار ڈالے ہیں۔ اس کے بعد سے آج پہلی مرتبہ یہ خبر ملی ہے۔ کہ گذشتہ دنوں تین سو رضاکاروں کے ایک گروہ نے الکھیلا کے قریب دیہات پر حملہ کیا۔ اس حملہ میں کچھ رضاکار مارے گئے اور چالیس کے قریب گرفتار کر لئے گئے نظام کی غداری کے بعد رضاکاروں کا یہ پہلا بڑا حملہ ہے اور اس کے علاوہ ناندیڑ سے پندرہ میل دور دلیپ نامی گاؤں میں بھی رضاکاروں کے سرگرم عمل ہونے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ ریاست کے دوسرے اضلاع سے رضاکاروں کی سرگرمیوں کے متعلق کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

گھروں کی تلاشیاں

اگرچہ فوجی حکم کی تعمیل میں ریاست کے ہر فرد و بشر نے اپنے اسلحہ ہندی حکمرانوں کے حوالے کر دیئے ہیں پھر بھی ان حکمرانوں کی تسلی نہیں ہوئی۔ اور ان کے خیال کے مطابق ابھی بہت سا اسلحہ حکام کے حوالے نہیں کیا گیا۔ اس کی تلاش میں اب گھر گھر کی تلاشی لی جا رہی ہے۔ لوگوں نے ہندوستانی حکمرانوں کے حوالے کرنے کی بجائے اپنا اسلحہ کنوؤں اور تالابوں میں پھینک دیا ہے۔

ریلوں کی حالت

ذمہ دارانہ طور پر کہا جا رہا ہے۔ کہ ریاست میں ریلوں کی حالت بہت حد تک سدھر گئی ہے۔ لیکن کمیونسٹوں کی سرگرمیوں کی بناء پر قاضی پیٹ۔ بیزواڑہ۔ سیکشن پر صرف دن کو ریل گاڑیوں کی آمد و رفت شروع کی گئی ہے۔ ان کی حفاظت کے لئے پولیس کا کافی بندوبست ہوتا ہے۔ ان علاقوں میں فوج اور کمیونسٹوں کا صفایا کرنے میں لگی ہے۔ گڈز ٹریفک بھی جزوی طور پر شروع کی جا چکی ہے۔ لیکن ان ہی سے براہ راست گڈز گاڑیوں کی آمد و رفت کا سلسلہ ابھی شروع نہیں ہوا۔ اسٹیٹ ریلوے پر زیادہ تر فوجی ضروریات کے لئے گاڑیاں چل رہی ہیں۔

ڈھائی لاکھ تارکان وطن

ہندوستانی فوجوں کی یلغار کے نتیجہ پر قریباً ڈھائی لاکھ حیدر آبادی ریاست سے چلے گئے تھے۔ اب یہ لوگ پھر واپس آنا شروع ہو گئے ہیں۔ اور روزانہ چار پانچ ہزار کی تعداد میں واپس آ رہے ہیں ریاستی کانگرس کے صدر سوامی رامانند تیرتھ نے کل تمام گورنر میجر جنرل چودھری سے کافی دیر تک تبادلہ خیالات کیا۔

ہندو راج

ریاست کی سابقہ روایات اور پرانی وزارتوں کے باقی ماندہ امتیازات کو ختم کر کے ریاست حیدر آباد کو ہندوستان کی دیگر ریاستوں کی طرح خالص ہندو ریاست بڑی سرگرمی سے بنایا جا رہا ہے۔ تمام ریاستوں کے خارجی معاملات دفاع اور مواصلات کا سارا انتظام حکومت ہند کے ہاتھ میں ہے۔ اس ذمہ داری کے مطابق حکومت ہند حیدر آباد کے تمام ذرائع مواصلات دفاع اور خارجی معاملات کو بھی اپنے ہاتھ میں لے رہی ہے۔ دفاع کے معاملہ میں حکومت نے اپیل کی ہے۔ سکندر آباد میں ہندوستانی فوجوں نے چھاؤنی ڈال دی ہے۔ اور نظام نے سمندر پار کے ملکوں میں اپنے جتنے نمائندے بھیجے تھے۔ ان سب کو واپس بلا لیا گیا ہے۔ مواصلات کی کمیٹی بھی نئی حکومت عمل کرنے میں لگی ہوئی ہے۔ حکومت نے ریاست کے ۲۰ ڈاک خانوں اور تار گھروں کو ہندوستانی ڈاک خانوں کے ساتھ ساتھ کام کر رہے تھے۔ اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔ ریاست کے داخلی استعمال کے لئے ہندوستانی ٹکٹ استعمال میں لائی جائیں گی۔

نظام کالج

نظام کالج کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے۔ کہ صدر ریاستی کانگرس سوامی رامانند تیرتھ نے گاندھی جی کے مجسمہ کی نقاب کشائی کی۔ اس موقعہ پر عثمانیہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر رضی الدین صدیقی اور دیگر زعما ریاست کے علاوہ پانچ سو طالب علم بھی شریک تھے۔ یہ کالج خالص اسلامیہ درسگاہ تھی۔ نقاب کشائی کی رسم کا افتتاح بندے ماترم سے ہوا۔ جو ہندو اور مسلم طلبا نے مل کر گایا۔ اس کے بعد ڈاکٹر اقبال مرحوم کا ترانہ "سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا" گایا گیا۔ سوامی تیرتھ نے اپنی تقریر میں کہا کہ حیدر آباد کے مسئلہ کو فرقہ واریت سے کوئی واسطہ نہیں بلکہ یہ جاگیرداری اور دوسروں کے درمیان ایک جدوجہد ہے۔ آخر کار ریاست سے فسطائی راج کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اور اس کے مدمقابل کامیاب ہو گئے ہیں۔ آج ہر عام شخص شگفتگی اور آزادی کے ساتھ سانس لے رہا ہے۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ اکثریت مسلمانوں کے مفادات و حقوق کو کبھی پامال کرنے کی کوشش نہیں کرے گی۔ حیدر آباد کے سابق وزیر اعظم سر فراز اسماعیل دہلی سے ہدایات لیکر ایک دو روز میں حیدر آباد پہنچنے والے ہیں۔

قیدی نظام

غیر ملکی نمائندوں نے جو اس وقت حیدر آباد میں موجود ہیں۔ فوجی گورنر سے درخواست کی تھی۔ کہ انہیں نظام سے ملنے کی اجازت دی جائے۔ لیکن فوجی گورنر نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ اس کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں یہ نظام کا ذاتی معاملہ ہے۔ چاہے وہ نامہ نگاروں اور فوٹو گرافروں سے ملے یا نہ ملے۔ حسب معمول نظام نے جمعہ کی نماز نظام کلاں مسجد میں ادا کی۔ ان کی حفاظت کے لئے ہندوستانی فوجی ان کے ہمراہ تھے۔

رضاکاروں کی جرأت

اب معلوم ہوا ہے۔ کہ ۱۸ ستمبر کو جب نظام نے ہتھیار ڈالے تھے اس وقت قریباً ایک سو رضاکار قیدی سکندر آباد ڈسٹرکٹ جیل سے فرار ہو گئے تھے جیل کے سپرنٹنڈنٹ مسٹر قمر الدین اور دوسرے آفیسروں پر شبہ کیا جا رہا ہے۔ کہ انہوں نے خود رضاکاروں کو فرار ہونے میں مدد دی تھی

دوکانوں پر سپاہیوں کے دھاوے

کہا جا رہا ہے۔ کہ رضاکاروں کا بڑا سرگرم لیڈر حاجی توپ نوح ابھی تک مفرور ہے۔ پولیس اور فوج کوشش کے باوجود ان کو گرفتار نہیں کر سکی۔ کل پولیس نے ان کی دوکان جو سکندر آباد میں ہے کا تالا توڑ کر وہاں سے مختلف سالاروں کی تصویروں پر قبضہ کر لیا۔ ایک اور دکان کا پولیس نے تالا توڑا۔ وہاں سے قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم اور رہبر لائق علی کے نام لکھے ہوئے خطوط برآمد ہوئے

دفاع پاکستان کا مسئلہ تمام سرکاری سرگرمیوں پر حاوی ہے

مسٹر لیاقت علی خاں وزیر دفاع اور وزیر اعظم پاکستان نے لندن کی وزرائے اعظم کی کانفرنس میں شرکت کے لئے روانگی کے موقعہ پر ریڈیو پر تقریر نشر کرتے ہوئے اپنی قوم کو یقین دلایا ہے۔ کہ "ہمارے پیش نظر پاکستان کے دفاع کا مسئلہ سب سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اور حکومت کی تمام تر سرگرمیوں پر فائق طور پر حاوی ہے ہم اپنے ملک کے دفاع کو کسی بھی رقم کے ذریعہ سے بخل گوارا نہ کریں گے۔" ہم اپنی بری، بحری اور فضائی فوجوں کو حوصلہ اور ارادہ میں دنیا بھر میں بے نظیر طور پر پہلے سے بھی زیادہ مضبوط بنا رہے ہیں۔ لیکن ہماری یہ تیاریاں کسی پر حملے یا کسی کے حقوق کو غصب کرنے کی غرض سے نہیں ہیں بلکہ ان کا منشاء صرف حفاظت خود اختیاری ہے اگر ہماری آزادی پر کسی طرف سے بھی حملہ کیا گیا تو ہم آخری دم تک پوری قوت سے مقابلہ کریں گے۔ مشرقی پاکستان کے عوام کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے اس بات پر افسوس ظاہر کیا۔ کہ وہ وہاں نہ جا سکے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کو بھلا دیا گیا۔ آپ نے کہا کہ مشرقی پاکستان بھی اتنا ہی محبوب ہے جتنا کہ پاکستان کا کوئی اور حصہ۔ آپ نے انہیں یقین دلایا کہ لندن سے واپسی پر وہ مشرقی پاکستان جائیں گے اور توقع ظاہر کی کہ وہاں کے لوگوں میں بھی دفاع کے لئے وہی جوش و خروش ہو گا۔ جو مغربی پاکستان کے لوگوں میں ہے۔ مسٹر لیاقت علی خاں نے انہیں اس مقام کی اہمیت یاد دلائی جو انہیں مرکزی حکومت اور دستور ساز اسمبلی میں حاصل ہے۔ حتیٰ کہ خود گورنر جنرل بھی مشرقی پاکستان کے باشندے ہی ہیں۔ آپ نے ملازمین حکومت کی عمدہ خدمات کا حوالہ دیتے ہوئے انہیں دوگنی سرگرمی سے کام کرنے کی اپیل کی اور خود غرضیوں کے بنے ملازمین کو تنبیہ کی کہ اگر وہ خود کو درست نہ کریں گے۔ تو پاکستان میں ان کے لئے کوئی جگہ نہ ہوگی۔ تاجروں کو آپ نے یقین دلایا کہ حکومت ان کی امداد کی پوری کوشش کر رہی ہے۔ لیکن چور بازاری کرنے والوں کو اپنے طریقے بدلنے کو کہا۔ اور خوفناک اقدامات سے متنبہ کیا۔ اقلیت کے ہر فرد اور شہری کو بلا لحاظ مذہب و ملت پورے اور برابر کے حقوق کا یقین دلایا۔ دیتے حالیہ دورہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے پاکستانیوں کے بلند حوصلوں اور دفاع پاکستان کے لئے سب کچھ قربان کر دینے پر تیار ہونے کے جذبہ کی تعریف کی۔ عوام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ کہ ملک کا دفاع صرف مسلح فوجوں تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ ہر شہری کا اس میں حصہ بہت ضروری ہے۔

سونے چاندی کا بھاؤ

بازار تیزابیاں لاہور ۸ اکتوبر

عزیز گولڈ پاسہ ۱۰۸ روپے ۸ رکھنے سونا تیزابی ۸ ۱۰۸ روپے۔ سکہ چاندی ۱۰۸ روپے۔ چاندی کھوٹی ۸ ۱۰۸ روپیہ۔

فن تعمیر حیات

۱۵ع

سے بہرہ ور ہیں اور سوچتے اور غور کرتے ہیں یہ دنیا ان کے لئے فردوس حیات ہے۔

زندگی اور موقعہ

اگر تم کو کوئی شخص یہ کہے کہ "جہاں میں رہتا ہوں۔ وہاں توجہ کے لئے کوئی دلچسپی نہیں۔ لوگ بد مذاق ہیں۔ نہ کوئی جاذب نظارہ ہے نہ لطف زندگی۔ ہر طرف اداسی چھائی ہوئی ہے۔ تو سمجھ لو کہ اس شخص کی اندرونی دنیا برقعہ پوش ہے۔ اور ترقی سے محروم ہے۔ ورنہ وہ بیرونی دنیا کو ضرور دلچسپ پاتا۔ تربیت یافتہ دماغ کو خلا میں بھی دلچسپی کا سامان نظر آتا ہے۔ اس کو ہر گاؤں۔ ہر قریہ اور ہر شہر میں بے شمار دلکش چیزیں نظر آ سکتی ہیں جن میں سے وہ اپنی پسند کی چیزیں چن سکتا ہے۔ اور ارباب مشاہدہ و تجربہ سے مستفید ہو سکتا ہے اور مفید معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ مستعد کاروباری کے لئے موقعہ اور عمل ہر جگہ موجود ہوتا ہے۔ جہاں اوروں کو موقعہ دکھائی نہیں دیتا اس کو نظر آ جاتا ہے مناسب تربیت سے اس کو دماغی احساس حاصل ہو جاتا ہے۔ اس دعوے کی تصدیق کامیاب لوگوں کی زندگیوں سے ہوتی ہے لیکن ہمیں اس بات کو فراموش نہ کرنا چاہیئے۔ کہ دماغ بھی تخیل کا اسی طرح حسی ہو سکتا ہے۔ جیسے کہ ہمارے احساس قدرت کے نظاروں اور آوازوں سے موثر ہوتے ہیں۔ بعض اوقات آنکھیں اور کان استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی اور ان کا کام دل و دماغ دینے لگتا ہے۔ آنکھیں بند کر کے لوگ مراقبہ سے سب کچھ دیکھ اور سن لیتے ہیں

فن تخیل

ہمارا فرض ہے۔ کہ جو سامان ہمیں احساس خصوصاً بصارت اور سماعت سے حاصل آئے اسے صحیح طور پر جہاں تک اس کا دوسرے سامان سے تعلق ہے سمجھیں۔ اس کی جماعت بندی کریں اور اس کا اندازہ لگائیں۔ صحیح اندازہ لگانے کے یہ معنے ہیں کہ امور واقعہ اور تصورات راہ راست سے منحرف ہوئے بغیر خیال کریں۔ راہ راست سے منحرف ہونے کا میلان بہت زبردست ہے۔ اور اس میلان کے بانی طبائع۔ تربیت تعلیم۔ اور اتفاقیہ حادثات ہیں۔ اس لئے اگر طالب علم یہ چاہتا ہے۔ کہ وہ فن تخیل میں کچھ ترقی کرے تو اس کو چاہیئے کہ وہ سب سے پہلے دماغ کو یکسو کرے اور دماغی قوا کو منظم کرے اس کے بعد لازمی طور پر شہادت کے ابتدائی اصول کو ذہن نشین کرے۔ اور ان طریقوں کو اختیار کرے جو سائنس نے ہم کو بتائے ہیں۔

یاد رہے کہ قدرت نے ہر دماغ میں صداقت تک پہنچنے کی قابلیت رکھی ہے لیکن اس وقت ہمارا نقطہ نگاہ وہ چیزیں ہیں جن سے ہم کو مناسب دلچسپی ان کی ذاتی وجہ سے ہے۔ ان چیزوں کا خیال درست طور پر کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم ہر قسم کے تعصب کو مغلوب کریں اور سوچ بچار کی اہلیت حاصل کریں۔ اگر تم یہ چاہتے ہو۔ کہ تم کو وہ کچھ حاصل ہو جو کاروبار اور پیشہ کی کامیابی سے بالاتر ہے تو فوراً اپنے آپ کو از سر نو تعلیم دینا شروع کر دو۔ تم کو اپنے کاروبار کی تفصیل بخوبی معلوم ہے۔ ساتھ یہ ارادہ بھی کر لو کہ تم کو ویسے ہی دیگر مضامین بھی معلوم ہو جائیں۔ اس میں تمہاری یہ غرض نہیں ہونی چاہیئے۔ کہ اس زائد علم سے فائدہ اٹھاؤ۔ بلکہ تم کو یہ علم محض علم کی خاطر ہونا چاہیئے۔ زندگی کا مدعا صرف روپیہ کمانا ہی نہیں ہے۔

اختراع ایجاد اور تصور

تصور اسی طاقت کا نام ہے۔ جس کی بدولت ہم کو "کیا ہونا چاہیئے" کی تصویر کھینچ سکتے ہیں۔ اور اس کی مشق کا نتیجہ اکثر اختراع و ایجاد کے علاوہ زرخیز تخیل ہے۔ دنیا تخیلات چلا چلا کر مانگ رہی ہے۔ تصور کے مفید استعمال کے بڑا وسیع میدان ہے تم اس کو اس رفتار زندگی کے وسیع تفتیشات میں دیکھ سکتے ہو۔ صرف تم کو یہ سوال اپنے آپ سے کرنا چاہیئے۔ پھر جس طرف تمہاری طبیعت کا میلان ہو۔ اس کو اختیار کر دو۔ آسمان اختراع و ایجاد کے روشن ستارے وہی لوگ ثابت ہوتے ہیں۔ جو ارباب تصور و تخیل تھے۔ پس تم بھی ان کے نقش قدم پر چلو۔ اگر تم تین گھنٹے ہر روز حقیقی کوشش تصور میں صرف کرو گے تو آخر کار دیکھو گے کہ تم نے وہ کام کیا ہے جو بے سر و پا محنت سے تین سال میں نہ ہو سکتا تھا۔ قوت ارادی سے جم کر کام کرو۔ عارضی ناکامی سے مایوس نہ ہو۔ بڑھے چلو یہاں تک کہ منزل مقصود پر پہنچ جاؤ۔

اختراع اور مستقبل

یہ خیال ہرگز دل میں نہ لانا چاہیئے کہ اب شائستگی اس مرحلہ تک پہنچ گئی ہے کہ کوئی نئی چیز ایجاد کرنا جو پہلے نہیں ہے قریب قریب ناممکن ہے۔ اول تو ملک خدا تنگ نہیں ہے۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ اب ایجاد کا امکان محدود ہے۔ تو سابقہ ایجادوں سے فائدہ اٹھا کر کوئی نئی چیز بناؤ اور اگر نئی چیز نہ بنا سکو۔ تو موجودہ چیزوں جو ایجاد شدہ ہیں بہتر بنا دو۔ اس کو اور زیادہ فائدہ مند اور کار آمد کر کے دکھاؤ۔ لیکن حقیقت تو یہ ہے۔ کہ ایجاد و اختراع کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہے گا۔ اور یہ میدان نہایت فراخ ہے۔

شخصیت کی خواہش

ہر ایک شخص یہ چاہتا ہے۔ کہ وہ کچھ ہو جائے۔ یہ فقرہ جو عام پر روزمرہ کے طور پر بولا جاتا ایک پر زور صداقت ہر مرد اور ہر عورت کے دماغ میں ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ چند اشخاص اگر ان کی ہستی ہے۔ تو وہ نابود۔ ناچیز اور صفر بننے پر قناعت گزین ہیں۔ اور تمام شکست اور کچھ ہستی رکھنا چاہیئے۔ ہم میں سے ہر ایک میں خواہ ویسا ہی خاکسار ہو ایک رگ خود امتیازی کی ہے۔ یہ بالکل درست ہے۔ کیونکہ یہ خودداری کی بنیاد ہے لیکن بعض اشخاص ایسے بھی ہیں۔ جن میں شہرت اور امتیاز حاصل کرنے کی زبردست خواہش ہے۔

(باقی پھر)

کارخانہ پیسہ اخبار لاہور کے اسلامی تاریخی ناولوں کا شاندار سلسلہ

شہزادہ جمشید

چھپ کر تیار ہو گیا ہے

قیمت فی ناول عہ

مستقل خریداروں کو صرف دو روپے ہیں

اور محصول ڈاک کی بھی رعایت دی جاتی ہے

اس ناول کا پلاٹ قسطنطنیہ کے مشہور تاریخی شہر اور تاریخ عثمانی سے لیا گیا ہے۔ قسطنطنیہ کے عیسائیوں سے سلطان بایزید نے فتح کیا تھا۔ قسطنطنیہ کا پہلا نام بازنطین تھا۔ اس پر عرصہ سے عیسائیوں کی حکومت تھی۔ جن دنوں قسطنطنیہ کی حکومت سلطان بایزید کو ملی۔ ان کے چھوٹے بھائی شہزادہ جمشید بگڑ گئے۔ اور ملک کی ہوس گیری میں سلطان سے لڑ پڑے۔ شکست کھا کر جزیرہ روڈس کو جہاں عیسائیوں کی حکومت تھی بھاگ گئے۔ جہاں کے عیسائی بادشاہ ڈالیسن نے بڑی مکاری سے آپ کو نظر بند کر لیا۔ دن رات آپ کا دل بہلانے کے لئے سینکڑوں عیسائی لڑکیاں جو کہ نوجوان تھیں آپ کے محل میں مقرر کر دیں۔ اور آپ کے اخراجات کے اور معاش کے بہانے کروڑوں روپے سلطنت عثمانی سے مانگنا شروع کر دیا۔ سلطان نے بھائی کی پریشانی اور درماندگی کو مدنظر رکھ کر دس لاکھ روپیہ سالانہ ڈالیسن کو دینا شروع کر دیا۔ پھر اٹلی اور فرانس کے بادشاہ کے منہ میں یہ حالات دیکھ کر پانی بھر آیا۔ شہزادہ جمشید کو شاہ فرانس نے پیرس میں دعوت دی۔ اور یہاں سے آپ کو عیسائی اٹلی لے گئے۔ شہزادہ کے ہمراہ جس قدر جانباز ترک ملازم تھے۔ سب کو ان دغاباز عیسائیوں نے دغا فریب سے علیحدہ کر دیا۔ اور آخر شہزادہ کو زہر دے کر مار ڈالا۔

اس ناول میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح شہزادہ نے سلطان سے شکست کھائی۔ اور کس طرح عیسائی بادشاہ ڈالیسن نے سلطان بایزید سے ڈرا دھمکا کر شہزادہ کے اخراجات کے بہانہ سے لاکھوں کروڑوں روپے لوٹے۔ اس ناول میں دکھایا گیا ہے۔ کہ شہزادہ جمشید نے تاج و تخت کی ہوس میں بڑے بھائی کا کہنا نہ مانا تھا مقابلہ کیا۔ اور عیسائیوں کے پاس چلے گئے۔ جہاں انہوں نے بے شمار تکلیفیں برداشت کیں۔ ذلت اٹھائی اور آخر بڑی سفاکی سے ان کو زہر پلوا کر مار دیا گیا۔ نا اتفاقی کا اور ناعاقبت اندیشی کا جو انجام ہوتا تھا۔ وہ ہو کر رہا۔ شہزادہ اٹلی میں بطور امانت دفن ہوئے جہاں سے آپ کی لاش قسطنطنیہ لائی گئی۔ سلطنت عثمانی کے لاکھوں کروڑوں روپے آپ کی وجہ سے برباد ہو گئے۔ تمام یورپ کی ماہ وش لڑکیاں آپ کی طبیعت بہلانے اور آپ کو قبضہ میں رکھنے کے لئے مصروف کار رہیں۔ تمام بڑے بڑے بادشاہوں اور پوپ تک لڑکی کی اس کھیل میں شہزادہ کو مصروف لیت و لعب رکھنے میں عجیب عجیب حرکتیں کرتی رہیں۔ ان تمام واقعات پر سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے۔ تاریخی پس منظر میں رومانک واقعات کو بڑی خوبی سے دکھایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ منشی صادق حسین صاحب صدیقی مورخ اسلام کے دیگر ناول بھی ہمارے ہاں سے مل سکتے ہیں۔

سلطان المجاہدین دو روپے آٹھ آنے	فتح انطاکیہ اول دو روپے آٹھ آنے	اورنگ زیب عالمگیر اول دو روپے آٹھ آنے
سلطان ٹیپو ″	فتح انطاکیہ دوم ″	اورنگ زیب عالمگیر دوم ″
شیر دکن ″	آرمینیا کا چاند ″	اورنگ زیب عالمگیر سوم ″
حیدر علی ″	جانباز ترک ″	جنگ صلیب و ہلال ″
فتح قسطنطنیہ ″	بہادر ترک ″	جوش جہاد ″
فتح یرموک ″	اتاترک ″	دکن کے چار چاند ″
مشہد عشاق ″	سلطان بایزید یلدرم ″	دکن کے چار چاند دوم ″
فتوح الشام اول ″	فتوح الشام دوم ″	فتوح الشام سوم ″

منشی جی کے ناولوں کے علاوہ اور بھی کئی ناول ہمارے ہاں سے مل سکتے ہیں۔ مثلاً محبوبہ قریش ایک روپیہ عہ۔ حسن بن صباح آٹھ آنہ ۸ر۔ دلدگار ایک روپیہ عہ۔ جمیل کی دولت ایک روپیہ عہ۔ موتیوں کا جزیرہ ایک روپیہ آٹھ آنہ ۸ر۔ قصر دریا چار روپے للعہ۔ حق بہ حق دار دو روپے عہ۔ ناول ۱۳ ... ستیا ایک روپیہ آٹھ آنہ عہ ۸ر

ملنے کا پتہ: مینیجر پیسہ اخبار لاہور

27-10-48

رجسٹرڈ ایل نمبر 31

ایڈیٹر میاں عبدالمجید صاحب

THE PAISA AKHBAR

URDU WEEKLY

LAHORE

پیسہ اخبار لاہور

یادگار حاجی مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم

تقسیم کشمیر کی تجویز

تقسیم کشمیر کے متعلق ایک مدت سے مختلف ذرائع سے مختلف رپورٹیں موصول ہو رہی ہیں اور اگرچہ ہندوستان کے بعض لیڈروں نے ان خبروں کو بے بنیاد قرار دیا ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ تقسیم کشمیر کی تجویز ان ہندوستانی سیاستدانوں کے زیر غور ہے۔ لندن کی تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کے لئے پنڈت نہرو اور مسٹر لیاقت علی کے درمیان ایک اہم کانفرنس متوقع ہے۔ وزیر اعظم انگلستان مسٹر اٹیلی یہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ہندوستان اور پاکستان کے وزرائے اعظم ایک گول میز کانفرنس پر بیٹھ کر اس مسئلہ کے متعلق گفت و شنید کریں اور انہیں یہ امید ہے۔ کہ یہ گفت و شنید نتیجہ خیز ثابت ہوگی۔ اور دونوں ملکوں کے درمیان کشمیر کے متعلق کوئی نہ کوئی سمجھوتہ ہو جائے گا۔ کہا گیا ہے کہ اس سمجھوتہ کی بنیاد یہ تجویز ہے کہ ریاست جموں و کشمیر کو دو علاقوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ مسلم اکثریت کا علاقہ پاکستان میں شامل ہو جائے اور ہندو اکثریت کا علاقہ ہندوستان سے ملحق ہو جائے۔

بظاہر یہ رپورٹ قابل اعتماد ہی معلوم ہوتی ہے۔ شیخ عبداللہ آج کل بہت بددل اور مایوس نظر آتے ہیں۔ پچھلے دنوں انہوں نے ہندو لیڈروں سے کھلم کھلا یہ گلہ کیا ہے کہ میں تو آپ کی خاطر اپنی جان لڑا رہا ہوں۔ مگر آپ مجھے دغا دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ شیخ جی کا اشارہ تقسیم کشمیر کے منصوبہ کی طرف ہی ہے۔ سارا کشمیر پاکستان سے ملحق ہو جائے یا کشمیر کا ایک حصہ صرف مسلم اکثریت کے علاقے پاکستان میں شامل ہو جائیں۔ شیخ جی کے لئے دونوں صورتیں ناقابل برداشت ہیں کیونکہ دونوں صورتوں میں ہی ان کی تباہی لازمی ہے۔ اس وقت ان کا جو تھوڑا بہت رسوخ اور اثر و اقتدار ہے۔ وہ مسلم اکثریت والے علاقوں میں ہے۔ اگر کشمیر تقسیم ہو گیا اور مسلم اکثریت والے علاقے پاکستان میں چلے گئے تو شیخ عبداللہ نہ گھر کے رہیں گے نہ گھاٹ کے

سیاسی اور اقتصادی وجوہ سے بھی یہ تقسیم مسلمانوں کے لئے بے حد مضر ثابت ہوگی۔ اس کے علاوہ جہاں تک دفاع کا تعلق ہے۔ تقسیم کشمیر کی وجہ سے پاکستان کے لئے اس اعتبار سے بھی ایک مستقل خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ ان حالات میں وزیر اعظم پاکستان کو پنڈت نہرو کی یہ تجویز مسترد کر دینی چاہیئے۔ کہ کشمیر کے جھگڑے کو ختم کرنے کے لئے ریاست کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اس طرح یہ جھگڑا ختم نہیں ہوگا بلکہ ایک نئے اور مستقل جھگڑے کی بنیاد پیدا ہو جائے گی۔ پنڈت نہرو کا اضطرار ہمارے لئے قابل فہم ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ کشمیر میں ان کا موقف سیاسی و اخلاقی اعتبار سے بے حد کمزور ہے۔ انہوں نے فوجی قوت سے اس کمزوری کا ازالہ کرنے کی کوشش کی۔ مگر ان کے اندازے غلط نکلے۔ اب وہ اس پر عمل کر رہے ہیں۔ کہ سارا دہن جاتا دیکھئے تو آدھا دیجئے بانٹ۔ مگر کشمیر ان کا دہن نہیں ہے۔ کشمیر اس وادی جنت نظیر کے مسلمانوں کی دولت ہے اور ان مسلمانوں کا مستقبل پاکستان کے ساتھ وابستہ ہے۔ پنڈت نہرو کا کوئی حق نہیں کہ وہ اس کے حصے بخرے کریں۔ مہاراجہ کی طرف سے انڈین یونین کے ساتھ الحاق کا ایک فراڈ تھا۔ پنڈت نہرو نے بزور شمشیر اس فراڈ پر مہر تصدیق ثبت کرنے کی کوشش کی۔ مگر انہیں اس میں ناکامی ہوئی اب وہ صلح کے بہانے کشمیر کے ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں۔ پاکستان کو صلح و دوستی کی یہ قیمت ادا کرنے سے صاف انکار کر دینا چاہیئے۔ پاکستان ہندوستان سے دوستی کا طلبگار ہے مگر کشمیر کی قیمت پر نہیں۔ وزیر اعظم پاکستان جانتے ہیں۔ کہ انگریزوں کی ایمانداری کا ہمیں تقسیم پنجاب میں تلخ تجربہ ہو چکا ہے۔ ریڈ کلف ایوارڈ کے متعلق اب یہ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اصل ایوارڈ اس ایوارڈ سے مختلف تھا جس کا اعلان کیا گیا اور ایوارڈ میں کی بے ایمانی لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے کی لئے یہ بات باور کرنا ناممکن ہے۔ کہ

یا برطانوی حکومت کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی اس تاریخی بددیانتی کا علم نہیں۔ پاکستان کے مسلمان ایک مرتبہ دھوکا کھا چکے ہیں اب وہ بار بار دھوکہ کھانے کو تیار نہیں۔

ہندوستان کی جنگی ذہنیت

ہندوستان کے گورنر جنرل ہز ایکسیلینسی راجگوپال اچاریہ نے ڈیرہ دون ملٹری اکاڈمی کے کیڈٹوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے ایک نہایت اہم بات ارشاد کی ہے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں ہندوستان کے فوجی جوانوں کو خراج تحسین تو ادا کیا مگر اس امر پر افسوس کا اظہار کیا۔ کہ ہندوستان کے لوگوں میں جنگی ذہنیت پیدا ہو رہی ہے اور وہ "جنگ جنگ" کے نعرے لگا رہے ہیں۔ راجہ جی کے الفاظ یہ ہیں۔ "مجھے اس بات کا اچھی طرح علم نہیں۔ کہ آپ لوگ اسے پسند کرتے ہیں یا نہیں؟ مگر اس حقیقت سے تو آپ آگاہ ہی ہوں گے۔ کہ ہندوستان میں ہر آدمی جنگی ذہنیت سے سرشار ہے۔ ہر آدمی جنگ کی باتیں کرتا ہے۔ اور جنگ چاہتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم کسی جنگ کی گرفت میں نہ آئیں۔ یعنی ہم جنگ کی دھمکی تو دیتے رہیں۔ لیکن کبھی جنگ نہ کریں۔ سانپ کی طرح اپنا پھن تو اٹھائے رکھیں لیکن ڈسیں کسی کو نہیں۔ ہم مسلح رہیں۔ لیکن برسر پیکار نہ ہوں۔ شہری آبادی جنگ چاہتی ہے اور اس کے نعرے بلند کرتی رہتی ہے۔ لیکن فوج کو سنجیدہ اور شانت رہنا چاہیئے"

کوئی دوسرا شخص ہندوستان کے متعلق یہ کہتا کہ اس ملک کے عوام جنگی ذہنیت سے سرشار ہیں اور جنگ چاہتے ہیں۔ تو ولبھ بھائی پٹیل اور اس کا محکمہ اطلاعات اس "بے بنیاد الزام" کی تردید میں لمبا چوڑا ایک بیان شائع کر دیتا۔

راجہ جی نے مرض کی تشخیص تو خوب فرمائی

مگر انہوں نے یہ بتانا مناسب نہیں سمجھا۔ کہ ہندوستانی عوام میں خطرناک جنگی ذہنیت پیدا کرنے کی ذمہ داری کن لوگوں پر ہے؟ کیا یہ درست نہیں کہ ہندوستان کے لیڈر ہی اس بیماری کے لئے ذمہ دار ہیں؟ ایک طرف وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم پاکستان سے دوستی کے خواہشمند ہیں۔ دوسری طرف انہوں نے اپنے عوام کے دماغ میں پاکستان کے خلاف بغض و نفرت کے اس قدر جذبات پیدا کر رکھے ہیں۔ کہ راجہ جی کے ارشاد کے مطابق ہندوستان میں ہر شخص جنگی ذہنیت سے سرشار ہے۔ اور "جنگ جنگ" کے نعرے بلند کر رہا ہے۔ جب تک ہندوستانی لیڈر اپنے عوام کی اس "جنگی ذہنیت" اور جنگی بیماری کا علاج نہیں کر لیتے اس وقت تک پاکستان اور ہندوستان میں صلح و دوستی کا کیا امکان ہے؟

دلچسپ خبریں

چینی سے برتن بنانے کا طریقہ

کاغذ کے یہ چکر اتنے مہین ہوتے ہیں۔ کہ اگر انہیں نیچے اوپر رکھا جائے تو چار سو چکروں کی موٹائی ایک انچ ہوگی۔ اور ان پر بیس گھنٹے تک کی گفتگو درج ہو سکتی ہے۔ اس مشین میں ایک بٹن ہوتا ہے۔ جس کے حسب ضرورت استعمال سے جتنا چاہیں آپ لکھوائیں۔ اور جب چاہیں روک دیں۔ اسی طرح ایک اور بٹن کے دبانے سے اپنا لکھا ہوا آپ دوبارہ سن بھی سکتے ہیں۔ یہ چکر کئی مرتبہ استعمال ہو سکتے ہیں۔ حفاظت سے رکھے جا سکتے ہیں اور ضرورت ہو تو تہ کر کے لفافہ میں بھیجے بھی جا سکتے ہیں۔

برطانیہ کی تیار کی ہوئی ٹرام

لندن (ہوائی ڈاک سے) ہالینڈ کی ٹراموے کمپنی کے آرڈر پر سولہ ٹرام کاریں نئی بن رہی ہیں۔ ان کی تیاری میں ...

گفتگو لکھنے والی مشین

کھیوڑہ میں کوئلے کی کان

برطانوی وزیر خارجہ و وزیر نو آبادیات وزیر اعظم پاکستان سے تبادلہ خیالات

لندن ۱۵ اکتوبر۔ کل وزیر اعظم پاکستان مسٹر لیاقت علی خاں کے برطانوی وزیر نو آبادیات مسٹر نیول بیکر کو ایک دعوت پر مدعو کیا۔ آج برطانوی وزیر خارجہ مسٹر بیون وزیر اعظم پاکستان کے مہمان تھے ان ملاقاتوں میں سیاسی امور زیر بحث لائے گئے۔

حیدرآباد کے ہندوستان سے الحاق کا متوقع اعلان

سکندر آباد ۱۵ اکتوبر جنوبی کمانڈ کے کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل راجندر سنگھ نے پرسوں نظام سے ملاقات کی۔ باخبر حلقوں کا کہنا ہے۔ کہ ہندوستان اور ...

آؤ ہم طارق خالد اور قاسم کے نقش قدم پر گامزن ہوں

کو کام میں لے آئیں۔ اور یہ عہد کریں کہ اپنا سارا اثاثہ اس راہ میں لگا دیں گے۔ ... یہ تہیہ کریں کہ اس وقت تک بڑھتے جائیں گے۔ جب تک ہم غنیم کو ... اور تعداد کم با وجود پیچھا نہیں دکھلائے ... ہم خالد۔ طارق اور قاسم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس وقت تک سستانے اور آرام کرنے کو اپنے اوپر حرام سمجھیں۔ جب تک کہ دشمن پورے طور پر نیست و نابود ... خدا کرے کہ عید الفطر کی یہ تقریب ... مسلمانوں میں نیا جوش۔ نیا جذبہ۔ اور ... پھونک دے۔ اور ان مجاہدین کو ... خوراک اور نا تمام سامان اور اسلحہ ... باوجود پچھلے بارہ ماہ میں ... نبرد آزما رہے ہیں۔ کامیابی ... اس مقدس تقریب پر ... یہ مژدہ جانفزا سنانا چاہتا ہوں ... اور بھیانک معرکہ کارزار کے بعد ... پاؤں اکھاڑ دیئے گئے ہیں۔ ...

پنڈت نہرو کی طرف سے کشمیر کی تجویز

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامۂ ناپاک گازراں بہ سنگ

پیسہ اخبار لاہور

قیمت سالانہ چار روپے (للعہ) حجازی پرنٹنگ پریس بیرون موری گیٹ لاہور میں چھپوا کر میاں عبدالمجید صاحب پرنٹر ایڈیٹر و پبلشر نے دفتر پیسہ اخبار لاہور سے شائع کیا

نمبر ۴۰	۲۷ اکتوبر ۱۹۴۸ء	جلد ۶۲

حیدرآباد میں مظالم کی داستان

کراچی ۲۰ اکتوبر۔ مسلمانان حیدرآباد پر ہندو نے وہ مظالم ڈھانے شروع کئے ہیں۔ کہ ان کی وسعت و شدت کو دیکھ کر ریاست حیدرآباد کے ہندو باشندے بھی الامان و الحفیظ پکار اٹھے ہیں۔ ...

اور انڈین یونین کے حکام کے کرتوت جن کے ذریعہ وہ نظم و نظام میں امن قائم کرنے کا دعوی کر رہے ہیں۔ ...

کوئلہ قومی ملکیت میں

میڈیکل کونسل کا افتتاح

پاکستان میڈیکل کونسل کی طرح اندازی ملک کی ایک اہم ضرورت کی تکمیل ہے۔ صحت عامہ کے مسائل اپنے حل کے لئے ڈاکٹروں کی ایک کثیر تعداد کے طالب ہیں۔ اور بدقسمتی سے پاکستان ہی نہیں یہ پورا براعظم ڈاکٹروں کی ضرورت تعداد سے کہیں زیادہ رکھتا ہے۔ پھر تقسیم کے بعد تو پاکستان کی مشکلات اور بھی بڑھ گئی ہیں۔ پہلے صرف ڈاکٹروں کی کمی تھی۔ اب اچھے ڈاکٹروں کی بھی کمی ہے۔ اور جیسا کہ کونسل کا افتتاح کرتے ہوئے مرکزی وزیر خوراک و صحت پیرزادہ عبدالستار نے فرمایا غیر مسلم ماہرین کے چلے جانے کے بعد پاکستان کی طبی درسگاہوں کی اعلیٰ اسامیاں محض اس لئے خالی پڑی ہیں۔ کہ انہیں پُر کرنے کے لئے موزوں قابلیت رکھنے والے اشخاص نظر نہیں آتے۔ پھر جہاں ماہرین کی اس قدر قلت ہو وہاں ...

شائد کچھ نا گزیر مجبوریاں تھیں۔ جو گذشتہ سال ان کانوں کے پرانے ٹھیکیداروں کے ترک وطن پر انتظامات براہ راست حکومت پاکستان کے ہاتھ میں لانے سے مانع ہوئیں۔ اور اصلاح حال میں بلاوجہ تاخیر ہو گئی۔ بہر نوع کچھ بھی ہو خدا کا شکر ہے۔ کہ اب ان کانوں کا انتظام حکومت پاک پنجاب نے براہ راست اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور اس سلسلے میں یہ یقین بھی دلایا ہے۔ کہ وہ بدنظمی کو دور کر کے نہ صرف کانکنوں کی جائز شکایات کا ازالہ کر چکی ہے۔ بلکہ کانکنی کے انتظامات کی توسیع پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔ ان کانوں سے اس وقت تک ایک لاکھ بیس ہزار ٹن کوئلہ ہر سال نکلتا رہا ہے۔ مگر اب مشکل یہ آ پڑی ہے کہ پچھلے بیس برس میں ان کانوں کے ٹھیکیداروں نے اپنے مفاد کو تو دیکھا۔ مگر کانوں کی حالت بہتر بنانے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ ...

سری نگر میں عبداللہ کی حکومت کی پریشانیاں

اگر سری نگر میں چلنے پھرنے والے کشمیریوں کے جذبات کو معیار قرار دیا جائے تو کشمیر ہندوستان کو چھوڑ کر پاکستان میں شامل ہو جائے گا۔ یہ ہے وہ رائے جو "واشنگٹن ایوننگ اسٹار" کے ایک نامہ نگار "مسٹر میکلیمور" نے اپنے ایک حالیہ مراسلہ میں ظاہر کی ہے یہ مراسلہ انہوں نے سری نگر سے امریکہ روانہ کیا تھا۔ اسی نامہ نگار نے یہ بھی بتایا کہ کشمیر کا مہاراجہ ہندو ہے اور اس کی نوے فی صدی آبادی مسلمان ہے۔ لوگوں کو امید ہے۔ کہ متحدہ اقوام انہیں اس بارے میں ووٹ دینے کی اجازت دے دیگی کہ وہ اس ملک میں کونسا جھنڈا لہرائیں۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اگرچہ شیخ عبداللہ نے جیلوں کو بھر دیا ہے اور ہر وہ شخص جیل میں ٹھونس دیا جاتا ہے۔ جس کے متعلق یہ شک ہو کہ اس کا رجحان پاکستان کی طرف ہے۔ لیکن اس کے باوجود سری نگر میں پاکستان کی حمایت میں پرزور خفیہ تحریک جاری ہے۔

عبداللہ ڈائنامیٹ کے پیپے پر بیٹھا ہے

(پرسی ووڈ)

معلوم ہوا ہے کہ شیخ عبداللہ جو حکومت کشمیر کے کرتا دھرتا ہیں۔ ڈائنامیٹ کے ایک پیپے پر بیٹھا ہے۔ یہ الفاظ "پرسی ووڈ" نے اپنے ایک مراسلہ میں لکھے ہیں جو اس نے سری نگر سے کچھ دن ہوئے "شکاگو ڈیلی نیوز" کو روانہ کیا تھا۔ پرسی ووڈ نے کچھ دن ہوئے اس سلسلے میں یہ بھی لکھا تھا۔ کہ ۹۰ فیصدی کشمیریوں کی طرح عبداللہ بھی مسلمان ہے لیکن وہ پاکستان سے نفرت کرتا ہے۔ اس نے کشمیر کا ہندوستان میں شامل ہونا منظور کر لیا اور ہندوستانی فوج کا پرچم لہرایا کشمیری مسلمان عبداللہ کے متعلق اور اس کا دشمن پاکستان کے متعلق کیا جذبات رکھتے ہیں۔ پرسی ووڈ نے گذشتہ دس روز میں لوگوں سے جو ملاقاتیں کیں اس میں اس نے ان سوالات کا جواب معلوم کرنے کی کوشش کی۔ جن لوگوں نے اس سے بات چیت کی۔ ان کی اکثریت نے عبداللہ کی مخالفت کی۔ اور یہ خواہش ظاہر کی۔ کہ ریاست پاکستان میں شامل ہو جائے۔ پرسی ووڈ کا خیال ہے۔ کہ ریاست کشمیر میں پاکستان کے حامی زیادہ تر متوسط اور ادنیٰ طبقوں میں پائے جاتے ہیں۔ اس غیر اعلان شدہ [illegible] وجہ سے سیاحوں سے متعلق تجارت کو نقصان پہنچا ہے۔ برا زمانہ آگیا ہے اور لوگ غمگین ہو گئے ہیں۔ ابھی سے بھی بڑھ کر یہ کہ لوگوں نے مذہبی جذبات مشتعل ہو گئے ہیں۔ پرسی ووڈ نے ایک شکارہ چلانے والے سے بھی بات چیت کی۔ جس میں اس نے کہا۔ کہ "اب ہم مسلمانوں کا اپنا ایک ملک ہے جو ان پہاڑوں کے اس طرف واقع ہے یعنی پاکستان اور کشمیر کو اسی کا حصہ ہونا چاہیئے۔ ایک دوسرے سوال کے جواب میں شکارہ چلانے والے نے کہا "کیا آپ خیال کرتے ہیں۔ کہ میں ان ہندوؤں کا سری نگر کی سڑکوں پر پھرنا اور یہ سننا پسند کرتا ہوں کہ وہ پہاڑوں میں مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں......"

زیادہ روشن خیال طبقہ کہتا ہے۔ "ہم مسلمان پاکستان سے تعلق رکھتے ہیں عبداللہ کو اس کا کوئی حق نہیں کہ بغیر ہمارے ووٹ لئے وہ ہمیں ہندوستان میں شامل کر دے"۔ پرسی ووڈ نے آگے چل کر لکھا ہے عبداللہ کی حمایت صرف ایسے تجار کر رہے ہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ کشمیر کے ہندوستان میں شامل ہو جانے سے انہیں فائدہ پہنچے گا عبداللہ خاموش ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اب اس نے اپنا معاملہ تقدیر پر چھوڑ دیا ہے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ صرف ۱۱۶ آدمی جیل بھیجے گئے ہیں۔ اور یقین دلایا کہ ہندوستان کو روس کے خلاف ایک زبردست حصار کی ضرورت ہے۔ اور وہ حصار کشمیر ثابت ہو سکتا ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ کشمیر تقسیم ہو رہے گا۔ مگر حکومت پاکستان کو یہ امر قبول نہ کرنا چاہیئے۔ جب حیدرآباد اور جوناگڑھ کو ہندوستان نے ہڑپ کر لیا ہے تو ایسے حالات میں اسے کشمیر تقسیم کروا لینے یا پا لینے کا خیال بالکل ترک کر دینا چاہیئے کشمیریوں کو آزادی سے استصواب کا موقعہ دیا جانا چاہیئے۔ تاکہ وہ اپنی قسمت کا فیصلہ خود کر لیں۔ پنڈت نہرو اور راجہ کشمیر سے اس امر میں کچھ مشورہ کرنا فضول وقت ضائع کرنا ہے۔

پاکستان کی دفاعی تیاریاں

پاکستان کے دفاع کا مسئلہ جس قدر اہم ہے۔ اس پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ لیکن بہت کچھ باقی ہے۔ امن کے دن ہوں یا جنگ کا امکان ہو۔ پاکستان کی دفاعی تیاری پاکستان کا سب سے اہم اور مقدم مسئلہ ہے۔ اور رہے گا۔ ہم ایک لمحہ کے لئے بھی اس کی طرف سے غافل نہیں ہو سکتے پاکستان دنیا میں مسلمانوں کی سب سے بڑی مملکت ہے۔ اور اس کی دفاعی قوت کا اسلامی طاقتوں پر بہت خوشگوار اثر ہو سکتا ہے۔ (۲) پاکستان نئی مملکت ہے۔ اور نئی مملکتوں کو سب سے زیادہ زور دفاع پر دینا چاہیئے (۳) پاکستان جن حالات کے بعد اور جن حالات میں قائم ہوا ان کا شدید تر تقاضا بھی یہی ہے۔ کہ مسئلہ دفاع کو سب سے زیادہ اہمیت دی جائے اور آزاد قوموں کی طرف دیکھو۔ جن کی قوت مدافعت اور تاب جنگ دنیا کا نقشہ بدل سکتی ہے۔ وہ بھی ادھر سے غافل نہیں امریکہ نے تو بہت کمی کی ہے۔ تو بھی اس سال کے لئے پانچ کھرب روپیہ فوجی بجٹ کے لئے منظور کیا ہے پانچ کھرب کے اعداد زبان سے بآسانی ادا ہو سکتے ہیں۔ لیکن ذرا اندازہ لگایئے۔ کہ دنیا کا صرف ایک ملک جو اپنی جغرافیائی حدود سے باہر بہت کم فوج کی ضرورت رکھتا ہے۔ صرف ایک سال کے لئے فوج پر کتنا روپیہ صرف کرتا ہے۔ اور پھر یہ رقم کم سمجھی جا رہی ہے۔ بعض امریکن سیاست دانوں کا مطالبہ اور خیال یہ تھا۔ کہ اس سے قریب قریب دگنی رقم ہونی چاہیئے۔ آپ کہیں گے۔ کہ آزادی ذمہ واری کا نام ہے۔ اور امریکہ اپنی آزادی کا بہت زیادہ احساس اور پاس رکھتا ہے۔ اُسے پچھلی جنگ مہنگی پڑی ہے۔ اس لئے یہ رقم ایسی مملکت کے لئے زیادہ نہیں ہے۔ لیکن سوال رقم کی بیشی کا نہیں۔ سوال تو دفاعی قوت کا ہے۔ اور اس کا قوت کے حصول کے لئے امریکہ جیسی آزاد قوم کا ذکر تو کیا ——— ہندوؤں جیسی قوم نے کبھی کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا حالانکہ وہ ہزاروں سال سے غلام ہیں۔ اور سپردگی اور رحالگی ان کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ گاندھی جی ایک طرف تو سرحد کے غیور اور بہادر پٹھانوں کو اہنسا کی بھنگ پلاتے تھے۔ دوسری طرف مہاراشٹر اور دکن کی لڑکیوں تک کی فوجی تعلیم کی حمایت کرتے تھے اور مونجے کی قائم کردہ درسگاہوں کا معائنہ بھی فرماتے تھے۔ جنگی مہارت حاصل کرنے والے طالب علموں اور طالبات کو اشیرباد اور انعام بھی دیتے تھے ایک طرف انگریزوں سے سیاسی لڑائی بھی لڑتے جاتے تھے۔ اور دوسری طرف ان کے لئے فوجی بھرتی کا اہتمام بھی کرتے تھے۔ جنگ عظیم میں ان کی فوجی بھرتی کے متعلق کارفرمائیاں ایک تاریخی حقیقت بن کر رہ گئی ہیں۔ اور جنگ عالمگیر میں جہاں ایک طرف وہ انفرادی سول نافرمانی کر رہے تھے۔ وہاں شاید ہی کوئی کانگرسی لیڈر ہو۔ جس نے تن۔ من۔ دھن سے فوجی امور میں انگریز کی حمایت نہ کی ہو۔ ڈاکٹر ستیہ پال جیسا کانگرسی فوج میں بھرتی ہوا۔ دنی چند جیسے کانگرسیوں کے لڑکوں نے فوج میں کمیشن پایا مجھے جب مصر کے محاذ جنگ پر جانے کا اتفاق ہوا۔ تو میں نے اکثر کانگرسی لیڈروں کے لڑکوں اور عزیزوں کو میدان جنگ میں موجود پایا اور جب ان سے اس دو رنگی کی بابت سوال کیا۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ فوج میں مسلمانوں کی کثرت ہندوستان کے مستقبل کے لئے خطرہ ہے۔ اور اس کا زور توڑنا ضروری ہے۔ یہ غلامی کے دلوں کی باتیں ہیں۔ جب ہندو کا اپنا کچھ نہ تھا۔ لیکن وہ دفاعی تیاریوں کے سلسلہ میں اپنے دشمن انگریز کی ملازمت بھی قبول کرتا تھا۔ اکالی سکھ جو ہندوستان کی سیاسی تاریخ میں آزادی خواہاں کے فعال گروہ کی حیثیت سے برسوں مصروف عمل رہا۔ پچھلی جنگ میں محض دفاعی تیاری کی تربیت حاصل کرنے کے شوق میں بالکل انگریز کا ہو گیا۔ تارا سنگھ نے فوجی افسروں سے ساز باز کی۔ اور انگریز نے بلدیو سنگھ اور اس کے ساتھیوں کا وہ قصور بھی معاف کر دیا کہ انہوں نے سبھاش بوس کو ہندوستان سے بھگانے میں مدد دی۔ اور سبھاش بوس کے وفادار محض اپنی فوجی حیثیت مضبوط کرنے کے لئے انگریز کے وفادار بن گئے۔ اس بحث و تکرار کا قضیہ ابھی تک تارا سنگھ بنام دیوان سنگھ کے مقدمہ کی حیثیت سے باقی ہے۔ کہ سکھوں نے وطن پر غداری کی یا دفاعی تیاری کے لئے جو مناسب تھا وہ کیا۔

اس کے مقابلے میں مسلمان کو لیجیئے۔ جس کا پیغمبر سپاہی اور غازی ——— مسجد میں امام اور میدان میں سپہ سالار ——— جس کا نعرہ شجاعت آج بھی مسلم اول حیدر کرار کا نام ہے۔ جس نے قرن اول میں حمزہؓ۔ عباسؓ۔ خالدؓ۔ ابو عبیدہؓ بن جراح جیسے غازی اور شہید پیدا کئے۔ جس کی جنگی روایات کلمہ توحید کے بلند ہوتے ہی قائم ہو گئیں۔ اور جس نے اسلام کے روز اول سے آج تک جنگی اور فوجی مہارتوں کی قابل رشک مثالیں قائم کیں۔ جس نے ساحل پر پہنچ کر اس لئے جہازوں کو آگ دی۔ کہ واپسی کا خیال بھی غازیوں کے دلوں میں پیدا نہ ہو۔ اور جس نے خشکی پر جہاز دوڑا کر راتوں رات قسطنطنیہ کی فتح کو تاریخی اہمیت بخشی۔ جس نے قیصر و کسریٰ کے پرچم سرنگوں کر دیئے وہ جو پرانے بادبانوں کی کشتی میں عرب سے چین تک خدا کا پیغام پہنچاتا رہا۔ سمندر کے طوفانی موجوں کی شورش۔ اور باد مخالف جس کے عزم کو متزلزل نہ کر سکی۔ وہ جس کی بے مثال شجاعت اور لاجواب شہامت پر باب خیبر سے درہ خیبر تک ہر ذرہ گواہ ہے وہ جس نے آزادی کی نعمت گنوا دینے کے بعد بھی دنیا کی دو بڑی جنگوں میں شجاعت و شہامت کے نقوش اپنے خون سے بنائے۔ آج جبکہ وہ آزاد ہے اس کی جنگی روایات زندہ ہیں خاک و خون کے ہنگامے اس کی شجاعت سے لرزاں ہیں۔ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کا دفاع نہ کرے گا۔ تو کون کرے گا؟ اور کیوں نہ کرے گا؟ وہ جس نے غلامی کے زمانے میں طعن و تشنیع کے زہر آلود زخم کھا کر اپنی جنگی روایتوں کو زندہ رکھا۔ آج یہ کیسے ممکن ہے۔ کہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کے دفاع کی ذمہ واری اس پر ہو اور وہ خاموش بیٹھا رہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کہ کوئی وعظ۔ کوئی دلیل۔ کوئی ترغیب دشمنوں کے ہمرنگ زمین دام اُسے اس فرض سے باز نہیں رکھ سکے وہ اپنی راہ کے روڑوں کو ہٹاتا جاتا ہے اور ہٹاتا جا رہا ہے۔ دفاعی تیاری کے متعلق وہ اس کے سوا اور کچھ نہیں سننا چاہتا کہ یہ تیاری فرض عین ہے۔ یہی تیاری دنیا اور دین میں سرخروئی کی تیاری ہے۔ یہی تیاری عالم اسلام کے مستقبل کو روشن تر کر دینے کی تیاری ہے۔ اور یہی تیاری بالآخر دنیا میں ضمانت امن کی تیاری ثابت ہو کر رہے گی اس نے یہ راز سمجھ لیا ہے۔ اور اب وہ تہیہ کر چکا ہے کہ جیب کا آخری پیسہ اور خون کا آخری قطرہ پاکستان کے دفاع میں کام آئے تو آئے اور کسی کام نہیں آئے گا حکومت کو فولاد کی کانوں کی تلاش میں زیادہ سے زیادہ فولاد اور روپیہ صرف کرنا چاہیئے۔ جہاں لوہا۔ فولاد اور کوئلہ پاکستان میں پیدا ہو جائے گا تو جنگ خود بخود فتح ہو گی۔ پاکستان کو یہ چیزیں غیر ممالک سے لینی نہ پڑیں گی۔ ہندوستان کے باقی کروڑوں مسلمان تو نہ تھے صرف چند ہندوستانی بھیجے رہے ہیں تاہم ان کے دل کے جذبات اور ان کی فکر کا اندازہ بھی انہیں پاکستان کا مؤید بنا تا ہے۔ اور یہ حقیقت تنگ و ارتیاب کی الجھنوں سے پاک اور بالکل پاک ہے۔ کہ پاکستان اور ہندوستان کی باہمی جنگ کی صورت میں ان کی ہمدردیاں پاکستان ہی کے ساتھ ہوں گی۔ ہندوستان سے جہاں ہنگامی صورت حال کا قانون نافذ ہے اس قسم کا کوئی خط آمریت کی نگاہ احتساب کے خشمگیں اور انتقامی انداز کو دیکھتے ہوئے پاکستان بھیجنے کی جرأت کیا کسی بدنصیب ہندوستانی مسلمان کو ہو سکتی تھی؟ اور اگر ہو بھی جاتی تو انتقام کی قوتیں اس کی غلطی کی سزا سب کو دینے کے لئے حرکت میں نہ آجاتیں؟ مگر پاکستان کی ہندو اقلیت نے ٹھیک ایسے ہی الفاظ میں ہندوستانی پارلیمان کو پاکستان سے اپنی بیزاری اور ہندوستان سے وفاداری کا یقین دلایا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی واضح لفظوں میں کہہ دیا ہے۔ کہ قانوناً پاکستانی ہونے کے باوجود وہ اب بھی اپنے آپ کو ہندوستانی شہری سمجھتی ہے۔ اور دونوں مستعمرات میں جب کبھی باہمی آویزش ہو وہ پاکستان کی وفادار ثابت نہیں ہو گی۔ بلکہ اس کی حدود کے اندر رہتے ہوئے بھی اس کی دشمن طاقت ہندوستان کا ساتھ دیگی۔

"پاکستان کی ہندو اقلیت کی طرف سے ان مجرمانہ عزائم کا اعتراف "ڈان" اپنی گذشتہ اشاعت میں منظر عام پر لایا ہے۔ اس نے مشرقی پاکستان کی ہندو اقلیت کے رہنماؤں کی طرف سے ہندوستانی پارلیمان کے صدر اور ارکان کی لکھی ہوئی اس عرضداشت کے بعض حصوں کو شائع کر کے ہندوستانی ہائی کمشنر مسٹر سری پرکاش سے جو پورس رام والے معاملہ کی بدنامی سے بچنے کے لئے کراچی میں اپنی مذموم کارروائیوں کو چھوڑ کر ان دنوں کلکتہ میں وعظ و نصیحت کا باب کھول رہے ہیں۔ پوچھا ہے کہ پاکستان سے کیا اسی "وفاداری" کے صلہ میں پاکستانی اقلیتوں کے لئے زیادہ مراعات طلب کی جا رہی ہیں؟ مشرقی پاکستان کے ان ایک کروڑ دس لاکھ ہندوؤں کو شہری سیاسی مذہبی سبھی دوائر میں کامل آزادی میسر ہے۔ صنعت میں۔ تجارت میں۔ ملازمت میں۔ قانون سازی میں جتنی نمائندگی تناسب آبادی کے لحاظ سے انہیں حاصل ہو سکتی ہے حاصل ہے۔ مذہبی مراسم کی ادائیگی میں آزادی کا یہ حال ہے۔ کہ ہندوستان میں دسہرہ کے موقعہ پر کہیں جھگڑا نہ ہوا مگر اخبارات ہندوستانی بھی اس اعتراف پر مجبور ہو گئے کہ مشرقی پاکستان میں ہندوؤں نے یہ تہوار ہندوستان سے بھی زیادہ پرامن فضا میں منایا۔ پھر جس ملک نے ہندوستانی مسلمان پر ظلم و ستم کو دیکھتے ہوئے بھی اپنی ہندو اقلیت کی تالیف قلب میں کمی نہ کی۔ اس سے اگر یہ اقلیت بیزار نظر آتی ہے۔ تو اس میں پاکستان کی خطا نہیں۔ قصور اس غلط انداز نظر کا ہے۔ جو ہندوستان کے ارباب و اقتدار نے تقسیم ملک کو زبان سے تسلیم کرنے کے باوجود دل سے مسترد کر کے پاکستان کی اقلیت کے ذہن و دماغ میں پیدا کیا ہے۔ اور جس کا قطعی ناقابل تردید ثبوت غداری کی اس شرمناک دستاویز میں موجود ہے۔ جو پاک پارلیمان کے ہندو ارکان نے پاکستان سے وفاداری کا حلف اٹھانے کے بعد ہندوستانی پارلیمان کے صدر کو لکھی۔ اور جس میں اپنے دل کی گہرائیوں کو چیر کر ہندوستان کو یقین دلایا ہے کہ پاکستان لاکھ انہیں اپنائے وہ اس کے دشمن ہی رہیں گے۔ ہندوستان کی مسلم اقلیت کے کسی فرد کی طرف سے اس نوعیت کی دستاویز وہاں کے کروڑوں مسلمانوں کے لئے جس قدر خطرناک نتائج کی حامل ہو سکتی تھی۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ پاکستان اپنے حریف کی تنگ ظرفی سے یقیناً بہت بلند و بالا ہے۔ اور وہ اس پستی میں کبھی نہیں گرے گا۔ کہ چند راہنماؤں کی غداری کی سزا ان کے ایک کروڑ دس لاکھ ہم مذہبوں کو دے۔ لیکن پاکستان پر یہ فرض یقیناً عائد ہو جاتا ہے کہ وہ ان بر خود غلط رہنماؤں کو جو حلف وفاداری کے بعد اعتراف غداری کر کے ایک طرف پاکستان کی بنیادیں کھوکھلی کرنا چاہتے ہیں اور دوسری طرف ایک کروڑ دس لاکھ انسانوں کو غلط راہ پر ڈال کر ان کے لئے سیاسی پیچیدگیاں پیدا کر رہے ہیں۔ کیفر کردار کو پہنچائے۔ قانون مکافات بھی یہی ہے۔ پاکستان کا استحکام اور خود پاکستان کی ہندو اقلیت کا مفاد یاد اشت عمل کی قوت کو حرکت میں لانے کا تقاضا کر رہا ہے پھر کیا حکومت پاکستان اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے کوئی قدم نہ اٹھائے گی؟ تالیف قلب کا تقاضا آخر ہائے آستین کی پرورش تو نہیں ہو سکتا! فساد کی آگ بھڑکانے والے یہ غلط اندیش ہندو رہنما آخر کب تک تخریب غداری کی سرگرمیاں جاری رکھنے کے لئے پاکستان میں آزاد رہیں گے؟

انڈونیشیا میں بغاوت کا خاتمہ

ڈاکٹر امیر شریف الدین کا قتل انڈونیشیا کے ایک پر جوش اور سرگرم کار رہنما کے قتل کی حیثیت سے کس درجہ قابل افسوس کیوں نہ ہو۔ اس اعتبار سے مقام شکر ہے کہ یہ اس بغاوت کے خاتمہ کی خوشخبری پا کر آیا ہے۔ جو باہر کے اشاروں پر کمیونسٹوں نے جمہوریہ انڈونیشیا کے خلاف برپا کر رکھی تھی۔ باغیوں کا سرغنہ موسو جو یہ فتنہ برپا کرنے کے لئے براہ راست ماسکو سے آیا تھا اپنے خواب کی اس دل نشین تعبیر کو دیکھنے کی تاب نہ لا کر تعالی لینڈ کے دار السلطنت بنگ کاک کی طرف بھاگ چکا ہے۔ اور الامین جو اس کی آمد سے قبل ان کمیونسٹوں کی قیادت کر رہا تھا۔ جمہوریہ انڈونیشیا کی ایک جیل کی آہنی سلاخوں کے پیچھے بیٹھا یہ یقین دلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ کہ فساد کی آگ بھڑکانے میں اس کا کوئی ہاتھ نہیں۔ جمہوری افواج کی پیشقدمی کے سامنے اپنے آپ کو بے بس پا کر یہ کمیونسٹ باغی پہلے ہی ہمت ہار چکے تھے مگر موسو کے فرار اور اس کے پیشرو الامین کی گرفتاری نے ان کی کمر بالکل ہی توڑ دی۔

آسنسول کے قریب گاڑی پر فساد

۲ اشخاص ہلاک اور کئی مجروح

آسنسول کے قریب سے آمدہ اطلاع مظہر ہے۔ کل عید الفطر کی تقریب کے سلسلہ میں آسنسول سے ۸ میل کے فاصلہ پر موضع جموری میں گاڑی کشتی پر فساد ہو گیا۔ جس میں دو اشخاص ہلاک اور کئی مجروح ہوئے۔ علاقہ میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔

دلچسپ معلومات

چوبیسوں گھنٹے دن!

جارجیہ کے طفلس ریشمی کارخانہ میں چھپائی کے محکمہ میں نئی قسم کی روشنی کا انتظام کیا گیا ہے۔ مشام اور رات کے وقت کام کرنے والے مزدور اب ایسی روشنی میں کام کرتے ہیں۔ جو سورج کی مانند ہوتی ہے اس روشنی میں ریشمی کپڑوں کے نمونوں اور گل کاریوں کے قدرتی رنگ دکھائی دیتے ہیں اور اس کی وجہ سے کپڑا اچھا چھاپا جاتا ہے طفلس کا سائنسی تحقیقاتی ادارہ جو مزدوروں کی حفاظتی تدابیر کی تحقیقات کرتا ہے آج کل اس بات کی جانچ کر رہا ہے۔ کہ اس روشنی میں کام کرنے والے مزدوروں کی صحت پر تو برا اثر نہیں پڑتا۔ دن کی روشنی کے بلب جمہوریہ کے دیگر کارخانوں میں بھی استعمال کئے جائیں گے۔

جارجیہ کے لئے نئے کارخانے

طفلس میں عنقریب ہی ریل کے انجن مرمت کرنے کی ایک فیکٹری میں کام شروع ہونے والا ہے۔ سوویٹ یونین کی پانچ ریلوں کے برقی۔ دخانی اور ڈیزل انجن ہے چلنے انجنوں کی مرمت اسی کارخانے میں ہوا کرے گی۔ اس فیکٹری کے ساتھ ہی ساتھ مزدوروں اور ملازمین کے لئے رہائشی مکانات کی ایک نئی بستی بسائی جا رہی ہے۔ یہاں ایک کلب۔ ایک ثانوی مدرسہ۔ ایک ٹریڈ اسکول۔ شفاخانے وغیرہ بھی قائم کئے جائیں گے۔ ایک باغ کی داغ بیل بھی ڈالی جائے گی اور فیکٹری کے آس پاس خوبصورت درخت لگائے جائیں گے۔ طفلس میں مٹی کے خوبصورت برتنوں وغیرہ کے بنانے کا ایک بہت بڑا کارخانہ بھی اب زیر تعمیر ہے۔ نومبر تک اس کا ایک حصہ کام کرنا بھی شروع کر دے گا۔

شہر گوری کی ترقی

اسٹالن کی پیدائش شہر گوری کی ہے۔ اس شہر کو روز بروز خوبصورت بنانے کی تدابیر کی جا رہی ہے۔ پچھلے دنوں یہاں نئی عمارتیں تعمیر ہوئیں۔ ہزاروں مربع میٹر سڑکیں تارکول کی بنائی گئیں اور لاکھوں درخت اور خوبصورت جھاڑیاں لگائی گئیں۔ دریائے کورا کے ساحل عمدہ بنائے جا رہے ہیں۔ ایک ہوٹل۔ ایک عجائب گھر اور ایک ریلوے اسٹیشن زیر تعمیر ہے۔ شہر کے نزدیک ایک دریا بہتا ہے۔ جس کا نام دریائے لیاخوا ہے اس کے ساحل پر ایک کپاس کا مل زیر تعمیر ہے۔ تعمیر کا کام کرنے والے مزدوروں کے لئے ایک نئی بستی بسائی جا رہی ہے۔

جارجیہ کی زراعت میں بجلی کا استعمال

اسٹالینی پنجسالہ منصوبوں کے دوران میں جارجیہ میں ۷۰ زیادہ بجلی گھر قائم ہو چکے ہیں۔ اس وجہ سے ۳۶۸ پنچایتی کھیتوں ۲۹ مشین اور ٹریکٹر اسٹیشنوں میں تمام کام بجلی کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ ۱۹۴۸ء کے مقابلے میں اس سال جمہوریہ کے دیہات میں بجلی پہنچانے کا کام دگنا ہو گیا ہے۔ اس سال کے آخر تک وگیراد بجلی گھر کام کرنا شروع کر دیں گے۔

پھلوں کی میچورین قسمیں

جارجیہ میں پھلوں کے نئے باغوں میں پودے لگانے کی وہ اشیاء استعمال کی جا رہی ہیں جو قدرت کو تبدیل کرنے والے سائنسدان میچورین نے دریافت کی تھیں۔ ان میں سیب۔ انجیر۔ لوکاٹ۔ خوبانیاں۔ شفتالو۔ بادام وغیرہ شامل ہیں۔ تمام باغات میں تقریباً بیس لاکھ جنگلی پودے اچھی قسم کے پودوں کے ساتھ لگائے جا رہے ہیں۔ پچھلے سال جتنے پودوں کی قلمیں لگائی گئی تھیں یہ تعداد ان سے تقریباً دگنی ہے پنچایتی اور سرکاری فارموں کے باغات میں جلدی ہی پھلوں کی میچورین قسموں کے پودے اور ان کی قلمیں پہنچائی جائیں گی۔ میچورین سیبوں اور انجیروں کی پانچ ہزار قلمیں پہاڑی اضلاع میں لگانے کے لئے بھیجی جا رہی ہیں

آذربائیجان کا کتابی خزانہ

آذربائیجان کا کتب خانہ گذشتہ ۲۵ برسوں میں کتابوں کا ایک اہم خزانہ ہے اس میں اب ۱۵ لاکھ سے زیادہ لائبریری کے مسودوں کے مجموعہ عربی زبان کے ۳۰۰ سے زیادہ مسودے شاعر نظامی کے نسخے اور سولہویں محمد فضولی "سعادات السعید" اور [illegible] نسخے موجود ہیں اس لائبریری میں آذر[illegible] ہوں

مالی حالت کا اشاریہ!

پاکستان کے دوسرکاری قرضوں میں ایک ہی روز اور وہ بھی صرف کراچی اور لاہور میں پونے انیس کروڑ روپے کی وصولیابی کی خبر محض اس وجہ سے مسرت افزا نہیں کہ اس میں تعمیری منصوبوں کے لئے سرمایہ کی فراہمی کا اقدام مضمر ہے اور افراط کا غذی کے امکانات کا انسداد بھی کہ یہ دونوں امور ان قرضوں میں لگنے والی رقم نے بڑی اچھی طرح انجام دیئے ہیں۔ لیکن اس خبر کا سب سے روشن پہلو یہ ہے۔ کہ یہ پاکستان کی مالی حالت کے استحکام کا ناقابل تردید ثبوت ہیں۔ سرکاری قرضوں میں لگنے والی رقم حکومت کی مالیاتی ساکھ اور اس پر قوم کے اعتماد کا اشاریہ ہوا کرتی ہے۔ اور یہ اشاریہ اس ساکھ کو کتنی اچھی اس اعتماد کو کس قدر مضبوط اور اس مالی حالت کو ہندوستان کے لئے کس درجہ قابل رشک بنا رہا ہے۔

دنیا میں سب سے پہلا المونیم کا پل

برطانیہ کے انجنیر المونیم کا ایک پل بنانے کا کام اسی ہفتہ میں شروع کر رہے ہیں۔ یہ اپنی نوعیت کا دنیا میں سب سے پہلا پل ہوگا۔ سنڈر لینڈ میں نوے فیٹ چوڑے ڈاک پر یہ پل بنایا جاوے گا۔ اور اس کی قیمت گیارہ لاکھ پچیس ہزار روپے ہوگی۔ اس پل کا وزن ایک ریلوے انجن سے بھی کم ہوگا۔ اور پل کے ہر حصہ کو اٹھانے کے لئے صرف ۲۰ گھوڑوں کی طاقت والا موٹر کافی ہوگا۔ حالانکہ اتنا ہی بڑا پل اگر لوہے کا بنایا جاتا تو پچاس گھوڑوں کی طاقت والا موٹر اسے اٹھا سکتا۔

قائداعظمؒ کی طرح وزیراعظم پاکستان بھی ہوٹل سے باہر نہیں جاتے

لندن کی ایک خبر مظہر ہے کہ پاکستان کے وزیراعظم محترم لیاقت علی خاں اپنے قیام لندن میں بہت زیادہ مصروف ہیں۔ قائداعظمؒ مرحوم کی طرح آپ بھی اپنے ہوٹل سے باہر نہیں جاتے۔ یہاں تک کہ وہ کھانا کھانے کے لئے بھی اپنی رہائش گاہ سے باہر نہیں جاتے اپنی رہائش گاہ ہی میں آپ دوسری مستعمرات کے سیاستدانوں۔ برطانوی کابینہ کے ممبروں اور دیگر افسروں کو بلا لیتے ہیں۔ اور وہیں اہم امور پر ان سے تبادلۂ خیالات کر لیتے ہیں آج نمبر ۱۰ ڈاوننگ سٹریٹ میں خارجی امور پر ابتدائی بحث کے دوران میں وزیراعظم نے لنچ کے وقت ڈپٹی وزیراعظم مسٹر ہربرٹ موریسن لارڈ پریوی سیل اور سابق وزیر ... سے تبادلہ خیالات کیا۔ بیگم لیاقت ... لندن کرشی کونسل ڈے نرسری وسٹ ... بے کیش۔ آپ نے ان کا معائنہ ... اسی قسم کی نرسریاں پاکستان ... قائم کرنے کا خیال ظاہر کیا ہے۔

خان لیاقت علی برطانوی حکومت کے جھانسوں میں نہ آئیں

۲۰ اکتوبر کی شام کو لاہور میں آزاد کشمیر گورنمنٹ کے سربراہ چودھری غلام عباس نے پریس کانفرنس میں بیان دیتے ہوئے اعلان کیا کہ اگر برطانوی گورنمنٹ پاکستان کے وزیراعظم پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اور وہ کشمیر کی تقسیم کو قبول کریں تو مسٹر لیاقت علی خاں پر زور دوں گا کہ وہ برطانوی لیبر پارٹی کو واشگاف الفاظ بتا دیں۔ کہ کشمیر کی تقسیم کی کوئی تحریک بھی کی گئی تو پاکستان دولت مشترکہ سے اپنے تعلقات منقطع کر لینے پر مجبور ہوگا۔ آپ نے بتایا کہ وہ جانتے ہیں کہ حکومت برطانیہ کے بعض رکن جنہوں نے ریڈکلف گلانسی اور ماونٹ بیٹن کی معرفت ہندوستان اور پاکستان کے براعظم میں مسلم مفاد کو تباہ کرنے کے انتظامات کئے۔ اب پاکستان کے وزیراعظم کو تقسیم کشمیر پر آمادہ کرنے میں مصروف ہیں لیکن میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ کشمیری عوام اور آزاد کشمیر گورنمنٹ کسی بھی ایسی تجویز کو کبھی قبول نہ کریں گے۔ جس کا مقصد کشمیر کو دو حصوں میں تقسیم کرنا ہو۔

چند روز پہلے سری نگر میں شیخ عبداللہ کی صدارت میں نیشنل کانفرنس کی جو کنونشن ہوئی اسے نہرو اور پٹیل کے ایجنٹوں کا مظاہرہ قرار دیا اور شیخ عبداللہ کے ان دعاوی کو باطل قرار دیا جن میں کہا گیا ہے۔ کہ کشمیر کے پاکستان سے الحاق کا نتیجہ اقتصادی تباہی ہوگا۔ اور آزاد کشمیر گورنمنٹ پاکستان سے الحاق کی تحریک ایک دھوکا ہے۔

آپ نے کہا کہ فی الحقیقت صورت حال برعکس ہے۔ شیخ عبداللہ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے درپے ہیں۔ اور ساون کے اندھے کی طرح ہرا ہی ہرا دیکھتے ہیں۔ وزیراعظم پاکستان اور قائداعظمؒ مرحوم نے بارہا اعلان کیا کہ وہ کشمیریوں کے معاملہ میں مداخلت کے خواہاں نہیں۔ اور کشمیر کے الحاق کا مسئلہ وہاں کے باشندوں کی آزادرائے پر چھوڑ دیں گے۔ دوسری طرف شیخ عبداللہ آزاد استصواب رائے سے ہمیشہ محترز رہے۔ نیشنل کانفرنس عوام کی ہرگز نمائندہ نہیں کشمیر کی تمام تاریخ میں نیشنل کانفرنس کا ایک فرد بھی اسمبلی کے رکن منتخب نہ ہوا۔ کشمیر اسمبلی کے موجودہ ممبر بھی مسلم کانفرنس کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے۔ چودھری غلام عباس نے اعلان کیا۔ کہ شیخ عبداللہ قوم پرستوں کی کنونشن میں یہ بیان کر کے حکومت پاکستان کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ مودودی گروپ کہ جو پاکستان میں اسلامی آئین کے اجراء کے لئے رائے عامہ مجتمع کر رہا تھا اس کے اراکین کی عام گرفتاریاں کر کے اسے بے جان کر دیا گیا ہے۔ آپ نے کہا کہ مودودی گروپ کے اراکین بالکل نیشنل کانفرنس کے کارکنوں کی قسم کے لوگ ہیں۔ اور ہندوستانی حکومت کے پانچواں کالم اور تنخواہ دار ایجنٹ ہیں۔ کیا شیخ عبداللہ اس حقیقت سے انکار کر سکتے ہیں۔ کہ وہ مسلم کانفرنس کے کارکنوں کی داگرفتاریوں کے علاوہ اب مسلم خواتین کو بھی اسی طرح گرفتار کر رہے ہیں۔

نیشنل کانفرنس کی کنونشن میں مسٹر نہرو اور حکومت ہند سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ ہری سنگھ کی حکومت سے مستقل اتحاد کا بندوبست کریں۔ اس موقع پر شیخ عبداللہ نے مسئلہ کشمیر کے تین حل پیش کئے ہیں۔

(۱) کشمیر کا پاکستان سے الحاق۔

(۲) ہندوستان سے الحاق (۳) کشمیر کی آزاد اور خودمختار حیثیت بطور ہندوستان اور پاکستان سے دوستانہ تعلقات۔

آج سے ۸ ماہ سے پہلے شیخ عبداللہ نے ہندوستانی حکومت سے کہا تھا۔ کہ کشمیر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکتا ہے۔ اور اسے آزاد حیثیت حاصل ہونی چاہیئے۔ لیکن ہندوستان نے اس بات کو تسلیم نہ کرتے ہوئے ہندوستان سے مستقل الحاق کا مطالبہ کر کے اپنے سابقہ نکتہ نظر کی تردید کر دی ہے۔ اور یہ سب کچھ اپنے آقاؤں کے کہنے پر کیا جا رہا ہے شیخ عبداللہ نے یہ بھی کہا ہے کہ پاکستان سے کشمیر کا الحاق ایک دھوکا ہے۔ اور اس کا نتیجہ معاشی تباہی کا سبب ہوگا۔ حالانکہ کہنا چاہیئے کہ کشمیر کا ہندوستان سے الحاق ایک بڑا دھوکا ہے۔ خود الحاق کا مسودہ بھی ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہ الحاق لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے عارضی تھا۔ معاشی تباہی کے الزام کا جواب بارہا دیا جا چکا ہے جبکہ اقوام متحدہ کے کمیشن نے تجسس و تحقیق کے دوران میں کئی بار اس بات کی طرف اشارہ کر دیا تھا۔ یہ کہنا کہ پاکستان سے کشمیر کے الحاق کی صورت میں معاشی تباہی کا سامنا ہوگا بے معنی ہے۔ عبداللہ پھر اس بات کو دوہرا کر دولت مشترکہ کے وزراء اعظم کی کانفرنس میں شامل ہونے والے مندوبین کو متاثر کرنا چاہتے ہیں

مسلم خواتین کی گرفتاریاں

مسلم کانفرنس کے ہزاروں کارکنوں کو جیلوں میں ٹھونس دینے کے بعد اب مسلم خواتین کو گرفتار کرنا شروع کر دیا ہے حال ہی میں مسلم کانفرنس کے جنرل سیکرٹری آغا شوکت علی کی بیگم کو جیل میں ڈال دیا گیا ہے ان فاسسٹ سرگرمیوں کے ہوا ہوتے ہوئے شیخ عبداللہ کونسا جمہوری اصول پیش کر سکتے ہیں۔

آخری خندق تک جنگ

کشمیر کی تقسیم اور ہندوستان سے کشمیر کے الحاق میں، کوئی فرق حقیقتاً نہیں ہے۔ اور کشمیری اس کو ہرگز تسلیم نہ کریں گے ہم خلوص دل سے پرامن سمجھوتے کے خواہاں ہیں۔ لیکن کشمیر کے عوام کسی تقسیمی تجویز کو ماننے پر آخری خندق تک لڑائی جاری رکھنے کو ترجیح دیں گے۔

مجاہدین کے بلند حوصلے

محاذ کشمیر پر لڑنے والے مجاہدین کے حوصلے نہایت بلند ہیں۔ ہر سپاہی حوصلہ اور بداعتمادی کا پیکر ہے۔ میرا یقین ہے حوصلوں کی اس بلندی۔ خوداعتمادی اور حق و انصاف کے اعلے تخیل کی بدولت چند ہفتوں میں وہ اپنی منزل تک پہنچ کر رہیں گے۔

ہندوستانی فوج کی ایک پوری کمپنی سے ۱۲ مجاہدین کا مقابلہ

تراڑکھیل ۲۰ اکتوبر۔ حکومت آزاد کشمیر کے ایک اعلانیہ میں بتایا گیا ہے۔ کہ ۱۳ اکتوبر کو لیپہ کے علاقہ میں رکھو کے مقام کے نزدیک آزاد کشمیری کی ایک چوکی پر گورکھوں کی ایک بھاری تعداد نے شدت سے حملہ کیا۔ وہاں صرف ۱۲ مجاہدین موجود تھے۔ اور ان کے پاس ضروری سامان جنگ بھی نہ تھا۔ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑے ہو گئے۔ اور انہوں نے ... شروع کر دیا۔ مختصر سے عرصہ میں ۲۲ گورکھوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ بعد میں گورکھے بھاگ اٹھے۔ ان کا تعاقب کیا گیا اور ۲۳ مزید گورکھے ختم کر دیئے گئے۔ یعنی بارہ مجاہدین نے ۴۵ گورکھوں کو جہنم واصل کر دیا۔ نیز بہت سا اسلحہ مجاہدین کے ہاتھ لگا۔ مجاہدین کی اس قابل صد آفرین بہادری کا کشمیر میں بہت چرچا ہے۔

نظام شاہی کو ختم کرنیکے منصوبے

رعایا سے غداری کے بعد تخت کو بچانے کے لئے نظام کی جدوجہد

حیدرآباد ۲۰ اکتوبر۔ دستور ساز اسمبلی حیدرآباد کا اجلاس جون ۱۹۴۹ء کو منعقد ہوگا اس نشست میں اسمبلی کے سامنے یہ اہم سوال ہوگا۔ کہ ریاست کا نظام حکومت موجودہ نظام کے ماتحت رہے یا اسے گدی سے اتار کر ولیعہد شہزادہ برار کو سونپ دیا جائے۔ یا اس نظام شاہی کو کلی طور پر ختم کر دیا جائے۔ ریاست حیدرآباد کے کانگرسی اس موضوع پر گہرا سوچ بچار کر رہے ہیں۔ نظام ہندوستانی فوجوں کے سامنے ہتھیار ڈالنے اور ریاست کو ہندوستانی یونین میں شامل کرنے کے اعلان کے بعد اپنے تاج و تخت کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کر رہا ہے۔ یہ خیال ریاستی کانگرس کے اعلیٰ حلقوں میں عام طور پر ظاہر کیا جا رہا ہے۔ (یو۔پی)

فنِ تعمیرِ حیات

۱۵

یہ خواہش کسی خواہش مند کے دل میں بغیر اس کو یا کسی اور کو نقصان پہنچائے پیدا ہوئی ہو۔ اس میں ہمیشہ کسی شدید ضرر کا امکان ہے۔ عوام الناس پر اثر ڈالنے کے لئے بغیر اس کے کہ اس سے کسی کو نقصان پہنچے یا کسی کی بہتری ہو لفظ زبان سے نکالے جا سکتے ہیں۔ اور کام کئے جا سکتے ہیں۔ بعض لوگ رنگین روشنی یعنی صفت و ثنا اور لوگوں کی واہ واہ کے شیدا ہیں۔ یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ بعض دفعہ ایسا بھی ہوا ہے۔ کہ یہ بات ایسی قدرتی ہے کہ ہم اسے ایک قسم کی تفریح سمجھتے ہیں۔ مگر بہت سی حالتوں میں یہ خواہش ایک کمزوری یا بیماری ہے۔ یہ خود انتیازی بشکل خود پرستی ایک بیماری ہے۔ اور اس صورت میں یہ نقصان دہ ہے۔ خود فراموشی تدریت کا راستہ ہے۔ اور یہ ایک قسم کا جادو ہے۔ اگر تم شخصیت چاہتے ہو تو تم کو چاہیئے کہ خوددار بنو۔ اس خودی کے لئے ہو سکتا ہے کہ تم ... پرواہ نہ کرو۔ کیونکہ ہر ایک عارضی طور پر یہ چاہتا ہے۔ کہ وہ اس زعم میں ہو کہ وہ کچھ ہے۔ یہاں تک کہ اس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا زعم باطل تھا۔ پھر بھی تم کو اسی طرح رہنا چاہیئے جیسے کہ تم اپنے جسم میں رہتے ہو۔ تم کسی دوسرے شخص کا ہاضمہ نہیں لے سکتے اور نہ کسی دوسرے شخص کا دماغ اُدھار لے سکتے ہو حالانکہ تم چاہتے ہو۔ کہ تم یہ دونوں چیزیں حاصل کر لو۔ ہو سکتا ہے کہ تمہاری شخصیت اس قدر موثر نہ ہو۔ جس قدر تم چاہتے ہو۔ لیکن تم جانتے ہو کہ گدھا اگر جُل اطلس میں ہو پھر بھی وہ گدھا ہی ہے۔ ایک بدشکل پرندہ مور کے پر لگا کر مور نہیں بن سکتا۔ کسی کی نقل کرنا دوامی ادھار کے مصداق ہے۔ تم یہ کر سکتے ہو۔ کہ بادروں سے سیکھو۔ یہ قرضہ نہیں ہے یہ تقلید ہے۔ اس طرح تم اپنی شخصیت کو اندرونی طور پر بجائے بیرونی سنگھار کے مرصع کرتے ہو۔ اندرونی آراستگی ارتقا ہے اور بیرونی بناوٹ صرف مداری کا کرتب ہے اس کے متعلق ہم تم کو ایک کہانی سناتے ہیں۔ ایک چوہا تھا اس نے دعا مانگی۔ کہ اس کے پر نکل آئیں۔ چنانچہ اس کی دعا قبول ہو گئی۔ اور وہ اڑا جب تھوڑی دور گیا تھا۔ تو ایک طرف سے پرندے اور دوسری طرف سے چمگادڑ آ گئے۔ وہ دونوں اسے اپنی اپنی طرف کھینچنے لگے۔ پرندے اسے اپنی طرف اور چمگادڑ اپنی طرف۔ چوہا ڈر رہا تھا قریب تھا۔ کہ اس کھینچا تانی میں اس کی جان نکل جائے۔ کہ اس نے دعا مانگی۔ کہ اے خدا میں ان پروں سے باز آیا مجھے اپنی اصلی حالت میں کر دے۔ اور پر واپس لے لے۔ غرض اس کے پر واپس لے لئے گئے۔ اور اُسنے اپنے سوراخ میں آ کر شکر کا سانس لیا ہمیں وہی بات کرنی چاہیئے۔ جو ہم کو قریب قریب ... کا سا تھا ... دیکھ کر اپنا سر نہیں چھوڑ لینا چاہیئے۔

[illegible]

کتابیں اور مطالعہ

[illegible]

... چاہتے ہو۔ ان کتابوں کا مطالعہ ایک ایسی راحت ہے۔ جو کبھی کم نہیں ہوتی۔ نہ انسان اس سے سیر ہو سکتا ہے۔ کتابوں کے مطالعہ سے بڑا فائدہ یہ ہے۔ کہ تمہارا دماغ منور ہو جاتا ہے۔ اور سلسلہ تخیل وسیع ہو جاتا ہے۔ اور تم ہر چیز کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ کر سکتے ہو۔ تمہاری دلیری دماغی قابلیت اور مناعت ترقی کرتی ہے اور تم نئے خیالات پیدا کر سکتے ہو۔ جو تم کو دنیاوی کاروبار اور پیشوں میں نہایت مفید ثابت ہوتے ہیں۔ ضمنی سوجھ۔ خیال پسند لوگوں کے لئے ہمیشہ ایک دلچسپ مضمون ہے اس کا داند لیسی کی ایک جزو ہے۔ اور اس کی عظیم طاقتیں جن کی تہ کو کوئی نہیں پہنچ سکتا جو اپنے آپ کو قدرتی اور غیر قدرتی کرۂ ہوائی میں ظاہر کرتی ہیں۔ تخیل اور تصور کے لئے زبردست جاذب ہیں۔ لیکن یہ جذب احتیاطاً

مطلب ہے۔ شخصیت کی بحث میں ہم بتا چکے ہیں۔ کہ خودی کی طرف حد سے زیادہ متوجہ ہونا ہو سکتا ہے کہ ایک قسم کی بُرائی ہو جائے اعلاء پھر باقی



3-9-47

THE
PAISA AKHBAR
URDU WEEKLY
LAHORE

پیسہ اخبار لاہور

یادگار حاجی مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم

پاکستان کے لئے عزم غیر متزلزل اور ہمت بلند کے ساتھ کام کرو

پنجاب بونڈری فورس توڑ دی گئی۔ اب پاکستان اور ہندوستان کی حکومتوں نے امن و سلامتی کے قیام کی ذمہ داری سنبھال لی ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ حیوانیت کا مظاہرہ کر کے کس قوم نے اپنے دامن پر ذلالت کا داغ لگایا ہے۔ شرارت پسند اور فسادی عنصر کو کچل کر رکھ دیا جائے گا! پاکستان میں قدرتی وسائل اور ترقی کے تمام ذرائع موجود ہیں۔ ان سے کام لینے کے لئے کام کرو مشکلات و مصائب سے گھبراؤ نہیں۔ بلکہ کمر ہمت باندھ کر میدان میں نکل آؤ! اسلامی روایات تاریخ پر نظر ڈالو اور اپنے حوصلوں کو بلند رکھو۔ انشاء اللہ ہم کامیاب و کامران ہونگے پاکستان کو دنیا کی کوئی طاقت متزلزل نہیں کر سکتی۔

(مشرقی پنجاب کے زہرہ گداز واقعات کے متعلق حضرت قائداعظم محمد علی جناح کی نشری تقریر)

لاہور یکم ستمبر۔ قائداعظم محمد علی جناح گورنر جنرل پاکستان نے ۳۱ راگست کو رات کے ساڑھے آٹھ بجے لاہور ریڈیو سے باشندگان پاکستان کے نام ذیل کی تقریر نشر کی۔

گزشتہ چند دنوں سے مجھے پنجاب کے وحشتناک اور الم انگیز واقعات کی اطلاعات پہنچ رہی ہیں۔ مجھے مختلف ذرائع سے جو واقعات و حالات پنجاب کی صورت حال کے متعلق ہیں۔ ان کے پیش نظر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ پنجاب آ کر خود تمام حالات کا مطالعہ کروں۔ یہاں پہنچ کر میں نے اُن تمام ذرائع اور وسائل جو مجھے میسر آئے سے کام لے کر حالات و واقعات کی صحیح حالت معلوم کرنے کی کوشش کی بد قسمتی سے جو کچھ میں نے سنا تھا۔ جو کچھ مجھے بتایا گیا تھا ان میں سے بیشتر حد تک واقعات درست نکلے۔ میں اس وقت آپ سے انتہائی رنج و الم کے جذبات اور دکھے ہوئے دل کے ساتھ خطاب کر رہا ہوں۔ ان واقعات پر میرا دل خون رو رہا ہے۔ اور میری آنکھیں اشک ریز ہیں۔ لیکن صبر و تحمل اور ضبط و نظم سے کام لینا چاہیئے ہم نے پاکستان حاصل کر لیا۔

ہم نے پاکستان حاصل کر لیا ہے اور یقیناً حاصل کر لیا ہے۔ اور بغیر کسی خونریزی اور قتل و غارت کے ہم نے پاکستان حاصل کیا ہے۔ ہم نے اخلاقی بلندی۔ کوہ شکن عزم اور امن و آشتی سے پاکستان حاصل کیا ہے۔ اور قلم کی طاقت سے پاکستان حاصل کیا ہے۔ قلم کی طاقت تلوار کی دھار کی تیزی سے کم نہیں۔ بشرطیکہ اس کا استعمال صحیح طور پر کیا جائے۔ اب ہمیں اس عظیم سلطنت کو مضبوط بنانا ہے۔ پاکستان کا قیام تاریخ عالم کا ایک اہم ترین واقعہ ہے۔ ہم نے جو اسلامی سٹیٹ قائم کی ہے۔ اس کی آزادی۔ اس کی ترقی۔ اس کے استحکام کو دشمن [illegible] کے واقعات متزلزل نہیں کر سکتے۔

برادران ملت و عزیزان قوم! کیا وحشت و بربریت۔ قتل و غارت۔ تباہی و بربادی سے ہم اس عظیم سلطنت کو تباہ کر دیں گے؟ کیا ایسی حرکات ہمیں کسی مقام پر لے جا سکیں گی؟ نہیں ہرگز نہیں۔ پاکستان ایک حقیقت روشن ہے۔ اس حقیقت کبریٰ کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ ہم اس عظیم مملکت کے مسائل کو آئین و ضبط۔ صبر و تحمل۔ انصاف و عدل سے حل کریں گے۔ ہم اس آزاد و خود مختار مملکت کو دنیا کی عظیم ترین ترقی یافتہ مملکت بنا دیں گے۔

انتہائی بے انصافی

ہندوستان قطعی اور آخری طور پر تقسیم ہو چکا ہے۔ اب اس پر کوئی چیز اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ اس عظیم آزاد مملکت کے ساتھ انتہائی بے انصافی کی گئی ہے۔ اسے نقصان پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی گئی۔ اس کی سرحدات کو جس قدر کم کیا جا سکتا تھا۔ کم کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاقہ میں جس قدر کمی کی جا سکتی تھی۔ کر دی گئی ہے۔ حد بندی کمیشن کا ایوارڈ نا انصافی پر ہی مبنی ہے۔ اس ایوارڈ کو آئینی نہیں کہا جا سکتا۔ منصفانہ قرار نہیں دیا جا سکتا بلکہ یہ ایوارڈ بدنیتی کا آئینہ دار ہے آئینی نہیں بلکہ سیاسی ہی لوٹے ہوئے ہیں۔ لیکن ہم اسے تسلیم کر چکے ہیں۔ ہم نے اسے مان لیا ہے۔ ہم مجبور کر دیئے گئے ہیں۔ کہ اس فیصلہ کو مانیں۔ تسلیم کریں۔ اس پر عمل کریں۔ ایک باعزت قوم کی حیثیت سے ہم اس ایوارڈ کے پابند ہیں۔ یہ ہماری بد قسمتی ہے لیکن ہمیں ایک بہادر۔ غیور اور بلند اخلاق قوم کی طرح اپنے عہد کا پاس کرنا ہے۔ ہمیں امید اور بھروسے کے ساتھ خداوند کریم کی ذات اقدس پر کامل و اکمل اعتماد و ایمان کے ساتھ ہر مصیبت۔ ہر طوفان۔ ہر تکلیف کا خندہ پیشانی اور بہادری سے مقابلہ کرنا چاہیئے امید و اعتماد کے دامن کو کسی صورت میں بھی ہاتھوں سے نہیں چھوڑنا چاہیئے۔

تعمیر پاکستان میں مصروف ہو جاؤ

اب ہمیں اپنی عظیم قوم اور آزاد و خود مختار مملکت کی تعمیر میں مصروف ہو جانا چاہیئے۔ یہ عظیم مملکت دنیائے اسلام کی سب سے بڑی مملکت ہی نہیں۔ بلکہ دنیا کی پانچویں بڑی طاقت ہے۔ وقت بدل چکا ہے حالات تبدیل ہو چکے ہیں۔ آپ آزاد ہو

مطالب القرآن شریف

(گزشتہ سے پیوستہ)

خوب جانتا ہے۔ جو راہ راست پر ہیں۔ (۷) تو تم تکذیب کرنے والوں کا کہا نہ ماننو۔ (۸) یہ لوگ چاہتے ہیں۔ کہ (مذمت بت پرستی میں) تم نرمی اختیار کرو تو یہ بھی نرم ہو جائیں (۹) اور کسی ایسے شخص کے کہے میں نہ آجانا جو بہت قسمیں کھانے والا ذلیل اوقات ہے۔ (۱۰) طعن آمیز اشارتیں کرنے والا (ادھر کی اُدھر اُدھر کی ادھر) چغلیاں لگانے والا ہے (۱۱) مال میں بخل کرنے والا حد سے بڑھا ہوا بدکردار ہے (۱۲) بدخو اور ان سب کے علاوہ بدذات (بدی میں مشہور) ہے۔ (۱۳)۔

سورۂ مزمل

شروع خدا کا نام لیکر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اے (محمدؐ) جو چادر لپیٹے پڑے ہو (۱) رات کو (نماز تہجد میں) قیام کیا کرو مگر (تمام شب نہیں بلکہ) تھوڑی سی رات (۲) یعنی آدھی یا اس سے کچھ کم (۳) یا کچھ زیادہ۔ اور قرآن ٹھیر ٹھیر کر پڑھا کرو۔ (۴) ہم عنقریب تم پر ایک وزن دار بات نازل کریں گے۔ (۵) کچھ شک نہیں۔ کہ رات کا اٹھنا نفس بہیمی کو سخت پامال کرتا ہے۔ اور اس وقت ذکر بھی بہت درست ہوتا ہے (۶) اور دن کو تو تمہیں اور بہت سے شغل ہوتے ہیں۔ (۷) تو خدا کے نام کا ذکر کیا کرو۔ اور ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ (۸) وہی مشرق اور مغرب کا مالک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو اسی کو اپنا کارساز سمجھو۔ (۹) اور جو جو دل آزار باتیں یہ لوگ کہتے ہیں۔ ان کو برداشت کرو۔ اور اچھے طریقہ سے ان سے کنارہ کش رہو۔ (۱۰) تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ تم اور ایک جماعت جو تمہارے ساتھ ہے کبھی دو تہائی رات کے قریب اور کبھی نصف شب اور کبھی تہائی رات قیام کیا کرتے ہو۔ اور خدا جو رات اور دن کا اندازہ رکھتا ہے۔ اس نے معلوم کیا کہ تم اس کو نباہ نہ سکو گے۔ تو اس نے تم پر مہربانی کی۔ پس جتنا قرآن آسانی سے پڑھ سکو اتنا پڑھ لیا کرو۔ اس نے جانا کہ تم میں بعض بیمار بھی ہوتے ہیں اور بعض خدا کے فضل (یعنی معاش) کی تلاش میں ملک میں سفر کرتے ہیں اور بعض خدا کی راہ میں لڑائی کرتے ہیں۔ تو جتنا آسانی سے پڑھ سکو اتنا قرآن پڑھ لیا کرو۔ اور جو عمل نیک تم اپنے لئے آگے بھیجو گے اس کو خدا کے ہاں بہتر اور صلے میں بزرگ تر پاؤ گے۔ اور خدا سے بخشش مانگتے رہو۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے (۲۰)۔

سورۂ مدثر

شروع خدا کا نام لیکر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے جو کپڑا لپیٹے ہوئے پڑے ہو (محمد! صلی اللہ علیہ وسلم) (۱) اٹھو اور ڈر سناؤ (۲) اور اپنے پروردگار کی بڑائیاں کرو (۳) اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو (۴) اور ناپاکی سے دور رہو (۵) اور (اس نیت سے) احسان نہ کرو۔ کہ (اس سے) زیادہ کے طالب ہو۔ (۶) اور خدا کے لئے صبر کرو۔ (۷)

سورۂ دہر

شروع خدا کا نام لیکر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

جو لوگ نیکوکار ہیں وہ (بہشتوں میں ایسی شراب کے) ساغر پیئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی (۵) وہ ایک چشمہ ہوگا جس میں سے خدا کے (مقرب) بندے پیا کریں گے۔ اور اس میں سے (چھوٹی چھوٹی) نہریں نکال لینگے (۶) یہ وہ بندے ہیں جو نذریں پوری کرتے ہیں۔ اور اس دن سے جس کی سختی سب پر ظاہر ہو رہی ہوگی ڈرتے ہیں۔ (۷) اور باوجود عزیز رکھنے کے محتاجوں یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں۔ (۸) اور ان سے کہتے ہیں کہ (بھائیو) ہم تم کو محض خدا کے لئے کھلاتے ہیں اور تم

مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کیساتھ کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے

۱۔ فیروزپور۔ جالندھر۔ لدھیانہ۔ امرتسر۔ گورداسپور کے شہروں پر ۱۵؍اگست کی رات کو منظم حملے شروع کئے گئے۔ ۲۔ مسلمان پولیس سے ہتھیار واپس لے لئے گئے۔ جس سپاہی نے ہتھیار دینے سے انکار کیا اسے گولی ماردی گئی۔ ۳۔ بونڈری فورس کے سکھ اور ڈوگرہ سپاہیوں اور مشرقی پنجاب کی پولیس اور مجسٹریٹوں نے حملوں کی قیادت کی۔ اور اپنے ہاتھوں سے مسلمانوں کو گولیوں کا نشانہ بنادیا۔ ۴۔ اس گہری سازش میں معمولی سپاہی سے لیکر انسپکٹر جنرل پولیس تک نے حصہ لیا۔ اور مشرقی پنجاب کے وزیر داخلہ سورن سنگھ کے اشارہ پر یہ قتل عام ہوا۔ ۵۔ مسلمان عورتوں کو برہنہ کرکے نچایا گیا۔ اغوا کیا گیا۔ عصمت لوٹی گئی۔ اور ہندو اور سکھ بنا لیا گیا۔ ۶۔ دیہات اور شہروں کو لوٹ کر آگ لگادی گئی۔ بچوں کی آنکھیں اور ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ عورتوں کی چھاتیاں۔ ہونٹ، ناک اور کان کاٹے گئے۔ ۷۔ مشرقی پنجاب میں دو لاکھ مسلمانوں کو شہید اور زخمی کر دیا گیا۔ ۸۔ پرامن نہتے قافلوں پر گولیاں چلائی گئیں اور انہیں قتل کیا گیا۔ ۹۔ گارڈ لیول پر کٹے گئے۔ پٹیالہ۔ نابھہ۔ فریدکوٹ اور جیند کی سکھ ریاستوں کی پولیس اور فوج نے اس میں حصہ لیا۔ ۱۰۔ ڈاکٹر گوپی چند بھارگو وزیر اعظم مشرقی پنجاب۔ سورن سنگھ وزیر داخلہ مشرقی پنجاب اور چند ولال ترویدی گورنر مشرقی پنجاب اب تک اپنے بیانات میں وحشیانہ اور بہیمانہ مظالم کی مذمت نہیں کی۔ ۱۱۔ حقیقت یہ ہے کہ مشرقی پنجاب کے دو لاکھ مسلمانوں کا خون پوری مشرقی پنجاب کی حکومت پر ہے۔ جس کے ادنے ملازم سے لے کر بڑے سے بڑے افسر تک نے اس قتل و غارت میں حصہ لیا۔

پنڈت نہرو۔ چند ولال ترویدی ان حقائق کی تردید کر سکتے ہیں

مغربی پنجاب میں ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے

۱۔ مغربی پنجاب کے تمام اضلاع میں ہندوؤں اور سکھوں کے جان و مال حفاظت میں ہیں۔ کسی ضلع گاؤں اور تحصیل میں مشرقی پنجاب کی طرح غیر مسلموں کے قتل عام کا ایک واقع بھی پیش نہیں کیا جا سکتا۔ ۲۔ مغربی پنجاب میں ابھی تک ہندو اور سکھ پولیس کے افسروں اور سپاہیوں سے ہتھیار واپس نہیں لئے گئے۔ اور اکثر تھانوں میں ابھی تک سکھ اور ہندو انچارج کام کر رہے ہیں۔ ۳۔ بونڈری فورس کے سکھ اور ڈوگرہ سپاہیوں نے مغربی پنجاب کے اکثر شہروں میں مسلمانوں پر گولیاں برسائیں۔ مغربی پنجاب کی پاکستانی حکومت نے اسے امن کے لئے ضروری خیال کرتے ہوئے قطعاً احتجاج نہیں کیا۔ ۴۔ خان قربان علی خان انسپکٹر جنرل پولیس مغربی پنجاب نے متعدد سپاہیوں۔ حوالداروں اور سب انسپکٹروں کو معمولی تساہل برتنے پر بھی موقوف کر دیا۔ حالانکہ اس تساہل کی وجہ سے کسی ہندو اور سکھ کے جان و مال کو نقصان نہیں پہنچا تھا۔ ۵۔ مغربی پنجاب میں ہندوؤں اور سکھوں پر اکے دُکے حملوں کے سوا۔ ایک بڑا اجتماعی حملہ بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ مغربی پنجاب میں مسلم لیگی حکومت نے انتظامات میں منٹگمری۔ لائل پور۔ لاہور۔ اوڈیشنوپورہ جھنگ اور گجرات میں اب بھی ہندو اور سکھ آزادانہ پھر رہے ہیں اور اپنا کاروبار کر رہے ہیں۔ ۶۔ مغربی پنجاب کے وزیر اعظم خان افتخار حسین خان۔ سردار شوکت حیات خان اور میاں ممتاز دولتانہ نے مغربی پنجاب کے شہروں کا دورہ کرکے مسلمانوں کو پرامن رہنے اور اقلیتوں کی حفاظت کرنے کی تلقین کی اور اگر کسی مقام پر مسلمانوں نے زیادتی کی تو اس کی مذمت کی اور ملزموں کو کڑی سزا دی۔

سندھ میں کوئلے لوہے اور پٹرول کے بھاری ذخائر موجود

ڈاکٹر ایس۔ پی۔ جیلانی کا بیان

کراچی۔ سندھ میں صنعتی ترقی کے متعلق تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر ایس۔ پی۔ جیلانی نے کہا کہ سندھ میں کوئلے۔ لوہے اور پٹرولیم کا بھاری ذخائر موجود ہیں ان مخفی خزانوں کو جب منظر عام پر لایا جائے گا۔ تو سندھ دنیا کا متمول ترین ملک ہوگا۔ آپ نے تاریخی اور جغرافیائی ریکارڈ سے ثابت کیا۔ کہ سندھ میں بارانی۔ سلک۔ اون۔ سیمنٹ وغیرہ کی صنعتیں ترقی کر سکتی ہیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ہائیڈرو الیکٹرک پاورز اسٹیشن قائم کیا جائے گا۔ تاکہ سندھ کی صنعت کو زیادہ سے زیادہ ترقی دی جاسکے۔ (ا۔پ)

تو پاک باش برادر مدار از کس باک — زنند جامۂ ناپاک گازران بر سنگ

پیسہ اخبار لاہور

قیمت سالانہ چار روپے (للعہ) حجازی برقی پریس نولکھا لاہور میں چھپوا کر میاں عبدالمجید صاحب پرنٹر و پبلشر نے دفتر پیسہ اخبار لاہور سے شائع کیا۔

نمبر ۳۳ | ۳؍ستمبر ۱۹۴۷ء | جلد ۶۱

پاکستان کی آزادی

امید کی جاتی تھی۔ کہ پاکستان مسلمانوں کے لئے فلاح و بہبود لیکر آئے گا۔ اور مسلمان ہندو غلبہ سے آزاد ہو کر آزادی کی زندگی بسر کریں گے۔ لیکن یہ بجائے آزادی کے قتل و غارت مسلمانوں کے لئے لیکر آیا ہے۔ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں میں سے چھ کروڑ پاکستان میں اور چار کروڑ ہندوستان میں گئے ہیں۔

۱۵؍اگست کے بعد پاکستان کے سرحدی علاقوں میں ہندو اور سکھوں نے جو سکھا شاہی مچائی ہے۔ وہ ایک دردناک داستان ہے۔ بونڈری فورس کے بہانے سے ڈوگرہ۔ سکھ اور ہندو فوجوں نے اس علاقہ کے نہتے مسلمانوں کو ایسی بُری طرح اُڑایا ہے۔ کہ تین چار لاکھ مسلمان اپنے گھربار اور جائدادیں اور کاروبار لگی ہوئی فصلیں چھوڑ کر جان بچا کر پاکستان آچکے ہیں۔ ان مصیبت زدہ لوگوں کی مصیبت جو آنکھوں نے دیکھی ہے۔ وہ زبان قلم بیان نہیں کر سکتی۔ ماؤنٹ بیٹن اور پنڈت نہرو کی حکومت نے مسلمانوں کی تباہی پر کوئی توجہ نہیں کی باوجودیکہ پاکستانی حکومت نے پنڈت نہرو کی حکومت کو انصاف اور انسانیت کے نام پر پرامن رہنے کی بار بار اپیلیں کیں۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ ہندو ہندوستان کی حکومت سے مسلمانوں کو نکال نہیں دے سکتے۔ اور اگر انہوں نے اس جارحانہ کارروائی کو ختم نہ کیا۔ تو دس فی صدی ہندو آبادی جو پاکستان کے رقبہ میں آباد ہے۔ اس سے بھی وہی سلوک کیا جائے گا۔ جو ہندوستان میں مسلمانوں سے یہ لوگ روا رکھیں گے اگر ہندوؤں نے امن نہ کیا۔ تو ہم سمجھیں گے کہ وہ آزادی حاصل کرنے کے بعد اس کو قائم رکھنا نہیں چاہتے۔ پہلے ہی ان کی منظم بدامنی کی وجہ سے امرتسر تباہ ہو چکا ہے۔ ہزارہا بے گناہ مرد اور عورتیں اور بچے موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں۔

ہزارہا من غلہ مسلمانوں کے گھروں سے سکھ غنڈوں نے لوٹ لیا ہے۔ اور مسلمانوں کو خاک سیاہ کر کے ان کے گاؤں سے نکال دیا ہے۔ مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے یہ ایک بہت بڑا سبق ہے۔ اگر مسلمانوں نے اپنے آپ کو سرحدی علاقوں میں منظم نہ کیا۔ تو ان کا اس سے بہت زیادہ نقصان ہوگا۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس آنے والی مصیبت کو بہادری سے برداشت کریں۔ اور جب تک ان کے بدن میں جان ہے کسی بے گناہ کا خون نہ ہونے دیں۔ ہر گاؤں میں پاکستان کا جھنڈا بلند کریں۔ اور ہر گھر سے پاکستان زندہ باد کا نعرہ بلند ہو اور جس جگہ کسی ایک شخص کی جان بھی خطرہ میں ہو اسے بچانے کی منظم کوشش کریں۔ اور کسی شخص کو بھوکا نہ مرنے دیں۔ مکانات پھر تعمیر ہو جائیں گے۔ فصلیں پھر پیدا ہو جائیں گی۔ مگر جانی نقصان کی تلافی نہ ہو سکے گی۔ ہمیں پناہ گزینوں کے مصائب میں پوری پوری ہمدردی ہے۔ حکومت ان کی امداد کے لئے ہر ممکن سعی کر رہی ہے مگر جن لوگوں کو تکلیف ہوا وہ اس کا ازالہ نہ کر سکتے ہوں۔ ہمیں لکھ کہ بھیجیں ہم حتی المقدور ان کی امداد اور رہنمائی کریں گے۔ لوگوں کو جان لینا چاہیئے کہ ابھی انقلابی دور گزرا نہیں ہے۔ حقیقی انقلاب جب تک پیدا نہ کیا جائے گا۔ ہمیں امن کی نیند نہیں آسکتی۔ ہمیں اپنی رہنمائی کے لئے مخصوص راستہ تجویز کرنا ہے۔ جس پر چل کر ہم خود اپنے لئے سوشل اقتصادی اور تعلیمی راستہ بنا سکیں۔ ہمیں ٹال مٹول اور چلنے دو کی پالیسی چھوڑ کر مخصوص راستہ فوراً اختیار کرنا پڑے گا۔ اس لئے ہمیں اپنا نصب العین از سر نو تجویز کرنا چاہیئے۔ آزادی حاصل کرنے کا پروگرام ختم ہو چکا ہے اب ہمارے سامنے تعمیری کام ہے۔ ہم نے پاکستان کو زندہ اور روشن بنانا ہے۔

پاکستان ہمارا گھر ہے۔ اس کا تمام انتظام ہمیں خود کرنا ہے۔ اب ہمیں چاہیئے۔ کہ اقلیتوں کی کماحقہ حفاظت کریں۔ تاکہ ملک میں امن و آشتی کا پھر دور دورہ ہو ملک میں اس وقت جو بلیک مارکیٹ اور دیگر ہلاکت خیز واقعات ہو رہے ہیں ان کو ختم کر دینا چاہیئے۔ تاکہ آزاد پاکستان میں ہر کس و ناکس پیٹ بھر کر کھانا کھا سکے۔ بونڈری کمیشن نے ہمارے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ ہمیں اس کا فیصلہ بزور منوایا گیا ہے۔ بونڈری فورس کے ججوں نے پاکستان کے ساتھ دھوکا اور بے انصافی کی ہے۔ لیکن باوجود ان سب باتوں کے اور سب واقعات کے ہمیں اس امر کی تسلی ہے کہ ہمیں ہمیشہ کے لئے آزادی مل گئی ہے اور پاکستان دنیا کی پانچویں سب سے بڑی حکومت ہے۔ "پاکستان زندہ باد"۔

مشرقی پنجاب

۱۵؍اگست مشرقی پنجاب کی مغربی سرحد پر کوئی قانون نہیں رہا۔ کوئی حکومت نہیں رہی۔ کوئی انتظام نہیں رہا۔ امن ایک بھولا ہوا افسانہ بن رہا ہے سلامتی کا نام تک نہیں۔ ہزاروں منظم بلوائی فوجی طریقہ سے مسلح ہو کر سرحد کے دیہاتوں پر حملے کر رہے ہیں مسلمانوں سے وحشیانہ سلوک کیا جا رہا ہے۔ بچوں اور عورتوں سے خصوصیت سے وحشیانہ سلوک کیا جاتا ہے۔ پولیس والے بے دست و پا ہو چکے ہیں۔ پنجاب میں اگر کوئی مضبوط حاکم اور تجربہ کار لوگ ہوتے تو مسلمانوں کو آج یہ دن دیکھنے نہ پڑتے۔ خدا کا شکر ہے کہ آج ایک غیر ذمہ دار عہد ختم ہو گیا ہے۔ اور پاکستان کی حکومت کو موقع ملا ہے۔ کہ وہ اپنے آدمیوں کو پناہ میں لے۔ پاکستانی حکومت کو چاہیئے کہ فوراً سرحد پر زیادہ سے زیادہ مسلمان فوج مقرر کر دے۔ تاکہ جو لوگ بچے کھچے ہیں۔ ان کا مزید نقصان نہ ہو۔ اور عوام کی حفاظت جائز طریقہ سے ہو سکے حکومت کو چاہیئے کہ عورتوں اور بچوں کو بچانے کے لئے خاص انتظام کرے۔ اور جو لوگ عورتوں کو بھگا لے گئے ہیں ان کو گرفتار کر کے عورتوں کو بچایا جائے

پاکستانی جھنڈا

۱۵؍اگست کو تمام پاکستان کے علاقہ میں سرکاری اور غیر سرکاری عمارتوں پر یہ پاکستانی جھنڈا بڑی شان سے لہرایا گیا۔



لکیروں والا حصہ سفید باقی سبز رنگ کا ہے۔

اس پرچم کو سرکاری طور پر بلند کرنے کے بعد باقاعدہ طور سے سلامی دی گئی۔ لاہور میں بھی جھنڈے کو سلامی کی رسم ادا کی گئی اور بتایا گیا۔ کہ یہ جھنڈا پاکستان کی قومی سیاسی اور معاشی ترقی کا ضامن ہوگا تمام دنیا کی سلطنتوں نے حکومت پاکستان کے نام مبارکباد کے پیغام بھیجے ہیں۔

چار ہفتے کی غیر حاضری

ماہ اگست میں صرف پہلے ہفتے کی اشاعت شائع ہوئی تھی۔ کہ لاہور میں حالات بگڑ گئے۔ پیسہ اخبار۔ پنجاب نیشنل پریس لاہور میں طبع ہوتا تھا۔ پنجاب نیشنل پریس کے کارکنوں نے ہماری دوسرے ہفتے کی کاپیاں وصول کر کے رکھ لیں۔ مگر ان کو طبع کرنا نصیب نہ ہوا۔ ۱۳؍اگست کو حالات حد سے زیادہ بگڑ گئے بازار بند ہو گیا۔ پیسہ اخبار کا پوسٹ آفس جلا کر راکھ کر دیا گیا۔ لاہور میں سینکڑوں مکان جل کر راکھ ہو گئے۔ کئی لوگ اس وحشتناک نظارہ کو دیکھ کر بھاگ گئے۔ تین ہفتہ تک متواتر شہر میں وحشت طاری رہی۔ کوئی اخبار طبع نہ ہوا۔ ہندو اخبارات اور ہندو پریس تا حال بند ہیں۔ ہم نے آخر ایک نیا ڈکلریشن داخل کر کے پیسہ اخبار کو ایک جدید پریس میں طباعت کی اجازت حاصل کی۔ ڈاک خانہ والوں سے پوسٹنگ کے لئے ڈاک خانہ کا انتظام کروایا۔ امید ہے۔ کہ اگر حالات خراب نہ ہوئے تو پیسہ اخبار حسب سابق ناظرین کی خدمت میں حاضر ہوتا رہے گا۔ ہم نے بحالت مجبوری یہ ناغہ کیا ہے۔ امید ہے قارئین معاف فرماویں گے۔

سندھ میں مسلمان پناہ گزینوں کو آباد کیا جائیگا

کراچی ۲۹؍اگست حکومت سندھ نے اقلیت کے صوبوں سے آنے والے مسلمانوں کے لئے ایک ریلیف کیمپ کراچی میں قائم کیا ہے۔ جس میں ان مسلمانوں کو رکھا جائے گا۔ حکومت سندھ نے اس سلسلہ میں ایک ریلیف کیمپ میں ایک دفتر اطلاعات بھی اسٹیشن پر قائم کر دیا ہے۔ اور پناہ گزینوں کی امداد کے وسیع انتظامات کر رہی ہے۔ جس کی تفصیلات کا جلد اعلان کیا جائیگا۔

چھ سرحدی اضلاع کی بربادی

پاکستان دستور ساز اسمبلی کے لئے سکھوں کے دو نمائندے منتخب ہو چکے ہیں۔ پہلے تو سکھوں کے لیڈروں نے فیصلہ کیا تھا۔ کہ ہم مسلمانوں کی دستور ساز اسمبلی میں شرکت نہیں کریں گے۔ جب یہ فیصلہ کیا گیا تھا۔ سکھوں کی وحشت پوری طرح بے نقاب نہ ہوئی تھی۔ ہمیں افسوس ہوا کہ دماغ باختہ اقلیت کے دیوانے لیڈروں نے غلط راہ کیوں اختیار کی؟ مگر سکھ لیڈروں سے معقولیت کی توقع ہی کب ہو سکتی ہے۔ وہ ہمیشہ الٹی چال ہی چلا کرتے ہیں۔ ان کا دماغ ہی الٹا نہیں فطرت بھی الٹی ہے۔ اگر ان کی کھوپری میں راکھ نہ بھری ہوتی تو سوچتے جب ہندو پاکستان اسمبلی میں شرکت کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ تو سکھوں کی حیثیت ہی کیا ہے؟ ہندو ہندوستان کی سب سے بڑی قوم ہے اور اس کے لیڈر سیاست دان دور اندیش ہیں۔ مگر گیانی کرتار سنگھ میں سکھیت زیادہ ہے اور انسانیت کم ہے اور تارا سنگھ کے پاپوش بردار کا انسانیت سے واسطہ بھی کیا ہو سکتا ہے۔ بایں ہمہ سکھ سکھ ہی ہوتا ہے۔ مشرقی پنجاب کے چھ اضلاع میں جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے۔ اس کے پیش نظر جو شخص کسی سکھ لیڈر کو انسان سمجھتا ہے۔ اس کی انسانیت بھی قابل تسلیم نہیں ہو سکتی۔ پھر ان کے فیصلوں پر اعتماد کیسے ہو سکتا ہے؟ چنانچہ اعلان کیا گیا ہے سکھوں نے پاکستان اسمبلی میں شامل ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ چھ اضلاع کے کثیر التعداد مسلمان مردوں۔ عورتوں اور بچوں کو ایذا دے کر ذبح کیا گیا؟ مسلمات کا تقدس خاک میں ملایا گیا؟ نوجوان لڑکیوں کو اغوا کیا گیا پھر انہیں یا سکھ بنایا گیا یا برہنہ ناچ کرنے کے لئے مجبور کیا گیا؟ مشرقی پنجاب کے مغربی حصے کو اسلام اور مسلمانوں سے بالکل محروم کیا گیا۔ کیا اب اسی کام کی اجرت میں مسلمانوں سے آئینی تعاون حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کیا قتل ڈاکے اور آبرو ریزی کی اجرت بھی مانگی جا سکتی ہے؟ سکھ لیڈروں کو معلوم ہونا چاہئیے۔ مسلمان بھیڑیوں سے مصالحت کر سکتا ہے۔ سانپوں کو دوست بنا سکتا ہے۔ مگر کسی سکھ لیڈر کو منہ تک نہیں لگا سکتا۔ کیونکہ سکھ بھیڑیئے سے زیادہ خونخوار بچھو سے زیادہ نیش زن اور سانپ سے بڑھ کر زہریلا ثابت ہو چکا ہے۔ سکھ لیڈروں کو سوچنا چاہئیے۔ کیا انسان بھی بھیڑیوں سے مل کر کسی آزاد ملک کا دستور بنا سکتے ہیں؟ اگر بتائیں تو سکھ کسی ملک کا مستقبل خوشگوار بنا سکے گا؟

ہمیں حضرت قائد اعظم اور دوسرے مسلم لیگی لیڈروں کی حد سے بڑھی ہوئی رواداری اور اقلیت نوازی کا احساس ہے۔ لیکن ہم ان کی غلط فہمی کا ازالہ نہ کریں تو انتہائی فرض ناشناسی ہوگی۔ اسی فرض شناسی کی بنا پر ہم عرض کئے دیتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی رائے عامہ کا تقاضا یہ ہے۔ کہ مغربی پنجاب ایسا کوئی دستور نہیں مانے گا۔ جس میں سکھوں کا برائے نام مشورہ بھی شامل ہو گا۔ سکھ نمائندے آئینی طور پر پاکستان اسمبلی میں شامل ہونے کے مستحق ہیں۔ تو انہیں شوق سے شامل کر لیجئے۔ لیکن انہیں لب کشائی کی اجازت نہ دی جائے۔ ورنہ دستور ساز اسمبلی کا بنا بنایا دستور طاق پر پڑا رہ جائے گا۔

پنجاب کی پاکستان گورنمنٹ کا مستحسن اقدام

پناہ گزینوں کے بارے میں اطلاعات کا دفتر کھول دیا گیا

امے۔ آر۔ پی بیشن بنک آف انڈیا کی عمارت میں جو پناہ گزینوں کے بارے میں اطلاع کے لئے حکومت پنجاب پاکستان کی طرف سے ایک دفتر کھولا گیا ہے۔ اس دفتر میں صبح کے ۷ بجے سے نیکر رات کے چھ بجے تک پناہ گزینوں کی روانگی اور لڑکوں کی آمد و رفت کے متعلق تمام اطلاعات مہیا کی جاتی ہیں۔ اس دفتر میں میجر ساقی صاحب اور مسٹر محمد سرور صاحب نگران کار مقرر ہوئے ہیں۔ میجر ساقی اور مسٹر محمد سرور صاحب کا ٹیلیفون نمبر ۳۸۱۴ ہے اور جنرل ٹیلیفون نمبر ۲۰۴۳ ہے۔ میجر ساقی اور محمد سرور صاحب آٹھ بجے صبح سے نیکر رات کے چھ بجے تک مہاجرین کے لڑکوں کے لانے اور لے جانے کے بارے میں اطلاعات بہم پہنچانے کا کام کر رہے ہیں۔ یہ ہمدرد اصحاب حکومت کی طرف سے ہر قسم کی اطلاع بہم پہنچانے کے مجاز ہوں گے۔ جو اصحاب پرائیویٹ لاریاں اور موٹریں لے جانا چاہیں۔ اور اس کا پرمٹ حاصل کرنے کے لئے پروفیسر رفیق صاحب اور شیخ ممتاز حسن صاحب مقرر ہوئے۔

انفرادی پرمٹ دینے کا کام مسٹر ساقی اور مسٹر محمد سرور صاحب سے متعلق ہے۔ مہاجرین کے قافلے کی روانگی اور اس کی تربیت کا کام مسٹر راشد ملہ۔ چوہدری علی اکبر اور ڈاکٹر جہانگیر خاں سے متعلق ہے۔ یہ اصحاب ہر قسم کی معلومات بہم پہنچائیں گے۔

پیسہ اخبار میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے۔ (مینیجر)

ناول

اورنگ زیب عالمگیر!!

حصہ اول	[illegible]	روروپے
حصہ دوم	[illegible]	دوروپے
حصہ سوم	[illegible]	دوروپے

یعنی مکمل ناول آج کتابی صورت میں تیار ہو گیا ہے ناظرین میں سے جو صاحب اس کو مکمل طور سے مطالعہ کرنا چاہیں۔ منگالیں۔ ہمارا آئندہ ماہ کا ناول دکن کے چار چاند ہو گا۔ جو بڑا دلچسپ ہے اور پڑھنے کے لائق ہے۔

المشتہر

مینیجر پیسہ اخبار لاہور

۳۔اپ ٹرین پر ریاست جیند میں سکھوں نے پھر حملہ کیا

مسلمانوں کا قتل عام۔ زخمیوں سے بھرے ہوئے چار ڈبے لاہور پہنچے

لاہور ۲۸ اگست۔ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ۳۔اپ ٹرین پر مودہ کے ریلوے اسٹیشن پر پھر حملہ کیا گیا۔ اور مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا۔ اس ٹرین کو کل صبح ساڑھے آٹھ بجے لاہور پہنچنا تھا۔ لیکن یہ گاڑی رات کے ۱۲ بجے لاہور پہنچی۔ یعنی یہ گاڑی دس بارہ گھنٹے لیٹ آئی۔ جب یہ گاڑی لاہور پہنچی تو انجن کے ساتھ والے چار ڈبے زخمی عورتوں، بچوں اور مردوں سے بھرے ہوئے تھے۔ ان سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مودہ اسٹیشن پر جہاں کہ پہلے بھی گاڑیوں کو روک کر مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا ہے۔ اس گاڑی کو روک لیا گیا۔ اور مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا۔ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ کس قدر مسلمان شہید ہوئے۔ زخمیوں کی حالت سخت خراب تھی۔

حکومت افغانستان کیساتھ خان برادران کی گہری سازباز

خان برادران کا ایجنٹ عاشق احمدادی گرفتار کرلیا گیا !!!

پشاور ۲۹ اگست معلوم ہوا ہے۔ کہ ڈاکٹر خان صاحب سابق وزیر اعظم سرحد کے خاص مکتوب اور بعض ضروری اور اہم دستاویزات لے کر ایک شخص عاشق احمدادی افغانستان جا رہا تھا۔ کہ اُسے خبر ایجنسی نے گرفتار کر لیا۔ اس کے قبضہ سے نہایت اہم دستاویزات برآمد ہوئی ہیں۔ جن سے خان برادران اور افغانستان کے سازباز پر روشنی پڑتی ہے معلوم ہوا ہے۔ خان برادران نے پٹھانستان کا پراپیگنڈہ کرنے کے لئے اور ایجنٹ بھی افغانستان بھیجے تھے۔ اہم واقعات کے انکشاف کی توقع ہے۔

پنجاب باؤنڈری فورس کو فوراً اٹھا لیا جائے

پنجاب باؤنڈری فورس کے ڈوگرہ۔ گورکھا اور سکھ سپاہیوں نے مشرقی پنجاب میں جو انسانیت سوز مظالم ڈھائے ہیں۔ جس وحشت اور بربریت اور درندگی کا ثبوت دیا ہے کسے مسلمان کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ پنجاب باؤنڈری فورس کا مقصد امن قائم کرنا تھا۔ غریبوں بے کسوں اور پرامن شہریوں کی جان و مال کی حفاظت کرنا تھا۔ لیکن یہ محافظ ہی بھیڑیئے بن گئے ہمارے پاس ایسے ثبوت موجود ہیں۔ باؤنڈری فورس کے ڈوگروں۔ سکھوں اور

گورکھوں نے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی ۔ مسلمان قائداعظم محمد علی جناح سے مطالبہ کرتے ہیں ۔ کہ پنجاب بونڈری فورس کو فوراً ہٹا لیا جائے ۔ اور پاکستان اور ہندوستان کی فوجیں اپنے اپنے علاقوں کا نظم ونسق سنبھال لیں ۔ تاکہ دونوں حکومتیں ایک دوسرے سے اس قتل وغارت کا جواب طلب کر سکیں ۔

ہم مانتے ہیں کہ تم کانگرسی ہو ۔ لیکن ہو تو مسلمان

حملہ آوروں نے مولانا حبیب الرحمٰن کے بھتیجے کو گولی مار دی !

لدھیانہ ۲۹ اگست ۔ معلوم ہوا ہے ۔ کہ لدھیانہ شہر میں سکھوں نے حملے شروع کر دیئے ہیں ۔ اور مسلمانوں کا قتل عام جاری ہے ۔ گھروں کو لوٹا جا رہا ہے ۔ مکانوں کو آگ لگائی جا رہی ہے ۔ مولانا حبیب الرحمٰن نے جو مشہور کانگرسی لیڈر ہیں ۔ سردار بلدیو سنگھ ڈیفنس ممبر حکومت ہند سے ہاتھ جوڑ کر التجا کی کہ ہم مسلمانوں کو لدھیانہ سے نکل جانے دیں اور ڈیفنس ممبر سے یہ بھی کہا کہ مسلمان لدھیانہ سے کوئی چیز اپنے ساتھ نہیں لے جائیں گے ۔ سردار بلدیو سنگھ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا ۔ چنانچہ مولانا حبیب الرحمٰن اپنے بھتیجے کے ہمراہ واپس آ رہے تھے ۔ تو آپ کے بھتیجے پر حملہ کر دیا گیا ۔ اس نے بہتیرا کہا ۔ میں کانگرسی ہوں ۔ اس نے چھاتی پر کانگرسی جھنڈا بھی لگا رکھا تھا ۔ لیکن حملہ آوروں نے یہ کہا ۔ یہ درست ہے کہ تم کانگرسی ہو لیکن ہو تو مسلمان ۔ چنانچہ اسے گولی مار دی گئی ۔

ترمون پتن اور ڈیرہ بابا نانک کے پندرہ ہزار مسلمانوں کا قتل عام

مسلمانوں کے نہتے قافلوں پر وحشیوں کے حملے ۔ لڑکیوں کا اغوا

لاہور ۲۹ اگست ۔ مسٹر عبدالعلیم میاں کوٹ سے ایک قافلہ کے ہمراہ لاہور پہنچے ہیں ۔ آپ نے اپنے بیان میں نہایت دردناک واقعات بیان کئے ہیں ۔ آپ کا بیان ہے کہ تھانہ کلانور کے مسلمان دیہات ایک قافلہ کی صورت میں پاپیادہ ڈیرہ بابا نانک کی طرف روانہ ہوئے ۔ اس قافلے میں دو تین ہزار مسلمان مرد عورتیں اور بچے شامل تھے ۔ جب یہ قافلہ میاں کوٹ سے ایک میل آگے بڑھا ۔ تو ایک سو کے قریب مسلح سکھوں نے جن کے ساتھ پولیس بھی تھی ۔ قافلہ پر حملہ کر دیا ۔ اور لوٹ مار کی ۔ بہت سے ان درندوں کے ہاتھ آ بالے کر چلے گئے ۔ اور چند آدمیوں اور عورتوں کو قتل بھی کر دیا ۔ اس کے بعد قافلہ آگے کی طرف بڑھا ۔ ڈیرہ بابا نانک کے قریب پہنچنے تک اس قافلہ میں پانچ ہزار آدمی ہو گئے ۔ ڈیرہ بابا نانک سے دو میل کے فاصلہ پر دو ہزار کے قریب مسلح اور رائفل بردار سکھوں نے جن کے ساتھ ڈیرہ بابا نانک کا تھانیدار بندرا بن بھی شامل تھا حملہ کر دیا ۔ اور قتل عام شروع کر دی ۔ ایک ہزار سے زائد مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا ۔ تمام لڑکیوں اور نوجوان عورتوں کو چھین لیا گیا ۔ اکثر کے پستان کاٹ دیئے گئے ۔ کوئی ایک سو کے قریب لڑکیوں کو اپنے ساتھ لے گئے ۔ اس قافلہ پر دریائے راوی کے پار پہنچتے پہنچتے چھ حملے ہوئے ۔ میں بھی اس بدنصیب قافلہ کے ہمراہ تھا ۔ میرے خاندان کے افراد شہید ہوئے ۔ اور میری دو رشتہ دار لڑکیوں کو اغوا کر لیا گیا ۔ اس چار پانچ ہزار کے قافلے میں سے صرف دو ہزار آدمی پاکستانی علاقہ میں پہنچ سکے ۔ میری صرف ایک بچی بچی ہے ۔ جس کو لے کر میں لاہور پہنچا ہوں ۔ ترمون کے پتن پر پچاس ساٹھ ہزار مسلمان ہیں ان پر حملوں کا سلسلہ جاری ہے ۔ اس وقت تک بارہ ہزار مسلمان شہید ہو چکے ہیں ۔

(بقیہ تقریر صفحہ ۱ کالم ۴ سے آگے)

خود مختار قوم کے آزاد فرد ہیں ۔ اب ہر مسلمان مرد و زن کے لئے ترقی کی شاہراہیں کھلی ہیں ہر مسلمان مرد و زن خدا کا نام لے کر کمر ہمت باندھ کر بہادر ، غیور ، مجاہد اور سرفروش قوم کی طرح شب و روز انتھک ۔ مسلسل اور پیہم پاکستان کی تعمیر کرنا چاہیئے ۔ ایک ٹیم کی شکل میں کی صورت میں کام میں مصروف ہو جانا چاہیئے تاکہ آپ کی محنتوں سے پاکستان

فن تعمیر حیات

تمام ہی ساہوکار اور دولت کمانے والے ایسے ہی خوش نصیب نہیں ہوتے کہ انہیں یکساں صاف اور چمکتی ہوئی قوت باصرہ ہو ۔ جن میں یہ قوت باصرہ کم ہوتی ہے ان سے بڑے نقصان دہ غلطیاں ہو جاتی ہیں ۔ اور جن میں یہ قوت زیادہ ہوتی ہے ۔ ان سے ایسی غلطیاں نہیں ہوتیں ۔ کم قوت باصرہ والا اس لئے غلطی کرتا ہے ۔ کہ وہ مانی ہوئی بات کی غلط تعبیر کرتا ہے ۔ اور وہ اس کی ترکیب غلط کرتا ہے ۔ اس میں درست نظری کا میلان ہو سکتا ہے ۔ مگر وہ امور واقعہ اور حادثات کو اس طرح پکڑتا ہے ۔ کہ اس کو بالکل توڑ مروڑ کر دھر دیتا ہے ۔ ہم میں سے بہت کا یہی مدعا ہوتا ہے ۔ مثلاً کسی سیاسی فریق کی انتخاب میں خواہش کامیابی کو لو ۔ اس خواہش کا یہ میلان ہوتا ہے ۔ کہ ہر جزو شہادت کو کامیابی کے لئے موزوں سمجھا جاتا ہے ۔ لکشمی بدھ والے انسان کی بھی خواہشیں ہوتی ہیں ۔ لیکن وہ جب اہم اور بلا رو رعایت فیصلہ کرنا ہو تو ان کو فراموش کر دیتا ہے ۔

لکشمی بدھ انسان کی چوتھی صفت باطنی دانش ہے ۔ جس کو ذکاوت یا الہام بھی کہہ سکتے ہیں ۔ یہ وہ صفت ہے ۔ جس کے رو سے انسان اچانک بغیر سوچے کے بات کی تہ کو پہنچ کر مقصد حاصل کرے ۔ اس کا مدار تخیل پر نہیں بلکہ احساس پر ہوتا ہے ۔ اس میں منطق یا دلیل کو دخل نہیں ہوتا ۔ بلکہ دانش باطنی وہ عقل کراتی ہے ۔ جس سے کامیاب انجام کار ضرور حاصل ہو جاتی ہے ۔ اس میں ضمنی سوجھ کام کرتی ہے ۔ اس قسم کا تخیل جو ماہون عمل میں پر دخا سمجھا جا سکتا ہے ۔ لیکن بہت سی شہادت موجود ہے ۔ جس سے ثابت ہے ۔ کہ الہامی عمل نہ صرف ماہون بلکہ سود مند ہوتا ہے ۔ الہامی چمک سے انسان خود بخود وہ صورت اختیار کرتا ہے ۔ جس کا نتیجہ کامیابی ہوتا ہے ۔ باطنی دانش سے کامیابی کی خوشبو آتی ہے ۔ اور انسان اس کو پا لیتا ہے ۔

لکشمی بدھ انسان کی پانچویں صفت قوت تصفیہ ہے اس قوت کا عمل باطنی ذکاوت کی بنا پر ہمیشہ درست ہوتا ہے ۔ اس کا دماغ اس کی روشنی میں گتھی سلجھا لیتا ہے ۔ اور وہی کام کرتا ہے جس میں نفع اور فائدہ ہو ۔ روپیہ کمانے والے انسان کی چھٹی صفت دلیری ہے ۔ وہ جو کام کرتا ہے اس میں دلیرانہ ہاتھ ڈالتا ہے اور خطروں کا مقابلہ دلیری سے کرتا ہے ۔ وہ بلا خوف و خطر مشکلات کا مقابلہ کر کے ان پر فتح پا لیتا ہے ۔ یہ دلیری بوجہ باطنی ذکاوت خود بخود پیدا ہو جاتی ہے ایک ہی وقت میں ایک ہی طریقے سے جس طرح وہ دلیری کرتا ہے ۔ اور کوئی نہیں کرتا نقصان کا خوف ہر کام میں ہوتا ہے ۔ اور کام کرنے والوں کو یہ خطرہ اٹھانا پڑتا ہے ۔ اگر انسان یہ خطرہ نہ اٹھائے تو وہ پھر کسی کام کو ہاتھ نہیں لگا سکتا ۔ درست صحیح سائنس ہوتی تو پھر اس میں کبھی نقصان نہ ہوتا ۔ جب نقصان نہ ہوتا تو نفع بھی نہ ہوتا ۔ شک اور اشتباہ ہر کام میں رینگتا ہوا پیدا ہو جاتا ہے ۔ اور اسی شک کی بدولت ہم دلیری کو کام میں لاتے اور خطرہ نقصان کی زمین سے نفع کا خزانہ کھود کر نکال لیتے ہیں ۔ دولت کمانے والے انسان کی قوت باصرہ اور اس کی سمجھ انوکھی ہوتی ہے ۔ بہ نسبت اوروں کے زیادہ دور تک حقیقت میں پہنچ جاتا ہے اس کی دلیری دانائی کی ایک شکل ہے ۔

لاطینی زبان میں ایک مثل ہے ۔ کہ جنگ میں پہلے آنکھ کو شکست ہوتی ہے ۔ یہ بالکل سچ ہے ۔ جس وقت معمولی انسان کا دماغ یہ سمجھتا ہے ۔ کہ دیوالہ نکل گیا لینے کے کچھ باقی نہیں رہا ۔ تو دولت پیدا کرنے والا انسان مطمئن رہتا ہے ۔ اور انتظار کرتا ہے ۔ وہ جانتا ہے ۔ اور رہا جانتا اس کا کام ہے ۔ وہ بغیر جانے کام نہیں کرتا ۔ لیکن اکثر اسے تنہا کام کرنا پڑتا ہے ۔ اور تنہا جنگ کرنی بھی دلیری ضرور ہوتی ہے ۔ اور جب دوسرے لوگ جنگ سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں ۔ تو وہ تنہا رہ جاتا ہے ۔ دولت کمانے والے انسان کی دلیری کا رباز کی دلیری نہیں ہوتی ۔ جو بازی میں اپنا سب کچھ لگا دیتا ہے ۔ اس کا مقابلہ قسمت سے ہوتا ہے ۔ لیکن صرف اپنے فائدہ کے لئے اور دولت والے کی دلیری ابنائے جنس اور حکومت کے فائدے کے لئے ہوتی ہے ۔ دولت کمانے والے کی دلیری اور جواری کی دلیری میں فرق ہے ۔ کہا جا سکتا ہے کہ دولت والے دماغ کے آدمی کو لوگ پسند نہیں کرتے ۔

ممکن ہے کہ ایسا ہو ۔ لیکن راگیوں ۔ شاعروں ۔ ریاضی دانوں اور اور فنون میں بھی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں ۔ جن میں ایسی صفات ہیں ۔ کہ لوگ ان کو پسند نہیں کرتے ۔ اس میں شک نہیں کہ ماہران علم موسیقی ۔ مصور ۔ شعرا ۔ ادیب اور محدث بوجہ اپنی غیر معمولی قابلیت کے بڑی عزت کے مستحق ہیں ۔ اور ان کی فراخ قابلیت ان کے عیبوں کو چھپا دیتی ہے ۔ اور ان کو قابل معافی سمجھا جاتا ہے ۔ لیکن کمزوریوں کی اور تباہی کو ختم کرنے کا بھی رفاہ عام کے کام بھی کبھی فراموش نہیں کئے جا سکتے ۔ یہ لوگ اعلیٰ ہیں ۔ علم و ادب کے مربی ہیں ۔ (باقی پھر)

(بقیہ تقریر صفحہ ۶ سے آگے)

ایک مدت قلیل میں ہی دنیا کی عظیم ترقی یافتہ قوموں کی صف اول میں اپنی جگہ حاصل کر سکیں ۔ یہ تمہارے ہاتھ میں ہے کہ آپ اس نوزائیدہ اسلامی سلطنت کو اپنی قربانیوں ۔ محنتوں اور جانفشانیوں سے مستحکم ترین ملک ۔ مہذب اور ترقی یافتہ قوم بنا دیں ۔

دولت کے ذخائر اور وسائل کی فراوانی یہ آفتاب کی طرح روشن حقیقت ہے صداقت ہے ۔ سچائی ہے ۔ کہ پاکستان میں ذخائر دولت سے بھرپور ہے اس میں وسیع وسائل ہیں ۔ ذرائع ہیں ۔ وہ تمام چیزیں وہ تمام وسائل و ذرائع پاکستان میں موجود ہیں ۔ جو کسی قوم کی ترقی کامیابی ۔ ظفرمندی اور سربلندی کے لئے ضروری ہوتے ہیں ۔ اب یہ تمہارا کام ہے ۔ کہ آپ اس وسائل و ذرائع سے ان ذخائر قدرت ان مدفون خزانوں سے دیانتداری ۔ محنت صداقت شعاری اور بلندی ہمتی سے کام لیں ۔ انشاء اللہ خدا کا فضل و کرم اس کی بے پایاں رحمتیں اس کی غیر فانی اور ابدی امداد لی نوازش ہمارے شامل حال ہوں گی ۔ ہم کامیاب و کامران ہوں گے ۔ فتح مندی اور سربلندی ہمارے قدم چومے گی ۔

(باقی دیکھو صفحہ ۸ پر)

امرت سر کے جوان

دبی ہوئی تھیں برہمن کے دل میں جو باتیں
ہزار سال کے بعد آئی ہیں زبانوں پر
ٹپکتی جن سے ہیں سرمستیاں مدینہ کی
لگائے جائیں گے ٹیکس اُن شراب خانوں پر
وہ گردنیں جنہیں انگریز بھی جھکا نہ سکا
جھکائی جائیں گی سکھوں کے آستانوں پر؟
ہیں جن کے نرغہ میں اسلام کے کچھار کے شیر
بٹھائے جائیں گے بنیئے اُن مچانوں پر
وہ بجلیاں جنہیں تڑپا دیا ہے کاشی نے
گرائی جائیں گی کعبہ کے پاسبانوں پر
کدھر ہیں ملتِ بیضا کے بت شکن فرزند
گرے ہوئے ہیں عَلَم جن کے آسمانوں پر
سوادِ اعظمِ اسلام کی نگاہِ امید
جمی ہوئی ہے تو امرت سری جوانوں پر

(از ظفر علی خاں)

ریاست جوناگڑھ پاکستان میں شامل ہوگئی

حکومت کے اس فیصلہ کا کسی فرقہ پر اثر نہیں پڑے گا

جوناگڑھ ۲۸ اگست۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ریاست جوناگڑھ نے پاکستان میں شامل ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ ریاست جوناگڑھ چند روز سے سوچ رہی تھی۔ اسے انڈین یونین میں شامل ہونا چاہیئے یا پاکستان ڈومینین سے ملحق ہو جانا چاہیئے۔ چنانچہ حکومت جوناگڑھ نے انتہائی غور و خوض کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ پاکستان میں شامل ہوگی۔ کیونکہ اس طرح سے اُسے ترقی کا وسیع میدان ملے گا۔ اور وہ اپنی آزادی کو قایم رکھ سکے گی۔ ریاست جوناگڑھ کی حکومت اس فیصلہ کے ساتھ اس امر کی وضاحت کر دینا چاہتی ہے۔ کہ ریاست جوناگڑھ کے تمام فرقوں کے ساتھ مساویانہ سلوک کیا جائے گا۔ اور حکومت کے اس فیصلہ کا کسی خاص فرقہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ جوناگڑھ کی رعایا کے لئے آزادی مذہب ہوگی اور ان کے لئے ترقی کے تمام راستے کھلیں گے۔ (ا-پ)

اس قایم کرنے پر اتفاق
اس پر سب متفق اور متحد ہیں
آشتی کی فضا پیدا کرنے ...

(بقیہ تقریر صفحہ ۷ سے آگے)
دیکھو۔ کمر ہمت باندھو۔ خدا کا نام تو سرخ تمہارے ساتھ ہوگی۔ ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔ انشاء اللہ کامیاب ہوں گے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر 31

15-9-47

THE PAISA AKHBAR
URDU WEEKLY
LAHORE

پیسہ اخبار لاہور

یادگار حاجی مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم

قائداعظم محمد علی کی نشری تقریر

(گذشتہ سے پیوستہ)

امن کے راستے سے تمام پتھروں اور رکاوٹوں کو ہٹا دیا جائے۔ اور ہر طریقے سے اقلیتوں کے جان و مال کی حفاظت کی جائے۔ پناہ گزینوں کے فلاح و بہبود اور تحفظ کے تمام وسائل کو عمل میں لایا جائے۔ لاہور کی خاص کانفرنس میں پناہ گزینوں اور اقلیتوں کے تحفظ کے لئے جو اہم ترین فیصلے کئے گئے ہیں اور جو ذرائع اور وسائل استعمال میں لانے کا تہیہ کیا گیا ہے۔ اُسے عمل میں لایا جائے گا۔ ہندوستان اور پاکستان کی ڈومینین امن قائم کرنے کا عزم کر چکی ہیں تہیہ کر چکی ہیں۔ اگر اس مقدس عہد کو دیانت داری اور صداقت شعاری سے جامۂ عمل پہنایا گیا تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

باؤنڈری فورس کا خاتمہ

دونوں ڈومینیوں کی حکومتوں نے تمام حالات و واقعات پر غور کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ پنجاب باؤنڈری فورس جس کے قبضہ اقتدار میں امن قایم کرنے کے چند علاقے ہیں توڑ دی جائے۔ اور دونوں حکومتیں اپنے اپنے علاقوں میں قیام امن کی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ کیونکہ فساد کی آگ دیہات میں پھیل گئی ہے۔ اور پنجاب باؤنڈری فورس دیہات میں امن قائم کرنے میں ناکام رہی ہے اس لئے دونوں حکومتیں اس فوج کو توڑنے کا فیصلہ کرتی ہیں۔

سپیشل کانفرنس جو فیصلے کئے گئے ہیں۔ پاکستان اور ہندوستان کی ڈومینین ان فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے کا عزم کر چکی ہیں۔ اور قتل و غارت و خونریزی اور تباہی کو ختم کرنے کا تہیہ کر چکی ہیں۔

اس فساد اور خونریزی میں لاکھوں بے گناہ جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ دیہات تباہ و برباد ہو چکے ہیں۔ لاکھوں بے خانماں ہو چکے ہیں۔ فاقے کر رہے ہیں۔ گھر سے بے گھر ہو گئے ہیں۔ جائدادوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ چکا ہے۔ آوارہ اور پریشان حال پھر رہے ہیں۔ ان پناہ گزینوں اور تباہ حال انسانوں کی امداد و حفاظت کے لئے دونوں حکومتیں مل جل کر دیانتداری۔ صداقت شعاری۔ اور عزم صمیم کے ساتھ کام کرینگی۔ اب یہ قتل و غارت۔ خونریزی اور لوٹ گھسوٹ بند ہو جانی چاہیئے۔

ذمہ دار کون ہے؟

یہ وقت میرے لئے نہیں۔ کہ میں اس وحشت و بربریت انسانیت کشی اور حیوانیت کی ذمہ داری کا الزام کسی قوم پر لگاؤں۔ یہ مورخین کا کام ہوگا۔ کہ وہ تاریخ میں بتائیں۔ کہ ان واقعات و حالات کا ارتکاب کر کے کس قوم نے اپنے آپ کو ذلیل کیا ہے۔ دنیا کی مہذب اقوام خود فیصلہ کر لیں گی۔ اس ذلت اور انسانیت کشی کی ذمہ دار کونسی قوم ہے۔

مہذب دنیا دیکھ رہی ہے؟

مہذب دنیا ان وحشت و بربریت۔ انسانیت کشی۔ تباہی و غارت گری اخلاق سوز واقعات کا جائزہ لے رہی ہے۔ ہم اپنے دامن پر ایسے واقعات کا ارتکاب کر کے داغ نہیں لگانا چاہتے ہیں۔ مہذب قومیں کبھی انسانیت اور اخلاق کے لبادے کو تار تار کر کے حیوانیت میں تبدیل نہیں ہوا کرتیں۔ میں اس بات کو واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ شرارتی اور فسادی عنصر کے لیڈروں اور قاتلوں حیوانوں اور وحشیوں کو کچل دیا جائے گا۔ ہم ان کو کچل دینے کا آہنی عزم کر چکے ہیں۔ امن و قانون کی سلامتی کے راستے میں جو رکاوٹ بنے گا۔ اس رکاوٹ کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔ اب کسی کو شرارت کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

لیڈروں اور حکومتوں کا فرض!

اب یہ لیڈروں اور حکومتوں کے ذمہ دار وزیروں اور حکام کا کام ہے کہ وہ دیانت اور صداقت کے ساتھ ان واقعات و حالات پر قابو پانے کے لئے کام کریں۔ اور اس وحشت و بربریت کے ڈرامے کو ختم کرانے میں کوئی وسیلہ اور ذریعہ اٹھا نہ رکھیں۔

"تاریک افق"

اس میں شک نہیں کہ افق پر تاریکیاں چھائی ہوئی ہیں۔ مصیبتوں کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ مشکلوں کے طوفان اٹھ رہے ہیں۔ لیکن میں آپ سے اپیل کروں گا۔ کہ اپنے حوصلوں اور ہمتوں کو بلند کرو۔ کیا ہمارے حوصلے پست ہو گئے ہیں؟ کیا ہمارے دل بجھ گئے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ تاریخ اسلام شاندار روایات و واقعات کی حامل ہے۔ ہم اعلیٰ روایات رکھتے ہیں۔ ایسی روایات جو ہمارے عزائم کو متزلزل نہیں ہونے دیتیں۔ قوموں کی زندگی میں ایسے واقعات آیا کرتے ہیں۔ لیکن بہادر قومیں خندہ پیشانی اور جوانمردی سے ایسے واقعات و حالات کا مقابلہ کرتی ہیں۔ تاریخ اسلام کے (باقی صفحہ ۲ پر)

مطالب القرآن

(گزشتہ سے پیوستہ)

سے ہے کہ خود ستگار نہیں ہیں نہ شکر گذاری کے طالب ہیں) (۹) ہم اپنے پروردگار سے اس دن کا خوف کرتے ہیں جس دن لوگ چیں بجبیں ہو رہے ہوں گے اور وہ نہایت سخت (دن) ہوگا۔ (۱۰) تو خدا ان کو اس دن کی سختی سے بچا لیگا۔ اور تازگی اور خوشحالی عطا فرمائیگا۔ (۱۱) (اے محمد!) ہم نے تم پر قرآن نازل کیا ہے (۲۳) تو اپنے پروردگار کے حکم کے مطابق صبر کئے رہو۔ اور ان لوگوں میں سے کسی بد عمل اور ناشکرے کا کہا نہ مانو (۲۴) اور اپنے پروردگار کا صبح و شام نام لیتے رہو (۲۵) اور رات کو بڑی رات تک اس کے آگے سجدے اور اس کی تسبیح کرتے رہو۔ (۲۶)۔

سورۂ عبس

شروع خدا کا نام لیکر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ترش رو ہوئے اور منہ پھیر بیٹھے۔ (یعنی پیغمبر آخرالزمان محمد مصطفیٰ) (۱) کہ ان کے پاس ایک نابینا آیا (۲) اور (اے محمد!) تم کو کیا خبر شاید وہ پاکیزگی حاصل کرتا۔ (۳) یا نصیحت سنتا تو نصیحت اس کو نفع دیتی (۴) مگر جو شخص پروا نہیں کرتا (۵) اس کی طرف تو تم متوجہ ہوتے ہو (۶) حالانکہ اگر وہ نہ سنورے تو تمہارا کچھ نقصان نہیں۔ (۷) اور جو تمہارے پاس دوڑتا ہوا آیا (۸) اور (خدا سے) ڈرتا ہے۔ (۹) تو تم اس کی طرف رخ نہیں کرتے (۱۰) دیکھو قرآن تو نصیحت ہے (۱۱) تو جو چاہے (پڑھے اور) یاد رکھے (۱۲) (وہ) عزت کے اوراق میں (لکھا ہوا) ہے (۱۳) جو اعلےٰ درجے کے اور پاک (ہیں) (۱۴) ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں (۱۵) جو سردار اور نیکوکار ہیں۔ (۱۶)

سورۂ فجر

شروع خدا کا نام لیکر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

(چاہیے تو یہ کہ جب خدا اپنے بندوں میں سے کسی کو دولت و عزت بخشے یا تنگ دست کرے تو نہ تو اترائے اور نہ خدا کی شکایت کرے) مگر انسان (کی سرشت کچھ ایسی ہے کہ) جب پروردگار اس کو (یوں) آزماتا ہے کہ اس کو معزز کرتا اور نعمت بخشتا ہے تو (گھمنڈ کرتا اور) کہتا ہے کہ پروردگار نے مجھے (لوگوں میں) معزز کیا ہے (۱۵) اور جب اس طرح آزمائش کرتا ہے کہ اس پر روزی تنگ کر دیتا ہے۔ تو (افسردہ خاطر ہوتا اور) کہتا ہے کہ پروردگار نے مجھے حقیر کر دیا ہے (۱۶) سو بات یہ ہے کہ تم لوگ یتیم کی خاطر نہیں کرتے (۱۷) اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کے لئے (لوگوں کو) ترغیب دیتے ہو (۱۸) اور میراث کے مال کو (جو دوسروں کا حق ہوتا ہے) سمیٹ کر کھا جاتے ہو (۱۹) اور مال کو بہت محبوب رکھتے ہو (۲۰) تو جب زمین کی بلندی کوٹ کوٹ کر پست کر دی جائیگی (۲۱) اور خدا جلوہ فرما ہوگا۔ اور فرشتے قطار قطار آموجود ہونگے (۲۲) اور اس دن دوزخ حاضر کی جائیگی۔ تو اس دن انسان متنبہ ہوگا۔ مگر (تنبہ سے) فائدہ کہاں (مل سکیگا) (۲۳) تو حسرت کریگا۔ کہ کاش میں اپنی زندگی (جاودانی) کیلئے (اعمال نیک) بھیج رکھتا (۲۴) باقی آئندہ

تو اس دن خدا اس کو ایسا عذاب دیگا۔ کہ کوئی کسی کو ایسا عذاب نہ دے سکیگا۔ (۲۵) اور زنجیروں میں اس طرح جکڑیگا کہ کوئی کسی کو اس طرح نہ جکڑ سکیگا۔ (۲۶) اور روح مومن سے کہا جائیگا۔ کہ اے اطمینان پانے والی روح! (۲۷) اپنے پروردگار کی طرف چل۔ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی (۲۸) پھر خدا فرمائیگا۔ کہ ہمارے بزرگان خاص کے زمرے میں شامل ہو (۲۹) اور ہماری جنت میں داخل ہو جا (۳۰)

(بقیہ تقریر صفحہ ا سے آگے)

واقعات ماضیہ پر غور کرو۔ اور ان کی روشنی میں اپنے مستقبل کو شاندار بناؤ۔ ہمیں نا امید۔ مایوس۔ اور پست ہمت نہیں ہونا چاہیئے۔ میں پاکستان کی ترقی سر بلندی۔ ظفر مندی سے کبھی مایوس نہیں ہوا۔ میرا یقین ہے۔ کامل یقین۔ مکمل اور اکمل ایمان و اعتماد کہ اگر سات کروڑ افراد کی متحد قوم عزم صمیم اور غیر متزلزل جذبہ کے ساتھ اٹھ کھڑی ہو تو وہ دنیا کی مہذب اور ترقی یافتہ اقوام میں اپنا مقام بلند حاصل کر سکتی ہے۔ ہمیں خوف زدہ اور مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ ہم یقیناً کامیاب ہوں گے۔ فتح اور ظفر ہمارے قدموں میں ہوگی۔ لیکن اب یہ تمہارا کام ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ تم کام کرو۔ کام کرو۔ کام کرو۔ یقیناً ہم کامیاب ہوں گے۔ اس بات کو کبھی فراموش نہ کرو۔ ہمارا موٹو۔ ہمارا نصب العین۔ اتحاد۔ ضبط اور خود اعتمادی ہے۔ میں اس وقت تک آپ کے ساتھ انگریزی میں تقریر کرتا رہا ہوں آپ جانتے ہیں۔ تمام دنیا کی نظریں پاکستان پر لگی ہوئی ہیں۔ تمام اقوام عالم گہری دلچسپی سے پاکستان کی اقوام دنیا کا ایک اہم ترین تاریخی واقعہ ہے۔ اس لئے اس دنیا کو بتانے کے لئے جو پاکستان سے دلچسپی رکھتی ہیں۔ میں نے انگریزی میں اس لئے تقریر کی ہے تاکہ یہ اقوام تمام حالات و واقعات سے واقف ہو سکیں با خبر ہو سکیں۔ حقیقت تک پہنچ سکیں۔ میری تقریر کا اردو ترجمہ چند منٹ تک آپ کے روبرو پیش کر دیا جائے گا۔ اور یہ ترجمہ کل اخبارات میں بھی شائع ہو جائے۔ آپ وہاں سے پڑھ سکیں گے۔ لیکن اس کے باوجود میں آپ سے چند الفاظ اردو میں کہنا چاہتا ہوں۔ (ا۔پ)

چند خبریں

حکومت سندھ ہزار پناہ گزین کاریگروں کو ملازمت دینا چاہتی ہے۔ ۳۶ ہزار زمینداروں کو سندھ میں زمین دی جائے گی۔

دہلی کی حالت ۶ ستمبر کو بد سے بدتر ہو گئی۔ غیر مسلم پناہ گزین مبالغہ آمیز خبریں پھیلا کر حالات بگاڑ رہے ہیں۔ نواحی علاقے متواتر متاثر ہوئے ہیں۔

فیروز پور سے آنے والے پناہ گزینوں کی شکایت ہے۔ کہ ان کی حفاظت کے لئے فوج نہیں بھیجی گئی۔

ضلع لاہور میں تلاشیاں ہو رہی ہیں ۴ تاریخ تک تین ہزار [illegible] اور چار پستول برآمد ہو چکے ہیں۔

بیروت ۸ ستمبر۔ شامی اور لبنانی لیڈروں نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ اگر شام اور لبنان کے خلاف کسی نے جارحانہ اقدام کیا۔ تو مصر کے دو کروڑ مسلمان اپنی جان لڑا دیں گے۔

راولپنڈی ریلوے ڈویژن کی کلیدی آسامیوں پر انگریز اور ہندو سکھ افسروں کے تقرر کے رویہ سے مسلمان [illegible] ہیں۔

آنریبل میجر محمد اکبر خان چیف آف ہوتی مردان نے جو مظالم سکھوں نے مسلمانوں پر کئے ہیں۔ ان سے متاثر ہو کر اپنی ریاست میں پانچ ہزار مہاجرین کے کھانے اور رہائش کا انتظام کر دیا ہے۔

۵ ستمبر کی خبر ہے کہ ہندوستان سے پاکستان آنے والی ایک ٹرین میں فوج تھی جو پاکستان آ رہی تھی۔ دوسری ٹرین پناہ گزینوں کی تھی جو ہوشیار پور جا رہی تھی۔ دونوں ٹرینیں بیک وقت بیاس ریلوے سٹیشن پر کھڑی تھیں کہ ایک ٹرین سے دوسری پر گولیاں چلائی گئیں جس کی وجہ سے فساد ہو گیا اور دو سو آدمی مارے گئے۔

سوئٹزرلینڈ اپنے سفیر ہندوستان اور پاکستان بھیج رہا ہے۔

راہوں ضلع جالندھر کے مقامی دیہات کے مسلمانوں نے سکھ غنڈوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ لیکن جب سامان حرب ختم ہو گیا۔ تو مغلوب ہو گئے۔ انہوں نے انتہائی مصائب برداشت کئے۔ لیکن زندہ نہ بچ سکے۔

مغربی پنجاب کے بنکوں وغیرہ کا باہر جانے کی ممانعت ہو گئی۔ متروکہ کارخانوں۔ سٹوروں۔ دکانوں وغیرہ پر قبضہ کرنے کا آرڈیننس بنا دیا گیا۔

فلسطین کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے اتحادی اقوام کی انجمن کے عام اجلاس میں ۵۵ قوموں کے نمائندوں کی ایک کمیٹی بنائی جائے گی۔

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامۂ ناپاک گازران بر سنگ

پیسہ اخبار لاہور

قیمت سالانہ چار روپے (للعہ) حجازی پریس موری گیٹ لاہور میں چھپوا کر میاں عبدالمجید صاحب پرنٹر و پبلشر نے دفتر پیسہ اخبار لاہور سے شائع کیا۔

نمبر ۳۴ | ۱۰ ستمبر ۱۹۴۷ء | جلد ۶۱

واقعات کشمیر

خطۂ کشمیر آبادی کے لحاظ سے ایک مسلم ریاست سمجھی جاتی ہے۔ اس کی آبادی میں مسلمان پچانوے فیصدی سے کم نہیں ہیں۔ لیکن ایک مدت سے وہاں کے مسلمان ریاستی چیرہ دستیوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ اور وہاں کا حکمران متعصب وزرا کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنا ہوا ہے۔ کشمیر کی حکومت کے دامن پر اس وقت جو کثیف داغ تعصب اور ہٹ دھرمی کا ہے۔ وہ ایسی بدبو اڑا رہا ہے۔ جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ مسلمان رعایا کا وہ مذہب نہیں جو کشمیر کے حکمران اور وزیر اعظم کا ہے کشمیر کی ظالم اور سامری حکومت نے جب کبھی بھی موقعہ پایا۔ غریب مسلمانوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر ڈالا۔ گویا مسلمان رعایا کے خون کی کوئی قیمت نہیں۔ چنانچہ سات ستمبر کو جو خبریں کشمیر اور پونچھ سے آئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پونچھ کے شہر کے مسلمانوں نے پر امن مظاہرہ کیا تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ ریاست کشمیر کے جس میں مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت ہے۔ وہاں کے ارباب بست و کشاد آبادی کی اتنی بڑی اکثریت کے فیصلے کو نظر انداز کر کے ان کے مشورے کے بغیر ریاست کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ کرنے پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ اس پر ڈوگرہ فوجوں نے ان کو بندوقوں کا نشانہ بنایا نتیجے کے طور پر بہت سے مسلمان شہید ہوئے ڈوگرہ فوج کے مظالم سے مسلمان مشتعل ہو گئے۔ اور مسلمانوں اور ڈوگرہ فوج کے درمیان تصادم ہو گیا۔ اور فریقین کو سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ جب مسلم کانفرنس کے ایک وفد نے کشمیر کے نائب وزیر اعظم سے ملاقات کی تو اس نے اعتراف کیا کہ پانچ سو اشخاص ہلاک ہو گئے ہیں۔ اور ڈوگرہ فوج کی ایک بٹالین غائب ہو گئی ہے۔ وہ قتل ہو گئی ہے یا گرفتار ہو گئی ہے۔ اطلاع آئی ہے۔ کہ پونچھ میں بپھرے ہوئے ہجوم نے پونچھ کے پانچ تھانوں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ اور ٹیلیفون اور ٹیلی گراف کے تار کاٹ دیئے اور سڑکوں میں رکاوٹیں کھڑی کر دیں۔ تاکہ جموں یا سری نگر سے فوج کو امداد نہ مل سکے۔ بہر حال گورنمنٹ پانچ بٹالین فوج بھیجنے میں کامیاب ہو گئی۔ اس کے بعد غریب اور بے کس مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا۔ اور ان کا قتل عام شروع ہو گیا۔ مہاراجہ نے خاص آرڈیننس جاری کر دیئے۔ جن کے رو سے فوج کو اختیار حاصل ہے۔ کہ جو شخص اس کے حکم کی تعمیل نہ کرے۔ اس کو گولی مار دی جائے۔ یا جس شخص کے بارے میں فوج کو شبہ ہو کہ وہ کوئی خلاف قانون قدم اٹھانا چاہتا ہے۔ اسے گولی سے اڑا دیا جائے۔ اس کارروائی کا انجام یہ ہوا ہے۔ کہ فوج نے سارے علاقے میں دہشت بٹھا دی ہے۔ جو شخص فوج کے سامنے آتا ہے۔ اسے گولی سے اڑا دیا جاتا ہے۔ فوج نے لوٹ مار کشت و خون اور تاخت و تاراج کا بازار گرم کر رکھا ہے۔

جب کوہ مری اور ریاست کی سرحد پر واقع دوسرے مسلم دیہات کے (جو ریاست سے باہر واقع ہیں) مسلمانوں کو یہ معلوم ہوا کہ پونچھ کی ڈوگرہ فوج مسلمانوں پر یہ وحشیانہ ظلم کر رہی ہے تو انہوں نے گروہوں کی شکل میں ریاست کے حدود میں داخل ہونا شروع کر دیا۔ چنانچہ وہ باغ تحصیل میں جمع ہو گئے پھر کیا تھا۔ ڈوگرہ فوج اور مسلمانوں میں گھمسان کی لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ فریقین کو سخت نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ ان واقعات سے متاثر ہو کر باغ اور کوہستان مری کے علاقوں کے دوسرے مسلمانوں نے جو سری نگر اور راولپنڈی روڈ کے قریب و جوار میں آباد ہیں۔ اعلان کر دیا ہے کہ جب تک مہاراجہ کا دماغ درست نہ ہو اور جب تک وہ ریاست کو پاکستان میں شامل کرنے کا اعلان نہ کرے۔ ہم ریاست کے ٹریفک کو اس سڑک سے گذرنے نہیں دیں گے۔ ۳۰ اگست کو پونچھ میں ڈوگرہ فوج کا ایک لفٹنٹ دو حوالدار اور دس سپاہی ہلاک ہو گئے۔ پچیس سپاہی زخمی ہوئے جن کو سری نگر پہنچا دیا گیا۔ ڈوگرہ فوج نے جو ستم مسلمانوں پر ڈھایا ہے۔ اس کو تحریر کرتے ہوئے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں کشمیر گورنمنٹ نے ڈوگرہ فوج کے اقدامات کو چھپانے اور اس کی ہمت بڑھانے کے لئے سنسرشپ لگا دی ہے۔ تاکہ فوج کی درندگی کی خبر شائع نہ ہو اور دنیا کو تاریکی میں رکھ کر مسلمانوں کو تباہ اور برباد کر دیا جائے۔

ہم کشمیر کے حکمران اور وزارت کو خبردار کرتے ہیں۔ کہ آگ جو بھڑک اٹھی ہے۔ پھونکوں سے بجھائی نہ جائے گی۔ اور جس کو وہ کھیل سمجھتے ہیں۔ وہ کوہ آتش فشاں ہے اور پھٹنے والا ہے جس سے ریاست کا وہی حال ہوگا جو پہلے آئی کا ہوا تھا۔ پچانوے فیصدی آبادی اگر اس کو دق کیا گیا۔ تو ضرور رنگ لائے گی۔

اکالی سکھ

بدقسمتی سے اکالیوں کو ایک ایسے شخص سے پالا پڑا ہے۔ جو نام نہاد لیڈر ان کو تباہی کی غار کی طرف لے جا رہا ہے اور جس کی گردن پر بے شمار سکھوں کا خون ہے۔ اور بے شمار بیوائیں اور [illegible] اور یتیم رو رو کر اس کو کوس رہے ہیں اور جو پنجاب کی تقسیم اور پنجاب میں بد امنی۔ کشت و خون اور آتش فشانی کا ذمہ دار ہے۔ کلکتہ۔ بمبئی۔ یو۔ پی اور دوسرے بڑے بڑے شہروں میں فتنہ و فساد برپا تھا۔ لیکن پنجاب میں امن تھا۔ مسلمانوں اور سکھوں کے تعلقات برادرانہ تھے۔ یکایک خضری وزارت کے ٹوٹنے سے کانگرسی طبقے نے اس کو آلۂ کار بنایا۔ تاکہ مسلم لیگی وزارت نہ بنے چنانچہ شیطان نے اس کو انگلی دکھائی اور اس نے اسمبلی کے ایوان کے باہر کھڑے ہو کر تلوار علم کی اور کہا کہ سکھو۔ خون کی ہولی کھیلو اور پاکستان نہ بننے دو۔ یہ حرکت بارود کے لئے فتیلہ ثابت ہوئی۔ پاکستان بن گیا۔ ہزاروں سکھ قتل اور ہزاروں مسلمان شہید ہوگئے۔ اور اس نام نہاد لیڈر کی پیشانی پر جو کلنک کا ٹیکا ایسا لگا ہے۔ کہ کبھی مٹ نہیں سکتا۔ اور وہ وقت قریب ہے۔ کہ جب لوگ اس کے نام سے نفرت کریں گے۔

عجیب تماشا یہ ہے۔ کہ یہ نام نہاد لیڈر جھوٹ بولتا ہوا بھی نہیں شرماتا۔ مثال کے طور پر لیجئے۔ مسٹر پٹیل سے ملنے کے بعد جو بیان اس نے اخباری نمائندوں کو دیا اس میں حسب عادت جھوٹ۔ افترا اور مبالغہ سے جی بھر کر کام لیا۔ اس نے مسلم لیگی رہنماؤں پر یہ جھوٹا الزام لگایا کہ وہ سکھوں اور ہندوؤں کے درمیان اختلاف اور دشمنی پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں اور اس وقت وہ ہندوؤں کو سکھوں کے برخلاف بھڑکا رہے ہیں۔ یہ چالبازی ہے اور اس سفید جھوٹ سے وہ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتا ہے۔ جن کو اس نے بے حد صدمہ پہنچایا ہے۔ سکھ اور مسلمان ہمیشہ دوست رہے ہیں۔ طرفہ یہ کہ اس نے مسلم پریس اور پاکستان ریڈیو پر بھی یہ الزام لگایا ہے۔

دوسری مثال جھوٹ بکواس کی یہ ہے کہ وہ کہتا ہے۔ کہ مشرقی پنجاب میں امن ہے۔ صرف مغربی پنجاب کی نازک صورت حال سے ایک مرتبہ ہی کچھ بد امنی پیدا ہوئی ہے۔ کوئی اس نام نہاد جھوٹے لیڈر سے پوچھے۔ کہ وزیر اعظم ہندوستان مسٹر نہرو جالندھر۔ ہوشیار پور۔ فیروز پور۔ لدھیانہ گورداسپور میں اپنی آنکھوں سے کیا دیکھ گئے ہیں۔

تیسری مثال اس دروغ بافی کی یہ ہے۔ کہ وہ کہتا ہے۔ کہ مغربی پنجاب سے جو قافلے مشرقی پنجاب کو جا رہے ہیں۔ مسلمان ان پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ گیا پنجاب میں کا واقعہ اس کو بھول گیا ہے معاملہ اس کے بیان کے بالکل برعکس ہے اس جھوٹے نام نہاد لیڈر کو ملک بدر کر دینا چاہیئے۔

ہری پور کا فساد

وزیر اعظم صوبہ سرحد کے ایک پیغام سے پتہ چلا ہے۔ کہ مشرقی پنجاب میں وحشی سکھوں نے جو مظالم ڈھائے ہیں۔ ان کی کہانیاں صوبہ سرحد میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور اس وجہ سے پھر فرقہ وارانہ فسادات شروع ہو گئے ہیں۔ ۲۶ اگست کو ہری پور ہزارہ کا ایک بازار جلا دیا گیا۔ اس فساد میں ۱۵ اشخاص ہلاک ہوئے۔

محکمہ دفاع کا اعلان

محکمہ دفاع نے حسب ذیل اعلان جاری کیا ہے۔ دہلی اور مشرقی پنجاب کا فوجی علاقہ دو آزاد علاقوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ان علاقوں کا ایڈیشنل کنٹرول ہندوستان کے فوجی ہیڈ کوارٹرز کے ہاتھوں میں ہوگا۔ میجر جنرل ریس کا ہیڈ کوارٹر لاہور میں ہوگا۔ اس ہیڈ کوارٹر کے ماتحت کانگڑہ۔ ہوشیار پور۔ جالندھر۔ لدھیانہ فیروز پور۔ امرتسر کے اضلاع ہوں گے اور لاہور اور گورداسپور کے کچھ حصے بھی ہوں گے۔ دہلی کا علاقہ میجر جنرل دھراج راجندر سنگھ کے ماتحت ہوگا۔ اور اس کا ہیڈ کوارٹر دہلی چھاؤنی میں ہوگا۔ یہ علاقہ دہلی۔ انبالہ۔ رہتک۔ حصار۔ کرنال۔ گوڑگاؤں۔ شملہ اور اجمیر مارواڑ پر مشتمل ہوگا۔ غالباً مطلب یہ ہے۔ کہ علاقہ لاہور اور مشرقی پنجاب کے علاقہ کے ہیڈ کوارٹرز لاہور میں قائم کرنے سے دونوں کمانڈروں کو باہمی تعاون اور مشورہ کرنے میں آسانی ہو جائے گی۔

ڈاک کے تھیلے

پاکستان کی ڈاک کے تقریباً ایک ہزار تھیلے امرتسر میں پڑے ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ہندوستان کا محکمہ تار و ڈاک پاکستان سے تعاون نہیں کرتا۔ حکومت پاکستان کے محکمہ تار و ڈاک نے ہندوستان کے محکمہ تار و ڈاک کو لاہور سے ان کی ڈاک پہنچانے میں ہر قسم کی سہولت اور مدد پہنچائی ہے لیکن اس کے برعکس ہندوستان نے سخت بے اعتنائی کی ہے۔ ۳۰ اگست کو پنجاب باؤنڈری فورس کی مدد کے ساتھ راولپنڈی سے اور لاہور سے ہندوستان کو ڈاک بھیج دی گئی تھی۔ اس کے بعد ۳۱ اگست اور یکم ستمبر کو بھی دو خاص چالانوں کے ذریعے تمام ڈاک امرتسر بھیج دی گئی تھی۔ لیکن اس کے عوض امرتسر سے لاہور آنے والے ٹرک بمشکل تمام چند ڈاک کے تھیلے لا سکے۔ اور تھیلوں کی بہت بھاری تعداد پیچھے رہ گئی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مشرقی پنجاب کے پوسٹ ماسٹر جنرل مسٹر ڈی ایل۔ سی۔ پی۔ ایم گرانٹ پوسٹ ماسٹر جنرل مغربی پنجاب سے ملاقات کرنے کے لئے یکم ستمبر کو لاہور آئے۔ ان کو تمام سہولت بہم پہنچائی گئی۔ تاکہ وہ خود ٹیلیگراف آفس ایکسچینج کا معائنہ کر سکیں۔ چنانچہ انہیں یقین کامل ہو گیا کہ ٹیلیگراف اور ٹیلیفون کے تار پاکستان کے حدود میں بالکل درست ہیں۔ اور صحیح کام کر رہے ہیں۔ لاہور کے محکمہ ڈاک کے حکام نے اس بات پر زور دیا کہ باہمی مفاد کے لئے یہ ضروری ہے کہ دونوں حکومتیں پوری حد تک آپس میں تعاون کریں۔ لیکن ابھی تک انتظار کی تکلیف جاری ہے۔

پنڈت نہرو کی تقریر

پنڈت نہرو نے اپنی ایک تقریر میں کہا ہے۔ کہ مشرقی پنجاب میں بدامنی کی وجہ یہ بھی تھی۔ کہ وہاں کوئی منظم حکومت موجود نہیں۔ گورنر شملے میں رہتا ہے۔ اس کو کوئی دفتر میسر نہیں۔ دوسرے وزراء جہاں جگہ مل گئی ہے مقیم ہیں۔ چونکہ مرکز قائم نہیں ہے۔ اس لئے مناسب انتظامات اور اقدامات نہیں کئے جا سکے۔ یہ درست ہے کہ مشرقی پنجاب کا اب بھی کوئی منظم حکومت کا صدر مقام موجود نہیں ہے۔ لیکن اس کی ذمہ داری انڈین یونین پر عائد ہوتی ہے۔ پنڈت نہرو حکومت کی کمزوری کی آڑ لیکر انڈین یونین کو اس قابل شرم الزام سے بچا نہیں سکتے۔ مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کی حفاظت نہیں کر سکی۔ مشرقی پنجاب کی ریاستوں کے سکھ فوجیوں کو قتل و غارت کرنے سے نہیں روک سکی۔ پنڈت جی آخر کب تک اس عذر لنگ پر تکیہ کر سکتے ہیں۔ اس بدامنی کی علت غائی مرکزی حکومت کا سکھ وزیر حمایت ہے۔ جس کے بل بوتے پر چند متعصب سکھ والیان ریاست کی شہ اور نالائقی سے یہ طوفان بدتمیزی۔ شرارت۔ غارتگری اور قتل عام برپا ہے۔ انڈین یونین کو کب ہوش آئے گا؟ لاکھوں بے گناہ مسلمان مارے جا چکے ہیں۔ اور معلوم نہیں کہ ابھی اور کتنے مارے جائیں گے۔

کپورتھلہ

ریاست کپورتھلہ کے حکمران کو ہم بیدار مغز خیال کرتے تھے۔ اور وہاں ہندو مسلمانوں کو یکساں سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اب وہاں بھی سکھ شاہی کا بازار گرم ہے۔ ریاست کے مسلمانوں کو ریاست کی سکھ ملٹری کی مدد سے تباہ کیا جا رہا ہے۔ کئی دیہات میں لوٹ مار جاری ہے۔ مثلاً بھیرہ میں مسجدیں جلا دی گئی ہیں۔ سبحان پور لوٹ لیا گیا ہے۔ یہ سب کچھ سکھ ملٹری کی موجودگی میں ہوا ہے۔ ریاست کے چاروں طرف سکھوں نے گھیرا ڈالا ہوا ہے۔ مسلمانوں کے لئے نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ مہاراجہ کو چاہیئے۔ کہ اپنی روایتی بے تعصبی کا ثبوت دے کر مسلمانوں کی دستگیری کریں۔ اور کپورتھلہ کے غریب کاشتکاروں کی جانیں بچائیں۔

خبریں

پٹیالہ کے مسلح غنڈے ہندوستانی علاقوں میں قتل و غارت میں مصروف ہیں۔ ان میں کافی تعداد پٹیالہ کے فوجیوں کی ہے۔

مغربی پنجاب کی حکومت کے ایک ترجمان نے نمائندہ پریس کو بتایا ہے۔ کہ صوبہ کی مشرقی سرحد کی مکمل حفاظت کا انتظام کر لیا گیا ہے اور سرحد پار سے مسلح جتھے کسی قسم کا حملہ نہیں کر سکیں گے اپنے خطرات کے مقابلہ کرنے کا پورا انتظام کر لیا گیا ہے۔

لاہور سے جو ہندو دوکاندار دوکانیں چھوڑ گئے ہیں۔ انہوں نے ابھی تک اپنی دوکانیں نہیں کھولیں۔ بازار بند پڑے ہے صرف مسلمان دوکانیں کھولتے ہیں۔

مشرقی پنجاب سے پناہ گزین پہنچ رہے ہیں۔ اسی طرح مغربی پنجاب سے پناہ گزینوں کا اخراج جاری ہے۔

ایک شخص بذریعہ ہوائی جہاز دہلی جانے والا تھا۔ اس کے قبضہ سے غیر قانونی اسلحہ کی کافی مقدار برآمد ہوئی چنانچہ اسے گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے علاوہ سینکڑوں سکھ اور ہندو اس سے پہلے بہت سا اسلحہ لیکر پنجاب سے بھاگ چکے ہیں۔

ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں میں پولیس کے ساتھ سکھوں کے ایک مسلح گروہ کا تصادم ہوا۔ ان سکھوں نے فوجی وردیاں پہن رکھی تھیں۔ چار سکھ غنڈوں کو گولی کا نشانہ بنا دیا گیا۔ جن میں آزاد ہند فوج کا ایک مشہور رکن بھی شامل ہے۔ دو غنڈے بھاگ نکلے۔ پولیس نے دو سٹین گنیں ایک برین گن ایک ریوالور اور کچھ اسلحہ اپنے قبضہ میں لے لیا۔

ضلع سرگودہا میں پولیس غیر قانونی اسلحہ کی تلاشی لے رہی ہے۔ ایک گاؤں سے اس نے ۲۴ کمیں ہیں چار چھوٹی گنیں آٹھ دو کرچیں اور اسلحہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ ضلع کی حالت بہتر ہے۔

رہتک کے ایک ایڈووکیٹ چوہدری پرتاپ سنگھ اور راؤ خورشید علی ایم ایل اے۔ نے ضلع منٹگمری کا دورہ کرنے کے بعد بتایا ہے۔ کہ وہاں بدامنی کی خبریں بے حد مبالغہ آمیز ہیں۔ کسی ہندو دکان پر مسلمانوں نے کوئی لوٹ مار نہیں کی جنگلیوں نے جو مال لوٹا ہے پولیس برآمد کر رہی ہے۔ کسی چک میں کوئی شخص ہلاک نہیں ہوا۔ منٹگمری کا ڈی سی اور ایس۔ پی۔ اقلیتوں کے تحفظ اور ان کی نگہداشت کے لئے ہر ممکن کارروائی کر رہے ہیں۔

جالندھر کی خبر ہے کہ شہر کے مختلف حصوں میں چار اشخاص ہلاک اور ... زخمی ہوئے۔ پانچ مکانات اور دو دکانیں جلا دی گئیں۔

تیمار پور کے علاقہ میں ایک بم پھینکا گیا جس سے پندرہ اشخاص زخمی ہوئے۔ ایک جگہ فرقہ وارانہ تصادم میں تین اشخاص ہلاک اور دو زخمی ہوئے۔ سبز منڈی کے علاقہ میں سترہ اشخاص ہلاک ہوئے۔ صدر بازار کے تھانہ میں چھ اشخاص پر دکا حملے ہوئے۔ قرول باغ کے علاقہ میں ایک شخص ہلاک اور سات زخمی ہوئے۔ بعض علاقوں میں کرفیو کے اوقات بڑھا دیئے گئے ہیں۔

کراچی کی خبر ہے۔ کہ شیخ آف کویت نے قائد اعظم جناح کو ایک تلوار بطور نذر عقیدت پیش کی۔ یہ تلوار کئی سو سال قدیم زمانہ کی یادگار ہے۔

لاہور میں وسیع پیمانہ پر خانہ تلاشیاں جاری ہیں تاکہ لوٹ کا مال برآمد کیا جا سکے۔ کئی مشتبہ اشخاص کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

چار ستمبر کو قصور سے پچاس ہزار پناہ گزین لاہور پہنچے۔ اس میں سے راستہ میں کوئی ہلاک نہیں ہوا۔ کل ڈیڑھ لاکھ پناہ گزین قصور پہنچے۔ جن میں سے ۷۰ ہزار منٹگمری بھیج دیئے گئے۔

مسٹر گاندھی نے چار ستمبر کو رات کے نو بجے اپنا مرن برت ختم کر دیا۔ کیونکہ اس دن کلکتہ میں امن رہا۔ بنگال کے گورنر راج گوپال اچاریہ نے کلکتہ کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا۔

نئی دہلی کی خبر ہے۔ کہ چار ستمبر کو سبزی منڈی کے علاقہ میں پناہ گزینوں کے ایک گروہ پر پارچہ بافی کے کارخانہ کے مزدوروں نے حملہ کر دیا۔ قرول باغ میں ایک تانگہ ڈرائیور کو ہلاک کر دیا اور اس کے تانگہ کو جلا دیا گیا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے قرول باغ اور سبزی منڈی کے علاقہ میں گیارہ گھنٹے کا کرفیو نافذ کر دیا۔ اس سے پہلے ۵ پانچ دن کا کرفیو دہلی میں رہا ہے۔

بدامنی ختم کرنے کے لئے مسٹر سہروردی نے تجویز کی ہے کہ ۷ ستمبر کو سب لوگ روزہ رکھیں اور دعا کریں کہ جلد امن ہو جائے۔

بنگلور۔ حکومت میسور نے ریاست کے تمام کانگرسی لیڈروں کی گرفتاری کے احکام جاری کر دیئے ہیں۔

فرانس کے دارالخلافہ پیرس میں ۴ ستمبر کو سبجیکٹ سینما روم میں کھیل کے دوران میں خوفناک آگ لگ گئی اور سو آدمی جل کر مر گئے۔

ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ پانچ ستمبر کو لاہور میں مزید دکانیں کھل جانے سے شہر کی حالت معمول پر آ رہی ہے۔ کئی ہندو دوکاندار جو لاہور سے نکل چکے تھے۔ اب واپس آ کر اپنی دکانیں کھول رہے ہیں۔

شیخوپورہ میں سکھوں کے بیس پچیس آدمیوں کے ایک گھوڑ سوار جتھے کی پولیس اور فوج کے درمیان مڈبھیڑ ہوئی۔ دونوں طرف سے گولیاں چلائی گئیں۔ اور جتھہ منتشر ہو گیا۔ چار آدمی اور پانچ گھوڑے ہلاک ہوئے۔ وہاں ایک بھدی سی توپ بھی پکڑی گئی۔

---

۴ ستمبر کو جو پناہ گزین قصور سے آئے ان میں سترہ زخمی تھے۔ انہوں نے بتایا کہ حملہ آور ان کی کئی عورتیں اٹھا کر لے گئے ہیں۔

کلکتہ میں جلوس ممنوع کر دیئے گئے۔

بہار میں مسلم لیگ کے امیدوار مسٹر محمد لقمان نے اپنے حریف ریاض الرحمن کانگرسی امیدوار کو تین ہزار ووٹ زیادہ حاصل کر کے شکست فاش دی۔

برما کی آزادی کے متعلق برما اور حکومت برطانیہ میں معاہدہ طے ہو گیا۔ اس معاہدے کی بنا پر ہی انتقال اختیارات کا مسودہ قانون مرتب کیا جائے گا۔

نئی دہلی کی خبر ہے کہ جب پنڈت نہرو وزیر اعظم ہندوستان اور مسٹر لیاقت علی خان وزیر اعظم پاکستان ہوائی جہاز میں سوار ہو کر جب اس علاقہ میں پہنچے جہاں سیالکوٹ کے ارد گرد کے اضلاع سے بھاگ کر پناہ گزین دریائے راوی کے کنارے جمع ہوئے تھے۔ تو انہوں نے ان کی حالت زار دیکھ کر ساڑھے من چپاتیاں ہوائی جہاز کے ذریعہ دہلی سے تیار کرا کے ان کو بھجوائیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ لنڈی ایچیسن ہسپتال میں اندھیر گردی مچی ہوئی ہے اسٹاف میں ہندو اور سکھ متعین ہیں۔ جو مریضوں سے سخت کلامی کرتے ہیں اور مسلمان عورتوں کو بہت تنگ کیا جاتا ہے سکھ اور ہندو افسروں کو ایسے وقت میں علیحدہ کیا جانا چاہیئے۔

دکن میں ورنگل کے قریب جو فرقہ وارانہ فساد ہوا تھا۔ اس میں ۸ ہلاک اور ۴۲ اشخاص زخمی ہوئے تھے۔ کیفیت یہ ہے کہ مختلف دیہات سے جمع شدہ اور لاٹھیوں بندوقوں اور کلہاڑیوں سے مسلح تین چار ہزار اشخاص نے پارکل پر دھاوا بول دیا۔ گاؤں کے مختلف فرقوں کے افراد نے جمع ہو کر ان کا مقابلہ کیا اور پولیس کی مدد سے ان کو بھگا دیا۔

کلکتہ کی خبر ہے کہ بابو سرت چندر بوس نے بنگال کے نوجوانوں سے اپیل کی ہے کہ بنگال میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے مشترکہ دستے بنائے جائیں۔ جو امن قائم کرنے کے ذمہ دار ہوں۔

حکومت مشرقی پنجاب نے اعلان کیا ہے۔ کہ گورداسپور کے دیہات میں ابھی تک فساد ہو رہا ہے۔ اس ضلع کے بعض حصوں میں دونوں قومیں ایک دوسرے پر حملے کر رہی ہیں۔ ضلع ہوشیار پور کے دیہاتی علاقے میں بھی فساد ہو رہا ہے۔ چند دیہات میں لوٹ مار بھی ہوئی۔ ضلع لدھیانہ کے قصبہ جگراؤں کے علاقہ میں فتنہ و فساد برپا ہے۔ انبالہ ڈویژن کے اضلاع میں کچھ واقعات ہوئے ہیں۔

نئی دہلی۔ مسٹر انعام الرحمن سابق ڈائرکٹر سول ایوی ایشن نئی دہلی پاکستان کے ڈپٹی ہائی کمشنر مقرر ہوئے ہیں۔

کراچی - سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ اب سندھ میں امن ہے۔

نواب شاہ میں ایک پولیس سب انسپکٹر پناہ گزینوں کو لے جا رہا تھا۔ کہ اس پر حملہ کر دیا گیا - پولیس نے ہوائی فائر کر کے حملہ آوروں کو بھگا دیا۔

ڈوگرہ فوج اور مسلمانوں میں شدید لڑائی ہوئی - بیان کیا جاتا ہے کہ پانچ مسلمان شہید ہوئے - اور ڈوگرہ فوج کی ایک بٹالین ہلاک -

مشتعل ہجوم نے پانچ تھانے خاکستر کر دیئے - سڑکوں پر درختوں کی شاخیں کھڑی کر دیں - تاکہ ڈوگرہ فوج کو مزید کمک نہ مل سکے - حکومت کشمیر پانچ بٹالین فوج ارسال کرنے میں کامیاب ہو گئی - جس نے اندھا دھند گولیاں برسائیں اور بہت مکان جلا دیئے۔

کوہستان مری اور اس کے قرب و جوار کے مسلمان پونچھ میں داخل ہو گئے - اور باغ تحصیل میں گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی

وحشیانہ مظالم سے متاثر ہو کر کوہالہ اور مری ہلز کے باشندوں نے اعلان کر دیا ہے - کہ جب تک ریاست پاکستان میں شامل نہ ہو گی ٹریفک کو روکا جائے گا۔

کراچی - میر غلام قادر جام صاحب آف لاس بیلا (بلوچستان) نے ایک بیان میں کہا ہے - کہ ریاست لاس بیلا پاکستان میں شامل ہو گی -

گورنر جنرل پاکستان نے مشرقی بنگال کی ہائی کورٹ کے لئے حسب ذیل ججوں کے تقرر کا اعلان کیا ہے - مسٹر ٹامس ایلس - مسٹر امیر الدین احمد - مسٹر امین احمد -

پاکستان گورنمنٹ کے ۱۹۷ افسر اور اس کی بیوی بچے طیاروں کے ذریعہ کراچی پہنچ چکے ہیں -

مغربی بنگال کے تین وزیروں مسٹر جدو ناتھ پانجہ - مسٹر نیمل چندر سنہا - اور راد ہانا تھ داس نے استعفیٰ دیدیئے ہیں - ان کی جگہ اننت پرشاد چودھری اور ترو چندر منڈل وزیر لئے جائیں گے -

الور کی فوج وحشیوں کی طرح قتل و غارت میں مشغول ہے -

چٹاگانگ کو صنعتی شہر بنا دیا جائے گا

مالیر کوٹلہ کے شاہی خاندان کے وفد نے مسٹر نہرو سے ملاقات کر کے واضح کیا - کہ ریاست پٹیالہ - نابھ اور لدھیانہ سے اس قدر پناہ گزین ریاست میں آ گئے ہیں - کہ ریاست میں اندرونی اور بیرونی بدامنی کا خطرہ ہو گیا ہے

۷ تاریخ کو ہزاروں پناہ گزین بیمار فرید کوٹ سے قصور پہنچے - ان میں سے ۲۵۰ ایسے مسلمان تھے - جن کو مسلح سکھوں نے زخمی کر دیا تھا۔

۵ ستمبر کو مغربی پنجاب سے جنڈیالہ گورو کے مسلمانوں کو نکالنے کے لئے کانوائے بھیجا تھا - جس کی حفاظت کا کام غیر مسلم فوج کے سپرد تھا - ان کو سکھوں اور ہندوؤں نے ان کی ہلاکت کرنے کے لئے بم پھینکے - جس سے ۲ آدمی ہلاک اور ۲۹ زخمی ہو گئے - محافظ ہندو دستہ عورتوں کی بے عزتی کرتا رہا

فن تعمیر حیات

عہ

یہ لوگ جیسا کہ ابتدائی نظم میں درج ہے - زر محسن خلائق ہیں - علم و ادب کے مربی ہیں شفا خانے کھولتے - مدارس قائم کرتے اور سدا برت جاری کرتے ہیں - ان کی بدولت بنی نوع انسان کو آرام ملتا ہے - خدا کے بندوں کا دکھ درد دور ہوتا ہے - البتہ وہ شخص جو دولتمند ہے - مگر خزانہ کا سانپ بن کر اُسے جمع کرتا اور چھپاتا ہے - اس کی حفاظت بخیل بن کر کرتا ہے - اور پھر اس کو چھوڑ کر خالی ہاتھ دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے - اور وہ دولت اس کی وصیت کی رو سے کسی نیک کام میں نہیں لگائی جاتی واقعی قابل نفرت ہے - جو لوگ دولت کماتے ہیں اور بہت سی دولت جمع کر کے کنجوس مکھی چوس بن جاتے ہیں - اگر کوئی محتاج سوال کرے - تو اسے کاٹنے کو دوڑ تے ہیں - جن کے ہاتھ کسی کو کچھ دیتے ہوئے ٹوٹتے ہیں - اور تو اور بخیلی کی وجہ سے نہ اچھا کھانا کھاتے ہیں - نہ اچھا کپڑا پہنتے ہیں - چیتھڑے لٹکائے پھرتے ہیں - اور جو کمین بنے رہتے ہیں - ان کی مثال مثل اس جسم کے ہے - جس میں روح نہیں ہوتی - وہ حیوانوں اور حشرات الارض سے بدتر ہیں ؎

قارون ہمرد کو چہل خانہ گنج داشت — نوشیرواں نمرد کہ نام نکو گذاشت

کہا گیا ہے کہ ایک خاص طبقے کے لوگ ہر زمانے میں دولت مندوں کی پوست کنی کرتے رہے اور ان کو برا بھلا کہتے رہے ہے - البتہ جب ان دولت مندوں نے کسی رفاہ عام کے کام میں خزانے کا منہ کھول دیا ہے - تو پھر ان کو آسمان پر چڑھا دیا گیا ہے - لیکن آج کل اگرچہ دولت والے اعتراضات اور نکتہ چینی سے بالکل مامون نہیں ہیں - مگر وہ بات نہیں رہی - اور ان کی ذہنیت کو لوگ بہتر سمجھنے لگے ہیں - چاہے اس کی قدر کریں یا نہ کریں - اب دولت کے جمع کرنے کو ایسا برا نہیں سمجھا جاتا - اور اگر کوئی دولت ایسے کام میں صرف کرے - جس سے ہزاروں بندگان خدا روزی کمائیں - تو اس کی بڑی تعریف کی جاتی ہے - سچ تو یہ ہے کہ دولت بڑی طاقت ہے چنانچہ نظر اکبر آبادی فرماتا ہے ؎

کوڑی کے اس جہان میں نقش و نگین ہیں — کوڑی نہ ہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں -
پیسہ ہی سخن سنج ہر کو اس طرح گل فشاں ہے ؎
پیسہ ہی رنگ و ادب ہے پیسہ جمال ہے — پیسہ نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

اسی مضمون کو فارسی زبان کے ایک مشہور شاعر نے اس طرح ادا کیا ہے ؎

اے زر تو خدائی لیکن بخدا — ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

فارسی زبان میں ایک مثل ہے - زر گر بہ سر فولاد نہی نرم شود - اور یہ بالکل درست ہے - سعدی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں ؎

تونگراں را وقفست نذر و مہمانی — زکوٰۃ و ہدیہ و عتاق و فدیہ و قربانی
تو کے بمنزل ایشاں رسی کہ نتوانی — بجز دو رکعت وآں ہم بصد پریشانی

بیشک ایسے سوداگر اور صناع بھی ہیں - جن کی حقیقی دلچسپی نفع و نقصان کے حساب و کتاب میں یا اس منافع سے نہیں ہے - جو حصہ داروں کو بعد ازاں تقسیم کیا جاتا ہے - بلکہ ان کی دلچسپی اس میں ہے - کہ بڑے بڑے کارخانے اور کوٹھیاں کھولیں جو سالہا سال قائم رہیں - اور وہ لوگوں کو روزی دیں - وہ مانند اس مصور کے ہیں - جو ایک بڑے پردہ تصویر کشی کا عاشق ہوتا ہے - وہ اینٹوں اور پتھروں سے تصویر کشی کرتے ہیں - سر بازار ایک عالیشان عمارت جس میں دس گھڑیاں ہوں یا ایک ایسی فیکٹری جو کئی ایکڑوں میں پھیلی ہوئی ہو اور جس میں مزدوروں کے گھر اور تفریح گاہیں بھی ہوں بنواتے ہیں - جن کا ہونا ایسے مقامات کے لئے ضروری ہے - لیکن مجلسی قدر و قیمت اور تعمیری خوبصورتی ان کو بہت بھاتی ہے - زمانہ حال میں فنونی قدر دانی نے ہر قسم کی ماہیت پر بڑا اثر ڈالا ہے چنانچہ روپیہ اور دولت اس سے مستثنیٰ نہیں ہے ہم تسلیم کرتے ہیں - کہ ایسے بھی ساہوکار اور لکھپتی بدھ والے بھی ہیں - جن کو لکھپتی دماغ گروہ کے گروہ میں شامل نہیں کیا جا سکتا - یہ وہ لوگ ہیں - جن کو جواری یا قمار باز کہنا چاہیئے - یہ لوگ اپنا جنس کے خیر خواہ نہیں ہوتے - بلکہ خود مطلب زبردست ہوتے ہیں - ان کے کام میں کوئی تعمیری بات نہیں ہوتی - اور جب کوئی نازک وقت آئے تو وہ بلیوں اور کتوں کی طرح آپس میں لڑتے ہیں - اور گو قمار بازی میں وہ بہت سا روپیہ کما لیں - لیکن اس کا کچھ نہیں ہوتی - ہم نام لینا نہیں چاہتے - لیکن شہر لاہور میں ایک نامور ساہوکار تھا۔

جو دراصل شاہی لاک ہبودی کے بھی کان کترتا تھا - اگر کسی کو دس روپے قرض دیتا - تو سو روپے کا پرونوٹ لکھا لیتا تھا - اس طرح اس نے لاکھوں روپے کمائے - لیکن آخر اس کا انجام یہ ہوا کہ اس کی صحت خراب ہو گئی - تندرستی جاتی رہی - جس بنک میں اس کا روپیہ تھا - اس کا دیوالہ نکل گیا - اور جب اُسے موت آئی - تو وہ ایک ذلیل کوٹھڑی میں کرایہ دار تھا - جن لکھپتی بدھ لوگوں کا ہم ذکر کرتے ہیں - وہ اس قسم کے وحشی قمار بازوں یا سٹہ بازوں سے بالکل مختلف ہوتے ہیں - لیکن پھر بھی ایسے آدمی موجود ہیں - اور لوگ ان سے لین دین کرتے ہیں - ایک گروہ پٹھانوں کا کابل سے آیا تھا - جو دو چند یا سہ چند لکھواتے تھے - جو رقم دیتے تھے - اسی کا پرونوٹ لکھوا لیتے تھے - مگر ایک روپیہ پر چار آنے ماہوار یعنی پچیس فی صدی ماہوار سود لیتے تھے - اور نہایت سخت گیر تھے - اگر ان کا مقروض وعدہ پر اصل زر معہ سود یا کم از کم سود نہ دے تو پھر اس کی شامت آ جاتی تھی - لٹھ بازی کر کے روپیہ وصول کرتے تھے - مقروض کو روئی کی طرح تو م کر دھر دیتے تھے - ان کی سخت گیری کی ایک مثال یہ ہے - کہ ان کا ایک مقروض بیمار ہو کر مر گیا (باقی ہے)

دکن کے چار چاند

ہمارا اس ماہ کا ناول دکن کے چار چاند ہوگا۔ یہ بھی ایک تاریخی ناول ہے۔ اس میں ایک غریب زرگر کی لڑکی پرتھال کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ جس کی خوبصورتی کی شہرت سن کر دیو رائے مہاراجہ بیجانگر نے بدکل پر حملہ کر دیا تھا۔ اور راجہ اس لڑکی کو زبردستی اڑا لے جانا چاہتا تھا۔ راجہ کی فوجوں نے بدکل کو جلا کر راکھ کر دیا اس ناول میں بتلایا گیا ہے۔ کہ چند مسلمانوں نے اس لڑکی کو اس ظالم کے پنجے سے کس طرح بچایا۔ اور بیجانگر کی فوجوں کو مسلمان جرنیل فولاد خاں نے کس طرح تباہ و برباد کیا۔ ایک عجیب و غریب اور دلچسپ قصہ ہے۔

اس ناول میں پرتھال کا زبردست کیرکٹر۔ ہندو رسم و رواج اور شادی و بیاہ کے قانون۔ ایک براہمن کا اس لڑکی کو پھسلانے اور راجہ سے شادی کر لینے پر آمادہ کرنے کا حال بھی دکھایا گیا ہے۔ راجہ نے براہمن کو لاکھوں روپیہ کا زیور پرتھال کو راضی کرنے کے لئے دیا۔ مگر پرتھال نے اس شہوت پرست شرابی راجہ کو منہ لگانا منظور نہ کیا۔ راجہ دیو رائے کو اپنی سلطنت اور فوج کی بہادری کا بڑا دعوےٰ تھا۔ بیجانگر کی پرانی ہندو سلطنت کی تباہی اور شکست کا حال بڑی تفصیل سے دکھایا گیا ہے۔

جب تک آپ ناول منگا کر نہ پڑھیں۔ آپ ناول کی دلچسپی کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ قیمت ڈھائی روپے ۲/۸
مستقل خریداروں سے دو روپے ۲/
ملنے کا پتہ:

مینجر پیسہ اخبار لاہور

"پاکستان مبارک!"

ترانۂ پاکستان!

(خاص برائے پیسہ اخبار) (از محمد انور بیگ ایم۔ اے)

(۱)
پریاں ترانے گاتی آئیں! حوریں خوشیاں مناتی آئیں!
کون و مکان ہلاتی آئیں! خوشخبری یہ سناتی آئیں!

ہم کو ملا ہے پاکستان!
سب سے بھلا ہے پاکستان!

(۲)
بادِ مسرت آج چلی ہے! ایک طرب کی ہوک اٹھی ہے!
آزادی کی شمع جلی ہے! دولتِ دنیا ہم کو ملی ہے!

ہم کو ملا ہے پاکستان!
سب سے بھلا ہے پاکستان!

(۳)
محنت سے ہم چور ہوئے ہیں! سایۂ غم اب دور ہوئے ہیں!
جلوے کوہِ طور ہوئے ہیں! خوش سب حور و قصور ہوئے ہیں!

ہم کو ملا ہے پاکستان!
سب سے بھلا ہے پاکستان!

(۴)
آج ہماری شان نئی ہے! آن نئی ہے۔ بان نئی ہے!
قالب ہے وہ جان نئی ہے! راگ وہی ہے تان نئی ہے!

ہم کو ملا ہے پاکستان!
سب سے بھلا ہے پاکستان!

(۵)
خواب وہی تعبیر نئی ہے! دنیا کہن تفسیر نئی ہے!
فن کار وہی تصویر نئی ہے! شان نئی توقیر نئی ہے!

ہم کو ملا ہے پاکستان!
سب سے بھلا ہے پاکستان!

(۶)
اٹھو! اب کچھ کر کے دکھاؤ! میدانِ عمل میں لڑ کے دکھاؤ!
کوہِ عمل پہ چڑھ کے دکھاؤ! سب سے آگے بڑھ کے دکھاؤ!

ہم کو ملا ہے پاکستان!
سب سے بھلا ہے پاکستان!

متفرق خبریں

مدرسہ حنفیہ عربیہ کیمبل روڈ لاہور کا داخلہ شروع ہو گیا جو یکم ذیقعدہ تک جاری رہے گا۔

طبیہ کالج لاہور ۲۲ ستمبر کو کھلیگا۔

جالندھر کے اکالی لیڈر بابو لابھ سنگھ

کے قتل کے مقدمہ میں سیشن جج بیدی نے وحید اور رفعت مہدی کو دس دس سال قید بعبور دریائے شور کی سزا دی اور مولوی محمد دین۔ سراج خان اور فضل محمد کو پھانسی کا حکم سنایا۔

مسلمانوں کی مشہور درسگاہ ایم اے۔ او کالج کو سکھوں نے جلا دیا ہے اب اس کالج کو لاہور میں کھولنے کا انتظام

ہو رہا ہے

ڈوگرہ فوج کے ایک میجر ایک لفٹنٹ دو حوالداروں اور دس سپاہیوں کی نعشیں کشمیر پہنچ چکی ہیں۔ ان کے ساتھ ۲۵ مخبر درج بھی ہیں۔

مسٹر جی۔ ایم۔ سید کے دو مشہور طرفدار مسلم لیگ میں شامل ہو گئے ہیں۔ یہ سید محمد علی شاہ اور سید خیر شاہ ہیں

سید محمد علی شاہ نے درخواست کی ہے کہ انہیں مسلم لیگ کا ٹکٹ دیا جائے

مسٹر شہید سہروردی جو مسٹر ایچ۔ ایس سہروردی کے بھائی ہیں۔ پاکستان پبلک سروس کمیشن کے ممبر مقرر کئے گئے ہیں۔

پیسہ اخبار لاہور میں اشتہار دیکر

ایڈیٹر میاں عبدالمجید صاحب
THE PAISA AKHBAR URDU WEEKLY LAHORE
پیسہ اخبار لاہور
یادگار حاجی مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم

محاذِ کشمیر

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

کشمیر کی آزاد حکومت نے مسٹر ٹریگوی لی معتمد عمومی ادارہ اقوام متحدہ کے توسط سے دنیا کی تمام جمہوری ذہنیت رکھنے والی آزادی پسند قوموں سے اپیل کی ہے کہ وہ جموں اور کشمیر کے مسلمانوں کی اس جنگ کی جو آزادی کے لئے لڑی جا رہی ہے تائید کریں۔ اور ان کی قائم کردہ حکومت کو تسلیم کریں۔ اس اپیل کو وزیر اعظم برطانیہ مسٹر کلیمنٹ ایٹلی۔ اور صدر حکومت متحدہ امریکہ مسٹر ہیری ٹرومن۔ مارشل اسٹالن جنرل شموچیانگ کائی شک اور تمام مسلم مملکتوں کے صدور کے نام روانہ کیا گیا ہے

آزاد کشمیر حکومت نے ریاست کے آدھے سے زیادہ رقبہ پر جو چالیس ہزار مربع میل سے زیادہ ہے۔ قبضہ کرنے کے بعد اس کے سارے نظم و نسق کو اپنے قابو میں لے لیا ہے۔

جنگ عظیم میں ایک لاکھ سے زیادہ کشمیری جانبازوں نے جمہوریت کی تائید میں اپنے آپ کو غنیم کے مقابلہ میں اس لئے پیش کیا تھا۔ کہ آنے والی نسلیں اس بڑھتے ہوئے تباہ کن سیلاب سے محفوظ رہیں اور آزادی کی نعمتوں سے فیضیاب ہوں۔ لیکن اس معرکہ میں جنہوں نے اپنی جانیں پیش کی تھیں۔ ان کا وطن مہاراجہ کے استبدادی پنجوں میں ہندوستانی یونین کی تائید کی وجہ سے پھنسا ہوا ہے اور برباد ہوتا چلا جا رہا ہے۔

جموں کی آبادی کا ایک کثیر حصہ ڈوگرا فوجوں کے ہاتھوں تباہ ہو چکا ہے۔ اور یہی منظر صوبہ کشمیر میں بھی نظر آ رہا ہے۔ لیکن باشندگان کشمیر جان ہتھیلی پر لئے مقصد کے حق و صداقت پر مبنی ہونے کا ایقان رکھتے ہوئے مردانہ وار مقابلہ کئے جا رہے ہیں۔ ہم نہتے جابرانہ طاقتوں کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ اور اس بناء پر دنیا کی تمام جمہوری ذہنیت رکھنے والی آزادی پسند قوموں سے ذات پات رنگ و نسل کے سوال کے بغیر اس نازک موقعہ پر مادی اور اخلاقی مدد کے طلب گار ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ آزاد کشمیر کی حکومت کو تسلیم کیا جائے۔ اقوام متحدہ سے بھی ہمارا یہی کہنا ہے۔ کہ وہ اس معاملہ کو اپنے ہاتھوں میں لے اور بڑھتی ہوئی استبدادی قوتوں کو روک دے۔

آگے چل کر یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ ہمارے ہاں اسلحہ بارود اور گولی وغیرہ کی کمی ہے۔ اور عصری ہتھیار برائے نام ہیں۔ اور جو ہیں وہ ہارے ہوئے ڈوگراؤں سے چھینے ہوئے ہیں۔ پھر بھی ہم نے کشمیر کے آدھے سے زیادہ حصہ پر سے دشمن کو کامیابی کے ساتھ مار بھگایا ہے۔

سردار محمد ابراہیم خان صدر آزاد حکومت کشمیر نے حال ہی میں لاہور آ کر جو بیان دیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ پٹھان کشمیر کی ہر وادی اور ہر پہاڑی اور ہر ندی نالے کو ناقابل تسخیر بنا دیں گے تاکہ دنیا کو یہ ثابت ہو جائے کہ ان کا یہ جنگ آزادی کشمیر کو قائم رکھنے کے لئے ہے۔ کشمیر کے چار سو میل لمبے محاذ پر مجاہدین کے دستے بڑی سرگرمی سے دیکھ بھال کر رہے ہیں۔ جموں کے شہر میں دست بدست جنگ ہو رہی ہے۔ مجاہدین ہندوستانی فوجوں کو گھیرے میں لانے کے لئے پٹھان کوٹ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ بارش اور برف باری کی وجہ سے ہندوستانی فوجیں کشمیر میں نقل و حرکت نہیں کر سکتیں۔ ہندوستانی حکومت تقریباً تیس ۳۰ لاکھ روپیہ یومیہ خرچ کر رہی ہے۔ اگر یہ جنگ چار پانچ ماہ اسی طرح طول پکڑ گئی۔ تو ہندوستان کی حکومت دیوالیہ ہو جائے گی۔ اور پٹیل کی تمام شیخی کر کری ہو جائے گی۔

صدر دفتر کانفرنس میں ایک اہم جلسہ

اعلیٰ حضرت حضور نظام کو مبارکباد

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے ارکان کا ایک غیر معمولی اجلاس ۸ دسمبر کو صدر دفتر کانفرنس سلطان جہاں منزل علی گڑھ میں منعقد ہوا جس میں نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا الحاج ڈاکٹر محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی آنریری سیکرٹری کانفرنس نے حسب ذیل ریزولیوشن پیش فرمایا:۔

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ کے ارکان کا یہ جلسہ اس بزدلانہ اور وحشیانہ حملہ پر سخت اظہار نفرت کرتا ہے جو اعلیٰ حضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ کی ذات شاہانہ پر کیا گیا۔ اور اس حملہ سے محفوظ رہنے پر شکر الٰہی ادا کرتا ہے اور اس خسروی میں اپنی مبارکباد پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اعلیٰ حضرت کی ذات ہمایوں کو تا دیر قائم اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے اور ملک اور اہل ملک کو حضور کے فیوض سے بامراد اور شاد کام رکھے۔

یہ ریزولیوشن دلی جذبہ کے ساتھ پاس ہوا اور جلسہ





(صفحہ ٨ سے آگے)

ان دونوں شہروں میں ہر فرقہ ان شہروں کے حصول کا حد درجہ خواہشمند تھا۔ اس بات کی تحقیق کرنا کہ کس فریق کا جرم زیادہ سنگین تھا۔ بے نتیجہ ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ امرتسر کے ایک فرقہ کے لوگ جب زیادہ پریشان ہوئے تو انہوں نے لاہور میں اپنے ہم مذہبوں کے پاس چوڑیاں اور مہندی بھیجی اس کے معنی صاف ہیں فسادات بھڑک اٹھے۔ ٣ جون کے اعلان نے ایندھن کا کام کیا۔ لاہور میں فسادات ٢١ جون کو درجہ انتہائی پر پہنچ گئے۔ جب کہ شاہ عالمی دروازے کے اندر محلوں کے مکانات اور عمارات سپرد آتش ہو گئے۔ اور مقامی حکام کھلم کھلا فرقہ وارانہ فسادات میں حصہ لینے لگے لاہور اور امرتسر میں فسادات ایک وقت ہوئے۔ ٢١ جون کو شاہ عالمی دروازہ کی آگ کے بعد سے ہندو لاہور سے بھاگنا شروع ہو گئے لیکن عام انتقال ١٥ اگست کے بعد سے شروع ہوا۔ ١٧ اگست کے باؤنڈری کمیشن کے فیصلہ کے بعد سے لاہور ہو کی تیزی کے ساتھ مسلمانوں کا۔ اور امرتسر ہندوؤں کا شہر بننا شروع ہو گیا دونوں شہروں میں اقلیت حد درجہ خوف زدہ ہو گئی۔

جرائم کی نوعیت

خون کھولا دینے والے مظالم کی داستانیں جن کے مرتکب ہر فرقے کے افراد دوسرے فرقہ کے افراد پر ہوئے۔ ہزارہا بار سننے میں آتی ہیں۔ ان کے دہرانے میں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ بہرحال ان سب کا ایک نتیجہ بالکل صحیح ہے کہ کوئی جرم ایسا نہ ہوگا۔ جس کا مرتکب سکھ نہ ہوا ہو اور کوئی جرم ایسا نہ ہوگا جس کا مرتکب ہندو نہ ہوا ہو۔ جب کبھی جھوٹی سچی خبر کسی فریق کو ملی کہ بہیمانہ ظلم کی دوسرے فریق کی طرف سے پہنچی۔ تو اسی فریق نے اس کا بدلہ دوسرے فریق سے اپنے علاقہ میں بدتر طریقہ سے نکالنا شروع کیا۔ اور یہ چکر در چکر نہایت زور سے چلنے لگا۔ اور یہ ظاہر ہونے لگا کہ فطرت انسانی کس حد تک گر سکتی ہے۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہو گئی۔ کہ فطرت انسانی پر ظاہری مذہب کے ڈبل سے کوئی فرق نہیں آتا۔

تصویر کا دوسرا رخ

لیکن اس تصویر کا ایک دوسرا رخ بھی ہے۔ جب ہم لاہور کی گلیوں میں سے گزر رہے تھے۔ قریب قریب ہر گلی میں بیسیوں آدمی ہمارے ارد گرد جمع ہو جاتے تھے بظاہر وہ سب مسلمان تھے۔ ان میں مرد عورتیں بچے بوڑھے ہر طبقہ کے لوگ شامل ہوتے تھے۔ وہ ہم سے دل کھول کر لاہور میں جو کچھ ہوا۔ اس کے متعلق بات چیت کرتے تھے۔ کچھ دن پہلے ہم سے لاہور یونیورسٹی کے ایک نام نہاد مسلم پروفیسر نے کہا تھا۔ کہ شہر کے قریب چالیس فی صدی اشخاص واقعات گذشتہ پر متاسف ہیں۔ اور وہ ایک دفعہ پھر اپنے ہندو بھائیوں کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ ہم نے جو شہر کا چکر کیا تو ہمیں معلوم ہوا کہ اس قسم کے خیال لوگوں کی نسبت بہت زیادہ تھی۔ یہی حالت ہم نے مشرقی اور مغربی پنجاب کے دوسرے حصوں میں بھی معلوم کی۔ اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ پاکستان میں مسلمانوں کی کثیر تعداد اس فرقہ وارانہ جھگڑے کو پسند نہیں کرتی ہے۔ اور دوسرے فرقہ کے اپنے بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ امن کی زندگی بسر کرنا چاہتی ہے۔ مجھ کو اس بات کا یقین ہے کہ جن لوگوں نے اس قتل و غارت اور آتشزدگی میں حصہ لیا ہے۔ کسی طرح بھی آبادی کا ایک فی صدی سے زیادہ نہ ہوں گے۔ یعنی ایک لاکھ میں ایک ہزار سے زیادہ نہ ہوں گے۔ لیکن یہ مٹھی بھر لوگوں نے امن کو ختم کرنے اور پوری آبادی کا گولا لاہو اور کھنڈروں میں منتقل کرنے کے لئے بالکل کافی ہے۔ یہی حالت مواضعات کی تھی لاہور میں خونریزی کے واقعات کرنے والوں کی تعداد میرے خیال اور اندازہ میں زیادہ سے زیادہ سو اور دو سو کے درمیان ہوگی یہی بات امرتسر کے بارے میں کہی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ دس بیس فیصدی آبادی کے وہ لوگ بھی تھے۔ جو دوسرے فرقہ کے اپنے افراد پر مظالم کی داستانیں سنتے سنتے اپنے فرقہ کے مجرموں سے ہمدردی رکھتے تھے۔ لیکن جیسا کہ ایسے مواقع پر عام طور سے ہوتا ہے۔ زیادہ تعداد ان لوگوں کی تھی۔ جو نہ منظم تھے۔ اور نہ ان چیزوں میں حصہ لیتے تھے اور نہ چیخ و پکار کرتے تھے۔ (باقی آئندہ)

پریوی کونسل سے بے تعلقی

نئی دہلی کی ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ امید کیجاتی ہے کہ عنقریب ہندوستانی پارلیمنٹ میں ایک بل پیش کیا جائیگا۔ جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ

٢۔ کہ پریوی کونسل میں اپیل کرنا بند کر دیا جائے اور اس کی جگہ دہلی میں ایک سپریم کورٹ قائم کی جائیگی معلوم ہوا ہے کہ فیڈرل کورٹ کی توسیع کر کے ججوں کی تعداد میں اضافہ کر دیا جائے گی۔ تاکہ فیڈرل کورٹ پریوی کونسل اپنے کاموں کو انجام دیگی

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی موجودہ حالت

(از سید الطاف علی صاحب بریلوی)

کچھ دن ہوئے ہندوستان ٹائمز اور روزنامہ تیج دہلی میں یہ غلط اطلاع شائع ہوئی ہے۔ کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے منجملہ تین ہزار طلبہ کے دو ہزار پاکستان چلے گئے۔ یونیورسٹی میں طلبا کی تعداد تین ہزار نہیں بلکہ ساڑھے چار ہزار تھی اور اس کی بھی کوئی اصلیت نہیں کہ ان میں سے دو تہائی نے علی گڑھ چھوڑ دیا ہے سابقہ طلبانے ضرور دارالعلوم علی گڑھ سے فی الحال قطع تعلق کر لیا ہے۔ جن کے والدین اور سرپرست ملازمتوں کے سلسلے میں پاکستان چلے گئے ہیں۔ نیز وہ طلبا بھی داخلہ نہ لے سکے جو مغربی اور مشرقی پاکستان کے رہنے والے تھے۔ اور تعطیلات موسم گرما میں ہولناک فسادات کے رونما ہو جانے اور ذرائع آمد و رفت مسدود ہو جانے کی وجہ سے مجبوراً علی گڑھ نہ پہنچ سکے۔ لیکن یہ صورت حال بالکل عارضی ہے۔ ملک میں امن و امان تیزی کے ساتھ قایم ہو رہا ہے اور ہندوستان اور پاکستان کے تعلقات بھی سرعت کے ساتھ استوار ہونے کی صورتیں پیدا ہو رہی ہیں۔ جس طرح اب تک برما۔ افغانستان۔ سیلون اور ایران۔ مصر۔ چین۔ اور جنوبی افریقہ وغیرہ ممالک غیر کے طلبہ مقبول تعداد میں ہمیشہ دارالعلوم علی گڑھ میں تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ علاقہ جات پاکستان کے طلبہ بدستور سابق دوبارہ پڑھنے کو نہ آئیں۔ بحالت موجودہ بھی یونیورسٹی میں طلبا کی تعداد ناکافی نہیں کہی جا سکتی۔ ہر پہلی شکل ٹک یونیورسٹی کے ارباب حل و عقد کے لئے سب سے بڑی شکل زیادتی مقدار تھی۔ سامان عمارت کی غیر معمولی گرانی اور کمیابی کے باعث جدید عمارات کی معقول تعداد میں تعمیر ممکن نہ تھی۔ لیکچر روم درس و تدریس کے کمروں تجربہ خانوں۔ کتاب خانوں اور اقامت گاہوں میں غیر معمولی بھیڑ جاڑ نے پرسکون تعلیمی اور علمی فضا کا یکسر خاتمہ کر دیا تھا۔ اقامت گاہوں کے وہ کمرے جو تین تین طلبا کے لئے بنائے گئے تھے ان میں چھ چھ اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ طالب علم ہو گئے تھے۔

موجودہ زمانہ میں انقلابات ملکی و سیاسی نے اس بھیڑ کو کم کر دیا ہے اور تعداد طلبہ صحیح معیار اور اصلی گنجائش کے مطابق ہو گئی ہے۔ یونیورسٹی کی چہل پہل اور رونق میں خدا کے فضل سے کوئی کمی نہیں ہے۔ عید الفطر کے موقع پر کرکٹ لان کی نماز اور ہز ایکسیلنسی مسٹر مودی نائب گورنر صوبہ متحدہ کی ١٢ نومبر ١٩٤٧ء کو تشریف آوری کے موقع پر اسٹریچی ہال اور یونین ہال میں شرکا کی کثرت نیز حسب معمول ہر ہفتہ نماز جمعہ میں نمازیوں کا بھاری اجتماع قائم و دائم ہے۔ مرکزی اور صوبائی گورنمنٹ کی عنایات خاص اور حکام ضلع کی کوشش و جدوجہد سے علی گڑھ شہر اور احاطہ مسلم یونیورسٹی بفضل ایزدی ہر قسم کے فرقہ وارانہ شورش سے قطعاً غیر متاثر رہا اور یہاں کے پرسکون ماحول میں کوئی فرق نہ آیا۔ علمی اور تعلیمی سرگرمیاں اور کھیل و تفریح کے مشاغل جاری ہیں۔ اور اگر ہم لوگ اخبارات نہ پڑھیں تو معلوم بھی نہ ہو کہ ہماری قومی اور انفرادی زندگی میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے۔ سرزمین ہند کے مخلص و ممتاز مشاہیر ملت کا اس وقت جو قحط الرجال ہے۔ اس کے اعتبار سے عالی جناب نواب محمد اسمٰعیل خان صاحب جیسے معتبر و مدبر بزرگ قوم کا مسلم یونیورسٹی کے عہدہ وائس چانسلری پر فائز ہونا نیز جناب ڈاکٹر نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا محمد حبیب الرحمٰن خان صاحب شروانی اور نواب سعید الملک بہادر (آف چھتاری) کا بھی علی گڑھ میں مستقل قیام پذیر رہ کر حالات یونیورسٹی میں عملی دلچسپی لینا نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں ہے۔ ان حضرات کی وجہ سے ہر شخص کو ہر قسم کا اطمینان و سکون حاصل ہے۔ تمام عہدہ داران مسلم یونیورسٹی کا فرض ہے۔ کہ موجودہ نازک دور میں وہ ان حضرات سے اتحاد عمل فرماویں۔ اور ان کے ہاتھ مضبوط کریں۔ تاکہ دارالعلوم علی گڑھ اپنی قدیم شان و شوکت کے ساتھ بیش از بیش خدمات ملی اور ملکی انجام دیتا رہے۔

علی گڑھ زندہ باد

تو پاک باش برادر مدار از کس باک — زنند جامۂ ناپاک گازران بر سنگ

پیسہ اخبار لاہور

قیمت سالانہ چار روپے (للعہ) — حجازی پریس بیرون موری گیٹ لاہور میں چھپوا کر میاں عبدالمجید صاحب پرنٹر و پبلشر نے دفتر پیسہ اخبار لاہور سے شائع کیا۔

نمبر ١ | ٣ جنوری ١٩٤٨ء | ٦ | جلد ٦٢

پاکستان کو مضبوط بناؤ

مسٹر محمد علی جناح قائد اعظم کی سالگرہ!

٧١ سال ہوئے آج کے دن مسلمانوں کی تقدیر کے افق پر وہ ستارا ابھرا تھا۔ جو آج نیر اقبال بن کر پاکستان کے ہر کونے میں چاندنی کا عالم پیدا کر رہا ہے ٧١ سال ہوئے آج کے دن دنیائے اسلام کا وہ ہونہار فرزند عالم وجود میں آیا تھا۔ جسے تاریخ اب قائد اعظم محمد علی جناح کے نام سے پکارتی ہے۔

قائد اعظم نے جن کٹھن راستوں سے گزر کر ملت کو منزل مقصود تک پہنچایا ہے اُن کی دشواریوں کو آپ سب جانتے اور پہچانتے ہیں۔ پاکستان کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ مگر اس رفیع المرتبت اسلامی سلطنت کی بنیادوں کو سیسہ پلانا آپ کا کام ہے کہ وقت کے سمندر کی لہریں سر پھوڑتی رہیں اور اس چٹان کا ایک پتھر بھی اپنی جگہ سے نہ ہلے جو کچھ قائد اعظم نے کر دکھایا ہے۔ اس میں آپ تمام شریک ہیں۔ آپ کا خلوص آپ کی یک جہتی۔ آپ کا اتفاق آپ کا حوصلہ۔ آپ کی قربانیاں۔ آپ کی جانفشانیاں۔ آپ کا ذوق عمل یہی وہ ہتھیار تھے۔ جن سے مسلح ہو کے قائد اعظم نے دو بڑی دو بڑی اور تیری تیری طاقتوں کا کامیابی سے مقابلہ کیا۔ یاد رکھئے۔ لڑائی جیت لینے کے بعد جیالا اور تجربہ کار سپاہی اپنے ہتھیار پھینک نہیں دیا کرتا۔ بلکہ انہیں جلا دیا کرتا ہے کہ پھر کام آئیں گے۔ حکیم الامت نے کہا ہے

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بو لہبی
تیری خاک میں ہے اگر شرر تو خیال فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نان شعیر پر ہے مدار قوت حیدری

ہم میں ابھی تک کچھ لوگ ایسے ہیں۔ جن کے دل مردہ اور سینے افسردہ ہیں یہ وہ ازلی اور ابدی غلام ہیں۔ جن کے پاؤں کی زنجیریں کاٹ بھی دی جائیں تو آزاد نہیں ہو سکتے۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ پرانے مصر کی حنوط شدہ لاشوں کی طرح ان کے نقش و نگار افسانوں کے سے ہیں۔ لیکن اُن کے جسم میں زندگی کی ہلکی ہلکی چنگاری بھی نہیں سلگ سکتی۔ یہ لوگ آپ سے ضرور کہتے ہوں گے۔ کہ پاکستان بن چکا۔ درست! لیکن اس کے قیام کی کیا صورت ہے؟ ان سے کہئے کہ جب ہم پاکستان حاصل کرنے کے لئے زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھے۔ جب ایک طرف بدیشی سامراج کا پھندہ ہماری رگ جاں کو اپنی گرفت میں لئے تھا۔ اور دوسری طرف ہندوستان کی بڑی بڑی سیاسی طاقتیں ہمارے دلوں میں اپنے آہنی ناخن گاڑے ہوئے تھیں۔ اس وقت ہمارے پاس کیا تھا؟ یہی ہتھیار ذوق عمل۔ آزادی کی تڑپ۔ آزاد ہونے یا مر جانے کی آرزو۔ پھر کیا انہی ہتھیاروں سے کام لے کر ہم نے مخالفوں کی ہر تدبیر کو باطل نہیں کر دکھایا تھا؟ اور کیوں نہ کرتے؟ جواں مردوں اور آزاد قوموں کا یہی شیوہ ہے

دگرگوں جہاں ان کے زور عمل سے
بڑے معرکے زندہ قوموں نے مارے
منجم کی تقویم فردا ہے باطل!
گرے آسماں سے پرانے ستارے

ہم وطنو! پاکستان کی اسلامی سلطنت قائم ہو چکی ہے۔ حکومت کے وسیع ذریعے اور ذخیرے ہمارے قبضہ میں ہیں۔ پرانے ہتھیاروں کے ساتھ نئے ہتھیار بھی ہمیں مل گئے ہیں۔ مایوس ہونے کا کیا مقام ہے آپ وہی لوگ ہیں جو کہ آتشبار توپوں اور ٹینکوں کے بغیر ہی آزادی کی جنگ لڑتے تھے۔ آج ہر طرح مسلح ہونے کے بعد خوفزدہ ہونے اور سہم جانے کی کیا گنجائش ہے یہ ازلی اور ابدی غلام جن کے دلوں پر تقدیر نے مہریں لگا دی ہیں۔ یہ بھی ضرور کہتے ہوں گے کہ پاکستان کے باشندوں کو ایسی ایسی مشکلات سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ جن کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس لئے ہم لوگ ان سے عہدہ برآ نہ ہو سکیں گے۔

ہر چند یہ دعوے درست ہے۔ لیکن جو نتیجہ اس سے اخذ کیا گیا ہے۔ غلط ہے۔ مشکلیں بے شمار ہیں۔ راستہ دشوار ہے۔ لیکن انسان کی تاریخ شاہد ہے کہ اس پر کوئی بھی افتاد نہیں پڑی جس کا حل ڈھونڈا نہ گیا ہو۔ مشکلات حل ہو رہی ہیں اور حل ہو کر رہیں گی۔ راستہ کٹ رہا ہے اور کٹ کر رہے گا۔ ایک اور صرف ایک چیز کی ضرورت ہے۔ ایمان اور عمل۔

پاکستان کے بہادر سپاہیو! اگر ہم میں سے ہر شخص دل میں یہ ٹھان لے کہ جو کام میرے ذمہ ڈالا گیا ہے۔ میں وہ کر کے رہوں گا۔ جو فرض مجھے سونپا گیا ہے۔ بجا لاؤں گا۔ اور خوش دلی اور خندہ پیشانی سے بجا لاؤں گا۔ تو ہماری سب مشکلات چٹکیوں میں حل ہو جائیں گی۔ آج کل ایک ہنگامہ سا برپا ہے۔ مہاجرین۔ مہاجرین۔ ان کا کیا بنے گا؟ حقیقت میں مہاجر کا لفظ ہمیں گمراہ کرتا ہے۔ ذرا یہ پردہ اٹھا کر دیکھئے۔ یہ کون لوگ ہیں۔ یہ ہمارے بھائی ہیں۔ گردش زمانہ کے ستائے ہوئے۔ ہماری مدد کے طالب ہیں۔ ہماری اعانت کے محتاج ہیں۔ بھائی کا بھائی سے مدد مانگنا مسئلہ نہیں حسن اتفاق ہے۔ بھائی کا بھائی کے پاس آنا بخت خدا ساز کا ایک کرشمہ ہے۔ اصل شکل یہ ہے کہ ہم مہاجر کا پردہ اٹھا کر اپنے بھائی کی صورت نہیں پہچانتے۔ جس دن ہم نے یہ اصل پہچان لی۔ اسی دن یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اور انشاءاللہ کہ وہ دن دور نہیں ہے۔

ڈالی گئی جو فصل خزاں میں شجر سے ٹوٹ
ممکن نہیں ہری ہو سحاب بہار سے
شاخ بریدہ سے سبق اندوز ہو کہ تو
نا آشنا ہے قاعدۂ روزگار سے
ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

بھائیو اور بہنو! ایک ہی سمندر کی لہریں دوسری لہروں سے ہم آغوش ہونے کے لئے آگے بڑھ رہی ہیں۔ ایک ہی باغ کے درخت کی کچھ شاخیں اسی باغ کے دوسرے درخت کے گلے میں ہاتھ ڈال لینا چاہتی ہیں۔ آپ انہیں پناہ گزین اور مہاجر کہہ کر اپنی اور ان کی توہین کرتے ہیں۔ یاد رکھئے۔ کہ یہ لوگ آپ کے ساتھ مل جائیں تو آپ کی طاقت میں اضافہ ہو جائے گا۔ پاکستان کی خوش حالی بڑھے گی۔ اخوت کے جذبات پرورش پائیں گے قربانی کی روح بالیدہ ہوگی۔ جانفشانی کا سبق پھر دہرایا جائے گا۔ مخالفوں نے جو مسئلہ مشکل کی شکل میں پیش کیا تھا وہ ہمارے لئے رحمت ثابت ہوگا۔ انشاءاللہ۔

قائد اعظم زندہ باد
پاکستان پائندہ باد

مسجدوں کے متعلق حکومت دہلی کا اعلان

دہلی میں فسادات کے زمانہ میں جن مسجدوں پر ناجائز قبضہ کر لیا گیا تھا۔ اُن کے تخلیہ کے بارے میں حکومت نے جو حکم دیا تھا اس کی میعاد ٢٦ دسمبر کو ختم ہو گئی اب پولیس کو حکم دے دیا گیا ہے۔ کہ وہ ان تمام لوگوں کو جنہوں نے مسجدوں پر قبضہ کر لیا ہے مسجدوں سے نکال دے اور جو لوگ نکلنے کے لئے تیار نہ ہوں ان کے خلاف مقدمہ چلائے۔

حکومت عوام کو متنبہ کرنا چاہتی ہے کہ وہ انہیں ان عبادت گاہوں کے تقدس کو ختم کرنے کی اجازت نہیں دے گی۔ اور جو شخص مسجد کو کسی قسم کا نقصان پہنچائے گا اس کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی

معلوم ہوا ہے۔ کہ مسجدوں کو جو نقصان پہنچایا گیا ہے۔ اس کی مرمت کا کام حکومت نے شروع کر دیا ہے۔ اور اس کے نقشے اور تخمینے تیار کئے جا رہے ہیں۔ جن مسجدوں کو مندر کی صورت میں تبدیل کر دیا گیا ہے وہ اصل مالکوں کو واپس کر دی جائیں گی۔

حکومت پاکستان کا اعلان

حکومت پاکستان کے ایک سرکاری اعلان میں کہا گیا ہے کہ جس طرح ہندوستان میں امپیریل بنک آف انڈیا نے اپنی لکھنؤ کی شاخ میں ان تمام آدمیوں کی درخواستیں طلب کرنے کا انتظام کر دیا ہے جو پاکستان کو اپنا بنک اکاؤنٹ تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح ایک دفتر پاکستان میں بھی قائم کرنے کے لئے حکومت پاکستان امپیریل بنک سے خط و کتابت کر رہی ہے تاکہ وہ لوگ جو پاکستان سے اپنے بنک اکاؤنٹ ہندوستان کو منتقل کرنا چاہتے ہیں اپنی درخواستیں اس دفتر کو بھیج سکیں۔ امید ہے کہ جلدی اس سلسلہ میں فیصلہ ہو جائیگا۔

کاغذ کا کارخانہ لگایا جائے

حال ہی میں یہ خبر ہوئی ہے کہ لاہور کے بعض اخبار نویس ایک وفد کاغذ کی بھیک مانگنے کے لئے امریکہ جارہا ہے۔ مگر یورپ اور امریکہ جانے سے زیادہ ضروری یہ ہے۔ کہ پنجاب کی کاغذی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے جلد سے جلد ایک کاغذ کا کارخانہ پنجاب میں قایم کیا جائے۔ اور یہ سب اخبار نویس اس کمپنی کے حصہ دار ہوں۔ پنجاب میں کاغذ کا مِل جگادھری میں لگایا گیا تھا۔ اب ایک اور مِل کالر کے علاقہ میں لگایا جا سکتا ہے۔ جہاں دھان لاکھوں کروڑوں من لگایا جاتا ہے۔ اور پرالی بے انداز ضائع ہو جاتی ہے۔ گذشتہ سالوں میں جگادھری والے لاکھوں روپے کی پرالی آٹھ روپے من تک یہاں سے کاغذ بنانے کے لئے خریدتے رہے ہیں۔ پنجاب میں پرالی کی کمی نہیں ہے۔ صرف چند سرمایہ داروں کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی کمپنی اس سوال پر غور کرکے پرالی کا استعمال کاغذ کے لئے کرنا شروع کر دے۔ تو ملک میں ایک بڑی صنعت کا احیاء ہو جائے گا۔

اکالی دل کا فیصلہ

جالندھر میں شرومنی اکالی دل کی مجلس عاملہ نے ایک اجلاس میں یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ کوئی سکھ ہرگز پاکستان میں نہ جائے۔ اور نہ ہی وہاں جاکر آباد ہو۔ سکھوں نے جس انسانیت کا ثبوت پنجاب میں دیا ہے۔ اس کا ایک دھندلا سا عکس پنڈت سندر لال قومی کارکن نے حال ہی میں شائع کیا ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے دورہ پنجاب دیکھا ہے۔ کہ کوئی جرم ایسا نہ ہوگا۔ جس کا مرتکب سکھ نہ ہوا ہو۔ یہ سارٹیفکیٹ سکھوں کو ایک ہندو پنڈت کی طرف سے دیا گیا ہے۔ جس کی صداقت پر کسی کو شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔

برمنگھم پوسٹ کا بیان

برطانیہ کے ایک مشہور اخبار برمنگھم پوسٹ نے لکھا ہے۔ کہ ہندوستان کے فوجی مشیروں نے اپنی حکومت کو یہ غلط مشورہ دیا کہ کشمیر میں آزاد کشمیر گورنمنٹ کو دبالیا جائے۔ ہندوستان کے فوجی افسروں کا یہ خیال تھا۔ کہ کشمیر ایک بالکل ترنوالہ ہے اسے ہم فوراً ہضم کر جائیں گے۔ لیکن تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ ہندوستانی فوجیوں کو اس معاملہ میں منہ کی کھانی پڑی ہے۔ آزاد کشمیر کی فوجیں زیادہ منظم اور تربیت یافتہ ثابت ہوئی ہیں۔ اور انہوں نے ہر محاذ پر ہندوستانی تربیت یافتہ اور کیل کانٹے سے لیس فوجوں کا کامیاب مقابلہ کیا ہے اور کر رہی ہیں۔ اس وقت لداخ کے ۳/۲ حصہ پر آزاد کشمیر حکومت کا قبضہ ہو چکا ہے۔ مجاہدین نے اپنا ہیڈ کوارٹر غوری کوٹ میں قایم کر لیا ہے۔ لداخ کے ترکانی سپاہی بھی مجاہدین کے دوش بدوش نظر آتے ہیں۔ ہندوستانی فوج کے ۴ ہوائی جہاز اس وقت تک آزاد کشمیر فوج نے گرا لئے ہیں۔ اور اب کوئی ہوا باز ادھر منہ کرنے کی جرات نہیں کرتا۔

رشوت ستانی کا قانون

پاکستان میں اس وقت رشوت ستانی کا زور ہے۔ حکومت کوشش کر رہی ہے۔ کہ جلد سے جلد اس کو بند کیا جائے۔ کچھ عرصہ ہوا حکومت نے ایک اعلان کیا تھا۔ کہ وہ جلد بعض زوردار تدابیر اختیار کرے گی۔ مگر پھر حکومت خاموش ہو گئی۔ اور رشوت لینے والوں نے پہلے سے زیادہ سرگرمی دکھانا شروع کر دی۔ ریل کے ٹکٹ تک عوام کو بلیک میں خریدنا پڑتا ہے۔ پلیٹ فارم پر سپاہی روپیہ کا ٹکٹ دو روپے میں خرید کر دیتے ہیں۔ لاری کے اڈے پر کھلے بندوں بلیک میں ٹکٹ فروخت ہوتے ہیں۔ راشن وغیرہ فروخت کرنے والے کھلے بندوں کھانڈ وغیرہ بلیک میں فروخت کرتے ہیں۔ بندوقوں کے لائیسنس دینے والے کلرک جب تک چراغی نہ لے لیں۔ کسی کو لائیسنس نہیں دیتے۔ خواہ ذمہ دار افسر لائیسنس دے دیدیں۔ مگر منشی وغیرہ کسی نہ کسی طرح کوئی تدبیر نکال ہی لیتے ہیں۔ کہ بلا چراغی چڑھائے کوئی پروان نہ چڑھے۔ اس کے علاوہ جو چراغی نہ چڑھائے اس کو بہت زیادہ تنگ کیا جاتا ہے۔ غریبوں کے لئے ہر جگہ مشکل کا سامنا ہے۔ خواہ ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور کسی قدر کوشش کریں۔ کہ پاکستان کو رشوت سے پاک رکھا جا دے اور افسر یہاں دیانت داری سے کام کریں مگر کھانے والے کوئی نہ کوئی رستہ نکال ہی لیتے ہیں۔ لوگوں کو چاہیئے کہ ایسے راشی پولیس والوں اور افسروں کے واقعات بکثرت اخبارات میں لائیں۔ تاکہ حکومت کوئی آرڈی نینس جلد از جلد مرکزی حکومت کی منظوری سے پاس کرے۔ اور غریبوں کو کچھ امن کا سانس آئے۔ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ پاکستان بننے سے یہ لعنت دور ہو جائے گی۔ مگر ہندو کے جانے کے بعد بھی پولیس افسروں اور مجسٹریٹوں نے اس میں کوئی کمی نہ ہونے دی۔

پاکستان کا آئندہ بجٹ

پاکستان سے پہلے انگریزی نوکر شاہی اس لئے بدنام تھی کہ ان کے ہاں چھوٹے درجہ کی ملازمتوں میں تنخواہ کا معیار کم تھا۔ اور گنتی کے چند افسروں کو ہزاروں روپیہ ماہوار دے دیا جاتا تھا۔ اب پاکستان بن کر بھی حکومت نے اگر اس اصول کو نہ بدلا۔ تو اس کا کھلے لفظوں میں یہ مطلب ہوگا۔ کہ کل تک جس تباہی اور بربادی کی ذمہ دار انگریزی حکومت تھی۔ وہ اب اپنوں کے ہاتھوں تباہ ہوگی۔ پاکستان کے مرکزی حکومت کے وزیر مالیات نے حال ہی میں ایک بیان میں فرمایا ہے۔ کہ ابھی شائد پانچ سال تک ہم اپنے بجٹ کا توازن قایم نہ کر سکیں۔ کیونکہ ہمارا بجٹ خسارہ کا بجٹ ہے۔ لیکن آپ نے یہ نہیں بتلایا کہ یہ خسارہ کیوں ہو رہا ہے۔ ہمارے خیال میں سرکاری ملازمتوں کی جو مقدار اس وقت ہے وہ ہماری ضرورت سے بہت زیادہ ہے۔ سینکڑوں افسر ہزارہا روپیہ تنخواہ پا رہے ہیں۔ مگر کوئی کام نہیں کرتے۔ وزیر مالیات کو چاہیئے۔ کہ وہ ایسا بجٹ تیار کریں جس سے ملک کو خسارہ نہ رہے۔ تنخواہوں میں کمی کی جائے۔ لاکھوں ملازم جو بلا ضرورت خانہ پری کے لئے رکھے ہوئے ہیں۔ ان کو علیحدہ کیا جائے بڑی تنخواہوں کو کم کیا جائے۔ جہاں آدمی کی شدید ضرورت ہو۔ صرف وہاں آدمی رکھا جائے۔ ایک بڑے افسر کے ماتحت دو دو چار چار صیغے بند کر دیئے جائیں۔ اس کے علاوہ آمدنی کے صیغے بڑھائے جائیں۔ خرچ کم کرنے اور آمدنی بڑھانے سے بجٹ درست ہو سکتا ہے۔ اگر حکومت نے پہلے سال ہی خسارہ کا بجٹ پاس کیا تو آئندہ کیا بنے گا۔ پاکستانی حکومت کو وزیر مالیات کوئی ایسا بنانا چاہیئے کہ جو خسارہ کے بجٹ کی بجائے فائدہ کا بجٹ بنائے۔ اور اگر وہ یہ نہ کر سکتے ہوں۔ تو بجٹ بنانے سے پہلے پبلک کی رائے بھی دریافت کریں۔

دعوت

سردار محمد ابراہیم آزاد کشمیر گورنمنٹ کے صدر نے پنڈت جواہر لال نہرو اور پٹیل کو دعوت دیتے ہوئے کہا ہے۔ کہ آپ ہمارے علاقہ میں تشریف لائیں۔ حالات کا اپنی آنکھوں سے مطالعہ کریں۔ غریب کشمیریوں کی رائے دریافت کریں۔ اس امر میں ہم آپ کی ہر طرح سے حفاظت کریں گے۔ انڈین یونین کی طرف سے تمام دنیا میں آزاد کشمیر حکومت کے خلاف جو پراپیگنڈہ ہو رہا ہے۔ وہ صرف آزاد کشمیر گورنمنٹ کو بدنام کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ پنڈت نہرو اس امر کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ آزادی جمہوریت اور انسانیت کی اس جنگ میں دنیا بھر کی ہمدردیاں آزاد کشمیر حکومت کے ساتھ ہیں۔ لیکن ہندوستان کے لیڈر اپنے اقتدار کے نشے میں مست ہو کر ہمیں طرح طرح کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ ایسی کمینہ باتوں سے وہ ہمارے ارادوں کو متزلزل نہیں کر سکتے۔ انشاء اللہ آخری فتح حق و صداقت کی ہوگی۔

آزاد کشمیر گورنمنٹ

سردار محمد ابراہیم گذشتہ ہفتہ لاہور تشریف لائے تھے۔ انہوں نے ایک گفتگو میں فرمایا کہ ہندوستان سے ہمارا سمجھوتہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ پہلے کشمیر کے عوام کو خود مختار تسلیم کیا جائے اور پھر ان سے دریافت کیا جائے۔ کہ وہ ڈوگرہ راج کے ماتحت آئندہ زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں یا آزاد رہنا چاہتے ہیں۔ اس کے سوا آزاد کشمیریوں سے یہ بھی دریافت کیا جائے۔ کہ آیا کشمیری عوام پاکستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ یا ہندوستان سے اپنے الحاق کے خواہشمند ہیں۔ اس کے سوا ہمارے ساتھ کوئی فیصلہ نہ ہو سکے گا ہمیں کسی لوٹ کا لالچ نہیں ہے۔ ہم صرف کشمیر کی آزادی کے خواہشمند ہیں۔ ڈوگروں نے

قائد اعظم محمد علی جناح کا جشن ولادت

۲۶ر دسمبر کو تمام پاکستان میں مسٹر جناح کی یوم ولادت پر تعطیل منائی جائے گی اس تقریب پر تمام سرکاری عمارات پر قومی پرچم لہرایا جائے گا۔ اور اس میں پریڈ بھی کی جائے گی۔

ہندوستان سے مسلم لیگی مسلمانوں کو نکال دیا جائے

ہندوستان کے نیشنلسٹ مسلمان چلا رہے ہیں۔ کہ جو لوگ مسلم لیگ سے وابستہ تھے انہیں ملک سے نکال دیا جائے۔ مگر یہ مشورہ دینے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ حکومت ہند تو نیشنلسٹوں کو بھی ہندوستان سے نکال رہی ہے۔ وہ مسلم لیگیوں کو کب چھوڑے گی۔ ہندوستان میں تو سب سے بڑا جرم یہ ہے۔ کہ مسلمان مسلمان کیوں ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر پاکستان میں بھی اسی مشورہ پر عمل کیا گیا تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ ہندوستان کے مسلم لیگی تو پاکستان میں آ سکتے ہیں۔ مگر پاکستان کے کانگرسی مسلمان کہاں جائیں گے ذرا واگہ سے پار جا کر تو دیکھیں۔

غلط پراپیگنڈا

سنگاپور کے اخبار "انڈیا ڈیلی میل" میں یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ ہر قبائلی جب کشمیر کو لڑنے کے لئے جاتا ہے۔ تو وزیر اعظم سرحد اور گورنر سرحد بہ نفس نفیس اسے الوداع کہتے ہیں۔ اس خبر کی تصدیق اسی ایک حقیقت سے ظاہر ہے۔ کہ حکومت سرحد کے حکم سے ڈیڑھ ہزار اشخاص اس جرم میں جیل کے مصائب جھیل رہے ہیں۔ کہ انہوں نے جہاد کے لئے کشمیر جانے کا قصد کیا۔ ہماری شمال مغربی سرحد میں ۲۸ لاکھ نفوس آباد ہیں۔ اس سے پرے ۱۲ لاکھ قبائلی چترال سے لے کر روس تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اگر حکومت سرحد مانع نہ ہو۔ اور یہ تمام قبائلی مل کر کشمیر پر یلغار بول دیں۔ تو ظاہر ہے کہ کشمیر تو درکنار راس کماری سے ورے ان کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اور مجاہدین کو یہ شکایت ہے۔ کہ حکومت پاکستان نے ان کی دستگیری نہیں کی۔ آزاد افواج کے کمانڈر انچیف جنرل طارق نے ایک تازہ بیان میں یہی شکایت کی ہے۔ آپ نے کہا ہے:۔

حکومت ہندوستان اچھی طرح جانتی ہے کہ اگر حکومت پاکستان ہماری اسلحہ کے ذریعہ امداد کرتی۔ تو کشمیر بہت پہلے کا فتح ہو چکا ہوتا۔ حکومت پاکستان نے ہمارے راستے میں رکاوٹیں پیدا کیں۔ اور سرحدات کشمیر میں داخل ہونے کے لئے ہم کو راستہ نہ دیا۔ اس وقت ڈیڑھ ہزار ہمارے مجاہدین سرحد کی جیلوں میں ہیں۔

ان حقائق سے ظاہر ہے۔ کہ ہندو اخبار حکومت پاکستان کے خلاف غلط پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ حالانکہ حکومت پاکستان مجاہدین کو اسلحہ بہم پہنچانے تک کی روادار نہیں۔ چہ جائیکہ فوجوں سے امداد دیتی۔

ڈوگروں کے حملے

پاکستان کے اس سرحدی علاقے پر جس کا امن جموں سے وابستہ ہے۔ ڈوگرے سپاہی حملے کرتے رہتے ہیں۔ یہ حملے بعض اوقات تو بہت زیادہ خوفناک ہوتے ہیں۔ اگر حملہ آوروں میں بلوائی۔ لٹیرے اور غیر منظم بدمعاش ہی ہوتے تو تمام واقعات سرحدی حوادث سے تعبیر کئے جا سکتے تھے۔ بلوائیوں سے زیادہ ڈوگرہ سپاہی ہوتے ہیں۔ اور یہ سپاہی کشمیر کی فوج کے ہیں۔ اس اقدام سے ظاہر ہے کہ حکومت کشمیر باقاعدہ طور پر حملے کر رہی ہے اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ ہماری حکومت بھی جوابی کارروائی کرے۔ پاکستانی سپاہی بھی مار دھاڑ کرتے ہوئے سرحد جموں میں اسی طرح داخل ہو جائیں جس طرح ڈوگرے سپاہی آ دھمکتے ہیں۔ تو کیا انڈین یونین بالشوں نہیں اچھلے گی؟ اگر یہ درست ہے تو پھر سرحد پاکستان میں دم ہلا ہلا کر کاٹنے والوں کے گلے میں پٹے ڈالے۔ ورنہ جوابی کارروائی کا بھی گلہ نہ کرے۔ ہم ہر دعوت کے لئے تیار ہیں۔ ہم اپنی حکومت سے بھی پوچھتے ہیں۔ کہ ڈوگرے لیڈروں سے نرم سلوک کیوں کیا جاتا ہے؟ اگر یہ نرمی بلحاظ نتائج "نمازی کے لئے" کی حیثیت رکھتی ہے تو خیر ورنہ کتے کی تواضع لاٹھی سے نہ کرنا حماقت ہے۔ ہمارے سرحدی محافظ اگر چاہیں تو ڈوگروں کو جموں اور کشتواڑ تک بھگا سکتے ہیں۔ پھر لیڈروں کو عبرتناک جواب کیوں نہیں دیا جاتا؟ اگر اس سوال پر غور نہ کیا گیا تو ہم غیر فوجی مجاہدین کو سرحد کی محافظت کا مشورہ دینے پر مجبور ہو جائیں گے۔ پھر دیکھیں گے ہماری سرحد پر حملے کرنے والوں میں سے ایک بھی بچ کر جاتا ہے؟

ضلع منٹگمری میں مہاجرین کی آسائش کا انتظام

لاہور۔ ۲۰ دسمبر۔ میں ضلع منٹگمری کا ایک ہفتہ کا دورہ کرنے کے بعد کل شام لاہور واپس آیا ہوں۔ اسی ضلع میں کم و بیش سات لاکھ مہاجرین آئے۔ سید احسن اختر ڈپٹی کمشنر نے جس تن دہی اور عزم و استقلال سے ان کو بسانے اور امداد دینے کی مہم شروع کی ہوئی ہے۔ وہ قابل ستائش ہے۔ چونکہ آپ ریلیف کے مختلف امور میں ذاتی طور پر گہری ہمدردی رکھتے اور دلچسپی لیتے ہیں۔ اس لئے عوام کو ضلع میں بھی خدمت عامہ اور ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا ہو چکا ہے۔ اور وہ ایک عظیم ٹیم کی طرح یاہم متحد ہو کر مہاجرین کی امداد میں دن رات مشغول رہتے ہیں۔ اور وہ مہاجرین کو زیادہ سے زیادہ آرام پہنچانے کے لئے ہر ممکن سعی عمل میں لا رہے ہیں۔ بالخصوص سول سپلائز آفیسر آغا میر سید شاہ اور ان کے عملہ نے نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔ اور ہزاروں مہاجرین کو کپڑے۔ مٹی کے تیل اور چینی کے ڈپو دیکر ان کے لئے ذریعہ معاش پیدا کیا ہے۔ ذیل میں اس محکمہ کی کارگذاریوں کا مختصر خاکہ پیش کرتا ہوں۔ تاکہ دیگر اضلاع میں بھی اس نیک مثال کی تقلید کی جائے۔

کپڑے کی تقسیم

(۱) ضلع منٹگمری میں کپڑے کے ہول سیل ڈیلر ۲۱ تھے۔ جو تمام غیر مسلم تھے۔ اب ۱۶ مسلمان ڈیلر بنائے گئے ہیں۔ حق المقدور مہاجرین کو ترجیح دی گئی ہے۔ (۲) ریٹیل ڈیلر ۲ ہزار تھے۔ ان میں سے دو صد مسلمان تھے اب تک تیرہ صد لائسنس جاری کئے گئے ہیں ۹۰ فیصدی ڈپو مہاجرین کو دیئے گئے ہیں۔ بعض حالتوں میں مقامی دوکانداروں اور مہاجرین کو مشترکہ ڈپو دیئے گئے ہیں۔ تاکہ مقامی ڈیلر سرمایہ لگا سکیں۔ (۳) کپڑے کی ایک ہزار گانٹھیں ڈپوؤں پر تقسیم ہو چکی ہیں۔ راشن کارڈوں پر کپڑا صرف مہاجرین کو دیا جا رہا ہے۔ (۴) ہر بڑے قصبہ میں کلاتھ ریلیف ایسوسی ایشن کی تشکیل کی گئی ہے۔ جس کے ذریعہ سے عملہ اور سول سپلائز افسروں کی زیر نگرانی کپڑا تقسیم کیا جاتا ہے۔ (۵) محکمہ سول سپلائیز نے ایک ہزار لحاف نئے تیار کروائے اور محکمہ سول سپلائیز کے ملازموں نے مہاجرین میں خود تقسیم کئے۔ ایسی تقسیم رات کو ہوا کرتی تھی۔ تاکہ صحیح مستحقین کا پتہ لگ سکے اب مزید لحاف تیار کروائے جا رہے ہیں۔ (۶) ایک لاکھ گز کپڑے کی بنڈیاں بنوا کر مہاجرین میں مفت تقسیم کی گئیں۔ (۷) مقامی لیڈیز ریلیف کمیٹی کی وساطت سے عملہ سول سپلائیز نے کافی گرم کپڑا اور کمبل

مہاجرین میں مفت تقسیم کئے۔

چینی کے ڈپو

(۱) ضلع منٹگمری میں کھانڈ کے تھوک ڈیلر ۳ تھے جو تمام غیر مسلم تھے۔ لیکن اب تمام مسلمان اور مہاجرین مقرر کئے گئے ہیں۔ (۲) پہلے ضلع میں چینی کا ریٹیل ڈپو ایک بھی نہیں تھا۔ عوام کو چینی حاصل کرنے کے لئے قصبوں میں آنا پڑتا تھا۔ اب ضلع کے طول و عرض میں موزوں مقامات پر پانچ صد ڈپو کھولے گئے ہیں جو تمام مہاجرین کو دیئے گئے ہیں۔ اور تمام پر چینی تقسیم ہو رہی ہے عوام مطمئن ہیں۔

مٹی کا تیل!

(۱) مٹی کے تیل کے پندرہ تھوک ڈیلر مقرر ہوئے ہیں۔ تمام ڈیلر مہاجرین ہیں۔ (۲) پہلے ریٹیل ڈیلر ایک بھی نہیں تھا۔ عوام تھوک فروشوں سے تیل حاصل کیا کرتے تھے اب مختلف دیہات میں تین صد تیل کے پرچون فروش ڈیلر مقرر ہوئے ہیں تمام ڈپو مہاجرین کو دیئے گئے ہیں۔

کپڑے کی کھڈیاں

ضلع بھر میں آٹھ صد کے قریب کھڈیاں تھیں۔ ان میں سے اکثر فسادات میں ٹوٹ گئی تھیں۔ محکمہ سول سپلائز نے ان کو خود ہی مرمت کروایا۔ تمام کی تمام اکثر کھڈیاں مہاجرین کو تقسیم کی گئی ہیں۔ نئی کھڈی میں پڑتے ماہوار سوت تقسیم کیا گیا ہے۔ کھڈیوں پر کپڑا تیار ہو رہا ہے۔ میں نے کھڈیوں پر مہاجرین کو کام کرتے دیکھا۔ وہ انتظام اور نظم و نسق سے مطمئن ہیں۔ اور روزی کما رہے ہیں۔

متفرقات

(۱) سلیمان کی کیمپ میں سول سپلائز افیسر صاحب نے اپنے عملہ کی وساطت سے شکر۔ گڑ۔ چاول اور نمک اور مرچیں وغیرہ بھی کافی مقدار میں مہیا کیں۔ (۲) قائد اعظم ریلیف فنڈ میں اس محکمہ نے ہزار ۸۰ روپے تاجروں اور اپنے عملہ سے جمع کئے۔ اور چندہ جمع ہو رہا ہے

پنجاب کے فسادات کی داستان

ایک کانگریسی پنڈت سندر لال کے قلم سے

ابھی حال ہی میں ایک کانگریسی پنڈت سندر لال نے پنجاب کے فسادات کی تحقیقات کے لئے ایک طویل دورہ کیا تھا۔ واپسی پر آپ نے ایک مفصل بیان شائع کیا ہے۔ ہر شخص کا نقطہ نظر مختلف ہوتا ہے۔ لیکن بہر صورت یہ بیان پڑھنے کے قابل ہے۔

... کے فرقہ وارانہ فسادات و مظالم ... کی بدولت لاکھوں انسانوں کی

آبادیاں اپنے جدی مکانوں کو چھوڑنے پر مجبور ہوئیں۔ اور جو مصائب و تکالیف ان کو برداشت کرنا پڑی ہیں۔ ان کے قصے تمام ملک میں پھیل چکے ہیں۔ فریقین کے اخبارات ان کو بڑے پیمانہ پر شائع کرتے رہتے ہیں۔ ان قصوں کے فطری اثرات اچھے اور برے ملک پر پڑ چکے ہیں۔ لیکن زیادہ اثرات برے ہی پڑے ہیں بعض اوقات یہ قصے نہایت مبالغہ کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ اور بالعموم یہ قصے یکطرفہ ہی لئے ہوتے ہیں۔ تاہم یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ جو کچھ قصے بیان کئے گئے ہیں۔ اصلی واقعات ان سے بھی زیادہ تاریک ہیں۔ یہ تمام معاملہ اس درجہ غیر معمولی ہے۔ کہ ... کوئی شخص بھی اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھے بغیر تصور نہیں کر سکتا۔

نقصانات کا تخمینہ

گزشتہ اکتوبر میں میں نے مشرقی اور مغربی پنجاب میں دو ہزار میل سے زیادہ کا سفر کیا۔ میں حدود صوبہ سرحد۔ کشمیر اور بہت سی ریاستوں کی سرحد تک گیا۔ کچھ تو ریل سے۔ کچھ ہوائی جہاز سے کچھ موٹر سے اور کچھ ملٹری گاڑیوں سے میں نے یہ سفر کیا۔ مجھے تیس تیس اور چالیس چالیس ہزار کے قافلوں میں گزرنے کا اتفاق ہوا۔ کچھ ان میں مسلمان قافلے تھے۔ جو جانب غرب جا رہے تھے۔ ان پناہ گزینوں میں سے میں نے بہت سے لوگوں سے بات چیت کی۔ میں نے پناہ گزینوں کے کیمپوں میں قیام کر کے بھی دیکھا مجھے ان لوگوں کے جمع کرنے اور ان لوگوں سے تبادلہ خیالات کرنے کا بھی اتفاق ہوا۔ جواب تک اپنے مواضعات میں رکے ہوئے تھے اس موقع پر ایسے انفرادی قصوں کا بیان کرنا بیکار ہو گا۔ کہ جن سے کتابیں بھری جا سکتی ہیں۔ یہاں صرف یہ کہہ دینا کافی ہو گا۔ کہ ان سب چیزوں کو اپنی آنکھ سے دیکھنے اور حکام ضلع و ہر دو ڈومینیوں کے افسران جو ایک دوسری ڈومینیوں میں کام کر رہے ہیں۔ مشرقی اور مغربی پنجاب کے اور سنٹرل پاکستان کے وزراء سے گفتگو کرنے کے بعد میرا اپنا اندازہ یہ ہے۔ کہ ہر دو جانب مقتولین کی تعداد پانچ لاکھ ہو گی۔ مال و متاع کا نقصان چند ارب روپیوں کا ہو گا۔ اغوا شدہ لوگوں کی تعداد پچیس ہزار کے قریب ہو گی۔ اور جن لوگوں کو زبردستی تبدیل مذہب پر مجبور کیا گیا ہے ان کی تعداد اس سے زیادہ ہو گی

لاہور کی حالت!

اقتصادی تباہی اور نقصانات کا اندازہ کرنے کے لئے میں لاہور کے شہر میں گیا جس کے چاروں طرف فصیل ہے۔ اور جو ابھی کچھ ... ... شی حال خطہ تھا ... اور یہاں

کی آبادی بہت گھنی تھی۔ اس خطہ میں مسلمانوں اور ہندوؤں کی آبادی قریب قریب برابر تھی مسلمانوں کی اکثریت بمشکل فیصدی ایک فی صدی کے ہو گی۔ شہری کاروبار زیادہ تر ہندوؤں کے ہاتھ میں تھا۔ آج کم از کم ایک تہائی لاہور محض کھنڈر ہے۔ جب میں لاہور کے تباہ شدہ رقبہ سے گذرا۔ تو میری آنکھوں کے سامنے مظفر پور اور مونگیر کا وہ منظر آ گیا جو ۱۹۳۴ء کے زلزلہ کے بعد ہوا تھا۔ لاہور میں ہندوؤں نے مسلمانوں اور مسلمانوں نے ہندوؤں کے مکانوں کو آگ لگائی اور گرایا اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج پنجاب کا صدیوں کا دار الخلافہ تباہ و برباد ہے۔

امرتسر کی حالت

میں امرتسر کی گلیوں اور بازاروں میں گھوما۔ امرتسر کی حالت لاہور سے بھی زیادہ خراب ہے۔ لاہور میں تو کہیں کہیں ہندو بھی نظر آ جاتے تھے۔ اگرچہ وہ زیادہ تر وہاں بھی مثل قیدی تھے۔ اور ان کے لئے گلیوں میں نکلنا خطرہ سے خالی نہ تھا۔ کسی کسی ہندو کی دوکان بھی کھلی تھی اور کچھ مغربی پنجاب کے حکام کھلوا رہے تھے۔ لیکن امرتسر میں تو کوئی مسلمان نام کو بھی نہ تھا۔ صرف اس مغربی پنجاب کے افسر کے جو وہاں تعینات تھا اور اس کے چند ملازم جو قریب قریب اپنے مکان کے احاطہ میں مثل قیدی کے تھے امرتسر کے میونسپلٹی کے ایک بڑے افسر نے مجھے بتایا کہ چنگی کی آمدنی قریب ساڑھے چار لاکھ روپیہ کے ہوتی تھی۔ اور امسال کل آمدنی کا تخمینہ پچیس تیس ہزار لگا ہے۔ امرتسر کو قریب قریب تمام ہندو کاروباری لوگ بھی چھوڑ چکے ہیں۔ اور جہاں وہ چھوڑ رہے ہیں اور دہلی اور بمبئی جا کر آباد ہو رہے ہیں۔ اس لئے کہ وہ امرتسر کو کچھ اس لئے غیر محفوظ سمجھتے ہیں کہ وہ سرحد پر واقع ہے۔ اور کچھ اس وجہ سے کہ بدقسمتی سے ہندوؤں کو سکھوں میں بھی کشمکش بڑھ رہی ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ لاہور تو پھر بھی کاروباری اور تعلیمی مرکز بن جائے گا۔ لیکن اگر صورت حال بالکل ہی نہ بدل جائے۔ تو امرتسر تو ہمیشہ کے لئے ایک سکھوں کی سرحدی چھاؤنی بن کر رہ جائے گا مغربی اور مشرقی پنجاب کے بہت سے دیگر مقامات کی اور مواضعات کی کم و بیش یہی حالت ہے۔ جہاں دیکھئے۔ گاؤں کے گاؤں غیر آباد پڑے ہیں۔ مکانات جلے پڑے ہیں۔ مویشیوں کے گلے جنگلوں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ اور کوئی دیکھنے والا نہیں ہے فصلیں تیار کھڑی ہیں۔ اور کوئی کاٹنے والا نہیں

تمام کاروبار تمام تجارت قریب قریب تباہ ہو چکی ہے۔ اس لئے کہ اگر تجارت کا ایک شعبہ ایک قوم کے ہاتھ میں تھا۔ تو دوسرا شعبہ دوسری کے ہاتھ میں تھا۔ زندگی اس طرح گھلی ملی ہوئی تھی کہ ایک کی تباہی کے بعد دوسرے کا تباہی سے بچنا مشکل تھا۔ لاہور کے ایک بازار میں درزیوں نے مجھ سے کہا کہ ان کے بچے بھوکے مر رہے ہیں۔ اس لئے کہ ہندو بزاز اور ... خریدار دونوں ختم ہو چکے ہیں۔

پناہ گزینوں کے قافلے

پنجاب میں جو لوگ بچے کھچے ہیں لمبی لمبی قطاروں میں قافلوں کی شکل میں سفر کرتے ہیں ان کے مصائب کا بیان کرنا ناممکن ہے۔ انتقال آبادی اور انخلاء کاروبار کی بعینہ یہی صورت ہے۔ کہ بڑے بڑے درختوں کو اس زمین سے جہاں انہوں نے پرورش پائی ہے جڑ سے اکھاڑ کر سینکڑوں میل کے فاصلہ پر لے جا کر دوبارہ لگایا جاوے اور وہ بھی نہایت بیہودہ قسم کے طریقے سے۔ یہی نہیں کہ اس میں بہت سے درخت مر جائیں گے۔ بلکہ وہ بھی جو لے جائے جا کر مخصوص پر پہنچ جائیں گے۔ ...

فن تعمیر حیات

نمبر ۱۱

تجربہ دکھاتا ہے۔ کہ بہ نزدیک نزدیک بڑی دولت کی طرف اس کو لے جاتی ہے۔ جو بہت دولت جمع کرنا چاہتے ہیں۔ عوام الناس کی ضروریات معلوم کرنا یا یہ فیصلہ کرنے کے قابل ہونا۔ کہ وہ کس کو خدمت سمجھیں گے۔ تربیت یافتہ دماغ کی ضرورت ہے ایسے دماغ کی جس کا تصور۔ جس کا تخیل اور جس کی یکسوئی سلجھے ہوئے ہوں۔ اور منظم ہوں۔ اور جس میں طبعی دانش کا لطیف عنصر بھی موجود ہو۔ ہم کو اس ترتیب کی پیروی کرنا چاہیئے۔ اور اس میں قدم پیچھے نہ ہٹانا چاہیئے۔

کس سے پرہیز کرنا چاہیئے؟

(۱) ہمیں لوگوں کے ساتھ لگاتار اور دل گھٹنے والے مقابلے نہیں کرنے چاہئیں۔ وہ تعمیری نہیں ہیں۔ وہ ہماری جذباتی زندگی کو ضرر پہنچاتے ہیں۔

(۲) لوگوں کے مجمع سے علیحدہ اور تنہا رہنا پسند نہ کرو۔ جو شخص بہت سے لوگوں سے واقف ہو وہ بہت سے دروازوں کی کنجیوں کا مالک ہوتا ہے۔

(۳) قرض نہ لو۔ فضول خرچی نہ کرو۔ اور سٹہ یعنی قمار بازی کے نزدیک نہ جاؤ جو لوگ سٹہ بازی کرتے ہیں۔ وہ کبھی سرسبز نہیں ہوتے۔

(۴) امور واقعہ پر سطحی طور پر غور کرنے اور فیصلہ میں جلد بازی کرنے سے پرہیز کرو۔

(۵) اپنے جوش کو بے فائدہ افسوس میں ضائع نہ کرو۔ نئی کوشش سے کام کرو۔ ہر روز کچھ نیا کام کیا کرو۔ جیسا کہ ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے کہ:-

فکر فردا نہ کرو محو غم دوش رہو۔

(۶) کاروبار اگر کبھی سرد بھی ہو جائے۔ تو دلچسپی کو نہ چھوڑو۔ ہمیشہ گرم جوش رہو۔

ہمیں کیا کرنا چاہیئے

(۱) خدمات انسانی کے ساتھ وابستہ رہو۔ دولت اور دیگر معاملات میں اپنی عقل سے کام لو۔ (۲) اوروں کے تجربے سے بھی فائدہ اٹھاؤ۔ (۳) جب تم غور و خوض کے بعد کسی کام کرنے کی تجویز کرو۔ اور پھر اس کو مکمل کر لو۔ تو اس کو نافذ العمل کر دو۔ آج کا کام کل پر نہ چھوڑو۔ (۴) جب فائدہ رساں خیالات تمہارے دماغ میں آئیں۔ تو ان پر صبر و تحمل سے غور کرو۔ ان میں سے ایک خیال بھی تم کو دولت مند بنا سکتا ہے۔ (۴) چونکہ تم اپنی زندگی کے معمار ہو۔ تو اچھے نقشہ کے ساتھ عمارت کو بناؤ۔ اور اچھا مصالحہ لگاؤ۔ (۵) تحمل و برداشت میں بڑی خوبیاں ہیں۔ مکہ بازی میں اہم سوال یہ ہے کہ کس قدر سزا تمہارا مخالف برداشت کر سکتا ہے۔ اور کس قدر تکلیف تم اٹھا سکتے ہو۔ (۶) تم کسی اعلیٰ کی نہیں اپنی زندگی بسر کر رہے ہو تو اس کو اپنی اصلی زندگی بناؤ۔ وہ اصلی ہو۔ نقلی نہ ہو۔

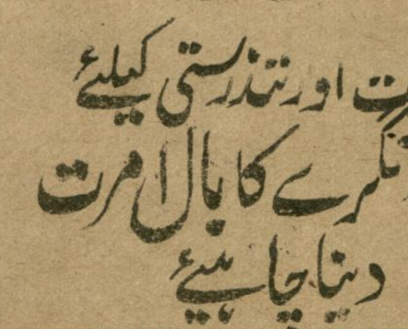
فن تعمیر حیات

نمبر ۱۲

تصورات سے دنیا پر حکومت ہو رہی ہے

نئے خیالات پیدا کرنا۔ تصور اور قوت ایجاد کا مطالعہ تصور سے باہر ہے۔ تبدیل ہیئت یا صورت بدلنے کی قوت۔ تصور بچپن سے شروع ہوتا ہے۔ مدرسہ میں پرورش پاتا ہے۔ جوانی میں تیزی کے ساتھ ترقی کرتا ہے۔ جوانی کے آغاز میں پیدا

ہوتا ہے۔ بڑھاپے میں سنجیدگی حاصل کرتا ہے۔ اور جب تک دماغ قائم رہے اس کا جوہر خیالات کی میں فرق نہیں آتا۔ پس ہم کو یہ یقین کر لینا چاہیئے۔ کہ ہماری دماغی خصوصیات ایک قسم کی طاقت ہے۔ جس سے ہم اپنی زندگی کی صورت بدل سکتے ہیں۔ اور کایا پلٹ سکتے ہیں۔ اول خیال اور پھر عمل سے۔ یاد رہے۔ کہ خود ماہر علم جذبات۔ ہماری طرح ہی اس طاقت کی وسعت کا اندازہ نہیں لگا سکتا جو اس کے اندر ہے۔ کبھی کبھی حالات کے بے قابو ہونے سے ہم زندگی کی موجودہ صورت پر قناعت کر کے اس کو بہتر بنانے کی کوشش نہیں کرتے۔ ایک دانا کا قول ہے۔ جہاں قوت تصورات نہ ہو لوگ تباہ ہو جاتے ہیں۔ (باقی پھر)



پیسہ اخبار لاہور

ایڈیٹر میاں ... عبدالمجید صاحب

THE
PAISAAKHBAR
URDU WEEKLY
LAHORE

پیسہ اخبار
لاہور

یادگار حاجی مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم

ہندوستان اور مسلمان

ہندوستان کے مسلمانوں کا کیا حشر ہوگا؟ اور وہ کن مصیبتوں میں مبتلا ہیں؟ اس کا جواب و ضاحت سے دیا جائے تو رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ کلیجہ منہ کو آئے گا۔ دل تڑپ اٹھے گا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی بندھ جائے گی۔ ہندوستان کے مسلمانوں پر جو ظلم ہوا۔ اسے اگر ہلاکو اور چنگیز بھی دیکھ لیتے تو مارے شرم کے پانی پانی ہو جاتے۔ ڈائر نے جلیانوالہ باغ میں ہزار بارہ سو آدمی مارے تھے تو دنیا میں قیامت برپا ہو گئی تھی۔ ہر انسان کہتا تھا کہ نہتوں کو اتنی تعداد میں کبھی نہیں مارا گیا۔ مگر اب کیا ہو رہا ہے۔ دو لاکھ کے قریب مسلمان شہید کر دیئے گئے۔ ۷۰ لاکھ کو ہجرت کرنے پر مجبور کیا اور جو چار کروڑ باقی رہ گئے ہیں۔ ان کی حالت اس چڑیا کی طرح قابل رحم ہے جو شاہین کے پنجے میں ہو چنانچہ سردار دیوان سنگھ مفتون کے اخبار "ریاست" دہلی میں ایک مقالہ شائع ہوا ہے۔ جس کا عنوان "ہندوستان ...

جو مظالم انڈین یونین کے علاقہ میں مسلمانوں پر کئے جا رہے ہیں۔ ان مظالم کے متعلق جب کسی ہندو یا سکھ سے ذکر کیا جاتا ہے۔ تو اس کا صرف ایک ہی جواب دیا جاتا ہے۔ کہ مسلمانوں نے پاکستان میں ہندوؤں اور سکھوں پر مظالم کئے۔ ہندو اور سکھ ہندوستان میں مسلمانوں سے اس کا انتقام کیوں نہ لیں۔ سوال یہ ہے کہ مظالم کا آئندہ کے لئے خاتمہ کیوں کر ہو۔ اور سیاسی اعتبار سے ہندوستان کے مسلمانوں کی پوزیشن کیا ہو۔ کیونکہ ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک اس وقت کیا جا رہا ہے۔ اسے کوئی شریف انسان نظر انداز نہیں کر سکتا اور اسے گورنمنٹ کا بھی افسوسناک تغافل قرار دیا جا سکتا ہے۔ گورنمنٹ اعلان کرتی ہے تو یہ کہ مسلمانوں کی حفاظت کی جائے گی۔ مہاتما گاندھی فرماتے ہیں تو یہ کہ مسلمان اپنے گھر نہ چھوڑیں۔ مسلمان لیڈر مشورہ دیتے ہیں تو یہ کہ مسلمان ڈٹے رہیں۔ مگر ان تمام ارشادات یا مشورہ کا نتیجہ کیا ہے۔ وہ یہ کہ قتل تو کافی ہوتے ہیں۔ مگر قاتل ایک ...

عوام روٹی کی بھیک مانگ رہے ہیں



پاکستانی پنجاب کی اسمبلی کا پہلا اجلاس

مسلمان وزارت کا پہلا سرکاری بل

پاکستان کے قیام کے بعد پاکستانی پنجاب میں مسلمانوں کی اسمبلی کے پہلے اجلاس کی تاریخیں مقرر ہو چکی ہیں۔ پاکستان کے نام اپنا سب کچھ لٹا دینے والے مہاجرو مبارک ہو! سنو کہ تمہاری قومی پارلیمنٹ کا سب سے پہلا اجلاس منعقد ہو رہا ہے اس میں یہ پہلا بل پنجاب کی اسمبلی میں مسودہ قانون وزارت کی طرف سے پنجاب میونسپل ایکٹ ۱۹۱۱ء کی ترمیم میں پیش ہوگا۔ جسے بل ۱۹۴۷ء کا نام دیا گیا ہے۔ اور اس بل کی شدید ضرورت اس لئے پیش آئی ہے۔ کہ لاہور ہائیکورٹ نے پنجاب میونسپل ایکٹ کی دفعہ ۱۹۳ کے متعلق ایک فیصلہ صادر کیا ہے۔ جس کی رو سے اس دفعہ کی ترمیم لازم ہے۔

ہمارے وزیران با تدبیر کتنے ہوش مند کتنے دور اندیش اور کتنے چوکنے ہیں اور اپنی پہلی قومی پارلیمنٹ کی بسم اللہ کس خوبی سے کر رہے ہیں۔ ان کی نگاہ دوربین کی داد دیجئے۔ کہ کتنی باریک چیز ان کی نظر میں ہے۔ ان کی ہمت پر تحسین و آفرین کے پھول برسائیے۔ کہ کتنے مقدم اور اہم کام کا بیڑا انہوں نے اٹھایا ہے۔ انہیں ہائیکورٹ کا فیصلہ اور پنجاب میونسپل ایکٹ کی دفعات کس طرح نظر آ رہی ہیں لیکن انہیں قدرت کے ہاتھ کا لکھا ہوا وہ ...

یہ کیوں؟ اے اسلام کے نام پر مسلمانوں کے جان و مال سے کھیلنے والے رہنماؤ ہم اپنی کمزور سی آواز میں بھی۔ مگر پوچھتے ہیں اور پوچھنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ تمہارے وہ لا الہ الا اللہ کے نعرے کہاں گئے؟ تمہاری اسلام دوستی کے وہ وعدے کیا ہوئے؟ قرآنی دستور حیات کو رائج کرنے کا عزم صمیم کیا ہوا؟ تم نے یہ بھی سوچا کہ اسلام اور مسلمانوں کے نام پر تم نے اختیار و اقتدار حاصل کیا ہے۔ اسے تم کس طرح استعمال کرنا چاہتے ہو؟ ...

اراضی کو قومی ملکیت ...

مسلمانوں کو محسوس ہوا کہ وہ مات کھا گئے اور شروع اکتوبر میں نواکھالی میں واقعات شروع ہو گئے۔ اور نواکھالی کے واقعات کی ہندو پریس نے بہت مبالغہ کے ساتھ اشاعت کی۔ ان واقعات کا قدرتاً ہندوؤں پر بہت اثر ہوا۔ نتیجہ میں بہار کے واقعات اور پھر گڑھ مکتیشر کے واقعات ظہور پذیر ہوئے۔

خضر حیات کی وزارت اور اس کا استعفے

لیکن ان سب چیزوں کا اثر پنجاب پر زیادہ نہ پڑا۔ یونینسٹ گورنمنٹ نے اس کے نقائص خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ اس لئے راشٹریہ سیوک سنگھ اور مسلم لیگ نیشنل گارڈ دونوں پر پابندیاں عائد کر رکھی تھیں۔ اور کسی نہ کسی طرح اپنے صوبہ کو فرقہ وارانہ فسادات سے بچائے رکھا۔ شروع مارچ ۱۹۴۷ء میں خضر حیات کی وزارت کو مستعفی ہونا پڑا برطانوی سلطنت کے لوگوں کو اپنے مقاصد کے حصول میں پنجاب کی پارٹی پالٹکس سے بہت مدد ملی۔ خضر حیات کے استعفے سے اگلے دن ہی ماسٹر تارا سنگھ وہ مشہور تقریر لاہور میں کی ...

(بقیہ مضمون صفحہ ۶ سے آگے)

سے بھی بہت سے نئی آب و ہوا میں زندہ نہ رہ سکیں گے۔ پھر یہ بھی نہیں کہ جو درخت اکھاڑے جاتے ہیں وہ ہی خراب نہیں ہوتے بلکہ جو درخت باقی رہ جاتے ہیں۔ ان کی بھی جڑیں ہل جاتی ہیں۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہر دو جانب مکمل تباہی اور بربادی ہی نظر آئے گی۔ آج کل مشرقی اور مغربی پنجاب کی یہ ہی کیفیت ہے۔ امرتسر اور لاہور کے درمیان بھی ہزاروں مٹی کے ڈھیر سڑک کے ہر دو جانب دیکھنے میں آئے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ ان پناہ گزینوں کی قبریں تھیں۔ جو سفر میں انتقال کر گئے۔ غالباً یہ مٹی کے ڈھیر کسی ایک شخص کی قبر نہ تھی بلکہ اس ہر ایک ڈھیر میں کثیر تعداد مردوں کو دفن کیا گیا تھا جب ایک چھوٹا سا قافلہ جو مغرب کی جانب سے دس گیارہ موٹر ٹھیلوں میں آتا ہوا لاہور پہنچا تو ہم لوگوں کو معلوم ہوا۔ کہ ان موٹر ٹھیلوں ...

انتقال آبادی کا فیصلہ ایک گناہ ہے

(باقی دیکھو صفحہ پر)

حیدرآباد میں سات سو سال مسلمانوں نے حکومت کرنے کے بعد حاصل کیا؟

اس سرزمین پر سات سو سال تک حکومت کرنے کے بعد مسلمانوں نے اپنے لئے کیا حاصل کیا

اس کے پاس ایک چپہ زمین نہیں ۔ کاشتکاری اور زراعت نہیں صنعت و حرفت نہیں ۔ اس نے

ملک کے تمام ذرائع معاش غیر مسلموں کے قبضہ میں دے دیئے ۔ ہم نے سات سو سال حکومت

کرنے کے بعد بھی اپنے لئے کچھ نہ رکھا جس طرح خالی ہاتھ اس سرزمین پر آئے تھے آج بھی خالی ہاتھ

اور معصوم بچوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے ۔ آپ نے کہا کہ یہ ہندوستان کی بدقسمتی ہے

کہ اس نے مسلم اقتدار کو کھو دیا اور برہمن اقتدار کو اپنے اوپر مسلط کر لیا۔

ان خیالات کا اظہار مولوی سید محمد قاسم صاحب رضوی نے ایک جلسہ میں کیا۔

حیدرآباد پر الزام لگانے والے وہی ہیں جو دہلی میں قتل عام کر چکے ہیں

سلطنت آصفیہ دو سو سال سے اس سرزمین پر قائم ہے ۔ سلاطین آصفی کو بدنام کرنے

والوں کی زبانی آج سے دو سو سال پہلے تک ہم نے بادشاہ آصفی کے نغمے سنے ہیں ۔ آج دنیا جانتی

ہے ۔ کہ حیدرآباد کا سمجھدار ۔ ذی فہم اور سچا وفادار ہر غیر مسلم جانتا ہے ۔ کہ یہ الزام لگانے

والے وہی ہیں جو دہلی میں قتل عام کر چکے ہیں ۔ یہ لوگ مکر و فریب اور پروپیگنڈے کے باوجود

سچ کو جھوٹ نہیں بنا سکتے ۔ یہ ناپاک ارادے میں ہمیشہ ناکام ہی رہیں گے ۔ اس جلسہ میں

امریکہ کے دو نمائندے موجود ہیں جو حیدرآباد کے اتحاد و اتفاق کے منظر کو دیکھ رہے ہیں۔

۴ جنوری کو پو پھٹتے ہی رنگون میں برمی قومی پرچم لہرایا گیا

برما میں یوم آزادی کی تقریب پر دنیا بھر کی طرف سے پیغامات تہنیت

رنگون ۴ جنوری ۔ آج سے برما بھی حصول آزادی کے بعد دنیا کی خود مختار جمہوریتوں میں شامل ہو گیا ہے۔

برما کا یوم آزادی منانے کے لئے آج صبح پو پھٹتے ہی رنگون میں برما کا قومی پرچم لہرایا گیا اس پرچم کی زمین نیلی اور

سرخ ہے ۔ اور اس کے اوپر چھ ستاروں کے نقش ہیں ۔ اس پرچم کشائی کے تھوڑی ہی دیر بعد جمہوریہ برما کے صدر

شاؤ تھنک نے اپنے عہدہ کا چارج لیتے ہوئے ایک تقریر میں یقین دلایا کہ نئے نظام کے ماتحت برما کے

...

بعد برمی پارلیمان میں اس معاہدہ پر دستخط کئے گئے ...

تھا ۔ اکثریت کے اس فیصلہ کی کمیونسٹ ممبروں نے مخالفت کی ...

وزیر خارجہ پاکستان چودھری محمد ظفر اللہ خان نے بھی یوم آزادی ...

تہنیت موصول ہوئے ہیں۔

ٹڈے مارنے کی مشین

امریکہ کی ایک دوران جنگ کی مشین آسٹریلیا

میں لاکھوں ٹڈے مارنے میں مدد دے رہی ہے

بعض علاقوں میں ان کی تعداد بہت بڑھ گئی

اجناس خوردنی پر سے کنٹرول ہٹانے کی کسی تحریک کے سامنے حکومت نہیں جھکے گی

کراچی ۴ جنوری ۔ پاکستان کے زراعت ۔ خوراک اور صحت کے نئے وزیر پیرزادہ عبدالستار نے

کل اخباری نمائندوں کی ایک کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے کہا ۔ اگرچہ حکومت ہندوستان ہمارے

ہر معاملہ میں مصروف جنگ نظر آتی ہے ۔ تاہم انسانیت کے تقاضوں کے مطابق ہمارا نظریہ یہ ہے

کہ کم از کم غذائی مسائل کو ایسا نہیں ہونا چاہیئے ۔ جن پر دونوں حکومتوں میں کوئی اختلاف ...

ہو ۔ موصوف نے تقریر جاری رکھتے ہوئے یقین دلایا کہ وہ پاکستان ہی کے نہیں بلکہ ہندوستان کے ...

...

کرنے دہلی گیا ہے ۔ آپ نے بتایا کہ ہندوستان ابھی تک ہماری بیس ہزار ٹن گندم کا قرضدار ہے

حکومت ہندوستان نے مارچ ۱۹۴۷ء تک غذائی معاہدہ پر عمل کرنے کا یقین دلایا تھا ۔ اور ...

ہے ۔ کہ اس سلسلے میں گفت و شنید کے ذریعے مفاہمت ہو جائے گی۔

چین اپنا تجارتی بیڑا بنائیگا

چین اپنا تجارتی بیڑا پھر قائم کرنے کی تجاویز کر

رہا ہے ۔ اس وقت اس کے پاس ۱۷۹ سمندر میں

چلنے والے اور ۲۱۳ دریاؤں میں چلنے والے جہاز

ہیں ۔ ان جہازوں کا کل وزن ۹۵۱۸۲۹ ٹن ہے ۔

جنگ کے خاتمہ پر چین کے پاس سمندر میں سفر کرنے ...

ایورسٹ سے اونچی چوٹی

امریکہ کے کچھ افراد چین کے کوہستانی سلسلہ

کا جائزہ لینے کا انتظام کر رہے ہیں کیونکہ ...

خیال ہے کہ کوہستان لنے ما چین کی چوٹی ...

...

تیار کرنے کے لئے جاپان سے حاصل شدہ تاوان

جنگ کو استعمال کرنے پر غور کر رہی ہے۔

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامۂ ناپاک گازران بہ سنگ

پیسہ اخبار لاہور

قیمت سالانہ چار روپے (للعہ) حجازی پریس بیرون موری گیٹ لاہور میں چھپوا کر
میاں عبدالمجید صاحب پرنٹر و پبلشر نے دفتر پیسہ اخبار لاہور سے شائع کیا۔

نمبر ۲و۳	۱۵ر جنوری ۱۹۴۸ء	جلد ۶۲

پنڈت جی کی پریشانی

حال ہی میں پنڈت جواہر لال نہرو نے

ایک بیان میں پاکستان کو کوستے ہوئے

بالواسطہ طور پر جنگ کی دھمکی دی ہے ۔

...

(۲) جو فریق اس فیصلے کو نہ مانے اس کے

خلاف دونوں حکومتیں اعلان جنگ کر دیں۔

(۳) ہندوستانی فوجیں اور جا بجا بیگ ...

...

دی ہے ۔ تو اینٹ کا جواب پتھر سے دیا

جائے گا اور پاکستان ہر صورت حال کا ڈٹ

کر مقابلہ کرے گا ۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

پاکستان کی پہلی تعلیمی کانفرنس

قائد اعظم کا پیغام

ابتدائی چند جملوں کے بعد آپ نے بعض ایسی ...

مسلم لیگ کا مستقبل

ہندوستان کی طرح آل انڈیا مسلم لیگ بھی دو حصوں میں تقسیم کر دی گئی۔ ہندوستانی مسلم لیگ اور پاکستانی مسلم لیگ ــــ یہ فیصلہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل نے پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد اپنے پہلے اور آخری جلسہ میں ۱۵ر دسمبر ۱۹۴۷ء کو کراچی میں کیا۔ اور دونوں نئی لیگوں کے کنوینر علیحدہ علیحدہ مقرر کر دیئے گئے۔ مسٹر لیاقت علی خان پاکستان مسلم لیگ کے داعی بنائے گئے۔ اور انڈین یونین مسلم لیگ کے کنوینر مسٹر محمد اسمٰعیل صدر صوبائی مسلم لیگ مدراس مقرر ہوئے۔ اس طرح ہندوستان کے مسلم لیگی مسلمانوں کا پاکستانی مسلمانوں سے رہا سہا رشتہ بھی منقطع ہو گیا ہے۔ اور ہندوستان کے مسلمانوں کی آنکھیں کھول دی گئی ہیں۔ کہ وہ اب خود فریبی میں مبتلا نہ رہیں۔ اور اپنی امداد کے لئے پاکستانی مسلم لیگ سے امداد کے طالب نہ ہوں۔ بلکہ خود وہ جانیں اور ان کا کام۔

مسلم لیگ کونسل کے کراچی کے اس جلسہ میں جس نے مسلم لیگ کے مستقبل کے متعلق فیصلہ کیا۔ ہندوستانی مسلمانوں نے بھی شرکت کی۔ ایسے ہندوستانی مسلمانوں میں مولانا جمال میاں کا نام قابل ذکر ہے۔ مولانا موصوف نے ۱۴ر دسمبر کو کونسل کے اس جلسہ میں اپنی تقریر میں نہایت صفائی اور سچائی سے کام لیتے ہوئے پاکستان کی حکومت اور اس کے وزراء کی سخت مذمت کی۔ مولانا جمال میاں نے سرکاری قرارداد کے جملے "سب سے بڑی اسلامی سلطنت کا وجود" کو اپنی تقریر کا خاص موضوع بناتے ہوئے کہا کہ قرارداد سے "مسلم" کا لفظ نکال دیا جائے۔ "خدا کے لئے آپ اپنی ریاست کو مسلم ریاست نہ کہیئے۔ اور اس طرح اسلام کے روشن نام کو بٹہ نہ لگایئے۔ آپ نے اسلام کے نام سے بہت کچھ ناجائز فائدہ اٹھایا ہے۔ اب میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی اس حرکت سے باز آیئے۔ آپ کے گورنروں اور آپ کے وزیروں کے وہ طور طریقے نہیں ہیں۔ جو ایک مسلم ریاست کے عمال کے ہونے چاہئیں۔

اگر آپ اپنی ریاست کو ایک اسلامی ریاست کہنے اور کہلانے پر مصر ہیں۔ تو ہم آپ سے ان اوصاف اور خصائل کی توقع رکھیں گے جو ہمارے محترم اور مقدس خلفاء راشدہ کے تھے۔ آپ پر یہ حقیقت روشن ہونا چاہیئے۔ کہ آپ ان بندگان کی طرح زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ اس لئے آپ کے وہ حکومت میں رشوت خوری اور بددیانتی کا بازار گرم ہے۔ آپ شاہانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ عام آدمیوں کی آپ تک باریابی نہیں ہوتی اور آپ غریبوں سے ملنا اپنی ہتک سمجھتے ہیں جنہوں نے آپ کو اس مرتبہ پر پہنچایا ہے"

فرقہ وارانہ سیاست

سہروردی صاحب نے پاکستان کی لیگ کو مشورہ دیا ہے۔ کہ پاکستان مسلم لیگ کے دروازے غیر مسلموں کے لئے بھی کھول دیئے جائیں۔ اور اگر ایسا نہ کیا گیا تو یہ جمہوریت نئی فاشیت ہو گی۔ کسی ایسی جماعت کے لئے جو کسی ملک کی حکومت اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتی ہو یہ کیسے ممکن ہے۔ کہ اپنے وجود میں کوئی ایسی دفعہ رکھے۔ جس سے اس ملک کا ایک فرقہ اس سیاسی جماعت میں شریک نہ ہو"۔

سہروردی صاحب کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ مسلمانوں نے اپنا خون سینچ کر پاکستان حاصل کیا ہے۔ اب اس میں کوئی نیشنل لیگ نہ بن سکے گی۔ بلکہ خالص مسلم لیگ ہو گی۔ تمام ہندو اور سکھ پنجاب سے بھاگ چکے ہیں۔ اب ان کو دوبارہ پاکستان میں آنے کی دعوت دینا سب سے بڑی حماقت ہو گی۔ وہ لوگ یہاں آ کر اپنی جائداد فروخت کر کے پھر چلے جائیں گے۔

راشن کنٹرول کا خاتمہ ہونا چاہیئے

آج دنیا کے ہر حصہ میں زمین کی پیداوار اور زندگی کی ضرورتوں پر کنٹرول قائم ہے۔ ہمارا ملک بھی جو دنیا کی آبادی کا پانچواں حصہ ہے اپنے حصہ کے مطابق کنٹرول کی خیر و برکت سے مالامال ہے۔ ہمارے ملک کی غلامی ختم ہو گئی۔ مگر کنٹرول ختم نہیں ہوا۔ جنگ بند ہو گئی مگر انگریز کا قائم کردہ کنٹرول نہ گیا۔ مختصر یہ کہ کنٹرول۔ راشن بندی کی دوکانیں بڑے بڑے سرکاری ذخیرے۔ سپلائی کے دفاتر۔ چور بازاری زمین دوز منڈیاں۔ رشوت دینے والے بنئے بقال اور دلال اور رشوت لینے والے سرکاری افسروں کے کارندے ــــ سوسائٹی کے مجرم ــــ صورت میں انسان۔ اخلاقیات میں آدم خور حیوان ــــ یہ وہ نعمتیں ہیں جو اس ملک نے اپنے امن و سکون کی ساری دولت کھو کر حاصل کی ہیں ــ ان سب کا نتیجہ گرانی۔ اشیاء کی گمیابی۔ ملکہ نایابی۔ اور گرانی کا نتیجہ ہے گھریلو زندگی کی تباہی صحت کی بربادی اور موت سے بدتر زندگی! مصیبت غریب عوام کی ہے یا اس حکومت کی جو عوام کا دم بھرتی ہے۔ چوربازار کا ماہر اور کارخانہ دار دونوں جانتے ہیں کہ حکومت کا قانون ان کی جان کا محافظ ہے رہی عزت! تو وہ جانے یا دہ ہے۔ اصل شئے دولت ہے۔ عوام کے سامنے سے آتی ہے آئے۔ بجوری میں سمجھ کر تو حلال ہو ہی جائے گی۔ جب ملک کی یہ حالت ہو۔ تو عوام کے سامنے یہ سوال آتا ہے کہ کنٹرول باقی رہے۔ یا اٹھایا جائے؟ کیا کنٹرول اڑ جانے سے عام لوگوں۔ محنت کش مزدوروں اور غریبوں کو ضروریات زندگی مل سکیں گی۔ گیا گیہوں۔ گڑ۔ چینی۔ تیل اور دوسری چیزوں کی قیمتیں کنٹرول کی قیمتوں کے مقابلہ میں گھٹیں گی اور عام لوگوں کی حالت بہتر ہو جائے گی۔ زندگی کی منڈی میں چوربازار ایک الگ اور مستقل عذاب تھا۔ اس عذاب کا علاج کنٹرول تجویز کیا گیا۔ مگر چوربازار والے اور کنٹرول کے دفتر والے مل گئے۔ تو زندگی کا عذاب دو آتشہ ہو گیا۔ عوام پریشان ہیں اور فیصلہ نہیں کر پاتے کہ چوربازار رہے یا کنٹرول ختم ہو یا دونوں باقی رہیں۔ جب عام لوگ یہ دیکھتے ہیں کہ کنٹرول کا بھاؤ کم مقدار میں بھی ضرورت کی چیزیں سستے داموں مل جاتی ہیں تو وہ سوچتے ہیں کہ ... اسے دانتوں سے پکڑ لیا جائے۔ اور جب وہ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ ضرورت کے وقت ہر چیز چوگنے داموں پر خریدنی پڑتی ہے۔ خریدیئے تو جیب خالی ہے نہ خریدیئے تو دن میں خود ننگے اور رات کو بیوی بچے بھوکے تو وہ یہ چاہتے ہیں۔ کہ کنٹرول کا دوہرا عذاب جس قدر جلد سر سے ٹلے اچھا ہے۔ روس والوں نے کنٹرول ختم کر دیا۔ ہندوستان والوں نے کنٹرول اڑا دیا۔ مگر پاکستان والوں نے اس کو ختم نہیں کیا۔ اگر کنٹرول اڑ جائے تو کیا حکومت اپنے فرض کو پورا کرے گی۔ اور وہ تمام طریقے اختیار کرے گی۔ جس سے ان لوگوں کو سزا دی جائے جو عوام کو بھوک برہنگی اور بیماری و موت کی سزا دینا چاہتے ہیں۔ حکومت کنٹرول کی مشین کو چلانے کے لئے تقریباً سالانہ بیس کروڑ روپیہ خرچ کرتی ہے اور صوبائی حکومتیں اس کے علاوہ۔ اگر کنٹرول ختم کر دیا جائے۔ تو یہ خرچ کم ہو سکتا ہے۔ پاکستان کی حکومت کے خسارہ کا بجٹ فائدہ کا بجٹ بن سکتا ہے۔ کنٹرول ختم ہو جانے سے بہت سے ملازم فارغ ہو جائیں گے۔ حکومت کو تنخواہ کی کمی سے بہت سی بچت ہو جائے گی۔ حکومت اس روپیہ کو کسی اور مفید کام میں استعمال کرے گی۔

حکومت کو اپنی غذائی پالیسی بدلنی چاہیئے اور پاکستان میں جہاں اناج کی کوئی کمی نہیں ہے۔ کنٹرول کو ختم کر دینا چاہیئے۔ تاکہ چور بازار ختم ہو۔ حکومت ملک کا غلہ باہر نہ جانے دے۔ اس وقت تو گوجرانوالہ کا غلہ لاہور اور سیالکوٹ کا غلہ گوجرانوالہ نا جرم رہا ہے۔ روس والوں نے کنٹرول ختم کرنے کے ساتھ ہی تمام غلہ کو ادھر کو سوسائٹی کے حوالہ کر دیا ہے اور غلہ کی فروخت کا ملک میں نرخ مقرر کر دیا ہے۔ پاکستان والوں کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ تاکہ لوگوں کو ... روٹی میسر ہو سکے۔

کیا یہ درست ہے؟

محمد رمضان صاحب مہاجر ہوشیارپور مقیم ۱۸ نسبت روڈ لاہور لکھتے ہیں:۔ "جن مہاجرین کے پاس پرانے نوٹ ہوتے ہیں۔ ریزرو بنک میں تبدیل کرانے جاتے ہیں۔ تو ایک لائن میں انہیں کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ بنک کا چپڑاسی فی کس آٹھ آنے وصول کرتا ہے تب جا کر اندر سے نوٹ بدلا جاتا ہے۔ اگر کوئی نہ دے تو دھکے مار کر لائن سے نکال دیا جاتا ہے۔ جب پاکستان گورنمنٹ مہاجرین کے لئے سب کچھ کر رہی ہے تو اس ظلم کا تدارک کیوں نہیں کرتی۔ ایک روپے کے نوٹ کے بدلے آٹھ آنے دیا جائے۔ غریب مہاجر کہیں" ۔ اگر یہ اطلاع درست ہے۔ تو ہم ریزرو بنک کے مینجر صاحب سے پوچھتے ہیں۔ کہ اس ظالمانہ رشوت ستانی کی اجازت کس نے دے رکھی ہے۔ کیا چپڑاسی ذمہ دار عملہ کا ایجنٹ ہے۔ اگر نہیں؟ تو پھر اسے روزِ روشن میں ڈاکے ڈالنے کی جرأت کیوں ہوتی ہے؟ چپڑاسی کی بساط ہی کیا ہے۔ حقیقی ذمہ داری افسروں پر عائد ہوتی ہے۔ اگر مولا بالا چپڑاسی کے خلاف عبرت ناک کارروائی نہ کی گئی۔ تو خودبخود معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ چپڑاسی کس کھونٹے پر ناچ رہا ہے؟ لہٰذا اکھڑے کے کان پکڑنے کی بجائے کھونٹا ہی اکھیڑنا پڑے گا۔

بداخلاقی کا انسداد

انگریزی قوانین جب بنائے گئے تھے تو ہندوستانی تہذیب اور اسلامی احکام کا بالکل خیال نہیں رکھا گیا تھا۔ بہر قانون سے مغربی معاشرت کا تقاضا پورا کیا گیا۔ مثلاً زناکاری کے بارہ میں یہ آزادی حاصل ہے کہ کوئی مرد اگر عورت کی رضامندی سے منہ کالا کرے تو قانون اسے مجرم نہیں سمجھے گا۔ بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کرے گا۔ وہی مرد مجرم ہو گا جو عورت کو اس کی مرضی کے بغیر اپنی خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے منتخب کرے اس سلسلہ میں قانون کا منشاء اتنا وسیع ہے۔ کہ بارہا دیکھا گیا ہے کہ ایک شخص چوری کی نیت سے کسی گھر میں گھس گیا اور پکڑے جانے کے بعد وہ گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ جب چور عدالت میں پیش ہوتا ہے۔ تو وہ یہ کہتا ہے کہ میں چوری کی غرض سے تو نہیں گیا تھا۔ مجھ سے گھر والے کی بہو۔ بیٹی یا بیوی کا رضاکارانہ تعلق تھا۔ اسی تعلق کی بناء پر میں گیا تھا۔ اگر وہ اس بیان کو جھوٹے گواہوں کی مدد سے درست ثابت کر دے۔ تو بری کر دیا جائے گا۔ گویا انگریزی قانون ہوسناکی کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ لیکن یہ شیطنت پاکستانی اخلاق اور اسلامی قانون گوارا نہیں کر سکتے۔ اسلام کا حکم یہ ہے کہ ناجائز تعلق خواہ رضاکارانہ ہو یا جابرانہ مجرمین اور مجرمات کو بہرصورت سزا دی جائے۔ چنانچہ پنجاب اسمبلی میں ایکٹ ۵ء مجریہ ۱۸۶۰ء میں ترمیم کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ اس ترمیم کا مقصد یہ ہے۔ کہ زناکاری کا معیار تعزیرات اسلامی احکام پر مبنی ہو۔ اگر یہ ترمیم منظور ہو گئی۔ تو مغربی پنجاب میں نہ صرف بداخلاقی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ بلکہ کسی کو ہوس رانی کی جرأت بھی نہ ہو سکے گی۔ ہمیں امید ہے کہ مغربی پنجاب کی اسمبلی کے تمام ممبر اس ترمیم کی تائید کریں گے۔

کشمیر اور مجلس متحدین

ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔ کہ حکومت ہند نے کشمیر کے بارے میں ہر مرحلے پر غلطی کی اور وہ غلطیوں ہی کی سزا بھگت رہی ہے۔ ساتھ ٹھوکر کھانے کے بعد بھی تلافی کی سوجھتی تو ممکن ہے۔ مزید نقصان نہ ہوتا۔ ہماری خوش قسمتی سمجھیئے یا حکومت ہند کی بدقسمتی کہ وہ اتنی ٹھوکریں کھانے کے بعد بھی نہیں سنبھل سکی۔ اب حماقتوں کی آخری منزل مجلس متحدین کو قرار دیا گیا ہے۔ مگر اس منزل میں بھی غلطیوں کا نیا سفر شروع ہو گا۔ آج وزیر خارجہ پاکستان کے جامع بیان نے بحث کا نیا دور کھول دیا ہے۔ انہوں نے کیا خوب کہا۔ کشمیر کا مسئلہ اگر مجلس متحدین میں پیش کیا گیا تو وہاں حکومت ہند کے اعمال نامہ کا ایک ایک نقطہ موضوع بحث بن جائے گا۔ اور دیال بال کے عقدے کھلیں گے کشمیر ہی کا تو معاملہ نہیں۔ حکومت ہند کی درجنوں بداعمالیاں قابل مواخذہ ہیں ...۔ بات بھی درست ہے۔ اگر کشمیر کے جھگڑے نپٹانے کے لئے سیکورٹی کونسل میں جانے کی ضرورت پڑی۔ تو کشمیر میں فوجیں بھیجنے سے پہلے مجلس متحدین کا مشورہ کیوں نہ لیا گیا۔ اس بحث کو بھی چھوڑیئے۔ پٹیالہ۔ نابھہ۔ جیند۔ فریدکوٹ۔ کپورتھلہ۔ گوالیار۔ بیکانیر۔ بھرت پور۔ الور۔ منڈی اور نابھ میں مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔ اور جو کسی وجہ سے قتل نہ کئے جا سکے انہیں پاکستان کی طرف دھکا دیا گیا۔ اگر کشمیر کا مسئلہ مجلس متحدین کا موضوع بن سکتا ہے۔ تو پٹیالہ کے مسلمانوں کا خون نہ پکارے گا۔ فریدکوٹ کی سفاکیاں نظرانداز کر دی جائیں گی۔ اور الور و بھرت پور کی جلادیاں قابل مواخذہ نہ ہوں گی۔ جیند اور نابھ کی شرارتیں زیربحث نہ آ سکیں گے۔ اور کپورتھلہ کے موضوع پر بحث نہ ہو گی؟ جہاں مسلم اکثریت کو بالکل مٹا دیا گیا۔ اور ہندوستانی فوجوں کی امداد سے مٹایا گیا۔ کشمیر اگر زیر بحث لایا جا سکتا ہے۔ تو ہندوستانی ریاستیں کہاں سے کیونکر محفوظ رہیں گی۔ اور جونا گڑھ کے معاملہ میں حکومت ہند کی سینہ زوری پر کیوں نہ ہنگامہ برپا ہو گا۔ جوناگڑھ کا معاملہ تو بہت زیادہ واضح ہے۔ یہ ریاست پاکستان میں شامل ہو چکی تھی۔ لیکن ہندوستانی فوجوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ اگر پاکستان جنگجو ہوتا۔ تو اسے فوجیں بھیجنے کا حق حاصل تھا۔ کیونکہ جوناگڑھ پاکستان یونین میں شامل ہو چکا تھا۔ اور زیربحث علاقے کی حفاظت ہر حکومت کے فرائض میں شامل ہے۔ لیکن پاکستان نے تحمل اور بردباری سے کام لیا۔ اس کے برعکس کشمیر میں پاکستان کا ایک سپاہی بھی نہیں گیا تھا۔ کہ حکومت ہند نے فوجیں بھیج دیں انہی فوجوں نے اکالیوں سیوا سنگیوں اور دوسرے بدمعاشوں سے مل کر مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا۔ اگر مجاہدین نہ آگے بڑھتے تو آج پٹیالہ کی طرح جموں و کشمیر میں بھی ایک مسلمان دکھائی نہ دیتا۔ اگر پاکستان پر یہ بے بنیاد الزام عاید کیا جا سکتا ہے۔ کہ وہ جہاد کشمیر کو تقویت پہنچا رہی ہے۔ حکومت ہند کا تو سارا اعمال نامہ چور کے دل کی طرح سیاہ ہے۔ اس نے اکالیوں اور سیوا سنگیوں کو بھیج کر مسلمانوں کا قتل عام کرایا۔ اور مجاہدین کو اس وقت اور سفاکی کے خلاف اٹھنے پر مجبور ہو جانا پڑا۔ جب حکومت ہند کے اعمال نامہ کا یہ ورق پیش کیا گیا۔ تو مجلس متحدین کو بھی ہوش آ جائے گا۔ سچ پوچھیئے تو حکومت ہند خود ہی اپنے دام میں پھنس گئی ہے۔ فرض کیا جائے کہ جہاد کشمیر کو پاکستان کی حمایت حاصل ہے۔ تو یہ مفروضہ بھی حکومت ہند کو معقول ثابت نہیں کر سکتا۔ ریاستوں کے بارے میں حکومت ہند نے جو پالیسی اختیار کر رکھی ہے۔ اس کے پیش نظر مداخلت جرم نہیں۔ کیا جوناگڑھ پر پاکستان میں شامل ہونے کے بعد ہندوستانی فوجوں نے قبضہ نہیں کیا؟ کیا پٹیالہ اور فریدکوٹ کی فوجوں کو مشرقی پنجاب میں نہیں بلایا گیا۔ اور پھر ان کے ہاتھوں مسلمانوں کا قتل عام نہیں کرایا گیا؟ اگر ریاستوں پر مداخلت جرم ہے۔ تو پاکستانی ریاست پر فوجی قبضہ ناجائز نہیں اور ریاستی فوجوں کو مشرقی پنجاب میں قتل عام کے لئے لانا جائز ہے۔ تو جہاد کشمیر کو صرف تقویت پہنچانا کس طرح قابل مواخذہ ہے۔ ہندوستانی چور پاکستانی کوتوال کو ڈانٹ پلانے کا حق ہی کب رکھتا ہے۔ حکومت ہند نے اپنی شکست و نامرادی اور ذلت و رسوائی کے لئے خود ہی ساری دنیا کو دعوت دے دی ہے۔ اس حماقت کا نتیجہ یقیناً حیرت انگیز ہو گا۔

کشمیر کے بارے میں برطانیہ کی منافقت بھی عجیب ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ وہ بھی ہندوستان کی رسوائیوں میں حصہ دار بننا چاہتی ہے۔ چنانچہ دولت مشترکہ برطانیہ کے محکمہ تعلقات عامہ نے ایک اعلان میں بتایا ہے کہ ملک معظم کی حکومت نے کشمیر کے متعلق حکومت ہند کی درخواست منظور کر لی ہے۔ اب اس ریاست کا جھگڑا سیکورٹی کونسل میں پیش کیا جائے گا۔ یہ سراسر منافقت ہے۔ اگر کشمیر کی صورت حال سے ملک معظم کی حکومت مضطرب ہے۔ تو پھر اس تکلف کی کیا ضرورت ہے؟ حکومت برطانیہ ہی کی طرف سے ایک کمیشن مقرر کر دیا جاتا۔ جو جھگڑے کا تصفیہ کرا دیتا۔ اس کے ساتھ ہی یہ سوال بھی جواب کا طالب ہے۔ حکومت برطانیہ اس وقت کہاں تھی؟ جب پٹیالہ۔ فریدکوٹ۔ کپورتھلہ۔ نابھہ۔ جیند۔ کپورتھلہ۔ بیکانیر۔ گوالیار۔ الور۔ بھرت پور میں مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا۔ کیا اس وقت اٹیلے کی حکومت کو سانپ سونگھ گیا تھا جب مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا تھا۔ اور اس سفاکی کا آغاز بھی اس وقت ہوا جب ملک کی تقسیم نہیں ہوئی تھی۔ انگریز کی حکومت تھی۔ چنانچہ امرت سر میں انگریز ہی کو مسلمانوں کو فوجوں نے شہید کرنا شروع کر دیا تھا۔ پھر کشمیر پر کیوں رحم آ رہا ہے؟ ظلم کا انجام برا ہوتا ہے۔ برطانیہ نے اپنے گلے کے لئے ریاستوں کی مالا خرید لی ہے۔ جب کشمیر کا مسئلہ مجلس متحدین میں پیش ہو گا۔ تو روس کسی طرح رقابت نہ بھولے گی۔ مشکو ریچھ تو اب بھی پر پھیلائے کھڑا ہے۔ کہ حکومت برطانیہ نے کشمیر کی صورت حال بگاڑ دی ہے۔ وہ ہندوستان کی وساطت سے شمال مغربی کشمیر پر تسلط ہونا چاہتی ہے تاکہ روس کے خلاف فوجی دیوار کھڑی کی جائے۔ اگر اس سوال پر روس نے بحث چھیڑ دی تو برطانیہ کو جان چھڑانا مشکل ہو جائے گا۔

ذرا زیادہ سختی کیجیئے

لائل پور میں مہاجرین کی مصیبتوں کا ازالہ جس خوش اسلوبی سے کیا گیا اس پر حکومت مغربی پنجاب احسنت و تبریک کی مستحق ہے۔ اور سردار شوکت حیات خان شکریہ کے مستحق ہیں۔ لیکن ظالموں کے خلاف عبرتناک کارروائی نہیں کی گئی۔ ڈپٹی کمشنر کی تبدیلی ہے اس کے گناہوں کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح ڈپو ہولڈروں کی معزولی بھی گناہ کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی جو اشخاص تیس ہزار مہاجرین کے لئے ۴ ہزار کا راشن وصول کرتے رہے ان سے زیادہ قابل مواخذہ کون ہو گا۔ لاہور میں بھی سینکڑوں ڈپو ہولڈر بددیانتی سے کام لے رہے ہیں۔ سارا ہزاروں روپیہ بلیک میں کما چکے ہیں۔ نہایت کم سرمایہ لوگ

جنہوں نے لاہور میں ڈپو لئے تھے۔ آج سرمایہ دار بن گئے ہیں۔ اور یہ سرمایہ بلیک سے جمع ہوا ہے۔ اور غریبوں کا خون چوسا جا رہا ہے۔

لوٹ اور پاکستان

شیخ اکرام الحق ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لائل پور کی خانہ تلاشی نے بھی عجیب دلچسپی پیدا کر رکھی ہے۔ پہلے خبر آئی کہ شیخ صاحب کے مکان سے اا ٹرک سامان برآمد ہوا پھر اس خبر کی تردید ہو گئی اور اطلاع یہ آئی کہ صرف چار ریڑھیاں سامان کی تھیں۔ اب "احسان" میں ایک نامہ نگار کی خبر شائع ہوئی ہے۔ جس میں لکھا ہے "تلاشی میں جتنا سامان نکلا وہ کل تین ریڑھیوں پر لادا گیا تھا۔ اور پولیس نے شیخ صاحب کے مکان سے تمام سامان نکال لیا تھا۔ مکان پر صرف چارپائیاں چھوڑ دی گئی تھیں"۔

پاکستان کے انقلاب میں جس قدر پولیس اور مجسٹریٹوں نے لوٹا ہے۔ اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ اگر تمام پولیس والوں اور مجسٹریٹوں کو تین کپڑوں میں جس طرح مہاجرین ہیں ہندوستان بھیج دیا جائے۔ اور ان کی جائداد اور املاک پر قبضہ کر لیا جائے تو شاید اس لوٹ کی تلافی ہو جائے جو انہوں نے کی ہے۔

عوام فوج اور حکومت

مسٹر لیاقت علی خان وزیر اعظم پاکستان نے کچھ عرصہ ہوا سیالکوٹ میں تقریر کی تھی اس میں کہا تھا۔ "اب مسلمان اسلامی روایات کے مطابق جس طرح چاہیں زندگی بسر کریں"۔ یہ اس وقت تک گریز اور تجزیے کے مترادف ہے۔ جب تک کہ اس کا سامان فراہم نہ کر دیا جائے۔ مسلمان تو چاہتے ہیں کہ اسلامی روایات کے مطابق زندگی بسر کریں۔ مگر کس طرح ایسی زندگی بسر ہو۔ یہ ان کے فرض سے بڑھ کر خود قائد اعظم اور ان کے شرکائے کار کا فرض ہے۔ آپ نے کہا کہ پاکستان قائم ہو جانے سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ مسلمانوں کی مشکلات ختم ہو گئیں۔ مگر ختم ہو جانے کی چیز تھیں۔ کیوں نہیں ختم ہوئیں۔ کب ختم ہوں گی۔ ختم ہوں گی بھی۔ یا نہیں ہوں گی۔ حل کرنے کا سوال تو یہ ہے اور روشنی اس پر ڈالنی چاہیے؟ حل اس مشکل کو کرنا چاہیے۔ ورنہ تا قیامت ختم نہ ہوں گی۔ اب ہمیں آزادی کو برقرار رکھنا ہے۔ اور قدرت کے اس عطیہ کی حفاظت کرنا ہے"۔ وہ کس طرح اس کے لئے آپ کیا کریں گے۔

اور عوام کا اس میں کیا حصہ ہے۔ صاف لفظوں میں کہئے۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو پرائم ہندوستان میں اسلام کی شان دوبالا ہو سکتی ہے۔ آخر اس "اگر مگر" کا کیا علاج ہے یہ تو "مگر" بن کر ہمارے پیچھے پڑا ہوا ہے۔

وزیر اعظم پاکستان نے فوج کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ہے۔ اب عوام فوج اور حکومت مختلف نہیں۔ بلکہ ایک ہی زنجیر کی مختلف کڑیاں ہیں"۔

یقیناً یہ مسرت کی بات ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا کرم و فضل۔ بلکہ کیا اور ہونا تو یہ چاہیئے تھا۔ کہ "زنجیر" بھی ایک ہی ہے یعنی یہ سب خدا کے سپاہی اور خدا کے پیامی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ "پاکستان ہر ملک سے دوستی قائم کرنا چاہتا ہے۔ اور اسلام کی اعلیٰ روایات کے مطابق بنی نوع انسان کی فلاح کے لئے کام کرنے کا "آرزومند" ہے۔

وزیر اعظم کو چاہیئے کہ وہ سب سے اول ملک میں انگریزی قانون کو بدل لیں۔ پھر تعلیم کی طرف متوجہ ہوں۔ ان دونوں سوالات کو حل کرنے کے بعد وہ ایک کامیاب پاکستان بنا سکیں گے۔

پاکستان کیوں بنایا گیا تھا

ہندوستان کے ٹکڑے ہو کر پاکستان اور ہندوستان یونین کا قیام ایسا اچانک اور اتنی جلدی ہوا ہے۔ کہ حالات کو ان کی اصلی شکل میں دیکھنا بہت سے لوگوں کے لئے ناممکن ہو گیا ہے۔ اتنی تعداد میں لوگوں کو اپنا وطن چھوڑ کر اتنی قلیل مدت میں ہجرت کرنی پڑی۔ کہ اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔ کروڑ پتی کنگال ہو گئے ہیں۔ اور بھیک مانگے۔ غریب فقرا امیر کبیر ہو گئے۔ عورت کی عزت تمام دنیا میں ایک تسلیم شدہ قیمتی چیز ہے۔ اسے برباد کرنے کی اتنی وسیع کوشش کی گئی کہ شاید کئی صدیوں کے واقعات ملا کر بھی اس کے برابر نہیں پہنچ سکتے۔ دونوں طرف ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جن کی یہ خواہش ہے کہ کسی طرح محبت اور آشتی کے ساتھ تمام معاملات کو طے کیا جائے۔ لیکن دونوں طرف ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں۔ جو ایک دوسرے کے علاقہ کو فتح کرنے کی خوابیں دیکھ رہے ہیں اور ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ یہ لوگ ہندوستان یونین کی طرف زیادہ ہیں۔ بہ نسبت پاکستان کے۔ اور شاید اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہندوستان یونین رقبہ کے لحاظ سے بڑی ہے۔ اور اس کے پاس مال بھی زیادہ ہے

اور وہاں کا رہنے والا فتح کے خواب بھی آسانی سے دیکھ سکتا ہے۔ لیکن یہ روح اور ایسے خیالات ہندوستان اور پاکستان دونوں کے لئے مضر ہیں۔ عارضی طور پر اگر دونوں ملک اپنی اپنی سرحدوں کی حفاظت کی فکر کریں۔ اور دفاع کے نقطہ نگاہ کے ماتحت اپنی فوجوں کی تنظیم کا خیال کریں۔ تو یہ ایک جائز ہی نہیں ضروری بات ہے۔ بڑے سے بڑا امن پسند پاکستان حکومت کو کہہ سکتا ہے۔ کہ تم اپنے دفاع کا انتظام کرو۔ یہ صرف اس لئے کہ دوستی اور محبت کا تقاضا یہ نہیں ہوتا کہ کوئی ملک اپنے آپ کو دفاع کے لئے تیار نہ رکھے۔ بلکہ اس لئے بھی کہ بعض لوگ یہ اعلان کر رہے ہیں کہ طاقت اور زور سے ہم دوسرے کے علاقہ کو فتح کریں گے۔ مسٹر گاندھی اور پنڈت نہرو اور بہت سے دوسرے کانگرسی جو نیشنلسٹ خیالات کے ہیں۔ وہ بار بار اعلان کر چکے ہیں کہ ہم ہندوستان کے اتحاد کے متمنی ہیں۔ مگر یہ سب ہاتھی کے دکھانے کے دانت ہیں۔ سردار پٹیل اور ماسٹر تارا سنگھ تو حملہ کی تیاری میں مصروف ہیں۔ ملک کی تقسیم تو محض اس خیال سے تھی۔ کہ موجودہ حالت میں مسلم اقلیت کو ہندو اکثریت سے اس کے جائز حقوق نہیں مل رہے تھے۔ مسلمان کو تعلیم۔ تجارت۔ صنعت و حرفت۔ ملازمت غرضیکہ ہر میدان میں اس کا جائز حصہ نہ دیا جاتا تھا اور اس پر جب وہ چیختا تھا۔ تو اس کی آواز پر توجہ نہ دی جاتی تھی۔ بلکہ اس کو کچلا جاتا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ ہندو کے جانے کے بعد اب یہ بات پاکستان میں نہ رہے گی۔ اور مسلمان کو ترقی کرنے کا موقع ملے گا اور ممکن ہے کہ بیدار شدہ مسلمان سردار پٹیل اور سردار تارا سنگھ کو ہوش بھی دلا دیں۔

ڈٹ کر مقابلہ کرو!

سردار دیوان سنگھ ایڈیٹر ریاست ایک صاف گو اخبار نویس ہے۔ اپنی صاف گوئی کی وجہ سے اس نے بار بار سخت تکالیف اٹھائی ہیں۔ وہ لکھتا ہے "انڈین یونین کے علاقہ میں مسلمانوں کو نیست و نابود کرنا ہے۔ ہندوستان کی اس فضا میں ان سے یہ کہنا کہ ڈٹ کر مقابلہ کرو۔ ایک ایسی منافقت ہے جسے عقلمندانہ خیر خواہی نہیں قرار دیا جا سکتا"۔

جنگ کے دیوتا ماسٹر تارا سنگھ

ماسٹر تارا سنگھ سکھ لیڈر جنگ کے دیوتا ہیں۔ انہیں امن پسند نہیں ہے۔ خون کی ندیاں بہتی رہیں تو وہ خوش ہیں۔ انہوں نے چھ ماہ کے اندر پاکستان اور ہندوستان کی جنگ کی پیشین گوئی کی ہے۔ کراچی کے ہندو انہیں دیوانہ کی بڑ قرار دے کر پاگل خانہ بھیجنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ مہاراجہ پٹیالہ وغیرہ سکھ لیڈروں نے بھی اسے ناپسند کیا ہے۔ ماسٹر تارا سنگھ جیسے لیڈروں نے ہندوستان کی خونریزی سے بقول پنڈت نہرو "ہندوستان دنیا کی نظروں میں ذلیل ہو چکا ہے"۔ حکومت ہندوستان تو پاکستان کے ساتھ سمجھوتے پر خوشی منا رہی ہے اور فخریہ انداز میں اس کا اظہار کرتی ہے۔ اور پنڈت نہرو نے کہا ہے۔ کہ پاکستان اور ہندوستان کے سیاسی اور اقتصادی تعلقات کے پیش نظر جنگ کو ناممکن کر دیا ہے۔ مگر ماسٹر تارا سنگھ اسی کو اپنی کامیابی سمجھتا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ سکھوں کا سمجھدار طبقہ اب تارا سنگھی قیادت سے سیر ہو چکا ہے۔ اور وہ وقت دور نہیں کہ اس قیادت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور ممکن ہے کہ کوئی سکھ ہی تارا سنگھ کو ختم کر دے۔

سکھوں کی قیادت میں تبدیلی

پنتھ دل بابا کے قیام نے اکالی دل کی قیادت کے خاتمہ کی بنیاد رکھ دی ہے۔ بابا کھڑک سنگھ نے اپنے ایک حالیہ بیان میں ظاہر کیا ہے۔ کہ اکالی دل سکھوں کی نمائندہ جماعت نہیں ہے۔ اور اس بات پر زور دیا ہے کہ سکھوں کے سیاسی حالات حقوق کے لئے پنتھ دربار ہی نمائندہ حیثیت رکھتا ہے۔ بابا کھڑک سنگھ نے متعدد بیانات میں سکھ قیادت کی تبدیلی پر زور دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ موجودہ قیادت ہی سکھوں کی موجودہ مصیبت کی ذمہ دار ہے۔

ریاستوں کو ختم کرنے کا منصوبہ

سردار پٹیل نے اڑیسہ کی ۲۵ اور صوبجات متوسط کی ۱۴ ریاستوں سے ایک ایسا معاہدہ کر لیا ہے۔ جس کے تحت وہ صوبوں میں ختم ہو جائیں گی۔ اور اس طرح پر اپنی ذاتی حیثیت کو ختم کر لیں گی۔ سردار پٹیل اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

فلسطین کا جھگڑا

تقسیم فلسطین کے فیصلے نے امریکہ اور اس کی ہمنوا حکومتوں کے وقار کو ختم کر دیا ہے۔ عام طور پر سمجھا جا رہا ہے۔ اور ان سے انصاف اور حمایت حق کی کوئی توقع نہیں ہو سکتی۔ اس فیصلہ نے ایک نئی جنگ کی بنیاد رکھ دی ہے۔ وہاں اس شر سے اللہ تعالیٰ نے عالم اسلام کے لئے ایک خیر کو پیدا کر دیا ہے اور وہ **عالم اسلامی میں اتحاد کامل** ہے۔ اس مسئلہ پر تمام اسلامی حکومتیں متفق ہیں۔ کہ فلسطین کی تقسیم کا مقابلہ وہ متحد ہو کر کریں گی۔ اور **یہودی حکومت** کو وہاں قائم نہیں ہونے دیا جائیگا

(باقی صفحہ ۸ پر)

فن تعمیر حیات

جو بات کل پر مائل ہو وہ جز و پر بھی مائل ہوتی ہے۔ جب تک ہماری آنکھوں کی بصارت کے روبرو چیزوں کی حقیقت کا نظارہ نہ ہو۔ ہم میں ہیجان پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ ہم چیزوں کو ان کی موجودہ صورت میں قبول کر لیں۔ خواہ ہم خوشی سے یا شکوہ و شکایت سے قبول کریں۔

درست اور غلط بصارت

بصارت درست ہونی لازمی ہے۔ تاکہ ہم اس سے مستفید ہو سکیں۔ کئی ارباب بصیرت لوگوں نے خواب میں نظارے دیکھ کر ان کے نقشے بہ بڑی بڑی چیزیں ایجاد کر لی ہیں۔ درست بصارت کی طاقت کے درست استعمال سے ہمارے تصور کے آگے مالیات۔ سیاسیات۔ صنعت و حرفت اور علم و فضل کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور ہم ایسی زندگی کا تصور قائم کر سکتے ہیں جس کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ تندرستی اور مناسب طرز پر ترقی کرے۔ شرط یہ ہے کہ ہم تصور کو کام میں لا کر مستقبل کی تصویر اپنے دماغ میں بنائیں۔ یہ [illegible] حقیقی ہو اور سائنٹفک نمونہ کا ہو۔ اور اس میں مالی ضمانت کی ذمہ داریاں شہرت اور اعلیٰ تربیت موجود ہوں۔ ہر شخص میں کچھ تصور ضرور موجود ہوتا ہے۔ ہم آپ کو بتانا چاہتے ہیں۔ کہ تصور اور امور واقعہ کیا ہیں۔ اور اس عطیہ کو اپنے اور اپنے متعلقین کے فائدہ کے لئے کس طرح استعمال کرنا چاہیئے۔ سب سے پہلے ہم آپ کو بتائیں گے۔ کہ تصور ہر دماغ کی پیدائشی قابلیت ہے۔ گو اس کی مقدار ہر دماغ میں یکساں نہیں ہوتی۔ تصور دماغ میں بتدریج بڑھتا رہتا ہے۔ آپ بچوں کا مشاہدہ کریں اور غور سے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ جوں جوں بچوں کی عمر بڑھتی ہے۔ تصور میں بھی بتدریج تغیر و تبدل واقع ہوتا ہے۔ بچپن اور عہد شباب میں تصور کا رخ زیادہ تر افسانہ کی طرف ہوتا ہے۔ سنجیدہ عمر میں یہ حقیقت کی طرف زیادہ مائل ہو جاتا ہے۔ لفظ تصور کا پہلا حصہ تصویر سے مشتق ہے۔ بت یا تصویر وہ شے ہے۔ جو چھوئے سے محسوس ہو یعنی جس کا جسم ہو۔ لیکن وہ تصویر جو اس وقت زیر بحث ہے۔ خالص دماغی یا خیالی ہوتی ہے۔ مثلاً اگر ہم چڑیا گھر کا نام لیں۔ تو ہمارے دماغ میں فوراً ان جانوروں یعنی ہاتھی بندر۔ ریچھ۔ شیر وغیرہ کا نقشہ کھنچ جاتا ہے۔ بشرطیکہ ہم نے چڑیا گھر دیکھا ہو۔ اور اگر تم کبھی وہاں نہیں گئے۔ اور وہ جانور جن کا ذکر اوپر آیا ہے۔ کبھی نہیں دیکھے تو تمہارے دماغ میں کوئی تصویر پیدا نہیں ہوگی۔ ہم اپنے دماغ میں صرف ان اشیاء کی تصویر بنا سکتے ہیں۔ جن کو ہم نے دیکھا ہے یعنی احساس سے محسوس کیا ہے۔ تصویریں کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ مثلاً۔ (الف) بصارتی تصویریں۔ اگر ہم پوچھیں کہ کیا تم تصور سے اس جگہ کو دیکھ سکتے ہو جہاں پیدا ہوئے تھے۔ تو تمہارے دماغ میں اس جائے پیدائش اور اس کے گرد و نواح کی تصویر فوراً نمودار ہو جاتی ہے۔ تصور کی آنکھیں ہم کو یہ نظارہ بالکل ویسے ہی دکھاتی ہیں۔ جیسے تم اپنی جسمانی آنکھوں سے کسی چیز کو دیکھتے ہو۔

(ب) سامعی تصویریں وہ ہیں جو کسی کی آواز سن کر دماغ میں رونما ہوتی ہیں۔

(ج) حرکتی تصویریں وہ ہیں۔ جو جسم کے حرکت کرنے سے دماغ میں رونما ہوں۔ حرکتی تصویر بھی سامعی اور بصارتی تصور کے برابر مضبوط اور زور آور ہوتی ہے۔

(د) قابل حس تصویریں وہ ہیں۔ جن کا تصور دماغ میں کسی چیز کے چھونے سے ہو۔ مثلاً کپڑے یا کاغذ کو ہاتھ سے چھو کر اس کی خاصیت۔ موٹائی اور نرمی وغیرہ کی تصویر دماغ میں بن جاتی ہے۔

(ہ) ذائقہ کی تصویریں جو کسی چیز کو چکھنے سے دماغ میں پیدا ہوں۔ کڑوی میٹھی۔ ترش کسیلی چیز کو چکھ کر ہم تصور کر سکتے ہیں کہ وہ کیا ہے۔ مثلاً اندھا بھی آم کا تصور اس کو چوس اور چکھ کر بنا سکتا ہے۔

(و) قوت شامہ کی تصویریں وہ ہیں۔ جن کا تصور دماغ میں کسی شے کو سونگھنے سے پیدا ہو۔ مثلاً ایک اندھا اور بہرا ایک پھول کو سونگھ کر گلاب چنبیلی یا نرگس کا جو کچھ کہ وہ پھول ہو۔ دماغ میں اس کا تصور قائم کر سکتا ہے۔ یاد رہے۔ کہ غالب اور زبردست اقسام تصاویر میں اکثر واقع اور شخصی اختلافات ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر تم شطرنج کھیلتے ہو۔ تو تمہارا بصارتی تصور غالب ہے۔ اگر تم راگ کے شائق ہو۔ تو تمہارا سامعی تصور زبردست ہے۔ دوسرے نما اگر کسی زبان میں کچھ ہو۔ تو سامعی تصور کا غالب ہونا ضروری ہے۔ عام قاعدہ یہ ہے۔ کہ ہم میں زیادہ تر بصارتی تصور بہ نسبت سامعی تصور کے غالب ہوتا ہے۔ لیکن اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا دماغ بالترتیب اور متوازی طور پر کام کرے۔ تو ضروری ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ بصارتی اور سامعی تصور دونوں مل کر کام کریں۔

تصوری اور دماغی قابلیت

ہمیں اپنی رفتار زندگی میں حسی تصورات کی اقسام کا استعمال بہت مفید ہے۔ حسی زندگی کی پرورش سے مشاہدہ اور ورزش تصور کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔ مشاہدے کی بدولت اور حسی زندگی کی پرورش سے ناول نویس اشخاص افسانہ پیدا کرتے ہیں۔ اور اپنی گفتگو اور حرکات سے ہمارے تصور کو متاثر کرتے ہیں۔ پھر ہمارا تصور ہمیں لوگوں کی زندگی کے روشن اور تاریک پہلو کی تصویریں دکھاتا ہے۔ (باقی پھر)

(بقیہ مضمون صفحہ ۶ سے آگے)

ہم جب فلسطین کے مسئلہ اور ان مغربی طاقتوں کے فیصلہ پر غور کرتے ہیں۔ تو تعجب ہوتا ہے۔ کیا صلیبی جنگوں کی تاریخ ان کے سامنے نہیں ہے یہودی حکومت کے قیام کا خیال ایک وہم ہے۔ اور اس خواب کی تعبیر اس تجویز کے بانیوں اور یہودیوں کے لئے کسی مفید نتیجہ کی صورت میں ہوگی۔ اس کی تقسیم ہوئی نہیں کہ جنگ کا آغاز ہو چکا ہے۔ علماء ازہر اور بغداد اور مکہ معظمہ نے **جہاد کا فتویٰ دیدیا ہے** ۔ اور اسلامی حکومتیں اس مقصد کے لئے اپنے تمام ذرائع پیش کرنے سے مضایقہ نہ کریں گی۔ جہاں تک اسلامی روایات کا تعلق ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں پر جب غور کیا جاتا ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ اس آخری جنگ کا وقت آپہنچا جو ملک میں ہونے والی ہے۔ اگر یہ جنگ رک سکتی تو یہودیوں کے لئے بھی بابرکت ہوتا لیکن **مشیت ایزدی اپنا کام کریگی** اسلامی دنیا کے ہر حصہ میں جوش پیدا ہو چکا ہے۔ اور ہر مسلمان فلسطین کی تقسیم کو روکنے کے لئے ہر قسم کی قربانی کا عزم کر چکا ہے شامی وزیر جنگ نے قاہرہ میں اپنی حکومت اور ملک کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا۔ کہ

نجات پانے کے لئے فلسطین کو خون میں نہانا پڑے گا ۔ عراق میں پانچ لاکھ مجاہدین تیار کھڑے ہیں۔ اور ان کی قیادت مشہور و معروف جنرل فوزی قاوقجی جنہوں نے ۱۹۳۶ء سے ۱۹۳۹ء تک انقلاب عرب کی قیادت کی تھی۔ کریں گے۔ اس وقت ضرورت ہے کہ مسلمان اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کریں اور بنیان مرصوص بن کر اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے ہر قربانی کو آمادہ ہو جائیں۔ خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید ان کو تب ہی ملے گی۔ کہ وہ اس کے لئے اہل ثابت ہوں وہ یاد رکھیں ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

پس جہاں کہیں وہ ہیں۔ یک تن اور یک من ہو کر حق کی حفاظت کے لئے کھڑے ہونگے اور ایمان اور اعمال صالح کے ہتھیاروں سے مسلح ہونگے۔ تو دنیا کی کوئی قوم ان کا مقابلہ نہ کر سکے گی۔ آج اسلامی دنیا میں فلسطین کا مسئلہ نہایت اہم اور نازک صورت اختیار کر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ حق کا بول بالا کرے اور انشاء اللہ یہ ہو کر رہے گا۔ کیونکہ عظمت و صولت حق ہی کے لئے مقدر ہے۔ اور بارہا ایسا ہی ہوا ہے۔

نمائندگان عالم اسلام کا مظاہرہ

مصر میں عالم اسلامی نے ایک احتجاجی مظاہرہ تقسیم فلسطین کے خلاف کیا جس میں ایک لاکھ سے زیادہ مسلمان شریک تھے۔ پاکستان۔ افغانستان۔ ایران اور مشرق الہند کے نمائندے بھی شریک تھے۔ دس ہزار شاہی پولیس مصروف انتظام تھی۔ مظاہرہ باہمی اتحاد۔ اعتماد اور مقصد وحید کے لئے مخلصانہ جوش کا نمونہ تھا۔

مسئلہ فلسطین برطانوی وزیر خارجہ کے تاثرات

۱۲ر دسمبر ۱۹۴۷ء کو دار العوام میں مسئلہ فلسطین پر وزیر خارجہ نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ کہ برطانیہ فلسطین کے انتداب کو ۱۵ رمئی ۱۹۴۸ء کو ختم کر دے گا۔ اگر اقوام متحدہ سے گفت و شنید سرعت سے جاری رہی تو ممکن ہے کہ اس سے بھی پہلے کی تاریخ مقرر ہو جائے۔ مسٹر بیون نے کہا کہ اگر بیرونی مداخلت نہ ہوتی تو برطانیہ فیصلہ کرا دیتا۔ اور اگر زیادتی کی اس وقت کوشش کی گئی تو مشرق وسطیٰ میں قتل و خون کا بازار گرم ہو جائے گا۔ مسٹر بیون نے یہ بھی صاف کہہ دیا۔ کہ برطانوی حکومت انفرادی یا اجتماعی طور پر ادارہ اقوام کے فیصلہ تقسیم کا نفاذ کا ذمہ نہیں لے گی۔ یہ خود ادارہ اقوام کا کام ہے۔ ہم نہ اپنی فوج استعمال کریں گے نہ جانبدار رہیں گے۔ سابق وزیر خارجہ مسٹر انتھونی ایڈن نے کہا کہ میں اس فیصلہ پر خوش نہیں ہوں۔ ذاتی طور پر مجھے یہ توقع تھی کہ آزاد فلسطین ایسا قائم ہوگا۔ کہ جس میں عرب اور یہود دونوں خوش معاملگی سے بسر کریں۔

سر محمد ظفر اللہ خان کا پاکستانی نوجوانوں سے خطاب

اقوام متحدہ کے پاکستانی وفد کے قائد سر محمد ظفر اللہ خان نے آج مسلم نوجوانوں کے ایک جلسے کو مخاطب کیا۔ موصوف نے کہا کہ پاکستانی نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ چار اہم اسلامی اصولوں کو اپنا راہبر بنائیں۔ یقین۔ تحمل۔ صداقت اور استقلال۔ آپ نے کہا۔ اپنے آپ کو مسلمان کہلانا ہمارے لئے کافی نہیں ہے۔ ہمیں اسلامی اصولوں کے مطابق مسلمان کی سی زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ سر ظفر اللہ نے کہا اگر مسلمانوں کو اسلامی زندگی کا سبق دینا چاہتے ہیں۔ تو ان کو چاہیئے کہ پہلے ملک میں اسلامی قانون کو رواج دیں۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۲ کالم ۴ سے آگے)

نہیں یہ بات تو نہیں تھی۔ ہماری اس طویل اور کٹھن جد و جہد کا مقصد صرف جھنڈوں کی تبدیلی نہیں تھا۔ بلکہ ہم اپنی قومی ریاست میں اس نظام کا خاتمہ چاہتے تھے۔ جو یونین جیک کے ناپاک جھنڈے کے سایہ میں ہم پر مسلط تھا۔ ہماری خواہش تھی۔ کہ ہم ان لوگوں کے پنجۂ ستم سے آزاد ہو جائیں جو ہمارے ملک کی دولت سمیٹ رہے ہیں۔ جو ہمارا سرمایہ حیات غضب کر رہے تھے۔ جو ہمارے ہاتھ سے روٹی چھین کر اپنے کتوں کو کھلاتے تھے۔ ہمیں یہ بیچارگی کی موت گوارا نہیں تھی۔ ہم اس نظام کے خلاف جو ہمیں اس شرمناک زندگی کو بسر کرنے پر مجبور کرتا تھا۔ جد و جہد کی اور سینکڑوں دکھ اٹھا کر آخر اس میں کامیاب ہو گئے۔ مگر ہمیں کیا ملا؟

آج ہم آزاد ہیں مگر یہ آزادی غلامی سے کسی طرح بہتر نہیں۔ آج بھی ہم پیٹ بھر کر کھانے کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ آج بھی موسیقی سے بریز عالیشان محلوں کے نیچے خاک میں لتھڑے ہوئے جسم اینٹھ رہے ہیں آج بھی ملک کی دولت پر ہمارا کوئی اختیار نہیں کچھ بھی اندھے باز اور۔ دھندلی سڑکوں اور تاریک گلیوں میں ہمارے بھائی بہنیں ہوئی پژمردہ نگاہوں سے چاروں طرف دیکھ رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے پاکستان کے قیام کی جد و جہد میں اپنا سب کچھ لٹا دیا ہے۔ مگر اب انہیں کوئی نہیں پوچھتا۔ وہ زندگی اور موت کے دوراہے پر کھڑے ہیں۔ اور ہوا کا ہر جھونکا انہیں فنا کے ہولناک سکوت کی طرف دھکیل رہا ہے۔ کیا ہماری جد و جہد کا یہی انجام تھا! کیا ہمارے عزم اور امنگوں کی یہی منزل تھی؟ نہیں ہم نے ایسا کبھی نہیں چاہا تھا۔ ہم نے پاکستان کو کبھی اس شکل میں نہیں دیکھا تھا۔ پاکستان ہماری امیدوں کا مرکز تھا۔ ہماری خواہش تھی۔ کہ پاکستان میں ہماری جمہوریت قائم ہو۔ وہ جمہوری حکومت جو ہمارے دکھ درد کو پہچانے اور اس کا مداوا کرے۔ جو ہماری مفلسی اور بے مائیگی کی پرانی تصدیق توڑ دے۔ جو ہماری غلامی اور دکھ درد سے کچلی ہوئی روح کو پھر جلا دے۔ اور ہمیں ناکامی اور شکست کی تاریکیوں سے نکال کر پھر زندگی کی روشنی سے روشناس کرائے۔ ہم آرزو رکھتے تھے۔ کہ پاکستان میں جاگیرداروں اور سرمایہ پرستوں کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ ہم چاہتے تھے۔ کہ پاکستان کا ہر باشندہ سرمایہ داری کے شرمناک گورکھ دھندے سے نکل جائے مختصر اس ملک کے عوام ایک ساتھ اپنی نئی ریاست کی تعمیر میں مصروف ہو جائیں۔ مگر افسوس کہ یہ تمام آرزوئیں ابھی تک ناتمام ہیں حالانکہ پاکستان بن چکا ہے پاکستان آزاد ہو چکا ہے۔ پاکستان کی باگ ڈور ہمارے رہنماؤں کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن پاکستان کے عوام ابھی تک افلاس

اور غلامی کے بوجھ کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ جمہوریت ناقابل برداشت ہے۔ اور اس کا ایک ہی علاج ہے کہ ہمارے رہنما جو آج تو پاکستان کے خوشنما ایوان کی زینت ہیں۔ ایک لمحے کے لئے اپنے محل سراؤں سے جھانکیں۔ اور ان لاکھوں انسانوں کو دیکھیں۔ جو امید اور آرزو کی نگاہ سے ان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ اور ایک صرف ایک لمحے کے لئے سوچیں کہ ان مظلوم انسانوں کے کانپتے ہوئے ہونٹ ان سے کس شے کی بھیک مانگ رہے ہیں۔

بھیک۔ ہاں! پاکستان کے لاکھوں انسان اور عوام آج اپنے رہنماؤں سے روٹی۔ آزادی اور جمہوریت کی بھیک مانگتے ہیں۔ پاکستان کے رہنما شاید اس بات سے بے خبر ہیں۔ کہ آج وہ اپنی سیاسی زندگی کے سب سے نازک دور سے گزر رہے ہیں۔ عوام چاہتے ہیں کہ پہلے سب کام کو چھوڑ کر روٹی کو سستا کیا جائے۔ پاکستان میں غلہ کافی ہے۔ مگر روٹی کو کیوں مہنگا کیا جا رہا ہے۔ پاکستان میں روپیہ کا آٹھ سیر غلہ فروخت ہونا چاہیئے۔

بقیہ مضمون صفحہ ۳ کالم ۴ سے آگے

نظام تعلیم کو جاری رکھا جائے۔ تو یہ ملت اسلامیہ اور حکومت پاکستان کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہوگا کیونکہ پاکستان کی موجودہ ضروریات اس بات کا تقاضا کرتی ہیں۔ کہ یہاں کا نظام تعلیم از سر نو استوار کیا جائے۔ اور ایسا کرتے وقت یہاں کے قومی و ملی مزاج اور طبیعت کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ کیونکہ ان کی مطابقت کے بغیر جو نظام تعلیم بھی اختیار کیا جائے گا۔ وہ قوم و ملت کے لئے ضرر رساں ہوگا۔ بلکہ وہ ہماری تباہی اور بربادی کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ پہلے یہ نظام دوسروں کے لئے تھا۔ اب ہم آزاد ہیں ہم نے خود اپنا نظام تعلیم وضع کرنا ہے اگر اب بھی ہم اپنی ضروریات اور طبعی و ملی رجحانات کو سامنے رکھ کر ایسا نہ کریں۔ تو ہم سے زیادہ مجرم قومی عدالت میں اور کون ہوگا۔ قومیں کبھی کلرکوں سے نہیں بنا کرتی ہیں۔ اور نہ ہی تعلیم کی غرض و غایت یہی ہوتی ہے۔ اس وقت ایک وسیع اور عریض ملک اور اس کی ذمہ داریاں ہم پر ہیں۔ ہم نے اس کی معاشی۔ صنعتی اور زراعتی تنظیم کرنی ہے۔ ہمیں اس کے لئے اعلیٰ درجہ کے سائنسدانوں اور صنعتی علوم و فنون کے ماہرین کی اشد ضرورت ہے۔ ہمیں اس مقصد کے لئے جا بجا ادارے قائم کرنے اور اپنے نوجوانوں کو اس کی طرف رغبت دلانی ہوگی۔ تاکہ ہم اقوام عالم میں اپنے لئے ایک ممتاز مقام حاصل کر سکیں۔

پیسہ اخبار میں اشتہار دیکر فائدہ اٹھائیں

THE PAISA AKHBAR URDU WEEKLY LAHORE
پیسہ اخبار لاہور
ایڈیٹر میاں عبد المجید صاحب
یادگار حاجی مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم

بقیہ سلامتی کونسل صفحہ ۲ کالم ۴

پر امن زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہندوستان کی سرکاری ملازمتوں میں مسلمان اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ افغانستان میں اہم ہندوستانی مفاد کا مہتمم ایک مسلمان ہے۔ مصر اور بلجیم میں بھی مسلمان سفیر اور مدار المہام مقرر کئے گئے ہیں۔ برما میں ہمارا نمائندہ بھی مسلمان ہے۔ ہندوستان کا ایک صوبہ کا گورنر بھی مسلمان ہے۔ ان حقائق کی موجودگی میں مسلمانوں کا فنا کرنے کا الزام۔ میں یہ گذارش کروں گا۔ کہ میری حکومت کے خلاف یہ الزام کہ وہ مسلمانوں کو فنا کرنے کی سازش میں شریک تھی۔ یا اس نے کسی ایسی سازش میں امداد کی۔ بالکل بے بنیاد ہے۔ اور اس قابل نہیں کہ اس جانب توجہ دی جائے۔ ملک کی تقسیم سے قبل ان علاقوں میں جسے اب مغربی پنجاب کہا جاتا ہے۔ صوبہ سرحد اور بلوچستان میں بہت سے غیر مسلم بستے تھے۔ ان کے اور جنوبی پنجاب کے مسلمانوں نے غیر مسلموں پر جو مظالم کئے۔ ان کی وجہ سے تمام غیر مسلم ان علاقوں سے چلے آئے۔ وہاں اب یا تو وہ غیر مسلم رہ گئے ہیں جن کو مذہب تبدیل کرنے کے لئے مجبور کیا گیا۔ یا اب وہاں اغوا شدہ عورتیں ہیں۔ مغربی پاکستان سے غیر مسلم آبادی وہاں سے آچکی ہے اور سندھ سے غیر مسلم آنے کو تیار ہیں۔ مغربی پاکستان سے غیر مسلم اب بھی آ رہے ہیں۔ جبکہ مسلم آبادی کی پاکستان کو منتقلی کافی عرصہ سے بند ہو چکی ہے۔ یہ صورت حال صرف مغربی پاکستان تک ہی محدود نہیں۔ مشرقی بنگال سے بھی غیر مسلم مغربی بنگال میں آ رہے ہیں۔ برعکس ازیں مغربی بنگال سے مسلم آبادی مشرقی بنگال منتقل نہیں ہوئی۔

ہندوستانی مسلمان محفوظ ہیں

مسٹر سیتلواد نے کہا کہ میں اس مرحلہ پر زور دینا چاہتا ہوں۔ کہ ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت ہندوستان میں خود کو محفوظ سمجھتی ہے۔ اور وہ یہاں سے پاکستان جانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ سندھ میں صورت یہ کیسے کہا جا سکتا ہے۔ حکومت ہند نے مسلمانوں کو فنا کرنے کی سازش کی۔ برعکس ازیں حکومت ہندوستان گاندھی جی اور آل انڈیا کانگرس کمیٹی کی یہ پالیسی ہے کہ اب مزید مسلمانوں کو پاکستان کو ہجرت کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے اور ملک میں ایسی صورت حال پیدا کی جائے کہ موجودہ مسلمانوں میں اتنا اعتماد پیدا کر دیا جائے۔ کہ وہ جانے کا ارادہ نہ کریں۔ اور ہجرت کر جانے والے مسلمان اپنے گھروں کو واپس آ جائیں۔ مسلمانوں کا قتل و غارت لوٹ مار اور آتش زنی کے ان واقعات سے موازنہ کیجئے۔ جو آج کل بھی مغربی پنجاب اور سندھ میں رونما ہو رہے ہیں۔ اس قتل عام اور ناقابل ذکر وحشیانہ مظالم کا اصل سبب وہ زہریلا اور نفرت انگیز پراپیگنڈا ہے جو مسلمان زعماء نے گذشتہ چند سال سے مسلم عوام میں متواتر کرتے رہے۔

مذہب خطرہ میں ہے

یہ خطرناک پراپیگنڈا اس عقیدہ کا لازمی اور لابدی نتیجہ تھا جس پر مسلم لیگ نے اپنی اساس استوار کی۔ مسلم عوام میں مسلسل طریق سے منافرت اور عداوت کے جذبات کی پرورش کی گئی۔ اور ان کو "مذہب خطرہ میں" کا نعرہ بلند کر کے مشتعل کیا گیا وسیع پیمانہ پر ہنگامے اور فساد ہونا بالکل ناگزیر تھا۔ سب سے پہلے کلکتہ میں فسادات شروع ہوئے۔ غیر مسلموں اور سکھوں نے ان کا انتقام لیا۔ یہ اگست ۱۹۴۶ء میں ہوا۔ اس کے بعد ملک کے مختلف حصوں۔ بنگال۔ بہار۔ پنجاب میں بھی یہی داستان دہرائی گئی اجمالی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ ہنگامے اور فسادات مسلمانوں نے شروع کئے بعض صورتوں میں قتل و غارت لوٹ مار اور آتش زنی کے جرائم میں ذمہ دار مسلمانوں کے افراد تھے۔ چند روز پہلے گاندھی جی نے مسلمانوں ہندوؤں اور سکھوں [illegible] کرنے کے لئے برت رکھا۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ

جب مسلم لیگ کی حکومت جو گاندھی جی کی قیادت کو تسلیم کرتی ہے مسلمانوں کو فنا کرنے کی سازش میں حصہ لے سکتی ہے۔ فی الحقیقت ان افسوسناک اور المناک واقعات کی ذمہ داری ان لیڈروں پر عائد ہوتی ہے۔ کہ جنہوں نے تمام ملک میں فرقہ وارانہ جذبات پھیلائے اور وہ لیڈر آج اس حکومت میں شامل ہیں جس کی نمائندگی میرے دوست سر ظفر اللہ خان کر رہے ہیں۔ مسٹر سیتلواد نے اس امر پر زور دیا کہ حکومت پاکستان کی جانب سے سر ظفر اللہ خان نے اپنی تقریر میں میری حکومت کے خلاف جو الزامات عائد کئے ہیں ان کا صرف یہ مقصد تھا۔ کہ ایک واضح مسئلہ کو الجھا دیا جائے۔

جدا گانہ نمائندوں کے نزدیک اصل سوال

اصل سوال یہ ہے کہ کیا کشمیر پر آزاد قبائلیوں کے حملہ کی صورت میں پاکستان ایک ہمسایہ ملک کی حیثیت سے اپنے فرائض کی انجام

دہی میں ناکام نہیں رہا۔ ہم یہ گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ دیگر امور پر بحث کرنے سے اصل مسئلہ پر روشنی نہ پڑ سکے گی۔ فی الحقیقت ہمارا خیال ہے کہ اگر ہم نے ان امور پر بحث کی تو ہم اصل معاملہ کو الجھا دیں گے اور مزید مشکلات میں گرفتار ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ چونکہ دیگر امور پر بحث شروع ہو گئی ہے۔ اس لئے وہ تفصیل کے ساتھ ان الزامات کا جواب دیں گے۔ اس سلسلہ میں میری حکومت کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھنا چاہتی۔ میرے دوست سر ظفر اللہ خان نے کونسل کے سامنے جو تجویز پیش کی ہے اس کی بنیاد غلط اور جھوٹے واقعات پر استوار کی گئی ہے۔

کونسل کو پاکستانی نمائندہ کا انتباہ

نیویارک۔ آج رات پھر سلامتی کونسل کا جلسہ ہوا کونسل اس بات پر رضامند ہو گئی کہ انڈیا کے متعلق پاکستان کے تمام دعاوی اور ان پر بحث کی جائے

AMRUTANJAN

وزانہ بچت کا بہترین سامان
ICMIC COOKER

فہرست کتب کارخانہ پیسہ اخبار لاہور سے مفت طلب فرماویں۔

کو زمانہ قبل از آئین سے ہم کنار رکھنا جمہوری و آئینی ترقی کے منافی ہے۔ اب انگریزی راج کے سامراجی استعماری اغراض کا بھی خاتمہ ہو چکا ہے لہٰذا بلوچستان کو آئینی صوبہ نہ بنانا یا کسی آئینی صوبہ سے ملحق نہ کرنا ظلم عظیم ہے۔ یہ تو ممکن نہیں کہ بلوچستان ایسا چھوٹا صوبہ دستوری مصارف کا بوجھ اٹھا سکے۔ اسے سندھ ہی سے ملحق کرنا پڑے گا۔ موجودہ حالات وہی ہیں جو انگریزی عہد میں تھے۔ وہی فرنٹیئر ریگولیشنز ہیں۔ وہی نقل و حرکت پر پابندیاں وہی دقیانوسی قسم کا نظام حکمرانی ہے وہی حکام کی فرعونیت ہے۔ اور وہی پولیس کی ستم رانیاں ہیں۔ مظلوم بلوچستان آزادی کے عہد میں بھی بے بسی و مظلومی میں مبتلا ہے۔ کیا حکومت پاکستان کا فرض نہیں کہ اس صوبہ کو بھی آئینی ترقی کی راہ پر ڈالے۔

ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ہندوستان کے متعلق یہ غلط الزام لگایا جا رہا ہے۔ کہ وہ پاکستان کے وجود کا منکر ہے۔ وہ تو اس کا دوست ہے۔ اور اس کے قیام و بقا کو دل سے چاہتا ہے۔ اگر یہ خیالات سردار پٹیل کے دلی جذبات کے ترجمان ہیں۔ تو ہم اس خوشگوار تبدیلی پر انہیں مبارکباد دیتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنی غلطی کو محسوس کر لیا ہے۔

سر ظفر اللہ اور معاملہ کشمیر

سر ظفر اللہ وزیر خارجہ پاکستان نے مسٹر سیتلواد کی تقریر کا جواب دیتے ہوئے سلامتی کونسل میں کہا۔ کہ جب تک کشمیر میں ہندوستانی فوج موجود ہے۔ کشمیر میں امن بحال نہیں ہو سکتا اس کے علاوہ لارڈ لوئی ماؤنٹ بیٹن فاکسرائے ہند سکھوں اور ہندوؤں کی شرارت سے پہلے ...

بلوچستان

پنجاب میں تقسیم زمین اراضی

لاہور کارپوریشن کے نئے میئر

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامۂ ناپاک گازران بر سنگ

پیسہ اخبار لاہور

قیمت سالانہ چار روپے (للعہ)
حجازی پریس بیرون موری گیٹ لاہور میں چھپوا کر
میاں عبدالمجید صاحب ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے دفتر پیسہ اخبار لاہور سے شائع کیا۔

نمبر ۵ | ۳ر فروری ۱۹۴۸ء | جلد ۶۲

سردار پٹیل اور پاکستان

احمد آباد میں تقریر کرتے ہوئے سردار پٹیل نے ۱۴ر جنوری کو فرمایا کہ "ہم نے پاکستان کا قیام خوشی سے بعد تسلیم کیا کیونکہ ہمارے نقطہ نظر سے یہی بہتر راہ تھی۔ اب جبکہ یہ ایک مستقل حقیقت بن چکا ہے۔ ہمیں کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جس سے دونوں نو آبادیات کے تعلقات کشیدہ ہوں۔"

سردار پٹیل کے یہ تازہ ترین ارشادات ہیں خدا کرے کہ یہ اُن کے دلی جذبات ہوں۔ اور وہ اس ذمہ داری کو سمجھتے ہوں۔ جو اِن پر ان الفاظ کے بعد عائد ہوتی ہے۔ اور جس کا احساس انہیں اب تک بہت ہی کم ہوا ہے۔ کیونکہ انہوں نے جب کبھی کوئی تقریر کی ہے۔ اور اس میں جہاں پاکستان کا ذکر خیر آیا ہے۔ سردار صاحب بالکل آپے سے باہر ہو کر جو کچھ منہ میں آیا فرما دیا کرتے تھے جس کے ...

نے اپنے بنک۔ کارخانے۔ تجارت کی کمپنیاں وغیرہ کو دہلی منتقل کیا جس کی غرض و غایت اس کے سوا اور کیا ہو سکتی تھی۔ کہ پاکستان اقتصادی طور پر بالکل دیوالیہ ہو جائے۔ اور بے بس ہو کر ہندوستان کے قدموں میں جا گرے۔ ہندو اور سکھ کی یہ بدنیتی صاف طور پر عیاں ہے۔ وہ تقسیم سے پہلے پاکستان کے خلاف سب سے بڑی دلیل یہی دیا کرتے تھے کہ اگر ہندوستان تقسیم ہو گیا۔ اور پاکستان کا وجود قائم ہو گیا۔ تو پاکستان اقتصادی طور پر اتنا کمزور ہو گا۔ کہ قدم قدم پر اُسے مشکلات پیش آئیں گی۔ دوسرے لفظوں میں پاکستان کو ختم کرنے کے لئے یہ ایک دھمکی تھی۔ جو نہایت لطیف پیرائے میں حامیان پاکستان کو دی جاتی تھی ...

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم
دربار دُربار میں عقیدت کے چند پھول

(از قاضی بختیار علی صاحب قریشی بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل وائس پریذیڈنٹ مسلم لیگ وزیر آباد)

سلام اُس پر کہ جس کے در پہ جبرئیل امین آیا
درود اُس پر جو ہو کر رحمۃ للعالمین آیا
سلام اُس پر جو نبیوں سے ہے محبوب خدا نکلا
درود اُس پر جو آخر کے سب کا رہنما نکلا

وہ کیا ہی مبارک دن اور کیسی مبارک ساعت تھی جبکہ رسول پاک سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بہ لباس بشری اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ کے والد محترم حضرت عبداللہ آپ کی ولادت سے چند ماہ قبل انتقال فرما چکے تھے۔ ۱۲ ربیع الاول بروز دوشنبہ جب حضور علیہ السلام تولد ہوئے تو حضرت عثمان بن العاص کی والدہ بوقت پیدائش ...

میرے اونٹ واپس دے دو۔ چنانچہ ابرہہ نے وہ اونٹ عبدالمطلب کے حوالے کر دیئے اور خود ہاتھی لیکر کعبہ کی جانب بڑھا۔ حضرت عبدالمطلب نے کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تو خود ہی اپنے گھر کی حفاظت کر سکتا ہے۔ چنانچہ ابرہہ کا ہاتھی کعبہ کے سامنے بیٹھ گیا۔ اور ابابیل پرندے آئے اور انہوں نے کنکر پھینکے جن سے تمام لشکر فنا ہو گیا۔ اور حضرت عبدالمطلب کی کرامت کا بہت چرچا ہوا۔

شام کے نجومیوں کا اعتراف

ہجرت کے اسباب

مدینہ میں تبلیغ رسالت

سب کا سردار

کراچی کے فسادات

مغربی پنجاب کے دیگر شہروں میں جس طرح سکھوں نے فساد مچایا تھا۔ آخر وہ اس ہفتہ بلا کسی اطلاع کے کراچی پہنچے۔ جہاں ان کی آمد سے سینکڑوں کشت و خون ہو گئے حکام نے بڑی ہوشیاری سے کام لے کر اس کشت و خون کے ہنگامہ کو فرو کیا۔ کراچی میں کچھ املاک اور مکانات وغیرہ کے لوٹے جانے کی بھی خبر آئی ہے۔ بعض حلقوں کا خیال ہے کہ کراچی کا فساد دہلی اور اجمیر کے ناخوشگوار واقعات کا عکس ہیں۔

تازہ اطلاعات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سکھوں کا ایک جتھہ بلا کسی اطلاع کے کراچی کے ایک گوردوارہ میں کرپانوں اور ہتھیاروں سے مسلح ہو کر آدھمکا۔ اس جتھا نے شہر کے بازاروں میں سے اشتعال انگیز طریقہ سے گذر کر گوردوارہ پر قبضہ کرنا چاہا۔ اگر حکومت کو اس جتھا کی آمد کی اطلاع قدرے قبل ہو جاتی۔ تو یقیناً یہ فساد نہ ہونے پاتا جو اب ہوا ہے۔ تاحال یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ جتھا کس طریقہ سے کراچی پہنچا اور کہاں انہوں نے بیٹھ کر گوردوارہ پر حملہ کر کے قبضہ کرنے کی سکیم تیار کی

سردار محمد ابراہیم کا بیان

سردار محمد ابراہیم آزاد کشمیر حکومت کی طرف سے متحدہ اقوام کے اجلاس میں شرکت کے لئے امریکہ تشریف لے گئے ہیں۔ امریکہ کو روانگی سے قبل جو بیان انہوں نے دیا ہے وہ بڑا البصیرت افروز ہے۔ اب تک ہندوستانی فوج کو کشمیر کے محاذ پر کسی جگہ کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ حالانکہ وہ ٹینک بکتر بند گاڑیاں اور بمبار طیارے شروع سے استعمال کر رہی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہماری فوج ان سے بہتر اوزار سے لیس ہے۔ بلکہ ہمارے سپاہیوں کو اپنے مقاصد کی صداقت کا پورا پورا یقین ہے۔ مسٹر گاندھی اور نہرو وغیرہ سب اس جنگ میں ایک فریق کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر وہ چاہتے تو اس جنگ کو روک سکتے تھے۔ انڈین فوج کی آمد جموں کے بعد اب تک دو لاکھ مسلمانوں کو شہید کیا گیا اور پانچ لاکھ مسلمانوں کو زخمی کر کے نکالا گیا ہے ہمیں امید ہے کہ اتحاد کانفرنس کوئی غیر منصفانہ فیصلہ ہم پر ٹھونسنے کی سعی نہ کرے گی۔ میں انڈین گورنمنٹ کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ رائے شماری کرے اور دیکھ لے کہ اہل کشمیر ڈوگرہ راج چاہتے ہیں۔ یا پاکستان میں شمول کے تمنائی ہیں۔ ہندوستانی طیارے نہتے کشمیریوں پر بمباری کر رہے ہیں۔ گو اس وقت تک ہم تین ہوائی جہاز گرا چکے ہیں۔ مگر انڈیا گورنمنٹ اس حرکت سے باز نہیں آتی۔ آزاد کشمیر گورنمنٹ عوام کی نمائندہ ہے اگر آزاد کشمیر گورنمنٹ کو روس کی طرف سے کوئی خیر مقدم کا ہاتھ بڑھایا جائے گا تو ہم اس پر لبیک کریں گے۔ اس اعلان کی روشنی میں کابل کے لوگوں نے بھی آزاد کشمیر گورنمنٹ کی امداد کا اظہار کر دیا ہے ۸۰ ہزار سلیمان خیلی پٹھان مجاہدین کشمیر کی امداد کے لئے اپنے گھروں کو چھوڑ کر روانہ ہو گئے ہیں۔ افغانستان کے روحانی پیشوا نور المشائخ نے بھی بالاکوہ کی مسجد میں بیٹھ کر پٹھانوں کو جہاد کا فتوےٰ دیدیا ہے چنانچہ افغانستان کے گوشہ گوشہ سے پٹھان جوق در جوق جمع ہونے شروع ہو گئے ہیں جونہی یہ لوگ محاذ کشمیر پر نمودار ہو جائیں گے۔ تو حالات کا فیصلہ بہت جلد ہو جائے گا۔ ۸۰ ہزار سلیمان خیل اور شنواری سردار کشمیر کے محاذ کو روانہ ہو چکے ہیں۔

ہندوستانی حکومت کی حکمت عملی

سلامتی کونسل کے سامنے سر ظفر اللہ خاں نے اپنے بیان میں بتایا کہ مشرقی پنجاب کی سکھ ریاستوں میں دس لاکھ مسلمان آباد تھے۔ ان کو بلا کسی قصور کے ایک ایک کر کے تباہ اور ذبح کر دیا گیا ہے۔ تاکہ یہ مسلم آبادی صفحہ ہستی سے بالکل مٹ جائے۔ دوئم جونا گڑھ ایک مسلم ریاست جو پاکستان میں شامل ہونا چاہتی تھی۔ اس کی مخولیت کے بعد ہندوستانی حکومت نے وہاں فوج کشی کی۔ سوئم ریاست کشمیر میں مسلمانوں پر ہندو۔ سکھ اور ڈوگرہ فوج نے جو مظالم برپا کئے۔ اس کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی نہ تھی۔ کہ وہ مسلمان تھے۔ ان مظالم نے آزاد کشمیر حکومت کو مجبور کر دیا کہ وہ ان کی اعانت کے لئے اٹھ کھڑی ہو۔ کشمیر کے مسلمانوں کو یقین ہو گیا تھا کہ انہیں بھی مشرقی پنجاب کے مسلمانوں کی طرح برباد کر دیا جائے گا۔

کیا جنگ ضرور ہو کر رہیگی

ماسٹر تارا سنگھ نے سب سے پہلے پنجاب میں جنگ اور فسادات کی آگ کو ہوا دی تھی جس کے نتیجے وہ خود دیکھ چکے ہیں۔ مگر ابھی تک ان کا دماغ درست نہیں ہوا اب پھر انہوں نے احیت اخبار میں ایک بیان شائع کیا ہے کہ ہمارے سامنے اس وقت سب سے اہم مسئلہ پاکستان سے جنگ کا مسئلہ ہے۔ ہم اس وقت اور کوئی سوال چھیڑنا نہیں چاہتے۔ کرپان کا مسئلہ پگڑی وغیرہ میں سکھوں پر پابندیاں۔ سکھوں کو ملازمت میں حصہ۔ یہ سب سوال بعد میں دیکھے جائیں گے۔ آپ نے کہا۔ کہ ہندوستان گورنمنٹ جنگ کو ہر قیمت پر ٹال رہی ہے۔ مگر یہ جنگ بہر کیف ہو کر رہے گی۔ اگر خوزانہ ہو تو جلد یوم جب کر ضرور ہوگی۔ یہ عرصہ صرف دو یا چار ماہ کا ہے۔ ہندوستان میں جو کانگرسی قوم پرست مسلمان آباد ہیں۔ وہ یہاں ففتھ کالم کا کام کر رہے ہیں۔ وہ کبھی بھی یہاں نہیں رہ سکتے۔ ان کو شہریت کے حقوق حاصل نہیں ہو سکتے۔ وہ بطور غیر ملکی کے رہ سکتے ہیں۔ ہماری حکومت ہندوستان میں مسجدوں کی حفاظت کر رہی ہے۔ امرتسر کی موجودہ گھبراہٹ کے متعلق آپ نے کہا کہ جب فوج نہ تھی۔ تب بھی لوگ دوڑتے تھے۔ لیکن جب امرتسر کا فوج آ گئی ہے تو کہتے ہیں۔ کہ یہ کیسی بڑی گڑبڑ کا پیش خیمہ ہے۔ یہ لوگ ڈرپوک ہیں۔ وہ تو ہر وقت ڈریں گے۔ اس کے علاوہ آپ نے بتایا کہ مشترکہ انتخابات سے سکھوں کی علیحدہ قومیت ختم ہو جائے گی۔ سکھ ملک میں پنچایتی راج چاہتے ہیں۔ موجودہ حکومت سکھوں کو پسند نہیں ہے ہندوستان اور پاکستان کی سرحدات کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ کہ یہ سرحد کوئی قدرتی سرحد نہیں ہے۔ سرحد لائن پر کوئی نشان نہیں ہے۔ جس سے دونوں حکومتوں کا قبضہ اور علاقہ کا پتہ لگ سکے۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ سرحد میں تبدیلی ہو۔ اور ہمارے بڑے بڑے گوردوارے مشرقی پنجاب میں شامل کئے جائیں مگر پاکستانی حکومت یہ نہ مانے گی۔ جس کا قدرتی نتیجہ جنگ ہوگا۔ اور جو عنقریب ہو کر رہے گی۔ اب ماسٹر تارا سنگھ پھر جنگ کرنا یا کروانا چاہتے ہیں۔ جنگ ہو گا یا نہ ہوگا۔ اس کا جواب تو ہندوستان کی سیاست دیگی لیکن یہ سمجھ نہیں آتی۔ کہ سکھ جنگ کے لئے کیوں بے تاب ہیں پہلے سکھ پنجاب میں ایک خالصتان بنانا چاہتے تھے۔ ان کا یہ خواب بھی پریشان ہو گیا۔ پھر سکھ ایک سکھ سٹیٹ کا ڈھونگ رچانا چاہتے تھے۔ وہ بھی [illegible] صرف ہندوستان کو ڈرانے اور دھمکانے کے لئے سکھوں کے پاس یہ ایک ڈھونگ رہ گیا ہے۔ سکھ جانتے ہیں کہ اگر اشتعال انگیز باتوں سے ہندوستان اور پاکستان میں جنگ چھڑ گئی۔ تو سکھوں کا تو کچھ نقصان نہ ہوگا۔ ہندو سکھ نہیں رہیں گے یا مسلمان۔ جن کے قبضہ میں کوئی حکومت نہیں ہے ان کو جنگ سے کیا خوف ہو سکتا ہے۔ جنگ کا خوف تو اس کو ہو سکتا ہے جس کی حکومت ہو لیکن ماسٹر تارا سنگھ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ سکھوں کے مقابلہ میں ایک قوم پٹھانوں کی پنجاب سے پرے بیٹھا ہوا ہے جو پچھلے سو سال سے اپنی شجاعت دکھانے کا موقع نہیں پایا۔

مشرقی پنجاب کے سرحدی مقامات میں [illegible]

ہندوستان گورنمنٹ کے ایک سرکاری اعلان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مشرقی پنجاب کی سرحدی شہروں سے ۳۵ ہزار کاروباری لوگ بوجہ پریشانی بھاگ چکے ہیں۔ اور لوگ ہر روز بھاگ رہے ہیں۔ سکھ گھوڑوں پر چڑھ کر گاؤں گاؤں جاتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں۔ کہ خبردار دشمن حملہ کرنے والا ہے۔ بچوں اور عورتوں کو محفوظ مقامات پر پہنچا دو۔ بہت سے مقامات خالی ہو چکے ہیں۔ سکھ چاہتے ہیں جنگ کے خطرہ کے باعث ہندو قوم سکھوں کی قدر کرنے لگے۔ اور اس طرح سکھوں کے متعلق ہندو طبقہ میں جو نفرت پھیل گئی ہے اس کا ازالہ کیا جائے۔ اس کے علاوہ سکھ یہ بھی چاہتے ہیں۔ کہ امرتسر۔ گورداسپور فیروزپور وغیرہ بڑے بڑے شہروں سے ڈرا کر ہندوؤں کو بھگا دیا جائے۔ اور مزے سے وہاں سکھ پنچایتی حکومت بنائی جائے

راجہ صاحب کی تجویز

راجہ غضنفر علی خان وزیر مہاجرین پاکستان نے اپیل کی ہے۔ کہ گاندھی جی کی قیمتی جان کو کسی طریقہ سے بچائی جائے۔ راجہ صاحب نے تجویز پیش کی ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کے لیڈروں کی ایک کانفرنس منعقد کی جائے جس میں تمام تنازعات اور اختلافات کا تصفیہ کیا جائے اور اتحاد و تعاون کے لئے مؤثر و نتیجہ خیز پروگرام بنایا جائے؟

یہ تجویز معقول ہے۔ ہندوستان اور پاکستان میں ہندو مسلم کش مکش کا باعث مقامی حالات نہیں۔ بلکہ وہ جھگڑے ہیں جو دونوں یونینیں الجھی ہوئی ہیں۔ اگر یہ جھگڑے نبٹائے جائیں۔ تو مفاہمت کا نتیجہ ہوگا۔ کہ دونوں ملکوں کے باشندے اختلاف کو فسادات کی حد تک نہیں پہنچنے دیں گے۔ اور دونوں حکومتیں جب خیر سگالی کی راہ پر آ جائیں گی۔ تو ہندوستان کو مسلمانوں کی جان کا۔ اور پاکستان کو سکھوں کی جان کا تحفظ کرنا پڑے گا۔ کہ کسی خطرے کے [illegible]

نہ رہے گی۔ ہندوستانی لیڈروں کے دل میں اگر انسانیت اور گاندھی جی کے لئے کچھ بھی درد ہے تو راجہ صاحب کی تجویز پر عمل کریں۔

گاندھی کو مرنے دو

گاندھی جی کے برت سے عالم انسانی میں ہل چل مچ گئی ہے۔ مگر ایسے بھی سنگدل ہیں۔ جو اس نیک انسان کی امن دوستی پر سیخ پا ہو رہے ہیں۔ ابھی کل کی بات ہے۔ کہ تین سو ہندو سکھ برلا ہاؤس کے سامنے جمع ہو گئے۔ گاندھی جی اسی مکان میں رہتے ہیں۔ مظاہرین نے گاندھی کو مرنے دو کے نعرے لگائے۔ اگر پنڈت جواہر لال نہرو جرأت سے کام نہ لیتے۔ تو مظاہرین ناگوار حرکتیں بھی کرنے سے باز نہ آتے۔ آخر گاندھی جی کا انتقام مسلم پناہ گزینوں سے لیا گیا ان کی لاری جلا دی گئی۔ سامان لوٹ لیا گیا۔ اس پروپیگنڈے کے ممبروں پر حملے کئے گئے اور کانگرسی جھنڈا پھاڑ دیا گیا۔

اس وحشت بربریت سے ہر صحیح العقل انسان کو دکھ پہنچا ہوگا۔ گاندھی جی کے برت کا مقصد یہ ہے۔ کہ انسان کو انسان کشی سے باز رکھا جائے۔ جو لوگ اس حرم کے مخالف ہیں وہ انسانوں کو بھیڑیے پن میں مبتلا رکھنا چاہتے ہیں؟ وہ حکومت دنیا کی نظروں میں ذلیل ہو کر رہے گی۔ جو ایسے وحشیوں کو بھی اپنے حلقہ میں پناہ دے رہی ہے۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانا وحشیوں کا جنگل ہی ہو سکتا ہے؟ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کیا حکومت ہند کو گاندھی جی کے مقصد سے ہمدردی نہیں؟ اگر ہے تو ان لوگوں پر ہاتھ کیوں نہیں ڈالتی۔ جو ان کی مخالفت میں مظاہرے کرتے ہیں۔ یہی قاتل ہیں۔ اور قاتلوں کو آزاد چھوڑ دینا کسی آئینی حکومت کے لئے زیبا نہیں۔

گاندھی جی نے مرن برت توڑ دیا

گاندھی جی نے دہلی کے قتل و خون سے متاثر ہو کر جو مرن برت رکھا تھا۔ وہ چھ دن کے بعد توڑ دیا۔ گاندھی جی نے چھ دن اپنے نفس سے لڑائی کی۔ اپنے ہی نفس پر کیا موقوف ہے۔ انہوں نے حکومت ہند اور غیر مسلم ہندوستانیوں کی سرکش نفسانیت اور بگڑی ہوئی ذہنیت سے زور آزمائی کی۔ بالآخر تمام شیطانی قوتوں کو مغلوب کر دیا۔ اور آج فاتحانہ نعرے لگا رہے ہیں۔ یہ لڑائی توپ سے تلوار سے۔ بندوق سے اور بم سے نہیں جیتی گئی۔ کیونکہ بگڑی ذہنیت توپ و تفنگ سے متاثر نہیں ہوا کرتی۔ انہوں نے اخلاقی قوت سے مخالفین کو شکست دی [illegible] کر دیا۔ شجاعانہ جرأت نے شیطنت کی بساط الٹ دی۔ آج دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ یہی اشخاص جن کے ہاتھوں سے آج بھی مسلمانوں کا خون ٹپک رہا ہے۔ جو اسلامی خون میں تیرنا اپنا حق سمجھ بیٹھے تھے۔ اور اس جنون میں "گاندھی کو مرنے دو" کے نعرے لگاتے پھرتے تھے۔ بالآخر یہ ہندو اور [illegible] کے سامنے جھک گئے۔ اور اقرار کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو بھی ہندوؤں اور سکھوں کی طرح حقوق عطا کئے جائیں گے۔ یہ اور بات ہے بیان محکم ہے یا نہیں؟ اگر وہ وعدے توڑ دیں تو گاندھی جی کا کیا قصور؟ انہوں نے تو اپنا فرض ادا کر دیا۔

اب ہمارا فرض ہے کہ وہ تمام وعدے پورے کریں جو اقلیتوں کی حفاظت کے لئے کئے گئے تھے (۱) مغربی پنجاب۔ سرحد اور سندھ میں اگر کوئی مندر یا گوردوارہ غیر آباد ہے۔ تو اسے اس کی مذہبی شان کے ساتھ آباد کیا جائے۔ اگر ہندو اور سکھ نہ ہوں تو پھر اسے مقدس امانت کے طور پر مقفل کر دیا جائے۔ (۲) اگر کسی مقام پر غیر مسلموں کو کوئی خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ تو اس کا ازالہ کیا جائے۔ وہ مسلمانوں کی طرح آزادی اور عافیت سے پوری طرح مستفید ہو سکیں ہم ہندوستانی مسلمان سے بھی عرض کریں گے اپنی حکومت کے پوری طرح وفادار رہیں۔ حضرت قائد اعظم بارہا فرما چکے ہیں۔ کہ ہندوستان کے مسلمان اپنی حکومت اور اپنے وطن کے وفادار رہیں۔ اور اسے بدگمانی کے لئے کوئی موقع نہ دیں۔ آخر میں ہم گاندھی جی کی فاتحانہ کامیابی پر اظہار مسرت کرتے ہیں۔ اور انہیں پاکستان کی طرف سے مبارکباد کہتے ہیں۔ جس کام کا وعدہ ہندوستانی لیڈروں نے تحریری حلف نامے کے ساتھ کیا ہے۔ وہی کام پاکستان کسی قول و قسم کے بغیر کر دکھائے گا۔ اور یہ وعدہ مسلمان کا وعدہ ہے۔ جو روح و تن کا رشتہ ٹوٹ جانے کے بعد بھی نہیں ٹوٹتا۔

برت توڑنے سے قبل گاندھی جی نے اعلان کیا کہ اگر انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ برت تڑوانے کے لئے انہیں دھوکہ دیا گیا ہے۔ تو وہ دوبارہ برت رکھنے سے مطلق نہ ہچکچائیں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ برت توڑنے سے قبل انہوں نے دہلی امن کمیٹی کے اراکین کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے یہ ظاہر کیا۔ کہ اب دہلی میں میرا کام ختم ہو گیا ہے۔ اب وہ بہت جلد دہلی سے واپس چلے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ میں پاکستان جانا چاہتا ہوں تاکہ پاکستانی مسلمانوں کو یہ بتا سکوں۔ کہ جس طرح ہندوستان صرف ہندوؤں اور سکھوں کا وطن نہیں ہے۔ اسی طرح پاکستان بھی محض مسلمانوں کا وطن نہیں۔ پرارتھنا کی تقریر میں آج انہوں نے ہندوؤں کو متنبہ کیا کہ مسلمانوں کا کسی قسم کا مقاطعہ آزاد ہندوستان کی ترقی کی راہ میں حائل ہوگا۔ نقاہت کی وجہ سے گاندھی جی کو آرام کرسی پر بٹھا کر لے جایا گیا۔ انہوں نے کہا کہ ہندوؤں اور سکھوں کو چاہیئے کہ وہ مسلمانوں کو یہاں ٹھہرانے کے لئے اصرار کریں۔ انہوں نے وزیر اعظم مغربی پنجاب اور نواب صاحب بھوپال کے تار بھی پڑھ کر سنائے۔ جن میں ان کے اقدام کی تعریف کی گئی تھی۔ وزیر اعظم مغربی پنجاب نے اپنے تار میں کہا تھا۔ کہ وہ صوبہ میں فرقہ وارانہ فضا کو خوشگوار بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

بہار کے اسکولوں سے انگریزی خارج

پٹنہ کی ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ حکومت بہار نے یہ طے کیا ہے۔ کہ صوبے کے اسکولوں میں ۱۹۴۸ء کے تعلیمی سال کے آغاز سے چھٹے درجہ میں اور ۱۹۴۹ء سے آٹھویں درجہ میں انگریزی پڑھانا موقوف کر دی جائیگی اس طرح طلبہ کا جو وقت بچے گا۔ وہ دوسرے مناسب مضمونوں پر صرف ہو سکے گا۔ علاوہ اس وقت کو وہ کسی دستکاری یا ہنر کے سیکھنے میں لگا سکیں گے۔ حکومت مختلف اسکولوں میں حالات ماحول کا لحاظ کرتے ہوئے مختلف دستکاریوں کی تعلیم رائج کر دے گی۔ صوبائی حکومتوں کے فیصلہ کے مطابق کوئی بھی جماعت تک انگریزی باقی نہ رکھی جائے۔ آسام نے ۱۹۴۷ء کے تعلیمی سال کے آغاز سے درجہ چہارم میں انگریزی تعلیم بند کر دی تھی۔ اور اس سلسلہ میں اس کا یہ پہلا قدم تھا۔

ہندوستان کے مسلمانوں کی حالت

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے ہندوستان میں بسنے والے مسلمانوں کی "سیاسی کشتی" بھنور میں پھنسی ہوئی ہے۔ اور اب تک وہاں کے مسلمان اجتماعی حیثیت سے آخری طور پر یہ فیصلہ نہیں کر سکتے ہیں کہ آئندہ ان کا سیاسی مسلک اور طریقہ کار کیا ہوگا۔ یہ ظاہر ہے کہ اعلان آزادی سے پہلے مسلمانوں کی اکثریت کی جو سیاسی پالیسی تھی۔ وہ اب باقی نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ ملک میں ایسا زبردست انقلاب ہو چکا ہے۔ جس سے انسانی زندگی کا ہر شعبہ متاثر ہو رہا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کی سیاست میں بھی تبدیلی ناگزیر ہے۔ اعلان آزادی سے پہلے ملک کی تین بڑی پارٹیاں تھیں۔ ہندو مسلمان اور انگریز۔ تیسری پارٹی جو غیر ملکی تھی سب سے زیادہ با اقتدار تھی۔ لیکن وہ پارٹی حکومت اور اقتدار سے دستبردار ہو گئی۔ اور ملکی نظام میں اس کا کوئی دخل باقی نہ رہا اس لئے اب ملک میں صرف دو پارٹیاں رہ گئیں۔ ہندو اور مسلمان۔ لہذا اب ملک کا امن و سکون اور ہر قسم کی تعلیمی۔ صنعتی اور اقتصادی ترقی انہیں ہر دو پارٹیوں کے باہمی تعاون اور اتحاد عمل اور خوشگوار تعلقات پر منحصر ہے۔ اگر یہ تعاون و اتحاد عمل حاصل نہ ہو سکا۔ تو یہ ملک کی سب سے بڑی بدقسمتی ہوگی اور ہمیشہ فتنہ و فساد برپا رہے گا جس کا نتیجہ ظاہر ہے۔ گو گاندھی جی۔ پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہندوستان اور چند دوسرے معاملہ شناس اور ذمہ دار اشخاص نے اس صورت حال کو اچھی طرح محسوس کر لیا ہے۔ کہ اب ہندوستان میں ہندو راج یا کوئی دوسرا فرقہ وارانہ راج نہ ہوگا۔ بلکہ جمہوری طرز کی ایک ہمہ گیر [illegible] حکومت ہوگی

جو عوام کی مرضی کے مطابق کام کرے گی۔ اُن کا کہنا ہے۔ کہ کانگریس نے صرف اپنے لئے نہیں۔ بلکہ سارے ملک کے لئے یعنی ہر فرقہ کے لئے آزادی حاصل کی ہے۔ ان خیالات کے صحیح اور قابل ستائش ہونے میں کوئی شبہ نہیں ؟ اگر ان خیالات کے مطابق حکومت ہند کی تشکیل کی گئی۔ تو پھر کسی بھی فرقہ کو کوئی شکایت نہ ہوگی۔ اور ہر شخص اس ملک میں امن و عافیت سے زندگی بسر کر سکے گا۔ اور ملکی ترقی کے دروازے سب کے لئے یکساں کھل جائیں گے۔ لیکن افسوس ہے کہ اعلان آزادی کے بعد ملک میں جو ہولناک خونریزی اور غارت گری شروع ہوئی اور جو عام تباہی اور بربادی پھیلی۔ اس نے نہ صرف حکومت کے سارے نظام و انتظام کو تہ و بالا کر دیا۔ بلکہ ایسی شدید فرقہ وارانہ عداوت و نفرت تمام ملک میں پیدا کر دی۔ کہ عوام نہ اس ہیجان کی حالت میں نہ کسی لیڈر کی بات سنتے ہیں اور نہ خود کچھ سوچتے ہیں۔ ہر شخص اپنے کو خطرہ کی حالت میں محسوس کرتا ہے۔ اور اس خطرناک حالت کا ذمہ وار دوسرے فرقہ کو قرار دیتا ہے۔ عوام کی یہ وحشت۔ گھبراہٹ اور خوف و ہراس کچھ بیجا نہیں۔ کیونکہ قتل و غارت گری کے جو واقعات سارے ملک میں پیش آئے ہیں۔ اور ناکردہ گناہ انسانوں پر جو ظلم و ستم ہوا ہے۔ اس کا یہ لازمی نتیجہ ہے۔ کہ لوگوں پر خوف طاری ہو گیا ہے اور اسی وجہ سے ہندو اور سکھ پاکستان سے اور مسلمان ہندوستان سے بھاگ رہے ہیں۔ اور جیسا کہ اندازہ کیا گیا ہے۔ مجموعی طور پر تقریباً ایک کروڑ انسان نقل مکانی کر چکے ہیں۔ ان میں ہزاروں ایسے بھی ہیں۔ جو منزل مقصود تک نہیں پہنچے۔ اور راستہ ہی میں ہلاک کر دیئے گئے۔ ایسی حالت میں عوام سے یہ توقع رکھنا کہ وہ جذبات سے بالاتر ہو کر کسی معاملہ پر سنجیدگی سے غور کریں گے ایک غلط توقع ہے۔ بحالت موجودہ یہ کام لیڈروں اور دونوں حکومتوں کی ذمہ وار شخصیتوں کا ہے۔ کہ وہ اپنے قول و عمل سے لوگوں کے دلوں سے خوف و ہراس دور کر کے ملک میں امن و عافیت کی فضا پیدا کریں یہ ایک عجیب اتفاق ہے۔ کہ جو لوگ کل تک لیڈر تھے۔ اور پبلک کی سیاسی رہنمائی کرتے تھے۔ وہی آج دونوں حکومتوں میں با اقتدار فرمانروا ہیں۔ اس لئے عوام پر ان کا پورا اثر ہے۔ اور وہ اپنے ذاتی اثر اور حکومتی اقتدار سے کام لیکر یقیناً ملک میں امن قائم کر کے عوام کو یہ موقع دے سکتے ہیں۔ کہ وہ سکون و اطمینان کی حالت میں ٹھنڈے دل سے اپنے مستقبل اور ملک کی فلاح و بہبود کے معاملات پر غور کریں۔ اور اگر فسادات بند نہ ہوئے۔ تو پھر انگریزی حکومت کو ہندوستان پر قبضہ کرنا پڑ جائیگا۔ اور یہی ایک خطرہ ہے جس پر گاندھی جی نے بار بار اشارہ کیا ہے۔ اور آخر مرن برت بھی رکھا ہے۔

حکومت کی پالیسی

ارکان ایوان کی تجاویز کے مطابق مرتب کی جائے گی۔ مغربی پنجاب اسمبلی میں سردار شوکت حیات کا اعلان۔ طلبہ کے لئے فوجی تربیت کا انتظام کیا جائے گا۔ ذریعہ تعلیم اُردو ہوگا۔ ابتدائی تعلیم لازمی ہوگی۔ تعلیم نہ دلانے والے والدین کے خلاف مقدمات چلائے جائیں گے۔ زنانہ درسگاہوں کو اُن کے تناسب کے لحاظ سے مالی امداد دی جائے گی۔

لاہور ۱۹ر جنوری آج مغربی پنجاب اسمبلی میں بیگم سلمیٰ تصدق نے تعلیم کے لئے حکومت کے مطالبات زر میں تخفیف کی تحریک پیش کرتے ہوئے مردوں پر خواتین کی ضروریات کو نظر انداز کرنے کا الزام لگایا انہوں نے کہا کہ آپ کو ہمیں ہمارے جائز حقوق دینے ہوں گے۔ تخفیف کی تحریک میں انہوں نے انڈین اور اینگلو انڈین طبقہ کی تعلیم کو مستثنیٰ قرار دیا۔ اپنی پرجوش تقریر میں بیگم صاحبہ نے کہا۔ کہ حصول پاکستان کی جدوجہد میں خواتین نے مردوں کے دوش بدوش حصہ لیا۔ مگر جب اس نو زائیدہ مملکت سے بہرہ ور ہونے کا وقت آیا۔ تو مرد خواتین کے ساتھ مساوی سلوک روا نہیں رکھ رہے انہوں نے مثالیں دیتے ہوئے بتایا۔ کہ لڑکیوں کے کالج کا زنانہ امداد لڑکوں کے کالج کے زر امداد سے کہیں کم ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ تعلیم کے لئے جو رقم منظور کی جائے۔ اس کی ایک تہائی تعلیم نسواں کے لئے مخصوص کر دی جائے انہوں نے خواتین کے لئے ٹیکنیکل۔ خانہ داری۔ طبی۔ دینی تعلیم کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے ایک ممبر کے اس جملہ پر اعتراض کیا۔ کہ تعلیم یافتہ خواتین سُرخی پوڈر کا استعمال شروع کر دیتی ہیں انہوں نے تجویز پیش کی کہ خواتین کی ایک مشاورتی کمیٹی بنائی جائے۔ جو تعلیم نسواں کے بارے تعلیم کو مشورہ دیا کرے۔ میاں نصر اللہ۔ شیخ فضل حق پراچہ۔ مسٹر حمید صابر۔ مسٹر عبدالغفور قمر اور مسٹر فضل الٰہی نے مطالبہ کیا۔ کہ صوبہ میں ذریعہ تعلیم اردو ہونا چاہیئے۔ اور میٹرک میں ٹیکنیکل صنعتی اور فوجی تعلیم کے لئے انتظام ہونا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ اُستادوں اور پروفیسروں میں ذہنی تبدیلی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ انہیں کلرک نہیں بلکہ ملت کی تربیت و تعلیم دینا ہے۔

وزیر تعلیم کا جواب! بحث کا جواب دیتے ہوئے شیخ کرامت علی وزیر تعلیم نے کہا۔ ایوان کو یقین دلایا کہ وزارت کو اپنی ذمہ واریوں کا پورا احساس ہے۔ وزیر تعلیم نے یہ اعلان کیا کہ صوبہ میں ذریعہ تعلیم اردو ہوگی۔ اسلامک ریسرچ کے لئے ادارے قائم کئے جائیں گے۔ طلبہ کے لئے فوجی تربیت کا انتظام کیا جائے گا۔ تعلیم کا چرچا کرنے کے لئے نئے اسکول کھولے جائیں گے ابتدائی تعلیم لازمی ہوگی۔ اور جو والدین اپنے بچوں کی ابتدائی تعلیم کی راہ میں حائل ہوں گے۔ ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔ میں یہ وعدہ نہیں کر سکتا کہ میزانیہ میں تعلیم کے لئے جتنی رقم مقرر کی جائے اس کی تہائی تعلیم نسواں کے لئے مخصوص کر دوں۔ لیکن زنانہ درسگاہوں کو ان کے تناسب کے لحاظ سے مالی امداد دی جائے گی۔ وہ خواتین کی طبی۔ خانہ داری اور فوجی تعلیم کی ضرورت سے ناواقف نہیں وزارت تعلیم نسواں کے لئے ہر ممکن انتظام کرنے کی کوشش کرے گی (گو بیگم سلمیٰ تصدق اس یقین دہانی سے بھی مطمئن معلوم نہیں ہوتی تھیں) وزیر تعلیم نے ایوان کو یہ بھی بتایا کہ وزارت تعلیم اب تک مشرقی پنجاب کے ۱۲۰ اسلامیہ ہائی سکول اور ۹ کالج مغربی پنجاب میں کھول چکی ہے اور ۲۳ مہاجر اُستادوں کو اسامیاں دے چکی ہے۔ انہوں نے اس امر کا اعادہ بھی کیا۔ کہ مہاجر طلبا و طالبات کو آئندہ تعلیم جاری رکھنے کے وظائف دیئے جائیں گے۔ تخفیف کی تحریک رائے شماری کے لئے ایوان کے سامنے پیش ہونے سے ذرا قبل بیگم سلمیٰ تصدق نے تحریک واپس لے لی۔

سردار شوکت حیات خان نے ایوان کو یقین دلایا۔ کہ یہ یقین دلانے کے بعد کہ شاہپور کی نہر ایک سال کے اندر کھول دی جائے گی۔ اور حکومت کی پالیسی ارکان ایوان کی تجاویز کے مطابق مرتب کی جائے گی۔ ایوان نے محکمہ آبپاشی کے مصارف بھی منظور کر لئے۔ سردار شوکت حیات خان نے یہ بھی اعلان کیا۔ کہ نہریں کھولنے کے اثرات اور نتائج پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی جائیگی۔

ہندوستان کا اقدام آزاد کشمیر حکومت کے خلاف ہے

اس لئے آزاد کشمیر حکومت کو الزامات کی تردید کا موقع دیا جائے۔

سلامتی کونسل کے نام سردار ابراہیم کی یادداشت!

لیک سکیس۔ سردار محمد ابراہیم خان صدر آزاد کشمیر حکومت نے نیویارک پہنچنے کے فوراً بعد ایک یادداشت مجلس اقوام متحدہ کے صدر۔ اور سیکرٹری کو روانہ کی۔ جس میں اس امر کا مطالبہ کیا گیا۔ کہ انہیں مجلس اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے سامنے اپنا معاملہ پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ آپ نے اپنی یادداشت میں ذیل کے امور پر زور دیا ہے۔ ا) مسئلہ کشمیر جس کی سماعت آجکل سلامتی کونسل کے سامنے جاری ہے۔ اس میں اصل جھگڑا دو پارٹیوں میں ہے۔ یعنی آزاد کشمیر حکومت اور ڈوگرہ حکومت۔ اس لئے یہ ضروری ہے۔ کہ اس مسئلہ کا حل اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک دونوں فریقوں کو سلامتی کونسل میں اپنا اپنا کیس پیش کرنے کا حق نہ دیا جائے۔ انڈین یونین اور پاکستان کی حیثیت متنازعہ فریقین کی ہے۔ ب) ہندوستان حملہ آور ہے اور اس کا حملہ کشمیری رعایا پر ہے۔ جو کسی کا اقتدار ماننے کے لئے تیار نہیں۔ کشمیری رعایا کا نظریہ یہ ہے۔ کہ کشمیر کو معاہدہ امرتسر کی رو سے گلاب سنگھ کے حوالے کیا گیا تھا۔ لیکن ہندوستان پر برطانوی اقتدار کے خاتمے کے بعد اس معاہدہ کی مدت ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈوگرہ اقتدار بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اور باشندگان کشمیر آزاد ہو جاتے ہیں جب اس معاہدہ کے اختتام کے بعد کشمیر میں کوئی حکومت نہیں رہتی تو مہاراجہ کشمیر کو یہ حق کیسے پہنچتا ہے۔ کہ وہ کشمیر کے انڈین یونین میں شمول کا اعلان کر دیں۔ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ صرف کشمیری عوام ہی کر سکتے ہیں۔ اُن کی جائز نمائندگی اُن کی اپنی حکومت ہی کر سکتی ہے جسے آزاد کشمیر حکومت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور جو کشمیر کے ۳/۲ علاقہ پر قابض ہے۔ ج) انڈین یونین گورنمنٹ کے وزیر اعظم اور ہندوستانی وفد کے صدر مسٹر گوپال سوامی آئینگر اس امر کو تسلیم کر چکے ہیں کہ انہوں نے کشمیر کے ہندوستان سے الحاق کو تسلیم نہیں کیا۔ عارضی طور پر ہی منظور کیا ہے۔ اور ہندوستانی فوجیں محض قیام امن کے لئے کشمیر میں داخل ہوئی ہیں۔ جب صورت یہ ہے تو شیخ عبداللہ کو کس بنا پر سیکورٹی کونسل میں شامل ہونے والے وفد میں نمائندگی دی گئی ہے۔ شیخ عبداللہ محض ایک پارٹی کے لیڈر ہیں۔ اور انہیں کشمیری عوام کا اعتماد حاصل نہیں۔ د) اصل جھگڑا آزاد کشمیر حکومت اور ڈوگرہ حکومت کا ہے۔ لیکن انڈین یونین کے جارحانہ اقدام کے بعد ڈوگرہ حکومت حقیقتاً ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے شیخ عبداللہ کو ڈوگرہ حکومت کے نمائندہ کی حیثیت سے اس وفد میں شامل کیا گیا ہے۔ تو یہ اخلاقی طور پر غلط ہے۔ لڑائی اس وقت انڈین یونین اور پاکستان کے درمیان نہیں۔ بلکہ آزاد کشمیر حکومت اور انڈین یونین کی فوجوں کے مابین ہے۔ اس لئے کشمیر کا معاملہ پیش کرنے کا حق انڈین یونین کے مقابلے میں پاکستان کو نہیں۔ بلکہ آزاد کشمیر حکومت کے نمائندہ کو ہے۔

فن تعمیر حیات

جس سے ہمارا علم اور تجربہ ترقی کرتا ہے۔ ہماری سمجھ مکمل اور ہمارا فہم تیز ہو جاتا ہے۔ ہم دولت کمانے کے طریقے سیکھتے ہیں۔ اور ہماری زندگی روشن ہو جاتی ہے۔

تصوری عمل

سوال یہ ہے کہ تصور کا طریقہ بذاتہ کیا ہے۔ وہ اپنے نتائج کیسے حاصل کرتا ہے اور اس کا اندرونی عمل کیا ہے ؟ کس وجہ سے تصویریں وابستہ ہو کر نئے قیاسات پیدا کرتی ہیں ؟ سب سے پہلے ہم آخری سوال کا جواب دیتے ہیں۔ یاد رہے کہ تصویروں کے ملانے کا نہایت مفید سبب "اور متشابہت" ہے۔ یعنی وہ لطافت یا یکسانیت جو ان اشارات سے پیدا ہو۔ جو تسلسل پر مبنی ہیں۔ ہر انسان کو کسی نہ کسی سکیم کا خاص مذاق ہوتا ہے۔ یہ مذاق جو تمہاری تمناؤں کی جان ہے۔ مقناطیس کا کام دیتا ہے۔ تم اس کو اپنے تجربے کے ذخیرے میں جس کا نام یادداشت ہے رکھتے ہو۔ اور وہ ہر چیز اُس چیز کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ جس میں یکسانیت مشابہت اور مطابقت ہے۔ ساتھ ہی ساتھ وہ ان چیزوں کا بھی خیال رکھتا ہے۔ جن میں روشن اختلافات ہیں۔ پھر تم اپنی روزمرہ کی زندگی کے لئے تجربات کو اس مقناطیس کے احاطہ میں لے آتے ہو۔ اور اسی قسم کے نتائج وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ تم یہ فعل وقوف سے کرتے ہو۔ کبھی کبھی یہ عملی ترکیب بغیر وقوف کے بھی ہو جاتی ہے۔

جان بخش خیالات کی قوت مقناطیسی

بارہا ایسا دیکھا گیا ہے۔ کہ تم کھیتوں میں سیر کر رہے ہو یا کوئی ناول پڑھ رہے ہو۔ یا کسی دوست سے چہ میگوئیاں کر رہے ہو تو یکایک کسی ایسے معاملہ کے متعلق جس پر تم ازحد غور کرنے کے بعد ناکام رہ چکے ہو۔ تمہارے دماغ میں ایک نیا خاکہ رونما ہو جاتا ہے۔ اور عجیب بات یہ ہوتی ہے۔ کہ بظاہر اس نئے خیال کا اس فعل سے مطلقاً کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جو تم کر رہے ہو۔ تم اس نئے خیال کے دماغ میں آنے سے بہت خوش ہوتے ہو مگر تمہاری عقل کام نہیں کرتی۔ کہ کس گہرا اسرار وجہ سے یہ نیا خیال تمہارے دماغ میں پیدا ہوا۔ اس کا جواب بہت سادہ اور عام فہم یہ ہے کہ اس نئے خیال کی خالق وہ قوت مقناطیسی ہے۔ جو ہر شخص کے اندر کچھ نہ کچھ موجود ہے۔ اگر تم پورے غور سے اپنے خیالات کی ترکیب کرو۔ تو تم کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ اس نئے خیال کے آنے سے پہلے جو بظاہر ایک نامعلوم سمت سے آیا ہے۔ جو چیزیں تم دیکھ رہے تھے یا جو باتیں تم کر رہے تھے۔ انہوں نے تمہارے دماغ میں ایک تصویر بنا دی اور چونکہ یہ تصویر ان چیزوں سے مشابہ اور مطابق تھی۔ جن سے تم کو حقیقی سرگرمی حاصل تھی۔ قوت مقناطیسی نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔ یہ کشش سست معاملہ نہ تھا۔ یہ اس قدر پرزور اور تیز رو تھی۔ کہ تصویروں کا اتصال ہو گیا۔ اور تم کو تمہارا نیا خیال مل گیا۔ ایسی صورت میں تصویروں کا اتصال بجلی کی سی تیزی کے ساتھ ہوتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ بجلی کی تیزی اور سرعت خیال میں بہت قریبی رشتہ ہے۔

بتاؤ کیا تم میں کشش مقناطیس رکھنے والا مقصد ہے ؟ اگر ہے تو فوراً دیکھو اس کے مفاد اور طاقت کی خاصیت کیا ہے کیا کوئی دوسرا مقصد اس کی تیزی اور صفائی پر غالب آ رہا ہے ؟ قوت مقناطیسی کو بدلنا جرم نہیں ہے۔ لیکن خرابی اس وقت ہوتی ہے۔ جب کوئی دوسرا مقصد نہ ہو۔ جس کے ساتھ تبادلہ ہو سکے۔ یا تم قوت مقناطیسی کو گھٹنے دو جس کا مطلب یہ ہے کہ قوت کشش زائل ہو جاتی ہے۔

تعمیری تصور

جب تصویریں دوبارہ پیدا کی جاتی ہیں اور پھر اُن کی نئے خیالات پیدا کرنے کو آمیزش کی جاتی ہے۔ تو ہم تصور کو تعمیری معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ ایک خوش نویس کا ذکر ہے کہ وہ خوشخطی پر خیال دوڑا رہا تھا کہ اُس کو قدرتاً سیاہی اور قلموں کا خیال آگیا۔ دفعتاً اس کو بغیر سوچے سمجھے یہ خیال آیا۔ کہ قلم دوات میں کیوں ڈبویا جائے ؟ اس نے سوچا کہ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک ہی آلہ میں قلم اور سیاہی کو یکجا کر دیا جائے اس تمثیل میں ہم کیا دیکھتے ہیں۔ دو تصویروں کا اتصال۔ قلم اور دوات کا یکجا ہونا۔ فونٹین پن کی یہ پہلی ایجاد تھی جس کا پتہ مل سکتا ہے۔ اور اس ایجاد کے موجد نے صرف دو دماغی تصویروں کو یکجا کر کے ایک نیا تصور پیدا کر دیا تھا۔

یہی وہ طریقہ ہے۔ جس کو تمام ایجادوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ خواہ وہ حقیقی دنیا کی اشیاء متعلق کاروبار۔ سیاسیات وغیرہ ہوں۔ یا نمونہ کمال کی دنیا نظم یا فنون لطیفہ سے متعلق ہوں۔ اگر ایجادات کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے اور مطالعہ جذبات انسانی کی نظر سے کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ مطالعہ نہ صرف بیحد دلچسپ ہے بلکہ تعلیم آموز بھی ہے۔ واقعہ ہو۔ کہ دو تصویروں کو ملا کر نیا خیال پیدا کرنے کی غفلت سے علم کی ترقی اور شائستگی کی تکمیل میں رکاوٹیں حائل ہو گئیں اور دو ہزار سال ضائع ہو گئے۔ تاریخ نے ہم کو بتایا ہے۔ کہ بابل میں اینٹوں پر اینٹیں بنانے والوں کے ناموں کے متحرک حروف میں یا مہروں سے نشان لگائے جاتے تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ مصنفین کتابیں بنانے یا وہ چیزیں بنانے میں مشغول تھے جن کو اس زمانے کی کتابیں کہا جا سکتا ہے۔ لیکن ان دو ترکیب عمل کو ملانے اور متحرک حروف ملا کر کتابوں میں اضافہ (باقی پھر)

ایڈیٹر میاں ... عبدالمجید

THE
PAISA AKHBAR
URDU WEEKLY
LAHORE

پیسہ اخبار لاہور

یادگار حاجی مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم

مشرقی پنجاب میں ۲۲۴ سنگھیوں کی گرفتاری
سب سے زیادہ گرفتاریاں امرتسر میں کیگئیں

جالندھر ۹ فروری۔ سرکاری ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اب تک مشرقی پنجاب میں مختلف اضلاع سے راشٹریہ سیوک سنگھ کے ۲۲۴ کارکن اور عہدہ دار گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ گرفتار شدگان کی ضلع وار فہرست حسب ذیل ہے۔

امرتسر ۱۰۰۔ گورداسپور ۳۳ کانگڑہ ۵۔ ۲۸۔ جالندھر ۳۹ ہوشیارپور ۲۲۔ فیروزپور ۸۶۔ لدھیانہ ۱۹ انبالہ ۷۔ حصار ۱۳۔ شملہ ۲۔ کرنال ۲۳۔ رہتک ۲۷۔ گڑگانوہ ۷۔

شرارت انگیز پروپیگنڈا بڑے پیمانہ پر ملک کے اندر اور باہر کیا جائیگا۔ اور اس پروپیگنڈا سے ملک کی ترقی پسند طاقتوں کو کمزور کیا جائے گا۔

سکھوں کی فوجی جماعتیں
خلاف قانون قرار دیدی جائینگی

نئی دہلی ۹ فروری۔ بی۔ بی سی کے نامہ نگار مقیم نئی دہلی کو معلوم ہوا ہے۔ کہ انڈیا گورنمنٹ سکھوں کی ایسی جماعتوں پر پابندیاں عائد کرنے کے سوال پر غور و خوض کر رہی ہے۔ جو فوجی قسم کی ہیں۔

پیسہ اخبار لاہور میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے

سوتی پارچہ بافی میں انقلاب

لندن (بذریعہ تار) لنکاشائر کی سوتی پارچہ بافی کی صنعت میں ایک نئے قسم کے سوتی کپڑے کا اضافہ ہوا ہے۔ جو اونی کپڑے کی طرح گرم ہونے کے علاوہ واٹر پروف بھی ہے۔

سیوک سنگھ کی سازش

راشٹریہ سیوک سنگھ اور ملک کے دیگر فرقہ پرست اور رجعت پسند عناصر نے مسلمانوں کو بدنام کرنے اور غیر وفادار ثابت کرنے اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان خلیج وسیع کرنے کے لئے ایک نیا زہریلا پروپیگنڈا شروع کیا۔ ملک کے طول و عرض میں کچھ جعلی خطوط جعلی نقشے اور جعلی دستاویزات ...

لاہور میں گداگری کے انسداد کی مہم
گداگروں کیخلاف مقدمات چلائے جائینگے

لاہور ۳ فروری لاہور شہر میں انسداد گداگری کی مہم ۹ فروری کو شروع ہونے والی ہے پولیس والے اپنے اپنے علاقوں میں گداگروں کو گرفتار کر کے مجسٹریٹ کے روبرو پیش کرے گی۔ گرفتار شدگان کے خلاف لاہور کارپوریشن ایکٹ کے تحت مقدمات چلائے جائیں گے ڈپٹی کمشنر نے بتایا ہے۔ کہ گورنمنٹ نے اُن اشخاص کے لئے جنہوں نے بامر مجبوری گداگری کا پیشہ اختیار کر رکھا ہے۔ لاہور میں دو محتاج خانے کھول رکھے ہیں ایک عورتوں کے لئے اور دوسرا مردوں کے لئے۔ جو گداگر ... محتاج خانوں سے فائدہ نہ اٹھائیں گے۔ انہیں کارپوریشن ایکٹ کی دفعات ۳۲۶ و ۳۲۷ کے تحت محبوس کر دیا جائے گا۔ ان دفعات کے ...

مری میں بہترین فٹ موٹی برف کی چادر

سلامتی کونسل میں پاکستان کی پہلی عظیم الشان فتح !!!

نیویارک ۲۳ جنوری سلامتی کونسل میں آج ہندوستان کی طرف سے ان الزامات کے جواب دیئے گئے۔ جو گذشتہ اجلاس میں پاکستانی مندوب سر ظفر اللہ خان نے عائد کئے تھے۔ واشنگٹن کے نامہ نگار خصوصی کے بیان کے مطابق سلامتی کونسل کے حلقوں کی یہ رائے ہے کہ بحث اب خطرناک صورت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ اب کہ ہندوستان اور پاکستانی نمائندوں کے درمیان گول میز کانفرنس کا سلسلہ کم از کم عارضی طور پر منقطع ہو گیا۔ یہ اندازہ لگانا مشکل ہے۔ کہ آئندہ بحث کا رُخ کیا ہو گا سلامتی کونسل کے ممبروں کا یہ خیال ہے۔ کہ اگر باہمی مذاکرات کے ذریعہ اس بحث کو ... جاتا ...

ایجنڈے میں تبدیلی کی گئی ہے۔ اور اس کا جواز وہ خط قرار دیا جا رہا ہے۔ جو پاکستانی وفد نے صدر سلامتی کونسل کو بھیجا ہے۔ جس میں انہوں نے سلامتی کونسل سے جموں و کشمیر کے علاوہ دیگر امور پر بھی غور کرنے کی درخواست کی ہے۔ ہندوستانی نمائندہ نے کہا۔ ہندوستانی وفد کو ہندوستان اور پاکستان کے عام تعلقات کے سوال پر بحث کرنے میں کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ لیکن اس کی تیاری کے لئے ہندوستان کو وقت اور مہلت کی ضرورت ہو گی۔ سر ظفر اللہ خان کا خط ایجنڈے میں تبدیلی کی معقول وجہ جواز قرار نہیں دی جا سکتی ہم دیگر مسائل پر بحث سے بچنا نہیں چاہتے۔ لیکن ...

برطانوی مندوب

سینکواد کی تقریر

مسئلہ کشمیر پر بحث شروع !!!

سر ظفر اللہ کے انکشافات

شام مصر اور امریکہ

ایجنڈا میں تبدیلی

(بقیہ مضمون صفحہ ۶ کالم ۴ سے آگے)

... جس میں مجھے کسی قدر تاکید کی گئی ہے۔ کہ مجھے ان الزامات کی تردید کرنے کا موقع دیا جائے۔ ... تاکہ سلامتی کونسل تمام حقائق سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد کوئی منصفانہ فیصلہ کر سکے۔ ... نیویارک پہنچنے کے بعد ... کو دیا ہے۔

میدان جنگ مشرقی پنجاب نہیں مغربی پنجاب ہوگا
مشرقی پنجاب کے وزیراعظم کی جنگجویانہ تقریر

جالندھر ... مشرقی پنجاب کے وزیراعظم ڈاکٹر گوپی چند بھارگو نے ایک بیان میں کہا کہ اگر حکومت پاکستان کشمیر پر جو انڈین یونین میں شامل ہو چکا ہے۔ حملہ کرنے کے ... قبائلیوں کو ...

کشمیری مہاجرین کی امداد کیلئے

(بقیہ مضمون صفحہ ۸ سے آگے)

اور تم یہ سب کچھ دیکھ رہے ہو۔ اور ان کی بندشوں کا کوئی راستہ نکال نہیں پائے۔ تم کہہ سکتے ہو کہ ابھی ہماری حالت خود مضبوط نہیں ہوئی۔ ابھی ہم خود گھٹنوں چل رہے ہیں۔ لیکن یہ بہانہ محمد مصطفےٰ کے ماننے والوں کو زیب نہیں دیتا۔ اور تاریخ ہم کو پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب ارتداد کی آندھی چلی۔ اور لوگوں نے ہوا کا رخ پہچانا۔ تو طائف کا وفد پھر مدینہ پہنچا۔ اور حضرت ابوبکرؓ سے درخواست کی۔

ہمیں زکوٰۃ معاف کر دی جائے۔

تو ابوبکرؓ نے جو آندھی کی خستہ سامانی اور اپنی ہر کمزوری سے آگاہ تھے۔ جواب دیا تھا۔

نہ غریب کو روٹی ملتی ہے۔ نہ کپڑا۔ نہ غریب کے لئے رہنے کا کوئی سامان ہے۔ اور نہ عزت و آبرو سے زندہ رہنے کی کوئی سبیل ہے۔

چوربازاری پاکستان اور لاہور کی گرانی!!!

کبھی آپ نے یہ بھی سوچا ہے۔ مغربی پنجاب میں کیا ہو رہا ہے۔ اتنی چوربازاری ہے کہ انگریز کے راج کی حکومت میں بھی نہیں دیکھی گئی۔ عام اشیاء اجناس کے تو کہنے ہی کیا ہیں۔ ان چیزوں کی گرانی بھی ظالمانہ صورت اختیار کر چکی ہے۔ جن کے نرخ مقرر ہیں۔ مثلاً لیپٹن کی چائے کا سب سے چھوٹا پیکٹ ایجنسی کی طرف سے چار آنے پر مہیا کیا جاتا ہے۔ مگر بازار میں آٹھ دس آنے پر بکتا ہے

ہے۔ کہ آٹا سرکاری ذخیروں ہی سے حاصل کیا جاتا ہے۔ کیا ہماری حکومت نے گرین سنڈیکیٹ کو کبھی قابل توجہ سمجھا؟ ہماری گزارش تو یہ ہے کہ جب گیہوں غیر قانونی طور پر بکتی ہے۔ پھر قانونی طریقے سے کیوں نہ مہیا کی جائے۔ یعنی چاول کو اختیاری راشن قرار دیا جائے۔ یا گیہوں کے راشن میں اضافہ ہونا چاہیئے۔

کبھی آپ نے یہ بھی سوچا ہے۔ کہ سونے چاندی کی خرید و فروخت کے بارے میں کتنی اندھیر گردی ہے دکانداروں سے پھر بھی کچھ پتے پڑ جاتا ہے۔ مگر وہ حرافہ پیچنے والے کا سر ہی مونڈ لیتے ہیں۔ جو بازاروں اور گلیوں میں حجاموں کی طرح چٹائیاں بچھا کر بیٹھے ہیں ان کے پاس کوئی مصیبت زدہ مہاجر جب زیور بیچنے آتا ہے۔ تو ...

جب دہلی میں ہندو سکھ بلوائی سپاہیوں کی امداد سے مسلمانوں کو قتل کر رہے تھے۔ تو یہی جی فرماتے تھے۔ میں شرنارتھیوں کے بھڑکے ہوئے جذبات پر قابو نہیں پا سکتا۔ اور غیر مسلم سپاہیوں کو بھی راہ راست پر لانے سے قاصر ہوں۔ اب بدمعاش مہاسبھائیوں اور راشٹریہ سیوا سنگھیوں پر حملے ہوئے تو مہاتما گاندھی کی تعلیمات یاد آ گئیں۔ اسی وقت گاندھی بھگتی کہاں تھی۔ جب مسلمانوں کو شہید کیا جا رہا تھا؟ آج یہی کیوں نہیں کہا جاتا کہ گاندھی جی ہلاکت سے کانگریسیوں کے جذبات اتنے مشتعل ہو گئے ہیں۔ کہ ان پر قابو پانا مشکل ہو رہا ہے جو وہ اضطرار کی حالت میں کر رہے ہیں۔ درست ہے کیا جذبات کا مشتعل ہونا مسلمانوں کے لئے ہی تھا ...

مشرقی پنجاب اسمبلی کے مسلم ارکان

مغربی پنجاب اسمبلی کے ممبر بنا لئے گئے

ملتان میں خوراک کی شدید قلت

اب ہوش آیا

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامۂ ناپاک گازران بر سنگ

پیسہ اخبار لاہور

قیمت سالانہ چار روپے (للعہ) حجازی پریس بیرون موری گیٹ لاہور میں چھپوا کر
میاں عبدالمجید صاحب پرنٹر و پبلشر نے دفتر پیسہ اخبار لاہور سے شائع کیا

نمبر ۶ | ۱۰ر فروری ۱۹۴۸ء | جلد ۶۲

گاندھی جی کا قتل

ہندوستان کے سب سے بڑے لیڈر مسٹر گاندھی کا قتل ایک ایسا شرمناک فعل ہے جس پر ہر شریف ہندوستانی کی گردن ندامت سے جھک جانی چاہیئے۔ مسٹر گاندھی بلا مبالغہ ہندوستان کے سب سے بڑے محسن تھے۔ ان کی موت پر دنیا بھر کے راہنماؤں نے تعزیت کے پیغام بھیجے ہیں۔ ایک پیغام میں کہا گیا ہے کہ ہندو قوم نے صدیوں سے اتنا بڑا آدمی پیدا نہیں کیا۔ ہمارا خیال ہے کہ ہندو قوم نے آج تک اتنا بڑا آدمی پیدا نہیں کیا۔ اس عظیم قوم کی جو تاریخ دنیا کو معلوم ہے۔ اسے پڑھ ڈالئے گا۔ گاندھی کے پائے کی ایک شخصیت بھی آپ کو کسی صدی یا کسی دور میں نہ ملے گی

گاندھی جی پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندو قوم کو وحدت کا تخیل بخشی کر اسے ایک مضبوط قوم بنایا۔ آزادئ ہندوستان کے بعد ہندوستان پھر دو کیمپوں میں بٹ گیا ہے ایک گروہ پنڈت جواہر لعل نہرو اور ان کے ایسے رفقاء پر مشتمل ہے۔ جو جمہوریت کے دلدادہ ہیں۔ اور اپنے ملک کا نظام حکومت جمہوری اصولوں پر مبنی دیکھنا چاہتے ہیں۔ دوسرا گروہ مسٹر ولبھ بھائی پٹیل کا ہے۔ اور اکالی مہا سبھائی۔ راجواڑے راشٹریہ سیوا سنگ ان کے حلیف ہیں۔ یہ گروہ جارحانہ فاشزم کے اصولوں پر عمل پیرا ہے۔ اور ملک میں فسطائی نظیر ...

جذبات زیادہ ہو جائیں گے مگر ہمیں خدشہ ہے کہ یہ ردعمل دیرپا نہیں ہو گا۔ عارضی ہو گا۔ اور بالآخر جارحانہ فسطائیت نہرو اور جمہوریت پر غالب آ جائے گی۔ اگر ہمارا یہ خدشہ درست ثابت ہوا اور ہندوستان میں جمہوریت کو فسطائیت کے ہاتھوں شکست ہوئی۔ تو صرف ہندوستان ہی قعر ذلت و مصیبت میں نہیں گر جائے گا دنیا بھر کا امن خطرہ میں پڑ جائے گا۔ جبوری دور بھی ہندوستان کے لئے بڑا خطرناک ہے۔ اگر ابھی سے نہرو اور پٹیل کی کشمکش اقتدار سطح سے اوپر آ گئی۔ تو ہندوستان میں نظام حکومت درہم برہم ہو جائے گا۔ اگر اس وقت نہرو حکومت کو مستعفی ہونے پر مجبور کیا گیا۔ تو اس امر کا قوی خدشہ ہے کہ کئی سال تک ہندوستان میں کوئی مستحکم اور پائیدار حکومت قائم نہیں ہو سکے گی۔ دونوں گروپ آپس میں لڑتے رہیں گے۔ اگر گاندھی ایسے ہندو دیوتا اور اوتار پر دیوالور سے گولی چلائی جا سکتی ہے۔ تو نہرو اور پٹیل کی زندگیاں بھی محفوظ نہیں۔ سیاسی مقاصد ...

کا خاتمہ ناگزیر ہے۔ پٹیل اور اس کے ہندوستان کا حشر وہی ہو گا۔ جو ہٹلر اور مسولینی اور ان کے جرمنی اور اٹلی کا ہوا۔ پٹیل گروپ کے غلبہ کی صورت میں ہندوستان اور پاکستان میں جنگ کے امکانات بڑھ جائیں گے۔ مگر یہ جنگ صرف دو ہمسایہ ملکوں کے درمیان جنگ تک محدود نہ رہے گی۔ بلکہ ساری دنیا اس کے شعلوں کی لپیٹ میں آ جائے گی۔ اس صورت میں گاندھی جی کی موت امن عالم کے حق میں بڑا خطرہ ثابت ہو گی۔ خدا ہندوستان اور پاکستان کے عوام کو یہ روز بد نہ دکھلائے۔

گاندھی جی کی زندگی پر ایک نظر

گاندھی جی دوسری اکتوبر ۱۸۶۹ء کو پوربندر میں پیدا ہوئے تھے ان کا پورا نام موہن داس کرم چند گاندھی تھا۔ وہ جس گھرانے کے چشم و چراغ تھے وہ دولت و حشمت کے لحاظ سے تو زیادہ بڑا نہ تھا لیکن عزت و وقار میں بہت بلند تھا۔ ان کے والد اور دادا بھی پبلک کی خدمت میں ناموری حاصل کر چکے تھے۔ ان کا خاندان تاجر طبقے سے تعلق رکھتا تھا اور تعلیم و تربیت کے لحاظ سے بھی ...

جا چکی تھی۔ لیکن اس زمانے میں اس تحریک کی سرگرمیاں صرف چند معمولی مطالبات تک محدود تھیں۔ مثلاً اعلیٰ ملازمتیں ہندوستانیوں کو دی جائیں۔ ہندوستانیوں کے ساتھ بہتر سلوک کیا جائے۔ لیکن ہندوستان میں صنعتوں کا اجرا تھوڑا بہت شروع ہو گیا تھا۔ اور دیسی مال (خصوصاً کپڑا بابی) اور انگریزی مال کا تصادم آگے بڑھ رہا تھا۔ چنانچہ تاجر اور نیا صنعتی طبقہ آہستہ آہستہ قومی تحریک میں شامل ہونے لگا تھا۔ دادا بھائی نوروجی اور گوکھلے قومی تحریک کے رہنما تھے۔ ان کے نصب العین اور سرگرمیوں نے گاندھی جی کو بہت متاثر کیا اور ان کے دل میں ملک کی خدمت کا جذبہ پیدا ہوا۔ ۱۸۹۳ء میں ان کو ایک مقدمے کی پیروی میں پریٹوریا (جنوبی افریقہ) جانا پڑا۔ وہاں انہوں نے ۱۲ ماہ تک مسلسل قیام کیا اور نٹال کے ہندوستانی نوآبادکاروں کے ساتھ جنوبی افریقہ کے سفید فام حکمرانوں کے مظالم اور بدتمیزیاں دیکھیں۔ خود گاندھی جی کی کئی مقامات پر توہین کی گئی۔ اور ان کو مارا پیٹا گیا۔ حکومت جنوبی افریقہ نے ایک قانون پاس کر کے ہندوستانی نوآبادکاروں سے ووٹ دینے کا حق چھین لیا۔ گاندھی جی نے ان مظالم کو دیکھ کر یہ فیصلہ کیا کہ وہ وہیں رہ کر حکومت جنوبی افریقہ کے خلاف ہندوستانی باشندوں کی تحریک آزادی کی رہنمائی کریں گے۔ یہیں انہوں نے عدم تشدد اور ستیہ گرہ کا سیاسی حربہ دریافت کیا۔ اور اس کا عملی تجربہ بھی کیا جو خاصا کامیاب ثابت ہوا۔ ایک طرف وہ جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کے حقوق کی خاطر جد و جہد کرتے رہے۔ اور دوسری طرف انہوں نے ۱۸۹۹ء کی بوئر جنگ کے دوران میں حکومت جنوبی افریقہ کی امداد کے لئے "انڈین ریڈ کراس سوسائٹی" قائم کی ۱۹۰۴ء کے پلیگ اور ۱۹۰۶ء کے غدر نٹال میں انہوں نے حکومت جنوبی افریقہ کو کافی امداد دی۔ وہ اس خیال اور اس امید میں تھے۔ کہ ان کی ان انسانی اور بے لوث خدمات سے متاثر ہو کر حکومت جنوبی افریقہ ہندوستانی نوآبادکاروں کے ساتھ اپنا طرز عمل بدل دے گی۔ لیکن سفید فام حکمرانوں نے ان خدمات کا صلہ یوں دیا۔ کہ ہندوستانیوں پر اور بھی جبر و ظلم ہونے لگا۔ گاندھی جی کو گرفتار کر کے جیل میں رکھ دیا گیا۔ اور قید با مشقت کی سزا دی گئی۔ ۱۹۱۴ء میں گاندھی جی واپس ہندوستان تشریف لائے۔ تو اس وقت تک تحریک آزادی ہوم رول کی شکل میں کافی آگے بڑھ چکی تھی۔ لیکن کانگرس میں دو جماعتیں بن چکی تھیں۔ ایک جماعت انگریزوں سے تعلق رکھنا چاہتی تھی۔ اور دوسری جماعت مکمل قطع تعلق کی حامی تھی۔ گاندھی جی نے ہوم رول حاصل کرنے کے لئے ایک نیا اور عدم تشدد والی تحریک کا حربہ پیش کیا۔ جو اس زمانہ کے حالات کے تحت کافی انقلابی اہمیت کا حامل تھا۔ رولٹ قانون کے خلاف ان ہی کی تحریک شروع کی گئی۔ ۱۹۱۹ء کے نئے قانون حکومت ہند کے اعلان کے باوجود برطانوی سامراج کے لئے آزادی کی تحریک کو روکنا مشکل ہو گیا۔ ہندوستان میں آزادی کی تحریک اب پورے طور سے نئے صنعتی اور تاجر طبقے میں پھیل چکی تھی۔ اور متوسط طبقے سے گذر کر کسانوں اور مزدوروں میں گھستی چلی جا رہی تھی۔ خلافت اور سوراج کی تحریکوں کے درمیان سمجھوتہ کرانے کا سہرا بھی زیادہ تر گاندھی جی ہی کے سر تھا۔ اس طرح انہوں نے برطانوی سامراج کے خلاف قومی اور انقلابی تحریک کے محاذ کو متحد اور مضبوط کر دیا۔ چمپارن اور کھیرا میں عدم تشدد کے ہتھیار کو آزمایا گیا۔ غیر ملکی حکومت کی طرف سے دباؤ شروع ہوا۔ جلیانوالہ باغ میں ہندوستانیوں کا قتل عام کیا گیا۔ اور پنجاب میں مارشل لاء جاری کر دیا گیا۔ ہندوستان کے آزادی پسند اور قومی حلقوں کے مطالبوں کے باوجود حکومت برطانیہ ان مظالم اور نقصانات کا ازالہ نہ کر سکی۔ جو ہندوستانیوں کو پہنچائے گئے تھے۔ گاندھی جی کی رہنمائی میں عدم تعاون کی تحریک شروع کی گئی۔ کانگرس نے ہوم رول کی بجائے سوراج کو اپنا مقصد اور نصب العین قرار دیا۔ تحریک کافی آگے بڑھ چکی تھی۔ لیکن چوری چورا کے حادثات نے گاندھی جی کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا۔ کہ چونکہ تحریک آزادی عدم تشدد کے اصول سے ہٹ کر تشدد کا راستہ اختیار کر رہی ہے۔ اس لئے اس کو بند کر دینا چاہیئے۔ سائمن کمیشن کی آمد پر تحریک آزادی پھر چل پڑی۔ اور کانگرس نے سوراج کے تصور کو آئینی شکل دینے کے لئے ڈومینین اسٹیٹس کو اپنی سرگرمیوں کا مقصد بنا لیا۔ پھر ۱۹۲۹ء میں گاندھی جی ہی کی رہنمائی میں مکمل آزادی کا نصب العین اختیار کیا گیا۔ ۱۹۳۰ء میں گاندھی جی کی رہنمائی میں تحریک آزادی شروع کی گئی۔ ۱۹۳۱ء کے گاندھی ارون معاہدے کے بعد لندن میں گول میز کانفرنس شروع ہوئی۔ گاندھی جی نے اس میں حصہ لیا۔ گفت و شنید کی ناکامی کے بعد ۱۹۳۲ء میں پھر تحریک آزادی شروع کی گئی۔ ۱۹۳۷ء میں نئے قانون حکومت ہند مورخہ ۱۹۳۵ء کے تحت گاندھی جی کے مشورے پر کانگرس نے آئینی اصلاحات کے صوبائی حصے کو قبول کر لیا۔ اس کے بعد سے گاندھی جی کی سرگرمیاں سماجی اصلاح کی سمت میں بھی بڑھنے لگیں۔ اور انہوں نے اچھوتوں کو ہندو سماج کے مظالم سے آزاد کرانے کی ٹھان لی۔ معاشی میدان میں سودیشی تحریک اس عرصے میں کافی آگے بڑھ چکی تھی۔ جس سے ملک میں پارچہ بافی کی کالج صنعت کو بہت فروغ نصیب ہوا اور ملکی صنعتوں کو آگے بڑھنے کا خیال پیدا ہوا۔ دیہات سدھار اور تعلیمی اصلاحات کی تحریکوں کو بھی گاندھی جی نے ہی شروع کیا تھا۔ اردو ہندی کے ملاپ سے آسان ہندوستانی زبان کی تشکیل و تعمیر کرنے کی تحریک کے وہ بڑے حامی اور سرپرست تھے۔ دوسری عالمگیر جنگ کے زمانے میں ۱۹۴۰ء میں انگریزی راج کے خلاف گاندھی جی نے انفرادی ستیہ گرہ شروع کی۔ ۱۹۴۲ء کے ابتدائی زمانہ میں کرپس مشن آیا لیکن ہندوستان کو جنگ میں حصہ لینے پر راضی نہ کر سکا۔ چنانچہ اگست ۱۹۴۲ء میں گاندھی جی نے ہندوستان چھوڑ دو کی تحریک شروع کی وہ گرفتار کر کے جیل میں رکھ دیئے گئے۔ اسی عرصہ میں ان کے سیکرٹری مسٹر مہادیو ڈیسائی اور بیوی محترمہ کستوربا نے رحلت فرمائی جس سے گاندھی جی کو کافی صدمہ پہنچا۔ ۱۹۴۴ء میں پاکستان کے مطالبے کے سلسلہ میں قائد اعظم اور گاندھی جی کے درمیان گفت و شنید کا سلسلہ شروع ہوا جو ناکامی پر منتج ہوا۔ اس طرح ہندوستان میں سیاسی تعطل برقرار رہا۔ ۱۹۴۷ء سے اگست میں جب انگلستان میں لیبر وزارت برسر اقتدار آئی تو اس نے سیاسی تعطل کو دور کرنے کے لئے ۱۹۴۶ء میں کیبنٹ مشن بھیجا۔ گاندھی جی ہی کے سمجھانے بجھانے پر اور ان کے ہی اثر سے کانگرس ہندوستان کی مکمل یا نامکمل تقسیم پر راضی ہو گئی۔ لیکن بعد میں کانگرس اور مسلم لیگ کے سیاسی اختلافات بڑھ گئے۔ اور اس کے نتیجے کے طور پر کلکتہ، نواکھالی، بہار اور گڑھ مکتیشر میں انسانیت سوز اور وحشیانہ قسم کے فسادات رونما ہوئے۔ گاندھی جی نے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ہندو مسلم اتحاد اور بھائی چارہ قائم کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ اور اسی مقصد سے انہوں نے فساد زدہ علاقوں کی طویل سیر و سیاحت کی اور اپنے مقصد میں بہت حد تک کامیاب رہے۔ ۱۶ اگست کی تقسیم ہند کے بعد سے پاکستان و ہندوستان میں خصوصاً مشرقی پنجاب اور مغربی پنجاب میں بہت بڑے پیمانے پر نہایت وحشیانہ قتل عام شروع ہوا۔ کلکتہ میں بھی فسادات پھیلنے والے تھے۔ لیکن گاندھی جی نے برت رکھ کر فساد کے امکان کا قلع قمع کر دیا۔ عین فسادات کے دوران میں گاندھی جی دہلی تشریف لائے اور نہ صرف دہلی بلکہ پورے ہندوستان کے مسلمانوں کی جانی و مالی حفاظت کا بیڑا اٹھایا۔ انہوں نے دہلی کے مسلمانوں کو ان کی بہت سی عبادت گاہیں واپس کرائیں۔ اور ہر عبادتی جلسے کی تقریر کو اس بات کی تلقین کے لئے وقف کر دیا۔ کہ ہندو اور سکھ مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ کچھ عرصہ ہوا کہ راشٹریہ سیوا سنگ کے ارکان نے ان کو بم پھینک کر ہلاک کر دینے کی کوشش کی تھی۔ جو ناکام ثابت ہوئی اب آخر ایک مرہٹہ ہندو نوجوان نتھو رام ونائک نے مسلمانوں کو بچانے کے "جرم" میں گاندھی جی کو ہلاک کر دیا۔

مسئلہ کشمیر ایک نئے مرحلے پر

حفاظتی کونسل میں کشمیر کے مسئلہ پر جو بحث ہو رہی ہے اس نے ایک نیا رجحان اختیار کر لیا ہے۔ جو پر امید ہے۔ غیر ملکی افواج کے مسلسل قیام۔ غیر جانبدار حکومت اور استصواب رائے کے سلسلہ میں حفاظتی کونسل نے حقائق کو اب اچھی طرح پہچان لیا ہے اور برطانیہ، امریکہ، فرانس اور چین کے نمائندے بھی واضح طرز عمل اختیار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لازمی طور پر ہندوستان اور حفاظتی کونسل

کے نقطہ نظر کا فاصلہ بڑھتا جا رہا ہے۔ ہم اس سے پہلے یہ بتا چکے ہیں کہ ہندوستانی وفد نے کونسل کے سامنے جو فارمولا پیش کیا ہے اس سے موخر الذکر کی حیثیت محض تماشائی کی رہ جاتی ہے۔ اور جنگ بند کرانے کی اہم استصواب رائے کرانے کی اہم ذمہ داریاں ہندوستان کے ہاتھ میں چلی جاتی ہیں۔ اس طرح اقوام متحدہ کے سامنے کشمیر کے معاملے کا پیش ہونا اور نہ ہونا برابر ہو جاتا ہے۔ حکومت ہندوستان خود اپنے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اقوام متحدہ کی حمایت اور عملی امداد چاہتی ہے یا اقوام متحدہ کو چانسہ دینے کے مترادف ہے۔ لیکن حفاظتی کونسل کے گذشتہ اجلاس کی کارروائی سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ وہ مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کے سلسلہ میں خود کو با اثر اور مفید کن بنانے پر مصر ہے۔ یہ ایک اچھا شگون ہے۔ ہم نے پہلے ہی اپنے اس خیال کا اظہار کیا تھا۔ کہ اب یہ آخری فیصلہ دینے کی بھاری ذمہ داری خود کونسل کے سر آ پڑی ہے۔ اور اس کا فرض ہے کہ وہ پورے اعتماد اور یقین کے ساتھ اس کو نباہنے کی کوشش کرے۔ چنانچہ کونسل کے گذشتہ اجلاس میں جو دو نئی قراردادیں منظور ہوئی ہیں۔ ان میں صاف صاف کہا گیا ہے۔ کہ استصواب رائے کے سلسلہ میں حکومت ہندوستان کی تجویز کے بالکل برخلاف حفاظتی کونسل محض تماشائی بننا نہیں چاہتی۔ بلکہ وہ صرف اپنی نگرانی بلکہ اپنے اختیار کے تحت استصواب کرانا چاہتی ہے۔ اس قرارداد نے ہندوستانی وفد کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ جو یہ سمجھتا تھا کہ استصواب رائے شیخ عبداللہ کی "قومی" حکومت کے حکام سے اور ہندوستانی افواج کی سنگینوں کے سایہ میں انجام پائے گا۔ جنگ کو بند کرنے کا طریقہ ہندوستانی وفد نے یہ بتایا تھا۔ کہ آزاد کشمیر حکومت اپنی فوجیں کشمیر و جموں سے ہٹا لے۔ لیکن حفاظتی کونسل کی دوسری قرارداد میں یہ کہا گیا ہے۔ کہ جنگ کو بند کرنے کی ذمہ داری کو حکومت ہندوستان خود اپنا ٹھیکہ نہ سمجھے بلکہ یہ کام حفاظتی کونسل کے روانہ کردہ کمیشن کے فرائض میں داخل ہوگا۔ نہ صرف یہ بلکہ کمیشن اپنے فیصلوں اور اقدامات کی پوری اور فوری پابندی بھی کرائے گا۔

حفاظتی کونسل کی قراردادوں کی موافقت میں امریکی نمائندے وارن آسٹن کا یہ کہنا بے حد اہم ہے کہ عسکری مسئلہ استصواب رائے کے مسئلہ سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ اور منصفانہ استصواب رائے کے ساتھ غیر جانبدارانہ نظام حکومت کا سوال بھی لازمی طور پر وابستہ ہے۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں۔ کہ اس وقت جو فوجیں کشمیر میں جنگ آزما ہیں۔ ان کے انخلا کے بغیر استصواب کے کوئی معنی نہیں۔ ان فوجوں میں ہندوستانی افواج بھی شامل ہیں۔ پھر غیر جانبدار حکومت کے قیام کے بغیر آزادانہ استصواب رائے نہیں ہو سکتا۔ یہ چیز حکومت ہندوستان کی اس تجویز کے پرزے بکھیر دیتی ہے۔ کہ شیخ عبداللہ کی موجودہ حکومت ہی کے تحت استصواب رائے کرایا جائے۔

افغانستان نے برطانیہ سے ہوائی جہاز خریدے

لندن (برقی تار) شاہی افغان ایئر فورس کے لئے افغانستان نے تین لاکھ پونڈ کی مالیت کے بارہ ہوائی جہاز خریدے ہیں۔ ہر جہاز میں آٹھ مسافروں کے لئے جگہ ہوگی۔ افغانستان نے جس برطانوی فرم کو ان جہازوں کا آرڈر دیا ہے۔ اس نے جنگ کے دوران میں اسی قسم کے بارہ ہزار ہوائی جہاز بنائے تھے۔

پاکستان میں پٹ سن کے کارخانے

چاٹگام ۳۱ جنوری معلوم ہوا ہے۔ کہ مشرقی بنگال کی حکومت نے صوبہ کو صنعتی بنانے کے سلسلہ میں پہلے قدم کے طور پر پٹ سن کے آٹھ کارخانے کھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس مقصد کے لئے سرمایہ داروں کو دعوت دی گئی ہے معلوم ہوا ہے کہ بعض امریکی فرموں نے اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ (اسٹار)

قومی حکومت کے خلاف
راشٹریہ سیوا سنگ کی سرگرمیاں

یہ بات اب پوری طور پر واضح ہے کہ راشٹریہ سیوا سنگ کی سازش سے انڈین یونین کی حکومت کے خلاف ایک ایسی سازش پیدا کی جا رہی ہے کہ ملک سے جمہوری حکومت کو ختم کر کے فسطائی راج کی بنیاد رکھی جا سکے۔ اس سلسلہ میں آج اس بات کا انکشاف ہوا ہے کہ متھرا کے ایک کانگرسی لیڈر حکیم برج لال نے وزیر اعظم یو۔پی پنڈت گووند بلبھ پنت کے سامنے راشٹریہ سیوک سنگ کا جاری کردہ ایک ہدایت نامہ پیش کیا ہے۔ جو خفیہ طور پر سنگ کے ممبران کے نام جاری کیا گیا ہے اور اس میں ممبران کو احکام دیئے گئے ہیں کہ وہ اگلے انتخاب تک کانگرس اور حکومت ہند کے خلاف مسلسل پروپیگنڈہ کریں تاکہ آئندہ انتخاب میں کانگرس کے مقابلہ میں ہندو مہا سبھا اور راشٹریہ سیوک سنگ کو کامیابی ہو۔ سرکاری افسران اور ملازمین میں خفیہ طور پر اس قسم کا پروپیگنڈہ کیا جائے کہ ان کے دل سے حکومت کا اعتماد غائب ہو جائے۔ ان کے سامنے کانگرس اور حکومت کی غلطیاں اجاگر کی جائیں۔ ہندوؤں کی وسیع پیمانہ پر تنظیم کی جائے۔ اسلحہ جمع کیا جائے۔ اور ہندوؤں کو اس قدر مضبوط بنایا جائے کہ اگر وہ مسلمانوں سے جنگ پر آمادہ ہوں تو کانگرس اور حکومت ان کے بڑھتے ہوئے طوفان کو نہ روک سکیں جہاں تک مسلمانوں سے برتاؤ کا تعلق ہے سو وہ بھی سنگ کے ممبروں کو ہدایت دی گئی ہے۔ کہ وہ مسلمانوں سے عدم تعاون کریں۔ کسی مسلمان سے سودا نہ خریدیں اور ان سے کام لیں مسلمانوں کو اس قدر ہراساں اور خوفزدہ کیا جائے۔ کہ وہ پاکستان بھاگ جانے پر مجبور ہو جائیں۔ اور ان پر اس قدر آئینی دباؤ ڈالا جائے کہ وہ خود کو ہندوؤں کا غلام سمجھنے لگیں۔

راشٹریہ سیوک سنگھ کو حکومت ہند خلاف قانون قرار کیوں نہیں دیتی!

موجودہ قتل و غارت گری سے قبل راشٹریہ سیوک سنگ کے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن یو۔پی کی حکومت نے اب تک اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی اور اس غلط فہمی میں مبتلا رہی۔ کہ موجودہ قتل و غارت گری مسلم لیگ کے ڈائرکٹ ایکشن کا نتیجہ ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ مسلم لیگ نے اپنا ڈائرکٹ ایکشن سنگ کے بہت بعد شروع کیا۔ لیکن جب سنگ کی سرگرمیاں حد سے تجاوز کر گئیں۔ تو صوبہ متحدہ کی حکومت کے وزرا وقتاً فوقتاً اس کی مذمت کرتے رہے۔ لیکن اس سلسلہ میں کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا۔ برخلاف اس کے صوبہ متحدہ کی کانگرسی حکومت سنگ اور ہندو مہا سبھا کے مطالبوں کے سامنے گھٹنے ٹیکتی رہی۔ اب لکھنؤ کے روزانہ کانگرسی اخبار قومی آواز مورخہ ۱۰ جنوری میں جو خبر شائع ہوئی ہے۔ ہم اس کو اوپر درج کر چکے ہیں۔ مسلمانوں کی نسبت سنگھ نے اپنے ممبروں کو کچھ بھی ہدایات جاری کی ہیں۔ اور اس میں مسلمانوں کو فنا کر دینے کے متعلق جو تجاویز پیش کی ہیں۔ قبل اس کے کہ ہم مسلمانوں کے متعلق اس مسئلہ پر کچھ بحث کریں ہم صاف الفاظ میں حکومت کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ اگر اب بھی حکومت راشٹریہ سیوک سنگ کے متعلق نرمی کی پالیسی اختیار کرے گی۔ تو خود اس کی خیر نہیں ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے۔ حکومت سنگ کا سر ایسا کچل دے کہ آئندہ اس کے پیدا ہونے کا اندیشہ نہ رہے۔ اور سنگ کی پشت پناہی پر ہندو مہا سبھا بھی ہے۔ اس لئے حکومت اس کے خلاف بھی عملی کارروائی کرے رہا مسلمانوں کا معاملہ تو ہم اس مسئلہ پر یہ کہیں گے۔ کہ اسلام کی تاریخ نہایت مکمل ہے۔ حضور سرور کائنات کے زمانے میں مٹھی بھر مسلمان تھے۔ اور راشٹریہ سیوک سنگ مسلمانوں کے خلاف جو حربے استعمال کرنا چاہتا ہے مشرکین عرب مسلمانوں کے خلاف وہ سب حربے استعمال کر چکے ہیں۔ اور اس کا نتیجہ آج دنیا کے سامنے ہے۔ ہندوستان میں ساڑھے چار کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ اور ان کا فنا کرنا ناممکن ہے۔ اور یہ بھی غیر ممکن ہے کہ ان سب مسلمانوں کو پاکستان چلے جانے پر مجبور کر دیا جائے۔ ہندوستان میں مسلمان رہیں گے اور وہ سربرآوردہ ہو کر رہیں گے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں۔ (البشیر)

بمبئی میں سنگباری اور آمد و رفت میں رخنہ اندازی کی وارداتیں

پولیس کو بحالی امن کے لئے دو بار گولیاں چلانا پڑیں !!!

بمبئی ۳ر فروری۔ گزشتہ شب حکومت بمبئی کے ناظم شعبہ اطلاعات کے جاری کردہ اعلان میں بتایا گیا۔ کہ گرگام۔ پریل۔ اگری پاری اور ناگپورہ کے علاقوں سے سنگباری آمد و رفت کو روکنے اور دوکانداری کو دوکانیں بند کرنے کے لئے مجبور کرنے کی اطلاعات موصول ہوئیں۔ ایک موقعہ پر پولیس نے امن بحال کرنے کے لئے دو بار گولی چلائی۔ پولیس کی گولیوں سے کوئی شخص مجروح نہیں ہوا۔ آمد و رفت میں رخنہ اندازی اور سنگباری کے الزامات میں کل ۱۳ر اشخاص کو گرفتار کیا گیا۔ شہر میں اب سکون ہے۔

جبل پور میں مہا سبھائی اور سنگھی کارکنوں کی خانہ تلاشیاں!

جبلپور ۳ر فروری۔ آج شام پولیس نے ہندو مہاسبھا اور راشٹریہ سیوک سنگھ کے ۲۴ مکانوں کی تلاشی لی۔ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ گاندھی جی کا مبینہ قاتل دہلی جانے سے قبل چند روز کے لئے جبل پور آیا تھا۔

نئی دہلی میں ایوان اسمبلی کے سامنے مظاہرہ!

نئی دہلی ۳ر فروری۔ کئی ہزار طلباء۔ مل اور ریلوے میں کام کرنے والوں نے آج پھر جلوس نکالا اور اسمبلی چیمبر کے سامنے مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نے ہندو مہاسبھا اور راشٹریہ سیوک سنگھ کے خلاف نعرے بھی لگائے ...... لاہور ۳ر فروری۔ ڈپٹی کمشنر لاہور نے مہاجر طلبہ کی امداد کے لئے ایک خاص فنڈ جاری کیا ہے۔ ۲ لاکھ روپیہ کی تقسیم کا کام ایک خاص کمیٹی کے سپرد کیا گیا ہے۔ جو مہاجر طلبہ اس وقت لاہور کے سکولوں اور کالجوں میں تعلیم پا رہے ہیں مالی امداد کے لئے فوراً درخواستیں ڈائرکٹر سررشتہ تعلیمات مغربی پنجاب کے دفتر میں روانہ کریں۔

گاندھی جی کی ہڈیاں

نئی دہلی ۳ر فروری۔ انڈین یونین گورنمنٹ کا ایک اعلان مظہر ہے۔ کہ گاندھی جی کی راکھ اور ہڈیاں ۱۲ر فروری کو الہ آباد میں دریائے گنگا کی لہروں کے نذر کر دی جائیں گی۔ اس دن ہندوستان بھر میں قومی ماتم کا دن منایا جائیگا۔ اور پانچ بجکر پچیس منٹ پر جلسے کئے جائیں گے۔ اور جس طرح گاندھی جی پرارتھنا کیا کرتے تھے۔ اسی طرح کی پرارتھنا سبھائیں منعقد کی جائیں۔

گندم اور آٹا کی قیمتوں میں اضافہ

پنجاب پاکستان گورنمنٹ کا اعلان

لاہور ۳ر فروری۔ پنجاب پاکستان گورنمنٹ کا ایک پریس نوٹ مظہر ہے تاکہ غذائی صورت حالات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے حکومت کو باہر سے عظیم مقدار میں اناج درآمد کرنا پڑا ہے۔ اس بدیشی اناج کی قیمت ہماری پیداوار کی قیمت سے تقریباً دو گنی ہے۔ بناء بریں اناج کی درآمد انتہا درجہ کم کر دی گئی ہے۔ عوام سے درخواست ہے کہ وہ آئندہ چند مہینوں تک غلہ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ کفایت شعاری سے کام لیں۔ درآمد شدہ اناج مستقبل قریب میں بند شہروں میں پہنچنا شروع ہو جائے گا۔ اور اسی امر کے پیش نظر سادہ قیمتوں میں اچانک اضافہ نہ ہونے پائے۔ گندم اور آٹا راشن کی قیمتوں کو بڑھانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس فیصلے کا نفاذ ۸ر فروری سے ہوگا۔ اضافہ ایک آنہ فی سیر کے حساب ہوگا۔ یہ فیصلہ بمجبوری کیا گیا ہے۔ حالات معمول پر آنے کے بعد یہ قیمتیں کم کر دی جائیں گی۔

قائد اعظم کا ارشاد

پاکستان کی آج سب سے بڑی ضرورت یہ ہے۔ کہ اس میں جلد سے جلد صنعتوں کو جاری کیا جائے۔ اس زمانے میں کوئی ملک صنعتوں کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ وہ دن گئے کہ لوگ ہل جوت کر پیٹ پال لیا کرتے تھے۔ یہ زمانہ صنعت کا ہے۔ صنعت کے بغیر کسی کام کی جو ابتدائی ضروریات ہوتی ہیں۔ وہ بھی آج پوری نہیں ہوتیں۔ اور پاکستان کو تو صنعتوں کی اس لئے اور بھی زیادہ ضرورت ہے۔ کہ ۱۵ر اگست کے ہوش ربا واقعات کے بعد لاکھ پناہ گزین جو یہاں آئے ہیں۔ جب تک ہمارے یہاں کارخانے نہیں کھلیں گے۔ ان کے لئے روزی کا کوئی سامان نہیں ہوگا۔ آج پاکستان کا سب سے بڑا خدمت گزار اور خیر خواہ وہ ہے۔ جو جس طرح بھی اسے بن آئے کسی قسم کی صنعت کو یہاں شروع کرے۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ اگر پاکستان کو مضبوط بنانا ہے اور اسے مخالفوں کے اندرونی اور بیرونی حملوں سے بچانا ہے اور یہاں بد امنی اور لاقانونی کو پھیلنے سے روکنا ہے۔ تو اس کی صرف یہی صورت ہے۔ کہ بیکاروں کو کام پر لگایا جائے۔ جو بیکار ہیں۔ اُن کے لئے روزی کا انتظام کیا جائے جن کی آمدنیاں کم ہیں۔ اُن کے لئے اور کمانے کے وسائل بہم کئے جائیں۔ اس سے یقیناً لوگ آسودہ حال ہوں گے۔ حکومت کی آمدنی بڑھے گی۔ رفاہ عامہ کے کاموں میں اور روپیہ خرچ کیا جا سکے گا۔ لیکن یہ اُسی وقت ممکن ہے کہ ہمارے یہاں کارخانے کھلیں۔ لوگوں میں صنعت کا شوق پیدا ہو۔ آج پاکستان کا سب سے بڑا خادم وہ ہے۔ جو یہاں کوئی صنعت جاری کرتا ہے۔ یا کوئی کارخانہ چلاتا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے باشندوں کی آسودگی اور اس حکومت کی کامیابی کا سارا انحصار اس بات پر ہے۔ کہ یہاں صنعتوں کو فروغ ہو اور لوگ کام پر لگ جائیں۔

اسی حقیقت کو قائد اعظم نے پرسوں کراچی میں ایک کارخانہ کا افتتاح کرتے ہوئے لوگوں کے ذہن نشین فرمایا ہے۔ کراچی میں کاٹھیاوار کے پناہ گزینوں نے بنگال آئل ملز کے نام سے ایک کارخانہ شروع کیا ہے۔ قائد اعظم نے اس کی رسم افتتاح ادا کرتے ہوئے کہا مجھے بنگال آئل ملز کی رسم افتتاح ادا کرنے کے لئے یہاں آنے میں بڑی مسرت ہوئی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ہر نئی مل یا نیا کارخانہ ہمارے ملک کے اقتصادی استحکام اور اس کے باشندوں کی آسودگی کی منزل کی طرف لے جانے والا قدم ہے۔ پاکستان کے بننے پر جو طوفان اٹھا تھا اُس نے ہمارے لاکھوں بھائیوں کو وطن سے بے وطن کر دیا ہے۔ اب اُن کو نئے سرے سے بسانا مشکل کام ہے۔ ہم یہ نہیں چاہتے۔ کہ ہمارے بدقسمت بھائی معاشرے کے لئے ایک بار بن کر رہیں۔ ہماری یہ دلی خواہش ہے۔ کہ وہ معاشرے کے باعزت خود اعتماد اور مفید افراد کی حیثیت سے زندگی بسر کریں۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ یہ سب لوگ زراعت پیشہ نہیں ہیں۔ اور اگر یہ سب کے سب زراعت پیشہ ہوتے بھی۔ تو پھر بھی تمام کو زمینوں پر آباد نہیں کیا جا سکتا تھا۔ کیوں کہ اس سے زمینیں اس طرح بٹ جاتیں۔ کہ اُن سے کسی کا بھی پیٹ نہ بھر سکتا۔ ان لوگوں کو آباد کرنے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ ہم جلد سے جلد اپنے ملک کو صنعتی بنائیں۔ اور یہاں کم سے کم مدت میں زیادہ سے زیادہ صنعتیں جاری کریں۔

عالمگیر غذائی قلت

اقوام متحدہ کی معاشی مجلس کونسل نے یہ اطلاع دی ہے۔ کہ دنیا میں غذائی اشیاء کی پیداوار قبل از جنگ کی بہ نسبت ۷ فیصدی کم ہو گئی ہے۔ اقوام متحدہ کی غذائی کونسل کے صدر سر جان بوائڈ اور نے بھی مشرق قریب کی غذائی اور زرعی کانفرنس میں

فن تعمیر حیات

کرنے کا خیال اُن کے ذہن میں نہ آیا تھا۔ حالانکہ یہ بہت ہی سادہ معاملہ تھا۔ اگر یہ خیال اُن کے دماغ میں پیدا ہو جاتا۔ تو جس وقت چھاپہ ایجاد ہوا ہے۔ اس سے دو ہزار سال پہلے چھاپہ خانے اور پریس وجود میں آ گئے ہوتے۔

نظمی تصویر

آؤ۔ اب ان تصویروں کو لیں جو شعراء استعمال میں لاتے ہیں۔ ابتدا تصور صرف شعرا کی ملکیت سمجھا جاتا تھا۔ اب یہ عقیدہ جاتا رہا ہے تاہم ماننا پڑتا ہے۔ کہ شعرا آسمان تخیل کے بلند پرواز عقاب ہیں۔ بعض تصاویر کا عمدہ نظم میں یکجا کرنا ایک قسم کی کرامت اور نظم تو نثر سے خواہ وہ کیسی ہی مفید ہو ارفع اور اعلیٰ سمجھا جاتا ہے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار

ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

سودا نے کہا ہے ؎

ہر سنگ میں شرار ہے تیرے ظہور کا

موسیٰ نہیں کہ سیر کروں کوہِ طور کا

ایک اور بلند پرواز شاعر کا کلام ہے ؎

یاد داری کہ وقت زادن تو

ہمہ خنداں بودند و تو گریاں

آنچناں زی کہ بعد مردن تو

ہمہ گریاں بوند و تو خنداں

ایک اور صاحب فرماتے ہیں ؎

از سر ملک تا سر بازار وجود

بہر تلاش کفن آمدہ عریانے چند

غالب کا کلام ہے ؎

عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا

درد کا حد سے گذرنا ہے دوا ہو جانا

ضعف سے گریہ مبدل بہ دم سرد ہوا

باور آیا ہمیں پانی کا ہوا ہو جانا

ذوق کا ارشاد ہے ؎

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

نئے امور واقعہ اور نئے احساس

شعرا کو دعوےٰ ہے کہ وہ تصور و تخیل کے واحد مالک ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ شعرا کے تخیل اور نئے مال کے موجد کے تخیل میں فرق ہے۔ ایک معنوں میں شاعر راستی پر ہے اور ایک معنوں میں غلطی پر در اصل اختلاف وہ اختلاف ہے جس کا تعلق تخیل کے مضمون کے اختلاف میں ہے نئے مال کے موجدوں کا تخیل مجسم حقیقتوں سے مثلاً سیاہی ربڑ پارچہ جات اور معدنیات سے ہے۔ اور شعرا کا تخیل۔ مضامین آفرینی بلند پروازی اور روحانی مسرت ہے۔ کاروباری آدمیوں کا تخیل حظ نفس ہے اور شعرا کا تخیل قوت روح ہے۔ کاروباری موجدوں کا تخیل اعراف ہے اور شعرا کا تخیل فردوس اور خلد بریں ہے

تصور کا طریقہ عمل

بادی النظر میں تصور کے طریقہ عمل کا ذکر کرنا غلطی ہے۔ یہ کہنا بھی غلط ہے کہ یہ تصوری حسی کی خصلت خاص ہے۔ لیکن اگر غور کیا جائے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ کوئی ترکیب تصور کی حدود کی تعریف نہیں کر سکتی۔ یہ بہت سے طریقوں میں سے چند ایسے طریقے دکھا سکتی ہے۔ جن میں یہ لطافت عمل پیرا ہے۔

تصاویر کو بھڑکانے والے طریقہ سے ملانے کی کوشش میں تاکہ ناظرین یا سامعین کے دماغ پر گہرا اثر ہو صاحب تصور بسا اوقات خوق العادت تماثیل سے کام لیتا ہے۔ ان مبالغوں کی جماعت بندی اس طرح پر کی گئی ہے۔

(الف) ناممکن درجہ۔ مثلاً جوپیٹر کی یونان میں ایسی آنکھیں تھیں۔ جن سے وہ سب کچھ اطالیہ میں دیکھ سکتا تھا۔

(ب) عمل جو خلاف قدرت سست یا تیز رو ہے مثلاً اللہ دین کا عجیب و غریب چراغ جس کا الف لیلہ میں ذکر ہے۔

(ج) قد کو بہت چھوٹا بڑا بنانا مثلاً للی پٹ کے باونے یا سندباد جہازی کے سفر کا سیمرغ جس کو رخ بھی کہا گیا ہے۔

(د) ایسی صفت جو کسی چیز میں نہ ہو مثلاً انوار سہیلی میں کلیلہ اور دمنہ کی گفتگو۔

(ہ) شب اور اشد کی بد نظمی۔ مثلاً قفس کا شہر میں داخل ہونا۔ اور اس کا بادشاہ بنایا جانا

(و) ایسے اجزا کا ملنا جن کا اتحاد ناممکن ہو۔ مثلاً مصر کا بت جسے ابوالہول کہتے ہیں زندگی کی مختلف قسموں کا مرکب ہے۔

دنیا کے کاروبار میں تصور

عام زندگی میں بھی تصور کا استعمال ہو سکتا ہے مثلاً ایک انگریز ولایت سے سیدھا بمبئی آتا ہے وہ وہاں دیکھتا ہے کہ کوئی ایسا ہوٹل نہیں جس میں وہ آرام اور آسائش مسافر کو مل سکے۔ جو انگلستان کے ہوٹلوں میں حاصل ہے۔ وہ سوچتا ہے۔ حقل دوڑاتا ہے۔ اور ایک سکیم تیار کر کے وہ سنڈیکیٹ میں پیش کرتا ہے۔ جو اُس کے تصور کی تخلیق ہے۔ اور ایک عالیشان ہوٹل انگلستان کے ہوٹلوں کے پیمانے پر بمبئی میں تیار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اور بہت سی چیزیں جو سیاح دیگر ممالک میں دیکھ کر اپنے ملکوں کو جاتے ہیں تو وہ ایسی چیزیں بنانے کی سعی کرتے ہیں یہ سب تصور کی بدولت ہے۔ (باقی پھر)

اس بات کا رونا رویا ہے۔ کہ دُنیا میں زرخیز زمین کی کمی ہو گئی ہے۔ اور غذائی پیداوار گھٹ گئی ہے۔ انسانی آبادی کے بڑھ جانے کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انسانی آبادی جنگ اور اس کے بعد سے کوئی بیس کروڑ زیادہ ہو گئی ہے۔ لیکن غذا کی پیداوار اور سپلائی کے لحاظ سے وہ کوئی بنیادی خطرہ نہیں ہے۔ اور نہ آبادی کا کم ہو جانا کوئی غذائی مسئلہ کا حل ہے۔ ہم غذائی قلت اور اضافہ آبادی ان دونوں کا ایک ہی سانس میں تذکرہ کرنے کے مخالف ہیں ان دونوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ غذائی قلت کے دور کرنے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ ان معاشرتی اور معاشی اسباب کو رفع کرنے کی کوشش کی جائے جو نہ صرف زرعی بلکہ صنعتی قلت پیدائش کے ذمہ دار ہیں۔ جنگ نے دنیا کی زرعی پیدائش پر جو تباہ کن اثرات نازل کئے ہیں۔ ان کا ہم سب کو علم ہے۔ جنگ کو ناممکن بنانے کے لئے ان ملکوں کی خوفناک مالیاتی سرمایہ داری کے نظام کو بدل کر جمہوری اصول پر قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ جو اپنے اندرونی معاشی بحران کو روکنے کے لئے دنیا کو دوبارہ جنگ کے جہنم میں جھونک دینا چاہتے ہیں۔ اور اس کی اندھا دھند تیاریاں کر رہے ہیں۔ آج سائنس کی قوت کو تخلیقی کاموں میں نہیں صرف کیا جا رہا ہے بلکہ تخریبی کوششوں میں۔ سائنس کی وہی حیرت انگیز قوتیں اگر زرعی اور مفید صنعتی پیدائش کے کاموں میں لگا دی جائیں تو غذائی قلت آناً فاناً دور ہو سکتی ہے۔

پاکستان کا نظام تعلیم

پاکستان کے آنریبل وزیر تعلیم نے ہمارے آئندہ نظام تعلیم کے متعلق اپنی ایک گزشتہ پریس کانفرنس میں اہم خیالات کا اظہار کیا ہے جس میں اپنے نظام تعلیم کو کس طرح اسلامی اصول پر قائم کرنا ہے۔ اس کے متعلق ہم آنریبل وزیر تعلیم کے خیالات سے کامل طور پر متفق ہیں۔ اسلام کے بنیادی اصولوں اور اس کی خارجی شکل کے درمیان انہوں نے جو فرق پیدا کیا ہے۔ وہ یقیناً تمام ماہرین تعلیم کی نگاہ میں پسند کیا جائے گا۔ نظام تعلیم کو اسلامی اصولوں پر چلانے کے یقیناً یہی معنی ہیں۔ کہ اسلام کے بنیادی اصولوں ـــ معاشرتی عدل و انصاف اخوت اور رواداری ـــ کو پھلنے پھولنے اور عمل میں آنے کا موقع ملے۔ اسلامی نظام تعلیم قائم کرنے کے ہرگز یہ معنی نہیں کہ غیر مسلموں کے لئے بھی کالج یا اسکول میں نماز پڑھنا لازمی قرار دے دیا جائے۔ دینی تعلیم لازماً ہمارے نصاب میں داخل ہو گی۔ لیکن ہر شخص کو اس بات کا حق ہونا چاہیئے۔ کہ وہ خود اپنے مذہبی نصاب کا مطالعہ کرے۔ صرف اسی طرح اسلام کے اصول رواداری کو عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ اسلامی نظام تعلیم یقیناً تنگ نظری اور مذہبی تعصب کے غلیظ جذبات کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ اسلام زور زبردستی سے نہیں پھیلایا گیا ہے بلکہ خود بخود اپنے اعلٰے تہذیبی اثرات سے پھیلا ہے۔ جہاں تک مخلوط تعلیم کا سوال ہے تمام ماہرین تعلیم کی یہ متفقہ رائے ہے کہ اس وقت تک لڑکوں اور لڑکیوں کے ساتھ بیٹھ کر پڑھنا نفسیاتی لحاظ سے بے حد مفید ہے۔ جب تک ان کے اندر جنسی شعور نہ پیدا ہو۔ جب جنسی شعور ایک خاص عمر کو پہنچنے کے بعد پیدا ہو جائے۔ تو ان کو الگ کر دیا جائے۔ تاکہ کم عمری میں جنسی بے راہ روی نہ پھیلنے پائے۔ لیکن پاکستان تعلیمی کانفرنس کی زنانہ کمیٹی نے ابتدائی مخلوط تعلیم کی عمر دس سال مقرر کی ہے۔

راشٹریہ سیوک سنگ

حکومت ہندوستان نے راشٹریہ سیوک سنگ کو خلاف قانون جماعت قرار دے دیا ہے بظاہر یہ ایک سخت اقدام ہے۔ مگر ہمیں اندیشہ ہے کہ یہ موثر ثابت نہیں ہو گا۔ راشٹریہ سیوک سنگ کے کارکن اس حکم کے بعد زیر زمین چلے جائیں گے مگر ان کی امن دشمن سرگرمیاں بدستور جاری رہیں گی سنگ ایک نہایت خطرناک جماعت ہے اسے قائم ہوئے ۲۵ سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اس کا آغاز مہاراشٹر اور سی۔پی میں ہوا تھا۔ ابتدا میں یہ ایک نیم مذہبی اور نیم معاشرتی جماعت تھی۔ مگر ۱۹۳۲ء کے بعد اس نے جارحانہ رنگ اختیار کیا اور یہ ایک نیم فوجی ہندو فسطائی جماعت بن گئی۔ اور یو۔پی اور پنجاب میں اس کا خاص زور تھا۔ اور پنجاب کے بڑے بڑے ہندو لیڈر اس کے ممبر تھے۔ تقسیم پنجاب سے فوراً پہلے اور بعد پنجاب میں جو قتل عام ہوا اس میں راشٹریہ سیوک سنگ کا اکالیوں سے کم حصہ نہ تھا۔ اس وقت مشرقی پنجاب میں سنگ بہت مضبوط ہے۔ ہندو سرکاری ملازموں کی اکثریت سنگ کی ممبر ہے۔ دہلی سیکرٹریٹ میں نوے فی صدی سرکاری ملازم سنگ کے ممبر ہیں۔ سنگ کی اس طاقت کے پیش نظر ہند حکومت کے اس حکم سے اسے زیادہ نقصان نہیں پہنچے گا۔

پاکستان میں اسلامی نظام کو رواج دو

جب ملکوں کی قسمت اس طرح بدلتی ہے جب اس طرح کے انقلاب آتے ہیں۔ تو ہر پرانی چیز بدل جاتی ہے۔ یہ ایک فطری تقاضا ہے ہر سال خزاں کے بعد بہار آتی ہے۔ کبھی یہ نہیں ہوا کہ کسی سال خزاں تو نہ آئے اور بہار آموجود ہو۔ بہار کی آمد سے پہلے خزاں کا آنا ضروری ہے۔ اور جو کہنہ سال خزاں کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ بہار سے لطف اندوز ہونے کا حق کیسے رکھ سکتا ہے۔ اور وقت کے کارواں سے اس کا نام کٹ جاتا ہے۔ یہ قدرت کا اٹل قانون ہے اور اگر اسے ہم بدلنا بھی چاہیں۔ اس میں ذرا برابر تبدیلی کرنی چاہیں۔ تو ہماری یہ خواہش ہرگز پوری نہ ہو گی۔ ٹھیک اس طرح جس طرح سے کفار مکہ نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت کے چچا ابو طالب کی وساطت سے خواہش کی تھی۔ اپنے بھتیجے سے کہو۔ کہ ہمارے بتوں کی تذلیل نہ کرے۔ ان کے خلاف بُرا بھلا کہنا سے باز آجائے۔ اس کے صلہ میں وہ ہم سے بادشاہی چاہے اس کے صلہ میں وہ ہم سے سونے کے انباروں کا مطالبہ کرے۔ اس کے صلہ میں وہ ہم سے ہماری خوبصورت ترین عورت سے نکاح کرنا چاہے۔ ہم اسے قبول کریں گے۔ مگر محمد مصطفےٰ نے جو دُنیا کے سب سے بڑے انقلابی انسان تھے جو قدرت کے انقلابی اصول سے آگاہ تھے۔ اس خواہش کا ان کو یہ جواب دیا کہ تمہاری یہ خواہش کبھی پوری نہیں کی جا سکتی۔ تم اگر چاہو کہ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند رکھ دو۔

اور نہ حضور نے اپنا یہ مسلک بدلا۔ قریش نے انہیں ہزار ہزار تکلیفیں پہنچائیں۔ قریش نے ان کے ساتھیوں کو ہزار ہزار عذاب دیئے۔ مگر سرکار دو عالم کے پائے استقلال میں ذرہ برابر لغزش نہیں آئی۔ تزلزل پیدا نہیں ہوا۔ اور حضور جو انقلاب لائے وہ آ کر رہا۔ انہوں نے پُرانے عرب کے چہرہ اور جسم کی ایک ایک چیز بدل ڈالی۔ ہر کہنگی ختم کر ڈالی اور ہر ضابطہ بدل ڈالا۔ ہر رسم کو پاؤں تلے مسل دیا۔ اور حجۃ الوداع کے موقعہ پر عرفات کے میدان میں کھڑے ہو کر تسلی نہیں کی۔ بلکہ واقعہ کا اظہار فرمایا

اسلام کسی ایسی چیز کی اجازت نہیں دیتا اسلام کسی ایسی مروت اور کسی ایسی رواداری کا قائل نہیں۔ اگر اسلام اس قسم کی رواداری کا قائل ہوتا۔ تو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم طائف کے وفد کو جو عرب کے سب سے زرخیز اور سب سے مالدار حصہ کا نمائندہ تھا۔ ناکام نہ کرتے۔ ان لوگوں نے حضور سے حضور کی بادشاہت تسلیم کرنے اور اسلام قبول کرنے کے عوض تین شرطیں پیش کی تھیں۔

ہمیں زنا کرنے۔ سود لینے اور شراب پینے کی اجازت دی جائے۔

حضور نے یہ شرطیں سُنیں تو حضور کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ حضور کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور آپ نے فرمایا۔ کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ اسلام ان باتوں کو کبھی قبول نہیں کر سکتا۔

یہ لوگ ڈر گئے۔ اب ایک اور شرط پیش کی۔ حضور ہمارے معبود لات کو نہ توڑا جائے۔ حضور کی پیشانی پہلے سے زیادہ شکن آلود ہو گئی۔ اور حضور نے مٹھیاں بھینچ کر فرمایا۔ لات ٹوٹے گا۔ اسلام کے ہاں بتوں کو پناہ نہیں مل سکتی

آؤ ـــ پاکستان کی تعمیر کرنے والو محمد مصطفےٰ کے اسوہ حسنہ کو سامنے رکھ کر بڑے بڑے جاگیرداروں۔ سرمایہ داروں۔ سود خواروں شراب پینے والوں۔ جوئے کھیلنے والوں اور عورتوں کی تجارت کرنے والوں سے اس طرح سے کہہ دو۔ جس طرح سے محمد مصطفےٰ نے کہا تھا۔ اسلام ان باتوں کو کبھی قبول نہیں کرتا۔

خدا کے بندو۔ محمد کو مسلمان کہنے والو۔ اور اسلامی حکومت کی بنیاد رکھنے کا دعوےٰ کرنے والو۔ پاکستان کو بنے آج سے کئی مہینے ہو چکے ہیں۔ تمہارے ہاں زنا کے لائسنس جاری ہیں۔ قحبہ خانے آباد ہیں۔ شراب خانے کھلے ہیں جوئے بازی ہو رہی ہے۔ سود کھایا جا رہا ہے۔ انگریز کی غلط بخشی کے مظہر جاگیردار پہلے کی طرح دندناتے پھر رہے ہیں۔ (باقی صفحہ ۲ کالم ۱)

ایڈیٹر عبدالمجید صاحب

THE PAISA AKHBAR
URDU WEEKLY
LAHORE

پیسہ اخبار لاہور

یادگار حاجی مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم

سندھ کا میزانیہ

مسٹر کھوڑو وزیر اعظم سندھ نے سندھ کی قانون ساز اسمبلی میں ۱۹۴۸-۴۹ء کا میزانیہ پیش کر دیا ہے۔ آزاد پاکستان کے قیام کے بعد سندھ میں یہ پہلا میزانیہ پیش کیا گیا ہے۔ میزانیہ میں اگلے سال میں باون لاکھ کا خسارہ دکھایا گیا ہے۔ اندازہ کے مطابق آئندہ سال کل آمدنی آٹھ کروڑ بیالیس لاکھ بیاسی ہزار روپیہ اور کل خرچ آٹھ کروڑ چورانوے لاکھ بہتر ہزار روپیہ ہو گا۔ کراچی کے مملکت پاکستان کا دارالسلطنت بننے اور سندھ میں بہت سے نئے مہاجرین کے آجانے سے حکومت کو بہت سے نئے خرچ برداشت کرنے پڑے ہیں۔ اس سلسلہ میں کراچی کارپوریشن اور کنٹونمنٹ بورڈ کو چار لاکھ کے قریب قرض دینا پڑے گا۔ ہندو بنیوں کے چلے جانے سے سندھ کے کاشتکاروں کو ساڑھے سولہ لاکھ کے قریب مالی امداد بطور قرض دینی پڑے گی۔ اس کے علاوہ صوبے کی صنعتی ترقی کے لئے مختلف فیکٹریوں کو مجموعی طور پر کوئی پونے دو کروڑ روپیہ قرض دینا پڑے گا۔ اس خسارے کو پورا کرنے کے لئے نئے ٹیکسوں کا بھی اعلان کیا گیا ہے۔ فروخت کا ٹیکس اور سینما ٹیکس میں اضافہ کی وجہ سے کوئی اٹھاسی لاکھ زائد آمدنی ہو گی پٹرول ٹیکس میں اضافہ سے ساڑھے چھ لاکھ کی یافت ہو گی۔ صوبہ سندھ کو مہاجرین کی وجہ سے ان تکالیف کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا جو مغربی پنجاب کے حصہ میں آئیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہمارے مقابلے میں سندھ کا میزانیہ بہت امید افزا ہے۔ ہمارے پونے چھ کروڑ کے خسارہ کے مقابلے میں ۵۲ لاکھ کا خسارہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ سندھ کو صوبہ بنے ابھی صرف دس سال ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ اسے غیر منقسم ہندوستان میں مرکزی حکومت کی طرف سے کافی مقدار میں سرکاری امداد بھی ملتی رہی ہے۔ ان حقائق کی موجودگی میں سندھ کا موجودہ خسارہ بہت کم اہمیت رکھتا ہے۔ ہمیں امید ہے۔ کہ اگر سندھ کی موجودہ وزارت صوبے کی ترقی کے لئے اسی طرح مصروف رہی تو وہ وقت دور نہیں جب سندھ کا شمار پاکستان کے دولتمند ترین صوبوں میں ہو گا۔

دستور ساز اسمبلی کی رکنیت اور صوبائی وزراء

فروری کے آخری ہفتہ میں پاکستانی دستور ساز اسمبلی کا اجلاس شروع ہونے والا ہے ابھی یہ معلوم نہیں کہ یہ اجلاس کب تک جاری رہے گا لیکن اگر مہینہ سوا مہینہ بھی جاری رہا تو ایک عجیب پیچیدگی پیدا ہو گی۔ مغربی پنجاب کے چاروں وزیر دستور ساز اسمبلی کے ممبر ہیں۔ مشرقی بنگال کے وزیر اعظم اور غالباً دو وزیر اس اسمبلی کے ممبر ہیں اسی طرح سندھ کے دو وزیر بھی پاکستانی دستور ساز اسمبلی کے ممبر ہیں۔ مارچ میں دستور ساز اسمبلی کا اجلاس جاری رہا۔ تو یہ ممبر صاحبان اپنے اپنے صوبوں کی اسمبلیوں کے بجٹ سیشن میں کیسے شریک ہو سکیں گے۔ کیونکہ یہ سیشن بھی مارچ کے مہینہ میں ہی ہو گا۔ اور اگر ان کی سہولت کے لئے دستور ساز اسمبلی کا اجلاس دس دن کے بعد ملتوی کر دیا گیا تو کیا سرکاری روپیہ کا بے جا اسراف نہیں ہو گا۔ اس کے علاوہ دستور ساز اسمبلی کی حیثیت اب دوہری ہے۔ یہ اسمبلی صرف پاکستان کا آئندہ دستور ہی نہیں مرتب کرے گی۔ بلکہ مرکزی لیجسلیٹو اسمبلی کا کام بھی دیگی۔ اس حیثیت سے اس کا اپنا بجٹ سیشن بھی مارچ اپریل میں ضروری ہو گا۔ اس صورت میں ان صوبائی وزراء کی کیا پوزیشن ہو گی جو دونوں اسمبلیوں کے ممبر ہیں۔ اگر وہ دستور ساز اسمبلی میں شریک ہوں تو انہیں صوبائی اسمبلی سے غیر حاضر رہنا پڑے گا۔ اور اگر صوبائی اسمبلی میں بیٹھیں گے تو دستور سازی کام کا حرج ہو گا۔ ہماری ناچیز رائے میں صوبائی وزراء کو دستور ساز اسمبلی سے مستعفی ہو جانا چاہیئے۔ اس عام پارلیمنٹری رواج سے قطع نظر کہ ایک شخص کو بیک وقت صرف ایک ہی لیجسلیٹو اسمبلی کا ممبر ہونا چاہیئے۔ کام کی اہمیت کا تقاضا ہے کہ صرف وہی اصحاب اس کی ذمہ داری قبول کریں جو پورا وقت دے سکیں۔ دونوں اسمبلیوں کے جلسہ میں شرکت کے متعلق مذکورہ بالا اشکال کے علاوہ وزراء پر صوبائی وزارتی ذمہ داریوں کا بوجھ اس قدر ہے۔ کہ ان کے وقت کا ایک ایک منٹ صوبائی کاموں اور ذمہ داریوں کے لئے مخصوص رہنا چاہیئے۔ موجودہ غیر معمولی حالات میں صوبائی مسائل اور زیادہ توجہ اور وقت طلب ہیں ان حالات میں کسی وزیر کا مہینہ سوا مہینہ کے لئے دستور ساز اسمبلی کے اجلاس کے لئے کراچی بیٹھے رہنا اپنے صوبہ پر ظلم ہو گا۔ حکومت پاکستان کے ارباب اختیار اور صوبائی وزراء اس مسئلہ پر غور کریں۔ ملک کی بہتری اسی میں ہے کہ صوبائی وزیر دستور ساز اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہو کر دوسرے صاحب کے لئے جو زیادہ وقت دے سکتے ہیں جگہ خالی کر دیں۔

مہاجرین کو مالی امداد

چند روز ہوئے ہم نے حکومت پاکستان اور حکومت مغربی پنجاب دونوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ ایسے مہاجرین کی کثیر تعداد ابھی تک اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے لئے مالی امداد کی ضرورت ہے جنہیں بظاہر مغربی پنجاب میں دوبارہ آباد کیا جا چکا ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے۔ کہ حکومت مغربی پنجاب نے ۳۲ لاکھ روپیہ ایسے مہاجرین کی امداد کے لئے مخصوص کیا ہے۔ جنہیں دیہات میں زرعی اراضی دی گئی ہے۔ اس ۳۲ لاکھ روپیہ میں سے مہاجرین کو بیل۔ بیج اور آلات کشاورزی خریدنے کے لئے مالی امداد دی جا رہی ہے۔

یہ روپیہ ۳۱ر مارچ ۱۹۴۸ء کی مدت تک کے لئے ہے۔ امید ہے کہ اس کے بعد نئے بجٹ میں بھی اس امداد کو جاری رکھنے کے لئے گنجائش نکالی جائے گی۔ یہ امداد مستحسن ہے۔ مگر یہ حد نا کافی ہے اس کے علاوہ اس کے حق دار صرف زراعت پیشہ مہاجر ہیں۔ جن مہاجرین کو دکانیں اور صنعتی تجارتی ادارے دیئے گئے ہیں وہ بھی مستحق امداد ہیں بلکہ کاشتکاروں سے کچھ زیادہ ہی مستحق امداد ہیں دکان یا کاروبار کو چلانے اور جاری رکھنے کے لئے مزید سرمایہ اشد ضروری ہے۔ تاکہ کاروبار جاری رہے ورنہ فروخت پر ہی انحصار رہے تو دکان زود یا بدیر خالی ہو جائے گی۔ ایسے مہاجرین کو امداد دینا دراصل صوبہ کے تجارتی نظام کو از سر نو استوار کرنے اور ترقی دینے کے مترادف ہے۔ کسی ایسے مہاجر کو ایک اچھی دوکان سونپنا جو اس دکان کو ترقی نہیں دے سکتا۔ بلکہ مال بیچ بیچ کر مشکل سے بیوی بچوں کا پیٹ پالے گا۔ تجارتی اصولوں کے لحاظ سے ایک خطرناک پالیسی ہے۔ ہم دوبارہ حکومت پر یہ زور دیں گے کہ ایسے مہاجرین کی امداد کے لئے بھی فوری تدبیر اختیار کی جائے۔ اس کے علاوہ دوسرا اہم مسئلہ وہی ان مہاجر طلبہ کی تعلیم کا مسئلہ ہے جن کا سلسلہ تعلیم ہجرت کے بعد پیدا شدہ مشکلات کی وجہ سے منقطع ہو رہا ہے۔ حکومت پنجاب نے وظائف اور فیس کی معافیوں کے ذریعہ جو مراعات دی ہیں۔ وہ لائق تحسین ہیں۔ مگر بالکل ناکافی۔ یہ مسئلہ بہت پیچیدہ اور بہت وسیع ہے۔ ہم قائد اعظم ریلیف فنڈ کمیٹی کے ارکان سے درخواست کریں گے۔ کہ وہ اس فنڈ سے مہاجر دکانداروں۔ مہاجر اہل تجارت اور مہاجر طلبہ کی امداد کے لئے روپیہ دیں۔ حکومت کو ایسے خاندانوں بالخصوص بیوگان کے معاملہ پر بھی غور کرنا چاہیئے جن کا اب کوئی کمانے والا نہیں رہا۔ یہ بیکس نہ زمین لے سکتے ہیں نہ دکان چلا سکتے ہیں۔ ان کی پرورش اور نگہداشت اب حکومت پاکستان اور اہل پاکستان پر فرض ہے۔ حکومت کو اس فرض کی ادائی پر بھی جلد از جلد توجہ کرنی چاہیئے۔

شیخ عبداللہ کی بڑ

شیخ عبداللہ بھی خوب آدمی ہیں۔ ہندوستان اور پاکستان دونوں ملکوں کے سیاسی حلقوں میں ان سے زیادہ عجیب و غریب آدمی مشکل ہی سے ملے گا شیخ جی کی سیاسی زندگی کی ابتدا مہاراجہ کشمیر کے خلاف کشمیریوں کی طرف سے حقوق طلبی کی تحریک میں نمایاں اور امتیازی شرکت سے ہوئی اور اب انجام اسی مہاراجہ کے خلاف کشمیریوں کی تحریک کی مخالفت۔ اور اس راجہ کے دیوان کے ماتحت چاکری کی شکل میں ہو رہا ہے۔ شیخ جی نے کشمیر چھوڑ دو کی تحریک شروع کی مجاہدین ہتھیلی پر سر رکھ کر نکلے۔ کہ اس نعرہ کو عملی جامہ پہنائیں۔ مگر شیخ عبداللہ نے مہاراجہ کا ایجنٹ بن کر ان کے سینوں کو اپنی گولیوں سے چھلنی کرنا شروع کر دیا اور ان کی گراوٹ کی انتہا یہ ہے۔ کہ وہ انڈین یونین کے پٹھو کی حیثیت سے لیک سکسیس میں جا پہنچے۔ اور یو۔ این۔ او کی حفاظتی کونسل میں جہاں دنیا کے آٹھ ملکوں کے نمائندوں نے کشمیریوں کے حق آزادی کی حمایت کرتے ہوئے غیر جانبدارانہ استصواب پر زور دیا وہاں بزعم خویش کشمیریوں کے "واحد لیڈر" شیخ عبداللہ نے اس کی مخالفت کی۔ کشمیر میں سکھ اور ڈوگرہ فوجوں کے قیام کی حمایت کی اور غیر جانب دارانہ استصواب کی تجویز کے خلاف رائے دی۔ شیخ جی کی تقریر ایک مسخرے کی بڑ تھی۔ انہوں نے بڑی شیخی کے ساتھ یہ کہا کہ دنیا کی کوئی طاقت مجھے علیحدہ نہیں کر سکتی۔ انتہا یہ ہے کہ ظالم نے خدا تعالیٰ کی شان میں بھی گستاخی کی اور یہ کہا کہ اگر "خدا بھی زمین پر اتر آئے اور استصواب اس کی نگرانی میں ہو۔ تو یہ غیر جانبدارانہ استصواب نہ ہوگا۔ کیونکہ ہر کسی میں تھوڑی بہت جنبہ داری ضرور ہوتی ہے"۔ جیسا کہ توقع تھی۔ اس نامعقول تقریر کا مندوبین پر اچھا اثر نہیں پڑا۔ بلکہ اس کا نتیجہ ہندوستان کے حق میں مضر ہی نکلا ہے۔

شمول کا فیصلہ منصفانہ اور غیر جانبدارانہ طریق سے کیا جائے

لڑائی بند کرانے کی شرائط پاکستان نے پیش کر دیں

نیویارک ۲۷ر فروری گذشتہ شب سلامتی کونسل کے اجلاس میں ہندوستانی نمائندہ مسٹر گوپال سوامی آئینگر نے امریکی نمائندہ مسٹر وارن آسٹن کے کشمیر کے ہندوستانی یونین میں شمولیت کے بارے میں اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ استصواب رائے عامہ جیسا مورد اخلی حاکمیت اعلیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ خارجی اقتدار اعلیٰ انہیں کوئی تعلق نہیں۔ انہوں نے اس امر پر زور دیا کہ استصواب رائے عامہ کا انتظام مہاراجہ اور ان کی حکومت کا کام ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں۔ کہ کشمیر کی آئندہ حکومت اور اس کی ہندوستانی یونین یا پاکستان میں شمولیت کے سوال کا خود کشمیری عوام کو فیصلہ کرنا چاہیئے۔ مسٹر آئینگر نے کہا۔ کہ چینی نمائندہ نے اپنی تقریر میں جو تجاویز پیش کیں کونسل کو ان پر غور کرنا چاہیئے۔ فرانسیسی نمائندہ نے یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ عبوری دور کے لئے ایک عارضی حکومت قائم کر دی جائے۔ جس میں مسلم کانفرنس اور نیشنل کانفرنس دونوں کے نمائندے موجود ہوں۔ اور موجودہ حکومت کو اسی طرح برسر اقتدار رہنے دیا جائے۔ اپنی تجاویز میں بھی یہی گزارش کی تھی۔ کہ استصواب رائے عامہ سے قبل ریاست میں ایک قومی حکومت قائم کی جائے جس کی تشکیل اس طور سے کی جائے۔ کہ وہ کشمیری عوام کے لئے قابل قبول ہو۔ کولمبیا کے نمائندہ کی طرف سے پیش کردہ عرضداشت کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر آئینگر نے کہا۔ کہ اس عرضداشت میں تمام امور کا حل کرنے کی کوشش کی گئی۔ ہندوستانی وفد ان میں سے اکثر تجاویز سے اتفاق نہیں کر سکتا۔ کہ ریاست ہائے جموں اور کشمیر کو آئندہ حکومت کا فیصلہ استصواب رائے عامہ پر چھوڑ دیا جائے فی الحقیقت یہ سوال سلامتی کونسل کے دائرہ فکر سے باہر ہے۔ انہوں نے کہا کہ کولمبیا کی یہ تجویز کہ "ایسی عارضی حکومت کا قیام جسے جموں اور کشمیر کی عوام کا اعتماد حاصل ہو۔ قرارداد کا مقصد حاصل کرنے کے لئے ازبس ضروری ہے۔ میرے لئے اس شکل میں قابل قبول نہیں۔ میں اس تجویز کو قبول کر سکتا ہوں۔ کہ جلد سے جلد ایسی عارضی حکومت کا قیام جسے جموں اور کشمیر کے عوام کا اعتماد حاصل ہو۔ قرارداد کا مقصد حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کولمبیا کی عرضداشت میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ سلامتی کونسل کمیشن ہدایت دینے کے لئے براہ راست جموں و کشمیر یا ہندوستان و پاکستان کے کسی علاقہ کے متعلق اپنے منتخب کردہ نمائندہ سے اطلاعات منگا سکیں گی مسٹر آئینگر نے کہا اسے بالکل حذف کر دیا جائے۔ کیونکہ اس سے کمیشن کو بہت زیادہ اختیارات حاصل ہو جائیں گے جہاں تک کمیشن کی تشکیل کے متعلق کولمبیا کی تجویز کا تعلق ہے ہندوستانی وفد اپنی رائے محفوظ رکھتا ہے مسٹر آئینگر نے کہا کہ میں کولمبیا کی اس تجویز سے بھی اتفاق نہیں کر سکتا۔ کہ عارضی حکومت کی تشکیل کمیشن کے مشورہ سے کی جائے۔ اور میں حکومت میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے ان کی آبادی کے لحاظ سے تناسب کی تجویز کو بھی قبول نہیں کر سکتا۔ کیونکہ فرقہ وارانہ بنیاد پر تقسیم کو حکام ریاست میں رواج دینے کے خلاف ہیں۔

مہاجرین کی واپسی

ہم کولمبیا کی اس تجویز کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ ان کشمیری باشندوں کو دوبارہ ریاست میں بسایا جائے جو کشمیر سے ہجرت کر کے پاکستان چلے گئے۔ ہم اس تجویز کو بھی مان لیں گے۔ کہ استصواب رائے عامہ سلامتی کونسل کمیشن کی نگرانی میں اور اس کے مشورہ کے مطابق کیا جائے۔ بشرطیکہ اس امر کو واضح کر دیا جائے۔ کہ کمیشن کو انتظامی امور میں مداخلت کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ مسٹر آئینگر نے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے کہا کہ اگر بحث اسی انداز سے جاری رہی تو مجھے توقع ہے کہ ہم مزید بحث و تمحیص کے بعد کسی نتیجہ پر پہنچ جائیں گے۔

پاکستانی نمائندہ کی تقریر!!!

پاکستانی نمائندہ مسٹر ظفر اللہ خاں نے اپنی تقریر میں کہا کہ شیخ عبداللہ کی کل کی تقریر سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنی صفائی پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس کوشش میں مصروف ہیں کہ کسی نہ کسی طرح مہاراجہ انہیں وزیر اعظم مقرر کرے۔ شیخ عبداللہ مہاراجہ کشمیر کے ہاتھ میں کٹھ پتلی ہیں انہیں نہ عوام

(بقیہ صفحہ ۷ پر)

تھا ہو ور پیچاب ... مہم تھے۔ تقسیم پنجاب

تو پاک باش برادر مدار از کس باک زنند جامۂ ناپاک گازران برسنگ

پیسہ اخبار لاہور

قیمت سالانہ چار روپے (للعہ) حجازی پریس بیرون موری گیٹ لاہور میں چھپوا کر میاں عبدالمجید صاحب ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے پیسہ اخبار لا کے دفتر سے شائع کیا۔

نمبر ۸ | ۲۸ر فروری ۱۹۴۸ء | جلد ۶۲

مہاجرین کی آبادکاری

وزیر مہاجرین راجہ غضنفر علی خان نے ایک بیان میں فرمایا ہے کہ مشرقی پنجاب اور نواحی علاقوں سے اس وقت تک تقریباً ساٹھ لاکھ مہاجرین پاکستان میں داخل ہو چکے ہیں جن میں سے پچاس لاکھ کے لگ بھگ افراد کو کہیں نہ کہیں دوبارہ آباد کیا جا چکا ہے۔ وزیر مہاجرین کے اس بیان کے مطابق دس لاکھ مہاجرین کی تعداد ابھی ایسی ہے جنہیں سر چھپانے کے لئے کوئی ٹھکانہ میسر نہیں آیا ہے۔ حکومت پنجاب کے ایک سابقہ اعلان کے مطابق غیر مسلم مغربی پنجاب میں اڑتالیس لاکھ ایکڑ کے قریب زمین چھوڑ گئے ہیں۔ اب تازہ اطلاعات میں یہ بتایا گیا ہے کہ جن مہاجرین کو زمینوں پر آباد کیا جا چکا ہے۔ ان کی کل تعداد چھتیس بتیس لاکھ ہے۔ اب اگر ایک خاندان کو پانچ چھ افراد پر مشتمل سمجھا جائے۔ اور عام اصول کے مطابق فی خاندان چھ ایکڑ پیش نظر رکھا جائے۔ تو اس اندازے کے مطابق زائد سے زائد چھتیس لاکھ ایکڑ اراضی اب تک تقسیم ہوئی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ باقی بارہ لاکھ اراضی کہاں گئی؟ اس کے علاوہ حکومت کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا تھا۔ کہ مہاجرین کو بہت سی سرکاری زمین بھی عطا کی گئی ہے۔ یعنی وہ زمین غیر مسلموں کی چھوڑی ہوئی زمین کے علاوہ ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ خالی زمینوں کی تعداد مذکورہ بالا اندازے کی رو سے بارہ لاکھ سے بھی زائد ہونی چاہیئے۔ لیکن واقعہ اس کے برعکس ہے۔ اس کے دو ہی سبب ہو سکتے ہیں یا تو فی خاندان چھ ایکڑ سے زائد زمین دی گئی ہے یا خالی زمینوں پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ پہلی صورت واقعات کی صریح شہادتوں کے خلاف ہے۔ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ بے شمار مہاجر ایسے ہیں جن کے حصہ میں چھ ایکڑ فی خاندان سے بہت کم زمین آئی ہے۔ اور ایسے خوش نصیب افراد کی تعداد بہت کم ہے جو چھ ایکڑ سے زائد زمین پر قابض ہیں۔ اس لئے یہ ماننا پڑے گا کہ دوسری صورت نے ہی ساری مشکلات پیدا کر رکھی ہیں۔ یعنی بہت سی خالی زمینوں پر ناجائز قبضہ کرنے والوں کا تسلط ہے۔ اس کے علاوہ مہاجرین میں تقسیم اراضی کا کوئی اصول نہیں۔ جن لوگوں کا اثر و رسوخ زیادہ ہے انہیں کئی کئی مربعے مل گئے۔ اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہے۔ کہ غریب اور بے یار و مددگار مہاجرین کی ایک کثیر تعداد اپنے جائز حق سے بھی محروم پڑی ہوئی ہے۔ یہ صورت حال نہایت افسوسناک ہے۔ اس سے مہاجروں ہی میں نہیں۔ عام لوگوں میں بھی یہ احساس پیدا ہوتا ہے۔ کہ جو کچھ ہو رہا ہے یہ کسی اصول کے ماتحت نہیں ہے۔ صرف ذاتی اثر و رسوخ کا نتیجہ ہے اس لئے جب تک اس حالت کی اصلاح نہیں ہوگی نہ حکومت کی الجھنیں دور ہوں گی نہ مہاجرین کی۔ یہ حقائق زراعت پیشہ لوگوں کے متعلق تھے۔ غیر زراعت پیشہ لوگوں کو آباد کرنے کے سلسلے میں بھی حکومت کچھ اسی روش پر چل رہی ہے۔ غیر زراعت پیشہ لوگوں کو کام پر لگانے کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ صوبہ میں مختلف صنعتوں کے کارخانے شروع کئے جائیں۔ اس وقت مغربی پنجاب میں بہت سے کارخانے ایسے ہیں۔ جن کے مالک غیر مسلم تھے۔ لیکن ان کے چلے جانے سے یہ سب بیکار پڑے ہیں۔ اور ان میں کام کرنے والے جو زیادہ تر مسلمان ہوتے تھے۔ سب کے سب پریشان حالی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہماری حکومت کی پالیسی اس معاملہ میں یہ ہے کہ کچھ دکانیں اور کارخانے تو الاٹ کر دیئے گئے۔ اور کچھ ابھی تک ویسے ہی پڑے ہوئے ہیں۔ کبھی کبھی یہ آواز بھی اٹھتی رہتی ہے۔ کہ ہماری صنعتوں کو قومی ملکیت بنا دیا جائے گا۔ اب یا تو یہ ہونا چاہیئے کہ صوبے کی تمام صنعتیں قومی ملکیت بن جائیں اور حکومت ان کو چلانے کی ذمہ داری سنبھال لے اور یا حکومت تمام دکانیں اور کارخانے مہاجرین کو الاٹ کر دے تاکہ وہ ان کے چلانے کا بندوبست کریں۔ علاوہ ازیں یہ اصول بھی طے ہونا چاہیئے۔ کہ آیا مکانات دکانیں اور کارخانے مہاجرین ہی کو دیئے جائیں۔ یا غیر مہاجر بھی اس میں حصہ دار بن سکتے ہیں۔ اس وقت جو حالات نظر آ رہے ہیں۔ ان میں کوئی واضح اصول کارفرما نظر نہیں آتا۔ کسی جگہ تو مہاجر کا سوال کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ اور کسی جگہ غیر مہاجرین کو ترجیح دی جاتی ہے۔ حکومت کی بے اصولی آبادکاری کے معاملے میں بے حد مصائب کا باعث بن رہی ہے۔ اور رشوت خور اور بلیک مارکیٹ کرنے والوں کو من مانی کرنے کے مواقع حاصل ہو رہے ہیں۔ کسی واضح پالیسی کے نہ ہونے کی وجہ سے خود غرض افراد ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ایسے جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جو پوری معاشرت و معیشت کا تختہ الٹنے کا باعث بن سکتے ہیں۔ اگر حکومت آبادکاری کے معاملے میں ایک معین اور واضح پالیسی کا اعلان کر دے تو یہ ساری مشکلات رفع ہو سکتی ہیں

بازاروں کا منظر

لاہور کارپوریشن نے تھڑوں پر بیٹھنے والے دوکانداروں کے خلاف ایک مہم کا آغاز کر رکھا ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کے احکام کی خلاف ورزی کرنے کے جرم میں نو سو ساٹھ بائیکروں کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔ اصولی طور پر کارپوریشن کا یہ اقدام بالکل صحیح ہے۔ لیکن اس موقع پر یہ بھی حقیقت پیش نظر رکھنی چاہیئے۔ کہ تقسیم پنجاب کے ہنگامے کے بعد صوبے میں بیکاری کا بے حد اضافہ ہو چکا ہے خوراک کی حالت بھی سخت خراب ہے کاروبار کی حالت بھی گری ہوئی ہے۔ اس لئے تھڑوں پر بیٹھنے والے ایک حد تک معذور ضرور ہیں۔ ضرورت ہے کہ اس معاملہ میں تشدد و سخت گیری کے بجائے افہام و تفہیم کے ساتھ ان کی واقعی مشکلات کو حل کر کے سوال کو سلجھانے کی کوشش کی جائے تھڑوں پر بیٹھنے والے کم از کم اس لحاظ سے تو یقیناً ہماری ستائش کے مستحق ہیں۔ کہ کیمپوں میں بیٹھ کر حکومت پر بار بنتے۔ کسی کے آگے دست سوال دراز کرتے یا جرائم کی راہ سے روزی کمانے کے بجائے محنت و مشقت سے وسیلہ معاش تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمیں لاہور میں لندن و نیویارک کی سی کشش پیدا کرنے کا کام تھڑوں پر بیٹھنے والوں سے شروع کرنے کے بجائے بے کاری اور بے روزگاری کے زیادہ اہم سوال سے کرنا چاہیئے۔

پاکستان کی عورتوں کو فوجی تربیت دی جائے

بیگم لیاقت علی خان نے ایک پریس کانفرنس میں بیان دیتے ہوئے کہا کہ مہاجرین کو دوبارہ آباد کرنے کے سلسلہ میں مغربی پنجاب کی نوجوان خواتین کی خدمات جلیلہ کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ اور آپ نے اس امر پر بھی زور دیا۔ کہ پاکستان کی عورتیں اپنے گھروں کی حفاظت کے لئے لازمی طور پر فوجی تربیت حاصل کریں۔ بندوق و پستول چلانا سیکھیں۔ ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کیا کسی عورت کو پنجاب میں بندوق یا پستول رکھنے کا لائسنس بھی دیا گیا ہے یا نہیں؟ بلا بندوق رکھنے اور خریدنے کے عورتیں فوجی تربیت کس طرح حاصل کر سکتی ہیں۔ حکومت بندوقوں کے لائسنس تو مردوں کو بھی بڑی مشکل سے دے رہی ہے۔ وہ عورتوں کو کس طرح دے گی۔ بیگم صاحبہ کو چاہیئے کہ اس معاملہ کے متعلق پہلے حکومت کی پالیسی معلوم کر کے اعلان کریں۔ کہ عورتوں کو فوجی ہتھیار رکھنے کی کہاں تک اجازت ہے۔ اور پنجاب میں کس قدر لائسنس عورتوں کو دیئے گئے ہیں۔

کشمیر کے جھگڑے کا فیصلہ

سردار محمد ابراہیم نے کیا ہی خوب کہا تھا کہ کشمیر کے جھگڑے کا تصفیہ کشمیر ہی میں ہو سکے گا۔ موجودہ صورت حال سے اس قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ اول تو یہ ممکن نہیں کہ سیکورٹی کونسل کوئی ایسا فیصلہ کر سکے جس پر پاکستان کے ساتھ ہندوستان بھی متفق ہو۔ اگر اس قسم کا فیصلہ کیا بھی جائے تو اسے عملی جامہ کون پہنائے گا؟ پاکستان اور ہندوستان کو تو فیصلے کی تصدیق پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ سیکورٹی کونسل کے ممبر ہیں۔ لیکن پاکستان تو فریق جنگ نہیں۔ لڑائی تو ہو رہی ہے حکومت ہند۔ آزاد کشمیر حکومت اور مجاہدین قبائلی کے درمیان۔ پھر پاکستان جنگ بند کرانے کا ذمہ کیونکر لے سکتا ہے؟ سیکورٹی کونسل نے غلطی سے سردار محمد ابراہیم کو مباحث میں شامل نہیں کیا۔ اگر وہ بھی شامل کئے جاتے تو جنگ بند کرانے کی ذمہ واری آزاد کشمیر حکومت پر بھی عائد ہو جاتی۔ جب شیخ عبداللہ کو اپنا نقطۂ نگاہ پیش کرنے کی اجازت دی گئی۔ تو سردار محمد ابراہیم کو اپنے خیالات کے اظہار سے کیوں محروم رکھا گیا؟ اس میں شک نہیں کہ شیخ محمد عبداللہ ہندوستانی وفد میں شامل کیا جا چکا ہے۔ انہوں نے وفد کے رکن ہی کی حیثیت سے تقریر کی۔ سردار صاحب چونکہ پاکستانی وفد میں شامل نہ تھے۔ اس لئے انہیں تقریر کا حق نہیں دیا جا سکتا۔ یہ اصلاحی عذر بھی اصول عدالت کے خلاف ہے۔ کشمیر میں مقامی طور پر دو فریق ہیں۔ ایک فریق کے نمائندے شیخ عبداللہ بنے بیٹھے ہیں۔ اور دوسرے فریق کی نمائندگی سردار محمد ابراہیم کرتے ہیں۔ جب ایک فریق کو اپنا نظریہ پیش کرنے کی اجازت دی گئی۔ تو جب تک دوسرے فریق کو صفائی کا موقع نہ دیا جائے گا مقصد عدالت کس طرح پورا ہو گا؟ اگر تصفیہ کی کوئی صورت تھی، تو وہ ۲۰ جنوری کو تھی۔ جب سیکورٹی کونسل کے صدر کی قرارداد کو ذریعہ انفصال قرار دیا گیا تھا۔ پاکستانی وفد نے یہ قرار منظور کر لی تھی۔ سردار محمد ابراہیم بھی خاموش رہے۔ ہندوستانی وفد بھی قرارداد سے متفق تو تھا۔ لیکن وہ کمیشن کا دائرہ عمل کشمیر ہی تک محدود رکھنا چاہتا تھا۔ پاکستان کی شکایتیں حلقۂ تحقیقات میں لانے سے ڈرتا تھا۔ یہی ضد تھی جس سے بنا بنایا کھیل بگڑ گیا۔ چونکہ ہندوستانی وفد نے کونسل کا فیصلہ ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ اس لئے کونسل کے ممبروں میں اس کے خلاف نفرت کا پیدا ہونا لازمی تھا۔ یہی خطرہ تھا کہ مسٹر سیتلواد چیخ اٹھے۔ ہمیں کونسل سے انصاف کی امید نہیں۔ ممکن ہے کہ ہندوستانی وفد کو انصاف کی امید نہ ہو مگر کونسل کو تو اپنا فیصلہ منوا لینے کی امید ہے۔ اس سلسلہ میں جو قرار ہوئے تجویزوں کی صورت میں پیش کئے گئے ہیں۔ ان کے تذکرے کا وقت نہیں رہا۔ سوال یہ ہے کہ کشمیر کے جھگڑے کا کس طرح تصفیہ ہو سکے گا؟ ہم پھر عرض کرتے ہیں کہ حقیقی جھگڑا تو ہندوستان اور سردار محمد ابراہیم کی حکومت کے درمیان ہے۔ جب تک آزاد کشمیر حکومت کو مطمئن نہ کیا جائے گا۔ کوئی فیصلہ قابل عمل نہ ہو گا۔ آزاد کشمیر حکومت کیا چاہتی ہے اس کا اعلان ملاحظہ فرمایئے:۔

آزاد کشمیر حکومت کے ایک ترجمان نے ایک بیان میں کہا کہ شمولیت کے بارے میں آزاد استصواب رائے عامہ کے لئے حسب ذیل چھ شرطوں کا پورا کیا جانا ضروری ہے۔

(۱) استصواب رائے عامہ سلامتی کونسل کے زیر اہتمام کیا جائے۔ (۲) تمام غیر کشمیری افواج کشمیر سے واپس بلائی جائیں (۳) تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کیا جائے۔ (۴) ان مسلمانوں کو جنہوں نے پاکستان میں پناہ لی ہے۔ دوبارہ کشمیر میں بسایا جائے۔ (۵) استصواب رائے عامہ میں ہر بالغ کو رائے دہی کا حق ہونا چاہیئے (۶) پاکستان اور ہندوستان کے باشندوں کو ریاست میں آنے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ تاکہ وہ عوام میں پاکستان یا ہندوستان میں شمولیت کے بارے میں پراپیگنڈہ کر سکیں۔ ترجمان نے کہا کہ سلامتی کونسل کا استصواب رائے عامہ کے بارے میں کوئی فیصلہ جس میں ان شرائط کو شامل نہ کیا گیا۔ آزاد کشمیر حکومت کے لئے قابل قبول نہ ہو گا۔

یہ شرطیں بارہا پیش کی جا چکی ہیں ان پر تبصرے بھی ہوتے رہے ہیں۔ اور اپنی معقولیت کے باعث تمام فہیم حلقوں میں پسند بھی کی گئی ہیں یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ حقیقی فیصلہ انہیں شرطوں پر ہو سکے گا۔ اگر حکومت ہند یہ شرطیں تسلیم کرے تو اس کے سر سے شکست کا خطرہ ٹل جائے گا۔ ورنہ ہندوستانی وفد کی اس التجا کا تو کوئی نتیجہ نہ ہو گا۔ کہ جنگ بند کرائی جائے وہ یہ التجائیں ہی کرتا رہ جائے گا۔ اور مجاہدین بڑھتے جائیں گے۔ آخر نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ وہ کٹھوعہ پر قبضہ کر لیں گے۔ اور جہاد کی تلوار براہ راست مشرقی پنجاب کے سر پر چمکنے لگے گی۔ ہندوستان اندرونی زبوں حالی میں مبتلا ہے۔ پھر وہ جہاد کی چوٹ کیوں کر سہہ سکے گا؟ حکومت ہندوستان اگر اپنی آپ دشمن نہیں۔ تو کشمیر سے ہر قیمت پر جان چھڑانے کی کوشش کرے موجودہ صورت حال نے اسے کسی خارجی کشمکش میں حصہ لینے کے قابل نہیں رہنے دیا۔ اگر وہ زیادہ دیر تک کشمیر سے الجھی رہی تو تباہی یقینی ہے۔ راشٹریہ سیوک سنگھ کو مٹانا ہی کیا تھوڑا کام تھا۔ کہ اکالی بھی آنکھیں دکھانے لگے ہیں۔ ماسٹر تارا سنگھ نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے۔ کہ ہمارے مطالبے نہ مانے گئے تو ہم حکومت ہند کو ناک چنے چبوا دیں گے۔ ہمارے چند لاکھ سکھ کروڑوں ہندوؤں پر بھاری ہیں حکومت ہند یہ الٹی میٹم قبول کرے گی یا ہتھیار ڈال دے گی؟ اگر قبول کرے گی تو کیا وہ بیک وقت داخلی شورش اور خارجی لڑائی کا مقابلہ کر سکے گی؟ اکالی تو یقیناً شورش برپا کریں گے ایک تو وہ فطرتاً شریر ہیں۔ دوسرے حکومت ہند نے غیر سرکاری فوجیں خلاف قانون قرار دے دی ہیں۔ اور اکالیوں کی فوجیں سب سے زیادہ ہیں۔ مثلاً اکالی دل۔ اکالی رجمنٹ۔ اکالی سینا۔ فرنٹیئر رجمنٹ۔ اکالی سیوا دل وغیرہ۔ کیا حکومت ہند ان فوجوں کو خلاف قانون قرار نہ دے گی؟ پھر اکالی شرارت کیوں نہ کر سکیں گے؟ اگر حکومت ہند اپنے آپ کو مصیبت سے بچانا چاہتی ہے تو وہ آزاد حکومت کشمیر سے براہ راست تصفیہ کرے۔ سیکورٹی کونسل کے لئے بھی یہی بہتر ہے کہ مرقومہ بالا شرطوں ہی کو بنائے گفتگو قرار دے ورنہ نہ لڑائی ختم ہو گی نہ کشمیر کا عقدہ حل ہو گا۔ نہ حکومت ہند ہی کو مصیبتوں سے نجات ملے گی۔

مہاجرین کا انکار

حکومت پنجاب کی تجویز ہے۔ کہ بوڑے والا۔ وہاڑی اور ملتان کے مہاجرین کو سندھ میں آباد کیا جائے۔ یہ تجویز مغربی پنجاب میں زمینوں کی کمی اور خوراک کی قلت کے باعث کرنا پڑی۔ اس سکیم کا آغاز بوڑے والے کیمپ سے کیا گیا۔ جہاں بائیس ہزار مہاجرین سے کہا گیا کہ وہ سندھ کے لئے تیار ہو جائیں۔ مہاجرین نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کر دیا۔ سردار افتخار حسین اور سردار شوکت حیات خان نے سمجھایا مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ حکومت کا بیان ہے۔ رہتک کے ان تمام مہاجرین کو جو بوڑے والا کیمپ میں آباد ہیں ضلع میانوالی میں آباد ہونے کی پیشکش کی گئی۔ مگر وہ نہ مانے۔ سرکاری نقطۂ نگاہ سے انکار کی وجہ یہ ہے کہ مہاجرین کے لیڈروں نے ضلع ملتان میں زمینیں حاصل کر لی ہیں۔ اس لئے وہ اپنے ووٹروں کو بھی یہیں رکھنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ بیان صحیح ہے تو ہم حکومت اور مہاجرین کی خدمت میں گزارش کریں گے۔ کہ ابہام و تفہیم کا دامن چھوڑ دیں اور حالات کی نزاکت کے پیش نظر صورت حال کو خوشگوار بنائیں۔ ہم ڈپٹی کمشنر ملتان کی یہ دھمکی بھی افسوسناک سمجھتے ہیں۔ کہ مہاجرین نے اگر حکم کی تعمیل نہ کی تو انہیں دوسرے ہفتہ راشن نہیں دیا جائے گا۔ بھوکوں مارنا تو کسی ضابطہ تعزیر کے مطابق درست نہیں۔ اور یہ حرکت "مجازی زراقی" سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے مترادف ہو گی۔ یہ عقدہ کسی اور طریقے سے سلجھایا جائے۔ ہم مہاجرین کو بھی مشورہ دیں گے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو حکومت کی پریشانیوں میں اضافہ نہ کریں۔ ہماری حکومت پہلے ہی بے شمار مشکلات میں محصور ہے اگر اسے زیادہ پریشان کیا گیا تو مشکلات میں ناقابل برداشت اضافہ ہو جائے گا۔ مہاجرین سندھ نہیں جانا چاہتے تو میانوالی کا رخ کریں۔ اس ضلع کی زمین کم آبی اور ریگستانی اعتبار سے حصار اور رہتک کے ضلعوں کی زمینوں کے ہم پایہ ہو گی۔ پھر وہ اس ضلع سے کیوں نفرت کرتے ہیں؟ یا تو یہ ثابت کریں کہ منٹگمری اور لائلپور میں کوئی سی زمین خالی پڑی ہے۔ جس میں رہتک کے تمام مہاجرین یک جائی طور پر آباد ہو سکتے ہیں یا میانوالی کو آباد کریں تاکہ وہاں جمعیت اور تنظیم کے ساتھ رہ سکیں۔ ورنہ تیسرا راستہ وہی ہے جو حکومت بتاتی ہے۔ اگر اس کے سوا کوئی اور چارہ کار ہو تو ہمیں بتایا جائے تاکہ صورت حال کو مزید خوشگوار بنایا جائے۔

ریاست الور کی حکمرانی

حکومت ہندوستان کے مہاراجہ الور کو عارضی طور پر گدی سے اتار دیا ہے اور ریاست کی عنان ایک انتظامیہ کو سونپی گئی ہے۔ ریاست کے وزیر اعظم ڈاکٹر کھارے کو پہلے معزول کیا گیا۔ پھر انہیں دہلی میں ایک ماہ کے لئے نظر بند کیا گیا۔ حکومت ہند کا بیان ہے کہ الور راشٹریہ سیوک سنگھ کا برا مرکز ہے۔ اور حکام ریاست سنگھیوں کی مفسدانہ حرکتوں کی امداد اور حوصلہ افزائی کرتے رہے لہٰذا جب تک تحقیقات مکمل نہ ہو مہاراجہ اور وزیر اعظم ریاست سے باہر رہیں۔ مہاراجہ الور نے اگرچہ صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے لکھا کہ مجھے اس جماعت کا حامی قرار دینا افسوسناک ہے جس کی گردن پر مہاتما گاندھی کا خون ہے۔ لیکن میں اس حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔ مہاراجہ الور کے متعلق یہ افواہ گشت لگا رہی تھی کہ وہ کہتے ہیں چونکہ میں سری رام چندر جی کی اولاد میں سے ہوں۔ لہٰذا ہندوستان پر میرا ہی حق ہے۔ ڈاکٹر کھارے بھی کانگرس کے زخم خوردہ ہیں۔ انہیں سی۔ پی کی وزارت سے گاندھی پارٹی نے معزول کر لیا تھا۔

قحط کے آثار؟

مختلف اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ مغربی پنجاب کی غذائی پوزیشن حد سے زیادہ خراب ہو چکی ہے۔ اور اس وقت حالت یہ ہے۔ کہ اگر حکومت کی طرف سے کوئی فوری کارروائی نہ کی گئی۔ تو ہمارے صوبہ کو ایک زبردست قحط کا خطرہ درپیش ہے۔ ارباب حکومت کی طرف سے غذا کی موجودہ قلت کی زیادہ تر یہ وجہ بیان کی جاتی ہے کہ اس سال صوبے میں غذا کی اوسط پیداوار کم ہوئی ہے اس کے علاوہ ہمارے صوبہ کو بارہ لاکھ زائد مہاجرین کو خوراک مہیا کرنے کا بندوبست کرنا ہے۔ حکومت کی اس دلیل کو اگر صوبے کی غذائی پیداوار کے صحیح اعداد و شمار کے مطابق پرکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ صوبے کی اوسط پیداوار پینتیس لاکھ ٹن ہے پچھلے سال پنجاب کے دونوں حصوں میں کل اکتیس لاکھ ٹن گندم پیدا ہوئی۔ جس میں مغربی پنجاب کے حصہ ساڑھے بیس لاکھ ٹن ہے۔ ہماری صوبائی حکومت کو زیادہ سے زیادہ اندازے کے مطابق (مشرقی پنجاب سے آئے ہوئے مہاجرین سمیت) ایک کروڑ نوے لاکھ افراد کو گندم مہیا کرنی پڑتی ہے۔ اب اگر فی کس تقریباً آدھ سیر روزانہ کا تخمینہ سامنے رکھا جائے (حالانکہ یہ کچھ زائد ہی ہے) تو ۳۱ مارچ ۱۹۴۸ء تک گندم کی زیادہ سے زیادہ مقدار ساڑھے اٹھارہ لاکھ ٹن ہونی چاہیئے۔ سابق گورنمنٹ کے زمانے میں پنجاب سے جو گندم باہر بھیجی گئی۔ اس کا اندازہ زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ ٹن لگایا جا سکتا ہے۔ اس اعداد و شمار کے مطابق اس وقت ہمارے پاس کم از کم تین لاکھ ٹن کا سٹاک موجود ہونا چاہیئے۔ لیکن بدقسمتی سے یہ غائب ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تین لاکھ ٹن گندم کہاں گئی؟ اس کا جواب صرف ایک ہی ہے کہ یہ گندم بڑے بڑے تاجروں اور بلیک مارکیٹ کرنے والوں نے چھپا رکھی ہے۔ اور یہیں سے یکر چالیس روپے فی من کے حساب سے اسے چور بازار میں فروخت کیا جا رہا ہے۔ ایک وقت تھا کہ ہمارا صوبہ تمام کمی والے علاقوں کو مصیبت کے وقت گندم مہیا کیا کرتا تھا۔ لیکن اب یہ حالت ہے۔ کہ ہمیں اپنے آپ کو قحط سے بچانے کے لئے دوسروں کی امداد کا سہارا لینا پڑا ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت پاکستان کے وزیر خوراک کے ایک بیان سے ثابت ہوا ہے کہ مغربی پنجاب میں غذائی حالت اس قدر خراب ہے کہ اس نے مرکزی حکومت سے اکتیس ہزار ٹن گندم اور مقررہ مقدار سے زیادہ چاول کا مطالبہ کیا ہے۔ غذائی حالت کا مسئلہ اتنا اہم ہے۔ کہ حکومت کو اس کے حل کی طرف سب سے زیادہ توجہ دینی چاہیئے۔ ہم انہی کالموں میں حکومت سے پہلے بھی درخواست کر چکے ہیں کہ اسے اس مصیبت کی اصل جڑ کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ حکومت کی اس غفلت کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ ہمارے صوبہ کو اس وقت سخت قحط کا خطرہ درپیش ہے۔ اور لاکھوں انسان قحط اور بھوک کے شکار ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ حکومت کو چاہیئے کہ رشوت اور بلیک مارکیٹ کے تمام اڈوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دے اور غذائی قلت کو ہر قیمت پر پورا کرنے کی کوشش کرے تاکہ ہمارا صوبہ آنے والے خطرناک دور سے بخوبی گزر جائے۔ راشن بندی کے سلسلے میں بھی شہروں میں گرین سنڈیکیٹ قائم کئے گئے تھے۔ انہیں فوراً ختم کر دینا چاہیئے۔ پچھلے دونوں یہ سنڈیکیٹ درحقیقت غلے کے ہندو سکھ متوکل تاجروں کو مطمئن کرنے کے لئے بنائے گئے تھے۔ لیکن اب یہ سب لوگ جا چکے ہیں اور حکومت نے ایک اعلان کی رو سے لاہور سنڈیکیٹ کی مجلس انتظامیہ (ڈائریکٹوریٹ) سے ان کا نام بھی طویل غیر حاضری کی بنا پر "قانوناً" خارج کر دیا ہے۔ اور جو چار یا پانچ مسلمان ڈائریکٹر رہ گئے ہیں۔ ان کے برخلاف حکومت کے پاس ناجائز خورد برد کی بے شمار شہادتیں موجود ہیں۔ ایسی صورت میں سنڈیکیٹ کو قائم رکھنے یا اس کی نئی تنظیم کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہونا چاہیئے آخر اس بات کی تُک بھی کیا ہے۔ کہ غلہ حکومت خریدے۔ نرخ حکومت مقرر کرے۔ لیکن فروخت کرنے والی ایجنسی سنڈیکیٹ ہو تاکہ وہ بیچ سے نفع کما سکے۔ آخر نفع حکومت کیوں نہ کمائے تاکہ اسے پبلک فنڈ کے ذریعہ سے مفاد عامہ میں صرف کیا جا سکے۔ گرین سنڈیکیٹ کے علاوہ غلے کے دوسرے بڑے بڑے ذخیرے اندوزوں کے دفاتر پر بھی حکومت کا براہ راست قبضہ ہونا چاہیئے۔ غرض غلے کی فروخت اور کھپت کا سارا کام اگر صرف حکومت ہی کے ہاتھ میں ہو۔ اور کسی غیر سرکاری ایجنسی کو اجتماعاً یا انفراداً اس میں مداخلت کرنے کا حق حاصل نہ ہو۔ صرف اسی صورت سے قحط کے اندیشے کو رفع کیا جا سکتا ہے۔

اسلامی علوم اور اسلامی ثقافت

ایک اطلاع سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکومت پنجاب نے قاہرہ کے جامع ازہر کے نمونے پر اسلامی علوم و فنون کی ایک یونیورسٹی قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ چنانچہ اسلامیات پر ریسرچ کرنے کا جو محکمہ حال ہی میں علامہ لیوپولڈ اسد کی نگرانی میں قائم کیا گیا ہے۔ اسے وزیر اعظم نے ہدایت کی ہے۔ کہ علمائے اسلام اور فاضلان علوم مشرقی کی ایک نمائندہ جماعت طلب کرے۔ تاکہ اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے کی ٹھوس تجاویز پر غور کیا جا سکے یہ تجویز یقیناً اچھی ہے بشرطیکہ یہ یونیورسٹی ہمارے پورے نظام تعلیم کو ایک نئے سانچے میں ڈھالنے کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ لیکن اگر جامعہ ازہر کی قسم کا ایک اسلامی ادارہ قائم کر دیا گیا اور باقی سارا نظام تعلیم اسی پرانی ڈگر پر چلتا رہا۔ تو یہ تجویز مفید ہونے کے بجائے الٹے مضر نتائج پیدا کرے گی۔ آج ضرورت اس بات کی نہیں کہ ہم اسلامی علوم کے نام پر دینی تعلیم اور دنیوی تعلیم کا امتیاز پیدا کر کے دینی تعلیم کے لئے کوئی یونیورسٹی قائم کر دیں۔ جو صرف "ملاؤں کو پیدا کرنے کا کام کرے۔ اور باقی دوسرے علوم کے لئے وہی پرانی قسم کے کالجوں کا چکر چلتا رہے۔ اسلام دنیا کا پہلا اور آخری مذہب ہے جس نے مذہب و سیاست یا دین و دنیا دونوں کو ایک ہی عینک سے دیکھنے کا پیغام دیا ہے اس لئے اسلامی نظام تعلیم کو ملک کے عام نظام تعلیم سے جدا کرنا اسلام کی بنیادی تعلیمات کو مسخ کر دینے کا باعث بن سکتا ہے۔ لیکن ہمیں امید رکھنی چاہیئے۔ کہ زیر بحث اسلامی یونیورسٹی کا نتیجہ یہ نہیں ہو گا۔ اور اس کے قائم ہو جانے کے بعد سارا تعلیمی نظام موجودہ یونیورسٹیوں اور کالجوں کے محور پر گھومنے کی بجائے اسی کے محور پر گھومے گا۔

بدلہ مت لو
وزیر پاکستان کی مسلمانوں کو نصیحت

کراچی ۶ فروری۔ جیکب آباد مسلم لیگ اور پاکستان نیشنل گارڈز کو مخاطب کرتے ہوئے پاکستان کے وزیر خوراک و زراعت و صحت پیر زادہ عبد[illegible] نے کہا کہ ہندوستانی یونین کے اندر مسلمانوں پر جو آفت ٹوٹ پڑی اور جو جو آفتیں اور مصیبتیں انہوں نے اٹھائیں ان کا بدلہ پاکستان کے غیر مسلموں سے لینا مذہب اسلام کے خلاف ہے اس قسم کا بدلہ لینے سے تم لوگ اسلام کی سطح سے گر جاؤ گے اسلام کی سطح سے تو کیا بلکہ انسانیت کے درجہ سے بھی گر جاؤ گے۔ اور ایسی حرکت سے پاکستان کا وقار بین الاقوامی میدان میں نیچے ڈوب جائے گا۔ موجودہ حالات میں سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ہم اقلیتوں کے ساتھ اسلامی روایات کے مطابق انصاف اور معقولیت سے پیش آئیں۔ ان اسلامی روایات پر عمل کرنا اب پہلے سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ اور ہم کو ان پر سختی سے عمل کرنا چاہیئے۔ اقلیتیں ہمارے پاس مقدس امانت کی طرح ہیں۔ اور ہمیں اس امانت میں کبھی بھی خیانت نہیں کرنی چاہیئے۔ میں آپ کو ہدایت کرتا ہوں کہ اسلامی معاشرت اسلامی روایات اور اسلامی شان کو پہلے سے بھی زیادہ اونچا کرو۔ اور لوگوں کو تعلیم دو۔ لوگوں کو یہ بتا دو کہ اب ایک آزاد قوم کی حیثیت سے ان پر کیا کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ عوام کو امن و امان قائم کرنے کا احساس دلانا چاہیئے اور اقلیتوں کا اعتماد حاصل کرنا چاہیئے۔ تاکہ پاکستان دنیا میں سر اونچا رکھ سکے۔

لاہور میں غلہ کی قیمت بڑھا دی گئی ہے

لاہور میں گذشتہ ہفتہ سے گندم میں جو ملا کر تقسیم کئے جا رہے ہیں - اس کے علاوہ ڈھائی روپے من کا قیمت میں بھی اضافہ کر دیا گیا ہے - حکومت نے اگر قیمت میں اضافہ کرنا تھا - تو نصف سے زیادہ اس میں جو ملا کر اس گندم کو بالکل خراب نہیں کرنا چاہیئے - ملاوٹ والی گندم کی آٹے کی روٹیاں ایک تو سیاہ رنگ کی پکتی ہیں اور پھر روٹی ایسی معلوم ہوتی ہے - جیسے مٹی کی روٹی بنائی گئی ہے - پنجاب میں تو غلے کی اس قدر قلت نہیں ہے - نہ معلوم حکومت ایسی ایسی کارروائیاں کیوں کر رہی ہے لوگوں کو اس غلہ کی نسبت سخت شکایت ہے

لاہور انارکلی میں دوکانات کی تقسیم

معلوم ہوا ہے کہ لاہور انارکلی کی دوکانات کی تقسیم کا کام دوکانات تقسیم کرنے والی کمیٹی نے ختم کر دیا ہے - اور تمام دکانیں مہاجرین کو تقسیم کر دی ہیں - بعض لوگوں کو شکایت ہے کہ کمیٹی نے لاہور کے رہنے والے لوگوں کو بھی دوکانیں دے دی ہیں - لوگوں کو چاہیئے کہ جہاں جہاں بے انصافی سے کام لیا گیا ہے - اس کی تحریری طور پر ڈپٹی کمشنر لاہور کو اطلاع دیں - تاکہ وہ اس بے انصافی کا سد باب کرائیں - بعض دوکانیں جو کہیں نہیں رہ گئی ہیں - وہ بھی ہفتہ عشرہ کے اندر اندر تقسیم کر دی جائیں گی -

بقیہ مضمون صفحہ ۲ سے آگے

لئے وزیر اعظم مقرر کیا ہے - اور نہ ہی انہیں عوام کے کسی طبقہ نے عارضی حکومت کا سربراہ چنا -

صدر سلامتی کونسل کی تجویز

سلامتی کونسل کے صدر جنرل مہک ناٹن نے کہا کہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان سمجھوتہ اور تصفیہ کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے - کہ دونوں فریق ایک دوسرے سے مراعات دیں - کونسل کی یہ خواہش ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کے نمائندوں کے درمیان گول میز کانفرنس کا سلسلہ مزید کسی تاخیر کے بغیر پھر شروع ہونا چاہیئے - انہوں نے بتایا کہ کانفرنس کونسل کے سابق صدر کی زیر صدارت

جنگ ختم کرنے کے لئے شرائط رہیں گے

سر ظفر اللہ خان نے کہا کہ قبائلیوں کو کشمیر میں داخل ہونے سے روکنے سے مسئلہ کشمیر حل نہیں ہو گا - کشمیری عوام اسی صورت میں اپنے ہتھیار رکھ سکتے ہیں - جب انہیں یہ یقین دلایا جائے - کہ اب مسلمانان کشمیر پر ظلم و تعدی نہ ہو گا - پاکستان کو بھی یہ اطمینان دلایا جائے - کہ ریاست کشمیر کی ہندوستانی یونین میں شمولیت کا سوال آزادانہ اور غیر جانبدارانہ طریقہ سے حل کیا جائے گا - صدر سلامتی کونسل نے مفصل یادداشت پیش کرنے کے لئے کولمبیا اس اثنا میں - ہم لنگن ہو وا کی پیش کردہ قرارداد پر بحث ملتوی کر دیں - برطانوی نمائندہ نے صدر کونسل کی اس قرارداد کی تائید کرتے ہوئے کہا - کہ داخلی نقطہ نگاہ کے مطابق ایسے اسباب موجود ہیں - جن کا یہ تقاضا ہے - کہ ہم اس مسئلہ کو جلد سے جلد طے کر دیں - اور خارجی اعتبار سے بھی ایسے حالات موجود ہیں - جو اس امر کے متقاضی ہیں - کہ کونسل جس قدر جلد اس متنازعہ کا فیصلہ کرا دے اتنا ہی بہتر ہو گا - اس کے بعد صدر سلامتی کونسل نے اجلاس آئندہ پیر تک کے لئے ملتوی کر دیا (رائٹر)

ہندوستان کے غیر ذمہ دار اخبارات

ہندوستان کے بعض اخبارات نے گاندھی جی کے قتل کے بعد بھی اپنی روش نہیں بدلی اور وہ برابر اشتعال انگیزی میں مصروف ہیں - نہرو حکومت کو ناکارہ اور نا اہل ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے - ہندو پناہ گزینوں کی ساری مشکلات و مصائب کی ذمہ داری اس حکومت پر ڈالی جا رہی ہے اور نہایت مکاری سے کم علم ہندو عوام کے دل میں یہ بات بٹھائی جا رہی ہے - کہ نہرو حکومت بے حد کمزور ہے پاکستان زود یا بدیر ہندوستان پر ضرور حملہ کرے گا - نہرو حکومت اس حملہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی نہ یہ حکومت ہندوستانی مسلمانوں سے جو در اصل پاکستان کے وفادار ہیں نپٹ سکتی ہے - اس لئے جب تک اس حکومت کو ختم نہ کیا جائے گا ہندوستان کا مستقبل تاریک ہی رہے گا - متحدہ ہندوستان میں سب سے زیادہ نفرت انگیز اخبارات پنجاب سے نکلتے تھے

کا بھی بڑا حصہ ہے - تقسیم پنجاب اور تبادلہ آبادی کے فوراً بعد پنجاب کے اخبارات اپنے تمام لوازم سمیت دہلی میں آ کر جمع ہو گئے ہیں - اور وہی زہریلا پراپیگنڈہ کر رہے ہیں - جو وہ پنجاب میں کیا کرتے تھے - مسلمانوں کو بدنام کرنا اور ان کی تباہی کا سامان فراہم کرنا ان کا خاص مشغلہ ہے - اور حکومت کی درخواستوں اور گاندھی جی کی حکیمانہ اور مخلصانہ مشوروں کے باوجود ان کی روش میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے - وہ جہاں تھے وہیں ہیں - حکومت ہندوستان نے غیر ذمہ دارانہ اخبارات کو کچلنے کے لئے جرأت کے ساتھ قدم اٹھایا ہے - چھ اخبارات کی اشاعت حکماً بند کر دی گئی ہے - ان میں ملاپ اور "تنگرام" ایسے شر انگیز اخبارات بھی شامل ہیں - اس کے علاوہ "پرتاب" اور بعض دوسرے مفسدہ پرداز اخباروں سے بھی ضمانت مانگی گئی ہے - ہم پریس کی آزادی کے حامی ہیں - لیکن پریس کی آزادی کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ کسی اخبار کو ملک میں فتنہ و فساد پھیلانے - عوام کو بد امنی کی ترغیب دینے اور ہمسایہ ملکوں سے تعلقات خراب کرنے کی اجازت دی جائے - ایسے اخبارات ملک و قوم کے سب سے بڑے دشمن ہیں - اور انہیں عبرتناک سزا دی جانی چاہیئے

سکھ مخمصہ میں

سکھوں کی پوزیشن اس وقت بڑی نازک ہو رہی ہے وہ کانگرس میں مدغم ہونے کے لئے تیار نہیں - کیونکہ اس صورت میں ان کا جداگانہ وجود ختم ہو جائے گا - لیکن اگر وہ کانگرس میں شامل نہیں ہوتے - تو اکالیوں کو سیاست میں حصہ لینے کی اجازت دینے کے لئے اب حکومت تیار نہیں - اور اگر فیصلہ مخلوط انتخاب کے حق میں ہو گیا - تو سکھوں کی سیاسی حیثیت کو بالکل ختم سمجھیئے - اس وقت سردار بلدیو سنگھ اور ان کے ساتھی تو کانگرس میں مدغم ہونے کے حق میں ہیں مگر ماسٹر تارا سنگھ کو ابھی تک یہی ضد ہے - کہ ہم اپنی جداگانہ سیاسی تنظیم باقی رکھیں گے - مگر آثار و قرائن سے یہی معلوم ہوتا ہے - کہ ماسٹر جی نامساعد حالات کے ریلے کے سامنے ٹھہر نہ سکیں گے

تاریخ کی درسی کتابیں

وزارت تعلیمات سندھ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تاریخ کی درسی کتابیں از سر نو لکھوائی جائیں کیونکہ تاریخ کو بالکل غلط انداز میں پیش کیا گیا ہے حکومت سندھ کا یہ اقدام مستحسن ہے - وزارت تعلیمات پنجاب کو اس سلسلہ میں زیادہ موثر اور جامع اقدام کرنا چاہیئے - تاریخ کی مروجہ درسی کتابیں اب ہمارے بچوں کے لئے قطعاً غیر موزوں ہیں - نہ صرف اس لئے کہ ان میں مسلمانوں کی تاریخ کو مسخ کرنے کی کوشش کی گئی ہے - بلکہ اس لئے بھی کہ موجودہ کورس کا ۷۵ فی صدی حصہ ہندو راجاؤں اور انگلستان کے حکمرانوں کے تذکروں پر مشتمل ہے - باقی ۲۵ فی صدی میں ہندوستان کے مسلمان سلاطین اور ۱۸۵۷ء کے بعد انگریزی راج کا ذکر ہے ضرورت اس امر کی ہے - کہ موجودہ ردی نصاب تاریخ کو منسوخ کر کے اس کی جگہ نیا کورس مرتب کیا جائے - جو نہ صرف تاریخ کی صحیح اور مستند کتابوں پر مشتمل ہو بلکہ اس میں ہندوستان کے مسلمان سلاطین کے علاوہ اسلامی تاریخ کو بھی مناسب اہمیت دی جائے -

فن تعمیر حیات

ترکیب کی تفصیل

اکسفورڈ ڈکشنری میں تصور کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کی گئی ہے "دماغی موزوں یا غور ان افعال اور حادثات پر ایک دم وجود میں نہیں آئے" پیشتر اس کے کہ تصور دو یا دو سے زیادہ تصاویر اس طرح ملائے کہ ان کو ایک نیا خیال قرار دے یہ مناسب ہے - کہ امور واقعہ کو سمجھ لیا اور اس کی تدریجی قیمت جانچ لی جائے جس قدر صاف اور روشن تمہارا تخیل ہو گا اسی قدر جلدی وہ نئے خیال کی شکل قبول کرے گا - ہمارے بیان کی صراحت مندرجہ ذیل تمثیل کی ترکیب سے ہو سکتی ہے -

ترکیب بذریعہ سوالات مضمون نویسی

(۱) نویسی پن کیا ہے ؟ (۲) اس کے کتنے حصص ہیں ؟ (۳) اس قلم کی کتنی قسمیں ہیں (۴) مقابلتاً ان میں کیا کیا خوبیاں ہیں - (۵) اس قسم کا قلم بنانے کے لئے کیا مصالح درکار ہے - (۶) یہ مصالح کہاں مل سکتا ہے - (۷) ان پر کیا خرچ آئے گا - (۸) اس قسم کے قلم بنانے میں کیا لاگت آئے گی (۹) اس قلم کا پہلا موجد کون ہے - (۱۰) کون اسے زیادہ خریدتے ہیں (۱۱) کیا ان کی تیاری کے لئے زیادہ کاریگری درکار ہے - (۱۲) کیا قلم سازوں کو بہت منافع ہوتا ہے - (۱۳) تجربہ سے کونسا بہترین طریقہ ان کو فروخت کرنے کا ثابت ہوا ہے - (۱۴) کیا ایسے قلم عام طور پر نا پسند ہونے لگے ہیں - (۱۵) یا ان کی پسندیدگی بڑھ رہی ہے - (۱۶) کیا قلم کی تشکیل فروختگی میں اہم ہے - (۱۷) سستے قلموں کی فروخت کا عمدہ اور گراں قیمت قلموں پر کیا اثر ہوا ہے - (۱۸) کیا سال میں کوئی ایسا وقت آتا ہے جس میں ان کی بکری زیادہ ہوتی ہے - (۱۹) اس کاروبار میں خاص دقتیں کیا ہیں - (۲۰) ان کو رفع کرنے کے لئے کیا کارروائی کرنی چاہیئے ؟ (۲۱) ان قلموں کا اشتہار کس قدر ہونا چاہیئے - (۲۲) ان قلموں کا

مستقبل زمانہ آئندہ میں کیا ہو گا ؟

عالمگیر اہمیت کا معاملہ

اگر کوئی شخص سوال کرے کہ اس کا تمہارے ساتھ کہاں تک تعلق ہے - اس کا جواب یہ ہے - کہ اس کا تعلق ہر شخص سے ہے - جو کچھ کرنا چاہتا ہے - یاد رہے کہ دنیا کے ہر ایک کام میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ترکیب اور ترتیب کی ضرورت ہے - اس کے معنے یہ ہیں - کہ تصور کو بکثرت استعمال کیا جائے - مگر ابتدائی مرحلہ یہ ہے - کہ امور واقعہ کو پا لینا اور سمجھنا چاہیئے - یہ تمہارا فرض ہے - خواہ تمہارا پیشہ کچھ ہی ہو -

تصور اور دریافت

اب ہم دریافت کے کام میں تصور کے استعمال پر بحث کرتے ہیں - یہ ضروری نہیں ہے کہ دریافت کسی خاص قسم کی ہو - ہم اس مضمون کی بذریعہ تمثیل صراحت کرتے ہیں تاکہ ناظرین اسے اچھی طرح سمجھ سکیں - ایک چائے کے سوداگر کو یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی - کہ بعض اضلاع میں تو اس کی چائے نہایت پسند کی جاتی تھی اور بعض میں لوگ اس سے بیزار تھے - اب آپ پوچھ سکتے ہیں - کہ چائے کی ناپسندیدگی کا بعض اضلاع میں کیا سبب تھا ؟ کیا چائے خراب تھی ؟ کیا اس کے بنانے کی ترکیب خراب تھی ؟ کیا پانی میں کچھ خرابی تھی ؟ کیا قیمت زیادہ تھی ؟ یا سوداگر کو چائے فروخت کرنے کا طریقہ نہ آتا تھا - گویا مندرجہ ذیل امور میں باعث ناپسندیدگی معلوم کرنا تھا - (۱) چائے - (۲) اس کے بنانے کی ترکیب (۳) یا پانی (۴) یا قیمت (۵) طریقہ فروخت چائے ہمیشہ وہی ہوتی ہے - اس لئے یہ کوئی نقص نہیں ہے - بہترین کارندہ چائے بیچنے کے لئے جاتے تھے - اور وہ بکری کو بڑھا سکتے تھے - چائے اسی طرح بنائی جاتی تھی - جیسے کہ ان اضلاع میں جہاں وہ بہت بکتی تھی - آخر دریافت ہو گیا کہ بعض اضلاع میں اس چائے کی ناپسندیدگی کا باعث اور ذمہ دار پانی ہے - ہر ضلع سے پانی کے نمونے منگا کر اس پر عمل کیمیاوی کیا گیا - اور چائے میں اس طرح ردوبدل کیا گیا - کہ ہر ضلع کے پانی کے لئے موزوں ہو گئی -

قیاس غیر مصدقہ کی خلقی مالیت

اگر تم کسی کاروبار یا پیشہ کے متعلق کچھ دریافت کرنا چاہو - یا تمہارا منشا معلومات حاصل کرنے کا ہو - تو ہمیشہ ایک تھیوری یعنے قیاس غیر مصدقہ قائم کرو - بلکہ مناسب تو یہ ہے کہ کئی قیاسات غیر مصدقہ قائم کرو - اور سب کی آزمائش کرو - حقیقت اور سچائی تک پہنچنے کا یہ بہترین طریقہ ہے - ہر علمی تحقیقات میں یہ ہی طریقہ استعمال کیا جاتا ہے - فرض کرو کہ تمہارے کاروبار میں منافع گھٹ رہا ہے - اور عام معائنہ کے بعد تم اس کی وجہ معلوم نہیں کر سکے بتاؤ کہ پھر تم کو کیا کرنا چاہیئے ؟ (باقی پھر)

شیخ عبد اللہ کشمیر کے نمائندے نہیں بلکہ غدار ہیں
مجھے آزاد کشمیر کا معاملہ پیش کرنے کی اجازت دی جائے بسردار محمد ابراہیم کی سلامتی کونسل سے درخواست

نیویارک ۱۷ر فروری۔ سردار محمد ابراہیم خان صدر آزاد کشمیر حکومت نے صدر سلامتی کونسل سے درخواست کی ہے۔ کہ انہیں بھی سلامتی کونسل میں تقریر کرنے کی اجازت دی جائے۔ تاکہ وہ شیخ عبد اللہ کی کل تقریر کا جواب دے سکیں۔ جو غلط بیانیوں پر مبنی تھی۔ شیخ عبد اللہ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ انہیں باشندگان کشمیر نے متفقہ طور پر اپنا رہنما منتخب کیا ہے۔ اور اس طرح انہیں عوام کا پورا اعتماد حاصل ہے۔ اور وہ کشمیری عوام کی جو نمائندگی کرتے ہیں وہ سرتاپا غلط ہے۔ باشندگان کشمیر کی عظیم اکثریت نہ شیخ عبد اللہ کی نمائندگی کو مانتی ہے۔ اور نہ ان کی حکومت کو تسلیم کرتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شیخ عبد اللہ وادی کشمیر کے نصف سے زیادہ حصہ میں عوام کے سامنے آنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتے۔ اور یہ حقیقت اس امر سے بدیہی طور سے ظاہر ہوتی ہے کہ وادی کشمیر کے نصف سے زیادہ حصہ کی آبادی نے شیخ عبد اللہ کی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کر رکھا ہے۔ اگر اس کا دعویٰ نمائندگی صداقت پر مبنی ہوتا تو بغاوت ختم کرنے کے لئے کشمیری عوام کو سمجھانا بجھانا ان کے لئے نہایت آسان کام تھا۔ اس علاقہ کی عظیم اکثریت بھی جس پر ہندوستانی افواج کا تسلط ہے۔ شیخ صاحب کی قیادت کو تسلیم نہیں کرتی۔ وہ اپنی طاقت اور اختیارات کو ہندوستانی افواج کے طاقت کے بل پر استعمال کر رہے ہیں جس دن مہاراجہ نے انہیں عارضی حکومت کا صدر مقرر کیا۔ اُس دن سے اب تک شیخ عبد اللہ نے سینکڑوں سیاسی کارکنوں کو نظر بند کر دیا ہے۔ ان میں کشمیر کی مجلس قانون ساز کے پانچ رکن بھی شامل ہیں۔ ان سب لوگوں کو بغیر کسی مقدمہ چلائے غیر معینہ عرصہ کے لئے قید کیا گیا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ مسلم کانفرنس ہی اسلامیان کشمیر کی واحد نمائندہ سیاسی جماعت ہے۔ یہ جماعت ۱۹۳۱ء سے قائم ہے۔ اور تحریک آزادی کشمیر بھی اسی جماعت نے شروع کی۔ نیشنل کانفرنس جس کی نمائندگی کا دعویٰ شیخ عبد اللہ کرتے ہیں سات سال کے بعد معرض وجود میں آئی۔ مسلم کانفرنس کے صدر اور ورکنگ کمیٹی کے ارکان ۱۹۴۶ء سے بغیر کسی مقدمہ کے جیلوں میں قید ہیں۔ اور اس امر کے باوجود کہ آزادی کے نمائندہ ہیں۔ یہ مسلم رہنما اب بھی جیلوں میں ہیں۔ مسلم کانفرنس نے ہی آزاد کشمیر حکومت کی تشکیل کی۔ جو اس وقت تک آزاد کشمیر حکومت کے لئے جدوجہد میں مصروف ہے۔ اور جو اپنی جدوجہد کو اس وقت تک جاری رکھے گی جب تک کہ اسے اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہو جائے گی۔ اس وقت گلگت۔ پونچھ۔ مظفر آباد۔ میرپور۔ بھمبر اور ریاسی آزاد حکومت کے زیر تسلط ہے۔ یہ تمام علاقہ وادی کشمیر کے نصف سے بھی زیادہ ہے۔ شیخ عبد اللہ بھی یہ دعوے نہیں کر سکتے۔ کہ وہ ان علاقوں میں جاکر خیریت سے واپس آجائیں۔ ان واقعات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ شیخ عبد اللہ کو کشمیر میں "کوئزلنگ" (غدار) کی حیثیت حاصل ہے۔ میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں۔ کہ اس وقت اگر کوئی جماعت اسلامیان کشمیر کی نمائندگی کا دعویٰ کر سکتی ہے۔ تو مسلم کانفرنس اور آزاد کشمیر حکومت ہے جو جدوجہد آزادی کو کامیاب بنا کر دم لینے کا عزم کر چکی ہے۔ آزاد کشمیر حکومت کے صدر کی حیثیت سے مجھے اسلامیان کشمیر کی نمائندگی کا شرف حاصل ہے اور میں سلامتی کونسل سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ مجھے جلد سے جلد کونسل کے سامنے کشمیر کا کیس پیش کرنے کی اجازت دے تاکہ اراکین کونسل کے مسئلہ کشمیر کا کوئی حل تجویز کرتے وقت ان کے سامنے کشمیر کی پوری اور صحیح تصویر موجود ہو۔

تقسیم فلسطین

عرب ہائر کمیٹی نے فلسطینی کمیشن کو ایک مکتوب کے ذریعہ اطلاع دی ہے۔ کہ اگر ہمارے کافی نمائندے نہ لئے گئے تو ہم اقوام متحدہ کی کمیشن کمیٹی سے تعاون نہ کر سکیں گے بلکہ تقسیم فلسطین کی تمام کوششیں ناکام رہیں گی۔ امریکی وفد نے تقسیم فلسطین کی حمایت حاصل کرنے کے سلسلہ میں بعض اقوام پر جبر دباؤ ڈالا ہے۔ وہ سیاسی بلیک میلنگ ہے۔ عربوں نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ ہم معاہدہ بالفور اور انتداب فلسطین کو تسلیم کرنے کے لئے کسی طرح بھی تیار نہیں ہیں۔ عرب اپنا ملک لینا چاہتے ہیں اور آزادی کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہیں۔

کشمیر کا معاملہ

ہندوستان نے کشمیر کے معاملہ میں جارحانہ روش اختیار کی تو پاکستان نے رفع شر کی غرض سے یہ تجویز کی کہ دونوں ملک اس معاملہ کو یو۔ این۔ او کے سامنے پیش کر دیں۔ اور یو۔ این۔ او جو فیصلہ کرے وہ دونوں کو منظور۔ مگر ان دنوں ہندوستان ہوا کے گھوڑے پر سوار تھا۔ اس لئے اس پیشکش مفاہمت کو درخور اعتنا نہ سمجھا گیا۔ لیکن جب آٹھ دس لاکھ روپیہ روزانہ کے اسراف کے باوجود ہندوستان کو کشمیر میں ہر مورچہ پر شکست نصیب ہوئی۔ تو ہمارے ہمسایہ ملک نے یو۔ این۔ او میں پاکستان کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ چونکہ پاکستان کو نوٹس وقت پر نہیں ملا تھا۔ اس لئے سر ظفر اللہ خان نے پہلے دن حفاظتی کونسل سے یہ درخواست کی کہ دو دن کے لئے اجلاس ملتوی کر دیا جائے تاکہ میں اپنا جواب دعوے تیار کر لوں۔ مگر مسٹر گوپال سوامی آئینگر نے ان کی اس درخواست کی شدید مخالفت کی اور کہا کہ کشمیر کا معاملہ اس قدر خطرناک اور اہم ہے کہ ایک دن کا التواء بھی خطرناک ہوگا۔ اب حفاظتی کونسل کو کشمیر کے معاملہ پر غور کرتے ہوئے ایک مہینہ گزر چکا ہے۔ اور کونسل کسی نتیجہ پر پہنچنے ہی والی تھی۔ کہ ہندوستان نے یہ درخواست پیش کر دی۔ کہ کونسل کا اجلاس غیر معین عرصہ کے لئے ملتوی کر دیا جائے؟ ممبروں نے پوچھا کیوں صاحب اب یہ التوا کس لئے؟ تو جواب ملا۔ ہم اپنی حکومت سے مشورہ کر لیں۔ کونسل نے کہا بہت اچھا۔ ایک دن کے لئے اجلاس ملتوی۔ آپ بذریعہ تار اپنی حکومت سے مشورہ کر لیں۔ مگر مسٹر گوپال سوامی نے کہا۔ میں تو دہلی جاکر مشورہ کروں گا۔ ممبروں نے پوچھا۔ کیا اب کشمیر کا مسئلہ اس قدر اہم اور نازک نہیں رہا۔ کہ ہم مزید تصدیق کئے بغیر بدھ کو اس پر غور کریں۔؟ مگر ہندوستانی قائد وفد کا جواب یہ تھا:۔

"آپ جو چاہے کیجئے۔ میں تو ہوائی جہاز میں اپنی نشست بھی مخصوص کرا چکا ہوں۔ اور بدھ کو امریکہ سے ہندوستان روانہ ہو جاؤں گا"

گوپال سوامی کے ہندوستان چلے جانے کے بعد بھی جاری رہے گا۔

ہندوستان تو کمبل کو چھوڑتا ہے۔ مگر اب کمبل ہندوستان کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔

پاکستان کا فیڈرل کورٹ

لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن نے ایک قرارداد میں حکومت پاکستان کو یہ مشورہ دیا ہے کہ پاکستان کے فیڈرل کورٹ کا صدر مقام لاہور ہو۔ ہم اس معاملہ میں بار ایسوسی ایشن کی تائید کرتے ہیں۔ لاہور میں پاکستان کی سب سے بڑی اور سب سے پرانی ہائی کورٹ ہے۔ اس کے علاوہ لاہور کو سارے پاکستان میں جغرافیائی اعتبار سے بھی مرکزیت حاصل

ضروری اعلان

حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کا سالانہ عرس یعنی سترہویں ۱۷ر ربیع الثانی تا ۲۰ر مطابق ۲۷ر فروری تا ۲ر مارچ تک ہوگا۔ موجودہ انقلابات کے زیر اثر تمام پیرزادگان آستانہ عالیہ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ صرف چند نفوس جو حالت غربت میں خدمت و حفاظت آستانہ عالیہ کے لئے موجود ہیں۔ آستانہ بالکل متوکل ہے۔ اُمید ہے۔ کہ عقیدت مند اور مخیر حضرات آستانہ شریف کے مصارف نذر دینا نہ لنگر و روشنی روزانہ و عرس کے کار خیر میں معاونت فرمائیں گے۔ غیر موجود پیرزادہ نباتی اور تحریری پروپیگنڈہ کر رہے ہیں۔ یہاں بھی چند نمائندے بنائے ہوئے ہیں۔ لہٰذا عوام کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ مغالطہ میں نہ آئیں۔ جو صاحب بھی خدمت آستانہ کرنی چاہیں۔ مندرجہ ذیل پتہ پر روانہ فرما دیں۔ تاکہ صحیح معنوں میں مصرف میں آئے۔ جس سے کہ خوشنودی آخرت اور ثواب دارین حاصل ہو۔

پتہ

سید حافظ حسن نظامی
سجادہ نشین درگاہ حضرت
خواجہ سید نظام الدین اولیاؒ
دہلی

ایڈیٹر میاں عبد المجید صاحب
THE PAISAAKHBAR URDU WEEKLY LAHORE
پیسہ اخبار لاہور
یادگار حاجی مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم

حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کی تقریر

کراچی ۲۱ر فروری۔ آج قائد اعظم نے ایک تقریب پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ ہم نے پاکستان کی آزادی کی جنگ جیت لی ہے۔ لیکن ابھی ہمیں اس سے کہیں زیادہ مشکل اور صبر آزما جدوجہد کرنی ہے۔ یہ جدوجہد ملک کو مضبوط اور ٹھوس بنیادوں پر قائم کرنا ہے۔ ہمیں اس جنگ میں بھی کامیابی حاصل کرنا ہے۔ آپ کراچی کی ہیوی رجمنٹ کے سامنے تقریر فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا آپ کا کام یہ ہے۔ کہ اسلامی جمہوریت کی ترقی کے لئے اور اس بقا کے لئے کوشاں رہیں۔ اس کے علاوہ ہمیں اسلامی معاشرتی انصاف اور انسانیت کی صفتوں کو بھی برقرار رکھنا ہے۔ ہم میں سب سے زیادہ خواہش اس بات کی ہے کہ ہم امن سے زندگی بسر کریں اور دوسرے بھی امن سے رہیں۔ اور ہم دوسروں کی مداخلت کے بغیر اپنے ملک کو اپنی مرضی کے مطابق ترقی کی راہوں پر چلائیں۔ اور عوام الناس کی زندگی بہتر بنائیں۔ ملیر کی روح افزا فضا میں جہاں کہ بارش ابھی ختم ہی ہوئی تھی۔ حضرت قائد اعظم کے اعزاز میں آرٹلری گراؤنڈ میں ایک سلامی دی گئی۔ آپ محترمہ مس فاطمہ جناح کی معیت میں آرٹلری گراؤنڈ میں پہنچے۔ پاکستان کے وزیر اعظم اور وزیر دفاع مسٹر لیاقت علی خاں محکمہ دفاع کے سیکرٹری کرنل سکندر مرزا اور ... اکبر خاں کمانڈر سندھ ایریا۔ بریگیڈیئر ... کرنل ہارن اور میجر شیر جان خان نے آپ کا استقبال کیا۔ پانچویں ہیوی رجمنٹ کی ایک پلٹن نے آپ کو گارڈ آف آنر پیش کیا۔ گارڈ کا معائنہ کرنے کے بعد آپ اس شامیانہ میں چلے گئے۔ جو اس موقعہ کے لئے لگایا گیا تھا۔ اس کے بعد قائد اعظم نے آرٹلری کی طرف سے پیش کردہ بعض کارناموں کا معائنہ کیا۔ بعد ازاں آپ نے طیارہ شکن توپوں اور راڈر کا ملاحظہ کیا۔ آرٹلری فیلڈ میں تھوڑی دیر موجود رہنے کے بعد آپ شامیانے کے نیچے چلے گئے۔ بعد ازاں آپ کی خدمت میں مارچ پاسٹ پیش کیا گیا۔ اس وقت فضا میں تین طیارے اڑ رہے تھے۔ اور انہوں نے بھی آپ کی خدمت میں سلامی پیش کی۔ اس اسلامی میں ایک ہزار سے زیادہ فوجیوں نے حصہ لیا۔ بعد ازاں حضرت قائد اعظم نے ان سپاہیوں کے سامنے تقریر کی۔ آپ نے فرمایا اگلے روز میں نے بحری فوجیوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ امن اور اتحادی اقوام کے ادارے کی کوششوں کو کامیاب بنانے کے لئے ہم صرف یہی کر سکتے ہیں۔ کہ ہم اپنے آپ کو اس قدر مضبوط بنالیں کہ کوئی وقت ہمارے خلاف جارحانہ عزائم نہ رکھ سکے ہم نے پاکستان حاصل کر لیا ہے۔ لیکن آزادی کو برقرار رکھنے اور پاکستان کو مضبوط اور ناقابل تسخیر بنیادوں پر استوار کرنے کا کام ہمیں ابھی کرنا ہے۔ اگر ہمیں ایک مضبوط اور شاندار قوم بن کر زندہ رہنا ہے۔ تو ہمارے لئے اس جنگ کو بھی جیتنا لازم ہے۔ فطرت کا اٹل قانون ہے۔ کہ وہی چیز زندہ رہتی ہے۔ جس میں زندہ رہنے کی اہلیت ہو۔ اور ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اپنے آپ کو اس آزادی کا اہل ثابت کر دیں۔ جو ہم نے حال ہی میں حاصل کی ہے۔ آپ نے اس کرۂ ارض کے دور دراز کے علاقوں میں فاشیت کے خلاف جنگیں لڑی ہیں۔ تاکہ جمہوریت کو زندہ رہنے کا موقع نصیب ہو۔ لیکن آپ کو اسلامی جمہوریت کے قیام اور بقا کے لئے سینہ سپر رہنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ سرزمین پاکستان میں بھی اسلامی معاشرتی انصاف اور انسانیت کی صفتوں کو زندہ رکھنا ہوگا۔ آپ کو ہمیشہ مستعد رہنا ہوگا۔ کیونکہ ابھی آرام کرنے کا وقت نہیں آیا ہے۔ ایمان۔ نظم و ضبط اور بے غرضانہ خدمت اور فرض شناسی کے ذریعے ہم دنیا کی ہر چیز کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اس مشینی زمانہ میں جبکہ انسان کا ذہن آئے دن انسانوں کو برباد کرنے کے لئے نئی نئی مشینوں کی ایجاد کر رہا ہے۔ آپ کو بھی زمانہ کے ساتھ چلنا ہوگا۔ اور اپنا اسلحہ جدید ترین طرز کا رکھنا ہوگا۔ اس سے یہ مطلب نہ لیا جائے کہ ہم کسی کے خلاف جارحانہ عزائم رکھتے ہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ کوئی طاقت ہمیں بے خبری کے عالم میں نقصان پہنچانے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ ہم امن اور چین سے رہیں اور ہم بیرونی مداخلت کے بغیر اپنے ملک میں اپنے عقائد اور اپنی مرضی کے مطابق ترقی کریں۔ اور عوام الناس کا معیار زندگی بلند کریں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بہت مشکل کام ہے۔ لیکن اگر ہم خلوص اور نیک نیتی سے کام کریں گے۔ تو انشاء اللہ ہم اپنے (باقی صفحہ ۲ پر ملاحظہ ہو)

مقصد کے حصول میں کامیاب وکامران ہو جائیں گے۔ پاکستان زندہ باد۔ حضرت قائد اعظم نے صوبیدار افضل محمد اور جمعدار غلام اکبر کو او۔بی۔آئی کا اعزاز دیا۔ بعد ازاں آپ کو قائد اعظم ریلیف فنڈ کے لئے ایک تھیلی پیش کی گئی۔ تقریب کے اختتام پر چار رجمنٹوں کے باجوں نے اردو کے حسب ذیل چار گیت گائے "عزم مجاہد"۔ "ترانہ ملی"۔ "پاکستان زندہ باد" اور "قائد اعظم"۔

مختصرات

—— مجاہدین اسلام نے پونچھ کے شہر کے گرد اگرد کی تمام ہندوستانی چھاؤنیوں پر قبضہ کر لیا ہے۔

—— اوڑیسہ میں برفباری کی وجہ سے لڑائی ٹھنڈی پڑی ہوئی ہے۔

—— قائد اعظم نے اپنی ایک تازہ تقریر میں کہا کہ پاکستان کی فوج کو جدید ترین جنگی چالوں سے واقف ہونا چاہیئے۔ تاکہ دشمن ہمیں بے خبری میں نہ دبوچ لے۔ ہمیں اپنے کو مضبوط کرنا ہے تاکہ کوئی ہم پر حملہ کی جرأت نہ کر سکے۔

—— جالندھر میں پنڈت نہرو نے چالیس ہزار جدید فوج کی بھرتی کی ہے۔

—— ٢١ فروری کو گورنر جنرل پاکستان مسٹر جناح نے پاکستانی توپ خانہ کا معائنہ کیا۔ پاکستانی فوج نے قائد اعظم کی سلامی اتاری۔

—— سردار محمد ابراہیم نیویارک سے واپس آ گئے ہیں۔ کراچی میں انہوں نے آ کر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ سلامتی کونسل میں مجھے تقریر کرنے کی اجازت مل گئی تھی۔

—— طرابلس میں عرب بڑے زور سے مظاہرے کر رہے ہیں۔ کرفیو ختم ہو چکے ہیں۔

—— امام یحییٰ کو یمن میں قتل کر دیا گیا ہے اس کے بعد عبداللہ الوزیر کی امامت اور جمہوری حکومت کا اعلان ہو گیا ہے۔ امام یحییٰ کی عمر ٨٠ سال کے قریب تھی۔

—— ترکی کے دریاؤں میں طغیانی کی وجہ سے ایک لاکھ انسان بے خانماں ہو گئے ہیں۔ ترکی میں کئی روز سے بارش ہو رہی ہے۔

—— یروشلم کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ امریکی بحریہ نے راستہ میں ایک یہودی جہاز کو روک لیا۔ اس جہاز سے یہودیوں کو ناجائز طور پر فلسطین میں پہنچایا جا رہا تھا۔

—— وزیر اعظم آبادیات برطانیہ نے بتایا کہ جب

مچھروں کے سردار

294

مچھروں کے سرداروں کے چنکرے پنکھ اور بھورا جسم ہوتا ہے۔ ہزاروں سال سے یہ انسان کو اپنا شکار بنائے ہوئے ہیں۔ یہ انسان کے خون ہی پر بسر کرتے ہیں۔ یہ سچ ہے۔ کہ مچھر بہت دور تک اڑ کر جا سکتے ہیں۔ مگر دنیا کے ہر ایک حصہ میں بے شمار پھیلے ہوئے ہیں۔ جب تک کہ ان کو نیست ونابود نہ کر دیا جائے گا۔ یہ اس دنیا کو نہیں چھوڑ سکتے۔ ان کا سارا حال معلوم ہونے کے پہلے بھی لوگ ان کا نام اینوفلیس رکھ چکے تھے۔ ملیریا کا زہر جو یہ ایک بیمار آدمی سے تندرست آدمی میں پھیلاتے ہیں۔ وہ سچ مچ خوفناک ہے ان مچھروں کے زہر کا ایک ہی نشانہ آدمی کی ساری طاقت اور قوت تباہ کرنے کے لئے کافی ہے۔

ان مچھروں کے سرداروں کو جن کا نام ملیریا کا مچھر ہے۔ صرف دو چار آدمیوں پر ہی نہیں۔ بلکہ بڑی بڑی فوجوں پر بھی اپنا دھاوا بول دیتے ہیں۔ ان مچھروں کی وجہ سے بڑے بڑے بہادر سپہ سالار کو بھی شکست کھانی پڑی۔ سکندر اعظم نپولین اور آج کل کے بڑے بڑے بہادروں کو بھی پتہ لگ چکا ہے۔ کہ ملیریا سے کتنا نقصان پہنچا ہے۔ فوجوں میں ملیریا پھیل جانا گویا تباہی ہے۔

اور ابھی تک ان مچھروں کے سرداروں کی وجہ سے آٹھ سو لاکھ آدمیوں کو ملیریا ہر سال ہوتا ہے جس میں سے تین لاکھ آدمی موت کے شکار ہو جاتے ہیں۔ ملیریا کا دنیا سے نیست ونابود کرنا آج کل سب سے ضروری ہے۔ کونین اس بیماری کی سب سے بہترین دوا ہے۔ کونین کے لگاتار استعمال اور صفائی پر خاص توجہ دینے سے ملیریا دور ہو سکتا ہے یعنی نیست ونابود ہو سکتا ہے۔ لیگ آف نیشنس کے ملیریا کمیشن نے بتلایا ہے۔ کہ بخار کے موسم میں چھ گرین کونین روزانہ کھانے سے ملیریا بخار نہیں ہو سکتا اور بخار سے شفا پانے کے لئے پندرہ سے بیس گرین کونین روزانہ پانچ سے سات روز تک استعمال کرنی چاہیئے۔ ملیریا کمیشن کی رپورٹ کے ١٢٥ ادیں صفحہ پر اس بات کا زور دیا گیا ہے۔ کہ ملیریا کی سب دواؤں سے کونین سب سے بہترین چیز ہے۔ کیونکہ اس میں سب سے زیادہ اثر ہے اور یہ کوئی دوسری خرابی پیدا نہیں کرتی۔ ملیریا کو دور کرنا ایک بہت بڑا کام ہے۔ جو لوگ ملیریا کو مٹانے کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کے سامنے ہزاروں دشمن موجود ہیں۔ ملیریا کو نیست ونابود کرنا امریکہ کے بدمعاشوں

اسلامی تاریخی ناولوں کا سلسلہ

ہمارے ناولوں کے متعلق کچھ معلومات

آج ہم اپنا پچیسواں ٢٥ اسلامی تاریخی ناول پریس میں بھیج رہے ہیں۔ جس کا نام بلیدہ ہے ہمارے تاریخی سلسلہ کے ناولوں کی اشاعت تمام طول وعرض ہند میں بخوبی ہو چکی ہے۔ ہندوستان کے چپہ چپہ میں ان کے پڑھنے والے آپ کو بکثرت ملیں گے۔ ہم نے اپنے مخصوص پروگرام کے ماتحت اپنے مستقل ماہوار گاہکوں کے لئے دو ہزار کاپیاں طبع کرائی ہیں۔ باقی ٥٠٠ ناول لائبریریوں اور متفرق لینے والوں کے لئے طبع کیا ہے۔ اگر آپ بھی ہمارے مستقل خریدار بننا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی ایک خط لکھ دیں۔ مستقل خریداروں کو محصول ڈاک کی رعایت دی جاتی ہے۔ ڈھائی روپیہ کا ناول مستقل خریدار کو صرف دو روپے میں محصول ڈاک کی رعایت سے ارسال کیا جاتا ہے۔ ہمارے ناول عام فہم زبان میں ہوتے ہیں۔ ان میں مسلمانوں کی تاریخی زندگی کا روشن پہلو پیش کیا جاتا ہے بہت بڑے بڑے واقعات کو نہایت احتیاط سے پیش کرنے میں منشی صادق حسین صاحب کو ید طولےٰ حاصل ہے زندگی کی گوناگون تحقیقات کو بڑے دلچسپ پیرایہ میں بیان کرنے کا جو طریقہ منشی جی کو یاد ہے وہ اور کسی مصنف کو یاد نہ ہوگا۔ منشی جی کے ناولوں کو لاکھوں مسلمانوں نے پڑھنے کے بعد پسند کیا ہے۔ اکثر پڑھنے والوں نے جب ان کا ایک ناول مطالعہ کیا تو ان کے ذوق نے انہیں مجبور کیا کہ وہ ان کے دیگر ناول بھی مطالعہ کریں۔ اگر آپ کی لائبریری میں فتح یرموک۔ فتح انطاکیہ۔ آستانہ کی حور۔ سعید وفلپانہ آرمینیا کا چاند۔ شیر دکن حیدر علی ٹیپو سلطان۔ فتح قسطنطنیہ۔ جوش جہاد۔ عالمگیر اورنگ زیب ہر دو حصہ۔ دکن کی چار چاند۔ مصطفیٰ کمال۔ جنگ صلیب وہلال۔ جانباز ترک وغیرہ نہ ہو تو آپ بڑے شوق سے ہمیں ایک کارڈ لکھ دیں مکمل سٹ طلب کریں۔ مستقل خریداروں کو خاص رعایت دی جاتی ہے۔ مشہد عشاق۔ قعر دریا۔ حق بحق دار۔ تماشہ گاہ عالم۔ ناول ٣٣ اسمعیلیوں کا جزیرہ۔ عذرا قریشیہ بخیل کی دولت۔ حسن بن صباح۔ اگر آپ کو یہ ناول پڑھنے سے پسند نہ آئیں۔ تو ہم آپ کے حلفیہ بیان پر آپ کو آپ کا کل روپیہ واپس کر دیں گے۔ ہماری خواہش ہے کہ آپ بھی ان کا ایک ناول پڑھ لیں یہ ناول ہر گھر میں پڑھے جانے کے لائق ہیں۔ ان میں سچی اسلامی زندگی۔ بہادران اسلام کی سرفروشیاں اس کی قربانیاں نہایت پر لطف طریقہ سے دکھائی گئی ہیں۔ آج آپ ایک کارڈ ہمیں ضرور لکھیں۔ ہم آپ کو کونسا ناول بھیجیں

مینیجر پیسہ اخبار لاہور

فلسطین سے برطانوی نگرانی ختم ہو جائے گی تو فلسطین میں بڑے پیمانہ پر جنگ شروع ہو جائے گی

—— گاندھی مر چکا ہے۔ اب پنڈت جی کی باری ہے۔ بمبئی کے سیوک سنگھ کے سورماؤں کی طرف سے ایک پوسٹر بمبئی میں چسپاں کیا گیا ہے جس میں لکھا ہوا تھا۔ کہ سیوک سنگھ تمام ہندوستان میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھیگی۔ اگر پنڈت نہرو نے بھی مسٹر گاندھی کی طرح ہندو مسلم اتحاد کی پالیسی کو بڑھا دی۔ تو سمجھ لو کہ ان کی بھی خیر نہیں ہے۔

سے خالی نہ ہوگی۔ سنگھ یہ نہیں چاہتا۔ کہ غیر قومیں بھی ہندوستھان میں آباد رہیں۔ جو لوگ قوموں کے ملاپ پر زور دیتے ہیں۔ وہ بھارت کے پکے دشمن ہیں۔ ان دو بتوں کو مٹا دینا ہی مہاپن ہے۔ بس آپ بڑی جلدی دہلی پہنچ جائیں۔ اور جاتی دفعہ مجھ سے ضرور ملیں۔ میں آپ کو شری سیوک سنگھ کی نئی سکیموں سے آگاہ کروں گا۔ کرپا کر کے ضرور ملیں نقد آپ کا سورج نارائن وما

بقیہ مضمون صفحہ ٨ کالم ٤ سے آگے

بقیہ مضمون صفحہ ٨ کالم ٤ سے آگے

جلدی تباہ کر دیں۔ یہ جاتی اور جنتا کی سیوا ہے۔ اگر کانگرس کی حکومت ہمارے سر پر قائم رہی۔ تو ملک میں ہندو راج نہ قائم ہو سکے گا۔ اور بھارت ماتا بیتلے لوتوں

تو پاک باش برادر مدار از کس باک زنند جامۂ ناپاک گازران بہ سنگ

پیسہ اخبار لاہور

قیمت سالانہ چار روپے (للعہ) حجازی پریس بیرون موری گیٹ لاہور میں چھپوا کر میاں عبدالمجید صاحب ایڈیٹر پرنٹر وپبلشر نے دفتر پیسہ اخبار لاہور سے شائع کیا

نمبر ٩ | ٣ مارچ سنہ ١٩٤٨ء | جلد ٦٢

مہاراجہ گلاب سنگھ کی وصیت

مجاہدین نے ڈوگرہ شاہی کے پرخچے اڑا دیئے ہیں۔ مگر یہ حکمرانی اخلاقی طور پر بھی ختم ہو چکی ہے۔ اس حکومت کے بانی مہاراجہ گلاب سنگھ تھے۔ یہ وہی حکمران ہیں۔ جنہوں نے بیع نامہ امرتسر کی بنا پر کشمیر کو خریدا تھا۔ مہاراجہ نے جن اصول کی بنا پر حکومت کی بنیاد رکھی تھی۔ اس کا پتہ ایک دستاویز سے ملتا ہے۔ جس کے ذریعے سے انہوں نے ریاست کی گدی پر میاں رنبیر سنگھ کو بٹھایا تھا۔ وہ وصیت نامہ یہ تھا۔

"آں خیر خواہ از بخوبی معلوم کہ طبیعت مابدولت واقبال بوجہ بیماری پیشاب روز افزوں کمزوری شدہ باشد۔ اعتبار زندگی نیست الٰہی برخوردار نور چشم اقبال بلند میاں رنبیر سنگھ جی طالعمرہ راجیات خود گدی نشیں کردن میخواہم بایں خیال کہ علاقہ کشمیر از گورنمنٹ انگلشیہ بہادر بمشورہ بامداد آں خیر خواہ زرخرید ماست۔ وعلاقہ جموں جاگیر ماست لہذا وصیت میکنم کہ ہر کسے کہ از نسل مابدولت حکمران علاقہ مذکور باشد اگر ترک مذہب میکند یا بموجب رسم ورواج خاندان پردہ داری مستورات قائم نہ دارد و بر رعایا ظلم وتعدی وبے انصافی بکند مستحق حکمرانی نہ خواہد ماند۔ جملہ حقوق حکمرانی ووراثت او ضائع خواہند شد وراں وقت حکومت پنجاب ہر کسے کہ باشد حق خواہند دارد کہ بدست اندازی خود انتظام مناسب بکند۔ لہذا قلمی است کہ وصیت نامہ ہذا را نزد خود محفوظ دارند کہ عند الحاجت بکار آیند۔ تصدیق برخوردار بلند اقبال میاں رنبیر سنگھ جی ہمراہ است"۔

تحریر ہفتم ماہ پھاگن سنہ ١٩١٢ مطابق ١٨٥٥ء

ترجمہ ملاحظہ فرمایئے۔

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ مابدولت واقبال کی طبیعت پیشاب کی بیماری کے باعث روز بروز کمزور ہو رہی ہے۔ زندگی کی امید نہیں رہی اس حالت میں برخوردار نور چشم بلند اقبال میاں رنبیر سنگھ جی کو اپنی زندگی ہی میں گدی پر بٹھانا چاہتا ہوں۔ اس خیال پر کہ علاقہ کشمیر رنبیر سنگھ جی کے مشورے سے انگریزی حکومت سے خریدا تھا۔ اور علاقہ جموں ہماری جاگیر ہے۔ لہذا وصیت کرتا ہوں کہ مابدولت کی نسل سے جو شخص علاقہ مذکور کا حکمران ہوگا اگر وہ مذہب ترک دیگا۔ یا خاندانی رسم ورواج کے مطابق عورتوں کا پردہ قائم نہ رکھے رعایا پر ظلم سختی یا بے انصافی کرے حکمرانی کا مستحق نہ رہے گا۔ اس کے تمام حقوق حکمرانی ووراثت ضائع ہو جائیں گے۔ اس کے بعد حکومت پنجاب جسے چاہے۔ حقوق حکمرانی عطا کر دیگی اور اپنی مداخلت سے مناسب انتظام کریگی لہذا لکھا جاتا ہے۔ کہ رنبیر سنگھ اس وصیت نامہ کو اپنے پاس محفوظ رکھیں تاکہ بوقت ضرورت کام آوے۔ برخوردار بلند اقبال میاں رنبیر سنگھ کی تصدیق اس کے ساتھ ہے۔

پھاگن سمت ١٩١٢ بکرمی مطابق ١٨٥٥ء

بتایئے میاں ہری سنگھ نے اس وصیت کے کس حصہ پر عمل کیا؟ رانی صاحبہ بے نقاب پھرتی ہیں۔ رعایا پر ظلم کا یہ عالم ہے۔ کہ ہزاروں مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔ لہذا ہری سنگھ اپنے مورث اعلیٰ کی ہی وصیت کے مطابق وراثت وحکمرانی کے حق سے محروم ہو چکے ہیں۔ اب پاکستانی پنجاب کی حکومت کو حق پہنچتا ہے جسے چاہے۔ کشمیر کی گدی پر بٹھائے یا اس کا نظام خود سنبھال لے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا۔ تو مہاراجہ گلاب سنگھ کی وصیت بے معنی ہو کر رہ جائے گی۔ اگر میاں ہری سنگھ میں اخلاقی جرأت ہے تو وہ خود ہی حق حکمرانی سے دستکش ہو جائیں ورنہ حالات تم ہی کو گلاب سنگھ کی وصیت پر عمل کرانا پڑے گا۔

کاشتکار اور غیر کاشتکار

حکومت مغربی پنجاب نے اعلان کیا ہے۔ کہ زمینوں سے انہی مہاجرین کو بے دخل کیا جائیگا۔ جو غیر زراعت پیشہ ہیں۔ البتہ مروجہ کارروائی کے مطابق تمام مہاجرین کو نوٹس دیئے گئے ہیں۔ حکومت کے اعلان میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بعض حالتوں میں معاوضہ بھی دیا جائے گا۔

ہم اصولی طور پر اس اعلان کا خیر مقدم کرتے ہیں جن لوگوں کا پیشہ ہجرت سے پہلے زراعت کاری نہ تھا۔ زمین ان کی ناتجربہ کاری کے رحم پر کیوں چھوڑی جائے۔ اور جب ان کے لئے کسب معاش کے دوسرے ذرائع موجود ہیں۔ پھر ان لوگوں کے حقوق کیوں غصب کئے جائیں۔ جو کاشتکاری کے سوا کچھ جانتے ہی نہیں۔ معاوضہ کا فیصلہ بھی قابل تحسین ہے۔ بشرطیکہ اس کے تعین کا اختیار پٹواریوں کو نہ دیا جائے۔ کیونکہ اکثر پٹواری ایسے ہیں۔ جو معاوضے کا مواخذہ منہ مانگے سے کیا کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے مہاجر اور مقامی کاشتکاروں کی ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ جس کا صدر کوئی مقامی افسر ہو۔ ہمارے اس سوال کا آج تک کوئی جواب نہیں دیا گیا کہ کاشتکار سے مراد کیا ہے؟ اگر کاشتکار سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں قانون انتقال اراضی نے زمین خریدنے اور زمین پر قابض ہونے کا حق عطا کیا ہے۔ تو وہ زراعتی مزدور کہاں جائیں گے۔ جو مشرقی پنجاب میں مزارع تھے۔ اور نسبی اعتبار سے غیر زراعت پیشہ کہلاتے تھے۔ ایسے لوگ بھی تو زراعت کاری کے سوا اور ذریعہ معاش نہیں جانتے۔ اگر زراعت پیشہ سے مراد خاندانی تعلق نہیں۔ ہر اس شخص کو کاشتکار قرار دیا گیا ہے جو قبل از ہجرت کھیتی باڑی کے سوا کوئی کام نہیں کرتا تھا۔ تو پھر اس کی وضاحت کی جائے۔ تاکہ تحصیلدار کا ڈنڈا ہر شخص کے سر پر نہ گھومتا رہے۔ تمام مہاجرین کو نوٹس دینا بھی درست نہیں۔ یہ رسمی با دفتری کارفرمائی مستحقین کے لئے بھی وبال جان بن رہی ہے۔ متعدد مراسلات سے معلوم ہوتا ہے۔ حکومت کے کارکنوں نے ان کاشتکاروں کو بھی زمین سے بے دخل کر دیا جو خاندانی طور پر زراعت پیشہ تھے اور معیشتی لحاظ سے بھی کاشتکار تھے بعض تو اپنے دعوے کے ثبوت میں رجسٹریاں بھی پیش کرتے رہے۔ لیکن وہ کارکنوں کے مطالبات پورے کرنے کی صلاحیت نہ رکھتے تھے۔ اس لئے بیک بینی دو گوش نکال دیئے گئے۔ اس بے احتیاطی یا سینہ زوری کا بھی ازالہ ہونا چاہیئے حکومت مغربی پنجاب نے اس وعدے کی ایفاء کے لئے کونسا طریقہ اختیار کیا ہے۔ کہ غیر زراعت پیشہ لوگوں کو زمینوں سے نکال دینے کے بعد کام پر لگایا جائے گا ہمیں تو ایفائے عہد کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی۔ اگر حکومت کے ذہن میں کوئی تجویز ہے تو پیش کرے تاکہ اس کے حسن وقبیح پر غور کیا جا سکے۔

لاہور میں ہندو آ رہے ہیں!

لاہور میں ہندو آ رہے ہیں۔ آنے والوں میں کس قسم کے لوگ شامل ہیں۔ اور ان کا مقصد کیا ہے؟ اس سلسلہ میں یہ بھی قابل ذکر ہے۔ کہ واپس آنے والے ہندوؤں میں اکثر سیوا سنگھی ہیں۔ جو گرفتاری سے بچنے کے لئے پاکستان آ گئے ہیں۔ اگر یہ لوگ مغربی پنجاب میں رہے تو ہندوستان کے خلاف سازش کریں گے۔ اور اس سازش انگیزی کے باعث ہندوستان کو پاکستان سے بگڑنے کا بہانہ مل جائے گا۔ اور جو ہندو اتنے شریر ہیں۔ کہ ہندو حکومت کا تختہ الٹ دینے کی سازشیں کرتے رہے وہ پاکستان کے لئے کب مفید ہوں گے۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ ان حقائق پر عقل سلیم کی روشنی سے غور کیا جاتا لیکن جن کی رگ رگ میں شرارت رچی ہوئی ہے۔ جن کا مایہ خمیر ہی خود غرضی اور معلنت کی مٹی سے اٹھایا گیا ہے۔ انہیں ملی مفاد سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔

قاتل کا نام کیونکر مقرر کیا گیا

ناگ پور کے ایک مقامی ہندی اخبار کے نامہ نگار کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ راشٹریہ سیوک سنگھ کے ممتاز کارکنوں کا ایک جلسہ ٢٥ جنوری کو ناگ پور میں ہوا جس میں یہ سوال اٹھایا گیا کہ گاندھی جی کو کون شخص قتل کرے؟ اس بات کا فیصلہ قرعہ اندازی کے ذریعہ کیا گیا جب قرعہ ڈالا گیا تو قاتل نا تھو رام گوڈسے کا نام نکلا اور اسی نے یہ شیطانی حرکت سر انجام دی۔

دہلی میں لوٹ

دہلی کے تازہ حالات سے معلوم ہوا ہے کہ تاحال وہاں امن نہیں ہو سکا۔ شاہدرہ دہلی میں مسلح ڈاکوؤں نے ایک زمیندار کے گھر کو لوٹ لیا۔ اس کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ مسلمان تھا۔ اس کے علاوہ ان ڈاکوؤں نے دہلی اور شاہدرہ کے درمیان پیدل چلنے والے راہگیروں کو بھی لوٹ لیا۔ ایک میونسپل کلرک جو سائیکل پر جا رہا تھا اس سے سائیکل چھین لی۔ یہ حالت ہندوستان کے دارالسلطنت کی ہے۔ جب تک حکومت ہند پناہ قائم کرے گی۔ امن نہ ہو سکے گا۔

جوناگڑھ مناور اور کاٹھیاواڑ

مسلمانان ہند چاہتے ہیں کہ سلامتی کونسل سے فیصلہ لیا جائے کہ جوناگڑھ۔ مناور اور کاٹھیاواڑ کے حکمرانوں کو ان کی ریاستوں میں پھر بحال کیا جائے گا۔ اتحادی کونسل کو بتایا جائے۔ کہ کاٹھیاواڑ کی ان ریاستوں نے جب پاکستان میں شامل ہونے کا اعلان کیا ہندوستانی حکومت نے بلاوجہ جبراً ان پر قبضہ کر لیا۔ اس کے علاوہ وہ تمام مسلمان جو ان ریاستوں سے جبراً نکالے گئے ہیں۔ ان کو وہاں پھر آباد کرایا جائے۔ اگر اتحادی کونسل نے مسلمانوں کے اس مطالبہ کا ازروئے انصاف فیصلہ نہ کیا تو اس سلامتی کونسل کو جو ہردلعزیزی حاصل ہے۔ وہ کم ہو جائے گی۔ اور جس امن کا مسلمانان ہند کو تقسیم پاکستان کے وقت یقین دلایا گیا تھا۔ وہ ذرہ برابر بھی نہ رہے گا۔

ترکی کو امریکی امداد

آج کل امریکہ کا ایک فوجی وفد ترکی کے دارالسلطنت انقرہ میں آیا ہوا ہے جس نے بتایا کہ امریکی حکومت ترکی کو مزید ۱۲ ½ کروڑ پونڈ کی امدادی رقم دینا چاہتا ہے۔ اس رقم میں سے نصف رقم تو ترکوں کے ہوائی بیڑہ کو ترقی دینے پر صرف کی جائے۔ اور باقی ۶ ½ کروڑ پونڈ جدید جہازوں کی تعمیر کے لئے دیا جائے گا۔ اس وقت تک ترکی میں کئی جہاز سازی اور اسلحہ سازی کے کارخانے تعمیر ہو چکے ہیں۔ ترکی اپنی آزادی کو قائم رکھنے کے لئے بہت جدوجہد کر رہی ہے۔

دراصل امریکہ والے چاہتے ہیں۔ کہ ترکی کی طاقت کم نہ ہونے پائے۔ امریکہ والوں کو ترکی مفاد سے بڑی دلچسپی ہے۔ اگر ترکی ڈٹی رہی تو روس باہر نہیں نکل سکتا ہے۔

مشرقی بنگال کے تیل والے علاقے پر حکومت ہند کی نظر

مشرقی بنگال میں کوہ پاتھری کا ایک لمبا چوڑا علاقہ ہے۔ یہ علاقہ حدبندی کمیشن نے مشرقی بنگال کو دیا تھا۔ اور ۱۶ اگست سے ۱۵ جنوری تک مشرقی بنگال کے عمال حکومت وہاں سے ہر قسم کے ٹیکس وغیرہ اکٹھے کرتے رہے ہیں۔ اس عرصہ میں ایک خبر شائع ہوئی کہ مشرقی بنگال میں مٹی کے تیل کی چند کانیں برآمد ہوئی ہیں۔ اس خبر کو سن کر ہندوستانی آسام حکومت نے اپنی ایک سروے پارٹی اس علاقہ میں بھیج دی۔ جس کو حکومت مشرقی بنگال نے روکا اور وزیراعظم حکومت آسام و حکومت ہند کو تار دیا کہ یہ علاقہ حکومت حدبندی کے فیصلہ کی رو سے حکومت مشرقی بنگال کو ملا ہوا ہے۔ اس لئے آپ اپنی فوج اور سروے پارٹی کو اس میں داخل ہونے سے منع کریں۔ مشرقی بنگال کی طرف سے اس علاقہ میں اس وقت برما آئل کمپنی تیل کے چشموں کی برآمد کا کام کر رہی ہے۔ حکومت ہند نے محض لالچ کی وجہ سے اس علاقہ کو اپنے میں شامل کرنے کے لئے جدوجہد کی تھی۔ مگر ناکام رہی۔ مشرقی بنگال نے کوئی فوج کشی نہیں کی بلکہ دوستانہ تصفیہ کی تجویز کو پیش کیا مگر ہندوستانی حکومت نے ایک دستہ فوج کا بھیج کر اپنی ناعاقبت اندیشی کا ثبوت دیا ہے۔

مجاہدین نے پونچھ میں ۵۰۰ ہندو سپاہی ہلاک کر دیئے

فروری کے وسط میں ۱۵ فروری کو آزاد کشمیر کی فوج نے ایک ہندوستانی فوج کا دستہ پونچھ سے تین میل کے فاصلہ پر روک لیا۔ اور دو دن تک ان سے خوب جنگ کیا۔ مجاہدین نے اس فوج کے پانچ سو جوانوں کو کھیت کر دیا۔ اور بہت سا اسلحہ چھین لیا مجاہدین کے ہاتھ بہت سی رفلیں۔ بندوقیں اور سٹین گنیں آئی ہیں۔

حیدرآباد سے اسلحہ کا ذخیرہ

اس ہفتے حیدرآبادی پولیس نے کمیونسٹوں کے ایک بہت بڑے مرکز کا حیدرآباد کی حدود میں پتہ لگایا ہے۔ یہ مرکز موضع سید پور میں تھا۔ پولیس نے یہاں سے بہت سے ہتھیار اور کارتوس برآمد کئے۔ جب حیدرآبادی پولیس کا دستہ وہاں پہنچا۔ تو کمیونسٹ سراسیمہ ہو کر بھاگے ایک شخص پکڑا گیا۔ جو ایک جماعت کا چیتہ لیڈر ہے۔ ان لوگوں نے ایک صندوق میں بہت سی نئی قسم کی بندوقیں اور رفلیں وغیرہ چھپا رکھی تھیں۔ اور یہ لوگ حکومت حیدرآباد کے خلاف بغاوت کرنے کی تیاری میں مشغول تھے۔ خدا ایسے لوگوں کو غارت کرے۔

امریکہ سے پاکستان کو کوئلہ آ رہا ہے

پاکستان کو سالانہ کل ۴۰ لاکھ ٹن کوئلہ کی ضرورت ہے۔ اس میں سے ۵۰ ہزار ٹن کوئلہ مقامی وسائل سے دستیاب ہو رہا ہے۔ پاکستان نے امریکہ سے کوئلہ لینے کے لئے تجارتی معاہدہ کیا ہے۔ چنانچہ امریکہ نے ۸۱ ہزار ٹن کوئلہ کی پہلی قسط پاکستان کو بھیج دی ہے۔ وہ باقی اقساط بھی ہر ماہ حسب وعدہ دیتا رہے گا۔

اس کے علاوہ پاکستان نے امریکہ اور انگلستان سے فولاد خریدنے کا بھی سودا کیا ہے۔ پاکستان میں لوہے۔ فولاد اور کوئلہ کی کمی ہے۔ ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے پاکستان اس وقت جدوجہد کر رہا ہے۔

شیخ عبداللہ کا تازہ بیان

سلامتی کونسل سے ناکام واپسی کے بعد ہندوستانی حکومت کے پٹھو شیخ محمد عبداللہ نے دہلی میں پاکستان کے خلاف تقریر کرتے ہوئے پاکستان کو گالیاں دے کر اپنے آقاؤں کو خوش کرنا چاہا۔ اس مرتبہ سلامتی کونسل میں ناکامی کے باعث ان کی طبیعت معمول سے زیادہ مکدر ہے۔ اور وہ اپنی شکست کی خفت کو زیادہ بدزبانی سے مٹانے کی کوشش کرنا چاہتے ہیں۔ شیخ صاحب کی تقریر میں قابل ذکر نکات یہ ہیں (۱) میں کشمیر کے جھگڑے میں پاکستان کو ایک فریق کی حیثیت سے تسلیم نہیں کر سکتا۔ (۲) پاکستان کشمیر کے مسئلہ میں منافقت سے کام لے رہا ہے ایک طرف پاکستان کو کشمیر پر حملے کی ذمہ داری سے انکار ہے۔ لیکن دوسری طرف کشمیر کو حاصل کرنے کے لئے سب کچھ داؤ پر لگا رہا ہے۔ (۳) سلامتی کونسل کا اصل کام یہ تھا۔ کہ وہ پاکستان کو ہدایت کرتی کہ وہ حملہ آوروں کو جنگی سامان اور فوجی اڈے مہیا کرنے سے انکار کر دے۔ (۴) کشمیر کے مسلمانوں پر جو بے پناہ مظالم ڈھائے گئے ہیں۔ اس نے پاکستان کے اس دعوے کو باطل کر دیا ہے۔ کہ وہ اسلام کے نمائندہ ہیں۔ (۵) اگر ہندوستان کی فوجیں سرزمین کشمیر کو خالی کر دیں تو کشمیریوں کی حفاظت کا کام کون سرانجام دے گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان دشمنی نے شیخ صاحب کے ہوش و حواس کے توازن کو برقرار نہیں رہنے دیا ورنہ ان جیسے تجربہ کار اور سیاست کے پرانے کھلاڑی سے قطعی طور پر ایسی غلط اور گمراہ تقریر کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں کشمیر کے جھگڑے میں پاکستان کو ایک فریق تسلیم نہیں کر سکتا۔ اس سے آپ شائد یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کشمیر کی قسمت تو روز اول سے ہندوؤں کے ساتھ منسلک ہو چکی ہے۔ ہندوستان کا اس پر پیدائشی حق ہے۔ اور پاکستان والے خواہ مخواہ ایک پرائے معاملے میں دخل دے رہے ہیں۔ کاش شیخ صاحب اپنی آنکھوں سے پاکستان کے خلاف تعصب کی پٹی اتار دیں اور حقیقت اور اصلیت کی روشنی میں حقائق کا مطالعہ کریں۔ شیخ صاحب اور ان کی آقا حکومت اس بات کا کئی بار اعلان کر چکی ہے۔ کہ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ کشمیر کے عوام استصواب رائے کے ذریعہ طے کریں گے عوام ہی کو یہ فیصلہ کرنے کا حق ہوگا کہ وہ پاکستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا ہندوستان میں پھر کیا شیخ صاحب اپنے اس اعلان کو بھول چکے ہیں؟ کیا شیخ صاحب کو یہ یاد نہیں رہا کہ سلامتی کونسل میں دنیا کے تمام ممالک نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کشمیر کی لڑائی کے مسئلے کو کشمیر کے مستقل کے مسئلے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس جھگڑے کا حل اسی صورت سے ہوگا کہ کشمیر کے عوام کو ایک غیر جانبدارانہ نظام کے تحت اس بات کا فیصلہ کرنے کی اجازت دی جائے کہ وہ ہندوستان اور پاکستان میں سے کس ملک کے ساتھ الحاق کریں۔؟ شیخ عبداللہ نے پاکستان کے متعلق یہ فرمایا کہ وہ ہر قیمت پر کشمیر کو حاصل کرنے کے لئے تیار ہے۔ اس لئے آپ کی رائے میں سلامتی کونسل کا کام یہ تھا کہ وہ پاکستان سے آنے والے مفروضہ حملہ آوروں کا راستہ بند کر دینے کی کوشش کرتی۔ اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے ایسے غلط اور بے وزن بیان دینے کے بجائے اگر شیخ صاحب سلامتی کونسل کے ممبروں کو اس بات کے قائل کرنے میں کامیاب ہوتے تو ایک بات بھی تھی۔ جب آپ مدعی کی حیثیت سے کسی عدالت میں جائیں۔ تو پھر یہ ضروری نہیں کہ فیصلہ بھی آپ ہی کی خواہش کے مطابق ہو فیصلہ کرنا جج کا کام ہے۔ اگر شیخ صاحب اور ان کے آقا سلامتی کونسل کو اپنی سچائی کا یقین نہیں دلا سکے تو یہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے۔ کہ کشمیر کے معاملہ میں ہندوستان کی پوزیشن غلط ہے اور اسے اپنی غلطی تسلیم کرنا چاہیئے۔ شیخ صاحب کو بھی اب تقریروں کی بجائے اپنے مستقبل کی فکر کرنی چاہیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ شیخ عبداللہ کا وجود اس وقت پاکستان اور ہندوستان کے تعلقات میں سب سے بڑی رکاوٹ ثابت ہو رہا ہے۔ کاش شیخ صاحب اپنی اس پوزیشن اور حیثیت پر غور کرتے پاکستان کے دشمنوں کا ایجنٹ بننے کے بجائے اگر وہ اپنے عوام کی آزادی کی خاطر میدان میں آتے تو ان کا وہ خشوع ہوتا جس کے مہیب اثرات ابھی سے نظر آنے لگے ہیں۔ اور جو انہیں نہ گھر کا رہنے دیں گے نہ گھاٹ کا۔

ریلوے مزدور

حکومت نے پنجاب ٹریڈ یونین کے لیڈر ابراہیم کو پبلک سیفٹی ایکٹ کے ماتحت گرفتار کر لیا ہے۔ ریلوے مزدوروں نے اس گرفتاری کے خلاف احتجاج کے طور پر ہڑتال بھی کی۔ اور جلوسوں کے ذریعہ بھی اپنے غم و غصے کا اعلان کیا۔ ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں۔ کہ اس موقع پر مرزا ابراہیم کو گرفتار کر کے گرفتار کرنے والوں نے ملک کی کونسی خدمت انجام دی ہے۔ اگر مرزا ابراہیم مزدور طبقہ کی بہتری اور خوشحالی کے لئے حکومت سے کچھ مطالبات منوانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو اس میں ایسی کونسی خطرناکی ہے۔ کہ انہیں گرفتار کر لیا جائے؟ بیکاری اور قحط کو کیا جانا ... جب ریلوے کے ملازموں کو ہڑتال سے حل کیا جاتا ہے۔ مزدوروں کی دلجوئی ہونی چاہیئے۔ یا دلخراشی۔ ان کے زخموں پر مرہم رکھنا چاہیئے۔ یا نمک چھڑکنا۔؟

انگ آئیل ملز کو قومی ملکیت بنانے کا مطالبہ کرنا اگر جرم ہے تب بھی اب جرم نہیں رہا اس سے حکومت میں خواہ مخواہ خوف و ہراس پیدا ہو جائے پاکستان کے قیام کے بعد عوام کی معاشی فلاح و بہبود کے جذبے سے متاثر ہو کر اگر انڈسٹری کو قومی ملکیت بنانے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ تو اس میں ایسی کونسی بات ہے۔ کہ مطالبہ کرنے والے کو جیل میں ٹھونس دیا جاتا ہے؟ ہم حکومت سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اس معاملے کو زیادہ خوش اسلوبی سے سلجھانے کی کوشش کرے اور تشدد کی پالیسی سے اجتناب کرے صوبے میں پہلے ہی اقتصادی بدحالی موجود ہے اب اگر حکومت کی طرف سے اس قسم کی طرف سے اس قسم کی پالیسی روا رکھی گئی۔ تو حکومت عوام کے درمیان ایک نئی چپقلش پیدا ہو جائے گی ہمارے خیال میں حکومت کو چاہیئے۔ کہ وہ ریلوے ملازمین کو یقین دلائے۔ کہ حکومت کی طرف سے ان کے مطالبات پر ہمدردی سے غور کیا جائے گا؟

مسلم یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد پر تقریر

پنڈت جواہر لال نہرو نے مسلم یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جہاں تک انڈیا کا سوال ہے میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ہم ملک کو غیر مذہبی اور قومی اصولوں پر لے کر چلیں گے۔ اور ہمارا رجحان بین الاقوامیت کی طرف رہے گا۔ اس وقت خواہ کچھ بھی انتشار پیدا ہو۔ آئندہ کا ہندوستان ماضی کے ہندوستان کی طرح ایک ایسا ملک ہوگا۔ جس میں مختلف مذہب اور مسلک کے لوگ رہتے ہوں۔ اور وہ سب مساوی حیثیت سے زندگی بسر کرتے ہوں بلکہ ان سب کا ایک ہی قومی نظریہ ہو۔ مجھے امید ہے کہ یہ قومی نظریہ بھی اس قوم کی کسی تنگ نظری پر مبنی نہ ہوگا۔ جو کٹر کے تھنگوں کی طرح دنیا سے الگ تھلگ اپنے ہی ملک کی حدود کے اندر رہنا چاہتی ہے۔ بلکہ وہ اتنی وسعت نظر پر مبنی ہوگا کہ تمام دنیا کو اتحاد کے ایک رشتہ میں منسلک کر دینا چاہتا ہو۔

ہمارا مطمح نظر صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ تمام دنیا ایک ہو جائے۔ یہ نعرہ اس زمانہ میں جب کہ جنگ جو قومیں سرگرم عمل ہیں اور دنیا میں تیسری عالمگیر جنگ کی تیاریاں ہو رہی ہیں بے محل معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی صرف یہی ایک ایسا اعلیٰ مقصد ہے۔ جسے ہم اپنے پیش نظر رکھ سکتے ہیں۔ اس لئے اگر ایسا نہ ہوا۔ تو دنیا تباہ ہو جائے گی۔ ہمیں یہی وسیع نظریہ اپنے پیش نظر رکھنا اور دوسروں کی کوتاہ نظری اور تنگ خیالی کا اثر قبول نہ کرنا چاہیئے۔ اس ملک میں فرقہ پرستی کا کافی سے زیادہ مظاہرہ ہو چکا اور اس کے زہریلے اثرات سے ہم خوب متاثر ہو چکے ہیں۔ اور اب وقت آ گیا ہے کہ ہم فرقہ پرستی کی لعنت سے نکلیں۔ جہاں تک میرا تعلق ہے۔ تعلیمی اداروں کا کیا ذکر۔ میں قومی زندگی کے کسی شعبہ میں بھی فرقہ واریت کو قبول نہیں کرتا۔ تعلیم کا منشا تو یہ ہے۔ کہ انسان کی روح اور اس کے جذبات آزاد رہیں۔ نہ کہ ان کو فرقہ پرستی کے شعلوں میں اور محصور کر دیا جائے۔ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ اس یونیورسٹی کا نام مسلم یونیورسٹی رہے میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ بنارس یونیورسٹی کو ہندو یونیورسٹی کہا جائے۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں۔ کہ کوئی یونیورسٹی کسی مخصوص ثقافتی فن کی مخصوص طور پر تعلیم ہی نہ دے۔ میرے خیال میں یہ بالکل صحیح ہوگا۔ اگر یونیورسٹی مسلمانوں کی تہذیب و تمدن سے تعلق رکھنے والے مضامین کی تعلیم خصوصیت سے دے۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے آخر میں کہا۔ میری خواہش ہے۔ کہ آپ خود ان مسائل پر غور کر کے ان کے نتائج کو اخذ کریں گے۔ ان نتائج کے لئے آپ کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ یہ تو حالات کے فطری نتیجہ کے طور پر پیدا ہوتے ہیں۔ جن سے ہم آنکھیں بند نہیں کر سکتے۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ آپ کی حیثیت یہاں غیر ملکیوں کی سی ہے نہیں۔ نہیں۔ بلکہ آپ بھی انڈیا کے جگر کے ٹکڑے اسی طرح ہیں جس طرح کوئی دوسرا شخص ہو سکتا ہے۔ اور آپ کو بھی ان تمام سہولتوں سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔ جو انڈیا اپنے باشندوں کو دے سکتا ہے۔ لیکن جو لوگ اپنے حقوق سے متمتع ہونا چاہتے ہیں۔ انہیں ذمہ داریوں میں بھی حصہ لینے کی ضرورت ہے۔ درحقیقت اگر ذمہ داریوں اور فرائض کے بار کو قبول کر لیا جائے تو زیادہ سے زیادہ حقوق خود بخود ملتے رہیں گے۔ میں آپ کو آزاد انڈیا کے آزاد باشندوں کی حیثیت سے دعوت دیتا ہوں۔ کہ آپ اپنے عظیم ملک کی تعمیر میں اپنے فرض کو محسوس کریں اور وطن کے اچھے اور برے وقت دونوں میں دوسروں کے ساتھ رہیں۔ موجودہ اپنی تمام ناخوشگواریوں اور کلفتوں کے باوجود بھی گذر ہی جائے گا۔ اب تو مستقبل کی فکر کرنا چاہیئے۔ خصوصاً آپ جیسے نوجوانوں کو جن کی طرف ہمارا مستقبل امید بھری نظروں سے دیکھ رہا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آپ اس آواز پر کہاں تک صدائے لبیک بلند کرتے ہیں۔ پنڈت نہرو نے تبدیل شدہ حالات میں ہندوستانی زبان کے استعمال کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے بتایا۔ کہ انڈیا کی سفیر مقیم روس وہاں کے محکمہ خارجہ کے ساتھ تمام خط و کتابت ہندوستانی یا روسی زبان میں کرتی ہیں۔ تو روس نے بھی ہندوستانی زبان کو دوسری زبانوں کے ساتھ تسلیم کر لیا ہے۔ بہرحال اس یونیورسٹی کو بھی وقت کی ضرورتوں کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ ہمارے نوجوانوں کو وسیع النظر اور بلند کردار کا انسان ہونا چاہیئے۔ تاکہ وہ ملک کے مستقبل کی تعمیر میں پورا حصہ لے سکیں۔

انہوں نے کہا کہ اگر ہمیں اپنی اس خواہش کو پورا کرنا ہے۔ کہ ہمارا ملک طاقتور ہو۔ تو اس کے لئے ضرورت ہے خود احتیاطی اور تہذیب نفس کی۔ اس زمانہ میں جو ناخوشگوار واقعات ملک میں پیش آئے ہیں وہ اس کا واضح ثبوت ہیں۔ کہ ہمارے اندر خود احتیاطی کا فقدان تھا۔ ہمیں بھی اپنی اس صلاحیت کو غلط محل پر استعمال نہ کرنا چاہیئے۔ آپ کے لئے اس وقت سب سے بڑی ضرورت یہ ہے۔ کہ آپ ملک کی فضا کو درست کریں اور انڈیا کی روح سمجھیں جس کے بغیر ہم کوئی تعمیری کام نہیں کر سکتے۔

پنڈت نہرو کے خطبہ کے بعد ہز ہائینس رام پور رام اقبالہ پرو چانسلر مسلم یونیورسٹی نے ممدوح کا شکریہ ادا فرمایا اور اس سلسلہ میں مسلم یونیورسٹی کی خصوصیات اور ...

پر مناسب اور معنی خیز الفاظ میں تبصرہ بھی فرمایا۔ جس کی بجائے خود ضرورت تھی۔ اسی کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آئندہ یونیورسٹی کا نصب العین اور طریقہ کار کیا ہوگا۔ یہ تقریر مندرجہ ذیل میں ملاحظہ کیجیئے :۔

"اس یونیورسٹی کے پرو چانسلر کی حیثیت سے یہ میرا بہت ہی خوشگوار فرض ہے۔ کہ آنریبل پنڈت جواہر لال نہرو نے جو پر جوش ودعوت بڑھانے والا ایڈریس ابھی دیا ہے اس پر اپنی اور یونیورسٹی دونوں کی طرف سے ان کا دلی شکریہ ادا کردوں۔ جواہر لال جی کا نام ہندوستان کے بچہ بچہ کی زبان پر ہے۔ اور اس ملک کا ہر شخص انہیں سچائی۔ خلوص۔ ایثار۔ حب الوطن اور ان سب سے بڑھ کر انسانیت کا بہترین نمونہ سمجھتا ہے۔ ان کی سیاست دانی۔ ان کے تدبر اور ان کے انتظامی قابلیت کا شہرہ سارے عالم میں پھیلا ہوا ہے۔ اور ہند کے سچے سپوت کی حیثیت سے جو بلند تر کام انہوں نے انجام دیئے ہیں۔ اور اس کٹھن راستے میں جو نمایاں کامیابیاں انہوں نے حاصل کی ہیں۔ ان کا آوازہ دنیا کے کونے کونے میں پہنچ چکا ہے۔ ان سب خوبیوں کے علاوہ جو بات آج خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ وہ ان کا علمی اور ادبی مقام ہے۔ مفکر مقرر اور مصنف ہونے کے لحاظ سے بھی یہ بہت اونچے درجہ کے مالک ہیں۔ جب ان کے ہونٹوں سے ستھرے۔ نکھرے اور چونچلے الفاظ کا حکمت اور دانائی سے بھر اور دھارا بہتا ہے۔ تو اس کا ایک ایک لفظ اس قابل ہوتا ہے۔ کہ سب اسے اپنے دلوں میں نقش کر لیں اور جب وہ کچھ لکھتے ہیں۔ تو ان کے فکر کی بلندی۔ ان کے خیالات کی پاکیزگی، اور ان کی عبارت کی کشش پڑھنے والے کو مجبور کر دیتی ہے کہ ان کے مدعا اور دلائل کے سامنے سر جھکا دے۔

حق یہ ہے کہ انسانی عظمت کے اتنے مختلف میدانوں میں انہوں نے اپنا سکہ بٹھایا ہے کہ اب ان کا نام اس ملک میں اور خصوصاً نوجوانوں میں جادو کا اثر رکھتا ہے۔ اور ہند کی آئندہ توقعات بہت کچھ ان کی ذات سے وابستہ ہیں۔ علی گڑھ کو اپنی روایات پر فخر ہے۔ اس کی تہذیب اس کی سیرت سازی اور اپنے ہزاروں فرزندوں کی صحیح تعلیم و تربیت کی روایات رہی ہیں۔ علی گڑھ نے ہندوستان کی تعلیمی ترقی میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں اس نے بہت سے ایسے افراد پیدا کئے ہیں۔ جو زندگی کی مختلف شاہراہوں میں ناموری حاصل کر چکے ہیں۔ جس طرح اکسفورڈ اور کیمبرج کے تعلیم یافتہ اوروں سے ممتاز ہوتے ہیں۔ علی گڑھ کے گریجوایٹ بھی جداگانہ نشان امتیاز رکھتے ہیں علی گڑھ کی یہ خصوصیت بجائے خود بہت قابل قدر ہے۔ لیکن تیزی سے بدلنے والی دنیا میں معیار اور نصب العین بھی تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ میری دانست میں علی گڑھ کو کوشش کرنا چاہیئے کہ پچھلے چند ماہ کے اندر ہند میں جو تغیرات رونما ہوئے ہیں۔ اپنے آپ کو ان کے مطابق بنالے اب علی گڑھ کے بلند مقاصد کے لئے بلند تر ہونا ضروری ہے۔ اسلامی تہذیب کے بہترین عناصر کا احتیاط کے ساتھ تحفظ کرتے ہوئے علی گڑھ کو چاہیئے۔ کہ اپنے نظریہ میں مزید وسعت اور گنجائش پیدا کرے۔ اسے انتہائی صفائی خلوص اور جرات سے یہ اعلان کر دینا چاہیئے۔ کہ اب علی گڑھ کی زندگی میں تنگ نظر فرقہ واریت کو جگہ نہیں مل سکتی۔ اور یونیورسٹی کے ہر فرد کی یہی کوشش رہے گی۔ کہ اس سچی قومی روح کو ابھارے جو انڈین یونین کے مقاصد کے ساتھ ہم آہنگی رکھتی ہو۔ اس یونیورسٹی کو ہندوستان کی ذہنی۔ علمی اور تہذیبی زندگی میں اپنی شان کے شایاں مقام حاصل کرنا چاہیئے۔ جس کا مجھے یقین ہے۔ کہ وہ ضرور حاصل کر کے رہے گی۔ علی گڑھ کو ایسا بننا چاہیئے۔ کہ یہاں سے بلا لحاظ مذہب و ملت موزوں اور لائق افراد پیدا ہوں۔ یہ افراد محب وطن ہوں۔ خدا ترس ہوں۔ خدمت وطن اور انسانی ہمدردی کے جذبہ سے بھرپور ہوں۔ اپنے ملک کی عزت کرنے ہوں۔ ہر انسان سے محبت رکھتے ہوں۔ اور نفرت و عداوت سے ان کے دل بالکل پاک وصاف ہوں۔ اپنے مذہب اور اپنے دیس دونوں کے مخلص ہوں۔ اور عام شہری کی طرح جو قانون کی پوری پابندی کرتا ہو ملک کا پکا وفادار ہوتا ہے۔ اپنے حقوق اور مراعات کے برابر ہی اپنے فرائض اور اپنی ذمہ داریوں کا بھی انہیں پورا پورا احساس اور خیال ہو۔ ان کا اٹل خیال ہو۔ کہ بھائیوں کی طرح آپس میں دوستی اتحاد اور یگانگت برتیں گے۔ اور اس راہ میں دوسرے سے بڑھ چڑھ کر قدم رکھیں گے تاکہ جلد از جلد اس اعلیٰ منزل تک پہنچ سکیں۔ جو ایشیائی براعظم کا رہنما بننے کے لئے ہند کی قسمت میں لکھی جا چکی ہے۔ ہم اپنے محترم مہمان کا ایک بار پھر خلوص دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اپنی انتہائی مصروفیت کے باوجود انہوں نے ہم پر بڑا کرم کیا اور علی گڑھ آکر آج ہم سب ایڈریس کیا ہمیں ان کی امداد اور رہنمائی پر بڑا بھروسہ ہے اور یقین ہے کہ اُن کی بے دریغ ہمدردیاں ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں گی۔ اپنی تقریر کو ختم کرنے سے پہلے میں اپنے معزز اور محبوب دوست سے ایک درخواست کروں گا۔ کہ جب وہ دہلی پہنچیں۔ تو علی گڑھ یونیورسٹی کی طرف سے دیس کے مہا نیتا اور سب ہندباسیوں کے باچو کی خدمت میں ہمارا یہ سندیسہ پہنچا دیں۔ کہ آج سے پچیس برس پہلے بدیسی راج کے دنوں میں آپ کی پسند کا جو علی گڑھ نہ بن سکا تھا۔ ہم نے ٹھان لی ہے کہ اسے بنا کر رہیں گے۔"

ہز ہائینس پرو چانسلر بالقابہ کی تقریر کے بعد کنووکیشن بخیر و خوبی ختم ہوا۔ ساڑھے چار بجے شام کو ہز ہائینس پرو چانسلر بہادر کی طرف سے نہایت وسیع پیمانہ پر ایک ایٹ ہوم دیا گیا۔ جس میں پنڈت جواہر لال نہرو ان کے رفقا ممبران کورٹ اساتذہ اور دوسرے معزز مہمانوں نے شرکت فرمائی۔ محترم میزبان یعنی ہز ہائینس پرو چانسلر بہادر بھی اس ایٹ ہوم میں مع اپنے سٹاف کے تشریف رکھتے تھے۔ ایٹ ہوم لطف و مسرت کے ساتھ ختم ہوا اور پنڈت جواہر لال نہرو پُر جوش نعرہ ہائے کے ساتھ رخصت ہوئے۔

سائنس کی تعلیم ہندوستانی زبانوں میں ہونا چاہیئے

کچھ دن ہوئے کہ انڈیا کے سائنس کے قومی ادارہ میں سر شانتی سروپ بھٹناگر نے اپنے خطبہ صدارت میں کہا۔ "آزاد انڈیا میں سائنس غیر ملکی سامراج کا آلہ کار نہیں ہوگی۔ ہمیں انڈیا کی سائنس کی صلاحیتوں کو اتنی ترقی دینا ہے کہ دنیا میں اس کی حیثیت ممتاز ہو اور ملک میں خدا کو اس طرح بڑھانا ہے کہ عوام کو فائدہ پہنچے۔ اب ہمارا ملک میں سائنس کا مقصد دوسرا ہوگا۔ اس سے پہلے سائنس کا مقصد سامراج کا مفاد تھا۔ اور ہم اپنے ملک سائنس کے متعلق تحقیقاتیں بھی نہیں کر سکتے تھے لیکن عوام کا اقتصادی معیار بڑھانے کے لئے صنعت کو ترقی دینے کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے سائنس دانوں اور ذرائع کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ انڈیا کو اپنے دفاع کے لئے بھی سائنس و صنعت کی ضرورت ہے۔ سائنس کا مقصد ایسی باتوں کی تحقیقات ہے جس سے غریبی کم ہو" سائنس کے متعلق زبان کے مسئلہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے سر بھٹناگر نے کہا :۔ "آئندہ سائنس کی تعلیم انڈین زبانوں میں ہوگی اور ذمہ داروں کو چاہیئے کہ وہ اس پر عمل کرنے کے لئے اقدام کریں۔ ممکن ہے۔ کہ سائنس کی تحریریں بہت سی انڈین زبانوں میں لکھی جائیں لیکن ہر زبان کے لئے سائنس کی اصطلاحیں الگ بنانا بہت مشکل ہے۔ سب انڈین زبانوں کی ایک ہی اصطلاحیں ہونی چاہیئں۔ اور مستقبل قریب میں انگریزی اصطلاحوں ہی سے کام لینا چاہیئے۔"

فن تعمیر حیات

تم یہ کرو۔ دوسرا معائنہ شروع کردو۔ لیکن اس مرتبہ ایک قیاس غیر مصدقہ قائم کر کے معائنہ کرو کہ آیا۔ اشتہار دینے میں غلط طریقہ اختیار کیا گیا ہے؟ یا مال خراب ہے؟ اور اس مرکز سے آزمائش کرو۔ ایک معیار قائم کر کے دریافت یا تحقیقات شروع کرنی چاہیئے۔ اندھیرے میں ٹٹولنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ معیار قائم کر کے دیکھا جائے تو ایک پیمانہ تمہارے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اور اکثر تم وہ وجہ معلوم کر لیتے ہو۔ کہ منافع میں کیوں فرق آگیا ہے۔

مشابہت یا مطابقت کا استعمال

تحقیقات اور دریافت کے کام میں مشابہت یا مطابقت کا استعمال حیرت انگیز اور اس کا رتبہ اعلیٰ ہے مگر یہ رتبہ اُسے اندھا دھند مطلق العنانی یا کسی بےقاعدگی سے نہیں دیا گیا۔ مطابقت وہاں قائم ہے جہاں وہ دریافت اور تحقیقات کی ممد ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ دنیا کی بنیاد قاعدہ پر قائم ہے۔ سائنس کی تاریخ علم قوانین کی دریافت کی تاریخ ہے۔ ان قوانین کی جن کا میدان ہمیشہ وسیع ہوتا رہتا ہے۔ وہ قوانین جو کئی صدیوں میں دریافت ہوئے ہیں۔ اور نوع انسان کا ورثہ بن گئے ہیں۔ نئی نسل کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے مورثوں کی حد نگاہ سے پرے نظر دوڑاتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان کے شانوں پر کھڑے ہیں۔ اب ہم آپ کو ایک کان کن کا قصہ سناتے ہیں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو۔ کہ اُس نے کیسے اپنے تصور اور حس مطابقت کو استعمال کیا۔ وہ ولایت کا رہنے والا تھا۔ جب اُسے معلوم ہوا کہ آسٹریلیا میں سونے کی کانیں دریافت ہوئی ہیں۔ تو وہ وہاں فوراً جا پہنچا۔ وہاں پہنچ کر اُس نے زمین کی سطح کی بناوٹ کو غور سے دیکھا۔ اور معلوم کر لیا۔ کہ آسٹریلیا میں بعض مقامات ایسے ہیں۔ جن کی زمین کی سطح کی بناوٹ ان زمینوں سے مشابہ ہے۔ جہاں مغرب میں سونے کی کانیں پائی گئی ہیں۔ چنانچہ اس مشابہت کی بنا پر اُس نے زمین منتخب کر کے وہاں کھدائی شروع کر دی اور اُسے بیشمار سونا ہاتھ آیا۔ جس سے وہ مالا مال ہو گیا۔ البتہ اس میں شک نہیں کہ یہ قانون دوسرے قوانین کی طرح غلط تخمینہ کا ذمہ وار ہو سکتا ہے۔ تم یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ وہ مال جس کی ہندوستان میں بڑی بکری اس کی ایران میں بھی ویسی ہی مانگ ہوگی۔ کئی لوگ ایسے غلط تخمینے قائم کر کے اپنی تمام دولت کو برباد کر لیتے ہیں۔ جو لوگ محض خیال پر اپنا تخمینہ قائم نہیں کرتے وہ ضرور خطا کھاتے ہیں۔ پس ضروری ہے کہ کسی کاروبار میں ہاتھ ڈالنے سے پیشتر ہم اس پر اچھی طرح غور کریں۔ تصور اور تخیل کو کام میں لا کر اس کے ہر پہلو پر نظر ڈالیں اور تخیل کو ایک ہنر بنا کر اس پر کاربند ہوں۔

اختراع اور ایجاد یا جدت

یاد رکھو کہ اگر کسی کام میں محتاط اور مسلسل تحقیقات کے بعد مطلوبہ حل تک تمہاری رسائی نہیں ہوتی۔ تو پھر اس کام کو ترک کر کے کوئی اور کام شروع کر دو یا کسی قسم کی تفریح کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اور پھر دیکھو گے کہ بہت حالتوں میں مطلوبہ حل تم کو حاصل ہو گیا ہے۔ بات یہ ہے کہ بعض اوقات ہم یہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ ہماری دماغی حالت بہت اعلیٰ ہے۔ اس صورت میں ہم پر وہ حالت طاری ہوتی ہے۔ کہ خیالات آپ سے آپ پیدا ہونے لگتے ہیں۔ اور ہم بہت کام کر سکتے ہیں۔ کئی دفعہ ہم پر ایسی حالت غالب آتی ہے۔ کہ ہمارے قویٰ بیکار اور مسلول سے ہو جاتے ہیں۔ اور ہمارا دماغ بنجر زمین بن جاتا ہے۔ اس لئے ہم کو چاہیئے اول الذکر حالت میں اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں اور جس وقت ہمارا دماغ زرخیز ہو اس سے کام لیں۔ وہ شے جس کا نام اتفاق ہے ایک اہم جزو ہے۔ اس سے ہم کو مستفید ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ بہت سے لوگوں نے اتفاق سے فائدہ اٹھا کر اپنی مستقبل بنالی ہے۔

اپنی ذات پر اعتماد

آخری قاعدہ تمام فنا کی تخیل کا یہ ہے کہ اپنے تخیل کو کام میں لائیں۔ کتابوں اخباروں رسالوں۔ افواہوں یا دوستوں کی صلاح پر نظر نہ کرو۔ ذاتی تحقیقات کے بعد ذاتی نتائج اخذ کرو اس مقصد کے لئے کچھ دلیری اور کچھ ذاتی اعتماد درکار ہے۔ اس طرح تمہاری چھپی ہوئی قابلیتیں ظاہر ہو جائیں گی۔ اس سے اندرونی آمدنی یعنی جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ اور تم اس کام کی طرف راغب اور ہمہ تن متوجہ ہو جاتے ہو۔ جو تمہاری زندگی کا مقصد ہے۔ لیکن سب سے زیادہ اہم اور مقدم شے شاید ذاتی اعتماد اس کی بدولت جب تم کسی چیز کا اپنے طور پر مطالعہ کرو۔ تو تم کو یقین کا احساس ہو جاتا ہے۔ اور تم براہ راست اصلی نتیجہ پر پہنچ جاتے ہو۔ یہی روش اگر تم ان معاملات میں اختیار کرو۔ جن کے تم از حد شوقین ہو تو فائدہ شاندار ہوگا۔

علم کا علم کی خاطر شوق

تمثیل کے طور پر زید اور بکر کو لو۔ زید تاجر ہے اور کیمسٹری کے تجربے کرتا ہے۔ بکر علم کیمیا کی تحقیقات میں ہمہ تن مشغول ہے۔ اس میں اسے مالی فائدہ کی بالکل تمنا نہیں ہے (باقی پھر)

ایڈیٹر میاں عبدالمجید صاحب
THE PAISAAKHBAR
URDU WEEKLY
LAHORE
پیسہ اخبار لاہور
یادگار حاجی مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم

لاہور میں سردار محمد ابراہیم خاں کی تقریر

سردار محمد ابراہیم خاں صدر آزاد کشمیر حکومت نے لاہور میں طلبا کے ایک اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ہر مسلمان کو اپنی زندگی کا یہ نصب العین قرار دے لینا چاہیئے کہ وہ قوم کے لئے زندہ رہے گا۔ اور قوم کے لئے ہی مرے گا۔ سردار محمد ابراہیم خاں نے ۳۵ منٹ تک تقریر کی۔ آپنے کہا کہ اس وسیع و عریض دُنیا میں صرف وہی قوم زندہ رہ سکتی ہے جس کے نوجوان قومی مفاد اور آزادی کے لئے مرنا جانتے ہوں۔ آپ نے پاکستان حاصل کیا ہے اپنے خون اور آنسوؤں سے حاصل کیا ہے آپ کا فرض ہے کہ آپ بیرونی دشمنوں سے اس کی حفاظت کریں۔ اور آپ کو عزم کر لینا چاہیئے۔ کہ آپ نے ایک خوددار اور غیور قوم کی حیثیت سے زندہ رہنا چاہیئے۔ کشمیر کے معاملے کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ کشمیر کی جنگ سخت ہے۔ لیکن ہم اس کا عزم کئے ہوئے ہیں۔ کہ یہ جنگ اس وقت تک جاری رہے گی۔ جب تک کہ ہم اپنے وطن عزیز کی سرزمین سے ڈوگرہ اقتدار کا خاتمہ نہیں کر دیتے۔ اور ہمارا وطن ڈوگروں کی گرفت سے آزاد نہیں ہو جاتا۔ آپنے فرمایا۔ کہ کشمیر کے مسلمانوں کی جنگ میں پاکستانی عوام کی حمایت ہی اُن کے ساتھ نہیں بلکہ دنیائے اسلام کی حمایت اُن کے ساتھ ہے۔ یہ جنگ پورے عالم اسلام کی جنگ ہے۔ آپنے سیکورٹی کونسل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ہندوستان نے سیکورٹی کونسل میں نہایت بددیانتی اور بے ایمانی سے کام لینے کی کوشش کی۔ اور اس نے محض کشمیر میں وسیع پیمانہ پہ فوجی کارروائی کرنے کے لئے سیکورٹی کونسل سے فرار اختیار کیا۔ آپنے کہا کہ ہندوستانی پارٹی کانڈ گمراہ میں مبتلا ہے۔ اگر وہ یہ سمجھتی ہے کہ موسم کی تبدیلی کی وجہ سے وہ ہماری مذاحمت کو ختم کر سکے گی اور کہ مجاہدین کو شکست دے سکے گی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہم آخری آدمی تک ہندوستانی فوج کا مقابلہ کریں گے۔ اور انشاء اللہ آخری فتح ہماری ہوگی۔

کشمیر ۱۳ میں سے ۸ اضلاع مجاہدین فتح کر چکے ہیں

لاہور یکم مارچ۔ آزاد کشمیر گورنمنٹ کے صدر سردار محمد ابراہیم خاں نے آج پنجاب یونیورسٹی طلبہ کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ جموں اور کشمیر کے کل تیرہ اضلاع سے آٹھ پر آزاد کشمیر کا تسلط قائم ہو چکا ہے۔ آپنے کہا۔ مجاہدین کشمیر کی جدوجہد بھی اسی قدر سخت ہے جس قدر حصول پاکستان کی لیکن مجاہدین کو یقین کامل ہے۔ کہ وہ کشمیر کے باقی اضلاع کو بھی ڈوگرہ استبداد سے آزاد کرانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ موصوف نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ کہ پنجاب کے ہندو اور سکھ والیان ریاست پاکستان اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے مکروہ عزائم لیکر یہیں جمع ہوئے کشمیر کے ڈوگرہ راجہ کے محل میں جمع ہوئے اور انہوں نے کشمیری مسلمانوں کو بھی اسی طرح ختم کرنے کا منصوبہ بنایا۔ جس طرح وہ مشرقی پنجاب کے مسلمانوں کو برباد کر چکے ہیں۔ لیکن عوام کی بروقت جدوجہد نے ان کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ آپنے یہ بھی بتایا۔ کہ پاکستان کی سرحد کے ساتھ کشمیر میں ڈوگرہ فوج متعین کر دی گئی تھی۔ اور پونچھ میں فوجی حکومت قائم کر کے مسلمانوں کو ختم کرنے یا بھاگ کر پاکستان جانے پر مجبور کیا جانے لگا۔ جموں میں تو ان کا یہ منصوبہ اس حد تک کامیاب ہو گیا تھا۔ کہ دو لاکھ مسلمانوں کو وہاں سے بھاگنا پڑا۔ لیکن آزاد کشمیر کے وجود میں آنے سے ہندوستانی ظالموں کے حواس ٹھکانے آ گئے۔ انہوں نے مسئلہ کشمیر سلامتی کونسل میں پیش کیا۔ مگر وہاں بھی ناکامی و نامرادی ان کی قسمت پر ہنسا کی۔

ہندوستانی وفد جمعرات کو امریکہ جائیگا
شیخ عبداللہ کو وفد سے نکال دیا گیا

دہلی یکم مارچ۔ ہندوستان کی وزارت خارجہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ سلامتی کونسل میں بھیجا جانے والا ہندوستانی وفد جمعرات کو امریکہ روانہ ہو جائیگا۔ اعلان میں کہا گیا ہے۔ کہ چونکہ شیخ عبداللہ کی تقریر پر سلامتی کونسل میں بہت لے دے ہوئی تھی۔ اس لئے انہیں وفد سے الگ کر کے ان کی جگہ وزارت خارجہ کے سیکرٹری جنرل سر گرجا شنکر باجپائی کو وفد میں بھیجا جائیگا۔ وفد کی قیادت حسب سابق مسٹر گوپال سوامی آئینگر کریں گے۔

—پیسہ اخبار کو ضرور پڑھا کریں—



امام یحیی اپنے گیارہ بیٹوں اور وزیر اعظم کی معیت میں موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ آپ یمن میں حکمران ہونے کے علاوہ لوگوں کے دینی رہنما بھی تھے

قاہرہ ۱۷ر فروری۔ کل رات عرب دُنیا یمن کے امام یحیٰے کے انجام کے بارے میں بہت فکر کے ساتھ خبر سننے کی منتظر تھی۔ امام یحیٰی کی عمر ۸۰ برس ہے۔ اور آپ دُنیا میں سب سے پرانے حکمران خاندان کے امیر ہیں چونکہ یمن کے صدر مقام صنعا سے مختلف اور متضاد قسم کی اطلاعات موصول ہو رہی تھیں اس لئے عرب لیگ کی سیاسی کمیٹی نے فیصلہ کیا تھا کہ ایک وفد بھیجا جائے۔ جو صحیح صورت حال کا پتہ کر سکے۔ یمن سے تازہ ترین اطلاعات لندن میں برطانوی دفتر میں عدن دفتر سے پہنچی ہیں۔ ان خبروں کا ذریعہ بھی وہی تھا۔ جو عرب لیگ کا تھا۔ یعنی احمد الوزید۔ آپ نے کہا ہے کہ امام یحیٰے وفات پا چکے ہیں۔ اور آپ کی جگہ یا وزیر منتخب کر لیا گیا ہے۔ کل رات قاہرہ میں جو اطلاعات پہنچی ہیں۔ ان میں کہا گیا تھا۔ یمن کے ۵۰ سالہ حکمران امام یحیٰی ان کے گیارہ بیٹوں اور وزیر اعظم کو موت کے گھاٹ اتارا جا چکا ہے۔ اس حکمران کی موت کی خبر سب سے پہلے گذشتہ ماہ قاہرہ پہنچی۔ آپ سنہ ۱۹۰۴ء سے اپنی مملکت کے دینی اور سیاسی رہنما تھے۔ اور آپ دنیا کے حکمران کنبوں میں سے سب سے پرانے کنبے کے امیر اعلیٰ تھے لیکن اس کے فوراً بعد یمن کے نمائندے مقیم قاہرہ نے نہ صرف اس خبر کی تردید کی۔ بلکہ اس کے مشہور ہونے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ بدھ کے روز عرب لیگ کونسل کو شاہ یمن کے مشیر کا تار ملا۔ جس میں موت کی اطلاع دی گئی تھی۔ لیکن اس کے چند گھنٹے قبل عرب لیگ میں یمنی مندوب نے اس خبر کی تردید کی تھی۔ رائٹر نے عدن سے اطلاع دی تھی۔ کہ صنعا سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ والئے یمن کا انتقال ہو گیا ہے۔ بعد ازاں دمشق سے رائٹر نے اطلاع دی تھی۔ کہ حکومت شام کو صنعا سے تار موصول ہوا ہے۔ جس میں والئے یمن کی موت کی خبر کی تصدیق کی گئی تھی اور کہا گیا تھا۔ کہ سید عبداللہ ابن احمد الوزید آپ کے نائب کی حیثیت میں تخت نشین ہو چکے ہیں۔

مدینہ یا دیارِ حبیب

سجاؤں دیدہ و دل راہ میں قرینے سے
چلا ہے قاصد جاناں سُنا مدینے سے

مدینہ قبلہ دیں۔ آبروئے ہر دو جہاں!
بڑھی ہے قسمت انگشتری نگینے سے

مدینہ حاصل معراج و رتبہ معراج
ملا ہے عرش فقط اس کے ایک زینے سے

کشش ہے اُس کے قدم کی نصیب ہے میرا
نکل پڑا دل بیتاب میرے سینے سے

حیات جتنی ہے کیفی نثار کر ڈالوں
یہی ملا ہے مجھے عمر بھر کے جینے سے

بیت المقدس اور رملہ کی گلیوں میں لڑائی

بیت المقدس کی ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ بیت المقدس کی گلیوں میں عربوں اور یہودیوں کی لڑائی میں چار عرب مارے گئے برطانوی سپاہیوں کو کئی مرتبہ عرب اور یہودی ہجوموں پر گولیاں چلانی پڑیں۔ گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں مرنے والوں میں دو برطانوی سپاہی بھی شامل ہیں۔ مجروح ہونے والوں میں بھی تین انگریز تھے۔ ان میں سے ایک سپاہی رملہ کے عرب شہر میں مردہ پایا گیا۔ جانوں میں سب سے زیادہ اموات ہوئیں ان گلیوں اور بازاروں میں عرب اور یہودی نوجوانوں کے مابین جنگ ہوئی۔ ان تصادمات میں چار یہودی اور ایک عرب مقتول موت کا شکار ہوئے۔ اور پانچ یہودی۔ ایک عرب اور ایک برطانوی سپاہی مجروح ہوئے۔

پاکستان کی تعلیمی پالیسی

ڈھاکہ کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ پاکستان کے وزیر تعلیم مسٹر فضل الرحمن نے ایک پریس کانفرنس میں پاکستان کی تعلیمی پالیسی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ اسلامی نظریات کی حامل ہوگی۔ بچوں اور نوجوانوں کو اس قسم کی تعلیم دی جائیگی۔ کہ وہ تمام دُنیا میں انسانی اخوت اور مساوات پر اعتقاد رکھیں گے اور عدل و انصاف اور رواداری سے ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ پیش آئیں گے۔ ان کے حوصلے بلند ہوں گے۔ اور نظریات وسیع۔ حکومت کی سرکاری زبان کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔ کہ ابھی اس کے متعلق کوئی آخری فیصلہ نہیں کیا گیا۔ لیکن اس مسئلہ پر غور و خوض کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کر دی گئی ہے۔ موجودہ نظام تعلیم کو بالکل تبدیل کر دیا جائیگا۔ اور اسلامی تاریخ۔ کلچر اور فلسفہ کو خاص اہمیت دی جائے گی۔

اقلیتیں ہماری امانت ہیں

پاکستان کے وزیر خوراک پیرزادہ عبدالستار نے حبیب آباد میں مسلم لیگی کارکنوں کے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ یہ چیز اسلام اور انسانیت کے خلاف ہے۔ کہ ہندوستان کے مسلمانوں پر مظالم کا بدلہ پاکستان میں اقلیتوں سے لیا جاوے۔ یہ اقدام ان کو مسلمان بلکہ انسانیت کے درجہ سے گرا دے گا۔ اور بین الاقوامی حلقوں میں پاکستان کے وقار کو کم کر دیگا اقلیتیں ہماری مقدس امانت ہیں۔ ان کے ساتھ کبھی دغابازی نہ کرنی چاہیئے۔

ایک گولی ملی

دہلی کی ایک خبر میں بتایا گیا ہے۔ کہ جب رام داس گاندھی دوسری جنوری کو گاندھی جی کی ہڈیاں خاکستر میں سے الگ کر رہے تھے۔ تو انہیں ایک گولی ملی۔ جو گاندھی جی کی ہلاکت کا سبب ہوئی۔ یہ گولی پنڈت نہرو کو دی گئی ہے کہا جاتا ہے کہ یہ گولی پولیس کے حوالہ کر دی جائے گی۔ ممکن ہے کہ اس سے جرم کی تفتیش سے کچھ امداد ملے۔

راشٹری سورج نرائن کا خط پکڑا گیا

امرتسر ۲۰ر فروری مقامی پولیس نے ڈاک خانہ ہال بازار امرتسر سے جالندھر کو ایک راشٹری سورج نارائن کا خط پکڑا ہے۔ جو اس نے اپنے امرتسری راشٹریہ دوست جے کرشن کے نام ۳ر فروری کو پوسٹ کیا تھا۔ اس خط کی نقل جو خاص ذرائع سے حاصل ہوئی ہے۔ ذیل میں درج کی جاتی ہے

از جالندھر ۲/۳ ۴۸ پیارے جے کرشن نمستے
آپ کا پریم پتر ملا۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ ہندوستان کا اسی سالہ دُشٹ بڈھا جس نے اہنسا کے بہانے "ہندو مسلم اتحاد" کا جھل دے کر ہمارے ملک و قوم اور دھرم و چار کو بھرشٹ کر رکھا تھا۔ شری نتھو رام کے پوتر ہاتھ سے نرک میں جا بسا۔ اس موذی کی موت کے بعد ہم کو خاموش نہ بیٹھنا چاہیئے۔ بلکہ اپنے کام اور پرچار کو جاری رکھنا چاہیئے اس وقت راشٹریہ سیوک کے تمام سنگھیوں کی آنکھیں گاندھی کے بڑے چیلے (نہرو) پر لگی ہیں۔ اگر یہ بھی ٹھکانے لگ جائے۔ تو بس ہمارا بیڑا پار ہے۔ نہیں تو ہماری جاتی کی کشتی منجدھار میں رہے گی۔ اور پیارا وطن ٹھیک طور پر آزاد نہ ہو سکے گا۔ ہمارا فرض ہے کہ گاندھی ...

برطانوی سپاہیوں سے بھری ہوئی ایک ریل گاڑی کو یہودیوں نے بارودی سرنگوں سے اڑا دیا۔ ۲۶ ہلاک ۵۰ زخمی اور بہت سے گم ہیں

برطانوی سپاہیوں سے بھری ہوئی ایک ریل گاڑی حیفہ سے بیت المقدس کی طرف آ رہی تھی کہ راستے میں یہودیوں نے اس ریل گاڑی کو بارودی سرنگوں سے اڑا دیا۔ بارودی سرنگوں کے پھٹنے کی وجہ سے بہت سے ڈبے اڑ گئے۔ ۲۶ برطانوی سپاہی ہلاک اور ۵۰ زخمی ہوئے بہت سے سپاہی گم ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ہلاک ہو گئے ہیں سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ برطانوی سپاہی چھٹی گزار کر اپنی ڈیوٹی پر واپس آ رہے تھے۔ کہ حیفہ یروشلم ریلوے لائن پر ان کی سپیشل ٹرین کو ڈائنامیٹ سے اڑا دیا گیا۔ یہ کارروائی یہودی دہشت پسندوں نے کی یہودی دہشت پسندوں نے فلسطین کے محکمہ امور رفاہ عامہ کے دفاتر پر چھاپہ مارا۔ اور تمام ریکارڈ اور بہت سے موٹر سائیکل لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔

فلسطین کے ہائی کمشنر نے یہودی اور عربوں دونوں کو زبردست انتباہ کیا ہے۔ کہ بیت المقدس میں گڑبڑ کے پیش نظر برطانوی فوج نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ ایسے ہتھیار استعمال کرے گی۔ جو عربوں اور یہودیوں کے ہتھیاروں سے زیادہ مضبوط اور طاقتور ہیں۔

حکومت فلسطین کا اعلان

بیت المقدس یکم مارچ۔ برطانوی ٹرین کو بارودی سرنگوں سے اڑا دینے کا جو حادثہ رونما ہوا اس کے بارے میں حکومت فلسطین نے ایک اعلان جاری کیا ہے۔ اس حادثہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ گذشتہ فروری میں حکومت نے یہودی ایجنسی کو تعاون کی دعوت دیتے ہوئے اس سے کہا تھا۔ کہ وہ یہودی تشدد پسندوں کو حکومت کے حوالے کر دے۔ مگر یہودی ایجنسی نے اس دعوت کو مسترد کرتے ہوئے کہا۔ کہ اسے قبول کرنا یہودی مفاد کے خلاف ہے۔ وہ دن اور آج کا دن کہ یہودی دہشت پسندوں کی کارروائیاں روز بروز ترقی پذیر ہو رہی ہیں۔ اور یہ احسان فراموش انہی برطانوی سپاہیوں کی جان لیوا ثابت ہو رہے ہیں جو اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر ان کی قوم کی حفاظت کر رہے ہیں۔ اعلان میں کہا گیا ہے کہ یہودی ایجنسی امن قائم نہیں ہونے دیتی حکومت نے یہودیوں [illegible]

رکھا۔ تو مہذب انسان کہلانے کا حق انہیں حاصل نہیں رہے گا۔

فلسطین کیلئے یوگوسلاوی رضاکار

دمشق ۲ مارچ۔ یوگوسلاوی پناہ گزینوں کا جنہوں نے اپنے آپ کو فلسطین میں عربوں کی حمایت میں جنگ کرنے کے لئے پیش کیا ہے۔ پہلا دستہ یہاں پہنچ گیا۔ بہت سے مجبوروں نے بتایا کہ جدید طرز جنگ میں تربیت یافتہ ہزار ہا پناہ گزین جلد ہی شام یا لبنان پہنچ جائیں گے۔

نجف اشرف کے مجتہد اعظم کا اعلان جہاد

شیعی دنیا کا دینی مرکز نجف اشرف ہے جہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ مدفون ہیں۔ نجف اشرف کے سب سے بڑے شیعی عالم نے جن کی حیثیت شیعوں کے شیخ الاسلام کی ہے۔ جہاد فلسطین کے متعلق ایک فتویٰ دیا ہے۔ جس کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و الحمد للہ

نجف اشرف عراق ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۶۶ء

اے مسلمانو۔ جو ایمان لا چکے ہو۔ کیا میں تمہیں ایسی تجارت کا راستہ دکھاؤں۔ جو تمہیں دوزخ کے دردناک عذاب سے نجات دلا سکتی ہے۔ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم جانو تو یہ ہو گا کہ اللہ تمہارے گناہ کو معاف کر دے گا اور مرنے کے بعد تمہیں ایسے باغات میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اور ہمیشہ رہنے والے بہشت کے اچھے مکانوں میں جگہ دیگا اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور اس کے علاوہ اللہ تمہیں ایک اور چیز سے بھی بہرہ ور کرے گا جو تمہیں بہت عزیز ہے اور وہ یہ کہ اللہ کی طرف سے تمہیں مدد ملے اور تمہیں فتح نصیب ہو اور تم مومنوں کو یہ خوشخبری دو۔ (قرآن کریم)

تقریباً تیس سال سے فلسطین جن مصائب میں گرفتار ہے۔ اور اس طویل مدت میں اس نے جو جانی اور مالی قربانیاں کی ہیں۔ اور اس وقت جو اس کی نازک حالت ہے۔ اس کے متعلق مجھ سے اس جہاد فلسطین کے متعلق استفسار کیا گیا ہے۔ [illegible]

کہنا یہ ہے۔ کہ اس وقت فلسطین کی جو حالت ہے وہ فتوؤں کی حد سے تجاوز کر چکی ہے۔ آج تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے وجدان سے فتویٰ لے اور اس معاملے میں جو اس کا ضمیر کہتا ہے۔ اس کی آواز سنے۔ آج ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ فلسطین کی حفاظت کے لئے جو کچھ بھی اس سے ہو سکتا ہے۔ کر گزرے اور اس راہ میں اپنی جان اور مال کو قربان کرنے میں دریغ نہ کرے۔ اے مسلمانو ہمت نہ ہارو اور سستی نہ کرو۔ آخر کار تم ہی کامیاب ہو گے۔ اگر تم اللہ کی راہ میں اٹھو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہیں ثبات قدمی بخشے گا اور واقعہ یہ ہے کہ فتح و کامیابی تو اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے اور اللہ تو غالب اور زبردست ہے ہی۔ محمد الحسینی آل کاشف الغطا

پاکستان کے بجٹ میں غریبوں کو سبز باغ دکھا کر امیروں کو خوش کیا گیا ہے

آزاد پاکستان کے پہلے بجٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے میجر یوسف اسمٰعیل اوسپا پاکستان اسلامک کونسل نے کہا۔ مسٹر لیاقت علی نے ہندوستان میں جو بجٹ پیش کیا تھا۔ اس کو دیکھتے ہوئے یہ خیال تھا۔ کہ آزاد پاکستان کا جو بجٹ مسٹر غلام محمد پیش کریں گے۔ اس میں غریبوں کا خاص طور پر خیال رکھا جائیگا۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس بجٹ میں غریبوں کو سبز باغ دکھا کر امیروں کے مفاد کا خیال رکھا گیا ہے۔ اور امیروں کو خوش کیا گیا ہے۔ اس میزانیہ میں تمام بوجھ عوام پر ڈالا گیا ہے کیونکہ روزمرہ ضروریات پر ٹیکس عائد کئے گئے ہیں۔ امیروں پر ٹیکس کا بوجھ نہیں ڈالا گیا کیونکہ پراپرٹی ٹیکس اور سامان تعیش پر ٹیکسوں میں اضافہ نہیں کیا گیا۔ میں قائد اعظم سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ پاکستان میں عام انتخابات کرائے جائیں۔ کیونکہ ہمارے نمائندے انتخابات کی حمایت کریں گے۔ تاکہ پبلک کے نئے نمائندے آ سکیں۔

مغربی پنجاب میں نئی آبادیوں کی تعمیر

لاہور یکم مارچ۔ مغربی پنجاب کے صوبائی ٹاؤن پلینرز آبادیوں کے جامع نقشے تیار کر رہے ہیں۔ تاکہ نئی آبادیوں کی تعمیر میں بے ترتیبی کو روکا جا سکے اور شرنارتھی خاندانوں کی آبادی باقاعدہ ہو۔ پہلی آبادی ولٹن میں یا لکھنڈوں کی ہے۔ جہاں ایک لاکھ [illegible] سے قریب آباد کیا گیا ہے۔ ہر گھر میں ایک کھلا صحن ایک برآمدہ ایک باورچی خانہ ایک غسل خانہ ہو گا۔ مختلف مقامات پر بھی مدرسے اور مسجدیں تعمیر ہوں گی۔ تمام آبادی کے مرکزی مقام پر ایک جامع مسجد تعمیر کی جائے گی۔ ایک سینما گھر کے علاوہ کئی سکول۔

ڈاکٹر محمد عطا کی تقریر!!!

ڈاکٹر محمد عطاء وزیر اعظم انڈونیشیا نے صدر ٹرومین پر کڑی نکتہ چینی کی ہے۔ آپ نے ریڈیو سے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ صدر روزویلٹ آنجہانی نے آزادی کا جو چارٹر تیار کیا تھا۔ صدر ٹرومین اس چارٹر کی شرائط کو عملی جامہ پہنانے میں قطعاً ناکام رہے ہیں۔ اب جرمن اور انڈونیشیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہیں اور انڈونیشیا میں ہوگ ہوتے کے خوف سے آزادی کا نام نہیں لے سکتے۔ ان ممالک میں آزادی پسند لوگوں کو کچلا جا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ انڈونیشیا کی جمہوریت انڈونیشیا کی تمام ریاستوں کی متحدہ اور مشترکہ جمہوریت بنانے کا عزم رکھتی ہے لیکن ہالینڈ سامراجی ذرائع اختیار کر کے اس کے راستے میں مشکلات پیدا کر رہا ہے۔ ڈاکٹر عطاء نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ کہ ہالینڈ اور انڈونیشیا کی لڑائی بند کرنے کے عارضی معاہدہ کو تسلیم کر کے انڈونیشیا نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ پرامن طریقہ پر اپنے مفاد حاصل کرنا چاہتا ہے۔

مختصرات

— ہیگ کی بین الاقوامی عدالت میں آج برطانوی وکیل نے البانیہ کے خلاف کورفو میں برطانوی جہازوں کی تباہی کا مقدمہ پیش کیا

— دار العوام میں آج برطانوی دفاع پر بحث ہو رہی ہے۔

— بحر الکاہل کے دونوں اطراف پر واقع طاقتوں میں آج سخت زلزلے آئے۔

— مشرقی پاکستان کے ڈائرکٹر تعلیمات مسٹر بدیع الرحمٰن کو پبلک سروس کمیشن ڈھاکہ کا سیکرٹری مقرر کیا گیا ہے۔

— پاکستانی پنجاب میں تعمیرات کا بہتر انتظام کرنے کے لئے حکومت کے صوبائی ٹاؤن پلینر کا دفتر کھول دیا ہے۔

— وزیر داخلہ مشرقی پاکستان نے ڈھاکہ میں طلبہ کی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے کہا طلبہ [illegible]

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامۂ ناپاک گازران بر سنگ

پیسہ اخبار لاہور

قیمت سالانہ چار روپے (للعہ) حجازی پریس بیرون موری گیٹ لاہور میں چھپوا کر میاں عبدالمجید صاحب ایڈیٹر پرنٹر و پبلیشر نے دفتر پیسہ اخبار لاہور سے شائع کیا

نمبر ۱۰	۱۰ مارچ ۱۹۴۸ء	جلد ۶۲

میزانیۂ پاکستان

میزانیۂ پاکستان بحیثیت مجموعی اگر اطمینان بخش نہیں تو اسے ناکام بھی نہیں کہا جا سکتا پاکستان کی آمدنی کے ذریعوں کو جو نقصان پہنچ چکا ہے اس کے پیش نظر تو یہ بجٹ خلاف توقع بہتر ہے ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے ۳۱ مئی ۱۹۴۸ء تک کے ضمنی میزانیے پر توجہ کی ضرورت نہیں۔ یہ اضطرابی دور تھا۔ جس میں مصارف کے دروازے تو ہر طرف کھلے رہے۔ مگر آمدنی کی راہیں مسدود تھیں۔ ان حالات میں ۲۳ کروڑ ۳۲ لاکھ کا خسارہ کوئی حیرانیں متقابل بحث ہے۔ آئندہ سال کا میزانیہ متوقع آمدنی ۷۹ کروڑ ۴۱ لاکھ ہو گی اور مصارف کا اندازہ ۸۹ کروڑ ۸۶ لاکھ ہے گویا ۱۰ کروڑ ۱۱ لاکھ کا گھاٹا ہو گا۔ اگر حالات سازگار رہے تو ممکن ہے کہ متوقع خسارہ بھی خلاف توقع نفع سے بدل جائے۔ مداخل و مصارف کا اجمالی خاکہ ملاحظہ فرمائیے۔ آمدنی کا اندازہ یہ ہے۔ اہم صیغوں کی آمدنی ۳۱ کروڑ ۲ لاکھ۔ ریلوے تار اور ڈاک ۳۶ کروڑ ۸۹ لاکھ۔ متفرق آمدنی ۱۱ کروڑ ۴۱ لاکھ۔ اب مصارف کے اندازے ملاحظہ فرمائیے۔ معاملات ۲۷ کروڑ ۱۵ لاکھ۔ دفاع ۴۲ کروڑ ۱۱ لاکھ۔ متفرق ۵ کروڑ ۴۲ لاکھ آمدنی کے سب سے بڑے ذریعے ریلوے اور ڈاک تار کے ادارے ہوتے ہیں۔ مگر ان میں بھی گھاٹا رہیگا۔ اس گھاٹے سے ملک کی کاروباری پس ماندگی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اگر حکومت پاکستان ترقی کی طرف کوئی قدم نہ اٹھاتی تو اسے مجبوریوں کے پیش نظر حق بجانب سمجھا جا سکتا تھا لیکن اس نے پھر بھی خوش گوار اقدامات سے کام لیا ہے۔ (۱) مہاجرین کے لئے کارپوریشن کا قیام جس کا سرمایہ تین کروڑ روپیہ ہو گا۔ اس میں ایک کروڑ حکومت [illegible] کی امداد۔ (۳) ملکی مفاد کی صنعتوں کو قومی بنانے کا فیصلہ۔ (۴) صوبوں کو دس کروڑ روپے کا قرض۔ (۵) سائنٹیفک اور صنعتی دار التحقیق کا قیام۔ (۶) سٹیٹ بنک آف پاکستان کا اجرا جس کا سرمایہ تین کروڑ روپے ہو گا۔ اور حکومت کا حصہ ۵۱ فی صدی ہو گا۔ (۷) اچھوتوں کی اقتصادی اور تعلیمی ترقی کے لئے پانچ لاکھ روپے۔ (۸) قبائل کی تعلیمی اور اقتصادی ترقی کے لئے دس لاکھ روپے اور یہ رقم معمولی وظائف کے علاوہ ہے۔ (۹) بلوچستان کی پس ماندگی دور کرنے کا فیصلہ۔ (۱۰) اقبال اکاڈمی کا قیام اور اس کے لئے ایک لاکھ روپے کا خسارہ پورا کرنے کے لئے جو نئے ٹیکس عائد کئے ان کی اجمالی کیفیت درج ذیل ہے۔

(۱) صوبوں کے بکری ٹیکس پر مرکزی حکومت کا قبضہ جس سے دس کروڑ روپے حاصل ہوں گے (۲) کپاس کی برآمد کے محصول میں اضافہ جس سے دو کروڑ روپے کا آمدنی میں اضافہ ہو گا۔ (۳) چمڑے اور کھالوں کی برآمد کے محصول میں دس فی صدی اضافہ جس سے ایک کروڑ دس لاکھ روپے کی زائد آمدنی ہو گی۔ (۴) چھالیہ، بیڑی، شراب، تمباکو، سگریٹ، وائرلیس کے سامان پر سرچارج لگانے سے ۱۳ لاکھ روپے زائد وصول ہوں گے (۵) مٹی کے تیل پر تین آنے فی گیلن کی جگہ چار آنے اور پٹرول پر بارہ آنے فی گیلن کی جگہ ۱۵ آنے محصول لگایا جائے گا۔ (۶) حقہ میں پینے والے تمباکو پر تین آنے سے چھ آنے فی پونڈ بیڑی کے تمباکو پر ۹ آنے سے بارہ آنے فی پونڈ۔ چھالیہ پر دو آنے فی پونڈ محصول عائد کیا جائے گا۔ اس طرح آمدنی میں ایک کروڑ بیس لاکھ روپے کا اضافہ ہو جائے گا (۷) بنسپتی گھی [illegible] کی قیمت ۲ پیسے کی جگہ ۳ پیسے کر دی جائے گی (۸) ڈاک خانہ کے پیکٹوں کے لئے پہلے پانچ تولوں پر تین پیسے کی بجائے ایک آنہ دینا پڑے گا۔ بعد ازاں ہر اڑھائی تولہ کے لئے ایک پیسے ۲ پیسہ کا اضافہ ہو جائے گا۔ لفافی ڈاک کی فیس (پاکستان سے ہندوستان اور لنکا) عام لفافوں اور پیکٹوں پر ایک آنہ کی بجائے ڈیڑھ آنہ کے زائد ٹکٹ اور پوسٹ کارڈوں پر دو پیسے کی بجائے تین پیسے کے زائد ٹکٹ لگانے پڑیں گے۔ ڈاکخانوں میں رجسٹری کی فیس تین آنہ کی بجائے چار آنے کر دی جائے گی۔

اب ٹیکسوں کا موازنہ ترقی پسندانہ اقدام سے کیا جائے تو یہی کہنا پڑے گا۔ کہ ہماری حکومت نے عوام پر بہت زیادہ زور نہیں ڈالا البتہ صوبوں سے فیاضانہ سلوک نہیں کیا گیا۔ انہیں ڈیڑھ کروڑ روپے دیئے ہیں۔ لیکن بکری ٹیکس پر اضافہ کر کے دس کروڑ ۱۱ لاکھ چھین لئے ہیں۔ یہ اقدام بھی مالی مجبوریوں کا نتیجہ ہے ورنہ آج تک کسی مرکزی حکومت نے صوبائی حقوق پر ہاتھ نہیں ڈالا۔ حقے اور بیڑی کے تمباکو کے ٹیکس میں اضافہ بہت زیادہ خوش گوار نہیں۔ اس طرح جہاں تمباکو کی کاشت کم ہو جائے گی وہاں براہ راست غریبوں پر زد پڑے گی۔ کیونکہ حقہ اور بیڑی پینے والوں میں غربا کی کثرت ہے اس سے تو یہ بہتر تھا کہ سامان آرائش کی درآمد کے محصول میں اضافہ کر دیا جاتا۔ یا سینماؤں اور دوسری تفریح گاہوں پر صوبائی محصول کے علاوہ مرکزی حکومت کی طرف سے بھی ٹیکس عائد ہو جاتا۔ مقامی تمباکو پر تو پہلے ہی صوبائی اور مرکزی حکومت نے ناقابل برداشت ٹیکس ڈال رکھا ہے۔ بجٹ میں مذہبی امور اور اوقاف کے لئے بھی کوئی رقم مخصوص نہیں۔ حالانکہ تقسیم ملک سے پہلے مرکزی حکومت کلیساؤں کے لئے ایک رقم مخصوص کر دیا کرتی تھی لیکن ہماری حکومت نے مذہبی امور اور اوقاف کو قابل توجہ ہی نہیں سمجھا ضمنی بجٹ میں اس فروگذاشت کا ازالہ ہونا چاہیئے۔ اب بجٹ کے روشن ترین پہلو ملاحظہ فرمائیے۔ اقبال اکاڈمی کا قیام ہماری حکومت کا شاندار کارنامہ ہے۔ اس معتقد کی افادی حیثیت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ پاکستان بنک کے قیام سے وقت کی سب سے بڑی ضرورت پوری ہو گی۔ قبائل کے لئے دس لاکھ روپے کی منظوری قابل تحسین ہے۔ لیکن ان کی پس ماندگی کے پیش نظر اس رقم میں اضافے کی ضرورت ہے۔ بایں ہمہ مالی مجبوریاں ملک کی اضطرابی حالت کاروباری تعطل اور آمدنی کے ذریعوں کی زبوں حالی کے پیش نظر یہ بجٹ قابل تحسین ہے۔ اور مسٹر غلام محمد وزیر مالیات مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اب پاکستانیوں کو بھی اپنا فرض ادا کرنا چاہیئے۔ ہزاروں مسلمان ہیں جو حکومت کے واجبات سے پہلو تہی کر رہے ہیں اگر انکم ٹیکس کے بارے میں فرض شناسی اور دیانتداری کا ثبوت دیا جائے تو حکومت کی تمام ضروریات خوش اسلوبی سے پوری ہو سکتی ہیں ہزاروں پاکستانی ہیں جو انکم ٹیکس کے قابل ہیں۔ لیکن حکومت کو دھوکا دے رہے ہیں۔ انہیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی کہ حکومت اور رعایا کے مالی مفاد مشترک ہیں۔ خدا ایسے حضرات کو حق شناسی اور حقیقت فہمی کی توفیق عطا فرمائے۔

لوہے کے ساتھ لکڑی بھی

مغربی پنجاب میں جو غیر مسلم اپنا سامان لینے آتے ہیں۔ ان میں سے بعض عجیب چالیں چلتے ہیں۔ سامان کی واپسی کے متعلق یہ معاہدہ ہو چکا ہے کہ کپڑا اور معمولی گھریلو چیزوں کے سوا کوئی چیز باہر نہیں جا سکتی کسٹوڈین بھی اسی معاہدہ کے مطابق پرمٹ دیتا ہے۔ لیکن اس شرط کی مٹی پلید بری طرح کی جاتی ہے۔ جو پولیس والے سامان نکلوانے کے لئے جاتے ہیں۔ ان میں سے اکثر تو اس غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ کہ کسٹوڈین کے پرمٹ سے یہ مراد ہے۔ کہ غیر مسلم ہر چیز لے جا سکتا ہے اس بے خبری سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے کہ غیر مسلم کپڑوں کے ساتھ فرنیچر بجلی کے پنکھے اور مشینری تک اٹھا لے جاتے ہیں۔ حالانکہ ان چیزوں کی برآمد ممنوع ہے۔ اگر کوئی پولیس والا پابندی سے واقف ہوتا ہے تو اسے بھی لاری ڈرائیور کے ساتھ "خوش" کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جو بسا اوقات کامیاب رہتی ہے۔ حکومت مغربی پنجاب کو اس نقصان کا انسداد کرنا چاہیئے۔ ورنہ پاکستان کی دولت بلا وجہ ضائع ہوتی جائے گی

گندم اور جو

حکومت مغربی پنجاب نے اعلان کیا تھا کہ راشن گندم میں پانچواں حصہ جو ملایا جایا کریں گے۔ مگر جو راشن اب تقسیم ہو رہا ہے۔ اس میں نصف سے زیادہ جو ملائے جاتے ہیں معلوم نہیں یہ بے ایمانی کون کر رہا ہے۔ ڈپو ہولڈر یا سنڈیکیٹ والے یہ کچھ شکایات خلاف واقعہ نہیں ہے۔ حکومت کو اس پر فوراً غور کرنا چاہیئے۔ اس یادداشت میں تمام پرانے ڈپو ہولڈر اڑا کر جدید مہاجرین کو ڈپو دے دینے چاہیئں۔ جو پرانے ڈپو ہولڈر ہیں انہوں نے گذشتہ تین چار سال میں پبلک کو خوب تن بھر کر لوٹ لیا ہے۔ اب ان کو اس بددیانتی کے کام سے ہٹا دینا چاہیئے۔ اور ڈپو از سر نو نیلام ہونے چاہیئں۔ تاکہ جدید لوگ میدان میں آ کر کام کر سکیں۔ اور یہ بھی شرط لگا دینی چاہیئے کہ جو لوگ سابق میں ڈپو کرتے رہے ہیں۔ وہ کسی صورت بھی آئندہ ڈپو ہولڈر نہ ہو سکیں گے۔ اور اس کے علاوہ چینی کا ڈپو علیحدہ۔ گندم کا علیحدہ اور چاول کا علیحدہ کر دینا چاہیئے۔ جیسا کہ بمبئی میں ہے۔ بمبئی میں ہر ہر چیز کا ڈپو ہولڈر علیحدہ علیحدہ ہے۔ اس صورت میں حکومت کی آمدنی بھی بڑھ جائے گی اور ڈپو ہولڈروں کو بددیانتی کا موقعہ بھی اس قدر نہ ملے گا۔ جو اس وقت میسر ہے۔ اور بہت سے بے کار آدمی اور بھی کام پہ لگ جائیں گے۔ ہم نے حکومت کو کئی دفعہ متوجہ کیا ہے۔ کہ ڈپو ہولڈر تول اور دیگر معاملات میں بڑی بددیانتی کر رہے ہیں۔ اور لوگوں کو اس وجہ سے سخت تکلیف ہے۔ مگر حکومت نے تا حال کوئی توجہ نہیں کی۔ جب تک چھوٹی چھوٹی باتوں کی اصلاح نہ کی جائے گی۔ حکومت کا نظام کس طرح درست ہو گا؟ ڈپو ہولڈروں کو اگر اصلاح کے لئے کہا جائے تو وہ کہتے ہیں کہ پاکستان کے سب افسر بڑے سے لیکر چھوٹے تک کھا رہے ہیں۔ ہم کیوں موقعہ محل سے فائدہ نہ اٹھائیں؟

سینماؤں کی آمدنی

دنیا جانتی ہے کہ سینماؤں کی آمدنی بہت زیادہ ہے پاکستان بننے سے پہلے یہ سب آمدنی ... ہندو یا ... ہندوؤں کے پاس جایا کرتی تھی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ صرف لاہور کے تمام سینماؤں کی آمدنی روزانہ چودہ لاکھ اسی ہزار روپیہ ہے۔ اگر اس میں سے پچاس فی صدی خرچ بھی سمجھ لیا جائے۔ تو سے ہزار روپیہ یومیہ کی بچت ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ تمام سینماؤں کو سرکاری انتظام میں لے لے۔ اور اس سے جو آمدنی ہو وہ اسلحہ سازی کے کارخانوں پر لگائے۔ تاکہ ملک میں اسلحہ کی جو کمی ہے۔ وہ پوری ہو جائے۔ صرف ذرا سی توجہ کرنے سے ملک کی سب سے بڑی ضرورت پوری ہو سکتی ہے۔ ترکی میں ہر ہفتہ میں سرکاری انتظام کے ماتحت ایک لاٹری پڑتی ہے۔ اور اس لاٹری کی آمدنی سے ترک اپنے ملک کے دفاع کے لئے ہوائی جہاز خریدتے ہیں۔ اور لاٹری کے لئے ٹکٹ ہر ڈاک خانہ سے بخوبی مل سکتے ہیں۔ سینما کے ٹکٹ بھی مختلف ڈاکخانوں میں فروخت ہونے چاہیئں۔ تاکہ اس کی آمدنی سے اسلحہ سازی کے ایک دو بڑے کارخانے چلائے جا سکیں۔

فلسطین اور برطانیہ کی پالیسی

برطانیہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ اگر فلسطین کی تقسیم کے فیصلہ کو جبراً جامہ عمل پہنایا جائے گا۔ تو برطانیہ اس سے کوئی واسطہ نہ رکھے گا۔ اور اگر سلامتی کونسل نے فیصلہ تقسیم کو جامہ عمل پہنانے کے لئے رائے شماری کی تو برطانیہ اس رائے شماری میں کوئی حصہ نہ لے گا۔

پاکستان اور اردو زبان

اس ہفتہ پاکستان کی مجلس دستور ساز کا جو اجلاس کراچی میں ہوا۔ اس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ مشرقی بنگال اور مغربی پنجاب کی سرکاری زبان اردو ہو گی۔ کسی ملک کی سرکاری زبان وہی ہو سکتی ہے۔ جسے اس ملک کے باشندوں کی اکثریت بولتی ہو۔ ہندوستانی دستور ساز اسمبلی کی زبان ہندوستانی قرار دی گئی ہے کیونکہ ہندوستانیوں کی اکثریت ہندوستانی بولتی ہے۔ اور سکولوں اور کالجوں میں بھی تعلیم سب اردو میں کرایا جانا چاہیئے جیسا کہ حیدر آباد نے کیا ہوا ہے۔ ہر قسم کی علمی کتابوں کا حیدر آباد والوں نے اردو میں ترجمہ کر دیا ہوا ہے۔ پنجاب والوں کو بھی چاہیئے کہ کالجوں کے مدرسے پنجاب کی تمام درسی کتابوں کو آئندہ اردو میں طبع کریں تاریخ جغرافیہ اور سائنس وغیرہ سب اردو میں پڑھائی جانی چاہیئے

روسی فوج کو مارشل سٹالن کا حکم

۲۵ فروری کو روسی فوج کے مارشل سٹالن نے ایک پیغام اپنی فوج کو سنایا۔ کہ روسی فوج کو لڑائی کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ مارشل سٹالن نے یہ بھی بتایا کہ جب تک دنیا میں سامراج موجود ہے روس پر حملہ کا بڑا خطرہ ہے۔ روسی فوج کو روس کے ناموس کو بچانے کے لئے تیار رہنا چاہیئے اس میں کچھ شک نہیں کہ روسی فوج نے زمانہ بعد از جنگ میں عظیم الشان تیاریاں کر لی ہیں۔ لیکن باوجود اس کے روسیوں کو تساہل نہ کرنا چاہیئے۔ اور اپنی سرگرمیوں کو ہر وقت جاری رکھنا چاہیئے۔

راشٹریہ سیوک سنگھ کے متعلق لرزہ خیز انکشافات

راشٹریہ سیوک سنگھ کو ایک مرہٹہ مہتہ کیدار نے ۱۹۲۵ء میں پونا میں قائم کیا تھا۔ یہ شخص جرمنی کا تعلیم یافتہ تھا۔ اور جماعت قائم کرنے کے بعد فوجی تربیت حاصل کرنے کے لئے دوبارہ جرمنی گیا تھا۔ جرمنی میں نازی پارٹی کے لیڈروں سے اس نے خفیہ سازباز کی اور ان کا خاص ایجنٹ بن کر واپس ہندوستان آیا۔ ۱۹۳۹ء میں جب جنگ چھڑی۔ تو برطانوی سامراج نے اس کے متعلق اور ان کے لیڈروں کے متعلق تحقیقات کی۔ لیکن ان کو جرمنی کے لئے بے معرف اور اپنے لئے بے ضرر سمجھ کر صرف بخشش ہی نہیں دیا بلکہ اپنا آلہ کار بنا لیا۔

مخبری

بیان کیا جاتا ہے کہ برطانوی سامراج کے دور میں سنگھ والوں کا کام کانگرس والوں کی مخبری۔ ہڑتالیں روکنے کے لئے مزدوروں کے خلاف تشدد اور عوامی تحریکیں میں انتشار پھیلانا تھا۔ ۱۹۴۲ء میں تحریک کو ناکام بنانے کے لئے اکثر مقامات پر سنگھ والوں نے نمایاں حصہ لیا

غداری

ان کی جمہوریت دشمنی اور ملک سے غداری کا کھلا ہوا ثبوت ۱۵ اگست کا جشن مسرت ہے۔ جبکہ سارا ملک آزادی کی خوشیاں منا رہا تھا۔ اور یہ لوگ ماتم کر رہے تھے۔

ریکارڈ نہیں ملا

سنگھ والوں کے خفیہ کاغذات کے متعلق برطانوی دور حکومت میں ہر صوبہ کے محکمہ خفیہ میں ریکارڈ موجود تھا۔ اس ریکارڈ میں وہ ثبوت بھی تھے۔ جو سنگھ والوں کے تعلقات پر روشنی ڈالتے تھے۔ لیکن انتقال اختیارات کے بعد جہاں بہت سے اور راز قومی حکومت پر ظاہر نہ ہو سکے۔ وہاں سنگھ والوں کا نامۂ اعمال بھی موجودہ حکومت کو نہ معلوم ہو سکا۔

جارحانہ سرگرمیاں

پچھلے دو سال میں ہندوستان کے اکثر حصوں میں جو فسادات ہوئے کہا جاتا ہے کہ سنگھ کے بلوائیوں کی سازش سے ہوئے اور آج بھی فرقہ وارانہ بلوؤں کے بانی مبانی یہی لوگ تھے۔ علیگڑھ یونیورسٹی کو بم سے اڑا دینے کی اسامی کے اسباب مل و عقد کو قتل کر دینے کی سازش کا انکشاف گذشتہ سال ڈان نے کیا تھا۔ کراچی میں حکومت پاکستان کا تختہ الٹ دینے کی سازش میں آج تک متعدد سنگھی جیل میں بند ہیں۔ ان کو سزا دینے کے لئے ایک خاص عدالت جلد مقرر کی جانے والی ہے۔ مہاتما گاندھی پر بم پھینکنے والا شخص اور امرتسر میں پنڈت نہرو کو نشانہ بنانے کا ارادہ کرنے والے بھی سنگھ ہی کے رکن بتائے جاتے ہیں۔

ڈاکوؤں سے سازباز

ایک معتبر ذریعہ سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ متعدد مقامات پر سنگھ کے سرغنوں کا تعلق پیشہ ور ڈاکوؤں اور شاطر چوروں سے بھی تھا۔ بعض ڈکیتیوں کے سلسلے میں جو افراد گرفتار ہوئے ان میں سنگھ کے رکن بھی شامل بتائے جاتے ہیں

زور کیسے پکڑا

آج سے تین سال قبل تک تو اکثر صوبوں میں سنگھ کی باقاعدہ شاخیں بھی نہ ہوتی تھیں۔ لیکن ۱۹۴۵ء میں جنگ کے ختم ہونے کے بعد یہ یقینی ہو گیا کہ انگریز ہندوستان چھوڑ دینگا اور اقتدار ہندوستانیوں کے سپرد کر دے گا۔ اسی وقت سنگھ کے سرغنوں نے ملک میں خالص ہندو حکومت قائم کرنے کے لئے ایک سکیم تیار کی۔ جس میں کانگرس کے خلاف نفرت کے جذبات ابھارنے اور عوام سے اس کو ختم کرنے کے لئے بھی کچھ تدبیریں ...

ہندو حکومت

اس سازش کے ماتحت سرغنوں نے دورہ کرنا شروع کیا۔ اور ہندو مہاسبھا کے بعض لیڈروں کو اپنے ساتھ لے کر مذہبی کتابوں کے ملا حوالے دیکر اور ان کی عبارتوں کو غلط معانی پہنا کر انہوں نے ہندو عوام کو خفیہ اور علانیہ یہ بتایا کہ کانگرس ملک کی دشمن ہے۔ اگر ملک کو آزادی دلانا اور ہندو راج قائم کرنا ہے۔ تو کانگرسی لیڈروں کے کہنے پر نہ چلو۔ اور راشٹریہ سیوک سنگھ میں شامل ہو جاؤ۔

عدم تشدد کی مخالفت

انہوں نے یہ بھی پروپیگنڈہ کیا۔ کہ گاندھی جی کا فلسفہ عدم تشدد ہندو مت کے منافی ہے۔ اور یہ دیوتاؤں اور اوتاروں کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اس سلسلہ میں وہ ان قصوں کو بھی بیان کرتے تھے۔ جو ارجن کی بہادری اور جوانمردی کے متعلق مشہور ہیں۔ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ اگر تشدد برا ہے۔ تو آخر کرشن بھگوان نے ارجن کی بہادری کی کیوں تعریف کی۔ اور کیوں اس کی جانبازیوں پر اسے آفرین کہا۔

اکھاڑے اور فوجی تربیت

اب سنگھ کا جال سارے ملک میں پھیل چکا تھا کوئی شہر اور گاؤں اس کے اثرات سے نہ بچ سکا۔ محلوں میں اکھاڑے قائم ہوئے۔ لکڑیاں چلانا۔ کشتی لڑنا۔ نشانہ بازی اور بندوق چلانا اور اس قسم کی تعلیم دی گئی۔

سرداروں کی تربیت

سرغنوں اور سرداروں کو پختہ بنانے کے لئے مختلف حربے سکھائے جاتے تھے کہیں تو راہ چلتے آن پر اچانک حملہ کر دیا جاتا تھا۔ کہیں تنہائی میں پا کر ان پر پستول یا ریوالور سے حملہ کی کوشش کی جاتی تھی۔ تاکہ یہ معلوم کیا جائے کہ اس میں مقابلے کی سکت ہے۔ اور یہ میدان سے بھاگنے والا نہیں ہے۔ عورت سے نفرت کرنے اور اس سے دور رہنے کی بھی تلقین کی جاتی

بھرت پور میں اڈہ

ریاست بھرت پور کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ بلکہ پچھلے دنوں تو کمیونسٹ ترجمان نیا زمانہ نے یہ بھی انکشاف کیا تھا کہ بھرت پور میں ایک ہوائی اڈا بھی دریافت کیا گیا ہے

مدد کہاں سے ملتی تھی

اتنی بڑی جماعت کو چلانے کے لئے سرمایہ کون لوگ فراہم کرتے تھے ان میں یہ طبقے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ رام راج پرست مہاراجے۔ زمیندار۔ مالکان مل چور بازاری کرنے والے بنئے اور ملازمت پیشہ لوگ اس سنگھ کو چلاتے تھے۔ اسی سنگھ کے ایک ممبر نے مہاتما گاندھی کو پستول کا نشانہ بنایا ہے۔

اطلاع برائے عازمین حج و زیارت

دازخان بہادر حاجی وجیہ الدین ایم۔ بی۔ سی صدر سنٹرل حج بلگرمس لیگ "المقتون" اسٹریٹ کراچی صدر)

عازمین حج کی طرف سے طرح طرح کے سوالات موصول ہو رہے ہیں۔ جوان کے مذہبی فریضہ کے ادائیگی کا مل شوق ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ عرض کیا جاتا ہے کہ اس وقت ممکن نہیں ہے کہ کوئی تفصیلی پروگرام شائع کیا جائے۔ حکومت کی طرف سے انتظامات روانگی جہاز مکمل ہونے پر جو اطلاع ہم کو موصول ہوگی وہ انشاء اللہ حج کے زمانہ کے قریب حسب معمول شائع کی جائے گی۔ اس وقت مناسب یہی ہے کہ عشاق حضرات یاد الٰہی میں معروف رہیں۔ اور صبر و سکون کے ساتھ وقت مقررہ کا انتظار کریں۔

البتہ ایک ضروری امر کا جواب اس اعلان کے ذریعہ کرنا ضروری ہے۔ وہ مسئلہ ہے "واپسی رقم پیشگی"۔ جو حضرات گذشتہ سال کسی عذر کے سبب حج کے لئے روانہ نہیں ہو سکے تھے۔ ان کو چاہیئے کہ اپنی رقم کا مطالبہ حج بکنگ آفس نیو دہلی سے کریں۔ اور مطالبہ میں ضروری تفصیل درج کریں۔ یعنی (۱) رقم ادا کرنے کی تاریخ۔ (۲) اپنا پورا نام اور پتہ جو روپیہ جمع کرنے کے وقت لکھا تھا۔ نیز (۳) موجودہ پتہ جس پر اب روپیہ واپس بھیجنا چاہیئے۔ (۴) اگر منی آرڈر سے روپیہ ادا کیا ہو تو اس کا حوالہ دیں۔ (۵) اگر نقد ادا کیا گیا تھا اور دفتر سے رسید دی گئی ہے۔ تو رسید کا نمبر اور تاریخ لکھ دیں تاکہ حج بکنگ آفس نیو دہلی سہولت کے ساتھ پتہ لگا کر روپیہ واپس روانہ کر دے۔ اگر آپ حضرات اپنے مطالبات کی ایک کاپی مجھ کو بھی بھیج دیں۔ تاکہ اگر آپ کے مطالبات میں کوئی کمی رہ جاوے تو آپ کو مفید مشورہ دیا جا سکے۔ اور اس طرح آپ کی رقم جلد وصول ہو سکے۔ اگر کوئی معاملہ اہم ہو گا۔ تو اس کو انجمن ہند کے آئندہ جلسہ میں پیش کر کے ضروری قدم اٹھایا جاویگا۔ برادران اسلام اطمینان رکھیں کہ جس طرح ہم سالہائے ماضی میں فی سبیل اللہ عازمین حج کی خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ اسی طرح ہی انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی انجام دیں گے۔ دہلی سے ہمارا دفتر کراچی آ گیا ہے۔ لیکن حج بکنگ آفس کا دفتر نیو دہلی ہی میں موجود ہے۔ اس لئے یہ بات یاد رکھئے کہ آپ کی دراصل درخواست واسطے واپسی روپیہ کے "حج بکنگ آفیسر نیو دہلی" ہی کو جانی چاہیئے۔ سا ہی اس کی کاپی میرے نام کراچی صدر آنی چاہیئے۔ روپیہ آپ کو وہیں سے ملیگا جہاں آپ نے جمع کیا تھا۔ میری دفتر سے اگر کسی معاملہ میں ضرورت ہوئی۔ تو صرف مشورہ دیا جائے گا۔ فقط۔ (خادم وجیہ الدین عفی عنہ صدر سنٹرل حج بلگرمس لیگ "المقتون" اسٹریٹ بالمقابل مرینہ ہوٹل کراچی صدر)

نارتھ ویسٹرن ریلوے کی آمدنی

آمدنی میں ہولناک تنزل

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے جنرل مینیجر نے کہا اپنی بعض مشکلات اعصاب پر عبور کرنے کی گو کوششوں کو دوہرانے کے بعد میں آپ کے سامنے اس ریلوے کی جو سب سے نفع بخش ریلوے تھی۔ مالیات کی وہ خطرناک صورت حال پیش کرتا ہوں جس سے اس کے بٹوارے کے فوراً بعد دوچار رہنا پڑا۔ پچھلے تین سال میں کام چلانے کے لئے اخراجات کی گنجائش رکھنے اور ملک کے عام میزانیہ میں حسب معمول گیارہ کروڑ روپیہ سالانہ ادا کرنے کے بعد نارتھ ویسٹرن ریلوے کو اوسطاً ۳ کروڑ روپیہ سالانہ کا خالص منافع ہوا۔ اگست ۱۹۴۷ء کے بعد سے یہ ریلوے یکدم گھاٹے میں جانے لگی تقسیم سے پہلے تین سال کی آمدنی کو پیش نظر رکھا جائے تو ۳۶ کروڑ روپیہ اس کا کل سالانہ منافع تھا۔ تقسیم کی وجہ سے پاکستان کے حصہ میں نارتھ ویسٹرن ریلوے کا بڑا حصہ آیا اسے ۲ کروڑ روپیہ ماہوار کل منافع ہونا چاہیئے تھا۔ اس کے مقابلے میں اگست ۱۹۴۷ء کے باقی ماندہ نصف عرصہ میں ۲۰ لاکھ اور ستمبر کے پورے مہینہ میں ۷ لاکھ روپے کی آمدنی ہوئی۔ اکتوبر میں یہ آمدنی انتہائی کم تھی۔ جبکہ ہمیں صرف ۶۵ لاکھ روپیہ آیا۔ البتہ نومبر دسمبر کی آمدنی روبہ اصلاح تھی۔ جبکہ اول الذکر مہینہ میں آمدنی بڑھ کر ۹۰ لاکھ اور موخر الذکر میں ایک کروڑ ۲۰ لاکھ ہو گئی۔ ماہ جنوری میں ان اعداد و شمار میں اور بھی ترقی رونما ہوئی اور نقد آمدنی ایک کروڑ ۳۰ لاکھ کو پہنچ گئی۔ رسیدوں۔ دستاویزوں اور سپیشل گاڑیوں کی قابل وصول رقوم کے سلسلہ میں اس تمام عرصہ کے لئے ہمیں ایک کروڑ روپیہ اور کی توقع ہے۔ اور اس طرح ماہ ستمبر سے آگے ۱۵ اسے ۲۰ لاکھ ماہوار کی آمدنی اور سمجھ لیجئے۔ اس طرح ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے ۳۱ جنوری ۱۹۴۸ء تک کے عرصہ میں بارہ کروڑ کل متوقع منافع کے مقابلے میں ہماری آمدنی صرف چھ کروڑ سے بھی کم تھی۔ دوسری طرف پوری کوشش اور بعض ایسے اخراجات کو بھی جن کے بغیر چارہ نہ تھا۔ بہتر ایام پر ملتوی کرتے ہوئے بھی ہمارے خرچ کی مدات میں روز افزوں اضافہ ہوتا گیا۔ اور پچھلے ۵ مہینوں میں ان کی میزان چھ کروڑ سے بھی تجاوز کر گئی۔ اور ابھی خرچ کی مزید مدات کی استطاعت ہے۔ اس طرح کام چلانے کے اخراجات کی رقم کے علاوہ پچاس فی صدی کل منافع کی بجائے خسارہ کا سامنا ہے۔ اور بجائے اس کے کہ یہ ریلوے حکومت کی امداد کا باعث ہو یہ پاکستانی مالیات پر ایک بوجھ ثابت ہونے لگی ہے۔ البتہ ان اعداد و شمار میں اس ارادے کو نمایاں کر دیتی ہے۔ جس سے ہم اپنی کئی ایک مشکلات پر قابو پا رہے ہیں۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ ہم اب

بساط پلٹ چکے ہیں - ہمارے مالیات ترقی پذیر ہیں - ہمارے اکثر آدمی اپنی جگہوں پر کام سنبھال چکے ہیں - انجنوں اور دیگر متحرک سامان کی جانب توجہ دی جا رہی ہے - اور رسد کی یقینی بہم رسانی کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں - آپ نے دیکھا ہو گا - کہ ہم نے ابھی ابھی مسافر گاڑیوں اور مال گاڑیوں کی تعداد کافی حد تک بڑھا دی ہے - اور کوئلہ کی ضروری مقدار کے حصول میں قدرے اور یقین ہو جانے کی صورت میں ہم پیش ازیں چلنے والی تمام گاڑیوں کو بحال کر سکیں گے - بشرطیکہ عوام کو ان کے تبدیل شدہ ماحول میں ان کی ضرورت ہوئی - اور اگر ہندوستان نے ہماری جانب سے پیش کردہ تجاویز پر رضامندی کا اظہار کیا - تو ہر دو حکومتوں کے درمیان ریل گاڑیاں چلا دی جائیں گی -

لیکن میرے دوستو! کس قدر رنج کا مقام ہے - کہ اس وقت کہ اپنی نوزائیدہ حکومت کو مستحکم کرنے کے لئے اپنی تمام تر خدمات ملک کی تجارت کے لئے مہیا کر دینے کی پوری کوشش میں لگے ہیں - خود پاکستان کے بعض شہری ہماری ان روز افزوں کوششوں کو ختم کرنے والی سرگرمیوں میں معروف ہوں - بس! میں آپ کو اور آپ کی معرفت عوام الناس کو چند خود غرض لوگوں کی طرف سے ہمارے کارکنوں کے بعض طبقوں کے غیر مطمئن اور مضطرب ذہنی ماحول کے ناجائز استعمال کا حوالہ دیتا ہوں - یہ غرض مند لوگ ان کارکنوں میں اخلاقی گراوٹ پیدا کر دینے کے درپے ہیں -

سہروردی بھی اردو کے حامی ہیں

کلکتہ یکم مارچ - مسٹر حسین شہید سہروردی نے کہا ہے - کہ پاکستان کی قومی زبان اردو ہونی چاہیئے - البتہ مشرقی بنگال پاکستان میں سرکاری زبان اور ذریعہ تعلیم ہو سکتی ہے - لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صوبوں کی بین الصوباتی خط و کتابت کے لئے اردو کو استعمال نہ کیا جائے - مشرقی پاکستان میں اردو ضروری قانونی زبان ہونی چاہیئے - اور اس غرض سے کہ پاکستان کے دونوں علاقوں میں رابطہ بڑھے - بنگالی زبان کو مغربی پاکستان میں زیادہ رواج دینا چاہیئے -

پاکستان اور ہندوستان کو پہلے بجٹ میں ہی کروڑوں روپے کا خسارہ

کراچی ۲۸ فروری - وزیر خزانہ حکومت پاکستان محترم غلام محمد نے آج پاکستان اسمبلی میں بجٹ پیش کرتے ہوئے ۲۷ کروڑ روپے کے گھاٹے کا اعلان کیا - یہ پاکستان کا پہلا بجٹ تھا - وزیر خزانہ نے بتایا کہ عام انکم ٹیکس اور سپر ٹیکس وہی رہے گا - البتہ گھاٹے کو پورا کرنے کے لئے بعض ٹیکس بڑھائے جائیں گے - آپ نے تقریر کرتے ہوئے بتایا - یہ بجٹ صنعتی ترقی میں سد راہ ہے - پھر بھی حکومت نئی صنعتوں کی حوصلہ افزائی کرے گی - پہلے سال کے اندر بجلی کا بہت بڑا کارخانہ کھولا جائے گا - اور اس کے سامان کی ٹوٹ پھوٹ کے لئے ۲۰ فی صدی رقم محفوظ رہیگی

مرکزی بکری ٹیکس

گھاٹے کو پورا کرنے کے لئے بکری ٹیکس لگایا جائے گا - یہ ٹیکس صوبائی حکومتوں نے مرکزی حکومت پر چھوڑ دیا ہے - اس کے نفاذ کے لئے موجودہ آئین میں تھوڑی سی ترمیم کی جائے گی - علاوہ ازیں اشیاء کی خرید پر بھی ٹیکس عائد کیا جائیگا جس سے ۱/۲ لاکھ کی آمدنی ہو گی -

محصولات میں اضافہ

خام اور تیار کھالوں پر محصول سے ۸۰ لاکھ اور بنولوں پر محصول سے ۳۰ لاکھ روپے کی آمدنی ہو گی - باہر سے درآمد کے سامان سے ۳۰ سے ۴۰ فیصدی آمدنی کا اضافہ ہو گا - وائرلیس سیٹوں مشینوں - موٹروں کی درآمد پر سرچارج شرح سے ایک کروڑ ۳۵ لاکھ روپے کی آمدنی ہو گی -

تیل مٹی اور پیٹرول

دو سال قبل مٹی کے تیل پر محصول ساڑھے چار آنے سے ۳ آنہ کر دیا گیا تھا اسے بڑھا کر چار آنہ کر دیا جائے گا - اس طرح ایک کروڑ ۵۰ لاکھ کی زیادہ آمدنی ہو گی - تمباکو اور چھالیہ پر بھی محصول بڑھا دیا جائے گا - عام تمباکو تین آنہ فی پونڈ سے چھ آنہ اور بیڑی تمباکو ۹ آنے سے ۱۲ آنے فی پونڈ کر دیا جائے گا - چھالیہ پر ۲ آنہ یعنی وہی سالقہ محصول کر دیا جائے گا -

پوسٹ کارڈ کی قیمت میں اضافہ

محکمہ تار و ڈاک میں پوسٹ کارڈ کی قیمت تین پیسہ اور پیکٹ پر ۵ تولہ تک تین پیسے محصول ہو گا - ہوائی ڈاک خرچ ایک آنہ کی بجائے ڈیڑھ آنہ - علاوہ ازیں پوسٹ کارڈ پر دو پیسہ کی بجائے تین پیسہ بڑھا دیا گیا - اس طرح ایک کروڑ ۶ لاکھ کی بچت ہو گی -

حد بندی کمیشن کی ناانصافی

وزیر خزانہ نے تقریر کرتے ہوئے بتایا - کہ حد بندی کمیشن نے انتہائی ناانصافی سے پاکستان کو صنعتوں سے محروم کر دیا - پاکستان کو قطعاً نئے سرے سے انتظام کرنا پڑ رہا ہے - ریاست ہائے الور - بھرت پور - مشرقی پنجاب اور دہلی کی آبادی کے لاکھوں آدمیوں کو گھر سے بے گھر کر دینا محض اس لئے تھا کہ پاکستان کے اقتصادی نظام کو درہم برہم کر دیا جائے - ریلوں کا بوجھ جو پاکستان پر پڑا اس سے سب واقف ہیں - نیز بنکوں بیمہ کمپنیوں اور ٹرانسپورٹ کی کمی سے تجارت پر بہت برا اثر پڑا اخراجات حد سے زیادہ بڑھے رہے مگر آمدنی نہ ہوئی - جس سے پریشانی میں اضافہ ہوا -

۵۵ کروڑ کا معاملہ

حکومت ہندوستان نے ۵۵ کروڑ روپے سے ۵۰ کروڑ روپے ادا کر دیئے باقی رقم کا مطالبہ جاری ہے - نیز جنگی سامان کا بھی فیصلہ ہو جائے گا - حکومت کا خیال تھا کہ دونوں ملکوں میں تجارت پر پابندیاں عائد کی جائیں - تجارت کے لئے ہم تین کروڑ روپے کے سرمایہ سے کارپوریشن بنا رہے ہیں - جس میں ایک کروڑ روپیہ حکومت لگائے گی - مغربی پنجاب کو ڈیڑھ کروڑ کی گرانٹ دی جائے گی - دھاتوں کی سروے کا انتظام کیا جا رہا ہے - پاکستان بنک تین کروڑ روپے کے سرمایہ سے جاری کیا گیا ہے - جس میں ۵۱ فی صدی سرکاری اور ۴۹ فی صدی عوام کے حصے ہونگے

پاکستان کا بانی اقبال ؒ

پاکستان کا نظریہ حضرت علامہ اقبال ؒ نے پیش کیا تھا - ان کی یادگار رکھنے کے لئے اقبال اکاڈمی قائم کی جا رہی ہے - اس پر فی الحال ایک لاکھ روپیہ صرف کیا جائے گا - اچھوتوں کے لئے پانچ لاکھ قبائلی علاقوں میں تبلیغی سکیموں کے لئے ۵ لاکھ ان کی گھریلو صنعتوں کو فروغ دینے کے لئے ۵ لاکھ روپے محفوظ کئے گئے ہیں - بلوچستان کی بہبود کے لئے خاص توجہ دینی ہو گی - کچھ رقم تعمیری کاموں کے لئے مخصوص کر دی گئی ہے -

تشکر و سپاس

آپ نے ملازموں کو تلقین کی کہ وہ ملک کے مفاد کا سب باتوں پر خاص لحاظ رکھیں - ہماری حکومت کی خواہش ہے کہ عوام کا معیار زیست بلند ہو - تاکہ ساری دنیا میں پاکستان ایک ممتاز مقام حاصل کرے - خداوند کریم کا شکر ہے جس نے ہمیں آزاد حکومت بخشی ہے - وہی ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے ملک کی عظمت اور فارغ البالی کے لئے بیش از بیش خدمت سر انجام دیں - تاکہ پاکستان کی مالی حالت بہتر ہو اور حالات خوشگوار ہوں - اور ترقی و عروج کے مدارج طے کرتے جائیں -

بیت المال بند کر دیا گیا

لاہور ۲۸ فروری - آج سے بیت المال لاہور کو ختم کر دیا گیا ہے -

دشمن کی چوکیاں تباہ کرنے کیلئے مجاہدین کشمیر کے حملے

نئی دہلی ۲۸ فروری - آج ایک پریس کانفرنس میں کشمیر اور جموں کی حالت بیان کرتے ہوئے ایک فوجی مبصر نے کہا کہ مقامی سرگرمیاں تیز کر دی گئی ہیں ان سے ہندوستانی فوجوں کو کافی مال و متاع ہاتھ لگا ہے - اور حملہ آوروں کا زبردست مالی نقصان ہوا ہے - سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے آپ نے نوشہرہ - پونچھ - اکھنور - جموں اور سامبا کٹھوعہ کے محاذوں پر جو کارروائیاں ہو رہی ہیں - ان کو مفصل طور پر بیان کرتے ہوئے کہا - کہ ہندوستانی فوج نے نوشہرہ کے محاذ پر مقامی جھڑپوں کے بعد اپنا محاذ اور لمبا کر لیا ہے - جنوری سے لیکر اس وقت تک اندازہ لگایا گیا ہے - کہ اس محاذ پر دشمن کے ۱۹ سو سے زیادہ افراد ہلاک ہوئے ہیں - لیکن ان کا صحیح نمبر جو میدان میں مردہ پائے گئے ۹۸۹ ہے گو پونچھ - حاجی پور کے درے برف سے بند ہونے کی وجہ سے کٹ چکا ہے - تاہم ہندوستانی محکمہ ہوائیہ کے طیارے وہاں اترتے ہیں - اور فوجیوں کی خوراک اور ان کو امداد وغیرہ بہم پہنچاتے ہیں -

شیخ صادق حسن کا استعفےٰ

مشرقی پنجاب کی اسمبلی کی لیگ پارٹی کے لیڈر شیخ صادق حسن نے وزیر اعظم پاکستانی پنجاب کے نام ایک تار بھیجا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پارٹی کے اجلاس میں مہاجرین کی مشاورتی مجلس سے مستعفی ہونے کا فیصلہ کیا گیا ہے - کیونکہ وزیر اعظم نے مجلس کی تشکیل کے بعد اس کا کوئی اجلاس طلب نہیں کیا اور ابھی تک ہزاروں مہاجرین کے لئے کچھ انتظام کیا ہے - جنکو سر چھپانے کی جگہ بھی میسر نہیں -

فن تعمیر حیات

اب بتاؤ ان دونوں میں سے کس کو نئے خیالات کا الہام ہو گا؟ یقیناً بکر کو! کیونکہ کیمسٹری علم طبعیات اور سائنس میں انہیں لوگوں نے عظیم الشان اعزاز حاصل کیا ہے - جن کو علم سے علم کی خاطر لگاؤ ہے کاروبار میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ زیادہ تر ایسے لوگوں نے ہی بہت زیادہ منافع کمایا ہے - جن کا اولین مقصد منافع کمانا نہ تھا بلکہ حصول شہرت [illegible] تھا - یہ شرف ہر شخص کو اس کے ہمعصروں میں افضل بناتی ہے کیونکہ وہ لوگوں کی زیادہ خدمت کر سکتا ہے - اور ان کو زیادہ فائدہ پہنچا سکتا ہے - اکثر دیکھا گیا ہے کہ ہزاروں ملازمین جو جائز طور پر خاندانی حالات کی وجہ سے اس فکر میں رہتے ہیں - کہ اپنی آمدنی بڑھائیں - یہ غلطی کرتے ہیں کہ وہ بہ نسبت دوسرے پہلو کے زیادہ تر مالی پہلو کو دیکھتے ہیں - ان کو چاہیئے - کہ کامل یقین کے ساتھ پہلے اپنی قابلیت کو ترقی دیں - اور بعد میں ان کی تنخواہیں خود بخود بڑھ جائیں گی - بڑے بڑے کام میں تکیہ کلام یہ ہے - کہ "ہم کس قدر دے سکتے ہیں" - نہ کہ "ہم کس قدر پا سکتے ہیں"۔ اگر تم چاہتے ہو کہ بیرونی طاقت حاصل کرو - تو پہلے اندرونی طاقت حاصل کرو بیرونی فضیلت سے پہلے اندرونی فضیلت ہونی چاہیئے - اپنے دل و دماغ کو با احساس خیالات سے لبریز کر لو اور یہ خیالات کسی خاص مقصد کے لئے رہیں نہ کہ اس کے ساتھ منافع کی خواہش پیوستہ ہو - اس صورت میں مدلل طریقے سے تم ابتدا کر سکتے ہو - کہ خیالات تم میں جمع ہو جائیں گے کچھ ان میں پرانے ہونگے - مگر ان میں جدت ہو گی - اور انہیں تمہاری دیانت سمجھا جائے گا - اور بعض ان میں سے نئی دنیا منتظر ہے -

تصور کی تربیت

آپ بتائیں کہ تصور کی تربیت کے کیا معنے ہیں - اس سوال کا جواب مشکل ہے

حقیقت اور واقفیت کے حکم سے دماغ کی نجات - مثلاً وہ لوگ جو دن رات لکیر کے فقیر بنے رہتے ہیں - محدود احاطے سے باہر نہیں جاتے - ان کو ضرورت ہے کہ انہیں محروم تخیل زندگی سے بیدار کیا جائے بہت سی صورتوں میں یہ اس طرح ہو سکتا ہے - کہ ان کو بتایا جائے کہ وہ کہاں اپنے مواقعات کو ہاتھ سے گنوا رہے ہیں - یعنی ان کو پورا منظر حقیقی اور خیالی دکھایا جائے جس کو وہ زندگی میں بڑے دماغی فرض سے غافل ہو کر یا غفلت سے کھو رہے ہیں - یہ خیال خام ہے کہ تصور یا تخیل صرف شعراء کا حصہ ہے - علاوہ برآں تربیت تصور سے مراد وہ مشق ہے جو فی الفور زیادہ دلچسپی اس قسم کی چستی میں جگا دے - اور اس طاقت کے استعمال میں زیادہ سہولت اور قابلیت مہیا کرے جو لوگوں کی ضروریات کے لئے مطلوب ہے وہ لوگ جن کو کسی بات کا جلد اعتبار نہیں آتا سوال کر سکتے ہیں کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے - ہاں ہو سکتا ہے - اور ہوا ہے اگرچہ اس میں شک نہیں کہ تصور کی تربیت دیگر دماغی قوتوں کی تربیت سے زیادہ مشکل ہے - شاید تو اس وجہ سے کہ تصور فی نفسہ ایک نہایت پیچیدہ فرض ہے - لیکن یہ پیچیدگی کسی فرد بشر کے لئے بذاتہ بار نہیں ہے - انسان کو تصور کے دوران میں اس کے عمل کی پیچیدگی کا وقوف نہیں ہوتا - اور جب انسان ایک بار ایسے مواقعات سے آگاہ ہو جائے - تو سامان مہیا ہو جاتا ہے - تصور کی تربیت کے لئے مشق کو چھوڑ کر وہ ان اور صورتوں کی تاریخ میں جن کو تصوری قابلیت حاصل ہے - ایک بعض خاص استعداد احساس اور ماحول پر خاص دیکھا جاتا ہے جو الہام کا منبع ہے - قدرتاً یہ الہام علم پر منحصر ہے - اور علم کا انحصار حس پر ہے -

دماغی انداز

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے - کہ دماغ کا کرشمہ انداز اور زیادہ خصوصیت کے ساتھ طریقہ عمل - احساس - مزاج - طبیعت اور

یہ ہے کہ دماغ کے بہترین فرائض اس وقت ادا ہو سکتے ہیں جب وہ اپنی تربیت بحال رکھیں - اگر تم اپنی حسوں کی تربیت اور اپنے علم کی جماعت بندی نہ کرو گے - تو اس طرح کی بہت سی باتیں ہیں جس پر تصور کام کرتا ہے - تم ناقص ہو گے - تصویروں کے لحاظ سے تم غریب ہو گے - حالانکہ تم کو امیر ہونا چاہیئے تھا -

اصول ترتیب

ابتدا میں تصور کی ترتیب کا انحصار دیگر دماغی فرائض کی سابقہ ترتیب پر ہے ساتھ ہی اسی حد تک اس کا انحصار حسوں کے مناسب استعمال پر ہے نیز درست دماغی انداز پر - مثلاً ہمدردی کو - یہاں ہمدردی سے ہماری مراد وہ ہمدردی نہیں ہے - جو ہم کو اوروں کو مصیبت میں دیکھ کر ان سے ہوتی ہے - (باقی پھر)

17-3-48

رجسٹرڈ ایل نمبر 31

ایڈیٹر میاں عبدالمجید صاحب

THE PAISAAKHBAR
URDU WEEKLY
LAHORE

پیسہ اخبار لاہور

یادگار حاجی مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم

فلسطین کے مسئلہ میں مداخلت کیلئے قائداعظم سے صدر ٹرومین کی درخواست

لندن ۶ر مارچ۔ یورپ میں روسی اشتراکی سامراج کی روک تھام کے لئے امریکہ نے فلسطین کی تقسیم کی حمایت کی۔ تاکہ وہ یہودی ریاست میں بیٹھ کر روسی سامراج کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک سکے۔ اب عربوں کی جدید سعی سے اس کے حوصلے پست ہو گئے ہیں اور یہی وجہ ہے اب پاکستان کے ذریعہ امریکہ اپنی اس غلطی کی تلافی چاہتا ہے۔ ایکسپریس نیوز سروس کا نامہ نگار ان الفاظ کے ساتھ رقمطراز ہے۔ کہ حال ہی میں سر محمد ظفر اللہ خان وزیر خارجہ پاکستان کو انگلستان تشریف لانا خالی از علت نہ تھا۔ مجھے نہایت موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ پچھلے دنوں امریکہ کے صدر ٹرومین کی طرف سے قائداعظم محمد علی جناح گورنر جنرل پاکستان سے یہ درخواست کی گئی تھی۔ کہ وہ اپنے اثر و رسوخ کو بروئے کار لاکر دُنیائے عرب سے یہ غلط فہمی دور کر دیں۔ کہ امریکہ درحقیقت فلسطین کی تقسیم اس لئے نہیں چاہتا۔ کہ وہاں یہودیوں کی ریاست بنائی جائے بلکہ امریکہ کے سامنے اس وقت ایک سوال ہے اور وہ یہ ہے کہ روسی کیمونزم کے سیلاب کو روکنا۔ اگر عرب ممالک اس امر کا یقین دلائیں کہ وہ امریکہ کو روسی خطرے کا مقابلہ کرنے کیلئے ہر قسم کے اڈے بنانے کی اجازت دیں گے تو امریکہ فلسطین کی تقسیم کو واپس لینے کے لئے سیکورٹی کونسل کی فلسطین سے متعلق کمیٹی پر زور دیگا۔ آگے چل کر نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ اس درخواست کی بناء پر گورنر جنرل پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی ہدایات لے کر سر محمد ظفر اللہ خان انگلستان آئے اور وزیر اعظم ایٹلی سے آپ نے ملاقات کی۔ امید واثق ہے کہ اس ملاقات میں اس اہم مسئلہ پر گفت و شنید ہوئی ہوگی جو مندرجہ بالا چند سطور میں بیان کیا گیا ہے۔

قیدیوں کا تبادلہ

قیدیوں کے تبادلہ کے متعلق پوزیشن کچھ مبہم سی ہو گئی ہے۔ راجہ غضنفر علی خان نے کہا کہ ابتداء میں حکومت ہند صرف اس پر آمادہ تھی کہ مشرقی پنجاب اور مغربی پنجاب کے اسیروں کا تبادلہ ہو جائے۔ مگر حکومت پاکستان کا مطالبہ یہ تھا۔ کہ ریاستوں کے اسیر اور صوبہ دہلی کے قیدی بھی اس تبادلہ میں شامل کئے جائیں۔ حکومت ہندوستان ریاستوں (جن میں الور اور بھرت پور کی ریاستیں بھی شامل ہیں) کے قیدیوں کے تبادلہ پر تو آمادہ ہو گئی ہے۔ مگر دہلی کے قیدیوں کو اس انتظام میں شامل نہیں کرنا چاہتی۔ پنڈت نہرو نے یہ کہا تھا کہ حکومت پاکستان نے ہماری پیشکش کا کوئی جواب نہیں دیا۔ راجہ غضنفر علی خاں نے کہا کہ یہ بات درست نہیں۔ ہماری حکومت پنڈت نہرو کی اس پیشکش کا جواب دے چکی ہے۔ البتہ ہم نے اپنی طرف سے اب یہ کہا تھا۔ کہ صوبہ دہلی کے کم از کم ان قیدیوں اور زیر سماعت ملزموں کو بھی اس تبادلہ میں شامل کر دیا جائے جو ۱۵ر اگست کے بعد فرقہ وارانہ جھگڑوں کے سلسلہ میں گرفتار یا سزایاب ہوئے۔ راجہ صاحب کے بیان کے مطابق حکومت ہند نے ابھی تک پاکستان کے اس تار کا جواب نہیں دیا۔ جونہی حکومت ہندوستان کا جواب موصول ہوا۔ مغربی پنجاب اور مشرقی پنجاب۔ دہلی اور ریاستوں کے قیدیوں کا تبادلہ شروع ہو جائے گا۔ حکومت پاکستان اپنی طرف سے سب انتظامات مکمل کر چکی ہے۔ اب صرف حکومت ہندوستان کے جواب کا انتظار ہے۔ ہمیں امید ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو اور

ڈاکٹر گوپی چند بھارگو راجہ غضنفر علی خان کے اس بیان کے بعد اس مسئلہ پر فوری توجہ کرتے ہوئے صوبہ دہلی کے قیدیوں کو بھی اس سکیم میں شامل کرتے ہوئے اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے مناسب قدم اٹھائیں گے۔

سرکاری افسروں کی تنخواہوں میں تخفیف

حکومت پاکستان نے فیصلہ کیا ہے کہ اعلیٰ سرکاری افسروں کی تنخواہیں کم کر دی جائیں۔ اس مقصد کے لئے محکمہ مالیات ایک سکیم مرتب کر رہا ہے۔ سوندا ہر پاکستان نے اپنی خوشی سے اپنی تنخواہوں میں تخفیف منظور کر کے اعلیٰ سرکاری افسروں سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ بھی اپنی تنخواہوں میں رضاکارانہ تخفیف منظور کر لیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپیل بے اثر ثابت ہوئی ہے۔

ہم مرکزی حکومت کے اس اقدام کو مستحسن سمجھتے ہوئے صوبائی حکومتوں کو اس کی تقلید کا مشورہ دیتے ہیں۔ پاکستان کے موجودہ مالیات ہرگز اس امر کی اجازت نہیں دیتے۔ کہ اعلیٰ افسروں کو بیش قرار تنخواہیں دی جائیں۔ بعض افسر تو ایسے بھی ہیں۔ جن کا کام پندرہ اگست کے بعد پہلے سے کم ہو گیا ہے مگر تنخواہ پچیس فی صدی یا تیس فی صدی بڑھ گئی ہے۔ اعلیٰ سرکاری افسروں کی تنخواہوں میں تخفیف سے مالی فائدہ بھی ضرور ہو گا۔ مگر اس کا نفسیاتی فائدہ بہت زیادہ ہو گا جب کہ اعلیٰ سرکاری افسروں کی تنخواہیں کم نہ کی جائیں گی۔ غریب عوام بالخصوص تھوڑی تنخواہ پانے والے سرکاری ملازموں سے ایثار کی کوئی اپیل موثر نہ ثابت ہو گی۔ عوام کو محض خوشنما الفاظ سے متاثر

پاکستانی پارلیمان میں بجٹ پر عام بحث

کراچی۔ یکم مارچ پاکستانی پارلیمان میں آج صبح میزانیہ پر عام بحث شروع ہوئی جس میں حصہ لینے والے اکثر ارکان نے وزیر مالیات کو مبارکباد پیش کی کہ انہوں نے ایسا متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔ جس سے پاکستان کی مالی حالت بڑی اچھی ثابت ہوئی ہے۔

وزیر مالیات کو خراج تحسین

مشرقی پاکستان کے غیر مسلم رکن مسٹر راج کمار چکرورتی نے بجٹ کا آغاز کرتے ہوئے کہا وزیر مالیات محترم غلام محمد اپنے اس اعلان پر مبارکباد کے مستحق ہیں کہ جب تک وہ وزارت میں ہیں۔ حکومت پاکستان کی ایک پائی تک ضائع نہیں ہونے پائے گی۔ ٹیکس کی تجاویز کے بارے میں آپ نے کہا۔ بکری ٹیکس کو مرکزی حکومت کے اختیار میں دیدینا صوبائی حکومتوں کے حق میں دست اندازی ہے۔ بجٹ میں ایک خرابی یہ بھی ہے۔ کہ اس میں غریبوں کی امداد کا کوئی خیال نہیں رکھا گیا۔

صوبائی عصبیت کو دور کیجئے

ملک فیروز خان نے ٹیکس کی تجاویز کی حمایت کرتے ہوئے کہا باشندگان پاکستان کو اب صوبائی عصبیت کی لعنت کو دور کر کے پاکستان کو مستحکم بنانے پر کمربستہ ہو جانا چاہیئے۔ کپاس کے بارے میں البتہ حکومت کی پالیسی پر آپ نے بھی نکتہ چینی کی اور کہا کہ اس سے کسانوں پر کاری ضرب لگے گی۔ ہماری حکومت کا فرض تو یہ ہے۔ کہ وہ آزاد پاکستان میں کسانوں کی اعانت کا پورا اہتمام کرے۔

دفاع کی اہمیت

مشرقی پاکستان کے رکن مسٹر عبدالمتین چودھری نے کہا۔ حکومت پاکستان کو مملکت کے دفاع کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیئے۔ آپ نے یہ تجویز بھی پیش کی۔ کہ فوجی افسروں کی بھرتی کے وقت مشرقی پاکستان کے باشندوں کو بھی موقع دیا جائے چاٹگام کی بندرگاہ کو ترقی دیجائے۔ اور مہاجرین کو جلد از جلد آباد و بحال کیا جائے۔

محاصل کا غیر منصفانہ بار

سندھی رکن مسٹر ایچ۔ ایم گزدر نے کہا۔

پروپیگنڈا کر رہے تھے۔ بجٹ نے اس کو غلط ثابت کر دیا ہے۔ لیکن آپ نے کہا عوام پر ٹیکسوں کا بار غیر منصفانہ طور پر ڈال دیا گیا ہے۔ آپ نے مزید کہا۔ کہ کراچی میں مہاجرین کے کیمپ کی حالت بڑی غیر تسلی بخش ہے اور حکومت کو اس جانب توجہ مبذول کرنی چاہیئے۔

بیگم شاہنواز نے اپنی تقریر میں کہا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ کپاس کے بارے میں حکومت کی پالیسی کا بڑا اثر کسانوں پر پڑے گا۔ کیونکہ درحقیقت یہ پالیسی صرف بڑے بڑے زمینداروں پر اثر انداز ہوتی ہے۔

صنعتی ترقی کی طرف توجہ دی جائے

مشرقی پاکستان کے ایک اور رکن مسٹر ابراہیم خان نے وزیر مالیات کی تعریف کی کہ انہوں نے پسماندہ اقوام اور قبائل کی بہبودی اور علامہ اقبال اکاڈمی کے قیام کے لئے بجٹ میں گنجائش نکال لی ہے۔ لیکن ساتھ ہی کہا کہ مٹی کے تیل پر ٹیکس لگانے سے غریبوں پر سخت بار پڑے گا آپ نے یہ بھی کہا کہ بجٹ میں پٹ سن۔ روئی اور دیگر چیزوں کے کارخانے بنانے کی طرف توجہ نہیں دی۔ اسی طرح چاٹگام کی بندرگاہ کی توسیع اور ریل گاڑیوں کے انتظام کی بھی درخواست نہیں کی گئی۔

تنخواہیں کم کی جائیں

پاکستانی پنجاب کے رکن ڈاکٹر محمد حیات ملک نے اپنی تقریر میں کہا۔ میزانیہ میں صحت عامہ اور رفاہ عامہ کے کاموں کو نظرانداز کیا گیا ہے مصارف کی زیادتی کے اسباب سے ایک یہ ہے کہ بڑے بڑے افسروں کی تنخواہیں بہت زیادہ ہیں۔ حکومت پاکستان کو چاہیئے کہ اپنے کسی افسر کو ڈیڑھ دو ہزار روپے ماہانہ سے زیادہ تنخواہ نہ دیوے۔

فوج کے بارے میں تجاویز

آپ نے یہ بھی کہا کہ فوج پر بہت زیادہ خرچ اٹھ رہا ہے۔ اس کو کم کرنا ضروری ہے پاکستان کے فوجیوں کی تعداد کم کر دی جائے۔ اور فوج کی امداد کے لئے قومی رضاکاروں کی تنظیم عمل میں لائی جائے۔ مزید برآں یہ بھی ضروری ہے کہ محکمہ دفاع کو منسوخ کیا جائے اور امور خارجہ پر غور کرنے کے لئے ایک مجلس قائمہ کی تشکیل عمل میں آئے۔ اس مرحلہ پر ایوان کے لیڈر خان لیاقت علی خان نے بتایا کہ حکومت پاکستان مختلف محکموں کے لئے مجالس قائم کرنے پر غور کر رہی ہے۔ جس کو عنقریب عملی جامہ پہنایا جائے گا۔

مشرقی پاکستان کا دفاع

مسٹر عزیز الدین احمد نے اپنی تقریر میں مشرقی پاکستان کے دفاع کی ضرورت واضح کی اور کہا پاکستان کے اس خطے کی سرحدیں چاروں طرفوں سے مخالف ملکوں سے گھری ہوئی ہے۔ اس لئے حکومت پاکستان کو اس علاقے کے دفاع کا پورا اہتمام کرنا چاہیئے۔

گھریلو صنعتیں

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے کہا حکومت پاکستان کو گھریلو صنعتوں کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ بالخصوص ہاتھ سے کپڑا بننے کی صنعت کو فروغ دینا وقت کی نہایت اہم ضرورت ہے۔

فوج پر خرچ ناگزیر ہے

مسٹر عبداللہ محمود نے بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا بعض ارکان نے خیال ظاہر کیا ہے کہ بجٹ میں فوج کے لئے بہت زیادہ خرچ کے لئے منظوری طلب کی گئی ہے لیکن ان معترضین کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تک ہندوستان میں تارا سنگھ جیسے لوگ موجود ہیں۔ جو پاکستان کے خلاف نعرہ جنگ بلند کرتے پھرتے ہیں پاکستان کے لئے فوج پر زیادہ سے زیادہ روپیہ صرف کرنا ناگزیر ہے۔ آپ نے کہا حکومت پاکستان کو مشرقی پاکستان کے دفاع کی طرف زیادہ توجہ مبذول کرنی چاہیئے۔ اور مشرقی پاکستان میں فوجی مراکز اور اسلحہ سازی کے کارخانے قائم کرنے چاہئیں۔ آمدنی بڑھانے کے طریقے تجویز کرتے ہوئے آپ نے کہا ریل گاڑیوں پر ٹکٹ بغیر سفر کرنے کی وبا کو بند کرنے سے آمدنی میں معتدبہ اضافہ کیا جا سکتا ہے بجٹ پر آج کی بحث میں حصہ لینے والے ارکان میں بلوچستان کے نواب محمد خان جوگیزئی پاکستانی پنجاب کے چودھری نذیر احمد خان اور مشرقی پاکستان کے مسٹر پریم ناتھ دما۔ مسٹر غیاث الدین پٹھان۔ مسٹر نور احمد اور مسٹر اے۔ ایم حمید بھی شامل ہیں۔

یمن میں خانہ جنگی

لندن یکم مارچ۔ عرب لیگ کی طرف سے باہر وفد یمن پہنچ گیا ہے اور پولیس کے فرائض انجام دینے کے لئے یمن کے نئے امام محمد انور برادر سابق ولی عہد امیر سیف الاسلام احمد کا جھگڑا تبائلی خانہ جنگی کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اس کے نتیجے کے متعلق ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ قبائلی فریقین کی حمایت کر رہے ہیں۔ مرحوم امام کا ایک اور لڑکا شہزادہ ابراہیم کو ...

کی اطلاع ملی ہے۔ تاکہ وہ یمن میں اپنے دوستوں کی مدد کر سکے۔ ابراہیم نئی لبرل پارٹی میں شامل ہو گیا ہے۔ جو اس کے باپ کی مخالف رہی ہے۔ اغلب ہے کہ یہی پارٹی امام کے قتل کی ذمہ دار ہے

محاصرہ

قاہرہ ۲ر مارچ۔ قاہرہ میں یمن کے نمائندے السید علی الموئیدنے وزیر اعظم مصر کو اطلاع دی ہے کہ ان کو امیر سیف الاسلام احمد کی طرف سے ایک تار برقی ملا ہے جس میں انہوں نے یہ درخواست کی ہے کہ مصری حکومت کو یہ رائے دیں کہ ابھی عرب لیگ یا کسی اور دوسرے وفد کو یا کسی ہوائی جہاز کو صنعا روانہ نہ کرے کیونکہ امیر احمد کی فوجیں اس شہر کا گھیرا ڈال رہی ہیں۔ اور اس علاقے کے کئی قلعوں پر قبضہ کر چکی ہیں۔ اسی نمائندے کو معلوم ہوا ہے کہ امیر احمد نے اپنے بھائی عبداللہ کو جو پیرس میں ہیں۔ ایک برقی تار روانہ کیا ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ باقاعدہ فوجی دستے ان کی فوج میں شامل ہوتے جا رہے ہیں۔

اقلیتیں پاکستان کی معمار ثابت ہوں گی پارلیمنٹ میں

سہروردی کی تقریر

کراچی ۶ مارچ۔ آج پاکستان پارلیمنٹ میں متحدہ بنگال کے آخری وزیر اعظم مسٹر حسین شہید سہروردی نے کابینہ کے متعلق مالی مطالبہ پر خان عبدالغفار کی تحریک تخفیف پر تقریر کی اور ان کے بعد لیڈر آف دی ہاؤس مسٹر لیاقت علی خان نے تقریر کی۔

ہندوستانی باشندہ کو تقریر کا حق

جب اجلاس کے صدر مسٹر تمیز الدین خاں نے مسٹر سہروردی کو تقریر کے لئے پکارا۔ تو لیگ بنچوں سے ایک رکن نے کہا۔ مسٹر سہروردی کے سیاسی رجحانات کے احترام کے باوجود مجھے اس ہاؤس میں مسٹر سہروردی کی تقریر پر اعتراض ہے۔ کیونکہ وہ ہندوستان کو اپنا گھر بنا چکے ہیں۔ نائب صدر نے رولنگ دیا۔ کہ آپ اس اسمبلی کے رکن ہیں۔ اس لئے تقریر کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

استحکام پاکستان کی (۲) دو بنیادیں

مسٹر سہروردی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کی بنیاد دو امور ہیں۔ ایک یہ کہ پاکستان کے لوگ پاکستان کے بہی خواہ ہوں دوسرے یہ کہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان بنیادی بہتر تعلقات ہوں۔ آپ نے کہا اگر ملک کی بنیاد اس کے لوگوں کی بہی خواہی پر نہ ہو۔ تو وہ ملک اپنے آپ کو تباہ پائے گا۔ اگر پاکستان میں غیر مسلم ختم کر دیئے جائیں تو پاکستان میں اسلام ختم ہو جائے گا کیونکہ پاکستان میں اسلام ہیں اپنے اصول مساوات۔ اخوت وتحمل پر صادق العمل ہونے کی تلقین کرتا ہے۔

کوئی تعمیری مشورہ نہیں دیا جائیگا

موصوف نے تقریر کرتے ہوئے کہا میں کوئی مشورہ نہیں دوں گا۔ میں اس امر پر کوئی تبصرہ نہیں کروں گا کہ ملک کو کس طرح ترقی دلوہ بنایا جا سکتا۔ یا تجارت وصنعت کو کس طرح ترقی دی جا سکتی ہے۔ یا پناہ گزینوں کو کس طرح بسایا جا سکتا ہے۔ یا تعلیم کس طرح عام کی جا سکتی ہے۔ یا صحت کا معیار کس طرح بلند کیا جا سکتا ہے۔ میں یہ سارے امور ان لوگوں پر چھوڑتا ہوں جو پاکستان کی حدود واختیارات کے حامل ہیں۔ اور اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے باخبر ہیں۔

مجھے ان رجحانات پر افسوس ہے

آپ نے سرکاری بنچوں کی طرف رخ کرتے ہوئے پوچھا کیا یہاں ایک فرقہ وار ملک قائم کیا جا رہا ہے؟ پھر خود ہی جواب دیا۔ اس معاملہ میں آپ لوگوں کے رجحانات پر مجھے افسوس ہے۔ آپ نے کہا حکومت پاکستان وہ یقین نہیں دلا رہی۔ جو اقلیت کے فرقوں کے لئے ضروری ہے

یہاں سے ہندو جا رہے ہیں

آپ نے کہا۔ حکومت ہند کو اس امر پر مطعون نہ کیجئے کہ اس نے اقلیتوں کو پاکستان سے چلے آنے کی تلقین کی۔ جب کوئی مسلمان پاکستان میں آتا ہے تو وہ اپنے آپ کو محفوظ پاتا ہے۔ یہی حال اقلیتوں کا بھی ہونا چاہیئے۔ ہند و سندھ سے کیوں جا رہے ہیں۔ جہاں ان کی زبان۔ تجارت اور بود و باش تھی۔

پاکستان میں مسلم لیگ کی کوئی ضرورت نہیں

پاکستان میں اب مسلم لیگ کی کوئی ضرورت نہیں۔ پاکستان صرف پاکستانیوں کی بہی خواہی کے ذریعے سے قائم رہ سکتا ہے۔ پاکستان میں اقلیتوں کو حقوق ملنے چاہئیں۔ پاکستان کی موجودہ مسلم لیگ وزارت نے مسلم لیگ کی قراردادوں کو نظر انداز کر دیا ہے۔ مسلم لیگ کی قراردادوں پر عمل نہ کرنے کی ذمہ داری وزیر اعظم پر ہے۔

اقلیتوں کو نمائندگی دی جائے

کیا یہ جائز ہے کہ آپ ایسی سیاسی جماعت قائم کریں جس میں غیر مسلم نہ ہوں؟ اگر اقلیت کو نمائندگی دینی ہے تو اس جماعت کے سارے طبقے اور لوگ شریک ہونے چاہئیں۔ آپ پاکستان نیشنل لیگ قائم کر سکتے ہیں۔ اور اس کے دروازے سب پر کھلے رکھ سکتے ہیں۔ اس طرح اقلیت کی آواز سیاسیات اور نظام حکومت میں سنی جائے گی۔ اپنے دلوں۔ دماغوں اور نگاہوں میں وسعت پیدا کیجئے۔ اور غیر مسلم اقلیت کو اپنی صف میں شامل کیجئے۔

عظمت پاکستان کیلئے متحدہ کام ہو

یہاں سب کو موقع ملنا چاہیئے کہ عظمت اور بہتری پاکستان کے لئے سب مل کر کام کریں۔ میں نے کبھی نہیں سنا کہ اقلیتیں پاکستان کو کامیاب نہ دیکھنا چاہتی ہوں۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ پاکستان نیشنل گارڈ کے دروازے سب پر کھلے ہیں۔ لیکن آپ نے اس میں اقلیت کو کیا ذمہ وار عہدہ دیئے ہیں۔

اچھوتوں کی نامکمل نمائندگی

یہاں مشرقی بنگال کے اچھوتوں کی نمائندگی کے لئے آپ نے صرف ایک وزیر (مسٹر منڈل) لیا ہے۔ جن کے لئے آپ نے آنسو بہائے ہیں۔ اور میں نے بھی۔ آپ نے ۵ پارلیمنٹری سیکرٹری بنائے لیکن ان میں ایک اچھوت بھی شامل نہیں کر سکے اپنے وعدے پورے کرنے کے لئے اقلیتوں کو لیجئے۔

انسانیت کے نام پر اپیل

میں یہ سب کچھ انسانیت کے نام پر کہہ رہا ہوں۔ میں یہ سب کچھ اس لئے نہیں کہہ رہا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے ساتھ بہتر سلوک ہو۔ وہاں جو کچھ ہو رہا ہے اس سے آپ کو کوئی واسطہ نہیں۔ کیونکہ آپ نے اس سے کوئی واسطہ نہیں رکھا۔

ہندوستانی مسلمانوں سے ناہمدردی

تقسیم کے بعد ہندوستانی یونین اور ہندوستان کے مسلمانوں کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ یہ اس کہانی کا صرف ایک پہلو ہے دوسرا پہلو یہ ہے کہ آپ نے ہندوستانی مسلمانوں سے کہا کہ ہندوستان کی تقسیم فرقہ وار مسئلہ حل کر دے گی۔ اور یہ پاکستان اور ہندوستان میں اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کرے گی اب آپ سب کچھ بھول چکے ہیں۔ آپ اپنی نابینا آنکھ کے آخری کونے سے ان مسلمانوں کا دھیان رکھنا چاہتے ہیں۔

اقلیتوں کی بابت معاہدہ کیا جائے

مجھے امید ہے۔ کہ وزیر اعظم پاکستان اقلیتوں کے حقوق کے منشور پر ہندوستانی یونین سے معاہدہ کریں گے۔ میری تجویز ہے کہ جو لوگ تقسیم ملک کے بعد ملازمتوں کے لئے ہندوستان چلے گئے ہیں۔ انہیں واپس بلا لیا جائے۔ یہاں اقلیتوں کو ڈپٹی کمشنروں اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کے عہدے دیئے جائیں وہ لوگ پاکستان کا وفادار رہنے کے خواہشمند ہیں

اقلیتوں کے لئے وزارت قائم کی جائے

اقلیتوں کے مفادات پیش نظر رکھنے کے لئے ایک وزارت قائم کی جائے۔ اگر مذکورہ وزارت کے لئے کوئی مسلمان وزیر ہی مقرر کر دیا جائے۔ تو بھی کوئی حرج کی بات نہیں۔ اقلیتوں کو وزارت میں شامل کیجئے۔ پارلیمنٹری سیکرٹری مقرر کیجئے۔ وہ آپ کے بہتر ساتھی ثابت ہوں گے۔ پاکستان میں مسلمانوں کی انجمن کے ذریعے خیر سگالی کی تبلیغ کیجئے

بچھڑی ہوئی عورتوں کی دیکھ بھال

لاہور ۶ مارچ۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ مشرقی پنجاب سے آنے والی بچھڑی ہوئی عورتوں کی قیام گاہ میں ان کی طبی دیکھ بھال کے لئے ایک میڈیکل بورڈ قائم کیا تھا جس میں جنسی امراض کا ایک ماہر بھی شامل ہے اس بورڈ نے اب تک ۵۴۶ عورتوں کا معائنہ کیا ہے۔ اس بورڈ کے ارکان قیامگاہ میں روزانہ اجلاس کرتے ہیں۔ وہاں پہنچنے والی ہر عورت کا ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر مکمل طبی معائنہ کر لیا جاتا ہے۔ جو عورتیں صحتمند ہوں ان کے وارث انہیں جب چاہیں۔ لیجا سکتے ہیں۔ بیمار عورتوں کا باقاعدہ علاج شروع کر دیا جاتا ہے۔ میڈیکل بورڈ کی امداد ایک عام وقت کے لئے کام کرنے والی لیڈی ڈاکٹر کر رہی ہیں۔ جو اس قیام گاہ میں رہتی ہیں اور کئی کارکنان زنانہ کی امداد سے تمام کام سر انجام دے رہی ہیں۔ قیامگاہ میں مقیم عورتوں کی خوراک۔ صفائی اور حفظان صحت سے متعلقہ تمام باتوں کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ انہیں دودھ اور وٹامن بھی مہیا کئے جاتے ہیں۔

مغربی پنجاب میں ہوائی حملوں کی عارضی احتیاطی تدابیر شروع کر دی گئیں

لاہور ۵ مارچ۔ حکومت نے لاہور میں ہوائی حملے کی عارضی احتیاطی تدابیر کے سکویڈرن شروع کرنے کا خیال ظاہر کیا ہے۔ مغربی پنجاب کی یونین نے اس سلسلے میں ضروری تربیت کے لئے تربیت یافتہ آدمیوں کے انتخاب کا اعلان کیا ہے۔ انہیں تنخواہیں دی جائیں گی۔ فی الحال یہ ممکن نہیں کہ حکومت جنگ کے ایام کی طرح ایک مستقل شعبہ قائم کرے۔ تاہم محکمہ پولیس کے ساتھ ایک اے۔ آر۔ پی برانچ ملحق کی جائے گی۔ اور اس کے افسر پولیس کے قواعد کے مطابق تنخواہیں وغیرہ لیں گے۔ مسٹر بی واں علی انسپکٹر پولیس کو مغربی پنجاب میں اے۔ آر۔ پی کا افسر انچارج سپیشل ڈیوٹی مقرر کر دیا گیا ہے۔ آپ ہوائی احتیاطی تدابیر کی ایک مستقل سکیم تیار کر رہے ہیں۔

۳۶ ہزار ہندو کراچی سے ہندوستان جا چکے ہیں!

کراچی ۶ مارچ۔ ڈیلی گزٹ کے نامہ نگار کو معلوم ہوا ہے کہ کراچی کی ڈھائی لاکھ ہندو آبادی میں سے ۳۶ ہزار ہندو کراچی چھوڑ کر ہندوستان جا چکے ہیں۔ ملک کی تقسیم سے پہلے کراچی شہر میں ۲½ لاکھ ہندو آباد تھے۔ ۲۹ فروری ۱۹۴۸ء تک سندھ میں ہندوؤں کی تعداد سات لاکھ سے کچھ زیادہ تھی۔ اس میں وہ ۳۶ ہزار ہندو بھی شامل ہیں۔ جو کراچی چھوڑ کر ہندوستان چلے گئے ہیں۔ تقسیم ہند سے پہلے سندھ میں ہندوؤں کی آبادی ۱۳٫۷۱ لاکھ تھی۔

محکمہ تعلقات عامہ کی سرگرمیاں

لاہور ۶ مارچ۔ محکمہ تعلقات عامہ مغربی پنجاب کے ڈسٹرکٹ پبلٹی آفیسروں کی ایک کانفرنس لاہور میں مارچ ۱۹۴۸ء کو ہوگی۔ اس میں پچھلی کارگزاریوں کا جائزہ لیا جائے گا۔ اور آئندہ کے لئے لائحہ عمل تجویز کیا جائے گا۔

زندہ جاوید نا پاک گاوراں بہ سنگ تو پاک باش برادر مدار از کس باک

پیسہ اخبار لاہور

سالانہ چار روپے (للعہ) حجازی پریس بیرون موری گیٹ لاہور میں چھپوا کر میاں عبدالمجید صاحب ایڈیٹر پرنٹر وپبلشر نے دفتر پیسہ اخبار لاہور سے شائع کیا۔

نمبر ۱۱	۱۷ مارچ ۱۹۴۸ء	جلد ۶۲

مسلمانو! عناصر کی تسخیر کرو

قرآن کریم میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم (اے مسلمانو! تم وہ ہیبت پیدا کرو مطبلوں میں گھوڑے اس ٹھاٹھ سے بندھے ہوں کہ اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن تمہارا ان کو دیکھ کر غش کھا جائیں۔ اس آیت کو پڑھنے کے بعد پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کیا مسلمانوں میں آج کہیں بھی یہ ہیبت موجود ہے؟ جواب یہ ہے کہ نہیں۔ آہ وہ دن یاد آتے ہیں کہ ابوعبیدہ بن جراح نے یزدگرد (آخری ساسانی بادشاہ) کا تعاقب کیا اور دریائے جیحوں میں گھوڑے ڈال دیئے تھے۔ تو یزدگرد نے عالم بیچارگی میں آہ سرد بھر کر کہا تھا۔ "دیواں آمدند" وہ زمانہ بھی یاد ہے۔ کہ جب فاروق اعظم کی افواج قاہرہ شہنشاہان روما کے چھکے چھڑا رہی تھیں۔ جب صلاح الدین ایوبی کی للکار یورپ میں ایک غلغلہ ڈال رہی تھی۔ جب ترکان عثمانی کے سرکف نوجوان آسٹریا کے قلعے کا محاصرہ کر رہے تھے۔ اور جب بحیرہ روم کی نیلی سطح پر کسی قوم کا جہاز ہماری اجازت کے بغیر ایک قدم نہ چل سکتا تھا۔ کیا آج بھی ہم میں یہ ہیبت موجود ہے؟ نہیں۔

معاً دوسرا سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ ہیبت کہاں سے اور کیسے حاصل کی جا سکتی ہے جواب صاف ہے۔ کہ مسلمان بننے سے۔ لیکن کیا اسلام؟ آیئے تفصیل سنیئے۔

مسلمان اور کائنات

کون نہیں جانتا کہ قوت کے تمام عناصر زمین میں مستور ہیں۔ اقوام حاضرہ کے پاس ایک ایسا لوہا ہے جو فولاد اور کوئلے کی آمیزش سے تیار ہوتا ہے۔ وانزلنا الحديد فيه باس شديد ومنافع للناس ہم نے فولاد پیدا کیا۔ جس میں زبردست قوت موجود ہے اور یہ معدن دنیائے انسانی کے لئے ازبس مفید ہے۔ پٹرول کوئلے کا بیٹا ہے۔ کوئلہ ان سبز درختوں سے تیار ہوا ہے۔ جو آج سے کئی لاکھ برس پہلے کسی زلزلے کی وجہ سے زمین میں مدفون ہو گئے تھے۔ آیت ذیل میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ الذی جعل لكم من الشجر الاخضر نارا فاذا انتم منه توقدون۔ (اللہ وہ ہے جس نے سبز درختوں سے آگ نکالنے کا سامان مہیا کیا۔ اور آج تم وہ آگ جلا رہے ہو) کتنی مہیب اور طاقتور ہیں وہ قومیں جن کے پاس ان اقالیم ثلثہ کی معادن موجود ہیں۔ اور کس قدر کمزور ہیں وہ ملک جن کے پاس نہ تو یہ چیزیں موجود ہیں۔ اور نہ انہیں ان کے استخراج و استعمال کا علم حاصل ہے۔ عراق میں تیل موجود ہے۔ لیکن اس پر اغیار کا قبضہ ہے۔ ابن سعود کے پاس تیل کے علاوہ کوئلے کے ذخائر بھی بکثرت موجود ہیں لیکن وہ غریب نہ ان اشیاء کو نکال سکتا ہے اور نہ استعمال کر سکتا ہے۔ ایرانی پٹرول پر انگریز مسلط ہیں۔ اور پاکستان کے اٹک والے چشموں کے مالک بھی چند انگریز ہیں۔ اور ہم کس چیز کے مالک ہیں خالی ریت اور مٹی کے۔ یہ احتیاج یہ ضعف یہ سیاسی پریشان حالی کس چیز کا نتیجہ ہے۔ ہماری لاعلمی کا۔ اور اسلام کے مسخ شدہ تخیل کا۔ آج پاکستان کی تمام مساجد میں یہ صدا اٹھ رہی ہے۔ کہ پاکستان میں اسلام کو واپس لاؤ۔ یعنی قوانین میراث۔ طلاق۔ نکاح وغیرہ تو تابع فقہ بناؤ۔ قضاۃ کا سلسلہ قائم کرو۔ پولیس میں مولوی بھرتی کرو۔ اور سکول کے بچوں کو قرآن پڑھاؤ لیکن یہ کوئی نہیں کہتا۔ کہ کائنات استنہ ہیبت و قوت نکال کر ملت کو اتنا طاقتور بناؤ کہ چار وانگ عالم میں اس کی دھاک بندھ جائے۔ تجربہ گاہیں کھولو۔ نباتات۔ جمادات اور طبقات الارض کی چھان بین کے لئے ماہرین پیدا کرو۔ عناصر کی تسخیر کے لئے آلات ایجاد کرو اور بطن زمین سے ذخائر نکالو۔ تاکہ مسلمان میں وہ عظمت وجلال آ جائے کہ اس کے کشتوں کے پشتے جس سمت کا رخ کریں۔ دشمنوں کے دل اس کے خوف سے بیٹھ جائیں۔ اور ساری کائنات اس کی ہیبت سے دہلنے لگے۔

قہاری وجباری و قدوسی وجبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان (اقبالؒ)

کیا مسلمان کو یہ معلوم نہیں کہ قرآن حکیم نے انہیں مطالعۂ کائنات کی طرف ۷۵۰ مرتبہ متوجہ کیا ہے؟ اور بار بار ہدایت کی ہے۔ کہ ارض و سما کی تخلیق پر غور کرو۔ سمندروں کو مسخر کرو۔ شمس وقمر پر حکومت کرو۔ رخش گردوں کو لگام دو۔ مظاہر تمہارے خادم ہیں۔ معادن تمہاری زینت ہیں۔ پھول تمہارے زیور ہیں۔ قوس قزح تمہارا جھولا ہے۔ کواکب تمہارے کھلونے ہیں باغ وراغ تمہاری درسگاہیں ہیں۔ اور بہ سیم و فولاد تمہارے امتعۂ قوت ہیں۔ قرآن میں نکاح طلاق اور دیگر فقہی واخلاقی مسائل پر صرف ۱۲۰ آیات ہیں اور مطالعۂ کائنات پر پورے ۷۵۶ غور کرو کہ کائنات کو کس قدر اہمیت دی گئی ہے۔ اور اس کی وجہ ظاہر ہے۔ کہ مسلمان کا مقصد دنیا میں اللہ کی حکومت قائم کرنے کے بعد اس کی مشیت کو نافذ کرنا ہے۔ چونکہ دنیا شیطانوں سے بھر رہی ہے۔ اس لئے ہر قدم پر اس کا مقابلہ بڑے بڑے ہامانوں۔ چنگیز خانوں اور تاتارا سنگھیوں سے ہوگا۔ اگر مسلمان کے پاس لوہا اور پٹرول سے مسلح نہ ہوا اور اس کے پاس کائنات گیر علم کی مرعوب کن طاقت نہ ہوئی۔ تو وہ ان ابلیسوں کا مقابلہ کیا خاک کر سکے گا۔ اگر وہ ہر قدم پر شیطانوں سے مغلوب ہوتا چلا گیا۔ تو خدائی مشیت کا نفاذ کیسے ہوگا۔ ذرا غور فرمایئے اس تنبیہ پر۔

ہندوستان اور پاکستان کے تجارتی تعلقات

ہم پاکستان کے آنریبل وزیر مالیات کے اس بیان پر اطمینان اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں جس میں انہوں نے یہ فرمایا ہے۔ کہ پاکستان ہندوستان سے تجارتی جنگ نہیں لڑنا چاہتا دونوں ملکوں کے درمیان ناقابل عبور تجارتی بندشوں کی صرف وہی لوگ حمایت کر سکتے ہیں جو پاکستان کے معاشی مسائل کو نہیں سمجھتے اور فرقہ وارانہ تعصب کو معاشی معاملات میں دخل انداز کرنا چاہتے ہیں۔ یا پھر وہ بیرونی سرمایہ دار جو پاکستان اور ہندوستان کی گزشتہ کشیدگی سے فائدہ اٹھا کر ہمارے زراعت پیشہ ملک کو اپنے گراں قیمت صنعتی مال سے بھر دینا چاہتے ہیں ظاہر ہے کہ اگر ہندوستان سے سستی اشیاء صرف پاکستان میں آنا بالکل بند ہو گئیں تو ہم وہی چیزیں زیادہ مہنگے داموں امریکہ۔ برطانیہ اور آسٹریلیا سے خریدنے پر مجبور ہوں گے۔ اور اپنا قیمتی زرمبادلہ برباد کرتے رہیں گے۔ جب تک ہماری صنعتی اشیاء صرف نہ پیدا کرنے لگیں۔ اس وقت تک ہمیں اپنے زرمبادلہ کو بے حد کفایت سے خرچ کرنا ہے اور اس کو مشینوں اور کلوں کی خریداری میں لگانا ہے۔ اس طرح ہندوستان کو ہمارے کچے مال کی ضرورت ہے۔ جب ہم وہاں سے سستے داموں اشیاء صرف خریدنا چاہتے ہیں۔ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم بھی اس کو ضروری خام اشیاء سے محروم نہ کریں۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ ہم اپنی تمام خام اشیاء ہندوستان کو بھیجنا شروع کر دیں۔ جب ہمیں امریکہ کی مشینیں خریدنی ہیں تو ان کو بھی خام اشیاء دینی ہیں ہمارا کہنا صرف یہ ہے کہ کسی خاص ملک کے خلاف خصوصاً ہندوستان کے خلاف تجارتی دیوار کھڑی کرنے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔ یہ سوال ہی ایک سرے سے غلط ہے۔ کہ ہم جوٹ آسٹریلیا کو بھیجیں یا ہندوستان کو صرف پاکستان سے دشمنی رکھنے والے یا بیرونی سرمایہ داری کے ایجنٹ اس قسم کے سوال اٹھا سکتے ہیں۔ ہمارے تجارتی سوال کے پیش نظر انتخاب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہمیں نارمل تجارتی تعلقات دوسرے ملکوں کے علاوہ ہندوستان سے بھی قائم رکھنے ہیں۔

کشمیر کے مسئلہ کا عجیب حل

الہ آباد ۶ مارچ۔ انڈین نیشن نے ایک خبر لندن کے حوالہ سے شائع کی ہے جس میں یہ بتایا ہے کہ کشمیر کے مسئلہ کا حل معلوم کرنے کے لئے سیکورٹی کونسل میں ہندوستان پر دباؤ ڈالا جائے گا امریکہ اور برطانیہ کی طرف سے دھمکی دی جائے گی۔ کہ اگر ہندوستان نے پاکستان کے ساتھ کشمیر کے مسئلہ پر سمجھوتہ نہ کیا تو اس کا اقتصادی تجارتی اور مالی مقاطعہ کیا جائے گا۔ آگے چل کر اسی خبر میں بتایا گیا ہے کہ ہندوستان کو خوش کرنے کے لئے مشرقی بنگال ہندوستان کو دے دیا جائے گا۔ اور پاکستان کے حوالے تمام کشمیر کر دیا جائیگا

پیرس میں اسلحہ کی برآمد

پیرس ۶ مارچ۔ پولیس نے آج ایک لاری کو برآمد کیا۔ جس میں پانچ ٹن اسلحہ اور گولی بارود تھا۔ پولیس نے سات افراد کو حراست میں لے لیا ہے۔ اس کے علاوہ پولیس نے ایک گرجے سے اسلحہ اور گولی بارود کا ایک بہت بڑا ذخیرہ برآمد کر لیا ہے۔ پولیس نہایت سرگرمی کے ساتھ تحقیقات کر رہی ہے۔ اور مزید بہت سے اسلحہ کی برآمد ہونے کی توقع کی جاتی ہے۔

بجٹ پر اعتراضات

پاکستان کا آئندہ سال کا بجٹ اپنی دوسری خواندگی میں داخل ہو چکا ہے - اور اس مرتبہ پارلیمنٹ کے ارکان بھی اپنی پہلی خوش فہمی کے بعد اس کا مطالعہ زیادہ تنقیدی نظروں سے کر رہے ہیں - ممبروں کے اعتراضات کا زیادہ زور نئے ٹیکسوں کی غلط نوعیت پر ہے - یہ حقیقت ہے کہ آئندہ مالی سال میں دس کروڑ روپے کے خسارہ کو پورا کرنے کے لئے جو نئے ٹیکس عائد کئے گئے ہیں - اُن کا زیادہ اثر غریبوں پر پڑے گا - کہا گیا ہے - کہ دس کروڑ میں سے غریبوں کو صرف پانچ کروڑ کے قریب ادا کرنے پڑیں گے اور ہر غریب آدمی آٹھ آنے سے زائد بوجھ برداشت کرے گا - لیکن یہ دعوےٰ ایسا نہیں کہ اسے غریبوں کے حق میں قرار دیا جائے - اور اس پر فخر کا اظہار کیا جائے - جن نئی اشیاء کو ٹیکسوں کا شکار بنایا گیا ہے - اُن میں تمباکو - بیڑی اور چھالیا خاص طور پر قابل ذکر ہیں - یہ حقیقت ہے کہ یہ اشیاء عام طور پر غریب طبقہ زیادہ استعمال کرتا ہے - چنانچہ ان اشیاء پر عائد شدہ زائد ٹیکسوں کا بوجھ بھی اسی طبقے کو برداشت کرنا پڑے گا -

تمباکو اور بیڑی پر زائد ٹیکسوں کے متعلق مشرقی بنگال کے ارکان نے بہت زیادہ غم و غصہ کا اظہار کیا ہے - مشرقی بنگال کے لوگ تمباکو اور بیڑی کے بہت عادی ہوتے ہیں - اس لئے ان کے نمائندوں کی طرف سے ان اشیاء پر ٹیکسوں کے خلاف احتجاج لازمی اور قدرتی امر ہے - ان کے ایک نمائندے نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے - کہ حکومت پاکستان کا یہ نامناسب رویّہ مشرقی بنگال کے لوگوں کو بنگال کو دوبارہ متحد کرنے کی تحریک پر آمادہ کرے گا - ہمیں ٹیکسوں کے معاملے میں مشرقی پاکستان کے عوام کے احساسات کا علم ہے - لیکن صرف اتنی سی معمولی بات پر پاکستان کی سلطنت سے علیٰحدہ ہونے کی دھمکی ہر لحاظ سے قابل مذمت اور شرمناک ہے - یہ عجیب بات ہے کہ حکومت نے تمباکو بیڑی اور چھالیا جیسی معمولی اشیاء کو تو قابل ٹیکس سمجھ لیا - لیکن شراب جیسی اہم چیز کو بالکل مستثنیٰ کر دیا ہے - کیا یہ محض امرا اور اونچے طبقے کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا گیا ہے اگر ہماری حکومت اس معاملے میں زیادہ وسیع النظری کا ثبوت دیتی تو وہ شراب پر کافی زائد ٹیکس عائد کر کے مقررہ خسارہ کو بھی پورا کر لیتی اور پارلیمنٹ کے ارکان کی تلخ و تند تنقیدوں سے بھی بچ جاتی -

برما اور پاکستان

حکومت برما کے وزیر خارجہ اوُن ٹاٹ آج کل کراچی میں تشریف فرما ہیں - آپ نے ایک بیان میں کہا ہے - کہ وہ پاکستان کی حکومت اور عوام کو اپنی حکومت اور عوام کی طرف سے دوستی اور مودت کا پیغام دینے آئے ہیں - برما اور پاکستان نہ صرف ہمسایہ ممالک ہیں بلکہ تاریخی لحاظ سے ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں - برما ۱۹۳۷ء تک ہندوستان اور پاکستان کا ایک اہم جزو تھا - اس لئے اس کے تعلقات پاکستان سے بہت گہرے اور دوستانہ ہیں - پاکستان برما کی طرف سے اس دوستی کی سپرٹ کا خیر مقدم کرتا ہے - اور برمی عوام کو یقین دلانا چاہتا ہے - کہ پاکستان کے عوام بھی ان کے لئے دوستی اور محبت کے ویسے ہی جذبات رکھتے ہیں اور اس جذبے کی قدر کرتے ہیں جس کے ماتحت ان کی حکومت نے اپنے وزیر خارجہ کو یہاں بھیجا ہے - برما کے وزیر خارجہ نے یہ بھی انکشاف کیا ہے - کہ پاکستان میں برمی سفیر مسٹر یو - پی کن مسلمان ہیں - پاکستان میں پہلے پہل سفیر کا عہدہ ایک مسلمان کو دے کر برمی حکومت نے پاکستان کے مسلمانوں کے ساتھ اپنی محبت اور عقیدت کا ایک اور ثبوت مہیا کیا ہے - ہمیں توقع ہے کہ پاکستان اور برما میں دوستی کا یہ رشتہ وقت کے ساتھ ساتھ اور گہرا اور مضبوط ہوتا جائے گا -

افواہیں

پچھلی جنگ عظیم میں افواہیں عجیب دلچسپ ڈھنگ سے پھیلتی تھیں - بعد از اں وہ غلط ثابت ہو جایا کرتی تھیں - اور یہ نہیں کہ افواہیں صرف پاکستان میں ہی پھیلائی جاتی ہیں - دنیا کے ہر حصے میں عوام موجود ہیں - اس لئے ہنگامے کے دور میں ہر جگہ افواہیں پھیلا کرتی ہیں - البتہ اس وقت آزاد حکومتیں ان افواہوں کو روکنے کے لئے فوراً موثر تدبیر اختیار کرتی ہیں تاکہ لوگوں میں پست ہمتی پیدا نہ ہو - اور عوام بے بنیاد باتوں سے ہی اپنی قیمتی جانیں تلف نہ کر بیٹھیں افواہوں کو تسلیم کرنے سے ہر مقام پر انکار کر دینا چاہیئے - اس کے لئے حوصلے اور ارادے کی مضبوطی کی ضرورت ہے - جس قوم کے ارادے مضبوط اور زندگی کا نصب العین درخشاں ہو وہ قوم افواہوں کو اپنے ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دیتی اور یہ پاکستان ہے اور ظاہر ہے - کہ پاکستان میں مسلمان قوم آباد ہے وہ مسلمان جو اپنے خدا اور رسول پر اپنا سب کچھ قربان کر دیا کرتی ہے - کس قدر افسوسناک بات ہے کہ اگر یہاں بھی افواہیں پرورش پانے لگیں - یہاں فرقہ وارانہ فسادات ہوئے تو خوف و ہراس کا شکار رہنے والے لوگ ہمیشہ طرح طرح کی افواہیں پھیلاتے رہے - بالآخر مسلمانوں نے دیکھا کہ یہ افواہیں غلط تھیں - پاکستان قائم ہوا اور مہاجرین لاکھوں کی تعداد میں یہاں آئے لیکن ساتھ ہی افواہوں کا ایک طومار بھی لائے - ہر گلی اور ہر کوچے میں افواہیں پھیلنے لگیں - لوگوں میں پست ہمتی کا ظہور رہا - خدا خدا کر کے وہ دور بھی گزر گیا - ایک بار پھر یہ ثابت ہوا کہ افواہیں غلط تھیں اور پھیلانے والے پاکستان کے دشمن تھے - یہ دور بھی گزر گیا جن لوگوں نے افواہوں پر یقین کیا - وہ ضرور نادم ہوئے ہوں گے - لیکن انسانی نفسیات کتنی کمزور ہے کہ ہر موقع پر افواہوں کو درست تسلیم کر لیتی ہے - اب پھر افواہوں کا ایک دور آیا ہے -

کوئی کہتا ہے کہ کشمیر میں انڈین یونین کی فوجیں بہت بڑا حملہ کر کے مجاہدوں کو ختم کر کے سیالکوٹ پر بھی قبضہ کریں گی - کوئی کہتا ہے کہ واہگہ کی طرف سے حملہ ہوگا - کوئی کہتا ہے کہ ہندوؤں کے جاسوس ڈاڑھی بڑھا کر لاہور میں پھر رہے ہیں - کہیں یہ سنا جاتا ہے - کہ پٹھان کشمیر سے ہتھیار لوٹ کر لائے ہیں اور پاکستان میں فروخت کرتے ہیں - کسی کا خیال ہے کہ پاکستانی افسر شاہی رشوت ستانی میں لگی ہیں - کوئی کہتا ہے کہ پاکستان کے پاس غلہ ختم ہو گیا ہے باشندے بھوکوں مر جائیں گے - کشمیر میں لوگ بھوکے مر رہے ہیں اور وہاں مجاہدوں نے بغاوت کر دی ہے -

یہ صرف افواہیں ہیں - عوام میں سے چند خود غرض آدمی یہ دیکھتے ہیں کہ انہیں اپنی غرض میں ناکامی ہوئی ہے - تو وہ ذرا شکست خوردہ ذہنیت کو کام میں لا کر ایک افواہ پر سبیل تذکرہ اڑا دے گا - مگر رنجیدہ ذہنیتیں اس کو فوراً اہمیت دیں گی - اور وہ بازار میں ایک مستقل افواہ بن جائے گی - عوام کو کبھی یہ فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ افواہیں کل کی طرح آج بھی غلط ثابت ہوں گی بعض لوگ بیکار ہیں کوئی کام نہیں کرنا چاہتے یا نہیں کر سکتے تو وہ افواہیں پھیلانے کا کام اپنے ہاتھوں میں لے لیتے ہیں - اور وہ بیچ معنوں میں پاکستان کے دشمن ہیں - انہیں یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ اب پاکستان ان کا اپنا گھر ہے - اور اپنے گھر کے متعلق افواہیں پھیلانا دانشمندوں کا کام نہیں پاکستان پر حملہ نہیں ہو سکتا - اگر ہوگا تو ہندوستان کا منہ پھیر دیا جائے گا - ہماری فوجیں اس قدر مضبوط اور ہمارے جوانوں کے حوصلے اس قدر بڑھے ہوئے ہیں - کہ حملہ آوروں کے چھکے چھوٹ جائیں گے - ہندوستان اس قدر بے وقوف نہیں کہ وہ پاکستان پر حملہ آور ہو - کشمیر کے مجاہد اپنی اپنی جگہ پر قائم ہیں - اور دشمن کی بڑی سے بڑی قوت بھی ان کو اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتی - وہاں بغاوت کا وہم بھی نہیں ہے - وہ ایک مقصد کے لئے لڑ رہے ہیں - اور اس کے لئے ہر صورت لڑیں گے پٹھانوں نے پاکستان کے کسی شہری کو لوٹ مار نہیں کی - اگر کوئی ایک آدھ واقعہ کسی پٹھان سے سرزد ہوا بھی تو ایسے بیسیوں واقعات امن کے دنوں میں بھی ہو جایا کرتے ہیں - اور ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں - اپنی حکومت اور اپنے افسروں پر اعتماد رکھئے - رشوت لینے یا عیش و عشرت میں لگے رہنے والے افسروں کا وجود دور خاتمہ ہو جائے گا - چند بڑے افسر ہر جگہ ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے - لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ساری حکومت بے معنی ہے - آج پست ہمتی کو نزدیک نہ پھٹکنے دیجئے - اور حالات حاضرہ کا حوصلہ کی بلندی اور اولوالعزمی سے مقابلہ کرنا ہی آپ کے بال بچوں اور آپ کی قوم کے لئے مفید ہے

کسٹم کی چوکیاں

اس وقت جبکہ ہندوستان نے پاکستان کو تجارت کے لحاظ سے غیر ملک قرار دے لیا ہے اور کسٹم عائد کر دیا گیا ہے - یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں کسٹم کی چوکیاں بڑی احتیاط سے نگہداشت کریں - ہمیں برکی کے حلقے سے یہ معلوم ہوا ہے - کہ وہاں سرحد پر بلیک مارکیٹ شروع ہے - اصل واقعات یہ ہیں کہ بعض لوگ کھاڑے میں جاتے ہیں - اور وہاں سے چینی اور کپڑا لاتے ہیں - ہندوستان میں چینی آٹھ آنے سیر ملتی ہے لیکن پاکستان کے باشندے کو ایک روپیہ سیر دی جاتی ہے - اور سرحد پر ۲۰ فیصدی ڈوگرہ فوج کی جیب میں ڈال لیتے ہیں اور یہ لوگ ہماری سرحدی پولیس اور فوج کی آنکھوں میں دھول ڈال کر یہ اشیاء پاکستان میں لاتے ہیں - اور یہاں دو دو روپیہ سیر چینی فروخت کرتے ہیں - ہمیں نامہ نگار نے بتایا ہے کہ متذکرہ بالا سرحد پر چینی اور کپڑا عام ملتا ہے - مگر بلیک مارکیٹ میں - دوسری طرف حالت یہ ہے - کہ اگر پاکستانی باشندے کوئی مال یہاں سے جانا چاہتے ہیں - تو ہندوستان کی سرحدی پولیس اور فوج بڑی احتیاط اور چوکس ہے - غالباً انہیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہندوستان سے اگر مال پاکستان چلا جائے تو کوئی عیب نہیں - لیکن پاکستان کا کوئی مال ہندوستان نہ آنے پائے - اس طرح پاکستان کا بہت سا روپیہ ہندوستان جا رہا ہے اور پھر دگنے داموں پر یہاں بلیک مارکیٹ ہوتی ہے - اس وقت جبکہ کسٹم جاری ہو چکا ہے - ہمیں حیرت ہے کہ ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے - سرحد کے بعض دیہات میں ایسے مسلمان موجود ہیں جن کا یارانہ اپنے سکھ دوستوں سے ختم نہیں ہوا - چنانچہ وہ ان سکھ دوستوں سے جا کر بے روک ٹوک ملتے ہیں - اور ان کے ذریعے چینی کپڑا اور دوسری اشیاء خریدتے ہیں - اور یہاں آ کر فروخت

کرتے ہیں - اس قسم کے واقعات اگر درست ہیں - تو ہم حکومت مغربی پنجاب سے گزارش کریں گے کہ وہ فوراً تحقیقات کرے -

فلسطین

فلسطین کی تقسیم کے بارے میں اتحادی قوموں نے امریکہ کی ایجنسی پر اس سے پہلے جو فیصلہ کیا تھا اب اس پر از سر نو غور کیا جا رہا ہے - یو - این کی اکثریت نے یہ رائے دی ہے - کہ تقسیم فلسطین کی تجویز کو بے معنی قرار دیا جائے تقسیم کے بعد جو واقعات رونما ہوئے ہیں - اور عرب ممالک نے جس اتحاد و جہاد کا ثبوت دیا ہے - اس کے پیش نظر اس امر کے قوی امکانات پیدا ہو گئے ہیں - کہ شاید اب تقسیم کی تجویز پر دوبارہ غور کیا جائے گا - اور اس دفعہ عربوں کی رائے کو غلط تصور نہیں کیا جائے گا حالات نے بتا دیا ہے کہ اتحادی قوموں نے بالکل غلط فیصلہ کیا تھا اور اگر تقسیم کے اسی فیصلہ پر اصرار کیا گیا تو مقدس سرزمین میں ہمیشہ شر و فساد کے فرشتے اترتے رہیں گے - اس میں کبھی لطف اور آرام کی زندگی کا کوئی شائبہ نظر نہیں آئے گا - امریکہ کا مفاد اسی میں تھا کہ وہ یہود کی حمایت کرتا - روس نے بھی موقع سے فائدہ اٹھایا لیکن اب یو - این - او کی سلامتی کونسل یہ بات سوچنے پر مجبور ہو گئی ہے کہ اگر تقسیم کا مطلب مستقل جنگ اور بے چینی ہے تو پھر فلسطین کے حالات کے مطابق صحیح فیصلہ کیوں نہ کیا جائے - اور عرب اور مغربی ممالک کے درمیان نفرت اور حقارت کی ایک دیوار کیوں کھڑی کی جائے - گذشتہ جنگ میں انسانی خون پہلے ہی کافی بہہ چکا ہے - اب اسی تجربے کو دوبارہ دہرانے سے کیا فائدہ؟

کرنسی نوٹ

سنا ہے - کہ یکم اپریل کو پاکستانی کرنسی نوٹ جاری ہو جائیں گے - یہ بات تو بڑی خوشی کی ہے - لیکن تاریخ کے انتخاب میں احتیاط نہیں برتی گئی - یکم اپریل کو جو چیز شروع کی جاتی ہے خواہ وہ کسی گورنمنٹ کا نیا بجٹ ہی کیوں نہ ہو - اسے اپریل فول کی پیٹ میں لے لیا جاتا ہے -

یونیورسٹی کے طلباء ہل چلائیں گے

برطانی یونیورسٹیوں کے طلباء اور طالبات سے کہا گیا ہے - کہ وہ آنے والی گرمیوں کی چھٹیوں میں کھیتی باڑی کا کام کریں - طلباء کے ۲۵ کیمپ لگائے جانے کی سکیم تیار کی جا چکی ہے - یہ کیمپ جون سے ستمبر کے وسط تک جاری رہیں گے - طلباء کی انجمن کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ ان کیمپوں میں پانچ ہزار طلباء رہیں گے - جو کھیتی باڑی سے متعلق مختلف قسم کے کام کریں گے - امید کی جاتی ہے کہ فرانس - ہالینڈ - بلجیم - ناروے - اٹلی اور سوئٹزرلینڈ سے بھی تقریباً ایک ہزار طلباء اس مہم میں حصہ لیں گے - ان کیمپوں میں تفریح کا پروگرام بھی ہوگا

نئی قسم کی کھاد

بنگلور میں ہندی سائینٹفک ادارہ کی تحقیقات اور تجربوں سے معلوم ہوا ہے - کہ اگر بعض خاص طریقوں سے کھاد تیار کی جائے - وہ فصل کے لئے بہت کارآمد ثابت ہوتی ہے - ادارہ مذکور نے اس طریقہ سے فصل میں ۲۰ فی صدی اضافہ کیا ہے

فولادی پیداوار کا ریکارڈ

برطانیہ کی فولادی پیداوار نے جنوری کے مہینے میں نیا ریکارڈ قائم کیا تھا - اس پیداوار کو اگر ایک سال پر پھیلایا جائے تو وہ ایک کروڑ ۵ لاکھ ۹۰ ہزار ٹن ہوتی ہے - اب تک ایک مہینے میں اس سے زیادہ پیداوار نہیں ہوئی - ۱۹۴۸ء کے لئے برطانیہ کی فولادی پیداوار کا تخمینہ ایک کروڑ چالیس لاکھ ٹن ہے -

ہوائی سفر میں حفاظت جان

امریکہ - فرانس - بلجیم - ہالینڈ - اٹلی اور سکنڈے نیویا کی چھ فضائی کمپنیوں نے اس بات کو مان لیا ہے کہ وہ انٹرنیشنل ایروریڈیو میں اپنا روپیہ لگائیں گی - اس ادارے کا مقصد ہوائی سفر کے دوران میں مسافروں کی جان کی حفاظت کے لئے ریڈیو کے ذریعہ راہنمائی کرنا ہے

ایٹمی قوت سے کارخانے

ایٹمی انرجی سے پاور کا کام لئے جانے کے متعلق سرکاری گورنمنٹ کا ایک رسالے میں مضمون شائع ہوا ہے جس میں اس خیال کا اظہار کیا گیا ہے - کہ یورینیم سے پاور حاصل کرنے پر کوئلے سے پاور حاصل کرنے سے زیادہ خرچ نہیں اٹھتا - لیکن اس ضمن میں اہم مسئلہ یہ ہے - کہ آیا یورینیم اور تھوریم کے ذخائر دنیا بھر کو پاور سپلائی کرنے کے لئے کافی ہیں یا ناکافی - اس مقصد کے لئے دو سو سے اڑھائی ٹن یورینیم یا تھوریم کی ضرورت پڑے گی -

پاکستان کے نوٹ اور سکے

سال میں حکومت ہند نے یکم مارچ ۱۹۴۸ء سے پاکستان کو غیر ملک قرار دینے کے متعلق جو پریس کمیونک جاری کیا ہے - اس سلسلہ میں حکومت پاکستان کے پاس شدید استفسارات آئے ہیں کہ موجودہ کرنسی نوٹوں اور سکوں کی جگہ جو بیشتر چکے اور نوٹ حکومت پاکستان جاری کرے گی - اُن کی کیا حیثیت ہوگی - عام اطلاع کے لئے بیان جاری کیا جاتا ہے کہ موجودہ انتظامات کے مطابق :-

(۱) ہندوستانی نوٹ ۳۰ ستمبر ۱۹۴۸ء تک پاکستان میں قانونی سکہ کی حیثیت رکھیں گے (۲) ریزرو بنک آف انڈیا کے جن نوٹوں پر پاکستان چھپا ہوگا اور یکم اپریل ۱۹۴۸ء سے جاری کئے جائیں گے - ان کی ذمہ واری مذکورہ بنک پر اس وقت تک رہے گی - جب تک کہ وہ پاکستان کی کرنسی کا منتظم رہے گا (۳) ہندوستانی سکے پاکستان میں ۳۰ ستمبر ۱۹۴۸ء تک اور اس کے بعد حکومت پاکستان صوابدید پر مزید ایک سال تک قانونی سکوں کی حیثیت رکھیں گے اور (۴) پاکستان کے سکے مستعمرہ ہند میں قانونی سکہ کی حیثیت نہیں رکھیں گے -

شاہی ٹکسال میں چاندی کے سکے

لندن - چاندی کے سکوں کی کمی کو پورا کرنے کے لئے شاہی ٹکسال میں ۲۰۰ یا ۳۰۰ آدمی اور لئے جا رہے ہیں - اس کے علاوہ ٹکسال میں کام کرنے والے فالتو وقت میں بھی کام کریں گے اس کمی کا اندازہ یہ ہے - کہ ٹکسال کے سالانہ ماحصل میں اس وقت ۹ لاکھ پونڈ کی مالیت کے سکے کم تیار ہو رہے ہیں -

لندن میں مغل آرٹ کی نمائش

رائل اکیڈمی میں پاکستان اور انڈیا آرٹ کی جو نمائش ہو رہی ہے اس میں تقریباً چھ سو تصویریں دکھائی جا رہی ہیں - ان گیلریوں میں مغربی آرٹ سے متعلق جو تصاویر دکھائی جا رہی ہیں - ان کی تعداد بھی تقریباً اتنی ہے - مسٹر باسل گرے نے مغل اور راجپوت مصوری پر جو مضمون لکھا ہے - اس کے چند اقتباسات دلچسپی سے خالی نہیں رائل اکیڈمی کی نمائش کے اس حصے پر بہت کم توجہ کی گئی ہے - حالانکہ نمائش کا یہ حصہ سولھویں - سترہویں اور اٹھارہویں صدی کے ہندوستان کی تاریخ پر نہایت اہم روشنی ڈالتا ہے - ہندوستان میں مغل فاتحین کی حیثیت میں داخل ہوئے - لیکن اس کے ساتھ ہی وہ اس ملک میں مقیم بھی ہو گئے - بہت سی باتوں میں وہ مصر کے ٹیلمیوسوں سے ملتے جلتے ہیں - مغلوں نے اس نئے ملک کو اپنا گھر بنا لیا وہ ہندوستان میں لوٹ گھسوٹ کے لئے نہیں بلکہ تنظیم اور ترقی کے لئے آئے تھے - بلاشبہ اکبر کو باغات اور موسیقی سے بہت لگاؤ تھا - لیکن مصوری میں وہ بہت زیادہ دلچسپی لیتا تھا - وہ اپنے دربار میں مصوروں کی بنائی تصویریں کو بڑے غور سے مشاہدہ کرتا - اکبر کے یہ درباری مصور میدان جنگ میں بھی اس کے ساتھ رہتے جس طرح وہ مغل سلطنت کا بانی ہے - اسی طرح وہ مصوری کے مغل سکول کا بھی بانی ہے -

راجپوت اسکول

اس نمائش میں مصوری کے راجپوت سکول کے بہت سے نمونے دکھائی پڑتے ہیں - وہ بیاپتی راماتند اور جینا کے گیتوں کا مرکز کرشن تھا - کرشن کی بہت سی تصویریں آٹھویں اور نویں گیلریوں میں موجود ہیں - رامائن اور مہابھارت کے بہت سے مناظر بھی تصویروں میں دکھائے گئے ہیں -

313

قدرت کے رحم پر

میڈیٹرینین سمندر کے قریب ۲۰۰ سو کلومیٹر کے فاصلہ پر سہا ایرگیستان کے قریب روتی نامی ضلع واقعہ ہے - اس جگہ کے باشندے ایک برساتی نالے کے کنارے پر رہتے تھے - یہ برساتی نالہ پہاڑی گھاٹی کے بیچ سے بہتا تھا پہاڑی گھاٹی کے اندر بہت اچھے اچھے باغ تھے - مگر یہاں کے رہنے والے تھوڑی تعداد میں ہیں - یہ لوگ عربی زبان بولتے ہیں - گرمیوں میں یہ لوگ گھاٹی میں رہتے ہیں - اور جاڑے میں تھوڑا اوپر چلے جاتے ہیں - مفلسی کی وجہ سے اور پانی کے قریب رہنے کی وجہ سے یہ لوگ ملیریا کا شکار بنے رہتے ہیں برسات کے دنوں میں پانی کے دونوں طرف ملیریا کے مچھر کثرت سے پائے جاتے ہیں جب برسات بند ہو جاتی ہے اور نالہ سوکھ جاتا ہے تب یہاں کے لوگوں کو کچھ تسلی ہوتی ہے اگر نالہ جلد سوکھ جایا کرے - تو ملیریا کا ڈر بالکل جاتا رہے - روتی ضلع کے آدمی اس طرح قدرت کے رحم پر زندگی کرتے ہیں جب یہ نالہ سوکھ جاتا ہے تو یہ لوگ چین سے رہتے ہیں اور جب نالہ بھر جاتا ہے تب ملیریا سے تڑپتے ہیں -

الجیرین گورنمنٹ اور لیگ آف نیشنز کے مدد سے فرے روانزا ایٹن اور ڈبل مقوایل گا کے رہنے والوں کو بہت فائدہ ہوا - اور اس بات کی شہرت دور دور تک پھیل گئی - لیگ آف کے ملیریا کمیشن کی رائے کے بموجب ملیریا سے بچنے کے لئے چھ گرین کونین ملیریا کے موسم میں کھانی چاہیئے - اور بخار کو دور کرنے کے لئے پندرہ سے بیس گرین تک روزانہ پانچ سے سات یوم استعمال کرنا ضروری ہے - کمیشن کی رپورٹ صفحہ ۱۲۴ پر لیگ کا یہ کہنا بھی ہے - کہ کونین اور دواؤں کی بہ نسبت بہت اچھی ہے کیونکہ اس سے اور دواؤں کی طرح کوئی نقصان نہیں ہوتا اور کی موجودگی کے استعمال کی جا سکتی ہے - روتی ضلع کی حالت بہت بہتر ہو جائیگی کیونکہ کونین کے استعمال سے لوگوں کو بہت ترقی ہوتی ہے اور یہ لوگ اب مچھروں کے رحم پر نہیں رہیں گے -

خلیج ایران میں امریکہ کی بحری و ہوائی فوج کا مظاہرہ

روس کو صدر ٹرومین کا زبردست انتباہ

نیویارک ۶ مارچ - "اخبار ہیپ" کے ڈپلومیٹک نامہ نگار کی اطلاع ہے - کہ صدر ٹرومین نے حکم دیا ہے - کہ روس کو وارننگ کے طور پر امریکہ کی بحری و ہوائی طاقت کا مظاہرہ کیا جائے - بحری و ہوائی فوج کے یہ بیڑے جلد ہی خلیج ایران کو روانہ ہو جائیں گے - نامہ نگار نے مزید لکھا ہے - کہ یہ بیڑے سعودی عرب کی بندرگاہ دھہرن میں لنگر انداز ہوں گے - جس کو استعمال کرنے کے لئے شاہ ابن سعود نے امریکہ کو اجازت دے دی ہے - بحری بیڑے کی آمد کے دوران میں امریکن ہوائی جہاز جو کچھ ماہ سے دھہرن میں ہی ہیں - بطور مظاہرہ اڑان کریں گے - کہا جاتا ہے کہ یہ ہوائی جہاز باکو کے تیل کے کنوئیں تک اڑان کریں گے - نامہ نگار نے لکھا ہے - کہ یہ مظاہرہ جو اپنی قسم کا دوسرا ہوگا - اور پہلے کے متعلق روس نے بھی پروٹسٹ کیا ہے - امریکن وزیر خارجہ اور دیگر اعلیٰ افسران کے مشورہ پر کیا جا رہا ہے - ان احکام نے فیصلہ کیا ہے - کہ مارشل سٹالن کی حال کی وارننگ کے بعد کہ روس کی سرحد کو مضبوط کیا جائے کہ چونکہ روس نے ۱۹۴۶ء میں ایران سے اپنی فوجیں اس لئے نکال لی تھیں - کیونکہ وہ جانتا تھا - کہ دھہرن میں امریکہ کے بمبار موجود ہیں - اس لئے روس اس مظاہرے سے ہی سب کچھ سمجھ جائے گا -

یروشلم ۶ - مارچ - کل عربوں نے یہودیوں کے ایک طیارہ کو نیچے مار گرایا - ابھی تفصیلات معلوم نہیں ہوئیں -

کشمیر میں استصواب کا مسئلہ!

اس امر پر سب کو اتفاق ہے کہ کشمیر کے مسئلہ کا بہترین اور سب سے منصفانہ حل کشمیری عوام سے آزادانہ استصواب ہے - کشمیری عوام ہی اس بات کا فیصلہ کرنے کے حق دار ہیں - کہ کشمیر کو ہندوستان سے ملحق رہنا چاہیئے یا پاکستان سے اپنا الحاق کر لینا چاہیئے؟ ہندوستان - پاکستان اور حفاظتی کونسل کے سبھی ممبر اس امر پر متفق ہیں کہ آزادانہ - اور غیر جانبدارانہ استصواب ہی مسئلہ کشمیر کا منصفانہ حل ہے - اختلاف صرف اس آزادانہ اور غیر جانبدارانہ ان دو الفاظ کے مفہوم پر ہے - پاکستان کہتا ہے کہ آزادانہ و غیر جانبدارانہ استصواب صرف اسی صورت میں ممکن ہے - کہ ہندوستانی فوجیں کشمیر سے نکل جائیں - شیخ عبداللہ کی عارضی حکومت ختم کر کے اس کی بجائے غیر جانبدارانہ حکومت قائم کی جائے - اور استصواب یو - این - او کی نگرانی میں ہو حفاظتی کونسل کے گیارہ ممبروں میں سے نو پاکستان کے اس مطالبہ کے مؤید ہیں - باقی دو ارکان ابھی تک خاموش ہیں - مگر ہندوستان یہ کہتا ہے - کہ ہمیں استصواب تو منظور ہے لیکن آزادانہ و غیر جانبدارانہ استصواب کے لئے شیخ عبداللہ کی حکومت کو ختم کرنا ضروری نہیں - نہ یو - این - او کی نگرانی کی حاجت ہے - شیخ عبداللہ کی حکومت کے ماتحت ہی آزادانہ و غیر جانبدارانہ استصواب کا انتظام ہو سکتا ہے - حفاظتی کونسل عنقریب مسئلہ کشمیر کے متعلق ہندوستان اور پاکستان کے ان دو مخالف نظریات پر دوبارہ غور کرنے والی ہے - پاکستان ۱۱ ممبروں میں سے ۹ کو قائل کر چکا ہے - کہ اس کا نظریہ درست ہے - اب اسے ان ۹ کو بدستور اپنا مؤید رکھنا اور باقی دو کو اپنا ہم خیال بنانا ہے - ہندوستان کا کام اس کے مقابلہ پر بہت کٹھن ہے - اس وقت ایک ممبر بھی اس کا ہم خیال نہیں - اسے کم از کم چھ ممبروں کو اپنا ہم خیال بنانا ضروری ہے - شیخ عبداللہ نے کشمیر کا وزیر اعظم بننے کے بعد اپنی پہلی پریس کانفرنس میں جو بیان دیا ہے اس بیان نے ہندوستان کے کام کو کٹھن سے ناممکن بنا دیا ہے - شیخ عبداللہ نے یہ فرمایا ہے کہ ہم ہندوستان کے ساتھ جینے اور مرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں - اور یہ فیصلہ ہم نے آج نہیں کیا ۱۹۴۴ء میں کیا تھا - پچھلے دنوں اس تجویز کا ذکر بھی سننے میں آیا تھا - کہ کشمیر میں ایک ایسی حکومت قائم کر دی جائے - جس میں سب پارٹیوں کے نمائندے شامل ہوں - شیخ صاحب نے بالواسطہ اس تجویز کو حتمی طور پر مسترد کرتے ہوئے کہا کہ میری حکومت میں شرکت کے لئے لازمی - ضروری

اور ابتدائی شرط میری ذات سے وفاداری ہے - میں سیاسی مصلحتوں کی بنا پر کسی کو اپنی وزارت میں شامل نہیں کروں گا - صرف وہی لوگ میری وزارت میں لئے جائیں گے - جو میرے وفادار ہوں گے - اور اپنی وفاداری کے متعلق انہوں نے یہ فرمایا کہ اس کا مرکز --- اور کعبہ --- ہندوستان ہے -

پاکستان جنگی جہاز خریدے گا

ڈھاکہ ۶ مارچ - ایئر ایڈمرل ڈبلیو جیفورڈ فلیگ آفیسر کمانڈنگ رائل پاکستان نیوی نے ڈھاکہ ریڈیو سٹیشن سے ایک تقریر براڈکاسٹ کرتے ہوئے فرمایا - کہ پاکستان انگلستان سے دو تباہ کن جہاز خریدنے کے لئے گفت و شنید کر رہا ہے

مفتی اعظم کے گھر میں بم پھٹا

قاہرہ ۶ - مارچ - مفتی اعظم فلسطین کے گھر میں آج ایک بم پھٹا جس سے دو افراد ہلاک ہوئے - بم پھٹنے سے پہلے مفتی اعظم جا چکے تھے اس لئے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا -

پاکستان کو فتح کرنے کی باتیں مضحکہ خیز ہیں

دہلی سے مسلمانوں کو نکالنے کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ آج وہاں کوئی کاریگر نہیں ملتا

ہندو راج کا نعرہ لگانے والوں کو مسٹر جے پرکاش نارائن کا جواب

صورت ۶ - مارچ - مہاتما گاندھی کا ایک تعلیم یافتہ ہندو کے ہاتھ سے مارا جانا اس بات کو ظاہر کرتا ہے - کہ ہماری سیاسی دنیا میں کوئی چیز فرقہ واریت سے بھی زیادہ بری وجود ہے - اس لئے صرف فرقہ وارانہ جماعتوں کو خلاف قانون قرار دینے سے موجودہ اخلاقی ابتری درست نہ ہوگی - مسٹر جے پرکاش نارائن نے یہاں ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مندرجہ بالا الفاظ کہے - اور یہ کہا کہ فرقہ وارانہ جماعتیں اس وقت خفیہ جماعتیں بن گئی ہیں اور باقی ہیں - جب تک کہ پبلک کی نیت کی تربیت نہ کی جائے گی - یہ برائی جڑ سے دور نہیں ہو سکتی ہے - پھر انہوں نے ہندوؤں کے مطالبے کا تذکرہ کیا اور کہا - کہ یہاں انسانوں کے تبادلے نے ملک کی اقتصادی حالت کو بگاڑ دیا ہے - آج دہلی میں بہت سے تاجروں کو کاریگر نہیں مل رہے ہیں کیونکہ سب مسلمان تھے اور وہ پاکستان چلے گئے ہیں - انڈیا ریلوے کے ساٹھ فی صدی ملازمین تھے - اس وجہ سے آج حالت یہ ہے - کہ کوئلہ کو منتقل ہو کر نہیں آ سکتا - کیونکہ رسل و رسائل کا انتظام بگڑ گیا ہے - اس سے ملک بھر کی صنعت کو نقصان پہنچ رہا ہے - جے پرکاش نارائن نے کہا آپ لوگوں کا فرض ہے کہ ہندوستان کی اقلیت کے دل میں اعتماد اور محفوظ ہونے کا احساس پیدا کیجئے - تاکہ ان کے دلوں پر فتح پائی جائے - پاکستان کو فتح کرنے کی باتیں فضول ہیں - کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں - کہ ہم اپنے درمیان میں بہت بڑی جری فوج بنا کر رکھیں - اگر ایسا کیا گیا اور سب مسلمانوں کو یہاں سے نکال دیا گیا - تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ دس کروڑ مسلمانوں کا ایک ٹھوس گروہ ہمیشہ ہندوؤں کا دشمن بنا رہے گا ہم ہندو راج کا مزہ بعض ہندو ریاستوں میں چکھ چکے ہیں - ان راجوں نے قوم کا روپیہ اپنی عیش و عشرت پر اسی وقت بہایا ہے - جب کہ ہمارا ملک آزادی کی جدوجہد کر رہا تھا - ہندو راج کے نعرے کا ایک نتیجہ یہ ہوگا - کہ ہندوستان بلقان کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا - سکھ اور مرہٹے اور شاید ہر ذات اور ہر چھوٹی ذات اس بات کی خواہش کریں گی کہ ان کی حکومت الگ بنائی جائے - جے پرکاش نارائن نے لوگوں سے اپیل کی کہ آپ اپنی اخلاقی حالت درست کیجئے تاکہ ملک کی خدمت کے لئے ایک اچھا عنصر پیدا ہو سکے - جے پرکاش نارائن نے ایک تجویز یہ بھی پیش کی کہ نوجوانوں کی اہلیتوں کو قومی مفاد کی راہوں پر لگانے کے لئے ضروری ہے کہ اٹھارہ انیس سال کے لڑکوں کے لئے فوجی تربیت لازمی قرار دیدی جائے اور اسی عمر کی لڑکیوں کی والنٹیر کور بنائی جائے ملک کے نوجوانوں کو فوجی تربیت دینا حکومت کا فرض ہے لیکن اگر حکومت اس کام کو نہیں کرتی ہے تو

طالب علموں کو خود اپنے لیڈر پیدا کر کے اس کام کو شروع کرنا چاہئے۔

فن تعمیر حیات

...وہ ہمدردی جو احساس کے معنوں میں ...دوں سے ہر حالت میں ہوتی ہے - ہم کو ہمدردی ...فاصوں ویسی ہی ہو سکتی ہے - جیسی کہ ان لوگوں ...حملہ کے خوف میں گرفتار ہیں - ہمدردی ہر رنگ ...مدعا کی - لفظ ہمدردی اب تخمینت کو مدعا کی ...بڑھانے کے لئے استعمال ہوتا ہے - ہم اپنے ...سے گویا باہر نکل کر کچھ وقت کے لئے دوسروں ...احساس کے ذریعہ کام کرتے ہیں - اور یہ وہ عمل ...جس سے ہم اس قابل ہوتے ہیں کہ بند کتاب کے ...ون کو سمجھ سکیں - یہ ہمارا اپنے آپ سے باہر ...تصور کا کام ہے - لیکن طاقت مدعا طاقت ...دی ہے - یہ دونوں طاقتیں مل کر کام کرتی ... لیکن یہ بتانا مشکل ہے - کہ فرداً فرداً ان ...دکی نیا خیال پیدا کرنے میں بحالت مجموعی ...ار کیا ہے -

تقدم احساس

احساس پہلے ہوتا ہے - اور ادراک اس کے بعد ...ہر ذہن کا ابتدائی راز ہے - شاعر گیت اور ...گانے کے قابل نظمیں کیسے لکھتا ہے - جس میں تخیل ...اور بلند پروازی عیاں ہے؟ کیا بروئے منطق؟ کیا یہ اظہار دلائل؟ نہیں پہلے احساس نمودار ہوتا ہے - اور ہمدردی کی ہیئت اختیار کرتا ہے ...نت - حسن - انسانی خوشی - دکھ - غم - موت ...ذی حس ذہنیت پر بہت زیادہ مؤثر ہوتے ہیں - اور شاعر بجائے اس کے کہ بے پروائی یا دشمنی کا اظہار کرے ہر امر واقعہ میں اس تندی کے ساتھ دل و جان سے داخل ہوتا ہے - کہ جیسے محل خوش ہوتا ہے - یا مغموم ہوتا ہے - کیونکہ اس کی شخصیت میں انوکھا احساس ہے - جس ہمدردی کی ضرورت شاعر کو ہے - اسی کی ضرورت کاروباری اور پیشہ ور آدمی کو بھی ہے - فرق صرف اتنا ہے کہ وہ مختلف طریقہ پر مختلف مقاصد میں اس کو استعمال کرتے ہیں حاکم عدالت ایک سنجیدہ فوجداری مقدمہ میں شہادت کا صحیح اندازہ لگانے کے لئے ہمدردی کو کام میں لاتا ہے - تاکہ اپنے آپ کو ملزم کے دل و دماغ میں داخل ہو کر سکے - کہ دونوں طرف کے گواہان کہاں تک قابل اعتبار ہیں - اگر وہ یہ نہ کرے اور سرسری طور پر شہادت کا وزن کرے تو بے انصافی کا زبردست احتمال ہوتا ہے - کاروباری آدمی بھی ہمدردی استعمال کرتا ہے - مثلاً ایک نئی ایجاد کی ہوئی مشین میں مندرجہ ذیل امور میں اظہار ہمدردی کرتا ہے (۱) مشین کہاں تک کار آمد ہے؟ (۲) اس پر کیا لاگت آئے گی؟ (۳) اشتہاروں کا خرچ نکال کر کیا بچت ہوگی؟ یا اشتہاروں کے خرچ کے لئے کہاں تک گنجائش ہوگی؟ (۴) اس کو کس قیمت پر بیچا جائے گا (۵) تقسیم کرنے والے پر اور استعمال کرنے والے پر اغلباً اس کا کیا اثر ہوگا -

جذباتی صفت یا خاصیت

اس طرح کاروباری آدمی اور حاکم عدالت اپنے اپنے حلقہ میں نئے خیالات حاصل کرتا ہے لیکن اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے - کہ اس کا دماغ خالقی ہو - ایسا دماغ جو بلحاظ تصور زرخیز ہو تو اس کو سب سے پہلے ہمدرد ہونا چاہیئے - اس کو صاحب احساس ہونا چاہیئے جس کا ہمرکاب تصور ہے - دونوں صفات ایک دوسری سے جدا نہیں ہو سکتیں - پس ظاہر ہے تصور کی ترتیب شروع مشق کا معاملہ نہیں ہے - بلکہ اس کا انحصار دماغی اور جذباتی صفات پر ہے اب تم پوچھ سکتے ہو - کہ تم ہمدردی کی طاقت کو کیسے ترقی دے سکتے ہو - ایک چیز ہی تم نے اس کو پہلے ہی ترقی دیدی ہے - اور وہ چیز تمہارا مقصد - مدعا اور مفاد ہے - ہر وہ چیز جس کے لئے تم پر جوش ہو ایسا مضمون لازمی طور پر ہے جس سے تم کو ہمدردی ہے - اور اگر تم نے اپنی حسوں کو ترتیب دی ہے - تو سمجھو کہ تم نے نئے احساس کو قدرت کی تمام حالتوں میں اور انسانیت کو اس کے بیشمار پہلوؤں میں بیدار کر دیا ہے - سستی - بدمزگی - خشک مزاجی - عداوت اور کاہلی سب غائب ہو گئی ہیں - اور ان کی جگہ تم کو وہ زندگی حاصل ہو گئی ہے جسے فردوس حیات کہنا چاہیئے - ہمدردی کا تنزل نقالی میں نہ ہونے دو - ایک دفعہ کا ذکر ہے - کہ ایک میر اپنے مصاحبوں کے ہمراہ کہیں جا رہا تھا - راستہ میں اتفاق سے اس کی پگڑی گر گئی - اس پر تمام مصاحبین نے سوائے ایک کے اپنے سردار کی تقلید میں اپنی اپنی پگڑی سر سے اتار کر زمین پر دے ماری اور سب اس ایک مصاحب کے جس نے اپنی پگڑی نہیں اتاری تھی پیچھے جھاڑ کے پیچھے پڑ گئے - مگر غور کیا جائے تو وہ ایک مصاحب جس نے اپنی پگڑی نہیں اتاری تھی - دلیر - خوددار اور معزز انسان اور ان سب لیموں نچوڑ خوشامدیوں سے بدرجہا بہتر تھا

ہمیں کیا کرنا چاہیئے

(۱) اس منفی خیال کو نزدیک نہ آنے دو - کہ نیا خیال بالکل ناممکن ہے - نئے خیالات ہر روز اور ہر گھنٹے پیدا ہوتے رہتے ہیں - اور کبھی کبھی ایسے مقامات میں جہاں ان کا نشان و گمان بھی نہیں ہوتا - پیدا ہو جاتے ہیں - (۲) انفرادی جانبداری سے پرہیز کرو - پرانے خیالات اس وقت تک اچھے ہیں جب تک کہ نئے خیالات اپنی بہتری ثابت نہ کریں - (۳) اگر ابتدا میں نئے خیالات کی آمد میں تساہل ہو - تو تم بے صبر نہ ہو - جو بیج بویا گیا ہے - وہ ضرور کبھی نہ کبھی پھل دیگا - پرانے خیالات نئے خیالات کے والدین ہیں - (۴) اونچی اور سطحی مطابقت سے مؤثر نہ ہو اختلاف اور مطابقت کو ذہن نشین کرو - (۵) قیاس غیر مصدقہ کی ایجاد کے خوف کے قریب نہ جاؤ یہ غلطی ہے - جو تجربے سے ثابت ہو جائے گی اور تم صداقت کے ایک منزل اور قریب ہو جاؤ گے - (۶) یہ کبھی نہ کہو کہ تم جدت خیال کے ناقابل ہو کم سے کم ایسے خیالات کو آزمائش کا موقعہ تو دو -

ہمیں کیا کرنا چاہیئے

(۱) ہر انسان کے بہترین لمحے ہوتے ہیں - تمہیں ان لمحوں کے جسمانی - مجلسی - اور دماغی تسلسل کا اپنے طور پر مطالعہ کرنا چاہیئے - (۲) مطابقتوں کو دیکھتے رہو - یہ عمل نئے خیالات کے پیدا کرنے کے لئے بہت مفید ہے (۳) اس سوال کا بار بار تقاضا کرو کہ کیا ہوگا؟ کیسے چیزیں موجودہ حالت سے بہتر حالت میں لائی جا سکتی ہیں؟ (باقی پھر)

بہاولپور اور مغربی پنجاب میں جھنگ کے کارخانہ کے مالکان ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں

ہندو تاجروں کے خروج کے بعد مسلمانوں نے بڑی کامیابی سے تجارتی خلا کو پُر کیا ہے!

کپاس کے متعلق حکومت پاکستان کی پالیسی کی توضیع

کراچی ۸ر مارچ۔ حکومت پاکستان کی کپاس کی پالیسی کے متعلق پاکستان کے محکمہ تجارت وصنعت و بہم رسانی نے مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا ہے۔

حکومت پاکستان کی توجہ ملک فیروز خان نون کے اخباری بیان کی طرف منعطف کرائی گئی ہے جس میں انہوں نے کپاس کے متعلق حکومت کی روش پر نکتہ چینی کی ہے۔ بعض بیشتر واقعات کی بناء پر ملک فیروز خان نے تنقید کی ہے۔ وہ درست نہیں۔ تقسیم پاکستان اور ملک اور حکومت پاکستان کی حکمت عملی کی وجہ سے کاشتکاروں کو اپنی کپاس سے بیش از بیش فوائد حاصل کرنے کے مواقعہ حاصل ہو گئے تھے۔ اور پاکستان کے جنم کے پہلے دو ہفتوں میں ہی سندھ میں کپاس کی قیمتوں سے اس کا ثبوت مل گیا تھا۔ حکومت پاکستان نے آئندہ تین ماہ کے لئے آزاد برآمدی پالیسی کا اعلان کر دیا۔ اور اکتوبر ۱۹۴۷ء میں برآمدی تاجروں کے تذبذب کے باوجود محض کاشتکاروں کے فائدہ کی خاطر حکومت نے خود اس معاملہ میں راہنمایانہ قدم اٹھایا۔ اس سے فصل کی فروختگی کی رفتار اس قدر تیز ہوئی کہ ۲۲ر جنوری ۱۹۴۸ء کو جب برآمد کو باضابطہ کرنے کی ضرورت پیش آئی اس وقت چار لاکھ گانٹھیں کراچی سے روانہ کی جا چکی تھیں۔ اور چار لاکھ گانٹھیں مزید سمندر پار ممالک کو اور ایک لاکھ گانٹھیں ہندوستان کو بھیجنے کے لئے سودا کیا جا چکا تھا۔ گویا کپاس کے سال کے ابتدائی پانچ ماہ میں دو تہائی فصل منڈی سے نکل چکی تھی۔ برآمد پر عارضی پابندی کی وجہ یہ تھی۔ ۱۹ر جنوری ۱۹۴۸ء کو حکومت ہند نے کپڑے پر سے کنٹرول ہٹا دیا تھا۔ اور اس کا امر ادیہ تھا۔ کہ ہندوستان کی بھیجی ہوئی کپڑے کی ہر ایک گانٹھ کے عوض پاکستان سے کپاس کی دو گانٹھیں روانہ کی جائیں۔ کپڑا باشندگان پاکستان کی لازمی ضروریات میں سے ہے اور جب تک پاکستان کی ضروریات کے لئے کپاس کی کافی مقدار بھی محفوظ کرنے کا انتظام نہ کر لیا جائے ہندوستان سے گفت وشنید کرنا بے سود تھا۔ اس لئے پاکستان نے دونوں ممالک کی باہمی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے سمجھوتہ کی پیش کش کی اور توقع ہے کہ اس کے متعلق چند دنوں کے اندر ہی قطعی اعلان کر دیا جائے گا۔

بدقسمتی سے یہ صحیح ہے کہ مغربی پنجاب کے کاشتکار اس سال منڈی کے اونچے نرخوں سے پورا فائدہ نہیں اٹھا سکے لیکن اس کی وجوہ وہ نہیں ہیں جو ملک فیروز خان نے بیان کی ہیں۔ حکومت کے خلاف ہندوستانی کارخانہ داروں کی محتاجی اور فرنگی برآمدی تاجروں کی اجارہ داری کے جو الزامات عائد کئے گئے ہیں۔ ان کا فیصلہ حکومت عوام پر چھوڑتی ہے۔ کپاس کے ہندو بیوپاریوں کے خروج کے بعد پاکستان کے بیوپاریوں نے جس خوش اسلوبی اور کامیابی سے اس خلا کو پُر کیا۔ اور ہر ایک فرقہ کے تاجروں کو جس فراخدلی سے اپنے تجارتی مشاغل میں مصروف رہنے کا موقعہ دیا اس کے لئے حکومت پاکستان انہیں مبارکباد کا مستحق سمجھتی ہے۔ ملک صاحب کی بڑی شکایت کہ ۲۲ فروری کے سرکاری کمیونک سے صرف فرنگیوں کو برآمد کا اجارہ حاصل ہو گیا تھا حقائق سے بے بنیاد ثابت ہو چکی ہے۔ ملک فیروز خان نون کا دوسرا الزام یہ ہے کہ حکومت پاکستان کے کمیونک نے تمام کپاس پیدا کرنے والوں اور صاف کرنے والوں کو دست وپا بستہ گیارہ اپریل ۱۹۴۸ء تک فرنگی ایجنٹوں کے حوالے کر دیا ہے۔ اور اس تاریخ تک اسٹیٹ کپاس خریدنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ ملک فیروز خاں نون یہ مشورہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ حکومت پاکستان فرنگی ایجنٹوں سے یہ دریافت کرے کہ ان کے پاس کتنا اسٹاک موجود ہے۔ اور وہ خود بیان فرماتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی اسٹاک نہیں۔ مگر بیان میں انہوں نے لاعلمی کا انکشاف کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ۵۲۰۰۰ گانٹھوں میں سے جن کی برآمد کے لئے اجازت نامے جاری کئے گئے تھے۔ نصف اسٹاک ابھی کراچی میں جہازوں پر لادنے کے لئے پڑا ہے کاشتکاروں کو جو فصل کی گری ہوئی قیمتیں مل رہی ہیں اس کی وجہ ملک فیروز خان نون کو جانے کراچی کے اپنے گھر کے قریب ہی تلاش کرنی چاہئیں۔ حکومت آگاہ ہے کہ مغربی پنجاب اور بہاولپور کے متعدد کارخانہ دار کپاس کی بہت کم قیمتیں ادا کر رہے ہیں۔ باوجود اس کے کہ حکومت نے عام تجارتی آسانیاں پیدا کرنے کی غرض سے فراخدلانہ شرح پر مالی امداد اور سرمایہ کی سہولتیں دے رکھی ہیں۔ نومبر ۱۹۴۷ء میں حکومت کی تنبیہ پر ابتدائی قیمتوں میں خواہ اضافہ ہو گیا تھا۔ ملک فیروز خاں نون قیمتوں کی موجودہ گراوٹ کو مالی امداد کی کمی سے تعبیر کرتے ہیں۔ پاکستانی مالی کارپوریشن چھ کروڑ کے سرمایہ سے بنایا گیا تھا۔ اور اس نے چتالیس جھنگ کارخانہ داروں کے لئے فی الجملہ ساڑھے آٹھ لاکھ روپے کے قرضے منظور کئے۔ انجام کار کارپوریشن سے صرف چوراسی ہزار کی رقم قرض لی گئی۔ اس حقیقت کے پیش نظر کہ حکومت کی طرف سے قرضوں کی منظوری کے باوجود کارخانہ داروں نے کارپوریشن سے قرضے حاصل نہیں کئے۔ یہ ثابت ہوتا ہے کہ نرخوں میں کمی کی وجہ مالی امداد کے فقدان کی وجہ سے پیدا نہیں ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ جھنگ کارخانوں کے مالکان موجودہ صورت حال سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بہاولپور اور مغربی پنجاب کی حکومتوں نے حکومت پاکستان کو یقین دلایا ہے کہ اگر کارخانہ داروں نے اپنے اعمال کی اصلاح نہ کی تو ان کے خلاف مناسب اقدام لئے جائیں گے۔ حکومت ان افواہوں کی تردید کرنا بھی ضروری خیال کرتی ہے کہ وہ کپاس پر برآمدی ٹیکس میں مزید اضافہ [illegible] ہے۔ اس خبر میں قطعی کوئی صداقت [illegible]

مغربی پاکستان میں گندم کی کا[illegible]

کراچی ۶ مارچ۔ پچھلے سال کے مقا[illegible] سال ۱۹۴۸ء کے لئے ۳۳۹۵۰ ایکڑ میں گ[illegible] کرنے کی پیش بینی کی گئی ہے۔ پچھلے سال ... ایکڑ میں گندم کاشت کرنے کا خیال ظاہر [illegible] اور اس سے ۵ء۴ فی صدی گھاٹا دکھا[illegible] ریاست بہاولپور کے سوا مغربی پاکستان [illegible] تمام صوبوں اور ریاستوں میں گندم کم پید[illegible] ہے۔ سندھ میں گندم خوب پیدا ہوئی۔ چنانچہ سندھ میں ۴ء۷ فیصدی اور ر[illegible] بہاولپور میں ۴ء۴ فیصدی گندم کی کا[illegible] بڑھ گئی ہے۔ مشرقی بنگال میں [illegible] ۸۸ ہزار ایکڑ رقبہ زیر کاشت لایا گیا۔ ا[illegible] گذشتہ سال کے [illegible] میں گندم کی کاشت [illegible] فیصدی بڑھ گئی ہے۔

اسلامی تاریخی ناولوں کا سلسلہ

ہمارے ناولوں کے متعلق کچھ معلومات

آج ہم اپنا پچیسواں[25] اسلامی تاریخی ناول پریس میں بھیج رہے ہیں۔ جس کا نام بلیدم ہے۔ ہمارے تاریخی سلسلہ کے ناولوں کی اشاعت تمام طول وعرض ہند میں بخوبی ہو چکی ہے۔ ہندوستان کے چپہ چپہ میں ان کے پڑھنے والے آپ کو بکثرت ملیں گے۔ ہم نے اپنے مخصوص پروگرام کے ماتحت اپنے مستقل ماہوار گاہکوں کے لئے ۲ ہزار کاپیاں طبع کرائی ہیں۔ باقی ۵۰۰ ناول لائبریریوں اور متفرق لینے والوں کے لئے طبع کیا ہے۔ اگر آپ بھی ہمارے مستقل خریدار بننا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی ایک خط لکھ دیں مستقل خریداروں کو محصول ڈاک کی رعایت دی جاتی ہے۔ ڈھائی روپے کا ناول مستقل خریدار کو صرف [illegible] میں محصول ڈاک کی رعایت سے ارسال کیا جاتا ہے۔ ہمارے ناول عام فہم زبان میں ہوتے ہیں۔ ان میں مسلمانوں کی تاریخی زندگی کا روشن پہلو پیش کیا جاتا ہے۔ بہت بڑے بڑے واقعات کو نہایت احتیاط سے پیش کرتے ہیں منشی صادق حسین صاحب کو ید طولےٰ حاصل ہے۔ زندگی کی گوناگوں تحقیقات کو بڑے دلچسپ پیرایہ میں بیان کرنے کا جو طریقہ منشی جی کو یاد ہے۔ وہ اور کسی مصنف کو یاد نہ ہوگا۔ منشی جی کے ناولوں کو لاکھوں مسلمانوں نے پڑھنے کے بعد پسند کیا ہے۔ اور اکثر پڑھنے والوں نے جب ان کا ایک ناول مطالع کیا۔ تو ان کے ذوق نے انہیں مجبور کیا۔ کہ وہ ان کے دیگر ناول بھی مطالعہ کریں۔ اگر آپ کی لائبریری میں فتح یرموک۔ فتح انطاکیہ۔ آستانہ کی حور۔ صعید وفلپانہ۔ آرمینیا کا چاند۔ شیر دکن حیدر علی۔ ٹیپو سلطان۔ فتح قسطنطنیہ۔ جوش جہاد۔ عالمگیر اورنگ زیب ہر سہ حصہ۔ سوکن کے چار چاند۔ مصطفیٰ کمال۔ جنگ صلیب وہلال۔ جانباز ترک وغیرہ نہ ہوں۔ تو آپ بڑے شوق سے ہمیں ایک کارڈ لکھ کر مکمل سٹ طلب کریں مستقل خریداروں کو خاص رعایت دی جاتی ہے۔ مشہد عشاق۔ قعر دریا۔ حق بحق دار۔ تماشہ گاہ عالم۔ ناول ۱۳۔ موتیوں کا جزیرہ۔ عذرا قریشی۔ بخیل کی دولت۔ حسن بن صباح۔ اگر آپ کو یہ ناول پڑھنے سے پسند نہ آویں۔ تو ہم آپ کے حلفیہ بیان پر آپ کو آپ کا کل روپیہ واپس کر دیں گے۔

ہماری خواہش ہے کہ آپ بھی ان ناولوں کو پڑھ لیں۔ یہ ناول ہر گھر میں پڑھے جانے کے لائق ہیں۔ ان میں بھی اسلامی زندگی۔ بہادران اسلام کی سرفروشیاں اور سچی قربانیاں نہایت پر لطف طریقہ سے دکھائی گئی ہیں۔ آج آپ ایک کارڈ ہمیں ضرور لکھیں کہ آپ کو کونسا ناول پسند ہے۔

مینیجر پیسہ اخبار لاہور

محمد حنیف